بعون خلاق کون ومکاں وفضل خالق زمین وزماں جل شانہ

مرآة السلاطین

ترجمہ

سیر المتاخرین

بمطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مطبوع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر ہی ایسے پاک پروردگار کا جسنے مجھسے ذرہ بیمقدار کو یہ عزت عطا فرمائی کہ باوجود ہیچمدانی کے مورد عنایات صاحب فضل و کرم سرچشمۂ لطف و نعم جناب فیضمآب خداوند نعمت ابر نیسان مکرمت خورشید اشتہار فلک اقتدار حاتم سخاوت رستم شجاعت ملجای ہنرمندان روزگار مرجع دانشمندان ہر دیار خدیو دل آگاہ نزدیک و دور **جناب منشی نولکشور صاحب** ثریا جاہ مالک مطبع اودہ اخبار نور اللہ شموس اقبالہ کا ہوا تفصیل اسکی یون ہی کہ ۱۸۷۱ عیسوی کو یہ عاصی **گوکل پرشاد** ولد گوردیال قوم سری باستب کہرہ بتلاش معاش دلخستہ شہر فیض بہر لکھنؤ مین وارد ہوا اول جناب معلی خطاب قدردان نوع بشر مروج علم و ہنر پنڈت شیونراین صاحب ڈپٹی انسپکٹر سررشتہ تعلیم مدارس ضلع لکھنؤ کے دامن دولت مین اوجھا چندے آسایش کی صورت ہوئی ناگاہ گردون دون نے رشک کھایا تفرقہ ڈالا جناب ممدوح بتقریب سیر وطن کشمیر کو نہضت فرما ہوئے راقم بھی طالع برگشتہ کی ناسازگاری سے وطن لوٹ جانے کو طیار ہوا کہ جناب منشی صاحب مقدم الذکر نے مسافر پروری فرمائی سیر المتاخرین کے ترجمے کا ارشاد صادر ہوا قید تردد آزاد کیا ترجمے کا نام لینا چھوٹا موںہہ بڑی بات ہی حق تو یون ہی کہ مسافر نوازی منظور ہوئی ورنہ اپنی لیاقت جسقدر ہی ظاہر بہرحال الامر فوق الادب لیکر قلم اوٹھایا سرسری جو معلوم ہوا نامۂ اعمال کے مانند کاغذ سیاہ کیا یا رب اپنے فضل و کرم سے اس تحفۂ محقر کو منظور خداوند نعمت فرما تاکہ مترجم کو سرخروئی ملے **قطعۂ تاریخ** آغاز ترجمے مین یہ دلکو ہوا خیال تو تاریخ ایسی لکھی

حصے مین اسکی خوشبو تک نہو — اس ملک کے جانورون مین فیل عجب کوہ پیکر تمثال ہی تیئیس برس کے بعد جوان اکیسویں
برس کی عمر طبعی پاتا ہی اسکی مادہ اٹھارہ مہینے کے بعد جنتی ہی یہ جانور جنگل کے سوا شہر و بستی مین جفتی نہین کھاتا
مگر شاذ و نادر — اگر ایسا ہو تو منحوس جانتے ہین — اگر جنگل ہی سے حاملہ آئے تو البتہ بستی مین وضع حمل کرتی ہی —
گرگدن بھی عجب قوی تن جانور ہی اسکے چارون پیر ہاتھی کیطرح اور گردن شیر کی سی اور آنکھہ موںہہ کان بیل کے رنگ پر
ہوتے ہین بہ نسبت دوسرے جانورون کے اسکا بدن نہایت سخت اور درشت ہوتا ہی اس جانور کو ہاتھی سے
نہایت سخت عداوت ہی ایک سینگ پیشانی پر بطور آلہ جنگ کے رکھتا ہی جسکے وسیلے سے ہاتھی کا پیٹ چاک کر ڈالتا ہی
اکثر دوسرے جنگلی جانورون پر غالب ہی — اسکا بھی توالد و تناسل جنگل ہی مین ہوا کرتا ہی گرفتاری دقت سے
ہوتی ہی شاذ و نادر پادشاہ اور امرا کے قید مین پھنستا ہی — گاومیش صحرائی نہایت جراتی اور تنومند ہوتا ہی
اگر شیر سے بھڑ جائے جان سے سیر کرے کبھی کبھی امرا لوگ اس جانور کی لڑائی کا تماشا کرتے ہین خواہ ہم جنس
یا شیر سے لڑاتے ہین — گجراتی بیل نہایت جلد رفتار و صبا تگ ہوتا ہی کہتے ہین کہ گجرات احمد آباد کی ولایت مین
اکثر راہزن لوگ انہین بیلون کو ارابہ مین جوت کر مسافرون کی لوٹ مار کیا کرتے ہین یہ جانور اوس ڈپٹ سے تیز رو ہوتا ہی
کہ گھوڑے کا سوار پاس نہین جا سکتا — ارابہ جسے بہل اور رتھہ کہتے ہین مخصوص اسے ہندوستان کے
عقلا نے ایجاد کیا ہی بڑی عیش و آرام کی سواری ہی سایہ دار نشیمن کے ڈول کا بناتے ہین دو تین آدمی سوار ہو کر قطع منزل کر سکتے ہین
دو تین آدمی باہم سوار ہو سکتے ہین

ذکر بعض مقالات و علوم مردم ہند

شیخ ابو الفضل محرر اکبر نامہ نے تیسرے دفتر مین جسکا نام آئین اکبری ہی یہان کے باشندون کے علم اور رسوم کا ذکر کمال تحقیقات
سے تحریر کیا ہی جسکی منشا اوسکی دریافت کی ہو اوس کتاب کو ملاحظہ کرے — اس مقام پر کسیقدر مشتاقون کے
واسطے خلاصہ اظہار ہوتا ہی حقیقت آفرینش کی اٹھارہ ہزار قسم اور اس سے بھی زیادہ شمار کیا ہی اور تعجب انگیز حکایتین مرقوم
ہوتی ہین اور ہر بار انگ نئی نئی رنگ سے ہستی کے غنچے کھلے ہین یہان پر وہ ایک قسم بیان ہوتی ہی جسپر اعاظم ہنود
قائل ہین — و ہو ہذا — اول جس تعین پر کہ حضرت وجود نے تعلق پکڑا اور خاص جلوہ دکھلایا — اوسکا نام برہما ہی
شاید کہ عقل اول سے مراد ہو — القصہ اوس سے چار شخص نے وجود قبول کیا — سنک — سنندن — سناتن
— سنکمار — ہر ایک کو پیدایش خلقت کا اشارا ہوا — مگر چونکہ ہر ایک کو ذات قدسی سے بکثرت توجہ تھی اس
کام کی طرف توجہ نکی — اوسوقت دوبارہ اپنی پیشانی سے مہادیو کو ظاہر کیا ازبسکہ اسکے وجود مین جلال کی
کثرت دیکھی پیدائش کی صورت اسمین بنائی پس دس نفر دیگر ظاہر کیے غالب کہ عشور عشرہ سے مدعا ہو پس ازین
اپنے پیکر سے ایک جوڑا عورت و مرد کا پیدا کیا — من وست روکا نام — من نام مرد اور ست روکا عورت

بجای آدم اور حوا کی نام مقرر کیے پس پیدایش کی آغاز ہونی شروع ہوئی — بعض اسپر قائل ہین کہ اول تعین عورت کی ہیکل پر ہوا جسکا نام تھا پچھی ہے ظاہرا قوت اور مشیت سے مراد رکھی ہو — بعضون نے آفتاب کو سیدۂ آفرینش سمجھا ہی — اسکا سبب یہی ہی کہ ایسے بڑے ستارے کو موالید ثلاثہ مین قوی التاثیر جانتے ہین — کم عقلون نے سمجھا ہی کہ عالم علوی مین بھی اسکی رسائی ہوگی اور ایک عالم اوسکا آثار ہی — حکمای ہند کے نزدیک پانچ عنصر ہین چار عنصر مشہورہ پر ایک عنصر — آکاس — نامے کو بدھامے اور اس عنصر کو ہر جگہ اور ہر شخص پر محیط سمجھتے ہین — آسمان کے قائل نہین دایرون پر شمار ہی — منطقہ کو بارہ حصہ کرکے ہر حصہ کا نام بطور معتقدان عربی کے علاحدہ علاحدہ مقرر کیا ہی اور حصہ کو راس کہتے ہین — ستارون کو اجسام سفلی اور آفتاب سے نور پانے والے جانتے ہین — ہو ہفت ستارون کے نام مقرر کردیے ایام ہفتہ سے نسبت دیتے ہین اور سورج کو نور بخت اور پیوند نفس قدسی کو ہر ایک کے ساتھ سمجھتے ہین — بعضے ستارون کو نفوس بشری سمجھتے اور کہتے ہین — کہ عنصری جان کے تین گلانی اور ہوای نفسانی کے فرو کرنے سے اس مرتبۂ عالی کو پہونچے — زمین کو گول تصور کرتے ہین لیکن یہ بھی اعتقاد ہی کہ کرۂ زمین مین سات بڑے جزیرے ہین اور ہر جزیرے کا محیط ایک ایک دریا ہی ان سبھون کے نام بھی مقرر ہین — اونہین جزیرون مین سے یہ ایک جزیرہ ہی جسمین ہند اور چین — عرب — عجم — فرنگ ترکستان آباد ہی یہ قول متقدمینون کا ہی — تمام عالم کے تین حصہ کیے ہین حصۂ بالا سرگ لوگ نام کو نیکنامون کا محل یاداشت سمجھتے ہین اور حصہ درمیانہ اکثر انکے مقالات یونانیون کے طور پر ہین — اور کیا عجب کہ زمانۂ آخرین کے نئے عقل لوگ اپنی تفکری یا برہمنان نے عقل کی پیروی سے اسطرح پر تعبیر کرتے ہین اور عالم کو سہ گونہ حصہ کا ہی بھولوک نام کو اور نیز دیگر جانداران بنی آدم کا جای قیام اور حصۂ پائین کو پاتال ایسے بدکارون کی سزا کا محل جانتے ہین — درصورت تسلیم ممکن ہی کہ مبدع حقیقی نے ہر بار نئے طور پر آفرینش کائنات کی فرمائی ہو اسی سے چگونگی احوال حقیقت مین مختلف قول بیان کیا ہی — خلاصہ یہ ہی کہ سلسلۂ پیدایش مین ایک مرد ایک عورت سے قائل ہین — بعد پیدا ہونے آدمی زاد کے جسوقت کسیقدر کثرت انمین ظاہر ہوئی برہمانے انکو چار قسم کرکے ہر چہار طرف نامزد کیا — ان سب کے سردار کو جو صاحب علم و فضل اور زاہد اور باطاعت تھے برہمن نام رکھا اور صاحبان تہور اور شجاعت کو چھتری — اور صاحبان تجارت اور زراعت اور صناعت شریفہ کو بیس — اور اہل حرفہ رذیلہ کو شودر کا لقب دیا برہمنون کا نام تحصیل علم اور عبادت اور علم سے فیض پہوچانا اور تپشیا کرنا اور دوسرون کو خدا کی راہ دکھلانا اور چھتری کا مشغلہ خراج ستانی اور سروری اور رعیت پروری اور ملک داری اور برہمنون کی حفاظت اور خدمت کرنا اور بیس کا پیشہ کشتکاری اور سوداگری اور دیگر صنائع شریفہ مین مشغول ہونا اور شودر کا کاروبار کمینہ صنعتین اور ہر سہ فرقۂ بالا کی خدمتگذاری مین مشغول ہونا مقرر ہوا

اوتار

جو فرقۂ ہنود مین خدا کرکے مشہور ہی فی الحقیقت ہندؤون کا اعتقاد یہی ہی شاذ و نادر کوئی بد اعتقاد ہو در حقیقت نے الفعل
فقط ایک شبہہ ہی جو کلام قدما کی باریکیون کے دریافت کرنے مین متاخرین کو عائد ہوا حقیقت حال اسکا یہ ہی کہ ہر دور مین
جیسے یہ لوگ ست جگ — تریتا — دواپر — کلجگ کہتے ہین دس گیارہ وجود مختلف صورتون پر خاص اپنی اپنی
قدرت دکھلانے کو ظاہر ہوئے اور کارہاے دشوار کو انجام دیا — ہر ایک اونمین سے اپنے عہد مین ایک نام سے
موسوم ہو کر فرمان روا ہوا اور دیگر خلائق فرمان پذیر رہے ہین — محققان ہند کا یہ قول ہی کہ خداوند بیچون
اوس امر کے واسطے جسکا فائدہ آفریدہ کو ملے پیکر عنصری کو اپنے نور سے شرف بخشتا اور اوسکے حال پر توجہات
کما ینبغی روا رکہتا ہی اوسکے وسیلے سے ایسے امور کو ظہور دیتا ہی جو انسان کی آنکھون مین ایک عجائبات سا معلوم ہوتا
ہے — کسیطرح کا غبار اوسکے دامن حال پر نہین بیٹھتا اگرچہ عقلای ہند اوسکی طرف رجوع لاتے ہین — اور جو کہ
کسیقدر موجودات مین اپنی فروغ قدرت سے کچھہ جھلک چھوڑتا ہی اور اوس جھلک سے شگرفکاری کی قدرت اونمین
آجاتی ہی اوسے انش اوتار کہتے ہین — اور کسی موجود کو نور فروغ الٰہی سے محروم نہین سمجھتے انس اوتار شمار ہین —
اور پورن اوتار ہر چار جگ مین ذی مرتبہ ہوا ہی اور آج تک اسی دور مین نو اوتار ہوئے ہین — اول **مچھہ اوتار**
جو پیکر ماہی مین عجائبات آثار اور انوار کردگار کا مظہر ہوا کہتے ہین کہ پایان دکن ملک دراہین واقع شہر بہدرواتی
زمانہ ست جگ مین پھاگن شوکل پچھہ اکادشی کو واقع ہوا راجہ من جسنے دو لکھہ برس دنیا سے ہاتھہ جہاڑ کر ریاضت
گیری کی تھی ایک مرتبہ دریای کرت مالا مین اشنان کرتا تھا ناگاہ ایک مچھلی اوسکے ہاتھہ لگی اوسنے کہا کہ مجھے
نگاہ رکھہ ایک رات دن ہاتھہ مین تھی آخر رونا شروع کیا تب راجہ نے گھڑے مین چھوڑا جب وہان بھی سمائی نہوئی
کنوئین کی چاہ ہوئی جب کنوے مین بھی کوئی صورت آسایش کی نہوئی تالاب بزرگ مین پہونچایا وہان بھی وہی
شور کھایا تب بحر گنگ مین پہونچائی جسوقت وہان بھی ندرائی دریاے شور مین لا ڈالا یہان بھی اوسنے بڑے
زور و شور سے ہاتھہ پیر نکالا تمام دریا پر محیط ہوئی تب تو راجا کے دلمین یہ لہر اوٹھی کہ یہ موج کسی دوسرے
ہی قلزم سے ہی پس ثنا و صفت مین تر زبان ہو کر جویاے اسرار ہوا — جواب پایا کہ دریاے خدائی کا ناخدا
ہون اس جانور کو اپنے بعض آثار کا مظہر بنایا تاکہ تیری اور چند دیگر برگزیدگان درگاہ کی رستگاری ہو —
آگاہ ہو کہ بعد ایک ہفتہ کے دریاے جلال موج زن ہو تمام جہان عالم آب ہو جائیگا پس تو فلانی کشتی پر
مع دیگر دیوتاؤن اور اولیاؤ کے بیٹھنا اور اوس کشتی کو اس شاخ سے جو کہ مجھہ سے نمودار ہی متعلق کر —
ستره لاکھہ ۲۸ ہزار برس پانی کا طوفان تھا بعدہ پوشیدہ ہوگیا — **گورم اوتار** یہ اوتار دور ست جگ
مین واقع ماہ کاتک سکل پچھہ دواد شی کو کچھوے کے قالب مین ہوا — سبب اس اوتار کا یہ ہی کہ دیوتا دون

نے یہ ارادہ کیا کہ دریاے شیر سے روغن کے مانند آبحیات نکالین متھانی کے جگہ مین منہ کو جو کل پہاڑون سے بزرگ ہی دیوتا لوگ مستعمل کرتے تھے لیکن یہ پہاڑ بسبب گرانی کے دریا مین جھک جاتا اسی سبب سے کچ ہوجاتا تھا — پس ایزد بیچون نے اوس صورت کو جلوہ گر فرمایا اوسنے اوس پہاڑ کو اپنے کندھے پر اوٹھالیا دیوتاؤن نے اپنا کام دل حاصل کیا — اس کار شگرف سے چودہ رتن برآمد ہوئے — لچھمین — یہ عروس کی شکل سے ظاہر ہوئی — گوستیہ من — گوہر روشن بے بہا — پارجاتک برچھہ — عجب طرحکا درخت جسکے پھول کبھی پژمردہ نہون اوسکی بو نے تمام دنیا کو معطر کیا بعض کا یہ عقیدہ ہی کہ جو خواہش ہو اس سے برآمد ہو اوسیکا نام کلپ برچھہ بھی ہی — سرا یادہ دہنتر — حکیم جسکے داہنے ہاتھہ مین جونک اور بائین مین بوٹی تھی اور بیمار کو تندرست اور مردہ کو زندہ کرتا تھا — چندرمان — جو تمام عالم کو روشن کرتا — کام دھین — مادہ گاؤ جو تمنا ہو اوسکی پستان سے برآمد ہو — ایرایت ہاتھی جسکے چار دانت تھے — سنکھہ — سفید مہرہ خاصیت اسکی یہ کہ جسکے پاس ہو وہ ہمیشہ فتح مند رہے — بکھہ — یعنے زہر جانگزا امرت — یعنی آبحیات — رنبھا — یعنی زن خوشخو — اس — گھوڑا ہفت سرکا — سارنگ دھنک یعنی کمان جسکا تیر بے تقریب نہ جاوے اور ہرگز خطا نکرے — جسوقت اسقدر گرانمایہ اشیا ظاہر ہوگئی وہ صورت زیر زمین ناپدید ہوئی مگر ابھی تک زندہ سمجھتے ہین **باراہ اوتار** ست جگ مین کاتک مہینے کی پورنماشی کو ہاورت شہر مین اودھ اور مصرکھہ کے نزدیک ظاہر ہوا — کیفیت یہ ہی کہ کسی ڈھب سے دیتون کے گروہ مین سے بڑی مدت تک حق تعالی کی عبادت اور بدن کے گلانے مین بسر کی ایکروز ذات مقدس نے کسی طرز پر اوسپر جلوہ گر ہوکر فرمایا کہ تیری خواہش کیا ہی — وہ دیت اس گفتار دل آویز سے پگھل گیا — لکو کہا جانوران جانستان کا نام لیکر کہا کہ انکے گزند سے رہائی پاؤن اور تمام آفاق کی سرداری میرے ہاتھہ ہو — خواہش خدا تھوڑے ہی زمانہ مین کامرانی حاصل ہوئی حکومت عالم علوی کی کسی اپنے خویش کو دی — دیوتا برہما کے ساتھہ بشن کے حضور مین دوڑے اور چارۂ کار کے ملتجی ہوئے چونکہ بروقت خواہش حفاظت گزند جانداران سے نام باراہ کا اس بیراہ دیت نے نہ لیا تھا — جواب ہوا کہ عنقریب ہم بصورت باراہ ظاہر ہوکر اوسکے بیخ ہستی کو جڑ سے اوکھاڑ دینگے پس ازان تھوڑی مدت کے بعد اوس صورت نے جلوہ فرمایا اور پاتال مین اوسکے تخت پر جا دوڑا اور اوسے نہانخانۂ عدم کو روانہ کیا — اسکے ظہور کی مدت ایک ہزار سال کی کہتے ہین — **نرسنگھہ اوتار** یہ ایک ایسا پیکر تھا جسکا آدھا دھڑ کمر سے اوپر شیر کے ہمسر تھا اور نیچے کے طرف انسانی تھا ست جگ مہینے بیساکھہ شکل پچھہ چودہوین کو ہرن پور مین جسکا نام سندلی مشہور ہی نزدیک آگرہ کے ظاہر ہوا وجہ اسکی یہ ہوئی کہ ایک شخص ہرن کشب نام دیت نے

مدت تک نفس وتن کی گدازش کی تا آنکہ ایزد بیہمال نے اوسپر جلوہ فرما کر تمناے دلی دریافت کی اسنے اول
عرض کیا کہ آرزو یہ ہی کہ میری موت نہ دنمین ہو نہ رات مین اور ہر ایک جانستان سے محفوظ رہون بعد ازان عالم بالا
اور پائین کا مستدعی ہوا — بارے عرض قبول ہوئی اب کیا پونچھنا تھا دیوتاؤن کو اطاعت کرنی پڑی —
بد نہادون سے زمین پر بار ہوا — اوسوقت بزرگ لوگون نے برہمہا کے وسیلہ سے بشن کے حضور مین چارہ جوئی
کی — خواہش مستغیثون کی برلانے کا وعدہ ہوا لکھا ہی کہ اوس دیت کے ایک لڑکا تھا پرلادہ نام مانند
خداشناسون کے حق پسند کیا اور باپ کے برخلاف پاپ پن کی تمیز کر کے راہ تنگ مین قدم رکھتا اوسکا باپ
ہر چند ہر طرح کے آزار پہونچاتا اور اوسے اس چال چلن سے تخویف کرتا مگر ثابت قدمون کا پیر ہٹانا ہر نئے سر دیا کا
کام نہین ہرگز اوس نیک روش نے اپنے گمراہ پدر کے طریقے مین قدم نسارا تب اوس راہ فراموش نے کہا
کہ اپنے پروردگار کا پتا دے اوسنے کہا ہر مقام پر جلوہ گر ہی زمین وآسمان اوسکے جلوۂ تجلی سے پُر ہی —
اور مزید سمجھانے کے لیے کہہ اوٹھا کہ اس ستون مین بھی اوسکا ظہور ہی — اس پتے کے سنتے ہی اوس
گردن زدنی نے ایک ہاتھ شمشیر کا اوس ستون پر مارا سر دست قدرت آلہی سے صورت مذکورۂ بالا پیدا
ہوئی اور اوس بیدینے وکاسینہ وجگر پھاڑ ڈالا — اوسوقت نہ دن تھا نہ رات دونو وقت ملتے تھے
— پس اوس دستگیر بیچارگان نے پرلاد سے خواہش دلی استفسار فرمائی اوس سربلند عالی فطرت نے
کسی فراز و نشیب کی طرف سر نکیا اپنی زندہ دلی سے جیون مکت کی خواہش ظاہر کی ظہور اس صورت کا سو سال تک رہا

باون اوتار ترتیا کے زمانہ مین واقع ماہ بہادون سکل پچھہ دوادشی شہر ہون بھدرا مین ساحل نربدا پر
کشب بن مریخ بن برمہا کے مکان مین ادت کے پیٹ سے پیدا ہوا اس اوتار نے ایکہزار برس فرمان روائی
کی — کیفیت اسکی یہ ہوئی کہ ایک شخص بل نام قوم دیت نے تینون لوک کی سلطنت حاصل کرنیکے واسطے
ریاضت کی خداوند تعالی نے اونکی آرزو پوری کی بڑی عظمت کی خلافت حاصل ہوئی۔ دیوتاؤن کو صاف کر کے
اوسیطرح فرمان روائی پر معاف کیا اور ہر قسم کی جگ کین — لیکن جو کچھہ اس طریقہ مین دیوتاؤن کو صدقہ
دینے مین اوسے نہ بجالایا — دیوتاؤن نے اوسکے انہدام بنیان خلافت کے لیے حضرت بشن جی سے
التماس کیا اونہون نے انجام کام سے آگہی دیکر بولا کے تسکین دلی عطا فرمائی — اور اوسی سال اور مہینے مین
چہرہ ہستی روشن فرمایا جسوقت وہ نور حقیقت حسب رسم بشریت کے تابع ہوا حکیم برددواج کی خدمت مین
استفادہ لینے لگا اور اپنے استاد کے ہمراہ راجہ کے جگ مین جو بمقام کرکہت مقرر ہوئی تھی گیا راجہ نے
بموجب شان شہریاری کے اسکی خواہش دریافت کی اسنے کہا کہ اے راجہ اپنے تین پیر کی چوڑائی کے برابر زمین کا
طلبگار ہون اسپر راجہ سراپا غضبناک ہوکر بولا کہ مجھہ ایسے سرفراز سزاوار راجگان والا تبار سے تنے سہ پیر کی ایسی

حقیر خواہش چاہنا نا سزاوار ہی خیر چار ناچار راجہ نے قبول کیا اوس شخص نے اول مرتبہ اپنا قدم بڑھایا کہ طبقۂ زمین
اور پاتال پامال ہوا دوسرے پیر نے ایسی فراخی دکھلائی کہ طبقۂ بالا مین تنگی نظر آئی اب تیسرے قدم رکھنے کو راجہ نے
اپنے تئین دست بستہ حوالہ کیا ازبسکہ راجہ نکوکاری مین برگزیدہ تھا اوسنے سرکوبی سے معاف کرکے حکومت
پاتال کی نامزد کردی پرسرام اوتار یہ اوتار ہیکل انسانی مین ہوا جمدگن برہمن کے گھر مین اور رنیکا عورت کے
شکم سے ترپتا جگ مین بیباکھ سکل پچھ ترودسی موضع رنگتا متصل آگرہ کے ظہور ہوا — کارت وبرج نام ایک لنگڑا
بولا دیت فرمانروائی مین بیٹھا اور اپنے ہاتھ نہونے سے بیدست و پا ہو کر دست بستہ کوہ کیلاش پر پہونچا عبادت
کرنے لگا — مہادیو نے دست شفقت سے اوسے سرفراز فرمایا اور ہاتھون ہاتھ اوسے ہزار ہاتھ عطا فرمائے اوسوقت
تینون لوک کی راجگی پر اسکی دسترس ہوئی اب دیوتاؤن پر دراز دستی کرنے لگا جور و بدعت کیطرف ہاتھ پانون پھیلانے لگا
آخر اوسکے ہاتھ سے تنگ ہو کر ہر ایک دست بدعا ہوا کہ الٰہی اس موذی کے سرپنجہ سے بچالو خدا کی درگاہ مین یہ ملتمس
مقرون باجابت ہوئی — کہتے ہین کہ جمدگن سری مہادیو کا مظہر اور رنیکا ادت سے جو تمام دیوتاؤن کی مان ہی
اس سے پانچ لڑکے پیدا ہوئے - پانچوان پرسرام کیلاس پہاڑ پر مہادیوجی کی خدمت مین ادب آموزی کرتا تھا
اور باپ اوسکا جمدگن جنگل مین عبادت سے دلشاد تھا ایکروز کارت وبرج سرکار کے عیش مین پھنسا تھا قضارا
راجہ اوسکے گوشۂ عبادت کے جانب جا گذرا اور بھوکھ اور پیاس سکے بجھانے کے واسطے لرکھرانے لگا اوسنے جیسی
خورش بادشاہون کی ہوتی ہی خوردنی اور نوشیدنی اور گوناگون جواہرات وغیرہ حضور مین حاضر کیے راجہ کو تعجب ہوا
فرمایا جب تک حقیقت حال سے آگاہ نہونگا واللہ اس سامان مین ہاتھ نڈالونگا اوسوقت اوسنے کہا کہ اندر راجہ
جو عالم علوی کا فرمانروا ہی مجھکو گاو کامدھین عطا فرمائی ہی — اس شگفت ماجرے سے راجہ کے دلمین حرص
پیدا ہوئی اسکی خواہش مین جیسے کلبلایا آخر زرکا کہہ بیٹھا — اوسنے جواب دیا کہ بے اجازت اندر کے میری یہ
خواہش عدیم الحصول ہی دنیا کے شکوہ و دبدبہ سے ایسی چیز نہین حاصل ہوسکتی راجہ کو اس کلام سے بیکار غصہ آیا
آمادہ پیکار ہوا یہان تک کہ لڑائی مین پیش قدمی کی فیمابین سے جنگ درپیش ہوئی مگر کچھ پیش نہ گئی — آخر رات کو
چھپ کر آیا اور جمدگن کا کام تمام کیا مگر گاؤ سے کہین نشان نملا — رنیکا نے پرسرام اپنے لڑکے کو بلا کر رسم کریا کرم
بجالائی اور خود حسب آئین مروجہ آتش محبت مین جلکر خاک ہوگئی اور پرسرام کو گوشمالی پر آمادہ کرگئی یہ شخص اپنی قدرت
ابداعی سے راجہ کی لڑائی کو گیا اکیس مرتبہ چڑھائی ہوئی آخرکار راجہ کے دلمین ایسا رعب ہوا کہ اپنا قالب نقد
روح سے خالی کیا دیوتاؤن کو فرمان روائی حاصل ہوئی — دنیا کے خزانہ جو اکٹھے ہوئے تھے کار نیک جگون مین
صرف کیے بعدہ ہر طرف سے اپنا ہاتھ ہٹا کر تنہائی اختیار کی معتقدان ہند کے نزدیک ابھی تک سوی پرسرام
مندراپہاڑ پر زمین کوکن مین زندہ ہین رام اوتار کیفیت اسکی یون ہی کہ ایک شخص راون نام راکس جسکا سلسلہ

دو پشت سے برمہا تک پہونچتا ہے تھا اسکے دس سر اور بیس ہاتھ تھے جسوقت اوسکی فرمان بری سے دیوتا
عاجز ہوئے حسب رسم ماضی اوسکی سرزنش کے مستدعی ہوئے انجام کار ترتیا جگ مین مہینے چیت سوکل پچھہ
نومی کو اودھ مین راجہ جسرت کی کوسلیا رانی سے رام نام آثار مقدس کا ظہور ہوا۔ اور مدت تک دشت نوردی
اور پاکیزہ مقامات کی زیارت مین بسر کیا آخر کار راون کو روانۂ عدم کرکے گیارہ ہزار برس حکمران رہے
اور اچھے اچھے آئین جاری فرمائے **کشن اوتار**۔ چار ہزار کسیقدر زیادہ گذرا ہوگا کہ اوگرسین نامے
ہادون ہر زبانی کرتا تھا اوسکا تختگاہ متھرا تھا اوسکا لڑکا کنس بڑا چیرہ دست ہوا اپنے باپ کو حکومت سے
برطرف کرکے خود خلافت کرنے اور ظلم وجفا کی راہ مین قدم دھرنے لگا اور نیز جراسندہ اور سس پال دیتون نے
ظلم رانی اختیار کی زمین گناہون اور جفاؤن کے بار سے گھبرا گئی گاؤ کے قالب مین جا کر بشن کے حضور مین فریاد خوان
ہوئی وہان سے کشن کے حوالہ ہوا۔ ادھر نجومیون نے کنس کو خبر دی کہ اسی نزدیکی مین ایک شخص پیدا ہوا اور تیرا
جان و مال نابود کرے اوس بیر نابالغ نے اس صدا کے سنتے ہی نئی بدعت پیدا کی کہ جو نیا لڑکا پیدا ہوتا اوسے
مروا ڈالتا ہر سال صدہا خون کرڈالے تا آنکہ اوسکی بہن دیوکی کا عقد بسدیو جادون کے ساتھہ ہوا اس درمیان مین
آواز ہوئی کہ اسکا آٹھوان لڑکا تیرے جام حیات کو چھلکا دیگا۔ کنس نے اس راز کے کھلنے سے اون دونون
عورت و مرد کو بندیخانہ مین قید کیا جو لڑکا اونسے پیدا ہوتا اوسے نہانخانۂ عدم کو بھیجتا تا آنکہ نوبت ظہور ایزدی
نور سری کشن کی ہوئی اوسوقت بیدار بختی نے چوکیدارون کو خواب غفلت مین بے خبر کیا اور محبس کی زنجیرین
اور دروازے کھل گئے وہ نور خدا سخن سرا ہوا کہ جمن پار اسیوقت نند اہیر کے مکان مین لڑکی ہوئی ہے اور اہل خانہ
خواب مین سرشار ہین مجھے وہان پر پہونچا دو اور لڑکی کو لے آؤ جسوقت بسدیو اوس کام مین متوجہ ہوا دریائے
جمن پایاب ہوگیا آخر بموجب فرمانے کے تعمیل ہوئی۔ نوین برس مین کنس کی گردن توڑی اوگرسین کو قید سے
رہائی دی خود تخت حکومت پر بیٹھا ایکسو پانچ برس عالم افروز رہا سولہ ہزار ایکسو آٹھہ رانیان اسکے تھین اور ہر ایک
سے دس لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اور باوجود کثرت زنان کے ہر ایک عورت یہ جانتی تھی کہ آج کی رات
مہری کشن مجھی سے ہم بستر رہا **بودھ اوتار**۔ دور کلجگ مین واقع مہینے بیساکھہ سکل پچھہ ستمین کو شہر گیا
مین راجہ سدہودہن کے گھر مین مایا کے برج حمل سے طلوع ہوا چونکہ لڑائیان بہت ہوئین سری بشن نے چاہا
کہ انسانی پیکر ہوکر پیدا اور جگ کی نکوہش کرے اس سبب سے یہ ظہور ہوا اور سو سال تک دنیا مین جلوہ فروز رہے
کلنکی اوتار۔ آخر زمانہ کلجگ مہینے ماگہ سکل پچھہ دسمی کو شہر سنبھل مین بشن جن برہمن کے جورو جسوتی سے
برآمد ہوئی اور سو سال پایدار رہے۔ کہتے ہین ایسا زمانہ آویگا کہ صاحب انصاف راجہ نہوگا اور بدکاری کثرت سے
شروع ہوگی غلہ کی گرانی ہو عمر کوتاہ در بیس ہو تیس برس سے زیادہ زندگانی وفا نکرے موت کی گرم بازاری رہے

اوسوقت اینہ بیہال جاینگے کار کیواسطے ہیکل انسانی مین متوجہ ہو کر جہان کو انصاف سے آباد کرے ۔ بعضون نے اس دس اوتار پر چودہ اور بڑھا کر چوبیس لکھے ہین اور ہر ایک کا کارنامہ تحریر کیا ہی اور قسم قسم کی صورتین چاندی اور سونے سے بنا کر پرستش کرتے ہین ۔ مگر جین ۔ بودہ ۔ پوران اوتار مین نہین ۔ المختصر اس ملک کے رہنے والون کا اعتقاد یہ ہی کہ ایجاد خلقت کا وسیلہ برہما ہی اور بوسیلۂ الہام کے ایک کتاب جسکا نام بید شریف ہی زبان برہما سے مرتب ہوئی بعد ازان پیروان برہمانے اوسکی تفسیرین لکھین اور چھہ کتابین بنائین اونکو کھٹ درسن یعنی چھہ قسم کا علم کہتے ہین انکو شاستر اور کتاب کو بید کہتے ہین بعض کا کلام ہی کہ حکیم بیاس نے چار جزو کر کے ہر ایک کا ایک خاص نام تعین کیا یعنی رگ بید ۔ ججر بید ۔ شام بید ۔ اتھربن بید ۔ بعض کا یہ مقال ہی کہ برہما کے چار بیٹے تھے یہ کتابین مذکورۂ بالا ترتیب ہوئین ۔ جزاول تفسیر ۔ نیاے شاستر ہی مؤلف اسکا گوتم رکھہ ۔ دوسرا پاتنجل شاستر اسکا مؤلف کنا دنامے دانشمند ہی ۔ تیسرا سانکہ شاستر موجد اسکا کپل ہی ۔ چوتھا پاتنجل شاستر موجد اسکا پتنجال ہی ۔ پانچوان بیدانت شاستر جسکو بیاس جی نے تالیف کیا چھٹا میمان شاستر جسکی ایجاد حکیم چھمن نے فرمائی ۔ علاوہ ان شاسترون کے اور بھی شاستر ہین مثلاً دھرم شاستر جو کہ اہل ہنود مین بمرتبۂ علم فقہ کے ہی اسکے ذریعہ سے اعمال اور افعال اور عبادت اور ریاضت اور برت اور خیرات اور گناہون کی چارہ سوزی اور توبہ مع دیگر معاملات چارون برن کے دریافت ہوتے ہین ۔ کرم بپاک شاستر اسمین وہ علم ہی جسکے دریافت ہونے سے انسان آلام بدنی اور عارضون کی کیفیت معلوم کر سکتا ہی کہ یہ مرض فلانی گناہ کے مکافات مین ہوا جو اگلے جنم مین سرزد ہوا تھا اور اگر یہ عمل کرے تو شفا پاوے اور اٹھارہ پران یعنی تواریخ مشتمل ہی بیان حال نفوس قدسیہ اور عالم ملکوت اور شرح پیدایش جہان اور وقوع قیامت اور نیز دیگر زنگار نگ کردار نیک اور سخاوت اور عدالت اور عابدون کی حکایات اور فرمانروایان والا شکوہ کی روایات ہی ۔ بیاکرن وہ علم ہی کہ کلمہ اور کلام اور ترکیب حروف اور حسن بیان اور ترکیب نظم و نثر اور عبارت کی استخوان بندی وغیرہ کو درست کرے ۔ ہیدک بدیا یعنی طبابت جس سے بدن کی صحت اور مرض کا حال دریافت ہو اور تدبیر ازالۂ مرض کی اوسکے ذریعہ سے کیجاوے ۔ جوتک بدیا یعنی علم نجوم استخراج ہونا اس علم کا آفتاب سے جانتے ہین ۔ سامدرک بدیا یعنی علم قیافہ کہ نفس بشر کا حال خال اور خطوط پیشانی اور کف دست کی لکیرون سے واضح ہو ۔ لیلاوتی ایک کتاب ہی علم حساب کی تشریح مین اسے بیاکرن جوتک کہتے ہین ۔ شگن بدیا وحش و طیور کی آوازون سے فال لینا ۔ اس علم کا رواج اکثر میوات اور پانی پت کے اطراف مین ہی ۔ سر بدیا اس علم کے عالم بذریعہ تنفس احوال خیر و شر کا دریافت کر سکتے ہین ۔ اگم بدیا ہزارون قسم کے جادوگرون کے بیان مین مثلاً جن و آسیب زدون کا معالجہ کرنا ۔ اندرجال بدیا یعنی طلسمات اور کیمیا

اور سیمیا اور خلع بدن کا علم دس بدیا یعنی دھاتون کا مارنا اور نیز کیمیا گری وغیرہ — کامرو بدیا اس علم
سے سانپ اور بچھو وغیرہ نیشترین جانورونکا زہر دور کرنا بوسیلہ افسون ہوتا ہی اور نیز جاننا اصل ہر سانپ کی
— سر بدیا انواع تیراندازی کا دریافت کرنا — ترین پرچھا لعل مرواریہ وغیرہ جواہرات کا شناخت کرنا
اس سے متعلق ہی — مانک بدیا کارخانۂ عمارات کی شناخت اور خاصیت تعمیرات کا واقف ہونا —
گج شاستر ہاتھیون کی عمر طبعی اور اوسکی بیماری کا علاج کرنا اور حفظ صحت وغیرہ کا جاننا — گج ساسان موتر
یعنی گھوڑے کے عیب و ہنر اور معالجات اور امراض اور عمر اور رنگ وغیرہ مین بلکہ بہم پہونچانا — گاندھرپ بدیا
جو کہ تیسرے بید سے ظاہر ہوئی یعنی موسیقی اس علم مین سازون کا بجانا اور تال سم سے واقف ہونا اور روش رقص سے
آگاہی پانا جسے سنگیت کہتے ہین نٹ بدیا یعنی بازیگری جو کہ ایک تعجبات کے تماشے دکھلائے مانند رسی پر چڑھنا
اور علاطک کھانا معلق لٹکنا — رسک بدیا جس سے زن و مرد کے اقسام کی کیفیت روشن ہو — کام شاستر
یعنی کوک عورت و مرد کی نزدیکی کے چوراسی قاعدون کو جاننا اور اوسکے سود اور نفع کو پانا اور عورت کو عاشق اور فریفتہ کرنا

ذکر احوال درویشان ہند اور اونکے اقسام کا

اول قسم سناسیون کی ہی اس گروہ مین بعض حالت خاموشی مین اسیر ہین بعض دونو ہاتھ آسمان کیطرف اوٹھائے
ہین کوئی درخت سے معکوس لٹک کے عشق حقیقی کی آنچ سے بدن کو دہکائے ہین کوئی آسمان کی جانب سورج
آنکھ ملاتے ہین کوئی رات دن پیرون سے کھڑے جی بہلاتے ہین اس قسم مین بہت طرح کے ہین مگر طول داستان
قلم کا جی چھوٹا ہوا جاتا ہی — دوم قسم جوگیان اہل ہند کا اعتقاد ہی کہ بعض ان ریاضت کیشون سے زور
ریاضت ہوا پر اوڑتے ہین — خشک دامن دریا کے پاٹ سے گذرتے ہین حبس نفس کے سبب سے عمر
پاتے ہین خلع روح کرکے دوسرے بدن مین اپنی روح کو پہونچاتے ہین علم کیمیا اور سیمیا سے واقف کار ہین اور
تسخیر قلوب مین نادرۂ روزگار — سوم بیراگیان انکی بہت قسمین ہین ہر ایک اپنے شواؤن کے نام سے
معروف ہی اکثر راگ وغیرہ زبان ہند مین خدا اور اپنے مرشد کی تعریف و ثنا مین گانے کو عبادت جانتے ہین
بعض کو وجد آنا اور بعض چلہ نشینی اور بعض کتب بینی مین بسر کرتے ہین — چوتھے اوداسی بابا نانک کے
معتقدین سے ہین اوسیکے رسم کے بموجب آفریدگار تعالی کی ستایش کرتے ہین اپنے مرشد کے اشعار کو پڑھنا
اور گانا خلاصۂ عبادت ہی — پانچوین جتی اور سریوڑہ — یہ سخت ریاضت کرتے ہین — جتی کہ چالیس روز
تک روزہ رکھنے اور کھانے پینے سے جو موجب قوام بدن ہی کلی احتراز رکھتے ہین — برسات کے چار مہینے
ایک جگہ پر مقیم رہتے ہین اور کمین حرکت نہین کرتے ہین کہ ایسا نہو کسی جاندار کو ایذا پہونچے خلاصہ انکی عبادت کا
ہر ایک جاندار کے جان کی حفاظت ہی جوتا بھی اس ڈر سے نہین پہنتے اور اسی خوف سے کنوان تالاب کا

نمیر گرانا بھی بے محل جانتے ہین — اور چراغ بھی رات کو نہین روشن کرتے اور آگ بھی نہین جلاتے اور کھانا
بھی اپنے لیے نہین پکاتے اور کنوئین سے پانی نہین نکالتے اور آب و نان مریدون کے مکان سے لاکر خورش
کرتے ہین — رات کے وقت ہرگز نہین کھاتے اور قسم شیرینی سے کچھہ بھی نہین تناول فرماتے کیونکہ انکے
اعتقاد مین یہ بھی جانداروں مین داخل ہی اور سوای پارچۂ ضروری زیادہ ملبوسات کو بار عظیم سمجھتے ہین —
اہل برہمن مع اپنے مریدون کے اس فرقہ کو دہریہ اور ملحد سمجھتے ہین — اور کہتے ہین کہ صانع کے قائل نہین
— مگر یہ کلام محض بے اصل ہی اگر ایسا ہوتا تو ریاضت شاقہ کی سختیان کیون جھیلتے چونکہ برہمنون کے
معتقد نہین شاید کہ یہ اقرار مخالفانہ بمقام تعصب سے ہو برہمنون کو اسقدر اس فرقہ سے نفرت ہی کہ کہتے
ہین اگر کسی طرف سے کوئی متوالا ہاتھی مردم کش آتا ہو اور دوسری جانب سرپورہ آئے اوسوقت ہاتھی
کے روبرو رخ کرنا بہتر ہی نہ سرپورہ کے جانب — اور نیز برہمن ہر ایک دوسرے فرقہ والے کو جسنے اپنی
راے سے کوئی مذہب اختراع کیا ہو قبول نہین کرتے صرف اوسی قدیمی مذہبون پر جو ازروی بید کے مخترع
ہوئے ہین معتقد ہین — اگر کوئی دوسرا مخالف مذہب چاہے کہ اس مذہب سے مشرف ہو ہرگز قبول
نہین کرتے — اس مذہب مین چار آسرم ہین — اول برہم چرج یعنی کتخدا ہو اور علوم صوری اور معنوی کی
تکمیل کرے — دوم گرہست یعنی کتخدا ہو کر متعلقات دنیوی مین مصروف ہو — سوم بان پرست یعنی جب
شب شباب گذرے اور بڑھاپے کا اثر نمودار ہوا اور کوئی گل امید چمنستان مراد مین نہ کھلا ہو یعنی اولاد
نہو — ترک تعلقات فرماکر مع اپنے سوے کے گوشۂ صحرا مین خدا کی یاد کرے اور میوہای صحرائی کے سوائے
دوسری غذا نہ کھائے — چہارم سنیاسی یعنی اپنے تئین کل امور سے معذور کرکے حق تعالی کے دھیان مین
دل لگائے — رہنے والے اس ولایت کے وہی چار برن ہین جنکا ذکر مفصل پیشتر ہوچکا یعنی برہمن بیش چھتری
سودر — الغرض یہان کے آدمی سپہ گری مین بڑی جہالت رکھتے ہین جانبازی کا موقع نہین پہچانتے
اور دشمنون کے مغلوب کرنیکا قاعدہ بھی نہین جانتے — لیکن قوم چھتری جو کہ اوسوقت مین راجپوت کے
نام سے معروف ہین اور اکثر کھتری یہ البتہ نہایت بیخوف اور جان سپاری مین چست و چالاک ہین —
اہل ہند کی عورتین اوسے بھی زیادہ سرگرم وفاداری ہین جو کہ اپنے شوہر کے مرتے ہی اپنے تئین جیتے جی
اوسکے لاش کے ہمراہ جلا دیتی ہین اور تمام عمر غم کے جلنے بھننے سے باز رہکر ٹھنڈے ٹھنڈے
راہ رفاقت مین قدم بقدم چل دیتے ہین — دوسری ولایت والی مردون کے داغ لگاتی ہین —
کاشکے اگر بعد مرجانے شوہر کے کوئی عورات محبت کی آگ سے سلامت رہین تو تا بہ حیات کھانے پینے پہننے
اوڑھنے عیش و عشرت اوڑانے سے محروم رہتے ہین کسی سنگار سے غرض نہین گویا جیتے جی مرجاتی

دوبارہ شادی کا نام نہین لیتین گو کیسی ہی جوان ہون حتی کہ اگر شب عروسی مین کسیکا شوہر آغوش قضا ملے
ہمکنار ہو تمام عمر بیاہ کر شادی سے برکنار رہین — اس امر کا مرتکب ہونا برخلاف رسم و آئین کے گویا عقبے
کی روسیاہی خریدنا ہی — تمام ہندوستان مع صوبۂ تلنگانہ دکھن کے جسکی تفصیل اس کتاب مین نہین لکھی
مشتمل ہی بائیس صوبون اور بانوے سرکار اور چار ہزار اکیسو باون محال پر اور آمدنی اسکی آٹھہ ارب ساڑھے
کرور چھبیس لاکھہ اسّی ہزار پانسو تہتر دام ہین — بموجب آئین اکبری کے پندرہ صوبہ ہین جنکا حال بھی
ازروی کتاب مذکور کے مسطور ہوا — بعد اکبر کے بعض صوبون سے کسیقدر محالات علحدہ ہو کر بنام مزد
صوبہ مقرر ہوئے مانند ٹھٹھہ اور کشمیر اور اوڑیسہ کے اور عالمگیر اورنگ زیب کے عہد سے جسنے اکثر دکن کو
فتح کیا چار صوبہ حیدرآباد — بیجاپور — اورنگ آباد — ارکاٹ — زیادہ ہوئے اسطرح پر بائیس صوبہ کا
شمار ہی — صوبجات دکن کا حال جیسا ہی معلوم — لہذا تحریر ہوا اور احمد نگر کا حال آئین اکبری مین نہین
یہ بھی اس کتاب سے مرفوع القلم ہوا — جسے ان صوبجات کی کیفیت سے اطلاع ہو وہ حال مذکور درج صحیفۂ ہذا فرما کر راقم کو مشکور کرے

ممالک محروسۂ ہندوستان کا بیان بموجب تحریر شیخ ابوالفضل کے آئین اکبری سے

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے چالیسوین جلوس تک دو ہزار سات سو سینتیس قصبات اکیسو پانچ سرکار رد نمین تھے
بادشاہ نے ان سبکو بارہ حصہ کرکے ہر حصہ کا نام صوبہ مقرر کیا اور ہر صوبہ کہ آباد اور خوش مقام یا اپنے
آباد کیے ہوئے کو صوبہ مقرر فرمایا جب برار — خاندیس — احمد نگر فتح ہوا پندرہ صوبہ ہوگئے —
کسیقدر ہر ایک کی کیفیت لکھنا ہی اسامی صوبجات یہ ہی — بنگالہ — بہار — اودہ — آلہ آباد —
مالوہ — احمد آباد — برار — خاندیس — احمد نگر — اکبرآباد — شاہجہان آباد — دہلی — اجمیر —
لاہور — ملتان — کابل — صوبۂ بنگالہ — اقلیم دوم سے ہی طول مین بندر چاٹ گانون
سے تلیا گڈھی تک — اور عرض مین چار سو کوس شمالی پہاڑ سے سرکار مدارن کے آخر تک اسکے پورب طرف
سو کوس پر دریاے شور اور اوتر دکھن مین باختر پہاڑ ہی — صوبۂ بہار ایک ولایت بھاٹی نام ہی اسی
ملک کا شمار کیا جاتا ہی یہان پر آنب کا درخت کسیقدر آدمی کے قد سے چھوٹا یا برابر ہوتا اور عمدہ طرح
پھیلتا ہی اسی سے ملا ہوا ہی ایک وسیع ملک آٹھ سو کوس تک ہی یہان کے راجہ کا رای نارایک خطاب
ہوتا ہی اور ارکین دولت کے نام پر لفظ نراین کا ضرور اضافہ ہو دو لاکھہ پیادے اور ہزار ہاتھی
اسکے یہان ہین گھوڑا یہان کمیاب ہی اسکے اوتر طرف کوچ ہی اسکا سردار لاکھہ پیادہ ہزار سوار رکھتا ہی
کامروپ کا جسکو کامرو بھی کہتے ہین حسن اور جادو مشہور ہی وہان کی جادوگریان ایک تعجب انگیز حکایات
ہین — لیکن تحقیقات کرنے سے وہان کے حکام کے زبانی معلوم ہوا کہ اسکی کچھہ اصل نہین اگلے زمانہ مین

شاید کسیقدر کچھ ہو اسیکے ہم پہلو آشام کی ولایت ہی وہان کا راجہ بڑا ذیشکوہ لکھتے ہین جسوقت راجہ عازم ملک بقا ہو ضرور ہی کہ اوسکے خواص اور رانیان زندہ درگور اوسکے ساتھہ ہون — اسی سے ملا ہوا تبت اور بائین طرف ختا جو عوام مین ماچین کے نام سے معروف ہی — خان بالغ سے جو ایک مقام دار الملک ہی دریاے شور تک چالیس منزل برابر ایک نہر تراشی ہی اور اوسکے دونو کنارون کو پتھر اور چونہ سے مستحکم کیا ہی کہتے ہین کہ سکندر رومی انہین حدود سے اوس ملک کو گیا اور یہ بھی مشہور کرتے ہین کہ ایک راہ ہی جو چار راتدن مین طی ہو اس صوبہ کے پورب اور دکھن کے درمیان مین ایک وسیع ملک ہی بندر چاٹگانون جو اسلام آباد مشہور ہی اوسکی سرحد پر ہاتھی بہت ہوتے ہین اور گھوڑے — اونٹ کم اور گران قیمت — گاے اور بھینس بھی نہین ہوتی — یہان ایک جانور ہوتا ہی ابلق جیرہ اوسکا گاے اور بھینس سے مشابہ اوسیکا دودھ مصرف مین آتا ہی — مذہب یہان کا برخلاف ہندو اور مسلمان بلکہ تمام مذہبون کے ہی لکھا ہی کہ جوڑیا بہن تک بھائی کے عقد مین آتی ہی صرف حقیقی مان سے پرہیز ہی — دانش اندوز اور ریاضت کیش کو ولی کہتے ہین اور اونکے احکام کی تعمیل کرتے ہین — رسم یہ ہی کہ کچہری مین سیاہ عورتین حاضر ہوتی ہین مرد ادای کورنش کو نہین آتے بیشتر سیاہ رنگ ہوتا ہی — اس گروہ سے نزدیک پیگو ہی جیسے چین کہتے ہین اور اکثر گذشتہ تواریخ مین دار الملک چین لکھا ہی اور فیل اور پیادہ اور فیل سفید یہان ہوتا ہی اس ولایت کے ایک طرف خنگ سی ہی اسمین یاقوت اور الماس اور طلا اور نقرہ اور تانبا اور بارود اور گوگرد کی کانین ہین — خنگ کو قوم مگھہ سے کانون پر لڑائی ہوتی ہی اور اوس پترہ سے بھی اور رس ہو جاتی ہی — بنگالہ کا اصلی نام بنگ ہی گذشتہ فرمانروایون نے بیس گز چوڑا اور دس گز لنبا ایک خیابان بنایا تھا جسے آل کہتے ہین پس آل کے ملنے سے بنگال ہوا اور آخر مین ہا ملا کر بنگالہ کر دیا گرمی یہان کی معتدل اور جاڑا کم ہی — برکھہ یعنی ثور کے درمیان مین بارش شروع اور آخر تلا یعنی میزان تک ہوتی ہی — اکثر مقامات پر پانی سے زمین ڈوب جاتی ہی تا و برآمد درست ہونے لگتی ہی بیشتر آخر بارش مین خرابی ہوا سے خلق اللہ کو عظیم ضرر پہونچتا تھا — بنگالی اسطرف کے آمد ورفت سے ڈرتے تھے — اب پچاس ساٹھہ برس سے وہ شورش موقوف ہی ندی نالے اس ملک مین شمار سے افزون لکھتے رہے ہین — اسوقت کہ سرکار انگلشیہ نے ہندوستان کے شہرونکا نقشہ دکھن اور دہلی وغیرہ کل معمورات کا لکھا دریافت ہوا کہ اس سرزمین مین سب چھوٹی بڑی ندیان ساڑھے چار سو اور دو بڑے چشمے ہین — سب سے افضل دریا اس ملک مین گنگا جی ہی جسکا منبع ناپیدا ہی ہندؤن کا اعتقاد ہی کہ مہادیو جی کے جٹا سے جاری ہی اور شمالی پہاڑون سے گر کر صوبۂ دہلی — آگرہ — الہ آباد — بہار مین گذر کر اس صوبہ مین آتی ہی — کہتے ہین کہ ایک شخص بھاگیرتھہ نام نے سری مہادیو کو اپنی عبادت سے خوشنود کر کے بزرگون کی رستگاری کے واسطے

گنگاجی کی درخواست کی اور کیلاش سے جو سری مہادیوجی کا استھان ہی گنگا کو اپنے ساتھ لیا لیکن مراد نملی کیونکہ اونکے بزرگون کے ہڈیون تک گنگا جل کا پہونچنا سو برس سے کسیقدر زیادہ مدت پر معین ہی — سوا اسکے بہت سی عجائبات روایتین سری گنگا کے اوصاف مین منقول ہین جو کہ پرانون سے ظاہر ہی — گو کسی مخالف مذہب کو فسانہ معلوم ہو القصہ یہ دریا قصبہ سوتی کے نیچے جہان پر شاہ مرتضی اندی کی مزار ہی دو حصہ ہوکر ایک جنوب کے جانب بہ نکلا ہی جسکا نام بھاگیرتھی ہوا اور دوسرا بڑا شعبہ مشرق کو چلکر تیس چالیس کوس کے بعد اوسمین سے ایک شاخ جنوب کی طرف کلبکلی نام ہوکر ہی اور وہان سے چلکر پورب رخ بندر چاٹگانون کے قریب دو شعبہ ہوکر دریاے شور مین ملتا ہی اور وہ دونو شعبہ دکھن رخ موضع ندیا کے قریب باہم گرملکر ہوگلی کلکتہ سے ہوکر دریاے شور مین جاگرتا ہی — دوسرے دریاے برہم پتر جو جتاسر کوچ سے نکلکر سرکار بارہا مین ہوچلکر وہان کل زمین اور کھیتون کو سیراب کرتا ہوا دریای شور مین ملجاتا ہی — اکثر وہان کی کشتکاری ہوتی ہی اسقدر اقسام شالی ہوتا ہی کہ اگر ہر قسم سے ایک ایک دانہ لیوین ایک گھڑا بھر جاوے — سال مین تین مرتبہ تک تخم ریزی ہوتی ہی — یہان کی کھیتون کو کمتر نقصان پہونچتا ہی — جسقدر بارش کی کثرت ہوجڑ پکڑتی ہی کہ خوشہ پانی سے اوپر ہی رہتا ہی — اکثر تجربہ والون نے تیس گز تک نشو و نما پایا ہی — رعیت وہان کی فرمان پذیر ہی اور مالگذار یہان کے لوگون کی خورش چاول اور مچھلی اور ترکاریان اور گیہون اور جو مین اسکے سوا اور کوئی غلہ گوارا نہین — عورت و مرد برہنہ رہتے ہین سواے لنگ کے نہین چھپاتے — عمارت کا دستور یہی ہی کہ نرکل اور بانس سے بناتے ہین اور اکثر پانچہزار روپیہ سے زیادہ خرچ مین طیار کرتے ہین اس خرچ کی عمارت مدت تک پایدار رہتی ہی اور بوسیلہ کسبی کے مخصوص ایام برسات مین ہوتی ہی لڑائی اور باربرداری اور سواری اور تیزروی کیواسطے رنگارنگ کی کشتیان بناتے ہین خشکی کے واسطے سنگھاسن جسے پالکی کہتے ہین رکھتے ہین اس سواری مین لیٹنے بیٹھنے سونے کی آرام ہی بعض فیل سوار بھی ہین — بیشتر گھوڑے کا رواج نتھا جہانبت جنت مغفور کے عہد مین اس سواری کی کثرت ہوگئی — چٹائی یہان کی بے نظیر خصوصاً سیتل پاٹی ابریشمی بافتہ کو پاسیمال کرتی ہی — دریا کی مجاورت سے نمک حاصل ہوتا ہی — دوسرے ملکون کی اشیا اس صوبہ کے بندر و نکمین بکثرت آتی ہین مرچ اکثر پیدا ہوتی ہی لاہور تک آتی ہی **سرکار جنت آباد** پرانا شہر ہی اس صوبہ کے بادشاہون کا دار الملک لکھنوتی و گورہ کے نام سے مشہور تھا جب ہمایون بادشاہ نے اسکو فتح کیا اسی نام سے نامزد کیا — مگر ان قلعہ نہایت طویل اور عریض جسکی ایک دیوار کے نیون کی اینٹون سے شہر مرشد آباد اور مالدہ اور پورنیا کی عمارات طیار ہوئین — ابتک اکثر عمارتین مانند مسجد اور مقبرون کے گذشتہ زمانہ سے یادگار ہین **سرکار محمود آباد** جب کہ شیر شاہ نے یہان کے مرزبان پر چیرہ دستی کی تھی اوسنے اکثر اپنے ہاتھیون کو

اسی جنگل مین چھوڑ دیا تھا تب سے ہاتھیون کی کثرت ہو گئی اور سرکار حنیف آباد مین بھی ہاتھی کی کثرت اور
جنگل کا ہجوم ہی **سرکار ہوگلا** ہوگلا ایک قسم کی گھاس ہی عرض مین دو تین انگل اور طول مین دو گز قطعی
سے زیادہ — اس سے چھتری بناتے ہین برسات مین اوسکے نیچے بڑی آسایش سے گذرانتے ہین —
یہ سرکار اوسی کے نام سے مشہور دریاے بھاگیرتھی کے کنارے پر ہی شہر کے گرداگرد درختون کی قطار ہی
— اس دریا مین دو تین مرتبہ بھاٹا راتدن مین آتا ہی اور مہینے کے دو تین روز کے اطراف مین بڑی
شدت سے بھاٹا آتا ہی جسکی تموج کا شور چند گھڑی تک نادیدہ کانون مین سماتا ہی اور ایک سلسلہ وار
موج اسطرح پر لہراتی ہی کہ تمام دریا کی چوڑائی مین ایک گز کی بلند معلوم ہوتی ہی اوسوقت کنارے ناؤون کو
کھول کر دریا کے درمیان مین رکھتے ہین تاکہ کہین تموج کی لہر سے کنارے کی زمین پہوچکر نہ ٹوٹ جاوین —
اکبر بادشاہ کے عہد سے شجاع الدولہ مغفور کی صوبہ داری تک سلطنت محمد شاہ بابری کے اوسط مین ایک بڑا
بڑھوا آیا اکثر اراضی کو جو ہوگلی اور ہجلی کے گرد نواح مین تمکسار ہین خراب کر ڈالا — ابو الفضل لکھتا ہی کہ اکبر کے
اٹھائیسوین سال جلوس مین عجیب سیلاب کا جوش ہوا تمام سرکار مین پانی دوڑ گیا وہان کا مرزبان کشتی پر سوار ہوا
اور اوسکا لڑکا پرمانند رای چند متنفسون کے ہمراہ بتخانہ پر چلا گیا اور ایک سوداگر تالارے پر گیا ڈیڑھ پہر تک وہ
زور شور رہا کہ ہوا اور ابر کی ہواداری سے مکانات اور کشتیان ڈانوان ڈول گرنے اور پھرنے لگین مگر بتخانہ اور تالارا
موجۂ قیامت سے کنار عافیت مین رہا دو لاکھہ جانداروں کا حرف زندگانی اس صحیفۂ طوفانی مین نقش بر آب ہوا
اور سوای اسکے اور بھی ایکمرتبہ محمد شاہ بابری کے عہد مین اس طغیانی سے ابر و باران کی شدت ہوئی کہ ایک جہاز مرمت
کے واسطے خشکی مین تھا وہ بہکر کوسون پر جا لگا اور وہ بھی بہتے بہتے ایک پیپل کے درخت مین تین کوس پر اٹکا تھا
اب خیال کرنا چاہیے کہ کسقدر اس بارش سے حضرت ارواح کے لیے ابروئی ہوئی ہوگی **سرکار گھوراگھاٹ**
اس سرکار مین ٹانگن گھوڑا اور ابریشمی کپڑا کثرت سے ہوتا ہی ہندی میوہ بخصوص لٹکو جو اخروٹ کے
برابر انار کے مزے کا ہوتا ہی کسیقدر چاشنی لیے ہوے اور تین دانہ تخم کے اوسمین ہوتے ہین — **سرکار
باربک آباد** گنگا جل کپڑا وہان پر اچھا بنا جاتا ہی اور میوہ کولا بکثرت **سرکار بارہ** وہا یہان درخت
سطبر بہت ہوتے ہین جنکی کشتیان اور جہاز بناتے ہین لوہے کی کھان بھی ہی — **سرکار سنار گانون**
خاصہ کپڑا اور پگڑیان معروف ہین — **سرکار سلہٹ** میوہ کولا — دہلی کے سنگترون کی صورت اور
نارنگی سے ہمرنگ مگر اوس سے بڑا نہایت لذیذ اور خوش مزہ ہوتا ہی اسکے روز بہی توت کے روبرو انگور بر
تاک نہین شمالی پہاڑون کے نیچے سلہٹ سے ترہٹ تک جسکے اوس پار گنگا کے آٹھہ سرکارین ہین اس
میوۂ خودرو کے ہزارہا درخت ہین **چاٹگانون** دریاے شور کے کنارے ایک بڑا شہر ہی درخت بہت

عمدہ عمدہ ہوتے ہین وہان کے بنگالی اکثر حج کو جاتے ہین — شریف آباد یہ بھی سرکار ہی یہان ایک قسم کا
بیل سفید رنگ اونٹ کے قرینے کا ہوتا ہی جسپر پندرہ من بوجھا بار کرتے ہین — سرکار ساٹ گانون
یہ بندرون مین سے ہی انار یہان کا عمدہ ہوتا ہی — سرکار مداران اس سرکار مین ایک موضع ہر یہ ہی بیشتر
الماس کی کھان اسمین تھی مگر اب نہین سنتے ہین صوبہ اوڑیسہ ایک جدا ملک آب ہوا ہیا نکی ساز گار اور اسمین
پانچ سرکار ہی — سرکار جالیسر — سرکار بھدرک — سرکار کٹک — سرکار کلنگ
ومدمات — سرکار راج مہندرا — بعد ازان صوبہ بنگالہ کے تابع ہوا لیکن ناظم حضور سے مقرر
ہوتا تھا ظاہرا ایکسو تیئیس [۱۲۳] قلعہ پختہ وہان ہین اوسکے مرزبان کو کیج پتی کہتے تھے برسات کا موسم جاڑے
سے زیادہ اور گرمی جاڑے سے کم ہوتی ہی — اکثر زراعت شالی کی ہی باشندون کی خوراک چاول اور مچھلی
اور بیگن ہین بعضے کہتے ہین کہ چاول پکاکر ٹھنڈے پانی مین رکھتے اور دوسرے روز کھاتے ہین مرد وہانکے
عورتون کے مانند بدن مین صندل لگاتے اور زیور پہنتے ہین اور عورتین بجز پردہ پوشی مقام مخصوص کے کچھ نہین
پہنتین اکثر درختون کے پتے سے پوشش بناتے ہین — دیوار اور احاطہ اکثر بانس کے ہوتے ہین بعض مکانات
سنگین اور بلند بھی ہین بنگالی لوگ بھی اس سرزمین کی زبان نہین سمجھتے ایک عورت تھوڑے دنون مین کئی
شوہر کرتی ہی اور تاڑ کے پتے پر فولادی قلم سے تحریر کی کارروائی ہوتی ہی اور قلم کی گرفت مٹھی سے ہی — کاغذ
اور سیاہی شاذ و نادر صرف کرین باہمی لین دین کوڑی پیسے سے ہوتا ہی دریاے شور سے گڑھے کھودکر نکالتے ہین
— چار کوڑی کو گنڈہ کہتے ہین اور پانچ گنڈے کو بوڑی اور چار بوڑی کو پن اور سولہ پن کہاون اور دس کہاون
کا ایک روپیہ ہوتا ہی کٹک ایک سنگین قلعہ ہی درمیان دو ندیون جہاندا کے جسکی پرستش ہندو لوگ کرتے ہین
بعد گنگا جوڑی کی نام سے مشہور ہی اور قلعہ بارہ بھاٹے مین دار الحکومۃ ہی اوس قلعہ مین جب بارش ہو ہر طرف
پانچ پانچ چھہ چھہ کوس تک پانی ہو جاتا ہی راجہ مکند دیو نے ایک عمارت نو منزلہ بنائی ہی اول فیلخانہ اور اصطبل دوم
توپخانہ اور شاگرد پیشہ کے رہنے کو تیسرا ایتاقدار اور دربانون کے لیے چوتھا کارخانہ کو پانچوان مطبخ چھٹا دولتخانہ
بزرگ ساتوان خلوتخانہ آٹھوین حرم سرا نوین آرامگاہ — اوسکے دکھن طرف بتخانہ ہی باستان سے پورب رخ
شہر پر سوتم مین دریاے شور کے کنارے ہی جگن ناتھ جیکا مندر جہان سری کشن اور بلبھدر اور اوسکی بہن کی
تصویرین صندل سے بنائی ہین — علماے ہند کہتے ہین کہ اس سے بیشتر چار ہزار برس یا اس سے کچھ زیادہ ہوتا ہی
کہ نیلگر پربت کے اندر من راجہ نے کسی دانا برہمن کو اس مراد سے بھیجا کہ کوئی عمدہ سرزمین شہر آباد کرنے کو
پسند کرائے اوسنے تلاش اور تردد کی راہ لی سمندر کے کنارے عمدہ زمین پائی اوسے اور زمینون سے
تمیز دینے لگا ناگاہ کیا دیکھتا ہی کہ ایک کوا دریا سے اشنان کرکے خدا کی تعریف مین مصروف ہوا برہمن اوسکی

کارسازی سے متعجب ہوا چونکہ جانورون کی زبان جانتا تھا فوراً اوسمین سائل ہوا اوسنے جواب دیا کہ مین دیوتاؤن
مین سے ہون ایک عابد کی بد دعا نے مجھے اس قالب مین پھنسایا اور ایک رہنما نے ایسی ہدایت کی کہ خداوند عالم اس
جگہ پر اپنی نظر خاص رکھتا ہی جو کوئی کسیقدر عرصہ اس سرزمین مین بسر کرے اور پرستش ایزدی پر کمر باندھے جلد مراد دلی کو
فایز ہوا وسوقت سے کتنے برس گذرے کہ اسیطور سے رہائی کا جویان ہون کبھی تو گوہر آرزو ہاتھ لگے گا چونکہ تیرا گوہر
عقل تمیز کی روشنی سے منور ہی چندے نظر غور فرما اور اس عرصہ پر قضا کا انوکھا پن دریافت کرے۔ سب برہمن کو بھی تھوڑے
زمانہ مین جو کانون سے سُنا تھا آنکھون مین نظر آیا راجہ کو آگاہ کیا ایک بڑا شہر عظیم الشان آباد ہوا اور خاص عبادت کی جگہ
مقرر ہوئی ایک رات کو راجہ عدل وانصاف کرکے خواب راحت مین مصروف تھا کہ بشارت ہوئی کہ فلانے روز دریا کنارے
جاکر انتظار کر ایک لکڑی لنبائی مین ۵۲ انگشت اور چوڑائی مین ڈیڑہ ہاتھ کی تھرائے آوے گی اوسے اوٹھا کر کسی
کوٹھری مین دروازہ بند کرکے سات روز تک محفوظ رکھہ آٹھوین روز نکال کر معبد مین رکھہ اور محراب عبادت بنا۔
راجہ نے بیداری مین وہی تماشا دیکھا اوسکا نام جگناتھہ رکھا اور اوس صورت کو زر وجواہر سے مرصع کرایا خاص وعام
کی پرستش گاہ ہوئی کثرت سے اوسکی کرامات بیان کرتے ہین۔ سلیمان کررانی کے نوکر کالا پہاڑ نام نے جب اس ملک پر
فتح پائی اس لکڑی کو آگ مین جلا کر دریاے شور مین ڈالدیا۔ عہد اکبری مین معاش طلبون نے شہرت دی کہ دوبارہ
اوس لکڑی کو نکالا ہی اسطرح سے بہت سے فسانے بیان کیے المختصر ان تینون مورتون کو دنمین چھہ ۶ مرتبہ
اشنان کراتے اور ہر مرتبہ نئی پوشاک پہناتے ہین پچاس ساٹھہ برہمن کھڑے ہوکر خدمتگذاری کرتے ہین اور ہر مرتبہ
بڑی شان وشوکت سے نوبید لگاتے ہین جسکے الوش مین بیس ہزار آدمی کا مطلب ہوجاوے اور سولہ پہیہ کا
رتھہ بناتے اور اوسپر سوار کرتے ہین جو کوئی اوسکو کھینچے گناہ سے پاک ہو سختی روزگار سے محفوظ رہے اور جگناتھہ جی
کے نزدیک ایک اور مندر آفتاب سے منسوب ہی اس ملک کے بارہ برس کا خراج اوسکی تعمیر مین خرچ ہوا بلندی
دیوار کی ڈیڑھ سو ہاتھہ اور چوڑائی ۱۹ ہاتھہ ہی تین دروازہ ہین پورب کی طرف دو ہاتھیون کی صورت دلپذیر سطور سے
بنائی ہے کہ گویا ہر ایک اپنے خرطوم مین ایک ایک آدمی پھانسے ہی اور پچھم رخ دو سوارون کی تصویر ہی مع ساز و
سامان اور اوتر طرف دو شیر جنکی ہیئت سے یہ ظاہر ہی کہ ہر ایک نے ایک ایک ہاتھی شکار کیا اور اونپر چڈھے بیٹھے
ہین۔ اور روبرو ایک ستون سیاہ پتھر کا آٹھہ پہلو پچاس گز کا لنبا ہی جب اوسکے زینون سے چڑھا اوپر ہوتے ہین
ایک عمدہ صحن ملتا ہی اور ایک طاق سنگین معمور ہی اوسی مین خورشید کو مع دیگر ستارون کے نقش کیا ہی اور اونکے
گرد ہر قسم کے پرستار عجب قسم سے زیر زمین استادہ ونشستہ ہین خندان اور گریان اور حیران نظر آتے ہین بعدہ جنگلی
اور عمدہ نادر جانور جنکی ہستی بجز خواب کے خیال مین نہین آتی بنائے ہین۔ کہتے ہین کہ ایکہزار ایکسو کئی برس گذرے
کہ راجہ بیر سنگہ دیو نے اس بنیاد کو سرانجام کیا اور ایک طرفہ اپنی یادگاری چھوڑی اسکے گرد وپیش اٹھائیس اور بھی

تہخانے ہین اوسکے قریب دروازے کے اوپر چھہ اور گرد و نواح مین ۲۲ ہین انکی بھی اکثر روایتین ہین چند لوگون کا یہ قول ہی کہ کبیر موحد کا اسی جگہ پر دیہانت ہوا اوسنے بہت سے خداشناسی کے حقائق فرمائے ابھی تک اوسکا پنتھہ دنیا مین جاری ہی بلند نظری اسقدر تھی کہ ہندو و مسلمان اپنا دوست جانتے تھے جسوقت روح مبارک نے عالم قدس کا عزم کیا برہمنون کو کریاکرم کی دُھن ہوئی اور مسلمان دفن کرنے کو آمادہ ہوے — القصہ صوبہ بنگالہ مع اوڑیسہ کے ۲۴ سرکار اور سات سو ستاسی محال، اور مالگذاری ۵۹ کرور ۸۴ لاکھہ ۵۹ ہزار ۱۹ دام رکھتا ہی یہ سب نقدی ہی بیشتر قوم کایتھہ کی زمینداری ہی سلاطین بابری کے عہد مین تا انجام سلطنت ہر صوبہ مین فوج مقرر تھی اور عمدہ سلطانی خبرگیری اور انتظام پر مامور تھا اور ۲۳ ہزار ۳ سو ۳۰ سوار اور ۸ لاکھہ ایک ہزار ڈیڑھ سو پیادہ اور اسو ۷۰ ہاتھی اور ۴ ہزار ۲ سو ۶۰ توپ اور ۴ ہزار چار سو کشتی رہتی تھی — حال نام ہر ایک فرمانروا کا مع برس شمار اور تعداد سلطنت کے جدول مین لکھی جاتی ہین تاکہ کسی طور کی غلطی نہ ہو

جدول راجگان قوم کہتری

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ راجہ سکھدت	۲۱۸	۷ راجہ بردہ سنگھ	۹۷	۱۳ راجہ شدھرکہ	۹۱	۱۹ راجہ رگھو ملیہ	۷۹
۲ انتک بھیم	۱۷۵	۸ راجہ موہن دت	۱۰۲	۱۴ راجہ جیدھرکہ	۲۱۰	۲۰ راجہ جگ جیون	۱۰۸
۳ رن بھیم	۱۰۸	۹ راجہ ہنود سنگھ	۹۷	۱۵ راجہ اودے سنگھ	۸۵	۲۱ راجہ کالودیو	۸۵
۴ کج بھیم	۸۲	۱۰ راجہ شنکر سین	۹۶	۱۶ راجہ بشو سنگھ	۸۸	۲۲ کالودیو	۹۰
۵ دیودت	۹۵	۱۱ راجہ مترجیت	۱۰۱	۱۷ راجہ نیہ ناتھہ	۷۱	۲۳ راجہ بجی کرن	۷۱
۶ جگ سنگھ	۱۰۷	۱۲ راجہ بھوپت	۶۰	۱۸ راجہ رکھدیو	۸۳	۲۴ راجہ شت سنگھ	۸۹

چوبیس تن قوم کہتری نسلاً بعد نسل یعنی بیٹے اور پوتے دو ہزار چار سو برس شمع فرمانروائی سے تخت و تاج کو روشن رکھا

جدول فرمانروایان قوم کایتھہ

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ راجہ بھوج گوریا	۷۱	۴ راجہ سند بھوج	۴۸	۷ راجہ کرر	۴۹		
۲ راجہ لال سین	۷۰	۵ راجہ جی پت	۵۴	۸ راجہ لکھن	۴۳		
۳ راجہ مادھو	۶۷	۶ راجہ پربھو	۴۶	۹ راجہ بھوج	۴۹		

انھون نے پشت در پشت ۴۰۰ برس کارفرمائی کی بعدہ دوسری قسم کے کایتھون کا تسلط ہوا

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ راجہ آدسور	۸۹ و	۲ راجہ جامنی بھان	۶۶	۳ راجہ انزودھ	۷۱	۴ راجہ پرتاب رودر	۵۸

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۵- راجہ بھودت	۶۱	۶- راجہ رکھدیو	۵۲	۷- راجہ گردھر	۷۱	۸- راجہ پرتھی دھر	۶۰
۹- راجہ ششٹ دھر	۵۱	۱۰- راجہ پربھاکر	۵۸	۱۱- راجہ جیدھر	۲۰		

یہ گیارہ نفر نے ۲۳۷۶ برس بطناً بعد بطن تخت آرا رہے بعد کالنا بوس کے خاندان مین اقبال نے پیش قدمی فرمائی

۱- راجہ بھوپال	۵۵	۲- راجہ وترپال	۹۵	۳- راجہ دیوپال	۸۳	۴- راجہ بھونپال	۷۰
۵- راجہ دھنپت پال	۴۵	۶- راجہ نکس پال	۷۵	۷- راجہ جی پال	۹۸	۸- راجہ راجپال	۹۸
۹- راجہ بھوگپال برادر راجپال	۵	۱۰- راجہ جگپال و درجگپال	۴۷				

اس خاندان مین ۶۹۸ برس دس نفر کی کارپردازی رہی پھر دوسری قوم کایتھہ نے دسترس پیدا کیا

۱- راجہ سکھ سین	۳	۲- راجہ بلال سین	۵۰	۳- راجہ لکھمن	۷	۴- راجہ مادھو سین	۵۶
۵- راجہ کیشو سین	۱۵	۶- راجہ سدا سین	۱۸	۷- راجہ نوجیہہ	۳		

۱۰۶ برس تک سات راجاؤن نے شغل جہت دنیا مین عروس سلطنت کو ہمصفت بنایا

الکستھہ ۶۱ نفر ابتدای جلوس سکھدت کھتری اول راجہ سے ظہور اسلام تک بنگالہ مین اور ہنود بادشاہان دہلی کے زیر حکومت مین ۳۴۴۳ برس فرمان روائی رہی اور ۵۹۸ ہجری سلطان قطب الدین کے عہد سے اب تک بنگالہ مین اسلام کا ظہور ہوا اوسوقت سے تغلق شاہ تک ۱۷ نفر ایکسو ۵۶ برس سلاطین دہلی کے زیر حکومت فرمان روا رہے بعد ازان ابتدای ۷۴۱ ہجری سے ملک فخر الدین سلاحدار کے تسلط سے داؤد خان تک ۲۴ حاکم خودسر ہو کر بادشاہ رہے اور پھر ابتدائے ۹۹۵ ہجری مین امرای اکبری نے داؤد خان کو موم کے مانند آتش ہستی سے نابود کر دیا اور ابتدای ۹۹۵ سنہ ایکسو ۷۹ برس دہلی کے فرمان دار رہے پھر ابتدای ۱۱۷۴ سنہ ہجری سے آج تک کہ ۱۱۹۷ سنہ ہجری اور ۲۳ برس گذرے ہین ملک مذکور کمپنی انگلسیہ کے قبضے مین ہے

جدول فرمان روای اہل اسلام

نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ
۱- ملک فخر الدین سلاحدار	۲ برس چند ماہ	۲- سلطان علاء الدین	ایک برس چند مہینے	۳- شمس الدین بنگرہ	۱۶ برس چند مہینے
۴- سکندر ولد شمس الدین	۹ برس چند ماہ	۵- غیاث الدین ولد سکندر	۷ برس چند مہینے	۶- سلطان السلاطین ولد غیاث الدین	۱۰ برس
۷- شمس الدین ولد سلطان السلاطین	۳ برس چند ماہ	۸- کانسی لومی	۷ برس	۹- سلطان جلال الدین	۱۷ برس
۱۰- سلطان احمد ولد جلال الدین	۱۶ برس	۱۱- ناصر غلام	۷ روز اور بقولے نیم روز	۱۲- ناصر جو کہ شمس الدین بنگرہ کے احفاد مین تھا	دو برس
۱۳- باربک شاہ	۱۷ برس	۱۴- سلطان یوسف	۷ برس چھ مہینے	۱۵- سکندر شاہ	نیم روز
۱۶- فتح شاہ	۷ برس ۵ مہینے	۱۷- باربک شاہ	۲ روز	۱۸- فیروز شاہ	۳ برس

نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ
۱۹ محمود شاہ ولد فیروز شاہ	ایک برس	۲۰ مظفر حبشی	۳ برس ۵ ماہ	۲۱ سلطان علاءالدین	۲۷ برس چند ماہ
۲۲ نصیب شاہ ولد علاءالدین	۱۱ برس	۲۳ شیر شاہ		۲۴ ہمایون بادشاہ	
۲۵ شیر شاہ دوسری مرتبہ		۲۶ محمد خان		۲۷ بہادر شاہ ولد محمد خان	
۲۸ جلال الدین خان لڑکا [illegible] خان کا		۲۹ غیاث الدین		۳۰ تاج شاہ	
۳۱ سلیمان		۳۲ بایزید		۳۳ داؤد	

سلطان قطب الدین ایبک سے لیکر داؤد شاہ تک پچاس نفر نے سواسی برس بنگالہ کی فرمان روائی کی اوسمین سے
سلطان قطب الدین ایبک کے زمانے سے محمد تغلق شاہ تک ۱۶ نفر نے ایکسو ۵۶ برس دہلی کی اطاعت مین بسر کی اور
۳۴ نفر نے فخرالدین سلاحدار کے وقت سے داؤد افغان تک ۲۲۴ برس خودسری کی اور بعد داؤد کے عالمگیر ثانی
تک ۱۷۹ برس حکام بنگالہ نے سلاطین دہلی کی اطاعت کی آج کہ ۱۱۹۷ہجری ہین ابتدای سلطنت شاہ عالم بابری ولد
عالمگیر ثانی سے ۲۴ سال گذرتے ہین کہ بنگالہ سلطان دہلی کی حکومت سے باہر ہی قبضۂ انگریزی مین آگیا پہلا راجہ
جراجودھن دہلی مین آیا اور چار ہزار نوسو چھتیس برس گذرے کہ مہابھارت کی لڑائی مین فوت ہوا — اور آخرین راجہ
توجہ کا جسوقت پیمانۂ زیست لبریز ہوا رای لکھمی کے لڑکے کو بادشاہی ہوئی اوسوقت مین بنگالہ کا دارالملک شہر ندیا
تھا نہایت عقل خیز سرزمین تھی ابھی تک اوس خرابہ مین دانش و تمیز کے آثار پائے جاتے ہین نجومیون نے اوسی زمانہ مین
ادبار کی آمد سے اطلاع دی تھی اور محمد بختیار خلجی سے اس امر کا ظہور بیان کیا راجہ نے اونکی باتون کو خواب خیال
سمجھا یہ دوربین لوگ اپنی راہ لگے دور دراز نکل گئے اوسوقت قطب الدین ایبک ہندوستان مین شہاب الدین غوری کی
طرف سے مامور تھا اوسنے اپنے نیزدی خلجی سے ملک بہار کو فتح کیا جب بنگالہ مین آیا راجہ کشتی پر سوار ہوکر بھاگ گیا
اسنے شہر مین قبضہ پاکر خوب لوٹ کی اور اوس شہر کو ویران کرکے لکھنوتی آباد کی جو کہ اب قلعہ گوڑہ کے نام سے مشہور ہے
اور اوسوقت سے بادشاہان دہلی کے زیر حکومت ہوا راجہ توجہ کے مرنے کو اسوقت مین کہ آخر شوال اور سنہ ۱۱۹۷ ہجری
مین چارسو چھتر برس گذرتے ہین سلطان تغلق کے عہد مین قدرخان حاکم بنگالہ تھا ملک فخرالدین سلاحدار نے
دنیوی لالچ سے اپنے ولی نعمت کو مار ڈالا اور اپنے نام بزرگی حاصل کی دہلی کی اطاعت سے روگردان ہوگیا
ملک علی مبارک جو قدرخان کے منظور نظر تھا سلطان علاءالدین کے اتفاق سے فخرالدین کی لڑائی کو اوٹھ کھڑا ہوا
اور اوس نعمت فراموش کو عین کارزار مین زندہ گرفتار کرکے نیست کردیا حاجی الیاس علائی بنگالہ کے امرا سے تھا
اسنے چند آدمیون کو متفق کرکے علاءالدین کو ہلاک کیا اور اپنا لقب شمس الدین مقرر کیا اسکو بھنگرہ بھی کہتے ہین
سلطان فیروز اسکی گوشمالی کو عازم ہوا اور سخت آویزش پیش ہوئی چونکہ برسات کی فصل نزدیک تھی صلح کرکے
معاودت کی جب شمس الدین کا زمانہ آخر ہوا لشکر کے سردارون نے اوسکے بڑے بیٹے کو اسکندر شاہ کا خطاب دیکر

جانشین کیا سلطان فیروز کمر بنگالہ جاکر صلح ہوجانے سے واپس آیا جب سلطان غیاث الدین اسکا لڑکا تخت دہلی پر بیٹھا خواجہ حافظ شیرازی نے ایک غزل حضور مین بھیجی جسکا ایک شعر یہ ہی ع شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود شمس الدین کے زمانہ مین اوسکے پوتہ کانسی نام نے خیرہ دستی کی دولت واقبال اوسکی طرف ہوگیا جب اوسکی عمر کا دن شام ہوا اوسکے لڑکے نے مسلمان ہوکر سلطان جلال نام پایا۔ اس ملک کی یہ رسم تھی کہ کئی ہزار پیادہ پایک دولتخانہ کے گرد پہرہ دیتا تھا ایک رات کو کسی خواجہ سرا نے پیادون کی شہ سے بادشاہ کی بساط زندگانی پلٹ دی اپنا خطاب باربک شاہ مقرر کیا اور فرمان دہی پر اپنا رخ کیا ایک سال کے بعد مظفر نام حبشی غلام نے پایکون کی مدد سے اسکی جان لی اور خود سریر آرا ہوا۔ علاء الدین مظفر کے نوکرون مین تھا اسنے بھی پیادون سے ملکر اوسکو ہلاک کرکے تخت آرا ہو بیٹھا زمانہ کی کجبازی سے چند روز تک اس سرزمین مین سرہنگون کی بن آئی تھی اسنے تخت پر بیٹھتے ہی عدل ومعدلت کی راہ پکڑی سرہنگون کے سزا کی بعدہ نصیب شاہ اوسکا لڑکا باپ کے مانند داد ودہش مین مصروف ہوا بھائیون کی پرورش زیادہ تر ملحوظ تھی جب بابر بادشاہ کی آویزش مین ابراہیم لودی کا زمانہ آخر ہوا اوسکے لشکر کے سردار نصیب شاہ کے پاس پناہ جو ہوئے۔ ہمایون بادشاہ نے شیر شاہ جہانگیر کے ہاتھہ سے حکومت بنگالہ کی چھینکر قلی بیگ کی حوالہ کی جب شیر شاہ نے دوبارہ حکومت ہمایون سے لیلی قلی بیگ کو قول دیکر بلایا اور عہد شکنی کرکے اوسکی جان لیلی سلیم شاہ کے عہد مین محمد خان اوسکا نویش پرستاری کو دادگری ہمدوش رکھتا تھا جب ممریز خان کشمکش مین مرگیا خفر خان باپ کی جگہ پر کار پرداز ہوا اور بہادر شاہ خطاب مقرر کیا آخر بہ چنگل اجل مین ممریز خان نے جان دی۔ بہادر شاہ کے بعد اوسکا بھائی جلال الدین ریاست کا مالک ہوا تاج خان سلیم شاہ کے امیر نے اسکی جان ماری اور سلیم شاہ کے بعد خود تخت نشین ہوا بعدہ اوسکا چھوٹا بھائی سلیمان کرزانی اگرچہ خیال بادشاہی کا رکھتا تھا مگر مصلحتاً اکبر بادشاہ کے نام کا خطبہ سکہ جاری کیا بعدہ اوسکے لڑکون بایزید اور داؤد نے اپنے نام کا سکہ وخطبہ مروج کیا آخر امرای اکبری نے اونکو مغلوب اور مقتول کرکے بنگالہ کو فتح کرلیا یہ حال اکبرنامہ وغیرہ کتب سیر مین مفصل مندرج ہی

صوبہ بہار

دوم اقلیم سے دراز ہی تلیا گڈھی سے لیکر دریاچہ کرم ناسہ تک جو سرکار رہتاس کے تابع ہی ایکسو بیس کوس — اور چوڑائی مین ترہت سے اوترکے پہاڑون تک ایکسو دس کوس تک ہی اسکے پورب بنگالہ اور پچھم الہ آباد اور شمالا اودہ اور جنوبا کوہ بزرگ واقع ہی اس صوبہ کے عمدہ دریاؤن مین گنگا اور سون اور گنڈک ہی کہتے ہین کہ گڈھ کے نزدیک ایکھی پوتہ نی سے دریاے سون اور نربدا اور جہلا جوشش مارتے ہین گنگا اور سون کا پانی نہایت مزہ دار اور گوارا ہی۔ گنگا تو اوترکے پہاڑون سے اور سون جنوبی پہاڑون سے نکلکر منیر کے پاس گنگا مین ملتا ہی اور گنڈک

اوترسے نکلکر حاجی پور کے قریب گنگا سے ملحق ہوتا ہی — حاجی پور کی آب ہوا مین گویا ایک خاصیت ہی کہ وہان کے باشندے
اکثر آماس گلو مین گرفتار رہتے ہین اور بعض کمتر اس علت سے انسان کی صورت بگڑجاتی ہی ایسا ہی کوئی محفوظ
رہجاتا ہی سالگرام سیاہ رنگ پتھر ہوتا ہی جسے فارسی مین کسوٹی کہتے ہین ہندو لوگ اوسکو آثار ایزدی جانتے
اور اوسکی پرستش کرتے ہین اگر مدور اور خرد اور روغنی ہو بہت مقبول سمجھتے ہین اور مختلف رنگون مین ہر قسم کے نام
اور خاصیت علحدہ علحدہ بیان کرتے ہین چونکہ سونے کا الحاق اوسپر ہوتا ہی اس لالچ سے اوسکو نکالتے ہین اکثر
ایک سوراخ رکھتے ہین اور بعض زیادہ اور چونکہ طلا سے خالی اور نے سوراخ ہو برہمنون کا مذہب ہی کہ جو بت ٹوٹا ہو
اوسے پھر نہین پوجتے مگر اس پتھر کو باوجود کہ شکستہ ہو پوجتے ہین ان دونو دریا کے درمیان مین شمالاً اور جنوباً چالیس
کوس تک یہ پتھر پیدا ہوتے ہین — کرمناسا جنوبی پہاڑون سے نکلکر گذر چوسا کے مقام پر دریاے گنگ مین گرتا ہی
اوسکا پانی نہایت ناپاک سمجھتے ہین — پن پن بھی دکھن سے کوہستان پلاون کے دہانے مین جوش کرتا ہی اور عظیم آباد
پٹنہ کی آبادی سے گذر کر دریاے گنگ مین ملحق ہوتا ہی اوسی جگہ ایک پل ہی اکبر کے عہد کا بنا ہوا اور آج تک کہ سنہ ۱۱۹۷ ہجری
گذرتے ہین برپا اور قائم ہی — چھوٹی ندیان اس صوبہ مین بیشمار ہین — تابستان مین گرمی ہوتی اور زمستان معتدل
کبھی کبھی دو مہینے پشمی کپڑون کی ضرورت ہوتی ہی برسات چار مہینے ہوتی تھی مگر اب دو سال سے بمشکل ڈیڑھ مہینے
برسنے کے بھی لاے ہین پس شدت قحط سے نوع بشر کی خواری اور جانفشانی صاف ظاہر ہی اللہ تعالی اپنے
بندون پر رحم فرماوے کشتکاری خوب ہوتی ہی خاصکر شالی کہ مانند مشک اوسکے کہین نہین کساہی نام تلہ بنارس سے
مرشد آباد تک پیدا ہوتا ہی پان کے لیے مخصوص مگھی ہی یہان کا پان بہت نازک اور خوشرنگ اور پتلا اور خوشبو
اور مزہ دار ہی دہلی اور لاہور اور جہانگیر نگر اور مرشد آباد تک بطور تحفہ کے لیجاتے ہین اکثر اسقدر مسافت طی کرنے مین
سالم رہتے اور کسیقدر ضائع ہوجاتے ہین — امرت بھیلا اور کچلا نام طوطی نہایت عمدہ اور کثرت سے ملتی ہین اگر
پالین اور کوشش کرین جلد شیرین آواز گویا ہوجاتا ہی شیشے کے برتن اور حقہ جو کہ فرنگ سے آتا ہی طیار کرتے ہین
کہ تمام ہندوستان مین اوسکے برابر نہین ہوسکتے — بہار کی سرکار مین موضع راج گرگان کے پاس ایک پتھر مانند
بلور کے ہی چھوٹے ٹکڑے اسقدر ہین کہ دانہ تسبیح اور حقہ اوس سے بناتے ہین اور موضع ارول اور بہار مین کاغذ بہت
عمدہ بنتا ہی اگر کوئی روپیہ خرچ کرے شاید کہ اوس سے بھی افضل بہم پہونچے — یہان پر ایک معبد گیا نام ہی
برہمن لوگ اوسکو برہم گیا کہتے ہین اسقدر معظم سمجھتے ہین کہ اپنے گذشتہ بزرگون کی رستگاری اوس مقام پر پرستش
کرنے سے سمجھتے ہین اور اس بہانہ سے وہان کے برہمنون کو جو مجاور ہین نقد و جنس ملتا ہی اس صوبہ اور نیز صوبہ
بنگالہ مین ایک میوہ کٹھل نام نہایت کلان اور مزہ دار پیدا ہوتا ہی — بعض اسقدر گران اور بڑے ہوتے ہین
کہ ایک آدمی سے نہین اوٹھ سکتے تربہت بہت دنون سے جاے دانش خیزی ہی ہنوز باوجود ہزارون خرابی کے

اکثر علوم وہان پر شائع ہین — رہتاس ایک درہ ہی پہاڑ کی بلندی پر بہت اونچا جہان پر نہایت سختی سے گذارہ ہو اوسکا گھیر دس بارہ کوس کا ہی بعض جگہ اس پہاڑ پر کھیتی ہی بیشتر یہان پر ایک باغ تھا انگور انار سرو شریفہ نیشکر عمدہ عمدہ قسم کا پیدا ہوتا تھا مگر اب خراب ہوگیا ہی جابجا ندیان جاری ہین پانی اسقدر نزدیک ہی جس مقام تین چار گز کھودین پانی نکل آئے بہت سے پرگنہ اس سرکار سے متعلق ہین جمع اس صوبہ کی جو کہ عہد اکبری مین تجویز ہوئی اور ہنوز دفترون مین لکھی جاتی ہی ۲۲ کرور ۲۹ لاکھ ۱۹ ہزار ۴ سو ساڑھے چار دام اسمین سے ضبطی ایکسو ۸۳ بیگہ زمین پیمایش ہوئی اور چار لاکھ چوالیس ہزار اور ایکسو بیس بیگہ اوسکا روپیہ ۱۷ کرور ۲۶ لاکھ ۱۸ ہزار ۷ سو چوہتر دام نقدی اور ایک کرور ۲۹ لاکھ ۳۷ ہزار ۶ سو ساڑھے بیس دام اونمین سے ۲۲ لاکھ ۲۷ ہزار ایکسو سینتالیس دام سیورغال کے یومیہ ۱۱ ہزار چار سو پندرہ ہزار ۴ لاکھ ۴۹ ہزار ساڑھے تین سو پیادہ اور سو کشتی — اس کلام مین کہ جمع صوبون کی تنقیح کی ہی بڑی شک ہی اور عبارت مین عجب طرح کا خبط ہی

صوبہ الہ آباد

دوم اقلیم سے لنبا ہی جونپور کی سجھولی سے جنوبی پہاڑ تک ایکسو ساٹھہ کوس اور چوڑا ہی جو بنا کے گھاٹ سے گھاٹم پور تک ایکسو بائیس کوس اسکے چوحدہ ہین شرق رویہ بہار اور شمالی اودہ اور جنوبی باندہو اور غربی آگرہ ہی — اس صوبہ کے بڑے دریاؤن مین گنگا اور جمنا اور نیز دیگر دریا مانند رند — گین — سرجو — برنہ وغیرہ کے ہین اور ہوا سازگار اور زنگارنگ کے گل وغنچہ اور میوہ نے شمار اکبر کے وقت سے خربزہ اور انگور کثرت سے ہونے لگا سابق مین اسکا نام پیاگ تھا اکبر نے الہ اباس رکھا آخر کو الہ آباد معروف ہوا یہان کا قلعہ سنگین مع محل اور مکانات وغیرہ کے اکبر کی تعمیر ہی اس جگہ کو تمام عبادتگاہون کا بادشاہ سمجھتے ہین قلعہ اوس جگہ پر ہی جہان گنگا اور جمنا باہم ملحق ہوئے ہین اور اہل ہند کے اعتقاد مین تین دریا کا مجموعہ ہی اور وہ تیسرا سرستی ہی لیکن ظاہر نہین — بنارس بڑا شہر ہی دوندیون برنہ اور آنسی کے درمیان مین گذشتہ زمانے مین اسکا نام کاشی تھا کہتے ہین کہ اگلے وقت یہان پر ایک مندر تھا جسکا طواف کعبہ کیطرح پر کرتے تھے اور مانند حج کے وہان پر تعمیل ہوتی یہ بہت دنون سے ہندوستان کا دار العلم ہی گروہا گروہ بنی نوع دور دراز ملکون سے آکر یہان پر علم حاصل کرتے ہین اور جان وتن کو گداز کرتے ہین — ۴۱۰ ہجری مین سلطان محمود غزنوی کے آنے سے کسیقدر مذہب مین مخالفت ہوئی جب ۴۱۳ مین دوبارہ بادشاہ آیا اول گوالیار کا قلعہ فتح کیا اور صلح کرلی پھر قلعہ کالنجر کا عزم کیا وہان کے حاکم نندا نے دو تین ہوا تھی پیچکر عجز ونیاز ظاہر کیا بلکہ ایک شعر بھی ہندی مین کہکر ارسال کی جب اوسکا مضمون ترجمہ ہوا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور اوس قلعہ کی حکومت مع دیگر چودہ مقامون کے اوسکو مرحمت کی — جونپور عظیم الشان شہر ہی اس شہر کو سلطان [illegible] نے اپنے چچا بیٹے فخر الدین کے

نام جونہ آباد کیا طول مین ایکسو ۹ درجہ اور ۲ دقیقہ اور عرض مین ۲۶ درجہ ۱۱ دقیقہ ہی چنارہ قلعۂ سنگین ہی پہاڑ پر نہایت بلند اور مضبوط دریاے گنگ اوسکے نیچے سے جاری ہی — کالنجر یہ بھی قلعۂ سنگین پہاڑ کی بلندی پر تعمیر ہی اسکے آغاز کو کوئی نہین جانتا اسکے اندر بہت سے مندر ہین ایک مندر مین کال بھیرون کی مورت ہی اٹھارہ ہاتھہ کی لانبی — اس قلعہ مین جابجا چشمے جوش مارتے ہین اور اکثر تالاب ہین درختان آبنوس اور خودرو میوہ بہت ہین اور لوہے کی کان بھی ہی وہان سے بیس کوس پر الماس کی کھان ہی — راجہ گنپت سنگہ وہان کا حاکم وہانکے چند قطعۂ زمین مین جواہرات رکھتا تھا — دو برہمن دانا نیک خصلت خوش خلق اور طوطے ایسے کہ جو کچھہ سوال کرین فورًا جواب دین — و جنیاگری مین بخشو نام نہایت بے مثل طور دوسرا حسن افروز نغمہ سرا — سلطان بہادر گجراتی نے دوستی کرکے ان دونون سے ایک درخواست راجہ کے پاس بھیجی راجہ نے اپنی مردمی سے بخشو کو روانۂ دربار کیا اور شیر شاہ نے اوس جادو نفس کو طلب کیا جب قاصد محروم لوٹا قلعہ کو جاکر گھیر لیا اور محصورین پر زندگی وبال کی راجہ نے بپاس ناموس جو بید و شاسترون مین مروج ہی شعلۂ دیو کو آتش غیرت سے جلاکر خاک کا ڈھیر کردیا اور خفتۂ عقلی سے ناپایدار زندگی پر دل باندھکر غبار آلود ہستی ہوا — شیر شاہ کو تو یہ جلدی تھی کہ قلعہ مفتوح ہو آتشباری کے وقت ایک چنگاری باروت مین پڑگئی وہ لی اوڑی اور شیر شاہ کے خرمن ہستی کو جلادیا — کہتے ہین قصبۂ مودھا مین ہر ایک چھوٹا بڑا نہایت حسین ہی — دس سرکار اور ایکسو ننانوے پرگنہ اور ۲ کرور ۴ لاکھہ ۲ ہزار آٹھہ سو ۱۹ دام اور ۱۲ لاکھہ پان — اونمین سے ایکسو اکتیس زمین کی ضبطی تھی ۳۹ لاکھہ ۶۸ ہزار ۱۸ بیگہ ۳ بسوہ اسکا روپیہ بیس کرور ۲۹ لاکھہ ۱۰ ہزار ۲ سو ۴۲ دام اور ۶۴ پرگنہ نقدی محصول اوسکا ۴ ۹ لاکھہ اور مبلغ ۶ ہزار ۴ سو ۸۱ دام سیورغال نومی ۱۱ ہزار ۳ سو ۷۵ سوار دو لاکھہ ۷ ۳ ہزار ۸ سو ستر پیادہ اور ۲۲۳ ہاتھی — سرکار الہ آباد پندرہ محال — سرکار غازیپور شرقی اونیس محال — سرکار بنارس شرقی — آٹھہ محال — سرکار جونپور شمالی اکتالیس محال — سرکار مانکپور چودہ محال سرکار چنارہ جنوبی ۱۳ محال — سرکار ٹھٹھہ کور جنوبی — سرکار کالنجر جنوبی سرکار کوڑہ غربی — سرکار کڑہ غربی ——— جونپور کے فرمانروایان کی تفصیل اس جدول سے ظاہر ہی لقب اسکا سلطان الشرق مشہور ہی

۱ سلطان الشرق	۱۶ برس	۲ مبارک شاہ	۴ برس کچھہ زیادہ	۳ سلطان ابراہیم	۵ مہینے
۴ سلطان محمود	ایک برس کچھہ زیادہ	۵ محمود شاہ	۲۱ برس چند مہینے	۶ حسین شاہ	۱۹ برس

ان چھہ آدمیون نے ۷۰ برس چند مہینے فرمان روائی کی بیشتر یہ ملک بادشاہان دہلی کے تصرف مین آیا جب سلطان محمود بن سلطان محمد بن فیروز شاہ کے تاج و تخت زیر حکومت ہوا ملک سرور خواجہ سرا کو جسے اسکے بزرگون نے خانجہانی کا خطاب دیا تھا سلطان الشرق کا لقب مرحمت فرماکر جونپور کا حاکم بنایا یہ شخص جونپور مین

جاکر بردباری اور بیدلی اور انصاف مین روزگار بسر کرتا رہا اور اسی مشغلہ مین سفر آخرت پیش آیا اوسکا لڑکا متبنّی مبارک نام بزرگان زمانہ کی اعانت سے وارث حکومت ہوا اور سکہ خطبہ مین تجدید کی بہلول خان سلطان محمود کے امراے عظام مین تھا خبر پاتے ہی اوٹھہ دوڑا دریاے گنگا کے کنارے دو لشکرون سے آویزش ہوئی انجام کو دونون نامراد اپنی اپنی طرف کو واپس ہوگئے جب سلطان مبارک شاہ گذر گیا اوسکا چھوٹا بھائی ابراہیم گدی پر بیٹھا اسنے داد و دہش اختیار کی اور زمانے کے سرکشون کی پایمالی کرکے آبادانی کی آتش کا جویان ہوا ہر پیشہ کا رواج دیا اسکے عہد مین قاضی شہاب الدین ملک العلما بڑا نامور ہوا اوسکا زاد بوم دہلی ہی وہان پر صاحبان علوم نقلی و عقلی کو جمع کیا اور بروقت پہونچنے صاحبقران امیر تیمور گورکان کے اپنے اوستاد مولانا خواجگی کے ہمراہ جو کہ خلیفہ نصیر الدین چراغ دہلی کا ہی جونپور آیا اور وہان پر نشو و نما پاکر محسود زمانہ ہوا شاہ مدار جو کہ اولیاے ہند کا سردار ہی اوسکا ہمعصر تھا جیسا کہ رسم ہی کہ ظاہری عقلا کو صاف باطنون سے سرگرانی ہوا کرتی ہی قاضی کو بھی مشرب خیر اندیشی تیرہ تھا جب ابراہیم کا عہد منقضی ہوا بھیکھن خان اوسکا بڑا لڑکا سلطان محمود کے نام سے تخت نشین ہوا چونکہ بدکار تھا سلطنت سے خارج کیا گیا اوسکے بعد حسین خان اوسکا بھائی تاج و تخت کا مالک ہوا اسنے اپنے سلوک سے زمانہ کو سازگار کیا زمانہ اوسکی ثنا و صفت مین مصروف ہوا بس دولت دنیا کا نشا چڑھ گیا سلطان بہلول سے مقابلہ کیا آخر کو شکست کھاکر پریشان ہوا سلطان بہلول کا لڑکا باربک جونپور مین قایم مقام ہوا جب بہلول نے جام فنا کھینچا سلطان سکندر لودی نے تخت خلافت کی زینت بڑھائی سلطان حسین باربک سے متفق ہوکر چند بار لشکر فراہم کرکے دہلی کو آیا اور اسی کی ذات سے شرقیون کی حکومت کا خاتمہ ہوا

صوبہ اودہ

دوسری اقلیم سے ہی سرکار گورکھپور سے قنوج تک ایکسو پینتیس ۱۳۵ کوس لنبا اور شمالی کوہ سے سدہ پور صوبہ الہ آباد تک ایکسو پندرہ کوس چوڑا ہی اسکے پورب طرف پہاڑ اور اوتر پہاڑ اور دکھن مانکپور اور پچھم قنوج ہی — آب ہوا عمدہ جاڑا اور گرمی معتدل — دریاے کلان سرجو گھاگھرا — گومتی — روہی ہی گوناگون آبی جانور ہوتے ہین — کشتکاری بھی اچھی ہوتی ہی خاص کر سکھداس چاول کہتے ہین کہ تمام ہندوستان مین پہلے بیشتر اس صوبہ مین تخمریزی ہوتی ہی قدیم نام اسکا اجودھیا ہی شہرہاے ہندوستان سے عظیم الشان طولاً ۱۱۸ درجہ اور ۶ دقیقہ اور عرضاً ۲۷ درجہ ۲۲ دقیقہ کہتے ہین کہ زمانہ گذشتہ مین ۱۴۸ کوس لنبا اور ۳۶ کوس چوڑا آباد تھا اور اسکو ایک پاک مقام سمجھتے ہین — اکثر شہر کی خاک بیزی کرکے سونا نکالتے ہین راجہ رام چند خلف راجہ جسرتھہ کا زاد بوم ہی جسے ہندو مظہر آثار خدا جانتے ہین اور مانند داستان حمزہ کے بلکہ اوس سے بھی زیادہ عجائب بیان اوسکے نسبت بیان کرتے ہین ترینا کے زمانہ مین جسے ہندو لوگ بعد ست جگ کے جانتے ہین اور اوس ایام کی تعداد ۱۲ لاکھہ ۹۶ ہزار برس ہی کیا عجب کہ راجہ موصوف ظاہر و باطن کی ریاست رکھتا ہو جسقدر اوسکی کیفیت ہندؤن کی کتابون سے دریافت ہوئی کیفیت سے خالی نہین خداجوئی اور اخلاق شایستہ اور حق طلبی کا مرتبۂ اتم خوگر تھا

شہر ایک کوس پر دریاے گھاگھرا قلعہ کے نزدیک سرجو سے ملتا ہی اس شہر مین دو قبر چھہ یا سات گز کی لنبی ہین
عوام لوگ شیث اور ایوب پیغمبر کی مزار جانتے ہین بعض کا قول ہی کہ کبیر موحد کی تربت سکندر لودی کے زمانہ مین
واقع رتن پور بنی تھی یہ شخص اکثر خداشناسی اور تصوف کی حقیقت اشعار ہندی مین نظم کرتا رہا — بہرایچ
دریاے سرجو کے کنارے معمور ہی نہایت عمدہ سبزہ زار سالار مسعود غازی اور رجب سالار اس جگہ مدفون ہین —
اکبر بادشاہ کے وقت مین محمد حسین خان نے جو کہ بادشاہ کا روشناس تھا مخدوم الہدیہ خیرابادی سے سوال کیا
کہ سالار مسعود غازی کیسا آدمی تھا اوسنے جواب دیا کہ ایک پٹھان تھا جسنے شہادت پائی باقی اور ہندوستانی
مسلمان اوسکے بڑے معتقد ہین اور دور دراز سے اوسکے مزار کی زیارت کو آتے اور محفلین کرتے ہین قول معتبر یہ ہی
کہ محمود غزنوی کے اقربا مین سے زندگانی کو مردانگی سے تمام کیا اور ہمیشہ کیواسطے نام نیک حاصل کیا — دوسرے
سلطان فیروز حاکم دہلی کے باپ نے ظاہر و باطن کی آراستگی حاصل کی اس شہر کے نزدیک ڈیوکن نام موضع ہی
مدت سے پیسون کی ٹکسال ہی — اوتر کے پہاڑون سے اکثر چیزین مانند کونٹ گھوڑون اور سونا اور تانبا اور
سُرب اور مشک اور چونرا اور شہد اور چوک وغیرہ کے آدمیون کی پیٹھہ یا گھوڑے اور بکرون پر لاد کر لاتے ہین —
اور نشک سونٹھہ اور سرخ مرچ اور مجیٹھہ اور سہاگا اور نرکچور اور موم اور پشمینہ اور باز اور جرہ وغیرہ بہت آتے ہین
— نیم کھار مصر کھہ ایک نامور مقام ہی بزرگ تیرتھہ دریاے گومتی وہان سے نکلی ہی اور اکثر عبادت خانہ معمور
ہین برہما ورت کنڈ نام حوض ہی اوسکے درمیان سے پانی جوش کھاتا ہی اور ایسا زور شور ہی کہ آدمی نہین ٹھہر سکتا
جو کچھہ اوسمین چھوڑو باہر اوبل آتا ہی کہتے ہین کہ اوسی قرب مین ایک نہایت تنگ دہانہ کا چشمہ ہی ایک گز
چوڑا اور چار انگل گہرا برہمن لوگ وہان پر منتر پڑھ کر پوجا کرتے ہین ہر چند چاول وغیرہ اوسمین چھوڑین مگر نشان
نہین رہتا — لکھنو بڑا ابھاری شہر ہی دریاے گومتی کے کنارے پر نہایت خوش سواد شیخ مینا جسکی
ولایت کا گمان اکثرون کو ہی اسی سرزمین مین مدفون ہی — بلگرام قصبہ خوش ہوا ہی یہان کے باشندے
خوش فہم اور علم موسیقی کے شایق اور نیک مظہر ہین — پانچ سرکار ۱۳۷ پرگنہ اس صوبہ مین ہین زمین
پیمایشی ایک کرور اکیس لاکھ اکہتر ہزار ایکسو اسی بیگہ جسکی جمع ۲۰ کرور ۱۷ لاکھ ۵۸ ہزار ۱۷۲ دام ہین
اسمین سے ۵۸ لاکھ ۲۱ ہزار ۸ سو ۵۰ دام سیورغال یعنی ۷ ہزار ۶ سو ۴ سوار اور ۱۶۸۲۵ پیادہ اور ۵۹ ہاتھی ہین —

صوبۂ اکبراباد

دوم اقلیم سے ہی گھاٹم پور الہ اباد سے پلول تک ۱۷۵ کوس لنبا اور قنوج سے چندیری تک ۱۷۵ کوس چوڑا شرقی گھاٹم پور شمالی دریاے گنگ جنوبی
چندیری غربی پلول ہی بہت سے دریا بہتے ہین سب مین عمدہ دریا جمنا و چنبل ہی جمنا شمالی پہاڑ اور چنبل جانب جنوب مالوہ سے
نکلتے ہین اور کالپی مین آکر جمنا سے ملجاتی ہین جا بجا جنوبی پہاڑ آب و ہوا کی خوبی مین نیک مثل ہین کھیتی اچھی میوہ اور گلاب

کے پھول اور خوشبو کے روغن اور برگ پان عمدہ میسر آتے ہین خربزہ اور انگور اور جگہہ کی نسبت یہان اچھا ہوتا ہے
آگرہ خوش ہوا شہر جمنا کے کنارے معمور ہے دریاے جمنا شہر کے درمیان سے پانچ کوس روان ہے دونو طرف عمدہ عمدہ
عمارتین اور رنگ برنگ کے باغ آباد ہین اکبر بادشاہ نے سنگ سرخ سے ایک قلعہ بنایا ہے اوسمین عمدہ مکانات
نقش و نگار سے بنے ہوئے ہین اول ہین یہ ایک گانون تھا بیانہ سکندر لودی نے اوسکو پاے تخت مقرر کیا اور اکبر نے
تمام دکمال آرایش کی شیخ ابو الفضل اکبرنامہ کے مصنف کا زادبوم ہے اور اوسکے بڑے بھائی فیضی اور ابو الفیض
وغیرہ بزرگون کا مانند شیخ علاء الدین مجذوب اور میر رفیع الدین صفوی اور سید اجل علامہ قاضی وغیرہ کا مرقد ہے
اس شہر سے نزدیک جمنا کنارے رنگتا نام موضع ہے ہنود کی پرستش گاہ — فتح پور ایک گانون تھا بیانہ سکری
نام سے ۱۲ کوس دار الخلافہ سے دور سا اکبر بادشاہ نے اسے شہر بنا کر ایک قلعہ بھی پتھر کا تعمیر کرایا اگرچہ دولتخانہ
شاہی اور نیز مکانات اکثر امرا کے پہاڑ پر تعمیہ ہین مگر جنگل اور صحرا میں بھی اکثر مکانات کے آثار ہین بموجب حکم بادشاہی
مسجد اور مینار اور خانقاہ بھی بنا گئے تھے — آبادی سے ملا ہوا ایک تالاب بارہ کوس کا ہے اوسکے کنارے
اکبر بادشاہ نے صفہ اور منارہ بنوا کر چوگان بازی کا میدان مقرر کیا تھا ہاتھیون کی لڑائی بھی وہین پر دیکھا کرتا تھا
اوسکے قریب لال پتھر کی کھان ہے جسقدر چاہیے ستون اور تختہ جدا کرکے نکال لیوین — اگلے زمانہ مین بیانہ ایک
عظیم الشان شہر تھا اسمین قلعہ بھی بنا ہوا تھا اکثر آثار دولتخانہ اور محلات کے پائے جاتے ہین اکثر لوگ وہان پرانی
کے ہتھیار اور تانبے کے برتن پاتے ہین اور منارہ بھی نہایت اونچا ہے آب یہان عمدہ ہوتا ہے جسکا وزن ایک سیر
سے زیادہ ہوا اور شکر نہایت سفید نیل عمدہ یہان پر بھی عمدہ عمدہ لوگ مدفون ہین — تین کوس پر بھیم نام غار ہے
پانی سے بھرا ہوا اوسکی گہرائی کوئی نہین جانتا ہے فیروزہ اور تانبے کے کان وہان پر بتلاتے ہین ظاہرا اوسکے
نکلنے مین دخل سے زیادہ خرچ ہوا اس سبب سے آج تک کسی نے ہاتھ نہین ڈالا — متھرا جمنا کنارے معمور ہے
سری کشن کا جنم بھوم اسے بھی راجہ رامچند کے مانند ہندو لوگ مظہر اتم جانتے ہین بلکہ رام سے بھی زیادہ اور اوسکے
بھائی بلبھدر کو رام کا قایم مقام سمجھتے ہین — کالپی جمنا کنارے معمور ہے یہانکی مصری مشہور — شرقیون کے عہد مین
دہلی کی خراج گذاری تھی جب قادر خان کے دلمین ولولہ اوٹھا بادشاہ سے منحرف ہوگیا سلطان ہوشنگ نے
مالوہ سے آکر گوشمالی دی اور سلطان محمود شرقی نے قادر خان کے لڑکے نصیر خان سے لے لیا قنوج گذشتہ
زمانے مین ہندوستان کا دار الملک تھا — گوالیار نامور قلعون مین ہے اسکے دروازے پر ایک پتھر کا ہاتھی
اور اندر عمدہ عمدہ عمارتین ہین آب و ہوا یہان کی موافق اکثر کلانوت خوش گلو اپنے کمال کے کامل یہان پیدا
ہوئے اونمین سے تانسین مشہور ہے لوہے کی کھان بھی ہے بیراٹھہ مین تانبے کی کھان نہایت سودمند ہے
ایکمن مٹی سے ۳۵ سیر حاصل ہوتا ہے چاندی کی بھی کھان بتلاتے ہین مگر کسیکو فائدہ نہین ملا — نارنول کے

مقام پر ایک کنوان ہی اکثر لوگ پرستش کرتے ہین جب جمعہ کے روز اماوس ہوتی ہی آفتاب نکلتے ہی وہ کنوان اسقدر
لبریز ہوتا ہی کہ بدون رسی کے سلسلہ کے پانی پانا آسان ہی — سنگھانہ اور اودیپور اور کوٹ پوتلی مین تانبے کی کھان
اور قصبہ کانوری مین ندیان سرد اور گرم اکثر ہین ۱۳ سرکار اور ۲۰۳ پرگنہ زمین پیمودہ دو کرور اٹھتر لاکھ ۲۶ ہزار
۹۱۶ بیگہ ۱۰ بسوہ جمعی ۴۵ کرور ۲۲ لاکھ پچاس ہزار تین سو چار دام اسمین سے ایک کرور بیس لاکھ پانچ ہزار سات سو
ساڑھے تین دام سیورغال یومی پچاس ہزار چھہ سو اکاسی سوار اور پانچ لاکھ چھتتر ہزار پانسو ستتر پیادہ اور دو سو ہاتھی

صوبۂ مالوہ

دوم اقلیم سے ہی گڑہ سے بانسوارہ تک دراز دو سو پینتالیس کوس اور چوڑا چندیری سے ندربار تک دو سو تیس کوس شرقی باندھون شمالی ترور
جنوبی بگلانہ غربی گجرات اور اجمیر جنوبی پہاڑ — دریاے نربدا سپرا — کالی سندہ بیتمیہ گودی ان دونو مین تین کوس نہر ہی صاف و سبک اوسکے
کنارون پر خودرو بید اور رنگین پھول اور خوشبو اور بیسیار شاداب اور سایہ دار درخت اور گلاب اور سبزہ زار اور عمارتین بلند — آب و ہوا
معتدل جاڑے مین لباس پنبہ اور گرمی مین آب شورہ کی کم ضرورت ہوتی ہی چار مہینے برسات مین گلابی جاڑے
کی کیفیت ہوتی ہی کہ رات کو بالاپوش کی حاجت ہو اس صوبہ کی زمین بہ نسبت اور سرزمین کے کسیقدر اونچی
اور سب مین کھیتی ہوتی دونو فصل عمدہ ہوتی ہین خاصکر گیہون اور پوستا اور اونکھ اور آنب اور خربزہ اور انگور
مقام حاصل پور مین ایک سال مین دو مرتبہ انگور ہوتا ہی — پان عمدہ کپڑے اچھی بناوٹ کے موجود ہین —
یہان کے کسان اور بنیے بھی ہتیار باندھتے ہین اس ملک کا دارالملک اوجین ہی سپرا کے کنارے پر معمور اوسکے
عجائبات مین کہتے ہین کہ کبھی کبھی دودھ جوش کرتا ہی لوگ لیجاتے ہین اور اپنے مصرف مین لاتے جب کبھی ایسا
اتفاق ہو راجہ کے حق مین عمدہ شگون ہوتا ہی اسکے نزدیک برہمنون کے تین سو ساٹھہ مندر عبادتگاہ ہین شیخ ابوالفضل
نے اکبرنامہ مین ایسا لکھا ہی کہ پینتالیسوین سال الٰہی کو موجب حکم حضرت کے سفر کا اتفاق ہوا جب یہان پہونچا
ماقبل اوسکے ۱۶ — فروردین کے ہفتہ کو چار گھڑی رات گذرنے پر دودھ کا جوش ہوا ہنود و مسلمان چھوٹے بڑے
گھڑون مین بھر لائے اوسی قرب مین ۳۶۰ عبادتگاہ برہمنون کے ہین اور اوسی شہر کے نزدیک کالنادہ نام ایک
مقام ہی اوسکا احاطہ نہایت دلکشا حوض لبریز گرد مکانات گذشتہ زمانے کا یادگار ہی — گڈہ ایک علحدہ ملک ہی
درخت زار جنگلی ہاتھی بہت — وہان کے کاشتکار محصول جگہہ پر ہاتھی دیتے ہین اور وہین کے زراعت سے
دکن اور گجرات کو آسودگی ہی — چندیری گذشتہ بڑے شہرون مین سے ہی یہان پر قلعہ سنگین اور چودہ ہزار
پتھر کے محل کلان اور ایکسو چوراسی بازار اور ایکسو ساٹھہ سرای اور بارہ ہزار مسجد ہین — نومین نام قصبہ ہی
دریاے بیتھہ کے کنارے جل مانس اوسمین سے ظاہر ہوتے ہین اور ایک ایسا بڑا مندر ہی کہ اگر اوسمین نقارہ
بجاوین آواز باہر نجانے — سرکار بیجاگڈہ کے جنگل مین جنگلی ہاتھی کثرت سے ہین — منڈو ایک شہر بارہ کوس کی

گہرائی کا ہی اوسکے قلعہ مین ایک مناره ہی ہشت منظری جیندگاه حاکم کی نشستگاه رہا پرانی عمارتین ہین سلاطین خلج کی قبرین اکثر بنی ہین ـــ ایک تعجب کی یہ بات ہی کہ موسم گرما مین سلطان محمود ولد ہوشنگ کی قبر کی گنبدیگی سے عرق نکلتا ہی ساده لوح فریفتہ ہوتے ہین ـــ تمر ہندی مانند ناکل کے اور اوسکا مغز سفید ہوتا ہی ہندی نژادون کا قول ہی کہ پارس پتھر یہان پر پیدا ہوتا ہی جسکے چھونے سے لوہا سونا ہوجاتا ہی کہتے ہین کہ قبل راجہ بکرماجیت کے راجہ جگدیو نہایت نیکو کار تھا اسکی تلاش مین بہت سی پونجی صرف ہوئی ایک کھر پہ سونے کا ہوگیا مگر پتھر نملا آخر ماندن آہنگر سے چاره جوئی کی اوسنے پتھر کو حاصل کیا اور اوسکے ذریعہ سے بیشمار سونا طیار کرکے بادشاہ کے حضور مین نذر کیا اوسی سونے سے باره برس مین قلعہ طیار ہوا اور حسب تمنائے آہنگر کی قلعہ کی دیوار مین اکثر سندان کی تصویر بنائی گئین ایکروز نربدا کنارے راجہ نے جشن کیا اور برہمنون کے دان مین اوس پتھر کو دیدیا برہمن نے حقیر سمجھکر نہایت رنج سے دریا مین پھینکدیا اور جب اوسکی خاصیت معلوم ہوئی حسرت اور افسوس کرنے لگا ـــ اوس مقام پر اس قدر عمق ہی کہ ہنوز اوسکا اندازه کوئی نہین پاتا ہی ـــ قصبہ دھار راجہ بھوج کا دار الحکومۃ تھا ـــ یہان پر تاک دو مرتبہ پھیلتا ہی اول مرتبہ شیرین تر ـــ سرکار منڈیہ مین جنگلی ہاتھی بکثرت اور بیزه مار مین خربزه اور انگور نہایت عمده ہوتا ہی ـــ ۱۲ سرکارین اور تین سو ایک پرگنہ ہین پیموده زمین ۴۲ لاکھہ ۶۶ ہزار دو سو اکیس ہزار بگیہ اور ۶ بسوه جمع ۲۴ کرور ۶ لاکھہ ۹۵ ہزار ۵۲ دام اونمین سے ۱۱ لاکھہ پچاس ہزار ۴ سو تین دام سیورغال یومی ۲۹ ہزار ۶ سوار ساٹھہ سوار اور چار لاکھہ ستر ہزار تین سو اکساٹھہ پیاده اور نوے ہاتھی ہین

جدول فرمانروایان

نام	سال وماه	نام	سال وماه	نام	سال وماه
۱ ادھشٹن جی	سو برس	۲ چندرجیت	۸ برس ۷ ماه ۳ روز	۳ اسائیا ہمن	۷۹ برس
۴ نرباہن	سو برس	۵ ست راج	سو برس		

فرمانروایان قوم پنوار

نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ اودت پنوار	۸۶ برس	۲ برہمراج	۳۰ برس ۷ مہینے	۳ ات برمھ	۹۰ برس
۴ دشنگ سیدھر	۸۰ برس	۵ جی چند	۱۰ برس	۶ ہمیر تھہ	سو برس
۷ گندھرپ	۳۵ برس	۸ بکرماجیت	۱۰۲ برس	۹ چندرسین	۸۶ برس
۱۰ کھرگ سین	۸۵ برس	۱۱ چترکوت	۱ برس	۱۲ کرم چند	ایک برس
۱۳ کنک سین	۸۳ برس	۱۴ چندرپال	سو برس	۱۵ مہندرپال	۷ برس
۱۶ بیج نند	۶۰ برس	۱۷ بھوج	برس	جملہ ستره آدمی قوم پنوار کے ایک ہزار ستاون برس حاکم رہے	

مقام پر ایک کنوان ہی اکثر لوگ پرستش کرتے ہین جب جمعہ کے روز اماوس ہوتی ہی آفتاب نکلتے ہی وہ کنوان اسقدر
لبریز ہوتا ہی کہ بدون رسی کے سلسلہ کے پانی پانا آسان ہی — سنگھانہ اور اودیپور اور کوٹ پوتلی مین تانبے کی کھان
اور قصبہ کانوری مین ندیان سرد اور گرم اکثر ہین ۱۳ سرکار اور ۲۰۳ پرگنہ زمین پیمودہ دو کرور اٹھتر لاکھ ۶۲ ہزار
۹۱۸ بیگہ ۱۰ بسوہ جمعی ۴۵ کرور ۶۲ لاکھ پچاس ہزار تین سو چار دام انمین سے ایک کرور بیس لاکھ پانچ ہزار ساتسو
ساڑھے تین دام سیورغال یومی پچاس ہزار چھ سو اکاسی سوار اور پانچ لاکھ اٹھتر ہزار پانسو ستر پیادہ اور دو سو ہاتھی

صوبۂ مالوہ

دوم اقلیم سے ہی گڑھ سے بانسوارہ تک دراز دو سو پینتالیس کوس اور چوڑا چندیری سے ندربار تک دو سو تیس کوس شرقی باندھون شمالی ترور
جنوبی بگلانہ غربی گجرات اور اجمیر جنوبی پہاڑ — دریاے نربدا سپرا — کالی مسند بیتیہ گودی ان دونومین تین کوس نہر ہی صاف وسبک اوسکے
کنارون پر خودرو بید اور رنگین پھول اور خوشبو اور پرسیاوشان اور سایہ دار درخت اور گلاب اور سبزہ زار اور عمارتین بلند — آب و ہوا
معتدل جاڑے مین لباس پنبہ اور گرمی مین آب شورہ کی کم ضرورت ہوتی ہی چار مہینے برسات مین گلابی جاڑے
کی کیفیت ہوتی ہی کہ رات کو بالاپوش کی حاجت ہو اس صوبہ کی زمین بہ نسبت اور سرزمین کے کسیقدر اونچی
اور سب مین کھیتی ہوتی دونو فصل عمدہ ہوتی ہین خاصکر گیہون اور پوستا اور اونکھ اور آنب اور خربزہ اور انگور
مقام حاصل پور مین ایک سال مین دو مرتبہ انگور ہوتا ہی — یہان عمدہ کپڑے اچھی بناوٹ کے موجود ہین —
یہان کے کسان اور بنیے بھی ہتیار باندھتے ہین اس ملک کا دار الملک اوجین ہی سپرا کے کنارے پر معمور اسکے
عجائبات مین کہتے ہین کہ کبھی کبھی دودھ جوش کرتا ہی لوگ لیجاتے ہین اور اپنے مصرف مین لاتے جب کبھی ایسا
اتفاق ہو راجہ کے حق مین عمدہ شگون ہوتا ہی اسکے نزدیک برہمنون کے تین سو ساٹھ مندر عبادتگاہ ہین شیخ ابو الفضل
نے اکبرنامہ مین ایسا لکھا ہی کہ پینتالیسوین سال الٰہی کو موجب حکم مجھے دکھن کے سفر کا اتفاق ہوا جب وہان پہونچا
ماقبل اوسکے ۱۶ فروردین کے ہفتہ کو چار گھڑی رات گذرنے پر دودھ کا جوش ہوا ہندو مسلمان چھوٹے بڑے
گھرون مین بھر لائے اوسی قرب مین ۳۶۰ عبادتگاہ برہمنون کے ہین اور اوسی شہر کے نزدیک کالیادہ نام ایک
مقام ہی اوسکا احاطہ نہایت دلکشا حوض لبریز گرد مکانات گذشتہ زمانے کا یادگار ہی — گڈھ ایک علحدہ ملک ہی
درخت زار جنگلی ہاتھی بہت — وہان کے کشتکار محصول جگہہ پر ہاتھی دانت دیتے ہین اور وہین کے زراعت سے
دکن اور گجرات کو آسودگی ہی — چندیری گذشتہ بڑے شہرون مین سے ہی یہان پر قلعہ سنگین اور چودہ ہزار
پتھر کے محل کلان اور ایکسو چوراسی بازار اور ایکسو ساٹھ سرای اور بارہ ہزار مسجد ہین — نومین نام قصبہ ہی
دریاے بیتھہ کے کنارے جل مانس اوسمین سے ظاہر ہوتے ہین اور ایک ایسا بڑا مندر ہی کہ اگر اوسمین نقارہ
بجادین آواز باہر نجائے — سرکار بیجاگڈھ کے جنگل مین جنگلی ہاتھی کثرت سے ہین — مندو ایک شہر بارہ کوس کی

کہرائی کاہی اوسکے قلعہ مین ایک منارہ ہی ہشت منظری جیندگاہ حاکم کی نشستگاہ رہا پرانی عمارتین مین سلاطین
خلج کی قبرین اکثر بنی ہین — ایک تعجب کی یہ بات ہی کہ موسم گرما مین سلطان محمود ولد ہوشنگ کی قبر کی گنبدیگی سے عرق نکلتا ہی
سادہ لوح فریفتہ ہوتے ہین — تمر ہندی مانند ناکل کے اور اوسکا مغز سفید ہوتا ہی ہندی نژادون کا قول ہی کہ پارس
پتھر یہان پر پیدا ہوتا ہی جسکے چھونے سے لوہا سونا ہوجاتا ہی کہتے ہین کہ قبل راجہ بکرماجیت کے راجہ جگدیو نہایت نیکو کار
تھا اسکی تلاش مین بہت سی پونجی صرف ہوئی ایک ٹھر یہ سونے کا ہوگیا مگر پتھر نملا آخر ماندن آہنگر سے چارہ جوئی کی
اوسنے پتھر کو حاصل کیا اور اوسکے ذریعہ سے بیشمار سونا طیار کرکے بادشاہ کے حضور مین نذر کیا اوسی سونے سے
بارہ برس مین قلعہ طیار ہوا اور حسب تمنائے آہنگر کہ قلعہ کی دیوار مین اکثر سندان کی تصویر بنائی گئین ایکروز نربدا کنارے
راجہ نے جشن کیا اور برہمنون کے دان مین اوس پتھر کو دیدیا برہمن نے حقیر سمجھکر نہایت رنج سے دریا مین پھینکدیا اور جب
اوسکی خاصیت معلوم ہوئی حسرت اور افسوس کرنے لگا — اوس مقام پر اس قدر عمق ہی کہ ہنوز اوسکا اندازہ کوئی
نہین پاتا ہی — قصبہ دھار راجہ بھوج کا دار الحکومت تھا — یہان پر تاک دو مرتبہ پھیلتا ہی اول مرتبہ شیرین تر —
سرکار مندیہ مین جنگلی ہاتھی بکثرت اور دہ مار مین خربزہ اور انگور نہایت عمدہ ہوتا ہی — ۱۲ سرکارین اور تین سو
ایک پرگنہ مین پیمودہ زمین ۲۴ لاکھہ ۶۶ ہزار دو سو اکیس ہزار بیگہ اور ۶ بسوہ جمع ۲۴ کرور ۶ لاکھہ ۹۵ ہزار ۵۲ دام
اونمین سے ۱۱ لاکھہ پچاس ہزار ۴ سو تین دام سیورغال یومی ۲۹ ہزار ۶ سوار سٹھہ سوار اور چار لاکھہ
ستر ہزار تین سو اکسٹھہ پیادہ اور نوے ہاتھی ہین

جدول فرمانروایان

نام	سال وماہ	نام	سال وماہ	نام	سال وماہ
۱ دھٹن جی	سو برس	۲ چندرجیت	۸ برس ۷ ماہ ۳ روز	۳ سالباہن	۷۹ برس
۴ نرباہن	سو برس	۵ ست راج	سو برس		

فرمانروایان قوم پنوار

۱۔ اودت پنوار	۸۶ برس	۲ برہمراج	۳۰ برس ۷ مہینے	۳۔ ات برمھہ	۹۰ برس
۴۔ دشنگ سیدھر	۸۰ برس	۵۔ جی چند	۱۰ برس	۶۔ بھیر تھہ	سو برس
۷۔ گندھرپ	۳۵ برس	۸۔ بکرماجیت	۱۰۲ برس	۹۔ چندرسین	۸۶ برس
۱۰۔ کھرگ سین	۸۵ برس	۱۱۔ چترکوت	۱ برس	۱۲۔ کرم چند	ایک برس
۱۳۔ کنک سین	۸۳ برس	۱۴ چندرپال	سو برس	۱۵۔ مہندرپال	۷ برس
۱۶۔ بیجے نند	۶۰ برس	۱۷۔ بھوج	برس	جملہ سترہ آدمی قوم پنوار کے ایک ہزار ستاون برس حاکم رہے	

قوم اوس تونور

نام	سال وماہ	نام	سال وماہ	نام	سال وماہ
۱- جیت پال	۵ برس	۲- رانا راجو	۵ برس	۳ رانا باجو	ایک سال ۳ روز
۴- رانا رجاجو	۲۰ برس	۵- رانا جیدھر	۳۰ برس	۶- رانا بہادر	۵ برس
۷- رای منگل	۵ برس	۸- رای سکن پال	۵ برس	۹ رای کرت پال	۵ برس
۱۰- رای نیک پال	۶۰ برس	۱۱- کنور پال	ایک سال	جملہ گیارہ نفر نے ایکسو ۲۴ برس ۳ روز حکومت کی	

الوس چوہان

نام	سال وماہ	نام	سال وماہ	نام	سال وماہ
۱- راجہ جگدیو	۱۰ برس	۲- جگناتھہ برادر جگدیو	۱۰ برس	۳ ہردیو	۱۵ برس
۴- باسدیو	۱۶ برس	۵- سری دیو	۱۵ برس	۶- دھرم دیو	۱۴ برس
۷- سہل دیو	۱۰ برس	۸- مانک دیو	۹ برس	۹- اکرت دیو	۱۱ برس
۱۰- پھتور	۱۲ برس	۱۱ باسدیو	۹ برس	گیارہ نفر چوہان نے ایکسو چالیس برس ۳ ماہ شمع افروز حکومت رہے	

مسلمان وہنود کی حکومت

نام	سال وماہ	نام	سال وماہ	نام	سال وماہ
۱- شیخ شاہ	۷ برس	۲- دھرم راج	۲۰ برس	۳- علاء الدین ولد شیخ شاہ	۲۰ برس
۴- کمال الدین	۳ برس	۵- چیت پال	۲۰ برس	۶- ہیمر چند	۲۰ برس
۷- ہر چند	۲۰ برس	۸- کیرت چند	۲۰ برس	۹- اودگر سین	۱۳ برس
۱۰ سورج نند	۱۲ برس	۱۱ بیر سین	ایک برس	گیارہ آدمی ایکسو اونیس برس گلستان سلطنت کی باغبانی کرتے رہے	

نام	سال وماہ	نام	سال وماہ	نام	سال وماہ
۱- جلال الدین	۲۲ برس	۲- عالم شاہ	۴۲ برس	۳- سکٹ سنگھ	۶ برس
۴- بہادر شاہ	چند مہینے	۵- دلاور خان غوری	۲۰ برس	۶- ہوشنگ شاہ	۳۰ برس
۷- محمد شاہ	ایک برس	۸- سلطان محمود	۴۳ برس	۹- قادر شاہ	۶ برس
۱۰- شجاع دل خان	۱۲ برس	۱۱- باز بہادر	غیر معلوم	جلال الدین سے لیکر شجاع دل خان تک دس نفر نے ۱۵۶ برس سلطنت کی	

کہتے ہین کہ اسوقت سے کہ آدھا ذی قعدہ گذرا اور ۱۱۹۷ہجری مین ۴۵۴۳ برس اور پانچ مہینے ۲۷ روز بیشتر ایک شخص مہا باہ نام آگ جلاکر اپنے مذہب کے موافق معبود کی عبادت کرتا زیارت کنندہ لوگون کو اعتقاد آتا اوسکے گرد جمع ہوکر پروانہ کے مانند جان کی پروا نکرکے نور حقیقی کی لو مین جل جاتے تھے اسی عرصہ مین گروہ لودہ جیسے سیوز کہتے ہین جل اوٹھی دلمین بامتا کی آگ بھڑک اوٹھی حاکم کے پاس جاکر فریاد کی کہ اس آتش مزاج نے لاکھون جانثارون کو مانند سپند کے جلا ڈالا بہتر ہی کہ اس آتشکدہ جانسوز کی چنگاریان بجھائی جاوین اور یہ رسم موقوف ہو

وہان سے خاطر خواہ حکم ہوا لوگون کو اس سوختت سے ممانعت ہوئی بیچارے دل جلے آتش حسرت پر سوزان دست بدعا
ہوئے کہ کوئی ایسا زبردست آتش مزاج ظاہر ہو کہ بودھیون کے فساد کی آگ بجھائے آخرکار جلال ایزدی نے اپنا جلوہ
دکھلایا اوسی آتشکدہ سے ایک نورانی طلعت نمود ہوئی جسکی پیشانی رخشانی سے لمعۂ حقیقی پیدا تھی ہاتھہ مین تلوار
لیے ہوئے تھوڑے دنون مین فرمان روا ہوا اوس مذہب کی اشتعالک کی اسکا ہٹن جی نام ہوا دکھن سے آکر مالوہ مین
تخت آرا ہوا اور عمر دراز نصیب ہوئی جب اوسکے پانچون لڑکے سے راج کی کوئی اولاد نہی بزرگون نے ادت نام ایک
کو جانشین کیا اور سردار اور مرزبان الوس کا ہوا جب ہیمر تھہ نے کسی لڑائی مین جان نثار کی گندھرب نام کے حصہ مین تاج
و تخت آیا اسکی نسبت ایسا اعتقاد ہی کہ یہ وہی ہیمر تھہ ہی جو گندھرب کے پیکر مین آیا تھا اپنی داد و دہش سے خلائق کو آباد کیا
اوسکے لڑکے بکرماجیت نے تمامی اطراف ہندوستان کے زیر حکومت کیے ہندی دفترون مین اسکے سال جلوس
ابتک لکھے جاتے ہین اس راجہ کے واقعات عمری مین عجب عجب نادر حکایات ہین جسکے مضامین پر سحر کا خیال ہوتا ہی
چندر پال نے کل ہندوستان سے راج حاصل کیے بیجے تند شکار دوست تھا ایکروز شکار کھیلنے مین اونسکے نزدیک
ایک طفل نوزادہ پایا اوسکو فرزندی مین قبول کیا اور نسیج نام رکھا جب وہ مرگیا حقیقی لڑکا بھوج نام خرد سال
تھا جانشین ہوا آخر دکھن کی لڑائی مین مارا گیا اور ۵۴۱ بکرمی مین بھوج نے اورنگ اقبال پر قدم رنجہ فرمایا اکثر
اطراف فتح کر لیے داد و دہش مین روزگار بسر کیا اسکے عہد مین والا فطرتون اور دانشمندون کی گرم بازاری ہوئی
پانسو آدمی منتخب ہر علم و فن مین لاجواب حاضر درگاہ رہتے تھے اس جماعہ کی سرداری برزج اور دھن پال تھے
جسوقت بھوج کے مشکوے دولت مین لڑکا پیدا ہوا ایک بڑی خطا ہوئی کہ نجومیون نے اوسکا زائچہ دیکھکر تاثیر
نحس بیان کی اور اس نحوست کے اندیشہ سے وہ زندہ درگور کیا گیا اوسوقت حکیم برزج نے جو اوسوقت گمنام
تھا اوسکا زائچہ بناکر ژرف نگاہی سے یہ امر معلوم کیا کہ یہ شخص عمر دراز اور فرمان روا ے عالم صاحب جاہ و حشم ہوگا
پس اوس زائچہ کو راجہ کے رہگذر مین چھوڑ دیا راجہ کی نظر پڑتے ہی جوش پدری نے سر اوٹھایا اور حق اور باطل کو
دریافت کرکے اوس گنج نہفتہ کو مرقد سے نکالا بعض کہتے ہین کہ آٹھہ برس کی عمر مین بھوج نے اوسکا قتل کرنا چاہا
رازدارون کو سپرد کیا کہ درپردہ اس کے پردۂ حیات کو پارہ پارہ کر ڈالو جلادون نے رحم کھایا درپردہ سازگاری کی
رخصت کے وقت اوسنے ایک خط راجہ کے نام لکھا کیا کہ راجہ کو دیدینا اوسکا خلاصۂ مضمون یون تھا کہ کیونکر آدمی
کی طبیعت یہ قبول کرتی ہی کہ اپنے شبستان امید کے نور چراغ کو کشتہ کرے اور خونریزی بیگناہان مین ساعی ہو تو نے
ہمارے قتل کا ارادہ اس سبب سے کیا کہ تیرا تاج و تخت سلامت رہے خیال کر کہ تجھسے بیشتر بڑے بڑے سلطنت
ہوئے مگر جب چل بسے خالی ہاتھہ حسرت و حرمان کے سوا کیا لیگئے فقط جب راجہ نے یہ مضمون عبرت خیز مطالعہ کیا
نہایت رنج و افسوس پیدا ہوا جب معلوم ہوا کہ راجہ براہ راست مین آیا جان بخشی کا ماجرا کہہ سنایا راجہ نے

شکرادا کیا اوسے اپنا جانشین بنایا جب اوسکے لڑکے جی چند کی زندگی آخر ہوئی اسکی قوم مین کوئی صاحب لیاقت
نرہا تب جیت پال قوم تونور نے قدم بڑھایا جب کنور پال کی نوبت مین اخیر وقت آیا فرقۂ چوہان کے نصیب جاگے
بالدیو چوہان کی حکومت مین غزنی سے شیخ شاہ نے آکر مالوہ فتح کیا جب اسکی شیخی کرکری ہوئی اوسوقت علاءالدین
بچہ تھا آخر دہرم راج سود جو اسکا وزیر تھا بادشاہ بنا جب علاءالدین نے بلوغ کی حد پر قدم رکھا بات پر جھگڑے
ہوئے دہرمراج مارا گیا جیت پال خاندان بالکدیو چوہان مین کمال الدین کا نوکر تھا اسنے آقا کشی کی ہرسین کے عہد مین
کسی بدنژاد شبان نے چند بد اصلون سے محبت کرکے شکارگاہ مین گھات لگا کر جان کا شکار کھیلا اور اپنا نام جلال الدین
رکھا راجہ ہرسین نے اپنے لڑکے کو راجہ کامروکے یہان بیاہا تھا راجہ نے اوسے اپنا ولیعہد بنایا اوسکے مرنے کے بعد
کھرگ سین جانشین ہوا اور مالوہ پر چڑھا عالم شاہ کا سر اوتارا سکت سنگہ کے وقت مین دکھن سے بہادرشاہ
نامی ذی انکو اانکو دیا یان عدم کی راہ بتلائی اور دہلی پر چڑھائی کی وہان پر سلطان شہاب الدین نے گرفتار کیا سلطان
غیاث الدین بلبن کے وقت سے سلطان محمد ولد فیروز شاہ تک کچھہ فتور نہوا جب یہ بھی ملک بقا کو متوجہ ہوا
دہلی کی بادشاہی مین بڑا فتور صادر ہوا دلاور خان غوری کہ ـــــ کم مالوہ کا تھا خود سر ہو گیا بادشاہ نے
اس سبب سے کہ عین ناکامی مین وفاداری کی تھی چار آدمیون کو چار ملک عطا فرمائے ظفر خان کو گجرات اور
خضر خان کو ملتان اور خواجہ سرور کو جونپور اور دلاور خان کو مالوہ اوسکے بعد ہر ایک نے سروری اختیار کی
بعد و اوسکے لڑکے الپ خان کو ہوشنگ کے خطاب سے تخت نشین کیا کہتے ہین کہ اسکے فرمانے سے باپ کی
زہر سے زندگانی تلخ ہوئی اور لڑکے کی حق مین نفرین ابدی سلطان مظفر گجراتی اوسکی آویزش کو اوٹھہ کھڑا ہوا
اور اسے قید کرکے اپنے بھائی نصیر خان کو سرداری عطا کی اس شخص نے رعیت کی رعایت کچھہ نہ کی رعایا پرور
کرنہائی لہذا موسی کو جو ہوشنگ کا چچا زاد بھائی تھا سردار بنایا سلطان مظفر نے ہوشنگ کو قید سے نکالکر اپنے لڑکے کے ہمراہ
اوس ملک کو روانہ کیا تھوڑے زمانہ مین چیرہ دست ہو گیا جب مظفر نے اس دنیاے دون سے کوچ کیا ناشکری
سے گجرات پر چڑھائی کی اور جیسا کا تیسا واپس آیا چند مرتبہ سلطان احمد گجراتی سے لڑا اور شرمندہ شکست
کھاتا رہا فریب کی جو سوجھی کاروانیون کے لباس مین جاجنگر کو روانہ ہوا وہانکے کارفرمانے چند کارپردازون
کے ساتھہ آکر اس ناکارہ کو قید کرکے پیادہ پائی شروع کی اثناے راہ مین کہا کہ ہاتھیون کے شکار نے مجھے اس
کام پر آمادہ کیا اگر لوگ آویزش پر آتے ہین اول تیرا کام تمام ہوتا ہی پس شایستہ ہاتھیون کو منگوا کر اسکے روبرو
جیحون پر دے اوسنے رہائی پائی اور مبارک شاہ ولد خضر خان حاکم دہلی اور سلطان ابراہیم شرقی اور سلطان احمد دکھنی
سے اکثر جنگ آزمائیان رہین جب ملک ہستی سے قدم اوٹھایا امرانے بموجب وصیت کے اوسکے لڑکے نصیر خان کو
محمد شاہ کے لقب سے جانشین کیا محمود خان ولد ہوشنگ نے ساقی کو بلایا اور اوس زرطلبگار نے روپیہ کے لالچ سے

بادشاہ کو شراب مین زہر پلایا امرانے یہ صلاح کی کہ مسعود خان اوسکے بیٹے کو وارث کرین کسیکو محمود خان کے بلانے کے واسطے بھیجا اسنے جواب دیا کہ دنیا سے میرا دل سرد ہو گیا اگر مصلحت ہو میرے پاس اسی جگہہ پر چلے آؤ یہ لوگ خام طبعی سے اوسکے گھر چلے گئے اوسنے قید کر لیا اور اپنے دوستون کی مصالحت سے مالوہ پر قابض ہو گیا اور سلطان محمود لقب مشہور ہوا سلطان محمد ولد مبارک شاہ فرمانرواے دہلی اور سلطان احمد مرزبان گجرات اور سلطان حسین شرقی اور رانا کونبھا سے لڑائیان کین خواجہ جمال الدین استرآبادی سلطان ابوسعید مرزا کیطرف سے مع عمدہ تحفجات کے اوسکے روبرو اوز اوسکے افزایش مراتب ہوئی سلطان محمود دوسری مرتبہ اپنے قریبون سے ناکام ہوا مگر سلطان مظفر کی دستگیری سے کل آئی آخر بے پروائی اور خودرائی سے راناکے پنجہ مین گرفتار ہوا اوسنے مردمی کے راہ سے مالوہ کو رخصت دی آخر سلطان بہادر گجراتی کے قید مین جانپانیر جاتے ہوئے فوت ہوا اور مالوہ مین گجراتیون کا دخل ہوا شیر شاہ کے وقت مین اگر بادشاہ کو دیکھا اور اوس ملک کی حفاظت شجاعت خان کے نام مقرر ہوئی — آخر سلیم شاہ کے عہد مین شجاعت خان کی شجاعت نے پر نکالے اور مبارز خان کے وقت مین مستقل ہو گیا اوسکے بعد بایزید باز بہادر خطاب سے جانشین ہوا تا آنکہ تیغ اکبری نے مالوہ بھی سر کیا

صوبۂ خاندیس کے

یہ نام پرانا ہی جب اکبر بادشاہ کے عہد مین شیخ ابو الفضل ولد مبارک کی کوشش سے قلعہ اسیر فتح ہوا اور بادشاہ نے اس ملک کو دانیال شاہزادہ حکومت مین عطا فرمایا اسکا نام دان دیس ہوا دوم اقلیم سے ہی درازی اسکی پور گانو سے جو کہ ہنڈنہ مین ملا ہی ملک تک ہی جو احمد نگر سے ملحق ہی اور چوڑائی جاموڈ سے کہ برار سے ملا ہوا ہی تال تک ہی جو مالوہ سے متعلق ہی پچاس کوس اور بعض جگہ پچیس ہی پورب برار اوتر مالوہ دکھن جانپا پچھم مالوہ کے جنوبی کوہستان دریا بکثرت — تاپی برار اور گوندوانہ سے نکلتا ہی اور دریاے تپتی بھی اوسی طرف بہا ہی اسی پورنے بھی کہتے ہین اور چوپرہ کے پاس گرنے روان ہی ہواے معتدل ہی — زمستان کی فصل متوسط ہی اکثر جوار کے کھیتیان ہوتی ہین بعض مقامات پر شالی تین مرتبہ کاٹا جاتا ہی چاول عمدہ میسر آتا ہی میوہ ہندی اور پان کی بہت افراط ہی — ایرج نام ایک قلعہ دار الحکومۃ کا ہی ایک بڑے اونچے پہاڑ پر اوسکے گرد مین قلعہ مضبوط معمور ہین اوسی کے نیچے برہان پور ایک عظیم شہر آباد ہی اس سے تین کوس دریاے تپتی کے کنارے پر چوڑائی مین ۲۱ درجہ اور چالیس دقیقہ بہت سے باغ ہین وہان صندل بھی ہوتا ہی ہر قسم کے آدمی آباد ہر پیشہ کا گرم بازار ہی موسم گرما مین گرد و غبار اور برسات مین کیچڑ دلدل کا انبار رہوتا ہی عادل آباد ایک عمدہ قصبہ ہی اوسکے قریب تالاب ہی پرستش گاہ ہنود کہتے ہین راجہ جسرت پدر راجہ رامچندر جی والی اودھ نے اسی مقام پر عالم آخرت کو کوچ فرمایا تمام سال لبالب رہتا ہی سیکڑون بگیہ زمین اوس سے سیراب ہو جس جگہہ کہ دریاے تپتی سے پورنا ملتی ہی اوسکو متبرک معبد جانتے ہین اور جنگل تیرتھہ اوسکا نام رکھا ہی وہین پر ایک تصویر مہادیو جی کی ہی کہتے ہین کہ ایک اندھا مہادیو کی صورت اپنے پاس رکھتا تھا اور ہر روز اوسکو پوجتا اس مقام پر وہ مورت گم ہوئی

سراسیمگی مین ڈھونڈھنے لگا آخرکار مایوس ہوکر اوس مورت کی صورت بالو سے بنائی اور بلند جگہہ پر رکھکر نیازمندی کرنے لگا
تقدیر سے وہ پتھر ہو گئی اور ہنوز موجود ہی اوسکے پاس ایک چشمہ جوش کھاتا ہی اوسے گنگا جانتے ہین کہتے ہین کہ ایک
مرتاض قوم ہنود قدرت خدا سے ہر روز دریاے گنگ جو مشہور ہی اوسکے اشنان کو جاتا اور پھر لوٹ آتا ایک رات کو
اوس دریا نے خواب مین بشارت دی کہ عبث قطع مسافرت کی محنت نکرنا چاہیے اب مین خود تیرے ویرانہ مین
آراتی ہون الغرض جب کہ چشمۂ خورشید لہرایا دریاے گنگ کو تموج مین پایا کہ ہنوز وہی جوش و خروش ہی
جامود پرگنہ پیپل ڈول کے نزدیک پہاڑ پر ایک قلعہ ہی نہایت بلند آمرنی قصبہ بہت آباد اوسکے قریب ایک حوض ہی
اوسمین سے گرم پانی نکلتا اور لوگ پرستش کرتے ہین — چوپڑہ قصبۂ کلان ہی اوسکے اطراف مین رامیسر نام
معبد ہی دریاے کرنی اور تپتی اوسی مقام پر باہم گرتی ہین لوگ دور دراز سے اوسکی پرستش کو آتے ہین اور بھانیسر کے
قریب قلعہ ملکاند کبھی فاروقیون کا بنگاہ تھا ہر چند یہ قلعہ زمین پر ہی مگر بغایت مضبوط بتیس ۳۲ پرگنہ متعلق مین
تمام زمین کشتکاری سے بھری ہی — اکثر دیہات اوسکے مانند شہر کے ہین کسان لوگ مطیع اور کارگذار ابوم گولی
اور بھیل اور گونڈ جمع اوسکی ایک کرور چھبیس ۲۶ لاکھ سینتالیس ۴۷ ہزار ۲۶ ٹنگہ ہی جب اسیر فتح ہوا اوسیر دس پندرہ
زیادہ ہوئے ہر ٹنگہ کے چوبیس دام مقرر ہوئے اب اس حساب سے ۵۴ کرور ۲۵ لاکھ ۴۹ ہزار دو دام اکبری ہوئے
پچھلے وقتون مین یہ سرزمین اکثر خراب تھی اکثر باشندے قلعہ اسیر مین رہتے اور اس جگہہ کو استھان کہتے
اور نیایش گری کرتے کہتے ہین کہ ملک راجی تہمتن بیباک بہادر ناکامی کی گردش سے بندر چھوڑ کر یہان آیا اور موضع
کردیائی تھانیسر مین چھاونی بنائی اور بومیون سے آزردہ ہوکر دہلی چلا گیا اور فیروز شاہ کی خدمت مین مشرف ہوا
شکار افگنی مین بڑا قدر انداز تھا بادشاہ نے پسند فرمایا جب اوسکی خواہش پر انعام کا وعدہ ہوا اوسنے اوسی
گانون کو طلب کیا اور اپنی تدبیر سے اور بھی دیہات حاصل کیے اور اکثر خرابہ اور ویرانون کو آباد کیا ۷۸۴ھ ہجری کو
تھانیسر کے مقام مین سرکشی کی عادل شاہ خطاب کرکے خودسر حکمرانی کرنے لگا سترہ برس اسی بدخلافی مین بسر کی
بعدہ اوسکا لڑکا غزنی خان نے وارث ہوکر نصیر شاہ لقب مقرر کیا اوسوقت سے اس سرزمین کا نام خاندیس
مقرر ہوا چالیس برس چھہ مہینے چھبیس ۲۶ روز فرمانروائی کرتا رہا بعد ازان اوسکا بیٹا میران شاہ کارپرداز ہوا اکثر
اسکا نام عادل شاہ کہتے ہین تین سال آٹھہ مہینے ۲۳ روز زندگی کی بعدہ اسکا بیٹا مبارک شاہ چرکھندی سلطان نے
سترہ برس چھہ مہینے اونیس روز حکمرانی کی اوسکے بعد عادل شاہ عیسی نام حسن خان نے باپ کی ریاست مین
چھیالیس برس آٹھہ مہینے دو روز کارپردازی کی اور برہانپور آیا قلعہ اسیر کو فتح کیا اور سلطان احمد گجراتی کا
جسکا تعمیر کیا ہوا احمدآباد ہی داماد بنا جب اسنے دنیاے دون سے مفارقت کی اوسکا بھائی داؤد شاہ سات برس
ایک مہینے سترہ روز کارفرما رہا عادل شاہ بن حسن خان گجرات مین پناہ لیگیا سلطان محمود نے مسماۃ بنبکرہ

راجی رقیہ دختر سلطان مظفر کے لڑکے کو اسنے پناہ دی اور مدد کرکے ملک بھی واپس دلایا ۱۳ سال دادگری کی میران محمد
شاہ حسنی دو لڑکے تھے اوسکو مبارک شاہ سلطان بہادر سے دوستی ہوئی اپنا ولیعہد کرلیا محمود نے اپنے بھتیجے اور
لڑکے کو اوسکے سپرد کیا اوسنے مرتبہ کا پاس کرکے بلا تکلیف رسانی حکومت خاندیس کی اوسکے سپرد کی محمود کو گئی
تاکہ گجرات کی سلطنت حاصل ہوئی سولہ برس دو مہینے تین روز سربراہی کرتا رہا جب اوسکی حیات کا جام لبریز ہوا تب
ملک کے سردارون نے اوسکے لڑکے ملک راجی احمد کو سردار بنایا میران شاہ نے اوس سے چھینکر خود سروری
اختیار کی ۱۳ برس ۶ مہینے ۵ روز ملکداری کی پس ازان اوسکے لڑکے میران محمد نے سر اوٹھایا نو برس نو مہینے پندرہ روز بسر کیے جب اسکا وعدہ
پورا ہوا اوسکا چھوٹا بھائی راجی علیخان سلطنت کے بڑے مرتبے پر پہونچا اور عادل شاہ خطاب ہوا دکھن کی لڑائی مین شہنشاہ اکبر کی
فوج کے ہاتھون مارا گیا اور برہانپور مین دفن ہوا اکیس برس تین مہینے بیس روز کی حکومت کا مزہ چکھ لیا پھر اوسکا لڑکا خضر خان
بہادر شاہ کے لقب سے جانشین ہوا ادبار کے دن نزدیک آگئے تھے پینتالیسوین سن جلوس اکبر مین ملک چھین گیا جسکا حال مفصل اکبر نامہ مین تحریر ہے

صوبہ برار

اصلی نام اسکا دردا نٹ ہی دردا ندی ہی اور دانٹ کنارے کو کہتے ہین دوم اقلیم سے ہی درازی مین
سالہ سے بیراگڈھ تک دو سو کوس اور چوڑائی مین مدر سے ہنڈیہ تک ایکسو اسی کوس تک ہی پچھم بیراگڈھ ملا ہوا
شہر سے شمالی ہنڈیہ جنوبی تلنگانہ پچھم سنگر آباد ہی دو جنوبی پہاڑون کے درمیان مین واقع ہی ایک کا نام بندہ
اور کاویل اور نرنالہ اور میل گڈھ برار کہتے ہین دوسرے کو بھیا ماہور اور رام گڈھ اوسکی بلندی پر آب و ہوا اور کھیتی
عمدہ اور اکثر ندیان ہین عمدہ دریاؤن مین گنگا۔ گوتمی جسے گوداوری بھی کہتے ہین ہندوستانی گنگا کو مہادیو سے
منسوب کرتے اور اوسکے عجائبات بیان کرتے ہین۔ سیہا پہاڑ کے نزدیک سے جوش کھاکر احمد آباد سے ہوتے
ہوئے برار مین پہونچتی ہی یہان سے تلنگانہ کو رجوع ہوتی جب برسپت برج سنگھہ مین آتی ہی دور دراز سے آدمی عبادت
کو آتے ہین دیگر دریا تاپے اورہٹی مین اسکی بھی پرستش کرتے ہین دیگر دیول گانون سے پورنا ندی اور اوس سے
دس کوس پر دریاے تاپی اور اوسی گانون مین ایک ندی ہی نام جوش مارتی ہی اس ملک مین چودھری کو دیس مکھہ
اور قانونگو کو دیس پاندیہ اور مقدم کو پٹیل اور پٹواری کو کلکرنی کہتے ہین یہان کا پایۂ تخت ایلچ پور نام ایک شہر
ہی یہان ایک قسم کا بنفشہ گل خوشبودار ایک طرحکا پھول ہی جسکا نام پھوٹین چنبیہ ہی بنگالہ مین بھی ہوتا ہی
ہند کی فصل تابستان مین جو ایران کا شروع بہار ہی اول زمین سے پھول اوگتا ہی اور ایک جگہہ سے چند مرتبہ
نکلتا ہی جب پھول تمام ہوتے پتے نکلین سو نٹھہ کی پتیون کے طور پر شروع برسات تک سرسبز رہے اور جاڑے مین
خشک ہو بلکہ نشان تک روی زمین پر ناپدید ہو۔ پھر وہی بہار کے موسم مین یعنی شروع بیساکھہ سے اوگنا شروع ہو
اوسکے سات کوس پر ایک بڑا عظیم قلعہ کاویل نام ہی اوسمین ایک چشمہ ہی جسمین ہتھیار کو باڑھ دیتے ہین نیاز بھی

سنگین قلعہ ہی اوسکے پشت پر تین طرف سے دو ندیون نے گھیرا ہی — کھیرلہ پتھر کا حصار ہی زمین پر یہ ایک چھوٹی پہاڑی ہی
اسکی بھی پرستش ہوتی ہی اوسکے چار کوس پر کوان ہی جس جاندار کی ہڈی اوسمین چھوڑو پتھر ہو جاوے اور وہ مانند کوڑی
کے ہی اور اوسکے پورب طرف زمیندار ہی دو ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ اور ایکسو سے زیادہ ہاتھی کا مالک ہی اور اوسکے
الیبان کے کونے مین ایک زمیندار ہی دو سو سوار پانچہزار پیادہ کا مالک ہی اور شمال مین ایک زمیندار دو سو سوار اور
پانچہزار پیادہ رکھتا ہی اکثر اسمین گونڈ کی قوم ہی اونکی زمین مین جنگلی ہاتھی کثرت سے ہین ہمیشہ مالوہ کے حاکم کے فرمان بردار
رہتے ہین — نرنالہ ایک بڑا قلعہ ہی پہاڑ پر بنا ہوا بہت سے عمارتین اوسمین معمور ہین اوسمین ایک زمیندار ہی دو سو سوار
اور پانچہزار پیادہ اور دوسرا زمیندار پچاس سوار اور تین ہزار پیادہ رکھتا ہی دونو اولوس گونڈ سے بالا نور کے نزدیک ہی
اوسکے گرد گرد قسم قسم کے خوشرنگ پتھر نکلتے ہین اوس سے چھہ کوس پر اکبر کے لڑکے سلطان مراد نے بنگاہ
قائم کیا شاہپور نام — سیل گڈھ کے قریب ایک چشمہ ہی لکڑی وغیرہ جو کچھہ اوسمین گرے پتھر ہو جاتا ہی کام نام پرانا پتھر ہی
اوسکے قریب مین ایک زمیندار ہی اولوس گونڈی ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ اوسکی خدمت مین ہین — بیراگڈھ
مین الماس کی کان ہی عمدہ پارچہ وہان پر مصور بنتے ہین اور جنگلی ہاتھی بہت ہین ! ایک اور زمیندار ہی جسے
بنجارہ کہتے ہین ایکسو سوار اور ہزار پیادہ اوسکے پاس ہین — ماہور نام قلعہ پہاڑ پر ہی اوسکے نزدیک درگا کا مندر ہی
اور اوس ملک مین پچکند ہیا کہتے مین وہان بھینس بہت عمدہ ہوتی ہی بعض بعض ایک من دودھ سے بھی زیادہ دیتی ہین
بہت ہین ! جسکو رانا کہتے ہین سوار اور ہزار پیادہ پر حکمران ہی — مانک درک نام پہاڑ پر قلعہ ہی اوسکے گرد جنگل ہی تلنگانہ سے
نزدیک آگے قطب الملک کے قبضے مین تھا کچھہ دنون سے برار کی زیر حکومت ہو گیا اوسکے گرد فولاد کی کھان ہی اور
نیز ایک کھان عمدہ پتھر کی ہی اوسکے برتن بناتے ہین — رام گر قلعہ ہی پہاڑ پر جسکے گرد جنگل اور ہاتھی بہت ہین
بنارتیہ وہانسے بڑا ہی جسے برہمن گیا کہتے ہین تین جگہہ مین کہ جہان پردان ین کرنا ہندو لوگ اپنے بزرگون کی رستگاری کا
سبب سمجھتے ہین — بہار کی گیا پربہا سے تعلق ہی اور ہند دیس گیا کو زمانہ حال سے متعلق کرتے ہین وہ بیجاپور مین ہی
وہان پر ایک حوض چشمہ کے طور پر ہی نہایت گہرا چوڑائی اور لنبائی مین ایک کوس اوسکے گرد اونچا پہاڑ آب شور رکھتا ہی
— کہتے ہین کہ اگر اوسکے درمیان اور کنارون سے لیوین تو آب شیرین میسر آتا ہی اور آبگینہ اور صابون اور شورہ
اوس سے ظاہر ہو بہت کچھہ اوس سے حاصلات ہوتا ہی اور پہاڑ پر ایک چشمہ ہی اوسکا دہانہ گاؤ کے مونہہ
کے مانند ہی اوسمین سے پانی اسمین نہین ہوتا جب دوشنبہ کے دن اماوس ہوتی ہی اس بڑے حوض مین پانی
جمع ہوتا ہی بندر اوس زمین مین نہایت ہین اوسی نزدیکی مین ایک ایسی زمین ہی جسے دالیہ کہتے ہین گردہ
راجپوت سے ایکسو سوار اور ہزار پیادہ اوسکے ساتھہ ہی اور سرگتھہ لوہی اوسکا صاحب سو سوار اور ہزار پیادہ رکھتا ہی —
پنالہ ایک مضبوط قلعہ ہی پہاڑ پر شیال گری اوسکے مضافات سے ہی جو بیس تجانے پہاڑ کی گھاٹی مین بنائے ہین

دوسرے اور بہت سے زمیندار ہین — تیرہ سرکار ایکسو بیالیس پرگنہ ہین چونکہ اس ملک کا بیگھہ دہلی کے
آٹھ بیگھہ کے برابر تھا در اصل جمع ساڑھے تین کرور بیگھہ تھے جسکے پچاس اور چھہ کرور دام ہوتے ہین بعض نے مھینوں
نے اضافہ کرکے ۳ کرور ۵۷ لاکھہ ۲۵ ہزار ۳ سو پچاس بیگھہ کیے سلطان مراد کے زمانے مین ۲۶ لاکھہ
۳۷ ہزار چار سو چون بیگھہ تھے کل ۶۴ کرور ۲۶ لاکھہ ۳ ہزار دو سو ۷۲ دام دہلی کے تھے —

سرکار کاویل — سرکار نیاز — سرکار گھولہ — سرکار پنالہ — سرکار کلم — سرکار باسم — سرکار ماہور —

سرکار مانک درک — سرکار ماتھری — سرکار تلنگانہ — سرکار رام کر — سرکار مھگر — سرکار پٹیالہ

یہ ولایت دکھن کے مرزبان کی تھی سلطان محمود کے زمانے مین پانچ سردارون نے سرکشی کرکے اسکو
تقسیم کیا فتح اللہ خان عماد الملک کا ڈنکا بجا زمانے نے چار ہی برس کی مہلت دی آخر کار رجب لوچ کی نوبت آئی
اوسکا لڑکا علاء الدین کارفرما ہوا چالیس برس تک کاربار کرتا رہا بعد ازان اوسکا بیٹا دریا خان تخت آرا ہوا
پندرہ برس کے بعد وفات پائی برہان نام اوسکے لڑکے نے خردسالی مین یہ عظمت حاصل کی اکثر دن سے
بد اندیشی اختیار کی آخر کار مرتضیٰ نظام الملک نے چیرہ دستی کی اور احمد نگر کی افزایش ہوئی —

صوبہ گجرات

اقلیم دوم سے دراز ہی برہان پور سے جگت تک تین سو دو کوس اور چوڑا جالور سے دمن بندرگاہ تک دو سو ساٹھہ کوس اور ایدر سے
دمن و کھنبائت تک ستر کوس — اسکے پورب خاندیس اوتر جالور اور ایدر دکھن بندرگاہ دمن اور کھنبائت پچھم جگت جو کہ
دریاے شور پر واقع ہی اسکا جنوبی پہاڑ عمدہ دریا یہ ہین دریاے شور یا سابرمتی — باترک — مہندری — نربدا — تپتی —
سرستی — دو چشمے ہین کہ انکے تئین گنگا جمنا کہتے ہین ہوا معتدل ریگستان کے سبب سے برسات مین کیچڑ نہین ہوتی اکثر کھیتی جوار
اور باجرے کی ہوتی ہی اور خورش کا مدار اسی پر ہی ربیع کی فصل شاذ نادر گندم اور کسیقدر جو مالوہ اور اجمیر سے آتا ہی
اور دکھن سے چاول کھیت اور باغ کے چارون طرف تھوہڑ لگاتے ہین جسکا عمدہ حصار ہو جاتا ہی اور اسی سبب سے یہ سرزمین
سخت گذار ہی آنب وغیرہ کے درخت اس کثرت سے ہین کہ کل سرزمین گویا ایک باغ ہی — پٹن سے بڑودہ تک
سو کوس تک درخت لگے ہوتے ہین اکثر اونمین کچی ہی شیرین ہوتے ہین انجیر اور خربزہ شیرین بہت لذیذ ہوتا ہی —
ان دونون موسم مین دو مہینے میوہ اور پھولون کی کثرت ہوتی ہی درختون کے گنجان ہونے سے جانورون کا
شکار کھیلنا دشوار ہی جنگلی چیتے بکثرت ہین اکثر کھپریل اور دیوارین چونہ کی پختہ اور بعض نادر دیوارین ایسی کہ
درمیان سے خالی پوشیدہ راہ بنا رکھتے ہین اکثر بہل کی سواری ہی — نقاش اور خاتم بند وغیرہ اہل پیشہ

کثرت سے ہین صدف مین ایسا نقش بناتے ہین کہ عمدہ عمدہ خطوط ظاہر ہون اور قلمدان اور صندوقچہ وغیرہ
بنتے ہین — چیرہ — فوطہ — جامہ وار مخمل — زربفت — خارا وغیرہ اور رومی فرنگی اور ایرانی وغیرہ کپڑون
کی تقلید کرتے ہین ہر طرح کے ہتھیار خصوص تیر و کمان عمدہ بنتے ہین جواہرات کی خرید و فروخت بکثرت ہی
ولایت روم اور عراق اور فرنگ سے نقرہ آتا ہی اول دار الخلافت مقام پٹن تھا اور چند جانیانیر اور
آجکل احمد آباد ہی عمدہ طرح کی آبادی بہا بر متی کے کنارے پر آباد ہی جسکی چوڑائی ۲۳ درجہ ہی آب و ہوا بہت اچھی
اکثر ملکون کا اسباب یہان پر بہم پہونچتا ہی جو کہ دوسرے ملکون مین شاید کہ نہ میسر ہو — قلعہ یہانکا عمدہ
اوسکے گرد ۳۶۰ معمورہ ہین جسے پورہ کہتے ہین اور ہر ایک بجاے خود ایک شہر کا نمونہ ہی ہنوز چوراسی
پورہ آباد ہین اونمین ایک ہزار سنگین مسجد اور ہر ایک مین عمدہ منارے اور کتابہ ہین پورۂ رسول آباد مین
شاہ عالم بخاری کا مزار ہی بٹوہ نام قصبہ احمد آباد سے تین کوس پر ہی قطب عالم پدر شاہ عالم کا مقبرہ ہی
اور نیز دیگر بزرگ بھی وہان پر مدفون ہین باغون کی کثرت ہے قطب عالم کی درگاہ پر تخمیناً ایک ہاتھ ٹکڑا
پڑا ہوا ہی کوئی لکڑی کوئی پتھر لوہا کہتا ہی اور تین کوس پر موضع سرگنج مین شیخ احمد کھتو اور سلطان احمد
مدفون ہین — نیل ایسا عمدہ ہوتا ہی کہ اکثر جگہ جاتا ہی اوس سے بارہ کوس پر محمود آباد سلطان محمود کا تعمیر
کرایا ہوا عمدہ عمدہ عمارتون سے معمور ہی اوسکے پاس دیوار بنائی گئی ہی آدہ آدہ کوس پر باغ اور تیرا ہین
ہین اوسی مین آہو وغیرہ عمدہ عمدہ شکار رکھے گئے ہین مرزبان اندلوی کا برابلیح اسن نام عہد اکبری مین تھا
بس ریاضت گر اول غلہ گو کو دیتا تھا اور اونکے سرگین سے دانہ چنتا تب اپنی غذا کرتا برہمنون کے ملت مین
یہ عمل نہایت عمدہ اور برگزیدہ ہی اور اوسکو ادلوس راٹھور مین بہت بڑا شخص جانتے تھے — پانسو سوار
اور دس ہزار پیادہ اوسکی خدمت مین تھے — کھوکہ کا بندرگاہ اور کنبہایت اسی سرکار مین ہی ہر قسم کے
سوداگر کا فرودگاہ عمدہ عمارتین کھوکہ سے جہاز لاتا ہی اور وہین لنگر ہوتا کشتیان جنکو ناوری کہتے ہین —
کنبہایت کو جاتی ہین گرمی مین اچھے نرگاو ہوتے ہین تین سو روپیہ سے زیادہ کو جوڑی ملتی ہی اسکی نیک رفتاری
اور تنومندی بارکشی عمدہ قسم کی ہوتی ہی — خانواد اگلے وقت مین علیحدہ ملک تھا اوسمین ایک ہزار
دو سو موضع متعلق تھے لنبائی ستر کوس چوڑائی مین چالیس کوس دس ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ تھے آجکل بھی
دو ہزار سوار اور تین ہزار پیادہ اوسکے زیر حکومت اور وہ حاکم گجرات کا نیازمند ہی قبل اسکے اوس جہالہ
اور اب سرکار احمد آباد کا ایک پرگنہ ہی پٹن مین دو قلعہ ہین اینٹ اور پتھر کے طولاً اکیسو ستر درجہ اور دس دقیقہ
اور عرضاً ۲۳ درجہ اور ۳۰ دقیقہ وہان بیل عمدہ ہوتا ہی کہتے ہین کہ دوپہر مین پچاس کوس طی کر جاتا ہی —
یہان کے فطنی مشہور ہی — سدہ پور دریاے سرستی کے کنارے پر قصبہ ہی اوسے معبد سمجھتے ہین

ہرگز گذشتہ شہرون سے ہی تین سو مندر اور ہر ایک بتکدہ کے پاس ایک تالاب اور برہمنون کی آبادی ہی ۔ چانپانیر پہاڑی
قلعہ ہی بہت اونچا ڈھائی کوس تو نہایت دشواری سے طی ہوتا ہی چند جگہ پر دروازہ اور ایک جگہ ساٹھ گز کے قریب
کاٹ کر تختہ بند کیا ہی بروقت ضرورت کھول لیتے ہین یہان میوہ عمدہ ہوتا ہی ۔ سورت مشہور بندرگاہ جسکے
پاس سے دریاے تپتی نکلتا ہی اور سات کوس پر دریای شور سے ملحق ہوتا ۔ رامیسر اوس کنارے پر بندرگاہ ہی
اگلے وقت بڑا شہر تھا جسکے تابع کھدیوی اور پیپار تھی میوہ بہت مخصوص انناس بکثرت اور خوشبو ہر قسم کا
پیدا ہوتا زردشتی مذہب والے فارس سے آکر یہان آباد ہوئے انکی کتاب ژند یاژند ہی اور دفن ہوتے ہین ۔
بھروچ مین ایک عمدہ قلعہ ہی دریاے نربدا اسی مقام پر ہوتے ہوئے دریاے شور مین جاگرتا ہی یہ مقام عمدہ بنادرگاہ
مین ہی اسکے توابع مین گاودی اور گندھار اور بھابھوت اور بھکور بندرگاہ ہین ۔ قصبہ ہانسوت کے نزدیک
ایک شکارگاہ بیس کوس کی لانبی اور چودہ کوس کی چوڑی آہو وغیرہ جانورون سے بھری ہی نہایت سبز و شاداب
دریاے نربدا کا کنارہ ہموار زمین ۔ سورٹھ جدا ملک اور اوسکی حکومت کنلوت مین پچاس ہزار سوار اور ایک
لاکھ پیادہ کی سرداری تھی کھوکھہ سے آرام رائی تک سوا سو کوس لنبا اور سردار سے دیوتاک تہتر کوس چوڑا ہی اسکے
شرق رویہ احمدآباد اور شمالی ولایت کچھہ اور جنوب و غروب مین دریاے شور واقع ہی دریاے ہوا عمدہ میوہ و انار
انگور اور خربزہ کی پیداوار ہی اس سرزمین کے نو ٹکڑے ہین اول جسکا نام سورٹھہ ہی جسکی راہ بسبب کثرت درختان
اور کوہسار کے کسیکو نہ معلوم ہوئی ناگاہ کسی مرد مجرد کا گذر ہوا اور اوسی سے راز کھلا ۔ سگنین ایک قلعہ ہی
جونہ گڈھ کے نام سے مشہور سلطان محمود نے اپنے زور بازو سے دسترسی پیدا کی اور اوسکے پایان مین ایک
پتھر کا قلعہ بنایا وہ بھی آٹھہ کوس کا گھیرا ہی آج کل خراب ہوا مگر آبادی کے لایق ہی اور اوسی قرب جوار مین
قلعہ کرنال ہی اوسمین مذہب جین کا عبادتگاہ اور اکثر چشمہای روان ہین اور بندر کوندی گولیات یہی ہی
اوسی نواح مین دو موضع ہین اوسیکے نام سے یہ بندرگاہ مشہور ہین اور جونہ گڈھ کے عرض مین ایک جزیرہ ہی سیالکر
نام چار کوس کا لنبا چوڑا اوسی سے ملا ہوا ایک جنگل ہی تیس کوس اکثر میوجات خودرو اور ندیان جاری کسیقدر
گوبی لوگ رہتے ہین اس سرزمین کو اگر کہتے ہین ۔ موضع ٹونگا گوشا کے پاس بہنا ورندی دریاے شور مین ملتی ہی
یہان مچھلی ایسی نازک ہوتی ہی کہ اگر تھوڑی دیر دھوپ مین رکھین گل جاے ۔ عمدہ اونٹ کوٹ سے زیادہ اور
اونچے راس کا گھوڑا یہان ہوتا ہی اور دوسرے مین بھی اسیطور پر ۔ دریاے شور کے کنارے پر پٹن شہر مین
قلعہ سنگین ہی جسے پٹن سومنات کہتے ہین یہ بھی ایک بندرگاہ ہی ۔ اوسکے قصبہ مین ۹ قلعہ سنگین زمین پر
معمور ہین دریاے شور کے تین کوس مین تلوار عمدہ بنتی ہی اوسی قرب مین ایک کنوان ہی جسکے پانی سے
تلوار کی آبداری بڑھتی ہی ۔ منگلور اور دیوپور اور گوری نار اور احمدپور اور مظفرآباد مین دریاے سرستی سومنات

نکلکر آئی اور معبود ہوئی انہین سی سومنات اور پراسچی اور گوری کو نہایت متبرک سمجھتے ہین ـ چار ہزار برس سے
کسیقدر زیادہ عرصہ ہوتا ہی کہ چھپن کرور جادوان نے ہنستے ہنستے دریاے ہرن اور سرستی مین اپنے گوہر حیات کو
رایگان کیا **واقعہ** لاچار سری کشن جی سومنات سے آدہ کوس پر بہالکا تیرتھہ آیا اور پیپل کے درخت کے
نیچے دریاے سرستی کے کنارے ڈوب گیا برہمن لوگ دونو جگہون کو پاک عبادتگاہ فرض کرتے ہین ـ اس سرزمین
مین چارتین مرتبہ ہوتی ہی اسی کے پاس دو حوض ہین ایک کو گنگا اور دوسرے کو جمنا کہتے ہین اندر ہی سے پانی
جوش کہاکر ندی سا بہہ نکلتا ہی ان دونو چشمون کی مچھلیان تین آنکھہ کی ہوتی ہین تیسری آنکھہ پیشانی مین منگلور
کے درمیان مین ہوتی ہی ـ دوارادوس زمین کو کہتے ہین جسے سمندر کی لہر گھیر لیتی ہو ـ کہتے ہین کہ سال مین اکثر
روز معین مین آب شیرین آتا ہی ایسا کہتے ہین کہ گذشتہ زمانے مین کسیکو گنگا جل کی احتیاج ہوئی کسی مرتاض نے زمین کیطرف
اشارہ کیا اشارے کے ہوتے آب شیرین بلبلاتا نظر آیا تب سے اوسے روز میٹھے پانی کا جوش ہوتا ہی ـ دوارکا
مین راجپوت ہین انہین کی حکومت ہی ایک جماعہ امیر ہی جسکو بابریہ کہتے ہین ـ تیسرے مین اونچہ قلعہ پہاڑ کے نزدیک
واقع ہی اور اوسی پہاڑ پر دوسرا قلعہ اگرچہ آباد نہین لیکن لائق آبادی کے ہی اس زمین پر جین والون کا معبد اور کوکھنڈر
واقع ہی جزیرہ مبرم کسی زمانہ مین بیت الحکومتہ تھا اسکے درمیان مین ایک پہاڑ ہی جسکی لنبان اور چوڑائی نو کوس کی ہی
دریاے میدار کے درمیان قوم کول اس جگہ رہتے ہین چوتھے بندر مہوہ اور طلاجا مین والی لوگ رہتے ہین ـ پانچوین
جگت مین جسے دوارکا کہتے ہین کرشن نے متہرا سے آکر دار السلطنتہ بنایا اور اوسی جگہ دنیا سے چل بسا برہمنون کی
بزرگ عبادتگاہ ہی ـ جزیرہ سنگو دہار چار کوس کا عرض وطول ہی ـ آرام را ے کے نزدیک ایک جزیرہ ہی
ستر کوس لنبا چوڑا آدھ کوس تخمیناً ایسی سنگین زمین ہی کہ اگر اوسکو کھودین اوسکے چاروطرف دریاے شور کا شور ہو
ملک ایاز سردار محمود گجراتی نے چوتھائی حصہ اوسکا کھودا تھا کہ بندر آرام راے نے اکثر بنادر کی سرکوبی کی ـ بادیل قوم وہان
مقیم ہین ـ چھٹوین مین راستہ پر بڑا پہاڑ ہی اور درختون کا انبوہ اور درہ شمار ساتوین مین باکھلہ رہتے ہین
اس ولایت مین کاٹھی بکثرت ذات کے اہیر سائیسی کا پیشہ کرتے ہین مہمان دوست اور عیار ہوتے ہین ہرندسکا
پکایا کہانا کہاتے ہین اور کثرت سے حسین ہوتے ہین جاگیردار سے اول روز اسطرح سے پیمان لیتے ہین کہ عورت
و مرد کی بدکاری سے خبر نہو ـ کاٹھی مین دوندھی کنارے ہی ایک فرقہ ہی اہیر جسکو پورنچہ کہتے ہین ـ آٹھوان
جہانجہیر بندرگاہ ہی دریاے شور کے ساحل پر وہان قوم واجی کی سکونت ہی ـ نوین مین چاران اور بہاٹ کی
اقامت ہی قوم چارن کی موجودگی ہندو لوگ یون بیان کرتے ہین کہ مہادیو نے اپنے عرق پیشانی سے ایک شخص
چارن نام پیدا کیا اور اوسکو اپنی سواری کے نرگاو کی تیمارداری پر مقرر کیا کہتے ہین کہ یہ شخص شعر کہتا اور تعریف کرتا
اور ماضی اور استقبال کے حال سے امر و نہی کرتا تھا پس اوسکی نسل کو اوسکے نام پر کہتے ہین اور بریس کرن

وقت جنگ وجدل کے دلاوری کے قصے بیان کرتے ہین کسیقدر غیب گوئی سے نصیبہ ہی ــ ہندوستان مین کوئی
ایسا ہی بزرگ شخص ہوگا جسکے ہمراہ اس فرقہ کے دو چار شخص نہون اور بھاٹ بھی آفرین خوانی اور معرکہ آرائی وغیرہ
مین نے مثل اگرچہ بہ نسبت جاران کے بھاٹ لوگ زیادہ معتبر ہین لیکن معرکۂ شمشیر مین جارن کی تیزدستی مشہور ہی
بعض ایسا کہتے ہین کہ جارن نے بموجب خواہش خداوند تعالے کے فوراً وجود پکڑا اور بھاٹ مہادیو کی پیشانی سے
ظاہر ہوا سرکار احمدآباد اور پٹن اور سورٹھ کے درمیان چار نوارہ مین ایک نشستگاہ ہی نوے کوس لنبی اور بناسی تیس
کوس چوڑی اوسے رن کہتے ہین ــ اکثر بارش باران سے دریا کا جوش ہوکر اس زمین کو گھیر لے اور بعد برسات کے
پانی بھی کم ہوا اکثر جگہ خشک ہوکر نمک نکلتا ہی ــ اور پرگنہ جھالاوارہ مین اسکا محصول جمع ہو ــ اسکے پورب رخ
احمدآباد اور پچھم کی طرف ولایت کچھہ ہی ڈھائی سو کوس لمبا اور سو کوس چوڑا اور پچھم ہی مین سندھ ہی جہان
اکثر جنگل اور ریگستان گھوڑا عمدہ ہوتا ہی تازی جانتے ہین اور اونٹ بھی اچھا میسر آتا ہی اوس سرزمین کا سردار
جادوان کے خاندان سے ہی ــ اس الوس کی سپاہ دس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ ہی مردم نیک رو بلند قد
دراز ریش شہر بھنج دار الحکومۃ ہی یہان دو مضبوط قلعہ ہین اوسکے جنوب کے طرف ایک بڑا زمیندار جام نام ہی
اوسکی زمینداری ہین اوسکے خویش بکثرت ہین عہد اکبر سے پیشتر دو مہینے کی لڑائی کے بعد ولایت سے جام کو نکالا
اور وہ درمیان ولایت جیتوہ اور بادھل اور جارن اور تونبیل کے سورٹھہ مین اقامت گزین ہوا اسکے علاوہ اور بھی
عمدہ زمین حاصل کی شہر نوانگر آباد کیا جسے چھوٹا کچھہ کہتے ہین قابل زراعت بہت سی زمین رکھتا ہی نوانگر مین
حاکم رہتا اور سات ہزار سوار آٹھہ ہزار پیادہ کا سردار ہی اونٹ اور بکری بہتر ہوتی ہی ــ میکنج جسے پاک
کہتے ہین اسکے درمیان ہوکر دریا سے مہندری نکلتا ہی یہان کا جدا حاکم ہی ڈونگرپور اور مالوہ اور سوبالسوالہ بھی
علیحدہ حکومت مین ہی سرکار پٹن بھی جدا ملک دار الحکومۃ قصبہ سروہی ہی ایک قلعہ ہی الوگڈہ نام بارہ گانون
اوسمین آباد اور چراگاہ عمدہ اور نیز ایک ولایت ہی جسکی شرقی دریا اور شمالی مندو اور جنوبی دوب تک اور غربی
چانپانیر ساٹھہ کوس لنبا اور چالیس کوس چوڑا دہان چوہان کی زمینداری ہی اور جائے حکومت قصبہ موہان ــ
فیل صحرائی بکثرت ہی ــ سرکار سورت اور ندربار کے درمیان کوہسار ہی آباد بگلانہ نام راٹھور کی زمینداری
شفتالو سیب انگور اناناس انار لیمو کی پیداواری ہی اور سات مشہور قلعہ ہین اونمین سے مولیر اور سالیر
بہت خوش قطع ــ ندا اور نادوت کے درمیان کوہستان ہی ساٹھہ کوس لنبا اور چالیس کوس چوڑا قوم راجپوت
اور لوس کوہل رہتے ہین ــ اس سرزمین کا پانی نہایت ناقص چاول اور شہد عمدہ ہوتا ہی تو سرکار اور انیس
اٹھانوے پرگنہ اس صوبہ مین ہین اسمین سے تیرہ بندرگاہ جمع تینتالیس کرور ارسٹھہ لاکھہ دو ہزار تین سو
اکیاسی دام اور ایک لاکھہ باسٹھہ ہزار چھہ سو اٹھائیس محمودی اور سہ ربع بندرگاہون کے حاصلات پیمایش ہوے

سواے سورت کے جسمین نقد اکیس کرور اونہتر لاکھ چھبیس ہزار تین سو ستر بگیھہ تین بسوہ اوسمین سے چار لاکھ بیس ہزار دو سو چوہتر دام سیورغال اور زمیندار کے سر سٹھیہ ہزار تین سو بہتر سوار اٹھاسی ہزار نو سو پیادہ ہین

جدول فرمان روایان قوم سلنکھی

نام	سال و مہ	نام	سال و مہ	نام	سال و مہ
۱۔ بنسراج	۶۰ برس	۲۔ جوگراج	۳۵	۳۔ بھیم راج	۲۵
۴۔ بھوردیو	۲۹	۵۔ بجی سنگھ	۲۵	۶۔ رتنادت	۱۵
۷۔ سامنت	۴	کل سات نفر نے ایکسو ترانوے برس گلزار حکومت کی باغبانی کی			

جدول دیگر

۱۔ مولراج	۵۶	۲۔ جیانند	۱۳	۳۔ درگھہ	۱۱—۶
۴۔ بھیم	۴۲	۵۔ سدھراج	۵۰	۶۔ کمارپال	۲۹—
۷۔ لل مول	۲۰	انھون نے دو سو اکیس برس جہانداری کی مزے لوٹے			

جدول دیگر

۱۔ بیسا	۹	۲۔ کرن	۳۱	۳۔ رجی پال	۳۰
۴۔ برد مول	۳۲	۵۔ ارجن دیو	۱۰	۶۔ مکند دیو	۱۹
ایکسو اٹھائیس سال دولت و اقبال نے یاوری دی اور قوم بھگیلہ کی کامرانی رہی					

جدول دیگر

۱۔ سارنگدیو	۲۱	۲۔ بلدیو	۳۴	۳۔ سلطان مظفر نایک	۴
۴۔ سلطان احمد	۳۲	۵۔ محمد شاہ	۲۰	۶۔ قطب الدین	۷—۶
۷۔ داود شاہ	۶ ماہ—	۸۔ محمد	۵۵	۹۔ سلطان مظفر	۱۵
۱۰۔ محمد شاہ	۱—۶	۱۱۔ سلطان محمود	۱۸	۱۲۔ نصیر خان	۴ ماہ—
۱۳۔ سلطان بہادر	۱۱	۱۴۔ سلطان احمد		۱۵۔ سلطان مظفر	۱۲
پندرہ نفر نے دو سو ستائیس برس گیارہ مہینے تخت آرائی کی					

ہندی کتابون مین ایسا لکھا ہی کہ سنہ ۸۰۲ بکرمی مطابق سنہ ۱۵۴ ہجری کو اول اول بنسراج نے شمع حکومت روشن کی گجرات بطور خود جدا سلطنت ہوگئی راجہ سری تھوردیو قنوج والے نے سامت سنگھ ماتحت کو اوسکے اعمال کے یاداش مین مارڈالا اور گھر بار تاراج کردیا اسکی بی بی حاملہ تھی جارناچار جسطرح ہو سکا

بھاگ

یہانسے پیر اوٹھائے گجرات جاپہونچے یہ مصیبت کے مارے بیابان بیکسی اور خواری مین بحالت بیقراری حیرز
ناگاہ تقدیر کے راستے سے ایک راستباز سیل دیو نام وہان پر آگذرا اوسکی تنہائی پر دل کو درد آیا کسی ہمراہی اوسکی
ساتھ دینے کو فرمایا اوسنے رادہن پور لیجاکر پرورش کی جب وہ بیابان زاد بڑا ہوا کمینون کی ہم نشینی سے
رہزنی اور دل آزاری اختیار کی بدمعاشون کا ہجوم ہوا گجرات کا خزانہ قنوج جاتا تھا انکے ہاتھ لگا — تقدیر
مین کچھ نیکی بدی تھی جانیا بقال موافق ہوا تلوار پر رجوع ہوا پچاس برس کی عمر مین فرمانده ملی پٹن اوسکا
بسایا ہوا ہی — کہتے ہین کہ راجہ کو دار السلطنت کے لیے بڑا تردد اور جستجو تھی انہل نام چرواہے نے کہا کہ مینے
بہت عمدہ زمین پائی ہی اگر میرے نام سے معمور ہو تو نشان ملادون اقرار ایفای عہد ہوا اوسنے ایک ایسا درخت
زار بتلایا جس مقام پر ایک خرگوش کتے سے لڑکر جیتا تھا راجہ نے اوس سرزمین کو آباد کرکے انہل پور نام رکھا
نجومیون نے التماس کیا کہ دو ہزار پانسو برس اور سات مہینے نو روز کے بعد یہ آبادی ویران ہو — خراب ہونے
پر نہروالہ نام ہوا چونکہ اوس ملک کی زبان مین عمدہ کو پٹن کہتے ہین لہذا اسی نام سے مشہور ہوا — راجہ سوابنگی
کی لڑکی دہلی کے راجہ دندک کے لڑکے سے منعقد ہوئی حاملہ ہوتے ہی وضع حمل کے نزدیک بیمار ہوکر مرگئی پیٹ
پھاڑکر بچا نکالا گیا اوس وقت چندرمان سولوین منزل مین تھا جسے اہل ہند مول کہتے ہین پس اوسکا نام
مولراج رکھا گیا سامت سنگہ نے اپنی فرزندی مین قبول کیا اور پرورش پر نظر کی جب بزرگ ہوا بیراہون
کی سازش سے قدم قدم پر ناہنجاری کرنے لگا راجہ کی لغزشین دیکھیے مستی مین سلطنت اسکے نام کرتا
جب ہوش آتا واپس کرلیتا اس اولٹ پھیر نے اس شوریدہ سر کو عاجز کردیا بدسرشتی سے ولینعمت کی
بدخواہی مین سر اوٹھایا آخر کو مار ڈالا خود سریر آرا ہوا — جامند کے عہد مین واقعہ سنہ ۴۱۶ ہجری مطابق سمت ۱۰۶۴
بکرمی کو سلطان محمود غزنوی نے یہان چڑھائی کی لیکن اپنی طرف سے حاکم مقرر کرنے مین اچھا نہ سمجھا
کسی راجہ کی اولاد مین تصرف کرادیا سالانہ پیشکش مقرر ہوگیا سند کی راہ سے واپسی کی سبیل ہوئی تعجب کی
بات سنیے بادشاہ نے اپنی بیاہی ہوئی راجہ کی چاہ مین اوسکی نسل سے کسیکو قید کرلایا جب کسیقدر عرصہ گذرا
راجہ نے اوس قیدی کو کسی دوراندیشی سے طلب کیا جب وہ نزدیک پہونچا راجہ خود پیشتر روانہ ہوا تاکہ بدسرشتون کی
پہونچ نہونے پاوے جس روز کہ ملاقی ہون گے راجہ تھوڑی دیر کسی درخت کے نیچے سوگیا بخت خفتہ نے ایسا
چشم زخم پہونچایا کہ نظر نہ لا سکا یعنی کسی شکاری مرغ نے راجہ کی آنکھین شکار کین اندھا ہوگیا اوسوقت
روشندلون کے یہ مدنظر تھا کہ اندھے کو حاکم نہین بناتے تھے فوج نے اوسی قیدی کو آزاد کرکے جویبار سلطنت کا
سرو آزاد بنایا اور اوس فاختائی اندھے کو طوق پہنا کر قید کیا کماریال سولنکھی نے جان کے خوف سے جی چرا
بجرا کی راہ پکڑی جب جی سنگھہ نے قالب عنصری سے انتقال کیا کماریال نے صحرانوردی سے آکر گجرات حکومت کی گلگشت کی

راجہ جی پال نے محسن کشی کرکے دنیا اور عقبی کی نفرین پائی — لکتمول لاولد تھا لاجرم قوم باکھلہ سے کسیکو متبنی کیا
جسوقت کرن نے عروس سلطنت کو ہم آغوش کیا کہ سلطان علاء الدین کی فوج گجرات مین فتحمند آ پہونچی کرن شکست
پاکر دکھن کو بھاگا — اگرچہ قبل ازین معز الدین سام اور قطب الدین ایبک بھی اس طرف آئے تھے لیکن سلطان
علاء الدین کے زمانے مین سلطنت دہلی سے شامل ہوا اور محمد بن فیروز شاہ کے عہد مین نظام مستخرج جسے راستی خوان
کہتے تھے نیابت کرتا تھا جب اوسکے ظلم و جفا دلنشین ہوئے اوسکی برخاستگی عمل مین آئی وجیہ الملک نانک کا بیٹا
ظفر خان مقرر ہوا وہ اول ہی کسی لڑائی مین جان بحق ہوا یہان تک دہلی کی ماتحتی خیال کرنا چاہیے ظفر خان کا لڑکا
تاتار خان نام نہایت بدبخت اور تباہ سرشت تھا جسوقت کہ سلطان محمد مراد اور سلطان محمود نے تخت دہلی پر
قدم رکھا روزگار نے نیا رنگ دکھلایا ظفر خان کنارے بیٹھا تاتار خان نے ساز و سامان جمع کرکے دہلی کی راہ لی اور
تحقیقا باپ کے اشارے سے مسموم ہوکر مرا — اوسوقت ظفر خان نے گوشۂ امن سے نکلکر پایۂ تخت پر پانون رکھا
اور سلطان مظفر کے خطاب سے مشہور ہوا حکومت اوس ملک کی نوس نایک کو ملی — وجیہ الملک کے باپ کو قوم برہمن سے
نکالا تھا تاتار خان کے لڑکے احمد نام نے دادا کا نام مٹا کر حکومت حاصل کی اسنیکا بسایا ہوا احمد آباد ہی دوستون کی
ابلہ فریبی سے آزادانہ زندگی کرتا تھا جشن کے روز اپنے بارہ نفر چچاؤن کو ہلاک کیا بعدہ دادا کو جان سے آزادی بخشی
اور ہمیشگی کی پشیمانی ہاتھ لگی آخری وقت تک نیک کرداری اور معدلت پروری مین گذرانی جب داؤد کو اوسکی
نالائقی کے سبب سے کنج خمول دکھلایا گیا فتح خان کی سرداری ہوئی سلطان محمود کا لقب مقرر ہوا یہ شخص سخاوت
اور دادگری مین نامور ہوا ملک شعبان عماد الملک نے نادر مددگاریان کین آغاز دولت مین حاسدون نے
خداوند نعمت اور اس خیرخواہ دولت کو مارنا خیال کیا اول نسبت ایسے خیراندیش کے حضور مین بدبینی ظاہر کین
دنیا دارون کو تو اتنا خیال پرا ہوتا تھا اوس یکتائے عصر کو زندانی کیا نزدیک تھا کہ اوسکا کام تمام ہو جائے عبداللہ خان
داروغہ فیلخانہ نے جسکی رسائی بادشاہ تک تھی عرض کیا کہ وہ شخص بالکل عیوب سے پاک ہی بلکہ بداندیشون کے
سبب جھگڑے اوٹھائے ہوئے ہین آخر سلطان نے اوسکو رہائی دی اسکے چھوٹتے کمینون کے دلمین یہ ارادہ
بندھا کھلے بندون پر لڑنے کو آمادہ ہوئے آخر داروغۂ فیلخانہ نے چند خواص اور فیلان پرشکوہ کی جماعت سے
بدسرون کے خرمن حیات کو پامال کیا اور کج اندیشی کا نتیجہ ہاتھون ہاتھ ملگیا بعد ازین امرا کی دستگیری سے مظفر خان
متوفی کا بیٹا جانشین ہوا سلطان مظفر خطاب ملا بادشاہ سلیمان جاہ شاہ اسمعیل جعفری نے عراق تحفہ بھیجے اسنے بھی نیازمندی
ظاہر کی جب فوت ہوگیا اوسکا بیٹا سلطان سکندر مسند آرا ہوا عماد الملک نافرجام نے اوسکا کام تمام کیا
اور اوسکے بھائی نصیر الدین خان کو تخت نشین کیا امرا گھات مین لگے اوسنے بادشاہ کو لکھا اگر فوج سرکار مددگار ہو
ندرنیپ کا بندرگاہ مع اوسکے مضافات اور چند کرور تنکہ کے نذر ہوجون کہ ناشکرا تھا عرض قبول ہوئی اسوقت مین

سلطان مظفر کا لڑکا بہادر بابریون کے استدعا سے وہان پہونچا امرا اس سے متفق ہوگئے باپ کے وقت مین بھائی
کے رشک سے نرہ سکا سلطان لودی ابراہیم کے پاس دہلی آیا یہان صحبت ناچاق ہوئی جونپور کے امرا نے اپنا سردار
بنایا اسوقت مین گجرات سے ہوا خواہون نے عرضداشت ارسال کی وہ بھی ولی خواہش سے آنکر کامیاب ہوا
اور آبیاری جود و عطا سے گلزار جہانداری کی رونق بڑھائی — ہمایون بادشاہ بعض سبب سے لڑکھڑا ہوا مگر شکست
کھاکر دبک بیٹھا جب اوسکی ہستی تمام ہوئی خاندیس کا حاکم میران محمد جسے اپنی زندگی مین بادشاہ نے جانشین کیا تھا
امرا نے اوسکے نام کا خطبہ غنیمت مین پڑھا لیکن وہ گجرات بھی نہ پہونچا کہ پیغام اجل آپہنچا سلطان مظفر کا نبیرہ محمود جو نیاول مین قید تھا
دادا کے جگہہ پر مسند آرا ہوا برہان نام نے اوسکے نزدیکیون سے متفق ہوکر مار ڈالا اور بادشاہی طلب کے حیلہ سے بارہ[12]
امیرون کی جان لی اعتماد خان نے پیش بینی کی حاضر نہوا صبح رشتہ دارون کو جمع کرکے چڑھا اور اوس کشتنی کو
بد اندیشی کا ثمرہ چکھایا رضی الملک نام سلطان احمد کے نسل سے تھا سلطان احمد خطاب دیکر سروری دی
جب سلطان کلان ہوا اعتماد کو دوسرا اندیشہ ہوکہ اپنے ہمدم کے خانۂ قریب مین لیجاکر مار ڈالا دوسرے کسی مجہول کو
لیکر قسمیہ ظاہر کیا کہ سلطان احمد کا لڑکا ہی اور اوسے بادشاہ بنایا سلطان مظفر خطاب دیا تا آنکہ قبضۂ اکبری مین آکر یہ ملک بھی دہلی کے زیر حکومت ہوا

صوبۂ اجمیر

۱۶۸

دوم اقلیم سے ہی موضع بھکر اور مضافات انبیر سے بیکانیر جیسلمیر تک لنبائی مین ایکسو اڑسٹھہ کوس اور سرکار اجمیر کی
آخری سے بانسوارہ تک ڈیڑھ سو کوس چوڑا ہی پورب اکبراباد اوتر دہلی کے قصبات جنوبی گجرات پچھم دنیال پور
ملتان ہی ریگستان کے سبب سے پانی دور ہی کھیتی کا مدار بارش پر ہی جاڑے کی فصل معتدل اور گرمی اتنی سے
ربیع کم ہوا اور جوار — لہدرہ — موٹھہ کثرت سے ساتوان یا آٹھوان حصہ غلہ کا دیوان کو دیتے ہین اور نقد کم
عام لوگ جھو پڑون مین گذر اوقات کرتے ہین دکھنی پہاڑ اور دیگر مقام دشوار گذارون مین کل سرکارون مین
سرکار چیتور رانا بیس کوس چوڑا اور چالیس لانبا ہی تین قلعہ ارنس نامور ہین — کونبھہ مانڈل دار الحکومۃ ہی
مضافات کوکنڈہ سے موضع چادرین جسد کے کھدان اور ماندل کے توابع ہین دافعہ جبتن پور تانبہ کے کہدان ہین
اگلے وقت مین سردار بومی کوراول کہتے تھے اب کچھہ دنون سے رانا کہتے ہین کہلوپ کے قوم سے اپنے تئین
نوشیروان عادل کی نسل مین جانتے ہین انکے بزرگون کا بزرگ نیرنگی روزگار سے ولایت برار کو گیا برناله کی
مرزبانی پائی چھہ سو برس پیشتر برناله کو غنیم نے گھیر لیا اکثر جان سے گئے بابا نام ایک خردسال کو اوسکی مان اس آشوب
سے بچاکر مندلیک بہل راجہ کے پاس پناہ لی یہ لڑکا جب جوان ہوا بیل چرانا اور شکار کھیلنا پیشہ کیا آخر کو
جوانمردی کے نام سے مشہور ہوا راجہ کے معتمدون مین ہوا جب راجہ نے سفر آخرت طے کیا اوسکے چار بھتیجے جانشینی کے
واسطے گفتگو کرنے لگے آخر یہ مصلحت ہوئی کہ بابا ہمسے کلان ہی اوسکی صلاح پر پابند ہونا چاہیے اور بابا اسی مصلحت کو

قبول کرتا تھا ایکروز اون چارون مین سے ایک کی انگلی سے خون نکلا اوسنے باناکی پیشانی پر قشقہ کھینچا باقیماندہ
تینون بھائیون نے بھی تلک کردیا باناکے حصہ مین سلطنت آئی وہی رسم ابتک ہی جو راجہ ہوتا ہی خون کا قشقہ
اوسکے کھینچتے ہین الغرض بانانے ان چارون بیچارون کو اس ششدرگاہ کے چھکے پنجے سے رہائی دی ایکروز صحرانوردی
مین برنج نام ریاضت گر کو جانور سمجھکر چاہا کہ گوشۂ کمان سے تیر چلاوے مرتاض نے صفاے دل سے اوسے منع کیا
تب تو شرمندہ ہوکر خدمت مین دوڑا اور کبھی کبھی اوسکی پرستاری کو جاتا اوس مرتاض نے کسی اندر یوند جہانبانی
سے مسرور کیا اسی بارہ مین تعجب انگیز داستان بیان کرتے ہین جب موضع سیسودا مین چاربا اس سبب سے
سیسودہ نام مشہور ہوا چونکہ شروع مین کوئی برہمن انکا تیار کرتا تھا بعضے لوگ اسکو اوسی گروہ سے سمجھتے ہین
جب رتن سین کا زمانہ آخر ہوا ارسین مسند حکومت پر زینت افزا ہوکر راناکے خطاب سے مشہور ہوا اسے دسوین
پشت رانائی حاصل ہوئی اکبر بادشاہ کا ہمعصر ہی گذشتہ حالات جاننے والے یون بیان کرتے ہین کہ سلطان
علاءالدین بادشاہ دہلی نے سنا کہ راول رتن سین حاکم موار کے پاس پدمنی تھی اسے خواہش ہوئی اوسنے انکار کیا
رتن سین چتور مین محصور ہوا سلطان نے مدت تک رنج اوٹھایا مگر اس سودائے خام مین کچھہ سود ہاتھہ نہ لگا —
آخر راجہ سے صلح کی اور مہمانی مین جاکر سلطان نے یہ حق ادا کیا کہ راجہ کو قید کرکے روانہ ہوا کہتے ہین کہ اوسوقت
سو سوار ہمرکاب تھے اور تین سو خدمتگار وغیرہ جب تک راجہ کے خدم حشم جمع ہوان حضرت راجہ کو اوڑالاے اور ایک تنگ
جگہ پر قید کرکے طلب مقصود مین کوشش کی راجہ کے کارپردازون نے عرض کیا کہ سلطان ہمارے راجہ کو تکلیف نہ دے
ہم لوگ عروس مدعا کو مع دیگر اہل حرم کے حاضر کرتے ہین اور نیز قطعۂ عرضی پدمنی کیطرف سے مشعر نیازمندی واظہار
اشتیاق تحریر کی بادشاہ تو اسکے منتظر تھا دل پگھل گیا کہتے ہین کہ سات سو جرار زنانہ کے طور سے ڈولون مین
سوار ہوکر راہی درگاہ ہوئے ظاہر کیا کہ رانی مع چند پرستار کے آتی ہی جب نزدیک گئے عرض کیا کہ خواہش رانی کی
یہ ہی کہ اب اخیر ملاقات راجہ سے کرلے سلطان نے بدمستی سے اجازت دیدی اوسیوقت لباس زنانہ سے نکل کر راجہ کو
سوار کرایا اور چلدی چند راجپوت لوگون نے خوب جانفشانیان کین اس مرتبہ گورا اور بادل نے نقد روح نثار کیا
راجہ سلامت چتور مین آیا سلطان لاچار ہوکر دہلی واپس گیا اور ازسرنو اوسی اندیشہ مین آکر چتور کو گھیرا اور
عدم حصول مدعا سے اوکتا کر چلا گیا راجہ باربار کے رگڑے جھگڑے سے دق ہو گیا تھا خیال کیا کہ اس مرتبہ
سلطان سے ملاقات کرے یقین ہی کہ برسر رحم ہو آخر ایک مرتبہ کسی کمینے کے ساتھہ سات کوس پر جاکر سلطان سے
ملاقی ہوا اوس نامرد نے کام تمام کرایا اور اوسکی جگہ ہزارسین کو حکومت ملی اور سلطان نے پھر چتور قلعہ کو گھیرا
جنکے لیے یہ فساد اوٹھا تھا اونھون نے پروانہ وار شمع حیات کو حیا کی تجلی سے جلاکر خاکستر کردیا رتن سین کا
لڑکا جسمیر اوس کوہستان مین رہتا تھا جالور کے حاکم سلطان مالدیو چوہان کو چتور کی ایالت عطا ہوئی اوس سے

ملک کی آبادی ہو سکی لیکن جیسمل کو بلا کر اپنا داماد بنایا اور اوسکے وسیلے سے وہ ولایت معمور رہی جب وہ مرا اوسکے لڑکے رانا ہوئے اس سرزمین کی جمعیت
سولہ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ ہین لیکن اکثرون نے اور زمین لے لی ہی جیسا کہ کسی وقت مین ایک لاکھ اسی ہزار سوار ملازم تھے

ماڑواڑ

سو کوس لنبا اور ساٹھ کوس چوڑا ہی سرکار اجمیر اور جودھپور اور سروہی اور ناگور بیکانیر اسی مین داخل ہی کسیقدر
مدت سے یہ الوس راٹھور کا بنگاہ ہی جسوقت معز الدین سام نے راے پتھورا کی لڑائی سے فراغت پاکر راجہ جی چند
والی قنوج پر چڑھائی کی راجہ بھاگتے وقت پایمال فنا ہوا اور اوسکی نسل بھی لگدکوب پریشانی ہوئی
اوسکا بھتیجا سیہا شمس آباد مین رہتا تھا وہ بھی مع اکثر متعلقون کے ملک جاودانی کو سدھارا
اوسکے تینون لڑکے سوتنابہ — اسوتھاما — آج گجرات کو لیے ہوئے سوجت کے نزدیک دریا کنارے مقیم ہوئے
یہان برہمن کی بستی تھی قوم مینہ سے آزردہ اسوقت مین بھی غارت کو آئے ان مسافرون نے باہر نکلکر مردانگی
کی داد دی غنیم نے شکست پائی اوسوقت برہمنون نے انکو بزرگ سمجھا اور خاطرداری کی بارے کسیقدر ناکامی
کی گرد انکے دامان حال سے دور ہوئی جب دنیاوی اسباب قبضے مین آیا تیز دستی کرکے ولایت کھیر کو قوم گوہل سے
لے لی اوسوقت سے انکی نسل اس مقام پر پایدار ہوئی سوتیک نے جدا ہوکر بھیلون سے ایدر پر قبضہ کرلیا اور آج
نے کالانہ کو قطرہ زن ہوکر کولیون سے ملک حاصل کرلیا — اسوتھاما ماڑواڑ چلا گیا اسکا کام روز بروز ترقی پر ہوا
اسکی سولوین پشت مین مالدیو بھی نزدیک تھا کہ شیر خان اسکی لڑائی مین جان سے سیر ہو اس ولایت مین
آکر قلعہ بٹن اجمیر اور جودھپور اور بیکانیر اور جیسلمیر اور امرکوٹ اور الوگڈھ اور جالور بستی ہاڈولی سرکار ناگور کو
کہتے جہان قوم ہاڈہ ہون گے سات سرکارین اور ایکسو ستانوے پرگنہ اس صوبہ مین ہین زمین دو کروڑ چودہ
لاکھ پینتیس ہزار اکتالیس بیگہ ساتبسوہ ہی جمع ۲۸ کرور ۴۸ لاکھ ۵۷۵ دام ہین جس مین سے ۲۳ لاکھ
۲۶ ہزار ۳ سو ۴۳ دام سیورغال یومی ۸۶ ہزار پانسو سوار اور تین لاکھ سینتالیس ہزار پیادہ راجپوت

صوبہ دہلی

تیسرے اقلیم سے ہی پلول سے لودیانہ تک جو دریاے ستلج کے ساحل پر ہی ایکسو پینسٹھ کوس لمبا اور سرکار ریواری سے
کمایون پہاڑ تک اور ایکسو چالیس کوس چوڑا اور نیز حصار خضر آباد تک ایکسو تیس کوس تک ہی پورب رخ اسکے دار الخلافہ آگرہ مشرق
اور شمال سے ملا ہوا انجیر آباد مین صوبہ اودہ شمالی کوہستان جنوبی صوبہ آگرہ اور اجمیر غربی یہان کے عمدہ دریا گنگ اور جمن ہی ان دونون
دریا کا نشان نہین اور ردریا بہت کثرت سے ہین — شمالی پہاڑون سے نکلے آب و ہوا معتدل زمین اکثر بعض جگہ مین تین فصل کھیتون کی
ہوتی ہین میوجات اور رنگارنگ کے پھول اور بلند عمارت سنگین اور چونہ اینٹ کی بنی ہوئی ہین جنکے دیکھنے سے قصور آرام کے آثار
نمودار ہین دہلی بہت پرانے شہرون مین ہی اول اسکا نام اندرپت تھا طول مین ایکسو چودہ درجہ اور

از تیس ۳ دقیقہ اور عرض مین اٹھائیس درجہ پندرہ دقیقہ بعض نے اقلیم دوم سے خیال کیا ہی مگر لغزش کھائی ہی اسکا سر آغاز جنوبی پہاڑ ہی سلطان شمس الدین اور قطب الدین قلعہ پتھورا مین بسر کرتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن نے دوسرا قلعہ بنایا اور عمارات دلکشا اچھے محل پر تعمیر کرائی معز الدین کیقباد نے دریاے جمن کے کنارے پر کیلو کہری نام شہر آباد کیا امیر خسرو نے اپنی مثنوی قران السعدین مین بہت کچھہ اسکی تعریف کی ہی الحال اوسی مقام پر ہمایون کا مقبرہ ہی اوسی جگہ پر سلطان علاء الدین نے سری نام شہر مع قلعہ کے آباد کیا تغلق شاہ کا یادگار تغلق آباد ہی جسے اوسکے لڑکے سلطان محمد نے ایک شہر بنا دیا اور ایک بڑی عالیشان عمارت تعمیر کی جسمین ہزار ستون سنگ رخام سے بنا کر لگائے گئے اور سلطان فیروز نے ایک شہر اپنے نام کا آباد کیا اور دریاے جمن سے نہر کاٹ کر اوسکے قرب مین لایا فیروز آباد سے اور تین کوس پر دو بلند مکان جہان نما نام [illegible] کیا تین چوتری تہ خانہ بنائے تھے کہ جنمین ساتھہ سوار بگشت کرتا دریا کی طرف پانچ جریب [illegible] اور جہان نما سے دو کوس اور پرانی دہلی سے پانچ کوس ہمایون نے اندرپت قلعہ بنایا جسکا نام دین پناہ ہوا شیر خان نے علاوہ دہلی کو اوجاڑ کر جداگانہ دوسرا شہر بسایا اور سلیم شاہ اوسکے بیٹے نے سنہ ۹۵۳ ہجری مین سلیم گڈہ کی بنا ڈالی جو کہ ہنوز دریاے جمنا کے درمیان قلعہ شاہجہان کے مقابل کھڑا ہی اگرچہ اکثر بادشاہون نے اپنی اپنی یادگار رکھنے کے لیے نئی نئی صورتون پر شہر آباد کیے مگر ہندوستان کا تختگاہ دہلی ہی مشہور ہوا تا آنکہ سنہ ۱۰۴۷ ہجری مین صاحب قران ثانی شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے اپنے سنہ جلوس مین شیر شاہ کی آبادی کے نزدیک شاہجہان آباد معمور فرمایا اوسوقت سے کل پرانے نامون کا نشان مٹا ایک قلعہ ہی سنگ سرخ سے تعمیر ہوا ہی اقسام عمارت زنگار رنگ اور مکانات خانہ نیرنگ سے غیرت نگار خانہ چین و ارژنگ دریاے جمنا دکھن طرف قلعہ کے نیچے سے جاری ہی اسکے لہرانے مین دونی آبداری ہی اور شاہ نہر [illegible] علی مردان خان [illegible] لایا تھا [illegible] رواں ہی رونق شہر کی جسکی سیراب کاری سے دو چند [illegible] اور غسلخانہ شاہی کی نہر اور حوض کو پانی پہونچاتا [illegible] باغ کی سرسبزی کا جوبن چمک جاتا ہی شہر پناہ سنگ [illegible] سے [illegible] شام [illegible] رنگ

[illegible] عراق و عرب و عجم وغیرہ ولایات کے آدمی [illegible] شہر مین [illegible] کا

[illegible] یہان [illegible] [illegible]

شہر مین جامع مسجد جو کہ سنہ [illegible] ہجری مین [illegible] نے سنگ سرخ سے بنوائی اوسکے [illegible] اور

پتھر سے [illegible] مینار [illegible] اور استحکام اسدرجہ کی کہ رو سے [illegible] جسکا

جواب [illegible] کنارہ [illegible] اور زیبائی مین بیمثل ہی [illegible] شہر نہایت وسعت [illegible] مین

[illegible] بادشاہان [illegible] اولیاء اللہ کے مقابر [illegible]

[illegible] واقع ہوا اور امرا و وزرا اور علما و فضلا کے مزارات کا بیان بیپایان ہی

در حقیقت رس کی خوابگاہون مین شاہجہان آباد سے سات کوس پر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بن خواجہ کمال الدین احمد اوشیکی قبر ہی ــ آج کل پرانی دہلی بالکل خراب اور مقابر آبادہین خواجہ قطب الدین اوشی اور شیخ نظام الدین معروف اولیا اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اور ملک یار پران اور شیخ صلاح اور ملک کبیر اولیا اور مولانا محمد بن عبد الوہاب و شیخ عبد اللہ قریشی و شیخ شمس ترک بیابانی اور شیخ شمس اونلعوا اور امیر خسرو وغیرہ اسی سرزمین پاک مین سلطان شہاب الدین غوری اور سلطان شمس الدین اور سلطان تغلق اور سلطان محمد عادل اور سلطان محمد فیروز اور سلطان بہلول اور سلطان سکندر لودی کے مقبرہ اسی مقام مین ہین اکثر زندہ دلون نے اپنی زندگی مین خواب ذوالنین بنا کے لیے عمدہ مقبرے اور باغات تعمیر کرائے اسلام آباد پہاڑ پر ایک چشمہ ہی نہایت زرت ہمیشہ گرم پانی جوش کھاتا ہی اور سبب یہ بھاس کنڈ کہتے ہین اور عمدہ عبادتگاہ جانتے تبسوا مثر کمیشر نے تین بیگہ زمین پہاڑی کہری کہود کر عبادتگاہ بنائی تھی آج اوسکی کہنگی کی شہادت دے رہی ہی ــ بداون گذشتہ عمدہ شہرون مین ہی اکثر اولیاء اللہ وہان دفن ہین کسیقدر اس صوبہ کے شمالی پہاڑ کو کماون کہتے ہین سونے اور چاندی اور جستا اور لوہا اور تانبے اور ہرتال اور تنکار کی کان ہے آہوے مشکین اور سُرا گاو اور ریشم کا کیڑا اور باز اور شاہین وغیرہ دیگر جانور شکاری اور شہد اور کوت گہوڑا وغیرہ بکثرت ہین سرکار سنبل مین شکار کی کثرت اور گرگدن یعنی گینڈا بھی ہوتا ہی یہ جانور پست قد ہاتھی کی صورت ہے خرطوم پیشانی پر ایک شاخ ہوتی ہی اوسی سے دوسرے مخالف کو پھاڑ ڈالتا ہی اوسکی شاخ کا زہ گیر اور پوست کا دستہ واسطے تلوار اور پیش قبض وغیرہ کے بناتے ہین شہر سنبھل مین ہرمندل نام برہمن کی جگہ پرستش کی ہی کہتے ہین کہ کلنکی اوتار یہین پر ہوگا ــ ہانسی گذشتہ شہرونمین ہی شیخ جمال خلیفہ شیخ فرید شکر گنج کی مزار ہی قصبۂ بہنہ کے نزدیک تالاب ہی پہاڑ کی بلندی پر ہمیشہ گرم پانی نکلتا ہی اکثرون کو خیال ہوتا کہ کان گوگرد کی نیرنگی ہی ــ حصار فیروز آباد مین دریاے جمن کی نہر کاٹ کر لائی گئی ہی ایک معترض کی استدعا سے یہ حرکت دریائی ہوئی ہی زیادہ تعجب یہ ہی کہ قصبۂ سرسا کے نزدیک ایک تالاب مین گم ہوجاتی ہی اوس حوض کا نام سندیرا کہتے ہین اس دیار مین رودبار کم اور کنوئین مین پانی بہت دور ــ سہرند نامور شہرونمین ہی اور باغ حافظ رخنہ کی سیر سے فرح تازہ حاصل ہوتی ہی ــ تہانیسر کو بزرگ مقام عبادتگاہ کا شمار کرتے ہین دریاے سرستی اوسکے قریب مین گذرتا ہی اوسیکے پاس کرکھیت نام تالاب ہی جسکے غسل کے واسطے دور دراز سے آتے اور وہان پر خیرات اور پرستش کرتے ہین مہابھارت کی لڑائی اسی جگہ ہوئی ہی دوا پر کے نصف آخری حصہ مین واقع قصبۂ ستنا پور راجہ دسرت سریر آرا تھا نہایت دادگستر معدلت کیش تھا اوسکی خیر سگالی نے دیر تک اوسکے خاندان مین شکوہ جہانداری قایم رکھا اسکی آٹھوین پشت مین راجہ کنر ظاہر ہوا اوسیکی یادگاری مین کرکھیت ہی اور بعد چہ پشتون کے جتر برج نام لڑکا ہوا اور اوسکے دو لڑکے اول دہرتراشت جسکے اکسو ایک لڑکے ہوئے جنمین بڑا جودھن گوپتی

دوسرا بیٹا اگرچہ دھرتراشٹ بڑا تھا مگر اندھے پنے سے پنڈ کو سلطنت ملی اسکے لڑکون کو پانڈوان کہتے ہین
پانچ فرزند تھے جدھشٹر ۱ بھیم سین ۲ ارجن ۳ نکل ۴ سہدیو ۵ — جب راجہ پانڈ دنیاے دون سے سدھارا —
دھرتراشٹ کو وراثت ملی مگر یہ نام کو راجہ تھا باقی کل کام حکومت کے جرجودھن کرتا تھا — ازانجا کہ دشمن
گذاری آئین سلطنت ہی جرجودھن ہمیشہ پانڈوان سے مخوف تھا اور انکی جانستانی کی تدبیر کیا کرتا جب دھرتراشٹ
کے فیمابین مین لڑائی اور رنج دیکھا دیکھی شہر برناده مین بھتیجون کا رہنا قرین مصلحت سمجھکر لوگون کو حکم دیا کہ اونکے
لیے مکان سکونت طیار کردین کارپردازون نے بموجب تلقین اور تعلیم جرجودھن کے مکان مذکور لاکھہ اور رال سے
در پردہ بنا کر طیار کیا جب پانڈو وہان پہونچے مکر و فریب سے آگاہی پائی قضارا کوئی عورت مع پانچ لڑکون کے
ہمسایہ مین رہتی تھی پانڈو ن نے اوسی مکان مین آگ لگا کر مع مادر عزیز کے راہ جنگل کی لی ہمسایون سے
سرپر آگ سمجھی جرجودھن نے پانڈون کا جلنا سمجھکر ٹھنڈک پائی خوشی کا جشن کیا اور یہ لوگ بعد کتنی سرگذشتون کے
خرابہ سے آبادی مین آئے اور شہر کمپلا مین سکونت گزین ہوئے تھوڑے عرصہ مین انکی مردانگی اور بخشش اور آگاہی کا
آوازۂ عالم مین پھوچا مگر کوئی انکی نسل اور خاندان سے ماہر نتھا تا آنکہ جرجودھن خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اونکے نہ جلنے
سے اوسکا دل آتش حسرت پر جل اوٹھا آخر فنون فریب سے نئے رنگ کی چال سوجھی دوستی کے منصوبہ سے روبرو بلاکر
دہلی مع نصف دیگر ولایت کے اونکو عطا کی اور ہستناپور مع نیم دیگر حصہ کے خود لیا — نیک سگالی اور خیر اندیشی سے
جدشٹر کی مدد پر فضل باری ہوا اقبال و دولت سرگرم خدمتگذاری ہوا تھوڑے عرصے مین ہفت اقلیم مطیع ہو گیا
دوسرے بھائیون اور حاکمان زمانہ کو خدمت مین لایا جرجودھن انکا اقبال اور فر و شکوہ دیکھکر بیتاب ہوا حسد کی
بیماری سے ہاتھہ مل پچھتاتا تھا آخر کو حیلہ سے محفل آراستہ کی اور پانڈون کو اپنا مہمان بنایا اور اوس پختہ کار خام طمع
نے چوپڑ کی بازی بچھائی اور فریب کے پانسے پھینکنے لگا ایسی گھات کی کہ چند دانو مین جسقدر پانڈون کے پاس
مال و اسباب تھا جیت لیا آخر کو اس شرط پر بازی ہوئی کہ اگر پانڈون کی جیت ہو جسقدر ہارے ہون واپس لیوین
وگرنہ بارہ برس جنگل مین گام فرسائی کرین بعدہ تیرھوین برس آبادی مین آوین مگر ایک سال تک اس صورت سے
رہین کہ کوئی نہ پہچانے اگر کوئی شناسا ہو تو نئے سر سے بارہ برس صحرا نورد ہون — یہ بیچارے قسمت کا اولٹ پھیر
ذرا نہ سمجھے اور یہ قول بھی ہار بیٹھے آخر کو جرجودھن نے بازی پاکر دنیاے مفسد کے چھکے پنجے سے بے ہوش خواب غرور
مین سرجوش ہوا اور فضل خداوند مطلق سے پانڈوان نے ایفاے عہد کیا تب جرجودھن نے بے حیائی شروع کی
فراوان گفت و شنود رہی پانڈوان پانچ موضع پر خوشی تھے کہ اس خرخشہ سے دور رہین جرجودھن پانچ موضع
کے دینے مین بھی لاچار ہوا آخر کو کرکھیت کے مقام پر لڑائی شروع ہوئی جرجودھن مع اپنے یارون کے رہگرای
جادۂ ہستی ہوا اور جدھشٹر اٹھارہ روز کی لڑائی کے بعد فتح یاب ہوا — دواپر کے اخیر ہونے مین اکتیسو پینتیس برس

باقی رہے تھے کہ یہ جنگ عظیم درپیش ہوئی اسوقت کہ سنہ ۱۱۹۸ ہجری ہین پانچہزار اونتیس برسین ہوتی ہین کہتے ہین کہ اس لڑائی مین گیارہ کوہنی لشکر کوروان کا تھا اور پانڈوان کی طرف سات کوہنی — ہر ایک کوہنی کی تعداد اکیس ہزار آٹھہ سو ستر ہاتھی تھے اور اس رنگ پر گردون سوار اور ساٹھہ ہزار تین سو دس سوار ایک لاکھہ نو ہزار ساڑھے تین سو پیادہ اسی لڑائی مین طرفین سے گیارہ آدمی زندہ رہے جرجودھن کیطرف سے چار آدمی جان سے سلامت جو دشمن کی پناہ مین آئے کرپاچارج برہمن جو دونو طرف کا اوستاد تھا دانش اور یکتائی مین منتخب تھا اسوتھامان ہمہ صفت موصوف کیرت برمان جادو مرد نامور اور دھرتراشت کی بہلبانی مین تھا اور پانڈوان کے آٹھہ آدمی اور پانچو بھائی سانک جادو اور جنجش سوتیلا بھائی اور کشن خیر بعد ازین ۳۶ برس جدشترنے دادگری کی آخر کو عقل دوربین دنیاے دون کے محبت سے آشفتہ ہوکر خواہان حقیقت ہوئے ترک تعلق پیش نہاد ہوا اپس اس عجوزہ عروس ہزار ماتوس کی چھوڑکر اپنے بھائیون کے ہمراہ تجرد کی راہ طی کرنا شروع کی — یہ کارنامہ مردی آزما مہابھارت مین تحریر ہے جسکا ترجمہ رام باجہ کے نام سے زبان فارسی مین بموجب حکم اکبر بادشاہ کے ہوا اور فصل و باب کی جگہ پربھ کا لفظ ہے —

اول کوروان اور پانڈوان کے احوال مین

۲ دوم جدھشتر کے حکم سے بھائیون کا ملک گیری پر جانا اور اجبیر جگ کا اہتمام اور کورون کا قمار

۳ سوم پانڈوون کی بیابان پیمائی حوادثات غربت کی مردی آزمائی

۴ چہارم جنگل سے پنڈون کا شہر سراتھہ مین آنا اور ظاہر مین چھپا رہنا

۵ پنجم ظاہر ہونا پانڈوان کا اور باوجود کیسکے توسل کے اصلاح نہونا اور مقام کورکیت مین لشکر کا جماؤ

۶ ششم شروع جنگ زخمی ہونا بھیکھم کا اور مارا جانا اگر دھرتراشت کے لڑکون کا اسمین دس روز کی جنگ و جدال کا قصہ ہے

۷ ہفتم مشورت ہونا اور درونہ اچارج کو سرداری ملنا اور اوسکا روز سیاہ دیکھنا اور عشرہ کی جنگ

۸ ہشتم دوسرے روز کی کیفیت اور جرجودھن کا کرن کو سرداری بخشنا اور جدشٹر کا فرار ہونا اور دوسرے روز ارجن کے ہاتھہ سے مارا جانا

۹ نہم سیل پھلتوان کا سردار ہوکر دار البقا کو جانا اور جرجودھن کا حوض مین چھپانا اور دریاے فنا کا سر سے گذرنا

۱۰ دہم کارزار کا خاتمہ بالخیر کرت پرماٗ کرپاچارج اسوتھاما کا جرجودھن کے پاس سیدان رزم مین آنا اور اوسکی نیم جانی مین شب خون کی صلاح کرنا

۱۱ طرفین کی عورتون کا واویلا کرنا اور جرجودھن کی مال گندھاری کا نفرین بھیجنا سری کشن پر

۱۲ بعد فتح جدشٹر کے کیفیت اور ترک دنیا کرنا اور بھیکھم اور بیاس اور کشن کی نصیحت گوئی سے تسلی ہونا

۱۳ بھیکھم کا صبر کرنا — دلمین آتا ہے کہ ۱۲ — اور ۱۳ — ایکہی پرب ہونا چاہیے کیونکہ دونوین نصائح مندرج ہین اور نوین پرب کے دو حصہ ہونا چاہیے ایک سیل کی کیفیت مین دوسرا جرجودھن کی وفات مین —

۱۴ جگ اسمید مین

۱۵- دھرتراشٹر اور گندھاری اور کنتا والدہ جدشٹر کی وارستگی اور پانڈون کا جانا اونکے دیکھنے کو

شانزدہم جادوان اور کشن کی پریشانی اور واقعات وفات کے اظہار مین

ہفدہم راجہ جدشٹر کا مع بھائیون کے ترک سلطنت کرکے پہاڑون کو چلے جانا

ہیجدہم کوہ ہمچل مین جان نثار ہونا پانڈون کا اور راجہ جدشٹر کا مع قالب عنصری کے عالم بالا کو جانا

خاتمہ جادوان کے حالات مین

جدول

اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ
۱- انگنپال	۱۸	۲- باسدیو	۱۹-۱	۳- لکھن سنگھ	۲۱-۳
۴- پرتھی پال	۱۹-۶	۵- جی دیو	۱۸-۱	۶- نرپال سنگھ	۱۴-۴
۷- اودہ	۲۶-۷	۸- بچھراج	۲۱-۲	۹- اننگ پال	۲۲-۳
۱۰- رگھپال	۲۱-۶	۱۱- تِلک پال	۲۴-	۱۲- گوپال	۱۸-۳
۱۳- سنگھن	۲۵-۲	۱۴- اجی پال	۱۶-۴	۱۵- گھوس پال	۲۹-
۱۶- اننگ پال	۲۹-۶	۱۷- تیج پال	۲۴-۱	۱۸- جھیمس پال	۲۵-۲
۱۹- اکرس پال	۲۱-۲	۲۰- پرتھی راج	۲۲-۳	ان بیس آدمیون نے ۴۳۶ برس آٹھ مہینے کسیقدر زیادہ جہانبانی کی	

جدول دیگر

اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ
۱- بل دیو چوہان	۶-۱	۲- امرگنہ	۵-۲	۳- کھرگ پال	۲۰-۱
۴- سومیسر	۷-۴	۵- جی ہر	۴-۴	۶- ناگدیو	۳-۱
۷- پتھورا	۴۹-۵	سات نفر نے پچانوے برس چھ مہینے فراغ حکومت کی سرسبزی مین عرق ریزی کرتے رہے			

جدول دیگر

اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ
۱- معزالدین سام	۱۴-	۲- قطب الدین ایبک	۴-	۳- آرام شاہ	ایک برس
۴- شمس الدین	۲۶	۵- رکن الدین فیروز شاہ	۲۰-۶	۶- رضیہ	۳-۶
۷- معزالدین بہرام شاہ	۲-۱	۸- سلطان الدین مسعود شاہ	۴-۱	۹- ناصرالدین	۱۹-
۱۰- غیاث الدین بلبن	۲۰- چند مہینے	۱۱- معزالدین کیقباد	۳- چند مہینے	گیارہ نفر قوم غوری سے ایکسو ستر برس چند مہینے حکمرانی کی	

جدول

اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ
۱- جلال الدین خلجی	۷- چند مہینے	۲- غیاث الدین تغلق شاہ	۴- چند مہینے	۳- شہاب الدین	۳ مہینے چند روز

اسامی	سال و ماہ	اسامی	سال و ماہ	اسامی	سال و ماہ
۴ سلطان قطب الدین	۱۴ - ۲	۵ ناصر الدین	۶ مہینے	۶ محمد تغلق شاہ	۲۷ -
۷ فیروز شاہ	۳۸ چند مہینے	۸ تغلق شاہ	۵ مہینے ۳ روز	۹ ابوبکر شاہ	ایک برس چند مہینے
۱۰ محمود شاہ	۶ - ۷	۱۱ نصرت شاہ	ایک مہینہ پندرہ روز	۱۲ سلطان محمود دوم	۶ برس ۴ مہینے
۱۳ سلطان محمود دفعہ سوم	۱۹ - ۷	خاندان خلجی مین ۲۶ برس عنان حکومت قبضۂ اختیار مین رہی			
		جدول نمبر			
۱ رایات اعلی خضر خان	۷ - ۳	۲ مبارک شاہ	۱۳ - ۳ - ۱۶	۳ محمد شاہ	۱۰ -
۴ علاء الدین	۷ -	۵ بہلول لودی	۳۸ -	۶ سکندر لودی	۲۸ -
۷ ابراہیم لودی	۷ -	۸ بابر	۵ -	۹ ہمایون	۹ - ۳
۱۰ شیر شاہ	۵ -	۱۱ اسلام شاہ	۸ -	۱۲ فیروز شاہ ولد اسلام شاہ	تین روز
۱۳ عدلی	۶ مہینے	۱۴ ابراہیم	۵ مہینے	۱۵ سکندر	۴ مہینے
۱۶ ہمایون دوسری مرتبہ	۱ - ۳				

واقعہ سمت ۴۲۹ بکرمی قوم تونور سے انگ پال نامے نے راج پاے دہلی کو آباد کیا ۸۴۹ بکرمی مین اوسی شہر کے قریب درمیان پرتھی راج تونور اور بیسل دیو چوہان کے جنگ ہوئی اور سلسلۂ سلطنت اس گروہ کے ہاتھ لگا — راجہ پتھورا کے عہد مین چند مرتبہ معز الدین سام غزنین سے ہندوستان مین آیا اور بے حصول مدعا واپس گیا ہندی کتابون مین لکھا ہے کہ سات مرتبہ سلطان نے چڑھائی کی اور ہر مرتبہ اپنے موہنہ کی کھائی آٹھوین مرتبہ ۵۸۸ ہجری مین تھانیسر کے قریب سخت محاربہ ہوکر قید ہوگیا راجہ راچند نامی ملازم تھا ہر ایک کو سامنت کہتا تھا اس لڑائی مین ایسے شخص کوئی تھے — راجہ دولت کے غرور مین مست سپاہ کے کاروبار سے غافل ملک سے بے خبر تھا لکھا ہے کہ راجہ جیچند راٹھور ہندوستان کا فرمان روا قنوج مین رہتا تھا دوسرے راجہ لوگ اسکی نمایش کرتے اسنے جگ راجسو شروع کی چونکہ اس جگ مین جمیع راجاؤن کا حاضر ہونا اور دیگ شوئی آتش افروزی وغیرہ خدمت کرنا فرض ہی اور اس مجلس مین لڑکی بھی کسی عمدہ راجہ کو بیاہ دیتے ہین ہر ایک شوال مین راجہ پتھورا کو بھی طلب کیا اور یہ آمادہ تھا مگر [illegible] حمیت دلانے سے نہ گیا راجہ جیچند نے چڑھائی کرنا چاہی مگر کارپردازون نے بعد فراغ جشن ملتوی کرکے جگ مین راے پتھورا کی تصویر طلائی بناکر دربان کی جگہ پر نصب کی اس خبر سے راے جی پانسو سوار لیکر چڑھے اور ناگہان پہونچکر اپنی تصویر اوٹھوالی اور اکثرون کو رہگراے عدم کرکے کام دل حاصل کیا راجہ جیچند کی لڑکی راے پتھورا کی جرأت اور شجاعت پر فریفتہ ہوگئی راجہ نے اس خبر سے آشفتہ ہوکر اوسے نکال دیا پتھورا یہ حال سنکر اوسکا مشتاق اور چانڈا باد فروش کو راجہ کے پاس بھیجا کہ کسی تقریب سے لڑکی کو لاوے اوسنے اپنی چالاکی سے مراد حاصل کرکے

مراجعت کی اور اون انکیسو سامنت کو بوقلمون ملبوسات مین ہمراہ رکھتا تھا ایک نے دوسرے کے بعد ایسی لڑائی کی جسکے مشاہدہ مین نگاہ پلٹے کھاتی تھی اول رای کھلوت نے میدان جنگ مین جوہر رجنگ دکھلایا سات ہزار آدمی کو اپنے زور سرپنجہ سے دوچار عدم کیا بعد ازان نرسنگھہ دیو اور چانڈو اور سندیر اور سارد ھول سولنکھی اور بالھن دیو کچھواہہ مع دونو بھائیون کے اول روز ایک نے دوسرے کی بعد تعجب انگیز کارنامہ دکھلا کر جہان فانی کی راجہ مع چانڈا بادفروش اور دو بھائیون محبوبہ خوش ادا کے دہلی آیا نفیسہ نے بشدت فریفتہ کردیا بجز اونکے کسی امر کی خبر نہ تھی جب ایکسال اسی حال مین منقضی ہوا سلطان نے راجہ جی چند سے دوستی کی بعد لشکر فراہم کرکے آمادۂ پیکار ہوا اکثر مقامات فتح کرلیے یہان کسی کو یہ مجال نہ تھی کہ راجہ سے یہ خبر کہے آخر چنڈا کو سات ڈیوڑھی سے پار کیا وہ حرم سرا مین پہونچا اور راجہ کو خواب غفلت سے بیدار کیا ہر مرتبہ کی فتح و نصرت سے مغرور تو تھا ہی کسیقدر لشکر جمع کرکے سہل انگاری سے نکل آیا چون اس مرتبہ کہ دلاوران جانفشان ہمراہ تھے اور راجہ جی چند جو ہمیشہ مددگار تھا مخالف بنا راجہ گرفتار ہو گیا بادشاہ نے قید کرکے غزنین کی راہ لی چنڈا بادفروش وفاداری سے تعاقب مین روانہ کیا دربار سلطانی مین حاضر ہو کر مورد عنایت ہوا اور کسی طریقہ پر راجہ سے ملاقات کرکے یہ رائے دی کہ مین تیری تیراندازی کی تعریف دربار مین کرونگا جسوقت وہ تجھے بلا کر تیر و کمان حوالہ کرے اوسیکا نشانہ کیجیو آخر اسی عہد کے بموجب سلطان کو نشانہ کیا سلطانی نمکخوارون نے راجہ اور چنڈا کو بھی مار ڈالا فارسی کتب مین اسکے برخلاف راجہ کا مرنا موقع زرم مین تحریر ہے — جب چوہانون کی حکومت تمام ہوئی ہندوستان کا خلاصہ سلطان معزالدین غوری کے قبضہ مین آیا ملک قطب الدین غلام کو موضع کہرام مین مقرر کیا اور خود بدولت شمالی پہاڑ غزنین چلا گیا اوسنے اسی سال مین دہلی وغیرہ اکثر محال فتح کرلیے جب سلطان مرا غیاث الدین محمود ولد غیاث الدین سلطان محمد نے فیروزہ کوہ سے واسطے ملک قطب الدین کے چتر وغیرہ سامان بادشاہی بھیجا وہ لاہور مین اورنگ آرا ہوا اور داد دہش مین ناموری پیدا کی آخر کو چوگان بازی مین جانبازی ہوئی امرا نے اوسکے بیٹے آرام شاہ کو تخت نشین کیا بعضے ملک قطب کے داماد اور پسر خواندہ ملک التمش کو چاہتی تھی آخر بخت آزمائی ہوئی آرام شاہ نے آرام بلخ کو تلخ کام بھاگا اسنے سلطان شمس الدین نام رکھا اسکا باپ بعض ترکستان کے قبیلہ مین ممتاز تھا بھائی اور بھتیجون کو ناتوانی سے ستایا جب کچھہ نہ بھائی اوس کا رنامہ آگہی کو یوسف کیطرح فروخت کیا نیرنگی روزگار دیکھیے کسی کاروان کے ہاتھہ لگا اوسنے غزنین کا بازار دکھلایا سلطان معزالدین سام خریدنے مین رجوع ہوا سوداگر نے اس عزیز کی قیمت بڑھائی مشتاقون کی ہوس طبیعت گھٹائی سلطان نے حکم دیا کہ کوئی نخریدے قطب الدین جب گجرات فتح کرکے غزنین گیا اجازت لیکر گران قیمت سے خریدا اور بار لاولدی سے ہلکا ہو کر اسے اپنی فرزندی مین لیا جب خواجہ قطب الدین بہشت نصیب ہوا اوسکا لڑکا جانشینی مین وارث ہوا

دولتمندی کو طبیعت پرستی اور تالیف قلوب آسان سمجھے شاہ ترکان جو اسکی ماں تھی امور ریاست مین منتظم ہوئی دنیا داران نے اس سرگذشت سے ناموافق ہوکر سلطان شمس الدین کی لڑکی رضیہ کو بادشاہ بنایا سلطان نے بھی اسکو ولیعہد کیا تھا یہ بھی روایت ہی کہ لوگون نے سلطان سے سوال کیا تھا کہ لڑکے کے ہوتے ہوئے لڑکی ولیعہدی پر شاہان نہین جواب دیا کہ لڑکے میخواری مین ایسے سرشار ہین کہ اس مرتبہ کی لیاقت نہین رکھتے — معزالدین بہرام شاہ کے عہد مین چنگیز خانی سپاہ نے لاہور کو خراب کیا بداندیشون نے معزالدین مذکور کو قید کرکے جان سے مارا اور سلطان علاءالدین مسعود شاہ کے زمانے مین مغلون کا لشکر بنگالہ مین آیا شاید کہ ولایت ختا یا تبت سے آیا ہوگا اوسنے فوج بھیجکر شکست دی ترکستان سے بھی لشکر آیا سلطان نے اوس طرف نہضت کی بیاہ کے کنارے مخالفون کے لوٹ جانے کی خبر ملی یہ بھی دہلی کو معاودت ہوا آخر کمینون کی خوشامد مین ایسا پھسا کہ قید ہوکر محبس عنصری سے آزادی حاصل کی ناصرالدین محمود آگاہ دل داد و دہش کرتا تھا اسکے عہد مین بھی پنجاب مین مغل آئے جب اسکے کوچ کا آوازہ آویزہ گوش ہوا آویزش کی تاب نہ آئی اولٹے پیرون واپس گئے طبقات ناصری اسکے نام پر لکھی گئی غیاث الدین بلبن کو وزارت کا مرتبہ عطا فرمایا جو کہ باپ کا غلام تھا اور الف خانی خطاب ملا اوسنے بھی اچھے طریقہ سے اس منصب کے اہتمام مین سعی کی جب ناصرالدین کا وعدہ برابر آیا کوئی وارث نتھا اس وزیر نیک تدبیر کو شاہی ملی اسے قدردانی اور رعایا پروری اور داد دہش کے وسیلے سے چارچمن گیتی کو سرسبز و شاداب فرمایا بدگوہرون کی بے آبروئی ہوئی نالایق دربار مین بار نہ پاتے تھے نیک خصلتون کی گرم بازاری تھی — پنجاب اپنے بڑے لڑکے محمد کو تفویض کیا اسکو خان شہید کہتے ہین اسکی مردانگی اور بیدار مغزی سے پنجاب مین امن و امان ہوا امیر خسرو اور امیر حسن اسکی ہمرکابی مین تھے — بے ساز و سامان جنگ کے چلا جاتا تھا ناگاہ مغلون کا لشکر آپہونچا دیبالپور اور لاہور کے درمیان مین لڑائی کی سبیل ہوئی اسی راہ مین جان نثار ہوئے امیر خسرو قید ہوئے آخر مکر و فریب کی بندش سے رہائی ملی چھوٹے لڑکے بغرا خان کو بنگالہ کی حکومت دی تھی جب آسمان نے نیرنگ دکھایا امیر خسرو ولد خان شہید کو جسے ولیعہد کیا تھا ملتان روانہ کیا اور بغرا خان کے فرزند کو معزالدین کیقباد کا خطاب ملا سلطنت دہلی کی اسکے قبضے مین آئی اوسکے باپ نے ناصرالدین اپنا لقب مقرر کرکے دہلی کی راہ لی اسطرف سے کیقباد نے چڑھائی کی دونو لشکر اودہ کے قریب دریاے سرجو کے کنارے جا اوترے آخر کو فیمابین سے ملاقات ہوئی لڑکے کو بادشاہی پر رکھکر باپ بنگالہ کو چلا گیا تعجب ہی کہ امیر خسرو نے اپنی کتاب قران السعدین مین اس ملاقات کی تعریف لکھی ہی آخر کار اوس بدر آزار کا حال میخواری سے تباہ ہوا چند آدمیون نے اوسکے لڑکے کو شمس الدین کے خطاب سے سر بخت جانشین کیا ور اوس مخمور غرور کو دریاے جمن مین ڈبویا اور شمس الدین کو بھی گوشۂ خمول مین جگہ دی گروہ خلج مین حکمرانی پہونچی جلال الدین حکمران ہوا اپنی سادہ دلی سے نیرنگ سازون کا رنگ نہ پہچانا ملک علاءالدین نے جو اوسکا بھتیجا اور پرورش کردہ تھا مقام کڑہ سے دکھن جاکر خوب دولت حاصل کی روپیہ کے پاتے ہی سرکشی کی سوجھی اور منافقون کی

درانداز ی سے سلطان کڑہ کو روانہ ہوا اوسنے اسکا کام تمام کیا اور اپنا لقب سلطان علاء الدین مقرر فرمایا تقدیر کی
یاوری سے ایسی بڑی سلطنت حاصل کی عمدہ عمدہ رسم و رواج آغاز کیے چند بار مغل سے آکر فتحیاب ہوا امیر خسرو نے
اپنے خمسہ کو اسی کے نام سے منتظم کیا اور اوسکے لڑکے خضر خان کے نام دیول رانی ہوئی بخت ناسازگار کی یاری تھی
کسی خواجہ سرا پہ عاشق ہوا اوسیکی راے پر کاروبار کا مدار رہا اور اوسیکے سلسلہ سے خضر خان اور شادی خان
اور مبارک صاحبزادگان قید ہوگئے جب بادشاہ مرا اسیکی سعی سے چھوٹے لڑکے کا سلطان شہاب الدین خطاب ہوا
سلطنت ملی اوسنے اور بھائیون کے آنکھونمین سلائی پھروادی خدا کی حمایت سے مبارک خان اس چشم زخم سے بچ گیا
چند روز نگذرے تھے کہ اوس کور باطن کو نہانخانۂ عدم کی راہ دکھلائی مبارک خان کو تخت و تاج نصیب ہوا سلطان قطب الدین
اپنا خطاب کیا گجرات اور دکھن فتح کیا حسن پرستی کا حسن دیکھیے کہ حسن نام کمین ذات کو معشوق بنایا خرد خانی خطاب
عطا ہوا ہر چند خیراندیشون نے اوسکی بدکاریان ذہن نشین کین مگر اوسنے اپنا برا بھلا نسوچھا وہ تو اپنی گھات
مین لگا تھا جب داؤ پایا اوج زندگانی سے غار نیستی مین گرادیا اور ناصر الدین کے خطاب سے خود تخت آرا ہوا غازی الملک
نے جو امراے خلاے کے بھائیون مین تھا اسکے حرف حیات کو صفحۂ وجود سے حک کیا اور بزرگان وقت کی مدد سے بادشاہی
حاصل کی سلطان غیاث الدین تغلق لقب ہوا بنگالہ کی مہم کا انتظام کرکے دہلی آتا تھا محمد خان اوسکے لڑکے نے
دہلی سے تین کوس پر ایک عمارت بنوائی اور پدر بزرگوار کو کمال اشتیاق سے اوس مکان مین لیگیا ناگاہ چھت گرنے
سے پیمانہ حیات چھلک پڑا اگرچہ اسکی بیگناہی صاف معلوم ہوتی ہی مگر اسقدر خلجان ہی کہ ایسی عجلت مین اسطرح کا
مکان بنوانا اور بڑے تپاک سے بادشاہ کو وہین پر لیجانا خالی علت سے نہو۔ جب سلطان محمد نے عقبی کی راہ لی فیروز
ولد رجب اسکا چچازاد بھائی بموجب وصیت کے مسند نشین ہوا عمدہ شایستگی سے کارپردازی کی اسکے مرنے سے
ولایت ہند مین آشفتگی ظاہر ہوئی تھوڑے دنون تک تغلق شاہ اوسکا فرزندزادہ جاگزین رہا تھا کہ نالائقون
کے ہاتھہ سے سرگرم خواب آخرت ہوا دوسرے نبیرہ ابوبکر کو سلطنت ملی سلطان محمود کے عہد مین جلو خان پر
مدار کار تھا اقبال خان کے نام سے یہ شخص ملقب تھا آخر بخت خفتہ کی مدد سے کچھہ انتظام نکرسکا شورش
اوٹھہ کھڑی ہوئی بعضون نے سلطان فیروز کو نصرت شاہی کے خطاب سے بادشاہ بناکر فتنہ کو جگایا ہموارہ دہلی
کے قرب و جوار ہنگامۂ کارزار گرم رہا تا آنکہ سنہ ۸۰۰ھ مین امیر تیمور صاحبقران کا ورود ہوا سلطان محمود گجرات کو
سدھارا اور ہر ایک جسکے جہان سینگ سماے دبک بیٹھا جب صاحبقران لوٹا خضر خان جس سے بروقت آنے کے
سلطان صاحبقران نے ملاقات کی تھی ملتان اور دیبالپور مین مقرر کیا دو مہینے تک دہلی ویران رہی نصرت شاہ
جو دوانہ مین بھاگ گیا تھا دہلی مین حاکم ہوا اوسکے بعد اقبال خان کا اقبال چمکا نصرت شاہ میوات کو گیا بعد ازین
سلطان محمود گجرات سے آیا اقبال خان نے خدمتگذاری مین کوتاہی کی سلطان ایکرات کو تنہا سلطان ابراہیم شرقی

کے پاس گیا اوسسے بھی مددگاری کی توفیق نہوئی ناچار وہان سے بھی محروم چلا اقبال خان لڑنے کو اوٹھہ کھڑا ہوا مگر کچھہ نکرسکا خضر خان کی لڑائی مین گرفتار ہوگیا سزا کو پہوچا سلطان محمود نے دہلی فتح کی چند دنون تک دفع شورش مین مصروف رہا تا آنکہ حالت بیماری مین درگذرا خلجیون کی حکومت اسیکے ساتھہ نابود ہوئی چندروز تک عوام لوگ دولتخان کے گرد جمع رہے آخر خضر خان نے ملتان سے آکر دہلی فتح کی یہ خضر خان بیٹا ملک سلیمان کا ہی اور ملک سلیمان کو ملک مردان دولت نے جو سلطان فیروز کے امرا مین ہی متبنے کیا تھا اوسوقت سے عروج پاتے پاتے سلطنت کو پہوچا اس شخص نے اپنا نام رایات اعلے مقرر کیا تھا اور خطبہ صاحب قران کے نام پر جاری رکھا تھا بعدازان میرزا شاہرخ کے نام پڑھا جاتا اور آخر وقت مین اسکے نام پر دعا پڑھتے تھے اور بموجب وصیت کے اسکا لڑکا مبارک شاہ تخت آرا ہوا ـ جسوقت سلطان ابرہیم شرقی اور ہوشنگ کے باہم کرآویزش ہورہی تھی کالپی کی طرف عزیمت کی دہلی کے قریب چند فریبیون نے نیمہ راہ سے عقبے کی راہ دکھلائی محمد شاہ کو جسے بعضے ولد فرید بن خضر خان کہتے ہین یا کہ مبارک شاہ کے لڑکے کو سرداری نصیب ہوئی سلطان علاء الدین صاحب رشد تھا مگر ناشایستگی اختیار کی آخر سلطان بہلول لودی نے سر اوٹھایا سلطان شہ لودی کا برادرزادہ ہی شاہو خیل کے فرقہ مین اسکا باپ بہرام مع پانچ لڑکون کے سلطان محمود کے عہد مین بلوت سے ملتان آیا تھا اور سوداگری کرتا اوسمین سے سلطان شہ نے خضر خان کی نوکری اختیار کی اور اسلام خان کے نام سے ملقب ہوا سہرند اسکی تنخواہ مین مقرر ہوا بہلول اوسکے بھتیجے کا لڑکا سہرند مین آیا اوسکی فرزندی مین اعتبار پایا اسکا مولد ملتان ہی جس مہینے کہ وضع حمل کے دن نزدیک تھے چھت کی کڑی اسکی مان کے سر پر آن گری زندگی سے گذر گئی شکم چیر کے بچہ نکالا گیا قدرت خدا نے مرنے سے بچایا تھا جب جوان ہوا بزرگون کی جگہ پر مسند آرا ہوا مان اسقدر شایستگی کی کہ وہ غنیمت کی جان شماری ۸۰ اسّی برس کی عمر مین بیماری سے مرگیا کہتے ہین کہ ایک خدارسیدہ ولی اللہ کی نظر اسپر پڑی کہا کہ کوئی شخص اس کم قدر روپیہ سے سلطنت دہلی کی مول لیویگا ہمراہیون نے طنز وطعنہ کی راہ سے استہزا کیا اوراسنے بکشادہ پیشانی مبلغ موجودہ اوس درویش کے حوالہ کیے آخر کو کامیاب ہوا شرقیون کے ساتھہ چند مرتبہ لڑائیان ہوئین اکثر ماجرے گذرے چندان کہ جونپور بھی زیر حکومت ہوا اور شرقیون کی سلطنت آخر ہوئی اسنے اپنے لڑکے باربک کو جونپور مین مقرر کرکے دہلی کی راہ لی جسوقت کہ گوالیار کی لڑائی سے دہلی کو جاتا تھا قصبۂ سکیٹھ کے نزدیک بیماری مین مبتلا ہوکر گذر گیا اوسکے لڑکے نظام خان کے نام سکہ وخطبہ کا رواج ہوا سلطان سکندر لقب کیا شہر آگرہ دار الحکومت کو تجویز ہوا ۹۱۱ھ مین عجب طرح کا نمونۂ محشر آگرہ پر زلزلہ آیا بڑی بڑی عمارتین منہدم ہوگئین یہ شخص صورت وسیرت سے آراستہ تھا اودرویش مین مصروف رہتا جب آفتاب حیات متوجہ مغرب ہوا اوسکے بیٹے سلطان ابراہیم نے اورنگ آرائی کی جونپور تک اسکے تصرف مین آیا جلال خان دوسرے لڑکے کو جونپور کی خلافت ملی آخر کو برخلافی ہوئی لڑائی مین جلال خان آوارہ ہوا گوالیار کے قلعہ دار کی پناہ مین گیا وہان سے بسبب نااتفاقی کے مالوہ

ہوتے گونڈوانہ آیا ہوا خواہان درگاہ نے گرفتار کرکے سر دربار اوسکا کام تمام کیا اسکے زمانہ مین اکثر امرا منحرف ہوگئے جیساکہ حاکم بہار دریاخان نوحانی اور اوسکے لڑکے بہادرخان نے اپنا سکہ خطبہ جاری کیا دولت خان لودی کابل مین جاکر بابر بادشاہ کے پناہ مین گیا اور اوسے ہندوستان مین لاکر حسب دلخواہ مدعا حاصل کیا

صوبۂ لاہور

سوم اقلیم سے ہی دریاے ستلج سے سندہ تک ایکسواسی کوس لنبا اور بھتیر سے چوکھنڈی تک چوڑا ۸۶ کوس ہی پورب سہرند اور شمال کشمیر ہی جنوبی بیکانیر اجمیر باختر پچھم ملتان — چھہ دریا کوہ شمالی سے نکلتے ہین — ستلج کا سرچشمہ کوہ کملور ہی اور اسکے کنارے پر ماچھوارہ اور لودھیانہ اور اسی مقام پر شاہ راہ اور چند کوس اس سے پیشتر چلا گیا ہی اور بیاہ سے ملتا ہی بیشتر اسکا نام بیاسا ہی اوسکے سر آغاز کو بیاہ کنڈ کہتے ہین کوہ کلور کے پاس سلطانپور اسی دریا کے پاس ہی پھر اسکا نام راوی اور پھر ایراوتی ہوکر بھدرال سے جوش کھاتا ہی لاہور کا دارالملک اسیکے کنارے پر چناب نام ہی چندر بھاگا — کوہ کھٹوار کی بلندی سے دو چشمہ کوار ابلتے ہین ایک کو چندر دوسرے کو بھاگا کہتے ہین کھٹوار کے قریب ملکر چندر بھاگا نام ہوجاتا ہی — پھول پور اور سودہرہ اور ہزارہ سے گذرتی ہی بہٹ سے یہ حوض نکلا ہی پرگنہ سے اور کشمیر مین سری نگر دارالملک کے درمیان سے گذر کر ہندوستان مین آتی ہی بھیرہ اوسیکے ساحل پر ہی سندہ سے نکلا ہی اسکا منبع کاشغر اور کشمیر بتلاتے ہین کسیقدر اٹک بنارس اور چوپارہ اور بلوچستان کے اطراف سے گذرتا ہی ساگر اور ستلج اور بیاہ کے درمیان مین سدنیاے جسکا نام جالندہر ہی اور بیاہ اور راوی کے مابین کو باری اور راوی اور چناب کے واسطہ کو رچنا او چناب اور بھٹ کو راچھت اور بھٹ اور سندہ کے درمیان کو سندہ ساگر ستلج سے بیاہ تک پچاس اور بیاہ سے راوی تک سترہ اور راوی سے چناب تک تیس او چناب سے بھٹ تک بیس اور بھٹ سے سندہ تک اٹسٹھہ آباد ملک ہی ہوا سازگار کہتے ہین زمین لاجواب — اکثر جا ہی — موسم سرما مین سبز اگرچہ ایران اور توران کے برابر نہین لیکن ہندوستان کے دوسری جگہون کے بہ نسبت افزون — تورانی اور ایرانی اور ہندوستانی تحفجات فراہم خربزہ تمام سال ہوتا ہی اول ثور و جوزا ثانیاً سرطان مین خوش مزہ ہو جب بیان کم ہو کشمیر سے آتا ہی بعدہ کابل اور بدخشان اور توران زمین سے اور کوہ شمالی سے تمام سال برف لاتے ہین اور گھوڑا عراقی کی صورت کا پیدا ہوتا ہی الحال سکھون کے تسلط کی وجہ سے ایسے نفایس کمتر رہگئے ہین بعض جگہ ریگ شوئی کرنے سے سونا چاندی تانبا جست پتیل سیسہ نکلتا ہی ہر قسم کے ہنرمند رہتے ہین لاہور عمدہ شہر ہی راوی اور بیاہ کے دوآبہ مین معمور آدمیون کی کثرت نہایت گذشتہ وقت مین لہاور کہتے تھے طول مین ایکسو نو درجہ بائیس دقیقہ اور عرض مین ۳۱ درجہ پچاس دقیقہ سلاطین ماہیہ کے عہد مین وارک قلعہ خشت پختہ سے تعمیر کیا چونکہ چند روز دارالحکومت رہا عمدہ عمدہ باغ و عمارات سے پربہار ہی ہر قسم کے آدمی ہر شہر کے رہتے ہین پہاڑ پر ایک قلعہ کوٹ کانگڑہ نام ہی بلندی کوہ پر شہر کے نزدیک

ایک بھوانی کا مندر ہی دور دراز سے زیارت کو آتے ہین کہتے ہین کہ روائی کی آرزو مین اس جگہ زبان کاٹ کر چڑھاتے ہین
کسیکو تھوڑے وقت مین اور کسیکو ایک یا دو روز کے عرصہ مین زبان درست ہو جاتی ہی اگرچہ حکیم لوگ زبان کو پیوند
جانتے ہین لیکن یہ حکمت تعجب انگیز ہی اس بھوانی کو مہادیو جی کی جورو کہتے ہین اور فرقۂ ہنود حق تعالی کی قدرت کو
اسی نام سے نامزد کرتے ہین کہتے ہین کہ اس بھوانی نے نادیدنی کے دیکھنے سے اپنے تئین ہلاک کیا اوسکا پیکر چار جگہ
گرا سر اور بعض اعضا کشمیر کے شمالی پہاڑ مین کامراج کی طرف جسکا نام سارد ہا ہوا اور کسیقدر بیجاپور
دکھن مین اونکا نام ملنجا بھوانی ہوا اور جسقدر پورب کیطرف نزدیک کانورو کے گیا کامچھا نام پایا اور جسقدر
اپنی جگہ پر رہا اوسکا نام جالندھری ہوا اور وہ سرزمین اسی مقام کو سمجھتے ہین نزدیک چند جگہ سے مشعل کی
طرح پر شعلۂ نور نکلتے ہین بعض چراغ کیطرح جلتے ہین لوگ اوسکی زیارت کو جاتے ہین اور ہر قسم کی جنس اوس
شعلہ مین چھوڑتے ہین — اوسکی بلندی پر ایک بڑا اونچا گنبد بنایا ہی — شاید کہ گوگرد کی کان ہین جسے لوگ
کرامات خیال کرتے ہین شمس آباد کے نزدیک سندساگر کے درمیان مین بالمیک جوگی کا عبادتکدہ ہی جسے بالناتھ کہتے ہین ہندو تیسری
اس مقام کو متبرک جانتے ہین خاصکر جوگی نمک سنگ یہان ہوتا ہی بیس کوس لنبا ایک پہاڑ ہی جس سے نمک کا ٹکڑ نکالتے ہین جسقدر حاصل ہو اوسمین سے
تین حصہ نکلوانے والون کا ہوا اور ایک حصہ مزدورون کا — آدھے دام سے دو دام تک فی من خرید کرکے دور دراز روانہ کرتے ہین حق زمینداری فی مرد
دس دام لیتا ہی اور اور سوداگر لوگ سترہ من پر ایک روپیہ داخل کچہری کرتے ہین اکثر ہنرمند طبق اور سرپوش اور رکابی اور چراغ دان بناتے ہین
پانچ دوابہ اور دو سو چونتیس پرگنہ اس صوبہ مین ہین بنی ہوئی زمین ایک کرور اور اکسٹھ لاکھ اور پچپن ہزار تین سو تیتالیس بیگہ
اور تین بسوہ جمع پچپن کرور چورانوے لاکھ پچپن ہزار چار سو تین دام ہی جسمین سے اٹھانوے لاکھ پانچہزار پانسو چورانوے
دام سیورغال یومی چون ہزار چار سو اسی سوار اور چار لاکھ چھبیس ہزار چھ سو پیادہ ہین

صوبۂ ملتان

اول و دوم سوم اقلیم سے فراخ بلکہ زیادہ کیونکہ ٹھٹھہ اس صوبہ پر زیادہ ہوا ہی — فیروز پور سے سیوستان تک چار سو تین کوس لنبا
اور چتوڑ سے جیسلمیر تک ایکسو آٹھ کوس چوڑا ہی — دوسری طرف سے طول کیچ اور مکران تک چھ سو ساٹھ کوس ہی
اسکے خاور رویہ سرکار سرہند سے ملا ہوا اور شمالی دریاے شور مین اور جنوبی صوبۂ اجمیر مین اور باختر کیچ اور مکران ہی
لیکن آسانی کیواسطے دونو علیحدہ لکھتے ہین گزین دریا وہی چھ ہین دریاے بھٹ پرگنہ شور مین چناب سے ملتا ہی
دو سو سات کوس نکلکر ظفرپور کے قریب راوی مین تینون ایک ہو جاتے ہین اور ساٹھ کوس چلکر اوچ کے قریب دو جگہ پر
مین سندھ سے ملحق ہون اور بارہ کوس پر فیروزپور کے پاس بیاہ اور ستلج سے متفق ہون وہانسے یہ نام ہوتے ہین
ہرہاری اور ہند پوری دو نو ملتان کے پاس اون چار و سے ملجاتین ہین جو دریا سندھ مین گرے سندھ نام ہو جاتا ہی
اور ٹھٹھہ مین مہران کوہ شمالی آب و ہوا صوبۂ لاہور کے مانند مع دیگر اکثر چیزون کے متفق مگر ملتان مین بارش کم

ہوتی ہی اور گرمی بہت یہ ہندوستان کے پرانے شہرون مین ہی طول اسکا سوسات درجہ پانچ دقیقہ اور عرض اوسکا تیس درجہ
باون دقیقہ ہی خشتین قلعہ اور بلند منار نے حسن لطافت زیادہ کر دیا — شیخ بہار الدین زکریا وغیرہ اولیا یہان
مدفون ہین — بہکر عمدہ قلعہ ہی پرانی کتابون مین اسکا نام منصورہ لکھا ہی یہ سب چہہ دریا اسکے نیچے سے
پہلک ہوکر نکلتے ہین دو حصہ تو قلعہ کے دکھن طرف اور ایک حصہ ادھر برج سے نکلتا ہی میوے اچھے ہوتے
ہین سیوی اور بہکر کے درمیان مین بڑا جنگل ہی تین مہینے موسم گرما مین لوہ چلتی ہی دریاے سندہ چند سال
کے بعد دکھن سے اوتر کو بہنے لگتی ہی آبادی بھی اوسکی تعاقب کرتی ہی اسی سبب سے وہان پر مکان لکڑی
اور پھوس سے بناتے ہین — اس صوبہ مین تین سرکار اور اٹھاسی پرگنہ ہین زمین پیمودہ بتیس لاکھ تہتر ہزار
نوسو بتیس بیگہ ۴ بسوہ جمع پندرہ کرور چودہ لاکھ تین ہزار چھہ سو اونیس دام اوسمین سے ایک لاکھ اونسٹھہ ہزار
نوسو اڑتالیس دام سیورغال ہی اٹھارہ ہزار سات سو بچاسی سوار اور ایک لاکھ پینسٹھہ ہزار ساڑھے چھہ سو پیادہ

جدول

اسامی	سال	اسامی	سال
۱ شیخ یوسف	۲	۲ سلطان محمود	معہ
۳ سلطان قطب الدین پور سلطان محمود	عــ	۴ سلطان حسین ولد سلطان قطب الدین	ســ
۵ سلطان فیروز	ایک سال	۶ سلطان محمود ولد فیروز	موعلہ
۷ سلطان حسین ولد محمود	ایک سال	۸ شاہ حق	نا معلوم
۹ کامران مرزا	نا معلوم	۱۰ شیر شاہ	״
۱۱ سلیم شاہ	״	۱۲ سکندر	״

کسیقدر فرمانروایان دہلی کی زیر حکومت اور کسیقدر بزرگان سندہ کی زبردستی اور کچھہ غزنویون کے قبضے مین تھا
جسوقت سلطان معز الدین سام کے قبضے مین ہوا ہمیشہ دہلی کی خراج گزاری مین رہا ۸۴۷ھ ہجری مین جبکہ
سلطان علاء الدین کی نوبت ہوئی بادشاہی کی شان وشوکت گھٹ گئی ہر طرف لوگ اپنی اپنی آرزو کے
حصول مین ساعی ہوئے چند مفسدون نے شیخ یوسف قریشی کو جو شیخ بہاء الدین زکریا کا مجاور تھا سردار
بنایا کہ بعد ازان اوسکا عزل ہوا اوسنے سخت دوڑ دھوپ کرکے حضور سلطان بہلول مین راہ پائی بہائی مرزبانی
قوم لنگاہان مین قاسم ہوئی اوسنے اپنا لقب سلطان محمود شاہ رکھا کہتے ہین کہ اس بوجی نے اول اپنی لڑکی اوسکو
عطا کی اور کبھی کبھی تنہا دیکھنے کو جایا کرتا تا آنکہ قابو پاکر کام تمام کیا سلطان قطب الدین کے عہد مین سلطان محمود
خلیجی مالوہ سے ملتان فتح کرنے آیا اور نے حصول مراد واپس گیا بعض کہتے ہین کہ قطب الدین نے اول اول قوم لنگاہان

سے تخت وتاج حاصل کیا۔ سلطان حسین کے عہد مین سلطان بہلول نے باربک شاہ کو شیخ یوسف کی مدد مین بھیجا
مگر نامراد واپس ہوا جب ضعیفی نے زور دکھلایا بڑے لڑکے فیروز خان کو سلطان فیروز کے لقب سے جانشین فرمایا
اعتماد الملک وزیر نے اپنے لخت جگر کی عداوت سے بوسیلہ زہر اوسکا کلیجہ پھاڑا سلطان حسین نے دوبارہ حکومت
چمکائی اور محمود خان بن سلطان فیروز کو ولیعہد کیا جب سلطان حسین جو تیتیس برس کے بعد تختہ گور کا محتاج ہوا
سلطان نے کلانی پائی اسکے عہد مین چند مرتبہ مغلون نے سر اوٹھایا اور جیسے کے تیسے واپس ہوئے دراندازوں
نے بادشاہ اور جام بایزید وزیر کے درمیان مین غبار اوٹھایا اور ایسی خاک اوڑائی کہ گرز وشمشیر کی نوبت آئی۔
وزیر نے ملتان سے نکل کر دریاے شور کا راستہ پکڑا اور سلطان سکندر لودی کا خطبہ پڑھا جب وہ مرا اوسکے
چھوٹے بیٹے کو سلطان حسین کے لقب سے تخت نشین کیا اور مرزا شاہ حسین نے ٹھٹھہ سے نکل کر ملتان
لے لیا اور لشکر خان کو دیا مرزا کامران نے اس سے چھین کر تصرف کیا بعدہ شیر خان اور سلیم خان اور سکندر نے
باری باری چیرہ دستی کی آخر نور عدالت ہمایون شاہ سے ہندوستان کی تاریکی دور ہوئی اوسوقت سے خراج گذاری
کرنے لگے تاآنکہ نادر شاہ نے ہندوستان سے نکال کر ایران مین شامل کیا بعد ازان ابدالی نے لوٹ مار مچائی آج کل
کبھی سکھون کے ہاتھ مین اور کبھی احمد شاہ ابدالی کے بیٹے تیمور شاہ کے قبضے مین آتا ہی اسکا دار الملک کابل ہی

سرکار ٹھٹھہ

بہت دنون سے علیحدہ صوبہ ہوگیا ہی بھکر سے کیچ اور مکران تک دو سو ستاون کوس لنبا اور بدین سے لاہری بندرگاہ تک ایکسو کوس چوڑا اور دیگر
قصبہ چاندو توابع بھکر سے بیکانیر تک ساٹھہ کوس ہی اسکے پورب رخ گجرات اوتر بھکر دکھن دریاے شور پچھم مکران اقلیم دوم سے ہی طول مین ایکسو
دو درجہ اور تیس دقیقہ اور عرض چوبیس درجہ دس دقیقہ ہی اول برہمن آباد شہر پایہ تخت تھا جسکے قلعہ مین ایکہزار چار سو برج ہین جنکا دور
ایک ایک جریب ہنوز اوسکے برج وبارہ کے اکثر نشانات پدیدار ہین آج کل اوسکو ٹھٹھہ اور دیبل کہتے ہین۔
شمالی پہاڑ چند شاخ ہوکر ایک قندھار تک چلے گئے اور دوسرے دریاے شور سے قصبہ کوہبار تک اور اسے
رام گڈہ کہتے ہین آخر کو سیوستان مین ملحق ہوتا ہی اوسے لکھی کہتے ہین اوسکا بڑا الوس بلوچ ہی انکا نام کلمانی
ہی کوئی بیس ہزار گھر ہون او نمین ہزار سوار جرار ہین اونٹ وہان پیدا ہوتا ہی دوسرا سہسوان ہی سنو ی گڑہ
تک نوے کوس نو شخص کے مسکن تین سو سوار اور سات ہزار پیادہ اور اُسی پہاڑ کے نیچے ایک گروہ بلوچون کا ہی
طہری کے نام سے مشہور ہین ہزار مرد سواری مین فردیان مل سکتا ہی اور ایک پہاڑ ہی جسکا ایک سرا کیچ اور مکران
سے ملا ہی کلمانی لوگ اوسکو گارہ کہتے ہین چار ہزار بلوچ کا سکونت گاہ ہی جاڑے کی پوشاک پوستین ہی
اور گرمی سیستان کے رنگ پر معتدل میوہ ہر قسم کا عمدہ خصوص آنب اور جنگلی خربزہ خود رو ہوتا ہی پھول بکثرت
اونٹ عمدہ کشتی سرکار وبار کا مدار ہی چھوٹے بڑے چالیس ہزار ہون گے شکاری جانور ونمین گورخر ۔ خرگوش

کوتھہ یا چہ - خوک - ماہی وغیرہ بکثرت یہ ولایت غلہ ہی کسان سے سوم حصہ محصول کا لیتے ہین نمک اور لوہے کی کھان ہی - شالی عمدہ اور بہت ہی ٹھٹھہ سے چھہ کوس پر سنگ زرد کی کھان ہی بس دراز اور کوتاہ اور مدور عمارتین بناتے ہین - خورش کا مدار چاول مچھلی پر ہی کشتیان لیکر دوسرے شہرون مین جاکر فایدہ اوٹھاتے ہین اور اوس سے روغن نکالتے ہین وہ کشتی کے کام مین آتا ہی بلوہ مچھلی خوش گواری مین لاجواب دریاے شور سے سندہ مین آتی ہی دہی بہت عمدہ ہوتا ہی چار مہینے تک بدمزہ نہین ہوتا - اوس شہر کے نزدیک بزرگ تالاب ہی بارہ راہین ہین اوسے منجور کہتے ہین اور پانی پر مکان بناکر اکثر ماہی گر رہتے ہین نادر واقعات سے جگرخوار کا احوال ہی اور یہ آدمی زاد ہوتے ہین کہ جادو اور نظر سے جگر نکال لیتے ہین بعضے کہتے ہین کہ کبھی ایسی حالت ہوتی ہی کہ جسپر نظر ڈالے طرفۃ العین مین اوسے چشم زخم پہونچاۓ اوسوقت انار دانہ کی طور پر آدمی زاد سے نکالتا ہی کسیقدر پر کی پنڈلیون مین چھپا رکھتا ہی اسوقت مین جگر ربودہ بیہوش رہتا ہی جب چارۂ کار سے ناامید ہون آگ پر چھوڑتا ہی مانند طبق کے چوڑا ہوتا ہی اسوقت باہم ہم جنسون مین تقسیم کرکے کھاتے ہین اور اوس بیخود کی زندگانی کا پیالہ لبریز ہو جب جانین کہ دوسرے کو یہ سحر بتلادین اوسی گوشت کا ٹکڑا کھلادین پس جادو سکھلادین اگر کہین یہ شخص گرفتار ہو اسکی پنڈلیان چیر کر وہ انار دانہ نکالکر بیمار کو کھلاوین فوراً شفا پاوے اکثر عورتین ہوتی ہین ذریسی دیر مین دور دراز کی خبر لادین پتھر دریا مین تیراتی ہین جو شخص یہ چاہے کہ اس فرقہ کو ایسی روش سے محروم کرے اوسکی دونون کنپٹی اور بندون پر داغ دیتے ہین اور آنکھون مین نمک چھڑک کر تہ خانہ مین چالیس روز تک لٹکا رکھتے اور نمک کا کھانا دیتے اور کچھہ افسون پڑہتے ہین اس زمانہ مین اوسکا نام ڈھیچرہ ہوتا ہی اگرچہ اگلی قوت نہین رہتی لیکن جگرخوار کی پہچان رہجاتی ہی اوسکی دیدہ وری سے وہ بدنظر نگاہ پڑتی اور گرفتار ہوتی ہی اور جھاڑ پھونک یا کسی دوا کے استعمال سے صحت کرتی ہی - بیشتر یہ ملک سرکار صوبہ ملتان کا چارم حصہ تھا حدود ملتان اور اوچ سے ٹھٹھہ تک شمال رویہ بڑے بڑے خارا کے پہاڑ اور اوسکے اندر بلوچ کے گروہ رہتے ہین اور جنوب کی جانب اوچ سے گجرات تک بالودن کے پہاڑ بہتی کے مسکن ہین بھکر سے نصیرپور اور امرت کوٹ تک فرقہ سودہ اور جارنجہ وغیرہ کی بود و باش ہی اس صوبہ مین پانچ سرکار تین پرگنہ ہین جمع چھہ کرور اکسٹھہ لاکھہ باون ہزار تین سو نوے دام

جدول فرمانروایان

اسامی	سال وماه	اسامی	سال وماه	اسامی	سال وماه
۱- ۶۰۳ نفر سومکان یعنی اولس سومرہ	پانسو برس	۲- جام انار	۳-۶	۳- جام خرما	۱۴
۴- جام ماہنہ	۵ع	۵- جام سماجی	۱۱ع چند ماه	۶ جام صلاح الدین	۷ع چند ماه
۷- جام نظام الدین ولد صلاح الدین	دو سال سے کسیقدر زیادہ	۸- جام علی شیر سماجی	۶- چند ماه	۹- جام کران بن کاجی	۱۰ دن

اسامی	سال وماه	اسامی	سال وماه
۱۰۔ فتح خان اسکندر	۶ع چند ماه	۱۱۔ تغلق برادر فتح خان	مدت
۱۲۔ مبارک پردہ دار	۳ یوم		

اگلے زمانہ مین سہیرس نام راجہ تھا دار الخلافہ مقام اوپور۔ پورب رخ کشمیر تک رکھتا تھا اور پچھم مکران [illegible]
اور جنوب دریای شور اور شمال پہاڑ تک۔ فارس سے نیمروز ولی مین جب لشکر آیا اوسی جھگڑے مین اس [illegible]
دغا کی جھگڑے سے خلاصی ہوئی کسیقدر عرصہ تک فارسیون نے لوٹ کرکے واپس اپنی راہ لی راجہ کا کنور [illegible]
بیٹھا اور دل رام نام وزیر کی روشنی عقل سے شبستان جہانداری کا اندھیارا دور ہوا ایک برہمن چچ [illegible]
جمرستان کا رہنے والا اس وزیر سے متفق ہوا اور اپنی چرب زبانی اور حرف سرائی سے قلیل عرصے مین [illegible]
پائی جب وزیر نے ملک بقا کی راہ لی چچ نے اسکی جگہ پر قیام کیا اس رہزن عقل نے راجہ کی بی بی سے طریقہ
موافقت پیدا کیا شبستان عفت کی رہزنی کی ہرچند اولیاے دولت نے حقیقت حال عرض کیا مگر [illegible]
کچھ بھی منظور نہوا آخر کار جب راجہ بیمار ہوا اس تبہ کار عفت شکن نے رانی سے متفق ہوکر [illegible]
کو واسطے صلاح و مشورت کے ایک ایک کر بلایا اور ہر ایک کے دشمنون کو وعدہ انعام سے رضامند فرماکر [illegible]
جب سارے سردار سرائے فنا سے سرابستان بقا کو سدھارے اور راجہ نے بھی اپنے ہمگنوازان قدیم کی رفاقت [illegible]
تخت حکومت پر قدم رکھا اور رانی کے ساتھ کامرانی کرنے لگا آبادی ملک اور انتظام لشکر وغیرہ مین کوشش [illegible]
کیچ اور مکران پر چیرہ دستی کی عمر کے زمانے مین مغیرہ و ابوالعاص نے بحرین کی راہ سے ہندوستان پر [illegible]
لڑائی ہوئی آخر کو مغیرہ مارا گیا۔ عثمان رض کے عہد خلافت مین کسی عقلمند کو ہند کے دریافت حقیقت کے [illegible]
اور لشکر کا جماو ہوا فرستادہ نے اسطرح آگہی دی اگر لشکر گران روان ہو قوت کے کم ہونے سے [illegible]
نہوگا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے لشکر روانہ فرمایا کسیقدر [illegible]
حضرت کی شہادت کی خبر سنکر لشکر یاران کو چلا گیا معاویہ نے دو مرتبہ سندہ تک چڑھائی کی اور ہر مرتبہ [illegible]
آب شمشیر پیکر ٹھنڈھے ٹھنڈھے مرکز اصلی کی راہ پکڑی چچ نے چالیس برس حکمرانی کرکے عدم کی راہ لی [illegible]
چھوٹا لڑکا سپس داہر وارث ہوا۔ ولید بن عبد الملک کے عہد مین حجاج امارت عراق کا حاکم تھا اسنے محمد [illegible]
جو چچازاد بھائی اور نیز داماد تھا سندہ کو بھیجا چند مرتبہ داہر سے آویزشین ہوئین آخر کو سنہ ۹۹ ہجری ماہ رمضان
روز پنجشنبہ کو عین لڑائی مین دنیا کے چشم زخم سے آنکھ بند کر لی اور ٹھٹھہ طرفشانی کے قبضہ مین گیا اور راجہ کی
لڑکی کو جو قید مین تھی مع دیگر تحفجات کے خلیفہ کے پاس روانہ کیا۔ انھون نے حیلہ اندوزی سے [illegible]
کہ محمد قاسم نے اول غنچہ عفت کی بو لے لی ہے خلیفہ نے اس بے ادبی سے غصہ ہوکر حکم فرمایا کہ چمڑے مین [illegible]

بارگاہ مین روانہ کرین — جسوقت قاسم نے چاہا تھا کہ راے ہرچند والی قنوج پر چڑھائی کرے یہ فرمان قضا عنوان پہونچا اور اوسی ہیئت سے حضوری خلیفہ مین آیا خلیفہ نے اوسی حالت مین اون لڑکیون کو دکھلایا انھون نے کہا شکر ہی اپنے باپ کے قاتل کو اس حال مین دیکھا خلیفہ کی راے پر تعجب آتا ہی کہ خفیف سی بات مین بمجرد گوش زد ہونے کے ایسے معزز کی قدر و منزلت خاک مین ملائی — بادشاہ عادل کی یہ صفت نہین کہ دوربینی نکرین اور دشمنون کے اغوا سے دوستون کی جان و مال کی نقصانی کرین القصہ محمد قاسم کے بعد چندونون بنی تمیم انصاری کی اولاد اور بعد ازان اوس سومرہ کی فرمان روائی رہی بعدہ قوم سیمہ کی حکومت ہوئی جو اپنے تئین نسل جمشید سے جانتے اور اپنے نام پر جام کا اضافہ کرتے ہین — جام بانیتہ کے عہد مین سلطان فیروز شاہ نے تین مرتبہ دہلی سے چڑھائی کی تیسری مرتبہ اوسے گرفتار کر پایا دہلی مین لاکر ملازمون کے تفویض کیا چونکہ اوسکی پیشانی سے خطوط کاردانی پڑھے اوس دیار کی ایالت پر از سر نو نامزد کیا گیا جب جام تغلق نے اس دہر فنا سے کوچ کیا مبارک نام پردہ دار نے شور اوٹھا کر تخت آرائی کی اوسکے بعد سکندر ولد فتح خان مسند آرا ہوا اور رند اشاہ کے وقت مین شاہ بیک ارغون نے قندھار سے اگرمیولی فتح کی اور سلطان محمد اپنے بھائی کو وہان پر چھوڑ کر قندھار کو مراجعت کی جام مذکور نے اسکے سر پر لشکر کشی کی وہ اس لڑائی مین مارا گیا شاہ بیگ دوسری مرتبہ اس ولایت مین آیا سہسوان مع سندکے فتح کرکے اپنے آدمیون کو سپرد کیا جام فیروز کے عہد مین صلاح الدین نام آویزش مین اوٹھہ کھڑا ہوا جب کچھہ نہ بن سکا سلطان محمود گجراتی کی پناہ لی سلطان معصوف نے مہربانی کرکے کمک ساتھہ کردی ادھر دریا خان جو جام فیروز کا وزیر تھا اوس سے ملکیا پس ملک سندہ بے جھگڑے جام صلاح الدین کے ہاتھہ آیا تھوڑے عرصے کے بعد دریا خان مذکور نے جام فیروز کی مدد سے ہمت مضبوط کی اور پھر حکومت اوسکی حاصل کی صلاح الدین نے دوبارہ گجرات پہونچ کر بادشاہ سے مدد حاصل کی اور ملک کا استرداد کیا فیروز قندھار کیطرف لتبا ہوا شاہ بیگ کے ہمراہ کمک دی سہسوان مین جنگ درپیش ہوئی صلاح الدین مع فرزند کے فداے موت ہوا ریاست جام فیروز کو ملی ۹۲۶ سنہ ہجری مین شاہ بیگ نے تمام سندہ پر قبضہ کر لیا جام فیروز نے گجرات پہونچکر اپنے لڑکے سلطان بہادر کو دی اور اوسکے امرا مین داخل ہوا شاہ بیگ کو سندہ کی سند ملی یہ شخص امیر ذوالنون بیگ سلطان حسین کے سپہ سالار کا بیٹا ہی قندھار اوسکی ماتحتی مین تھا جب شیبک خان اوزبک نے سلطان حسین مرزا کے لڑکون سے لڑائی کی یہ شخص عین معرکہ مین مردانہ جان فشان ہوا قندھار کی حکومت اسکے فرزند رشید کو ملی اسکے بعد سلطان شاہ حسن باپ کی جگہ قائم مقام ہوا اور سلطان محمد سے ملتان کو چھین لیا اسکے بعد عبد العلی ترخان کا بیٹا میرزا عیسی لیکن چونکہ اسکے مزاج مین ربودگی تھی امور ملکی مین نہ خیال کرتا مرزا جانی بیگ اسکا بیٹا منتظم تھا تا آنکہ تیغ اکبری نے وہان پر جلوہ دکھلایا اور مرزا جانی زمرۂ ملازمان دربار مین در آیا

صوبۂ کابل

سوم اور چہارم اقلیم سے ہی نکلی بنیر سواد بجنور قندھار زابلستان وغیرہ سے ملکہی پیشتر زابلستان غزنویان کا پایہ تخت
تھا بالفعل کابل ہی اس صوبہ سے کشمیر سوم وچہارم اقلیم سے ہی درازی اسکی فرویر سے دریاے کشن گنگ تک ایکسو چالیس
کوس اور چوڑائی دس کوس سے پچیس کوس تک ہی پورب رویہ پرستان اہر دریاے چناب شرقی اور جنوبی بالہال اور
کوہ جمو شرقی شمالی تبت کلان مغربی پکلی اور دریاے کشن گنگ مغربی اور جنوبی ولایت گکھر مغربی شمالی تبت خرد
چارو طرف سے شمالی پہاڑ ہندوستان سے ۲۶ راستہ ہوکر گذر ہوتا ہی لیکن پکلی اور بنیر کی عمدہ راہ ہی بنیر کی راہ
نزدیک تر اور چند شاخین رکھتی ہی تین عمدہ اکثر لشکر کی آمد و رفت مین پیستی اور بنیر — اکبر بادشاہ کشمیر کی سیر کو اسی
راہ بنیر پنچال سے آیا اگر اس پہاڑ پر گھوڑا یا بیل ذبح کرین فوراً پانی اور بادل امڈ آئے اور برف باران ہو ایسا دلکشا ملک ہی
کہ اگر ایک باغ دلکشا یا کہ ایک قلعہ گردون ساکہین سزاوار ہی سبکروحون کی عشرت گاہ ہی اور گوشہ گزینون کی آرامگاہ
پانی خوشگوار ہوا سازگار آبشارون کی لطافت برف و باران کی کثرت دیکھنے کے قابل ہی زمین آبی اور للمی صحرا بیابان وخ اقرا
بنفشہ گلاب نرگس خود رو سے تختہ سا خزان مین بہار آشکار کثرت مین وحدت کا گرم بازار مکانات چوبی کی تعمیر چار چار
منزل سے زیادہ حیرت کے محل دیوار کی جگہ پر چھتو سنین لالہ بوتے ہین نظار گیون کے ہوش کھوتے ہین زلزلے کی وہ
کثرت کہ کاخ عنصری مین سہ منزلہ دماغ ہل اوٹھے اسی لغزش سے مکانات چوبی بناتے ہین خشت وسنگ پر خاک ڈالتے ہین
البتہ پرانے وقتون کے مکانات سنگین خراب پڑے ہین ہر قسم کے پشمینے بنتے ہین خاصکر شال کہ ہفت اقلیم مین تحفہ
جاتی ہی اس مرز بوم مین شومی کے آثار یہان کے باشندے تبہ کار ہین تعجب یہ کہ باوجود انبوہ مردم اور قلت سرمایہ کے
چوری اور گداگری کم ہی شاہ آلو اور شاہتوت کثرت سے ہوتا ہی خربزہ — سیب شفتالو زرد آلو بہت عمدہ انگور اگرچہ بکثرت
مگر بمزہ درختان توت پر پھیلتے ہین توت کا خرچ خورش کم کرم پیلہ کے واسطے رکھتے ہین اور تخم کا لکٹ اور چھوٹی تبت
سے لاتے ہین — اکثر برنج اور شراب اور مچھلی کی خورش ہی ترکاریان خشک کرکے رکھ چھوڑتے رات کے پکائے چاول
صبح کو تناول کرتے ہین — باوجود کثرت کے عمدہ شالی نہین میسر آتا گندم سیاہ رنگ اور چھوٹا کم ہوتا ہی مونگ
نہین کھاتے چنا اور جو بالکل ناپدید پہاڑی بکری گوسفند کے مانند نہایت خوش مزہ اور ملائم ہوتی ہین اوسکا نام
ہندو ہی پشمینہ پوشش ایک سال کے بنی ہوئی چند برس تک استعمال رکھتے ہین ٹانگن زور اور پہاڑ کے چلنے والے
کثرت سے ہین ہاتھی اور اونٹ کا نشان نہین — گاو سیاہ رنگ بدشکل کا شیر و روغن عمدہ ہوتا ہی ہر قسم کے
پیشہ ور موجود بازار نشینی کی رسم نہین اکثر مکانون مین خرید و فروخت رہتا ہی سانپ بچھو وغیرہ پہاڑ کے سوا بستی
مین نہین ایک پہاڑ مہادیو نام ہی جہانتک اوسکی نظر آئے سانپ ظاہر نہین ہوتا — کھٹمل مچھر مکھی پسو کے
جھنڈ کے جھنڈ نمودار ہین غلیل کی کثرت سے گنجشک معدوم ہی اکثر کمان کو ایکزہ بناتے ہین اور پنسوئی مین سوار
ہوکر تالابون مین شکاری جانورون کو مانند مرغابی وغیرہ کے ہوا سے کشتی مین لاتے ہین اور کبھی اپنے سرون کے

نیچے رکھ لیتے ہین کبک و توزن کا بھی شکار ہوتا ہی اور چیتے کو بھی صید کرتے ہین باربرداری کشتی یا آدمیون کے
پیٹھ پر ہوتی ہی ملاح بڑھی نہایت گرم مزاج ہین برہمنون کی کثرت اگرچہ خاص زبان اس ملک کی دوسری طرز پر ہی
لیکن علم و عقل کی کتابین سنسکرت زبان مین دوسرے خط سے لکھی اور پڑھی جاتی ہین اکثر توز پر جو کسی
درخت کا پوست ہی لکھتے ہین اور نہایت پایدار ہوتا ہی سیاہی ایسی بناتے ہین کہ دھونے سے بھی نہ مٹے اگرچہ اگلے
زمانہ مین ہندی دانشمندی کا رواج تھا لیکن آج کل تمام زمانہ کی عقلین وہان پر مجموع ہین مانند حکمت اور نجوم وغیرہ
کے ہندیون کے مانند تقلید کرتے ہین اکثر سنی اور کسیقدر امامی اور نوربخشی — ایمان کے جھگڑے اکثر ہوتے ہین
تورانی اور ایرانی گانے والیان بکثرت لیکن ایک ہی آہنگ سے گاتے ہین ہر ایک کا ایسا نالہ ہی کہ جگر مین نشتر مارتا ہی
شایستہ کار اس سرزمین کا ایزدی نیایش ہی اور مخالف مذہب پر طعنہ نہین کرتے میوہ دار درخت لگاتے ہین
جس سے سرمایہ حاصل ہو گوشت نہین کھاتے نکاح نہین کرتے اسطرح کے لوگ قریب دو ہزار کے ہونگے —
اس ملک مین تولہ کے سولہ ماشہ اور ہر ماشہ کے چھ سرخ جانتے سونے کی مہر سولہ دانق کی اور ہر دانق چھ سرخ کا ہوتا ہی
دہلی کی مروج مہر سے چار سرخ زیادہ وزن مین ہی سا سنو چاندی کی قسم ہی نو ماشہ اور پنجہزار تابنہ چار حصہ دام
اوسکو کسیرہ کہتے ہین تابنہ کا اس سکہ کا آدھا چار حصہ اوسکے چار کسیرہ کو سا سنو اور ڈیڑھ ساسنو کو تنکہ
اور سو ساسنو کو ایک لاکھ فرض کرتے ہین اور اکبری حساب سے ہزار دام ہوتے ہین — کل اس ولایت کو ہندی
حکیم معہ نواحی کے چھیالیس مقام کو مہادیو سے اور چونسٹھہ کو بشن سے اور انتیس ۲۹ کو برہما سے اور ۲۲ کو
درگا سے اور سات سو کو دیگر معبدون سے منسوب کرتے ہین

سری نگر

دار الملک ہی چار کوس لمبا دریاے بھٹ اور مار اور لچمہ کل اسکے درمیان سے روان ہی آخر کی ندی خشک
ہو جاتی ہی اور دوسری کسیقدر کم کہ ناو نہین چل سکتی مدت سے یہ شہر آباد اور ہزارون قسم کے صناعون کا
جاے قیام عمدہ شال بنی جاتی اور سقلابی پشم سے بناتے ہین نہایت ملایم پٹو وغیرہ طیار ہوتا ہی عمدہ تبت سے
اون آتی ہی میر سید علی ہمدانی چند روز اس شہر مین رہا ہی انکی خانقاہ یادگار ہی پورب رویہ ایک اونچا پہاڑ
کوہ سلیمان کے نام سے مشہور اور شہر سے ہوے دو بڑے ڈبرے تمام سال پانی سے لبریز ہین تعجب یہ ہی کہ اوسکا
پانی مدتون تک گندہ نہو — قصبہ برنگ کے پاس ایک لمبا درہ ہی اور اسمین حوض جسکا عرض اور طول سات گز کا
ہوگا قد آدم کے برابر گہرا اسے پرستشگاہ جانتے ہین — تماشا یہ کہ گیارہ مہینے نیلے حیاؤن کے چشم کیطرح پانی ڈھلا
رہتا ہی اردی بہشت ماہ الہی مین دو جگہ سے جوشش کرتا ہی اول اوسکے ایک گوشہ مین ماؤن کی صورت پر
پہاڑ سندباری نام ہی جب یہ لبریز ہو دوسرے گوشہ سے ریزش ہو اوسکا نام سنمہر بستی ہی — کہتے ہین کہ وہ

حوض انہین دونون دو چشمون سے لبریز ہو کبھی ایک پہر کبھی لحظہ بھر جوش رہتا ہی پس کی شروع ہوتی ہی جیسے کہ ایک قطرہ
تک نرہے دن بہن تین مرتبہ یہ آبزنگی دکھلاتا ہی صبح دوپہر شام کو لہراتا ہی لوگ دونو چشمون کے نام پر طرح طرح کے
پھول چھوڑتے ہین جب پانی فرو ہو پھول ہر ایک کے وہین قایم ہوا وسکے قریب ایک دوسرا چشمہ ہی چھہ مہینے بند رہے
روز مقررہ کاشتکار لوگ وہان ہو جکر پرستش کرتے اور گوسفند کو ذبح کرتے ہین تب پانی کا جوش ہوا ور کھیتیان سیراب
وہین پر چشمہ گوگرناگ ہی جسکا پانی نہایت سرد اور سبک اور ہاضم اگر گرسنہ استعمال کرے فوراً سیر ہوا ور سیری مین
اشتہا ہوا اور کچھ دور پر سات چشمہ راحت افزا ہین درمیان مین ایک بتخانہ سنگین وہان پر شہری لوگ گرمی کے موسم
مین اپنے چارو طرف آگ جلا کر بیٹھتے ہین اور اوسمین جل جانا دنیا و عقبی کی آبرو جانتے ہین اور ایک چشمہ سے پتھر
نکلتے ہین اسکے اوتر طرف ایک پہاڑ مین لوہے کی کہان ہی اوسمین پانچ موضع برارہ اسکے مضافات مین ہین اگلے
زمانہ مین یہ بڑا شہر تھا اور بہت سے مندر معمور تھے زمین نہایت ہموار سبزہ دریا مین سے دونی بہار آب وہوا کی جانفزائی
فصل بہاری کی لخلخہ سائی کیا کیا لکھے موضع بن پور دہی کے مضافات مین دس بارہ بیگہ زمین زعفران زار ہی اخیر ماہ فروردی
اور کل اردی بہشت مین کاشتکار لوگ بذریعہ ہل کے زمین نرم کرتے اور بذریعہ پھاوڑہ کے علیحدہ علیحدہ چمن بناکر
تخم زعفران چھڑکاتے ہین ایک مہینے مین نشو ہوتا ہی آخر ماہ الٰہی مین کامل ہوا ایک بالشت سے زیادہ دراز نہین ہوتا
جڑ سفید رنگ ایک انگل کی ہوتی ہی پھول ظاہر ہو آٹھہ پھول تک ہوتے ہین اور ہر ایک پھول مین چھہ پتیان
بسوسنی ہوتی ہین اور اکثرون کے درمیان مین چھہ بار تین زرد و تین سرخ نکلتے ہین زعفران اسی سرخ بار سے مراد ہی
جب تک آخر ہون جڑ پسیدھی آتی ہی اور ایک مرتبہ بونے سے چھہ سال تک تخم ریزی کی حاجت نہین ہوتی پھول
کھلا کرتے ہین اول سال مین کم دوم مین دہ سے اور سوم مین کامل ہوتا ہی اور درخت بوڑھے ہوتے ہین بیرہ ٹکڑے
طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ اوکھیڑ اوکھیڑ کر لگایا کرتے ہین تاکہ کمی نہو اور موضع ربون مین ایک چشمہ اور حوض ہی
اوسے معبد خیال کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ تخم زعفران اسی چشمہ سے نکلتا ہی تخم ریزی کے شروع مین اوس چشمہ کی
پرستش کرتے ہین مادہ گاو کا دودہ اوسمین چھوڑتے ہین اگر یہ اوس حوض مین تہ نشین ہوا اچھا شگون سمجھتے ہین
ورنہ بالعکس موضع کھیر پور مین تین سو ساٹھہ چشمہ راحت افزا ہین جنھین پرستش گاہ جانتے ہین اور اوسکے قرب مین لونکی کہان ہی

مرداوون

تبت کلان سے ملحق اس جگہ پر سندو عمدہ بارکش ہوتا ہی اسکی قریب جسر کوٹ نامے پہاڑ ہی وہان سانپ کی کثرت ہی اوسکی بلندی پر کوئی نہین پہونچتا
ایک دوسرا پہاڑ ایسا بلند اور دشوار گذار ہی کہ کوئی اوسکی راہ نہین پاتا بلکہ بعض اوقات نظر نہین آتا اور کبھی کبھی اوسکے رستے اور سبزہ زاری ظاہر ہوتے ہین
مین باور کی طرح مہادیو بیلتے ہین اور کٹار کی مضافات اچھدل کے قریب ایک چشمہ ایک ہاتھ اونچا جوش مارتا اوسکے گرد پتھر کے مندر ہین
جب پانی کم ہو مہادیو کی صورت پیدا ہوتی ہی اور اسکے پاس ایک بڑا پہاڑ ہی اکثر بار اسنگھار رہتے ہین اور ایک چشمہ کھاری پانی کا ہی

متین

پہلی باباوایک اشنخانہ تھا اوسپر ایک چھوٹا حوض جسکو اکثر لوگ چاہ بابل خیال کرتے ہین آج کل بجز پہاڑ کے کوئی علامت نہین اوسکے آگے ایک چشمہ اور اوسپر حوض ہی مچھلیان بہت کوئی شخص بزرگ سمجھکر تکلیف نہین دیتا اسکے پہلو مین ایک غار ہی جسکا عمق نا معلوم

کھاور مارہ

اس جگہ ایک چشمہ ہی حیرت افزا اسکے کسی موضع مین واقع کمر کوہ بابا زین العابدین ریشی کا خوابگاہ ہی کہتے ہین کہ اگلے زمانے مین اس پہاڑ پر پانی تھا جب بابا کا مقام ہوا پانی کی تراوش ہوئی بارہ برس اس خلوتکدہ مین رہے آخر کو پتھر سے دہانہ غار کا بند کرلیا پھر کسیکو خبر نہی

قصبۂ دچھن مارہ

دامن کوہ مین تبت کلان سے ملا ہوا ہی وہی اگلا چشمہ متر شح ہی تبت کلان اور پرگنہ مذکور کے درمیان ایک غار ہی اسمین برف کی مورت امرناتھہ جی کی ہی جسکو بزرگ معبد جانتے ہین — جب چاند تحت الشعاع سے طلوع ہوا اوس غار مین حباب کے مانند بلبلا اوٹھتا ہی اور تاریخوار پندرہ روز تک چاند کیصورت پر ٹھہرتا ہی بڑھتا دس گز تک اوچھلتا ہی بعدہ کاہش ہوتی ہی جب چاند کی بالکل صورت ناپدید ہوا اسکا بھی اثر نہین رہتا اسی غار کے نزدیک امراوتی نام ندی ہی جسکی مٹی نہایت سفید بدن مین لگاتے ہین اس کوہستان کی برف کبھی کم نہین ہوتی اس سبب سے جاڑے کی کثرت اور راہ روی کی دقت ہوتی ہی

واکھساموں کے دیہات مین ایک چشمہ ہی جوش کھاتے تیرہ ہو جاتا اور خس و خاشاک نکالتا ہی اوسوقت اوس ملک مین برخلافی ہو — سنگ سلیمانی کے دو کھان ہین جسکے برتن بناتے ہین

پرگنہ بھاگ مین قسم قسم کی روئیدگی ہی اس سے ملا ہوا ایک تالاب ہی جسکا ایک کنارہ شہر سے ملا ہوا اور اوس طرف مین بکثرت کشتکاری ہوتی ہی اکثر لوگ اوسے کاٹکر اور طرف لیجاتے ہین — سلطان زین العابدین نے شہر سے پرگنہ تک اس تال کے سد پتھر سے بنوادی تھی تخمینا ایک کوس طول — اسی کے قریب ایک چشمہ ہی مریضون کا جاے غسل صحت **موضع ٹھنڈ** سات چشمہ ملکر عمدہ طرب افزائی دکھلاتے ہین سنگین مکانات گذشتہ لوگون کے یادگار ہین

ایک ایسا چشمہ ہی کہ جاڑے مین گرم اور گرمی مین سرد رہتا ہی — موضع بازدال پور مین ایک جھیل ہی کوتل شاہ کوٹ سے نکلی ہوئی اسکا نام شالہ ماری مچھلی کا شکار بکثرت اسمین موجود — دونو کنارون پر پنجرہ رکھدیتے ہین جب پانی نہین رہتا مچھلی صید ہوجاتی ہی

رالیشہ بلاری جسکا نام سوزیسر ہی اہل ہند کی عبادتگاہ کا چشمہ ہی اسکے اطراف مین پتھر کے معابد ہین —

مبکربال نام چشمہ تمام سال خشک رہتا ہی جب کہ آذر مہینے کی نوین تاریخ جمعہ کے روز ہو جوش کرتا اور صبح سے

تمام تک لہراتا ہی تبرکاً اکثر عوام کا جماو ہوتا ہی۔ موضع دتیل مین ایک چشمہ مع حوض کے ہی حاجتمند لوگ اسمین اخروٹ چھوڑتے
ہین اگر تیر تا رہی فال حسب مدعا ہو ورنہ مایوس یہان پر درگا کا بتخانہ ہی جو شخص اپنے حال اور دشمن کی کیفیت سے
اطلاع کا خواستگار ہو وہ چاول پکاکر دو کونڈے بھرے اور مُنہ بند کرکے وہان رکھدے۔ دوسرے روز عجز
اور انکسار کرتے ہوئے اونھین کھولے جسکی طرف عمدگی ہوتی ہی اوسکے نام کا کونڈا گل زعفران سے بسا ہوا ہوگا اور سزرش کے لیے دوسرا
کونڈہ خس و خاشاک سے لبریز ہو۔ دوسرا عجب حال یہ ہی کہ جس مقدمہ مین راستی کی تحقیقات دشوار ہو دونو فریق دو مرغ اس معبد مین
بھیجتے ہین اور اونھین زہر کھلا کر۔ رڈال لیتے ہین وہ دونو فریق انکو نوش کرین جو زندہ بچے وہ سچا ہو دروغگو جہنم کی راہ لے

دیرہ

سر چشمہ دریا بے بھٹ کی سرزمین پر ایک جریب کا حوض ہی تعجب انگیز آواز سے شور کرتا ہی اسکی
گہرائی معلوم نہین نام اسکا دیرناک ہی پتھر کی چار طرف دیوارین ہین اور پورب رویہ بتخانے۔
موضع قیسر اس مقام مین نون سندہ نام چشمہ ہی موسم بہار چاندنی مین جوش کرتا گھڑی گھڑی مین بھرتا ہی
بالو مین بہلو نام حوض ہی بیس گز کا ایک شگاف ہی جسکے اندر سے پانی انڈاتا ہی گرد سبزہ زار درختان سایہ دار۔
جو کوئی اپنے حال کی نیکی اور بدی یا سال کی مآل کی کیفیت دریافت کرنا چاہے ایک رکابی چاولون سے بھر کر اوسکے
کنارے پر اپنا نام لکھکر چشمہ کے اندر ڈالے تھوڑے دنون کے بعد خود بخود وہ نکلتی ہی اوسوقت اوسے کھولے اگر چاولون مین
خوشبو ہو خجستگی ہوگی اگر کیچڑ مٹی ہی وہ سال منحوس ہو۔
پہاڑ کے دہانہ سے ایک ندی بکرومتی نام نکلتی ہی وہین پر ایک دو سو گز کی بلندی سے پانی گرتا ہی ہندی کشمیری لوگ
اوس ٹیلے سے اپنے تئین گرا کر بلند نامی حاصل کرتے ہین کہتے ہین کہ اسطرح کی جانفشانی سے مدعاے دلی حاصل ہو۔
کوٹھار مین ایک ایسا چشمہ ہی کہ گیارہ برس خشک رہتا ہی جب برسپت سنگھہ مین آئے پنجشنبہ کے روز جوش کرے
باقی سات روز خشک رہکر دوسرے پنجشنبہ کو پھر لبالب ہو سال بھر تک ایسی ہی حرکت رہتی ہی۔
موضع مہلہامہ مین درختون کا ہجوم ہی عقار کی نشستگاہ کلگی یہان ملتی ہی۔ انہین جانورون کی خورش ہی۔
موضع شکروڑہ کے قریب پہاڑ پر چشمہ سار خدار سیدون کا زیارت گاہ ہی اس کوہ پر برف کبھی نہین رہتی۔
واقع ناکامر ایک چشمہ ہی نیلہ ناگ نام جسکا حوض چالیس بیگہ کا ہی پانی نہایت صاف کبود رنگ اسے معبد سمجھتے ہین
گرد اسکے ہسنے کے درخت جلانے اور اسے شگون سمجھتے ہین۔ اخروٹ کے چار ٹکڑے کرکے چھوڑتے ہین اگر
طاق اوپر رہے نیک ہی ورنہ بد اسطرح دودہ اگر نیچے بیٹھ جاوے برا ہی۔ اگلے زمانہ مین اسی حوض سے ایک کتاب
برامد ہوئی جسکا نام نیل مت ہی کشمیر اور معابد کے خواص اور کیفیت ہر ایک کی اوسمین مندرج ہی۔ کہتے ہین کہ اس
دریا کے نیچے شہر معمور ہی۔ بدوشاہ کے عہد مین کوئی برہمن وہان جاتا اور دو تین روز کے بعد واپس آتا اور

تحفجات لاتا اور عوام کو دیتا تھا —
موضع **پاردا** مین ایسا چشمہ ہی کہ اگر اتوار کے دن اشنان کرین کوڑھی تندرست ہوجائے — اسی کے قریب چراگاہ ہی
جسکی گھاس جانور کو فربہ کرتی ہی **انچھہ** کے پرگنہ مین واقع موضع ہل تھل ایکدرخت لرزان ہی جسکی اگر ایک ڈالی بھی
ہلادو تو سارا درخت ہلنے لگے **لار** تبت کلان سے ملحق پہاڑ ہی نہایت اونچا جسپر چڑھنا آسان نہین اسکے دامن مین
دو چشمے ہین **ایک** بجدے سرد اور دوسرا گرم انہین پرستش کدہ جانتے اور استخوانی کالبد کو یہان جلاتے ہین — پہاڑ
کر درمیان مین ایک تالاب ہی بڑی بڑی ہڈیان اور مردون کی راکھہ وہان پر چھوڑتے ہین اگر اس چشمہ مین کسی جانور کا
گوشت گرے فوراً برف و باران شروع ہو اور نیز ایک ندی ہی نہایت خوشگوار جسکا نام **سندہ** ہی تبت سے نکلی ہوئی
پانی اسقدر صاف کہ مچھلی دکھلائی دے اور لوہے کی سیخون سے شکار کرلین —
دریاے بہٹ کے کنارے موضع شہاب الدین پورہ ہی نہایت عمدہ مقام چنار کے درخت عمدہ لگے ہین وہ دریا اسجگہہ
دریاے بھٹ مین ملتا ہی **ٹیلہ مولہ** مین ایک قطعۂ زمین ہی قریب سو بیگہ کے برشکال مین کسیقدر سیلانی ہوتی
اور خشکی مین کسیقدر تری رہجاتی ہی اکثر لوگ تخمیناً گز گز بھر کی لکڑیان اوسی تری مین گاڑتے ہین جب سوراخ ہوجائے
ہاتھہ ڈالکر مچھلیان نکالتے ہین اکثر تو چھوٹی مچھلیان نکلتی ہین اور بعض بعض دو دو سیر کی بھی —
موضع شیب تو زمین ایسا عمیق حوض ہی جسکی گہرائی کا پتا نہین اسکی پرستش ہوتی ہی قریب اسکے بھومیسر نام
مہادیو سے منسوب ہی جو شخص پرستش کو جاتا ہی اوسکے کان مین آلات پرستش کی آواز آتی ہی مگر نہ معلوم کہان سے
سرزد ہوتی ہی اور کموہ ہلو مین جو تبت خرد سے ملا ہی بڑا تالاب اوسیر نام ہی ۲۸ کوس کا گھیرا ہوا دریاے بھٹ
اوسمین گرتا ہی اوسکے درمیان مین سلطان زین العابدین کا نشیمن ہی جسکا نام زین گنگ مشہور ہی — کہتے ہین کہ
پتھر اور درختون کے ڈالون سے ناوین بھر کر اوسی پانی مین ڈبوتے ہین اور تین چار مہینے کے بعد جب رسی کھینچکر نکالتین
مچھلیان کثرت سے شکار ہون مرغابیون کا بھی عمدہ شکار ہوتا ہی — موضع **اجسن** مین گوزن کی کثرت ہی اور ماچھئ
کے قریب خربزہ درخت پر ہو اور درختون کے ساتھہ خربزہ بھی ہوا کے زور سے ہلتے ہین — موضع برسپور مین بھی
زعفران ہوتا ہی یہان پر ایک بڑا بتخانہ تھا سلطان زین العابدین کے باپ سکندر نے ویران کیا اوسمین ایک تانبے
کی تختی برآمد ہوئی تھی ہندی مین لکھا ہی کہ گیارہ سو برس کے بعد سکندر نامے اسکو گرا کر وبال حاصل کرے — پرگنہ
کمراج مین قوم چکان کی بستی راہ کالو نامے ہی وہان ایک چشمہ خرباک نام نہایت گوارا جسکے درمیان مین ایک سنگین
مکان ہی یہان پر بھاری مچھلیان ہوتی ہین جو کوئی تکلیف دے وہ بقصد لیہ سے تنبیہ ہوتا ہی گر گالنوہ کے قریب
سوم نام درہ ہی وہان پر دس جریب ایسی زمین ہی کہ جب مشتری برج اسد مین آئے ایک مہینہ تک وہ گرم ہو کر
درخت تک سوخت ہو دیگ مین غلہ رکھکر زمین پر رکھتے اور پک جاتے ہین وہین پر ایک چھوٹا سا قصبہ آباد ہی جسکا

اکیدرہ کا شعر مین پیوستہ ہوتا اور پورب رخ پکلی سے ملحق ہوتا ہی وہان پر سونا ملے اس طریق سے کہ بکرے کا پوستین پشم دار گذر آب مین پتھر ونسے دبا کر بچھا دیتے ہین اور دو تین روز کے بعد دھوپ مین سکھلاتے اوسوقت سونا پاتے ہین اور جو دورہ راہ کہ ولایت واردی سے براہ دریا آئی ہی وہان بھی کسیقدر سونا حاصل ہوا اوسکے کنارے ایک سنگین مندر ہی جسکو سارد اکہتے ہین درگا سے منسوب بڑا متبرک جانتے ہین اشٹمین سو کل پکچھ کی ہر نہ کو جنبش ہوتی ہی کل سرزمین بیز غلہ کا حصہ اور زمین کی ضبطی اور داد و ستد کی راہ رسم نہین کل اطراف سے قاضی علی نے چند برس وہان کا نرخ دریافت کر کے فراہم کیا بعد ازان اوسیکے موافق عہد اکبری مین درستی ہوئی اسطرح پر جمع سات کرور چھیالیس لاکھ ستر ہزار چار سو گیارہ دام اوا و کھد سے لیکر ابھمن تک پندرہ سولہ نفر ایکہزار دو سو چھیاسٹھ برس ۱۲۶۶ راجہ رہے بعد ازان مہا ہنتاراجہ کھنڈ لغایت جد شتر بائیس نفر پندرہ سو انتیس برس ۱۵۲۹ فرمان روا رہے اسکے بعد پرماوت سے اودیراج تک چھہ آدمی ایکسو بانوے برس حکومت کرتے رہے پھر پیکر سے بالادت تک دس راجہ پانسو بانوے برس دس مہینے حکمران رہے پھر پرتاذت سے انبلانند تک بارہ نفر دو سو ستاون برس پانچ مہینے بیس روز اور اونت سے ادنت تک سترہ ذیحیات نے نواسی برس ایک مہینے سات روز اور جبس کردیو سے دیورانی تک نو نفر نے چونسٹھہ برس تین مہینے چودہ روز اور سنکرام سے کو نارانی تک ستائیس نفر نے نو سے اکاون برس چھہ مہینے سترہ دن حکومت کی اس رانی کی حکمرانی سے سلطنت ہنود کی نشانی کشمیر سے فانی ہوئی مسلمانی شکوہ جہانبانی کی نون بانی ہوئی — سلطان شمس الدین سلطان جمشید سلطان علاءالدین سلطان شہاب الدین سلطان قطب الدین سلطان سکندر علیشاہ اوسکا لڑکا سلطان زین العابدین سلطان حیدر شاہ سلطان حسن خان سلطان محمد شاہ اوسکا لڑکا فتح شاہ سلطان محمد شاہ دوسرے مرتبہ سلطان فتح شاہ سلطان ابرا ہیم سلطان بارنک شاہ اسمعیل شاہ میرزا حیدر غازیخان حسن چک علی چک یوسف شاہ سید مبارک لوہر چک یعقوب شاہ ناز بو پچیس نفر دو سو باسٹھ برس پانچ مہینے ایکدن کامران رہے جب اول مرتبہ رایات اکبری نے اس سرزمین پر گردن کشی کی راج ترنگنی نام ایک کتاب ہندی حضور مین لائے جسمین چار ہزار برس سے کسیقدر زیادہ کا حال مسند نشینی کا لکھا ہی — اس ملک مین رسم تھی کہ ملکران لوگ چند کمینون کو تاریخ نویسی پر مقرر کرتے تھے اس بادشاہ آگاہ دل نے زباندان ہشیار مغز اوسکے ترجمہ کو مقرر فرمائے کہ تھوڑے عرصہ مین شاہد مقصود نے منصۂ شہود پر جلوہ افروزی کی — کہتے ہین کہ اس پہاڑ کے چارو طرف پانی نے گھیر لیا تھا اور اسے ستی سر کہتے تھے ستی مہادیو کی بی بی کا نام ہی اور سر حوض کو کہتے ہین — معتقد ہین کہ ہر روز برہما چودہ منونتر کا بانی حکومت اکبری کے چالیسوین برس ساتوین منونتر سے جو آغاز کشمیر کا ہی ستائیس مرتبہ چار دورہ مذکور ہوئے تیسرے دور سے ۲۸ اور چوتھے سے چار ہزار سات سو ایک برس منتہی ہوئے غیر جسطرح سے کہ لکھا ہی اس کتاب کے لکھنے تک دورۂ چہارم سے چار ہزار آٹھ سو پینسٹھ برس ۶۵ گذرے جسوقت کسیقدر

پانی سے برآمد ہوا اول کشب تپیشری نے یہان پر برہمنون کو بسایا جب کثرت سے آبادی کی صورت ہوئی اکثر
فرمان رواؤن کو لالچ نے گھیرا اوسوقت کار آگاہون نے ایک شخص کو مشورہ کرکے سردار بنایا اوسوقت سے راج کا سلسلہ
قائم ہوا ہوتے ہوتے راجہ اوکھند کی نوبت ہوئی جوکہ جراسند راجہ بہادر کی لڑائی مین جو مقام متہرا کشن سے
ہوئی تھی بلبھدر کے ہاتھ سے مارا گیا تھوڑے خویش کشن کے بزم عروسی کی ہوس مین قندھار کو سدھارے
اوسوقت دامودر نے باپ کے انتقام پر لشکر کھینچا اور دریاے سند کے کنارے خوب زور شور دکھلا کر دریاے
عدم کے کنارے لگا؛ وسکی عورت حاملہ تھی نجومیون نے تولد فرزند کی بشارت دی کشن نے اوس سرزمین کی
مرزبانی اوسیکے نام عطا فرمائی بعدہ پینتیس آدمی فرمان روا رہے کہتے ہین کامراج اسقدر آباد تھا کہ جسمین
چارہ کرور مکان معمور تھے ابتک علامات پدیدار ہین راست دروغ برگردن راوی — جب سررشتۂ فرماندہی
راجہ جناک کے چچازاد اسوک کے ہاتھ لگا اسنے برہمنون کا مذہب مخلل کرکے آئین جین کی اختیار کیے اسکا بیٹا راجہ
جلوک نہایت عادل ہوا دریاے شور کے کنارے تک اسکا ڈنکا بجا اوٹتے وقت فتوح سے دانشمندون کو لاما
اور سات نفر کو منتخب کرکے ایک ایک رتبہ بخشا ایک کو دادگری دوسرے کو دیوان تیسرے کو خزانچی چوتھے کو
افسر فوج پانچوین کو منشی چھٹے کو میر سامان ساتوین کو ملکی حال کی اطلاع دہی پر مقرر فرمایا — کہتے ہین کیمیاگری
جانتا ایک بڑا سانپ اسکا تابع تھا جب چاہتا اوسپر سوار ہوکر دریا کے اندر جاتا کبھی جوان کبھی بڈھا بنکر نکلتا
اسطرح اکثر مشعبد اسکے منقول ہین — اسکے وقت مین بودہ مذہب کو رواج ہوا اس شخص کو بعض لوگ
اسوگ کی نسل مین جانتے ہین اور اکثر برخلاف ہین — یہ شخص کسی تپیشری کے سراپ سے سانپ کے
قالب مین آیا راجہ کے وقت مین بھی برہمن لوگ قوم بودہ پر چیرہ دستی کرتے تھے انکے پرستش کدے تودۂ
خاک ہوگئے راجہ مہرکل نہایت بیدرد ظالم تھا نیرنگی تقدیر سے اکثر اطراف عالم فتح کیے جسوقت ہستی ذفر کو
لوٹا ایک ہاتھی پھسلکر لوٹ گیا راجہ کو یہ ادا بھائی فوراً اکیسو ہاتھی ڈھکلوا کر نیست نابود کردیے اوسوقت سے
اس مقام کا نام ہستی دھر ہوا — اسکے عہد مین گذر آب پر ایک پتھر سد راہ ہوا جسقدر سنگ تراش دن مین
تراشتے رات کو برابر ہوجاتا کارپرداز تھک گئے اوسوقت آواز آئی کہ اگر کوئی پارسا عورت اس پتھر پر ہاتھ
پھوجاے فوراً ہٹ جاے پس اوس سنگدل راجہ نے اکثر عورات کو بلایا ہر ایک نے سر دست ہاتھ بڑھایا
صورت توپنج جہار لکر پیچھے پڑی تھی کسیکی تقدیر نے دستگیری نکی کہ وہ لخت کوہ سرکائے راجہ اس واقعہ سے
سخت برہم ہوا عقل پر پتھر پڑے کہ عورتون کو زنا کی تہمت اور بچون کو حرامکاری کے حیلہ اور مردون کو رداداری
کے بہانہ سے قتل کیا کہتے ہین کہ تین کرور ذیحیات جان سے مارے گئے ایک کمہار کی عورت نے اوس سل کو ہٹایا
آخر الامر راجہ ایک ایسے مرض جانکاہ مین گھلنے لگا کہ صورت افسانہ کی نظر نہ آئی لاچار اپنے تئین زندہ آگ مین جلادیا

راجہ گوپادت نہایت آگاہ دل اور دادگر تھا اسکے قلمرو مین ذبح ذیحیات نہین ہوتا تھا کوہ سلیمان کا مندر جو
آج تک پدیدار ہی اوسکے وزیر کا معمور کرایا ہی راجہ جدہشٹر چندروز تک فرماندہی کے اوائل مین دادگری کرتا ہی
تھوڑے دنون مین طبیعت کا رنگ بدلا ہندوستان اور تبت کے راجون نے اسکے ملک کا عزم کیا آخر سرداران
کشمیر نے اوسکو محبس دکھلایا راجہ کے عہد مین پانچ روز تک نہایت سختی سے برف گری کشتکاری ڈوب گئی
قحط نے پیر نکالے راجہ کا ایک وزیر تھا چندر نام دانشمند اخلاص نہاد۔ بدبہشتون نے رشک کھایا بد اندیشی
سے سر اوٹھایا سخن چینی کرنے لگے ادھر اودھر کی باتین بنانے لگے راجہ کو بھی اگلا عہد و قرار بھولا اوس نیکمرد
کو مرتبہ سے گرایا چون کہ یہ شخص تقدیر کا پابند تھا نے اندیشۂ غم رہنے لگا اسیطرح جا بسدون کو چین نہ آئی
دونی آگ بھڑکائی راجہ سے کہا کہ اسے کوئی اور خیال ہی راجہ اس خبر سے سراپا نادان ہوا ایسے سردار کو سر دار کھینچا
مدت کے بعد اوسطرف گذر ہوا اوسکی استخوان پیشانی پر لکھا پایا کہ اول قید ہو بعدہ جان سے جاے پھر قالب پاے
سلطنت ہاتھہ آے راجہ اس سرنوشت سے متعجب ہوا اوسے اوٹھا کر کسی گوشہ مین رکھا آخر کسی رات کو روحانی
بیکرون نے آکر اوسی قالب مین جان ڈالی اور تخت خلافت پر رونق بخش ہوا کار آگہی سے اپنے تئین کشیدہ رکھتا تھا
سنگرودھن نے بلند نامی حاصل کی ہندوستان کو دریاے شور کے کنارے تک خس و خاشاک فتنہ و فساد سے
پاک کیا جب راجہ ہرن کا پیمانۂ زیست لبریز ہوا کوئی لڑکا نتھا اس سبب سے کشمیری سردارون نے راجہ بکرماجیت
کی طرف رجوع کیا — راجہ ماترگپت کشمیری برہمن تھا راجہ بکرماجیت نے اوسے مول لیا تھا اور وہ کار دنیوی مین
مصروف رہتا بروقت رخصت کسیقدر خرچ دیکر مع فرمان سربمہر روانۂ کشمیر کیا وہ دل شکستہ روانہ ہوکر جب
کشمیر آیا لوگون نے خط پڑھا لکھا تھا کہ نامہ بر نے بڑی خدمتگذاری کی اور فراخور عزت سے محروم رہا لہذا بمجرد
ورود فرمان ہذا وہان کی فرمانروائی اسکے حوالہ کرو بموجب حکم بیان تعمیل کی گئی راجہ پرورسین نے پنڈ دت کی طرف
غربت اختیار کی گوشہ گزینی کرتا تھا کسی خدارس نے مژدۂ سلطنت سنایا اس خوشخبری سنے نگرکوٹ آکر فتح کیا
چون کہ راجہ بکرماجیت نے نقد جان متقاضی اجل کو واپس دیا تھا ماترگپت نے بھی ترک سلطنت کرکے بنارس
مین گوشۂ قناعت اختیار کیا سری نگر جو آج وہان کا دار الملک ہی اسی کا نشانہ ہوا ہی اوسوقت مین چھتیس لاکھ
مکانات اوسمین آباد تھے راجہ پرورسین بلند ہمتی سے گیارہ برس کا محصول سری نگر کے بابت ماترگپت کی پاس بنارس
بھیجتا رہا اور اوسنے اپنی استغناے ذاتی سے اوس روپیہ کو لٹا دیا — راجہ رامادت نے اپنی عدل کیشی سے اکثر
اطراف عالم مین سکہ چلایا اور کشوار کی نواح دریاے چناب مین کسی غار کے اندر جاکر ناپدید ہوا — راجہ بالادت
ہندوستان پر چیرہ دست ہوکر دریاے شور تک حکمران ہوا راجہ چندرانند کے عہد مین ایک برہمنی دادخواہ ہوئی
کہ میرے شوہر کو مار ڈالا اور قاتل کا پتا نہین راجہ نے حکم دیا کہ کسی پر دعوی ہی عورت نے جواب دیا کہ میرا شوہر

نیک خو فرخندہ اطوار تھا کسی سے عداوت نتھی جسکی طرف گمان ہو لیکن ایک پر اشارہ ہوا جب وہ حاضر آیا اوسنے
اپنی بیگناہی کے واسطے آگ اور پانی کی سوگند کرنے کو طیار ہوا مگر مدعی نے بدین تصور نہ قبول کیا کہ ایسا نہو جادو کے
زور سے فریب کرے راجہ نے اس تفتیش اور تنقیح مین کھانا پنیا چھوڑا کسی دانشمند نے یہ افسون بنایا کہ چور بیٹھ
مین دم کرکے پھیلاوے جسکا گمان ہوا وسے اوسپر چلادین بروقت گذرنے کے جسکے دو کف پا کے نقش نمودار ہون
وہی مجرم ہی الغرض اس نقشے سے نقش عمل درست ہوا چون کہ برہمن کا نقش حیات لوحۂ ہستی سے مٹانا جایز
نہین لاجرم بیکرنے سر لوہے کا بناکر قاتل کی پیشانی کو اوس سے نشانہ کیا۔ راجہ للتادنت نے نیروے
ایزدی سے اچھا شکوہ حاصل کیا ایران و توران و ہندوستان وخطا وغیرہ فتح کرلیا دادگری مین یکتا تھا شمالی
کوہ سے گذرا۔ کہتے ہین کسیکے سراب سے پتھر ہوگیا اور بعض کچھ اور۔ راجہ جیانند نے بزرگی حاصل کی
اکثر اقلیم فتح کیے واقع بنارس ننانوے ہزار نوسو ننانوے ۹۹۹۹۹ گھوڑے خیرات کیے اسی طرح اور بھی خواہشین
اہل سوال کی عطا فرمائین سالخوردون سے دریافت کیا کہ آیا راجہ للتادنت کا لشکر مرا تھا یا مرا۔ جواب دیا کہ میرے
لشکر مین اسی ہزار سکھپال سے اور اوس معرکہ مین ایک لاکھ پچیس ہزار تھا۔ پس اس حساب سے اندازۂ جاہ و
حشم تصور کرنا چاہیے۔ جب راجہ دور نکل گیا اسکے سالے جیج نامے نے کشمیر مین خودسری شروع کی امراے
راجہ نے بھی عیال و اطفال کے پیوند سے بیوفائی کی راجہ تنہا بنگالہ کو سدھارا اور وہان کے شاہ سے اپنی بنگاہ فتح کی
جیج نے عین معرکہ مین جان دی راجہ للتانند نے کمینون کی پرورش شروع کی مسخرون کی قدر و منزلت شروع ہوئی
عقلمندون نے کنارہ پکڑا وزیر جب کوئی تدبیر نکرسکا اپنا ساتھہ لیکر گوشہ گیر ہو راجہ سنکرورنے گجرات اور سند تک قبضہ
کرلیا دکھن پر مصروف ہوکر اوسیکے مرزبان کو برقرار رکھا اگرچہ ابتداے سلطنت مین نیکراہی مین قدم زن رہا لیکن
نشۂ دولت نے بیہوش کردیا آخر کو مخمور غرور ہوکر شیفتہ ہوگیا عہد راجہ مین جس گردلو برہمن کی سو اشرفی گم ہوگئی
برہمن نے غصہ مین آکر خودکشی کا عزم کیا چور نے اس راز سے ماہر ہوکر ظاہر کیا کہ اگر تیرا مال پیدا کردون کسقدر
تو لیگا برہمن نے جواب دیا جسقدر تیری مرضی ہو چور نے اشرفیان لا دکھلائین برہمن نے دربار مین آکر داد خواہی
کی حقیقت حال عرض کیا راجہ نے اوس چور کو طلب کر حکم دیا کہ نوے اشرفی دیوے مقصود اس کلام سے یہ ہے
کہ جسقدر تیری خواہش ہو حصہ اوسکا ہے سہدیو شاہ کے عہد مین میرزا مے احمدی مذہب جو اپنے تئین
ارجن پانڈو کے نژاد مین کہتا تھا نوکر ہوا اسیوقت مین مرزبانی قندھار کی بخشی دولچو نام نے دستبردی کی غارتگری
کرنے لگا راجہ پہاڑون کی کھوہ مین پناہ لیگیا اور رعایا سے بزدر زر حاصل کیا اور اوس روپیہ کو اوسے دیکر حیلہ فریب
کیا جاڑے کے ڈر سے مراجعت کی اکثر برف کے تلے دبکر ٹھنڈے ٹھنڈے عدم کو سدھارے۔ اوسی زمانے
مین رنچن دیو مرزبان تبت کے صاحبزادے نے لوٹ شروع کی جب راجہ کے ایام حیات پورے ہوئے رنچن دیو نے

سرزمین پر اپنا سکہ بٹھایا داد و دہش سے ناموری حاصل کی شاہ میر مذکور کو اپنا وزیر بنایا اوسکی ہمنشینی سے بیمذہب ہوگیا جب راجہ تخت تابوت پر رونق بخش ہوا شاہمیر نے پانون نکالے راجہ کی بی بی کو مکر و فریب سے اپنے نکاح مین لایا۔ ۷۴۲ھ ہجری مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ مروج کیا اور شمس الدین لقب مقرر کیا کشمیر کے آنے سے پیشتر یہ بات عالم مین علم تھی کہ کشمیر کی سلطنت اسکے نام ہوگی جب اس عالم سے رحلت ہوئی۔ سلطان علاء الدین نے حکم دیا کہ ناپارسا عورت شوہر کی میراث نہین پا سکتی۔ سلطان شہاب الدین نے چیرہ دستی کرکے تبت اور نگرکوٹ وغیرہ شہر فتح کیے سلطان قطب الدین کے عہد مین میر سید علی ہمدانی کشمیر کو آیا سلطان نے باعزت ملاقات کی۔ سلطان سکندر متعصب تقلید دوست تھا اکثر عمدہ عمدہ بتخانے گرا دیے اور مخالفون کو نہایت پریشانی ہوجائی صاحبقران کے عہد مین جب ہندوستان کی کشایش ہوئی تھی دو زنجیر فیل اوسکو بھیجے اوسنے ملازمت کا حوصلہ کیا شاہراہ آگہی مین قدم رکھا محفل ہمایون مین ذکر ہوا کہ مرزبان کشمیر تیس ۳۰ ہزار گھوڑے پیشکش کو لاویگا آخر کو پوزش خواہ ہوا علی شاہ نے زین العابدین کو اپنی جگہ پر بٹھلا کر حجاز کی راہ لی ہرزہ گویون کی ہمزبانی سے پھر کشمیر کو متوجہ ہوا اور مرزبان جمو کی مدد سے اوس ملک پر دسترسی پائی زین العابدین پنجاب آیا اور جسرت کھوکھر سے موافقت پیدا کی علیشاہ نے لشکر بیشمار فراہم کرکے پنجاب کی راہ لی سخت معرکہ ہوا آخر کو غبار ہزیمت آیئنہ حال پر چھا گیا زین العابدین نے کشمیر کی حکومت پائی جسرتھ کشمیر سے مرخص ہوکر دہلی کو عازم ہوا یہان بہلول لودی سے شکست پاکر کشمیر آیا اور زین العابدین کی مدد سے پنجاب پر دست بردی کی سلطان تبت اور سند پر متصرف ہوا یہ شخص دانشمند آگاہ دل تھا اسکے مزاج مین صلح کل بکثرت تھی اکثر اوسکو بندگان خدا شناس سے جانتے اور اوسکے خلع بدن وغیرہ خوارق کے قائل تھے اکثر کہا کرتا تھا کہ قوم چکان کے عہد مین کشمیر حکومت ہندوستان کی بادشاہ کے قبضہ مین چلی جاویگی آخر چند سال کے بعد ایسا ہی ہوا افزونی رحم اور رعایا پروری کی رعایت سے گاو کشی موقوف کی جرمانہ اور ٹکس وغیرہ کی رسم موقوف فرمائی طول جریب کسیقدر زیادہ کیا خرچ خود بدولت کا تانبے کی کہان سے تھا اکثر انصاف اپنے ہاتھ سے کرتا مشکلات کو حل فرماتا چورون کو پا بزنجیر کار عمارت مین بھیجتا اور مہربان دلی سے مردم کو بازر کھتا گوشت نکھاتا عربی فارسی کشمیری ہندی کے کتب کو ترجمہ کیا اسکے عہد مین ایران و توران کے سازندے کشمیر مین آئے منجملہ اونکے میان ملا مو عودی شاگرد خواجہ عبد الغفار خراسان سے آیا اور ملا جمیل کو جو اس فن مین نے ہمتا تھا سلطان ابو سعید مرزا نے مع تازی گھوڑون اور بختی اونٹون کے خراسان سے بطور تحفہ کے بھیجا تھا۔ سلطان بہلول لودی حاکم دہلی اور سلطان محمود گجراتی نے اوس سے اتحاد پیدا کیا اور سلطان حسین لشکر کا جماو کرکے پنجاب آیا تاتار خان سے آویزش ہوئی لوٹ مار سے اوس ملک کی خرابی ہوئی۔ فتح شاہ کے

عہد مین میر شمس الدین جو شاہ قاسم انوار کے مریدون مین تھا عراق سے وارد ہوا نوربخشی نے تجلی پائی اوسکے بعد سنی شیعہ کی کہی سنی شروع ہوئی — محمد شاہ کے ایام مین تیسری مرتبہ کمک سے سلطان سکندر کے فیروزی ہوئی بابر بادشاہ نے ہندوستان فتح کیا — سلطان ابراہیم ابدال ماکری کے عہد مین بابر بادشاہ نے سنا کہ خفیف سے تردد مین کشمیر ہاتھہ آجائیگا — شیخ محمد علی بیگ و محمد خان و محمود خان کو اوس ملک کیطرف روانہ کیا اونھون نے چیرہ دستی کی لیکن وہان کے حاکم نے فریب دیا عمل نکرسکے پیشکش لیکر واپس آئے سلطنت تارک شاہ کے نام پر مقرر ہوئی — جو تھی تبہ محمد شاہ جنت آرامگاہ سریرآرا تھا جسوقت کامران مرزا لاہور مین تھا پیشتر جو لوگ گئے تھے اونھون نے دل نشین کیا کہ کشمیر تھوڑی سی محنت مین ہاتھہ آلیگا اوسنے میرزا محرم کوکہ کو اوس گروہ کے ہمرکاب کردیا انھون نے کشمیر فتح کیا خوب پیشکش حاصل کی کثرت ستم سے رعایا نے تاؤ کھایا چغتائیون نے جان بچاکر معاودت کی — سنہ ۹۳۰ ہجری مین بموجب حکم سلطان سعید خان کاشغری کے اوسکا لڑکا سکندر خان اور مرزا حیدر دوس ہزار جوانان جرار لیکر تبت ہوتے ہوئے کشمیر مین آئے اور بیشمار لوٹ پاکر بعد صلح واپس ہوئے سنہ ۹۴۸ ہجری مین مرزا حیدر حسب الایماے ہمایون بادشاہ کی چند زمیندار کی رہنمائی سے کشمیر آیا کسیقدر تبت کلان کو فتح کیا — کاجی چک ہندوستان آیا اور شیر خان سے کمک پائی مرزا حیدر سے آویزش کی مگر حصہ مین شکست آئی — مرزا نے کشمیریون کو سختی اور ملایمی سے جیسے موقع ملا موافق کرلیا جیساکہ کشمیری اوس روز تارک شاہ کا خطبہ پڑھتے ہین — مرزا حیدر نے ہمایون بادشاہ کے نام پر سکہ اور مہر کو زینت بخشی اوسوقت سے یہ ملک بابری کے قبضے مین رہا تاآنکہ احمد شاہ ابدالی نے لیا اور اب اوسکے قبضے سے نکلکر کشمیریون کے زیر اطاعت ہے کشمیری بطور خود حاکم ہین احوال اونکا مفصل معلوم نہین —

سرکار پکلی

۳۵ کوس لنبا ۲۵ کوس چوڑا ہی خاور رویہ کشمیر شمالی کنور جنوبی بنکا ولوس گہکر پچھم اٹک بنارس امیر تیمور صاحبقران نے چند شخص وہان پر محافظ مقرر کیے تھے برف کثرت سے برستی ہی کبھی بہ نسبت موسم گرمی کے جاڑا زیادہ ہوتا ہی زمین اکثر ہندوستانی طور کی ہین دریا سے سیرابی ہوتی ہی کشن گنگ — سندہ بیہٹ زمین اور دریا کشمیر اور ہندوستان اور زابلستان مین نونو ہین اکثر چنا اور جو ہوتا ہی — زردآلو — اور چار مغز خودرو ہی اور میوہ کشمش اور ریشم نہین ہوتا جانور شکاری اور اونٹ اور بیل اور بھینس اور میانہ بز اور ریچھ وغیرہ بکثرت یہان کے مرزبان کشمیر کے نیازمند تھے اوسمین تین ولایت ہین بنیر سواد — بجور اول سولہ کوس لنبا اور بارہ کوس چوڑا ہی اسکے پورب پکلی اوتر کنور اور کاشغر دکھن اٹک بنارس پچھم سواد ہندوستان ہی دوراہ ہین کریوہ سرخابی — کوتل ہندو — اگرچہ دونو سخت گذار ہین لیکن پہلی راہ نہایت

دشوار — دوسرا ولایت چالیس کوس دراز اور پانچ سے پندرہ تک چوڑا پورب رویہ نیبرا اور تر کنور اور کاشغر —
دکھن بکرام پچھم بجور درہ بہت ہین اور انکے نزدیک کاشغر سے ملتا ہی قصبۂ منگلور مین حاکم کی نشستگاہ
ہی ہندوستان سے یہان کے جانے کی دو راہ ہین گریوہ ملکند پنج اکثر جگہ موسم گرمی کم اور جاڑا اکثرت سے
ہوتا ہی برف جنگل مین زیادہ برستی ہی مگر فقط دو ہی تین روز اور باقی تمام سال پہاڑون پر تیخ برستی ہی
موسم زمستان اور بہار اور بارش بموجب فصل ہند کے ہو بہار نہایت طرح دار ایرانی تورانی ہندوستانی
پھول موجود بنفشہ نرگس خود رو جنگلون مین بھرا ہوا میوہای خود رستہ مین شفتالو ناشپاتی بہت عمدہ
ہوتی ہی باز اور جرہ اور شاہین عمدہ لوہے کی کھان ۲۵ کوس لمبی اور پانچ سے دس کوس تک چوڑی
اسکے چارون طرف سواد اور شمال کو کنور اور کاشغر جنوب مین بکرام — باختر مین کز ونور بہ نسبت کابل کے
یہان گل زیادہ ہی زرد آلو ناشپاتی نہایت لذیذ قلعۂ استوار جای نشستگاہ حاکم ہی امیر سید علی ہمدانی
اسی مقام پر فوت ہوا اور بموجب وصیت کے جنازہ بختلان کو بھیجا گیا اسکی ہوا سواد کی رنگ پر ہی
لیکن گرمی سردی کسیقدر کثرت رکھتی ہی تین راہ سے زیادہ راہ نہین ایک ہندوستان سے نکلی ہی جسے
دابش کول کہتے ہین اور دو شہر کابل سے ایک بسیج دوسرے کز ونور کل سب سے آسان اور سہل گذار دابش کول
ہی اسی سے یہ ملحق جنگل ہی دریاے کابل اور سندہ اور بہار سے ملا ہوا تیس گز لنبا اور بیس سے پچیس تک
چوڑا — تمام یہ سرکار کھوہ اور جنگلون مین ہی کہ یوسف زئی کے درمیان مین بنگاہ میرزا الغ بیگ کابلی
کے عہد مین کابل سے یہان آیا داؤد سلطان سے جو کہ اپنے تئین سلطان سکندر ذوالقرنین کا دختر زادہ
کہتا تھا حاصل کیا کہتے ہین کہ بادشاہ نے کسیقدر اپنے خویشاوندون کو اسی سرزمین مین چھوڑا تھا —
ابتک کسیقدر وہی لوگ باقی ہین اور نسب نامۂ سکندری ہاتھ مین رکھتے ہین عہد اکبری مین اکثر
بدنہادون کو نیستی کی راہ نمائی ہوئی بعضون کو محبس دکھلایا گیا چندے شرف ملازمت سے کامیاب ہوئے

سرکار قندھار

تیسری اقلیم سے ہی فلات بخارا سے غور اور غرجستان تک تین سو کوس لنبا اور سندہ سے قرہ تاک دو سو
ساٹھہ کوس چوڑا ہی پورب کو سندہ شمال کو غور و غرجستان اور جنوب کو سوی اور پچھم قرہ اور شرق و
شمال کے درمیان مین کابل اور غزنین ہی اگرچہ شہر مین برف کم برستی ہی لیکن کوہسار مین نیل ونہار —
اٹھارہ دینار کو تومان کہتے ہین اور فی تومان آٹھہ سو دام اور تومان خراسان کے تیس ۳۰ روپیہ اور تومان عراق کے
چالیس — اکثر غلہ کی تول خروار سے ہو اور وہ قندہار کا چالیس من اور ہندوستان کا دس من ہی قندھار
دار الملک جسکا طول ایک سو ساٹھہ درجہ چالیس دقیقہ اور عرض تینتیس ۳۳ درجہ دو قلعہ مین گرما بکثرت اور سرما

کی قلت ہی دی اور بہمن مین بیج دالے بکھر جاتے ہین تین چار برس کے بعد برف گرنے سے خوشیان ہوتی ہین
گل ہا اور میوہ بکثرت گندم اور جو سفید رنگ بطور تحفہ کے اکثر دور و دراز ملکون کو جاتا ہی پانچ کوس پر ایک پہاڑ ہی
جسکا نام ازدر کوہ ہی اور ایک حیرت افزا غار مسمی بہ غار جمشید اسی پہاڑ پر ہی اوسمین چراغ جلا کرتے ہین مگر گرفتگی ہوا کے
باعث سے اندازہ نہین ملتا اس سے آٹھ کوس پر فلات پہاڑ اور اوسکی گھاٹی مین غار ساہ نامی ایک غار ہی
اوسمین دو ستون خدا آفرین ہین ایک غار کے چھت سے ملا ہوا تئیس گز اونچا پانی اوسپر سے گرتا ہی اور اوس حوض
مین کہ اوسکے نزدیک واقع ہی تراوش کرتا ہی دوسرا غار گیارہ گز اگلے زمانے مین کاریز کی کثرت تھی خربزہ بہت لذیذ
چشمہ شاداب لوہے کی کھان ہی اسی پہاڑ کے دامنہ مین ایک لوہے کا تنور اگلے لوگون کا بنایا ہوا ہنوز موجود ہی
غزنین اور قندہار گرم سیر ملک ہی دریاے ہند کی طولانی درمیان سے گذرتی ہی ایک طرف زمین داور سے ملا ہوا
اور دوسری طرف سیستان سے ملحق ہی دونو طرف پانی کثرت سے بھرا ہی کشتکاری ہر قسم کی فراوان بیشتر یہان
ایک شہر تھا سلاطین غور کا آرامگاہ عمارات سابقہ سے اکثر آثار پدیدار ہین ہیرمند اور قندہار کے درمیان مین
میمنہ پرانے مشہور شہرون سے یادگار گندم اور جو کو سفید پری کہتے ہین داور کی زمین اقلیم سوم اور چہارم سے
اٹھی ہے اٹک بنارس سے ہندوکوہ تک ڈیڑہ سو کوس دراز اور قندہار کے قراباغ سے چغان سرا تک سو کوس
چوڑا ہی اسکے پورب ہند اور پچھم اورا و تر ہندوکوہ اور غور درمیان شمالی پانی کے اندر بدخشان اور ہندوکوہ
اور جنوبی کے درمیانہ فرمل ہی - یہان کی آب و ہوا کی تعریف بیان قلم سے اشکال ہی باوجودیکہ زمستان اعتدال
سے زیادہ مگر کچھ نقصان نہین پہونچاتا گرم سیر اور سردسیر اسطور پر کہ ایکدن مین ایک عالم سے دوسرے عالم
مین گذر ہو اسکے قریب ایلاق و قشلاق دو شہر واقع ہین جنگل اور پہاڑ مین برف کی بارش ہوتی ہی
اول مین دھنک سے اور آخر مین نلا سے زراعت عمدہ اوگتی ہی چار و طرف بڑے بڑے پہاڑ ہین غنیم کا
گذر مشکل ہی کابل و بدخشان و ہند و بلخ و کوہ و واسطہ کے درمیان مین سات راہون سے تورانی آمد و رفت
رکھتے ہین لیکن سب سخت گذار ہین قندہار اور زمین داور اغلب ہی کہ سلاطین صفوی کے اختیار مین تھی
گاہ گاہ بسبب حادثات کے بابری قبضہ مین بھی آیا بعدہ سلاطین ایرانی کا غلبہ ہوا جو راہ کہ خراسان سے ہوتی
ہوئی قندھار مین پہونچتی ہی نہایت درست ہی ہندوستان مین پانچ راہین دو کوتل کے بعد آباد پہاڑون مین
گذر ہوتا ہی بابر بادشاہ نے اس راہ کو نہین لکھا شاید اوس ایام مین یہ راستہ کھلا نہوگا راہ خیبر کی سابق مین نہایت
دشوار تھی آخر جلال الدین اکبر کے حکم سے ایسی آراستہ ہوئی کہ گاڑی بخوبی نکلجاے آجکے دن ایران و توران کی
شاہراہ ہی نادر شاہ کے بموجب حکم کابل وغیرہ کی فتحیابی کے بعد پٹھانون نے راہ خیبر کو اسقدر واشگاف کیا کہ
چالیس سوار پہلو بہ پہلو برابر چلے جاوین اسکے عہد مین اس راستہ کو جاروب سے اسقدر صاف رکھتے تھے کہ کنکری

مسافر کے بیر مین نہ گڑے اس اطراف مین گیارہ زبان کا رواج ہی - فرقہ اپنی زبان بولتا ہی ترکی مغلی فارسی ہندی - افغانی - بیراجی - گبری - ترسائی - لمغانی - عرب - ایماقی - بڑا اولوس یہان کا ہزارہ اور افغان ہی چراگاہ یہانکی انہین دونون گروہ کے تصرف مین ہی - ہزارہ چغتائی لشکر ہی - منکو قاآن ہلاکو خان کی مدد پر بھیجا تھا اوسنے اس گروہ کو اپنے لڑکے نکودار کے ہمراہ اوغلان سے اسطرف نامزد کیا غزنین سے قندھار اور ہمدان سے بلخ تک انکا بود باش ہی سو ہزار سے زیادہ مکان انکا تیسرا حصہ گھوڑے اور بکرے رکھتے ہین اور ہر ایک مغرور ہوکر گروہ گروہ ہو گئے ہین باہم ترک آشتی ہی - پٹھانون نے اپنے تئین بنی اسرائیل سمجھکر افغان نام نیاک کو بزرگ جانتے ہین کہتے ہین اوسکے تین لڑکے تھے ایک سربن اولوس سربنی اوس سے منسوب دوم غرغشت جنکی نسل مین غرغشتی ہین سوم بیٹن گروہ بیٹنی اسی کی تسلسل مین ہی انہین تین شاخون سے فرقہ ظاہر ہوئے سب سے بزرگ فرقہ بٹریچ اور متوسط خرشبین شیرانی اور مرکا سے محمد زی کشکی کلانی خلیل مہمند زئی داؤد زئی یوسف زئی کلیانی ترکلیانی یہ سب سربن سے ملحق ہین سورانی جلیم ورگ زئی آفریدی حکیانی چینکی گرانی اور مر منسوب کاگر ناغر متوالی بمعنی بارن یہ سلسلہ غرغشتی ہی غلزئی لودی نیازی لوحانی سور بروانی کلیور یہ بیٹنی منسوب ہین - مست علی غوری افغانان بیٹنی سے ہی کہتے ہین کہ نسل بیٹنی کوئی شخص آلودۂ عصیان ہوا جسوقت یہ نوبت پہونچی کہ راز سربستہ کا افشا ہوا اوسکا پیوند دیکر درپردۂ پردۂ ناموس کی پردہ داری کی اوس سے تین لڑکے پیدا ہوئے غلزئی - لودی - سروانی بعض افغان کو قبطی کہتے ہین جسوقت بنی اسرائیل بیت المقدس سے مصر مین آیا اس گروہ کا ہند مین گذر ہوا یہ داستان تحریر سے افزون ہی لیکن شادابی گلزار سخن کے لیے کسیقدر سحاب قلم کی بارش کی گئی - خواجہ خضری - قاقشال میدالی اورنگ کلتکی الیسر یچی بل بور جی نگدری بہنودی سیدی بامی لقک انداز عرب کلہ بان فوق بامی وغیرہ جنگلی بہت ہین لیکن بڑا اوس انبوہ سے عہد اکبری مین اکثر ملازمی مین مشرف ہوئے

شہر کابل

چوتھے اقلیم سے ہی طول مین ایکسو چار درجہ چالیس دقیقہ اور عرض مین ۳۴ درجہ ۳۰ دقیقہ اگلے عمدہ شہرون مین ہی کہتے ہین کہ تہمورث کے عہد مین بنیاد پڑی دوہری قلعہ - رکھتا ہی مغرب طرف اسکے قلعہ کو بیچہ ہی فیض بخش شاید کسی اگلے زمانے والے نے تعمیر کیا ہو اسی نسبت سے اوس کو بیچہ کو شاہ کابل کہتے ہین - ارک اس بستی کا اسی پر معمور ہی اور بیٹی کبھی اونسے جدا ہوکر اوسکا نام عقابین رکھتے ہین - کسیقدر قلعہ مین مشرف ہوئے اور جزوی فرمایش کرتے ہین اسکے دامن مین مکانات دلفریب اور چمنہای نازک روشن اور باغات دل آویز ہین - دو ندیان اس شہر مین ہین ایک لمندر سے شہر مین ہوتے ہوئے گذرتی ہی

دریاے خطیان نام ہر دوسری موضع یعقوب دہلی دروازہ سے نکلکر معمورہ مین پہونچتی ہی — اسے
پل مستان کہتے ہین بہ نسبت اول کے یہ ندی زیادہ صاف اور گوارا ہی اور اوسی قرب مین باہم انکا ندی
نکلی ہی یہ محلہ ہی کلکتہ نام پہاڑ سے ایک جھیل شہر کے رُخ لہراتی ہی عقلاے سابق نے
کابل اور قندھار کو ہند کے دو دروازے مقرر کیے ہین ایک سے توران کی راہ ہی اور
دوسری ایران کو اسکی حفاظت موجب امن ہند ہی اور انھین دو نو راہ سے سفر بہتر اس اطراف
مین بھی مانند سمرقند اور بخارا کے پرگنہ کو لومان کہتے ہین اور اسکے ماسوا کو تپسا اور انکی بہار طرب افزائی مین
نادر ہی یہان پر ایک معبد ہی کورا کھری نام جوگی لوگ مخصوص دور دراز سے زیارت کو آتے ہین
لومان نیک نہال لمعانات داروغہ نشین سے اگلے زمانے مین ادینہ پور تھا آج جلال آباد ہی برف نہین برستی
اور نہ اوس شدت سے جاڑا ہوتا کھیتی سرسبز ہو انار نے دانہ ہوتا ہی جلال آباد کے پاس بابر بادشاہ سے یادگار
باغ صفا ہی اور آدینہ پور کے قرب مین بھی اسی بادشاہ کا بنایا ہوا باغ وفا ہی دکھن طرف کوہ سفید عجب حیرت افزا ہی
برف کبھی کم نہین ہوتی اس حدود مین کو بچہ ہی جب کابل مین برف برسے اسپر بھی ضرور تراوش ہو لومان مندر
مین بندر بکثرت دریاے علی سنگ اور النگار یکجا ہوکر آب باران سے ملتا ہی اور دریاے چغان سراے پورب
او تر ہوکر کنور مین آتا ہی بڑے پہاڑون مین برف بھری رہتی ہی اور دریاے علی سنگ مین لومی اوسکو کافر کہتے
ہین — اوسی مقام پر قبر ہی اعتقاد لوگون کا یہ ہی کہ نوح کے باپ لام کی ہی جسکو اولمک بھی کہتے ہین اکثر یہان
کے لوگ کاف کی جگہ پر غین کا خرچ کرتے ہین وجہ تسمیہ لمغان کی یہی ہی — کوہستان بھی کافرون سے معمور ہی
یہان کے لوگ بجاے چراغ کے چلغوزہ جلاتے ہین اوسی کی روشنی ہوتی ہی — ایک جانور روبہ پران نام ہوتا ہی
زمین سے ایک گز اونچی پرواز کرتی ہی اور نیز ایک قسم کا چوہا ہوتا ہی جسمین مشک کی خوشبو نکلتی ہی — لومان لوکھر سے
ایک موضع چرخ نامے ہی مولانا یعقوب چرخی وہین سے منسوب ہی اوسکے مواضع مشہورہ مین سجاوند کافرون
کی نشستگاہ ہی لومان بنگش سات ہزار سوار ستتر ہزار پیادہ مہمند ہزار نفر اونمین سے پانسو سوار جلیل اور پانسو
سوار اور چھہ ہزار پانسو پیادہ داودزی تین ہزار سوار سینتیس ہزار پیادہ کلیانی پانسو سوار اور چار ہزار پانسو پیادہ
محمدزئی چار سو سوار اور چار ہزار پیادہ مہمندی تیس سوار ساڑھے نوسو پیادہ صافی ایکسو سوار اور ایکہزار چار سو پیادہ
خیل پچاس سوار ساڑھے آٹھ سو پیادہ غلزئی ایکسو سوار دو ہزار نوسو پیادہ — خضر خیل تیس سوار ساڑھے نوسو
پیادہ شیرزاد بیس سوار چودہ سو پیادہ خوستینی دس سوار دوسو پیادہ خگی دوسو سوار چار ہزار پیادہ عبدالرحمانی
سو سوار دس ہزار پانسو پیادہ — آفریدی پانسو سوار ڈھائی ہزار پیادہ — درک زئی پانسو سوار ساڑھے
پانسو پیادہ — لومان کرویز مین قلعہ مضبوط اور اکثر عمارات چومنزلہ —

غزنین

تیسری اقلیم سے ہی سلطان محمود اور سلطان شہاب الدین کا پایۂ تخت رہا ہی اکثرون نے اسے زابلستان کہا اور بعض قندھار کو اسی مین داخل کرتے ہین حکیم سنائی وغیرہ اولیا کا خوابگاہ ہی سمرقند اور تبریز کے مانند یہان بھی جاڑا ہوتا ہی ایک دریا شمال سے جنوب بکو روان ہی جسکی آبپاشی سے کشتکاری سرسبز و شاداب کاشتکاران کو بڑا تردد کرنا ہوتا ہی ہر سال نئی مٹی لاتے اور کھیتون مین ڈالتے ہین بیشتر کابل سے اراضی پھیلتی ہی روئین کثرت سے ہوتا ہی یہین سے ہندوستان کو آتا ہی عہد بابری مین ایک قبر تھی کہ جسوقت درود پڑھتے اوسکو جنبش ہوتی عقل دوراندیش سے دریافت ہوا کہ دکانداروں کی فسونسازی ہی اور ایک چشمہ ہی کہ اگر اوسمین قسم قاذورات سے چھوڑین فوراً ابر و باران پدید ہو بہار و خزان یہان کی عمدہ ریاحین کی رنگ آمیزی نہایت مصفا تینتیس قسم کا لالہ ہوتا ہی انمین سے ایک قسم ایسی ہی جسمین گلاب کی بو آتی ہی اوسکا نام بھی لالۂ گلبو ہی اور سونے چاندی لاجورد کی کھانین ہین اور پہاڑ کے نزدیک ریگستان ہی اوسکو خواجہ ریگ وان کہتے ہین موسم تابستانمین یہان نقارہ و ڈھول کی آواز معلوم ہوتی

لوماں ضحاک و بامیان

قلعۂ ضحاک پرانے وقتون کی یادگاری ہی اور حصار بامیان خراب یہان پر بارہ ہزار سمج جنگل کے درمیان مین کھوین کھودی ہین جنکا نام ہزرہ کچ اور نقاشی ہی اگلے وقت یہان پر موسم زمستان آخر لیجاتے تھے۔ یہان پر تین مت ہین ایک مرد کی تصویر اسی گز دراز قد دوسرے عورت کی تصویر پچاس گز لانبی اور ایک بچہ کی تصویر پندرہ گز کی طول مین ہی تعجب یہ کہ سبھی مین ایک قبر ہی اوسکے درمیان مین تابوت رکھا ہی اوسکی ابتدا کا حال معلوم نہین لیکن بزرگ خیال کرتے ہین۔ گذشتہ زمانے مین کوئی دوا ملکر سخت زمین مین دفن کر دیتے تھے سادہ لوح فریفتہ ہو جاتے اور اعتقاد ظاہر کرتے۔ بنیش لوماں اس سے متعلق ہین اسکی جمع بابر بادشاہ نے اپنے واقعات مین باوجود یکہ آٹھ لاکھ شہرخی لکھے جسکے تین لاکھ بیس ہزار روپیہ اکبرشاہی ہوتے ہین روپیہ کا نرخ چالیس دام۔ ایک کروڑ ۲۸ لاکھ دام ہوئے عہد اکبری مین جمع چھ کرور تہتر لاکھ چھ ہزار نوسو تراسی دام مقرر ہوئے شاید یہ اوتھنا قلت آبادی سے ہوئے اور نیز پشاور وغیرہ کو چھوڑ دیا ہی۔ اور نیز منتظمون کی ناکردہ کاری باعث ہوئی

تذکرہ

۸۰ ہجری مین عبدالملک بن مروان نے امیہ بن عبداللہ کو حکومت خراسان سے خارج رکھکر حجاج بن یوسف ثقفی کو حوالہ کی اور عبداللہ بن ابی بکر کو سیستان روانہ کردیا وہان سے لشکر جمع کر کے رتن بھیل مرزبان کابل کے لڑنے کو چلا چونکہ بھڑنے کی طاقت نتھی پہاڑون کی اوٹ سے راہ بندکی لشکر عرب پر سختی نازل ہوئی خورش کے نملنے سے عاجز ہوئے لاچار سات سو ہزار دام یعنی تین لاکھ روپیہ دیکر عبداللہ چل نکلا اور شریح بن ہانی آشفتہ ہوکر

باوجود کمسن سالگی کے ادٹھہ دوڑا حجاج نے اس خبر سے سرزنش کی اور سرداری سے معزول کیا ۸۰؁ھ ہجری مین عبد الرحمن بن محمد اشعث کو رتن بھیل کے آویزش کو روانہ کیا اور سیستان مع اوسکے اطراف کے اوسکو عطا کیا۔ عبد الرحمن جب حدود کابل مین پہونچا بطرز اول اثنائے مین کسیقدر آدمی چھوڑکر بڑی دستبردی کی اور اچھی لوٹ ہاتھہ لگی۔ دشواری کے سبب سے وہ ملک نگاہ نرکھہ سکا حجاج نے عدم معاودت کو سرزنش تحریر کی کہ ہرچند امسال تردد قرار واقعی ہوا لیکن اس معاودت کا جرمانہ یہ ہی کہ بمجرد پہونچنے تحریر ہذا معاودت کرے اور اوس ملک کو تصرف مین لائے اگر اوسمین سہل انکاری سے دوسرے سال کی لڑائی کا خیال ہو تو اپنے تئین معزول سمجھے لشکر اپنا مرد اسحق بن محمد کو سمجھکر اوسکے فرمان بردار ہون۔ عبد الرحمن دولت کے غرور مین آکر ایرانی لشکر سے ملگیا اور حاکم کابل سے متفق ہوکر حجاج سے سامنا کیا اور بات قرار پائی کہ اگر فتح پائے کابل پر ہاتھہ نہ بڑھائے اگر ناکام ہو پناہ پائے حجاج اس شورش سے سخت برہم ہوا ظاہر و پوشیدہ مقام جنگ آراستہ ہوا عبد الرحمن نے فتح پائی حجاج بصرہ کو آیا دوبارہ لڑائی ہوئی اوس ناسپاس کی آبروریزی ہوئی قلعۂ لبست مین جہان اوسکا گماشتہ تھا پناہ گیر ہوا اوسنے حجاج کے خیال سے عبد الرحمان کو قید کیا چاہا کہ حجاج کے پاس روانہ کرے مرزبان کابل اس خبر سے مطلع ہوا اور حیلہ کرکے عبد الرحمن کو چھڑاکر اپنے ملک مین لایا چند مرتبہ اسکی مدد سے آویزش کی مگر کچھہ حاصل نہوا ۸۴؁ھ ہلالی مین رتن بھیل نے چکنی چکنی باتون مین اسے قید کرکے اوسکے حضور مین بھیجدیا اس بیچارے غیرت کے مارے نے اثنائے راہ مین بلندی سے کودکر عدم کی راہ لی ۱۰۷؁ھ ہجری مین ہشام بن عبد الملک کی حکومت مین امیہ عبد اللہ قشیری حاکم خراسان اور غور اور غرجستان اور ملک نیمروز نے کابل فتح کیا اور اپنا دار الحکومۃ مقرر کیا اوسوقت سے ہمیشہ بنی امیہ اور بنی عباس حاکم خراسان کے عہد مین رہا تا آنکہ سامانیون کے عہد مین التبکین غلام اس خاندان کا جدا ہوکر غزنین اور کابل کو قبضہ مین لایا جب وہ فوت ہوا سبکتگین والد سلطان محمود کو سرداری ملی اسیطرح غزنویون کے تصرف مین آیا بعدہ غوریون کے ہاتھہ لگا اسکے بعد انکے غلامون اور اونسے خوارزمیون کو بعدہ چنگیز خانی رہی وہان سے امیر تیمور صاحبقران اور اوسکے آل و اولاد مین حکومت آئی کچھہ دنون نادری حکم بھی رہا اب تیمور شاہ بن ابدالی احمد شاہ کا دار الملک ہی چونکہ کسیقدر ہندوستان کے صوبجات کی کیفیت

تحریر ہوچکی ہی اب کسیقدر فرمان روایون کا حال ابتدائے پانڈوان سے تحریر ہوتا ہی

ذکر احوال فرمان روایان ہندوستان کا ابتدای راجہ جدشٹر پانڈوان سے

کتب تواریخ خصوص مہابھارتھہ سے جو جملہ کتابون سے معتبر ہی ایسا واضح ہوا کہ آخر زمانۂ دواپر سے ہندوستان کی سلطنت پانڈون اور کورون کے خاندان مین تھی جب راج کی نوبت راجہ بچترپرج پانڈون کے دادا کے ہاتھہ آئی حسب قاعدہ اپنے گذشتہ بزرگون کے عدل و انصاف کرکے عالم عقبے کی راہ لی اسکے کوئی وارث نتھا کارپردازون نے

باہم مشورہ کیا اور سری بیاس جی سے جسکے طول بقا اور نشو نما مین قدرت الٰہی پائی جاتی ہی رجوع کرکے اوسکے
ذریعہ سے مرحوم راجہ کی رانیون سے تین لڑکے پیدا کرائے روایت ہی کہ پہلی رانی نے اوس سراپا جلال کی تاب مشاہدہ
نلاکر اپنی آنکھہ بند کر لی تھی اس سبب سے اوسکے نابینا لڑکا جسکا نام دھرتراشٹ رکھا گیا پیدا ہوا دوسری
رانی اوس خورشید طلعت کی شعاع سے زرد ہوئی اوسکا لڑکا زرد رنگ پانڈ نام ہوا تیسرا بیٹا بدر مین لونڈی سے
بدر یعم منظہور ہوا چونکہ بڑے لڑکے دھرتراشٹ نے نور نظر سے چشم پوشی کی تھی اور بدر لونڈی کے پیٹ سے
نکلا لہذا پانڈ نے فرمانروائی مین سرخروئی حاصل کی اپنے خاندان کے بجھے چراغ کو از سر نو روشن کیا بسر راجہ نے
زور سرپنجہ سے سرکشان اطراف کا پنجہ پھیر از بردستی سے سارا ملک زیر کیا۔ طبیعت اسکی شکار دوست تھی
اکثر اوقات صید افگنی مین مصروف رہتا تھا ایکروز حسب معہود برہم شکار سوار ہوا ناگاہ دو آہو نر و مادہ
باہم قربت کرتے نظر آئے راجہ نے تیر دلدوز کو بقصد نشانہ روانہ کیا کمان چلائی کہ وہ مارا عین وصل مین جدائی
ہوئی نر و مادہ بیچ مفارقت نے تفرقہ ڈالا۔ درحقیقت یہ آہو نہ تھے کوئی تپیشری آہو کے قالب مین اپنی
عورت سے خوش فعلیان کرتا تھا۔ نزع کی حالت مین اوس حسرت زدہ کے زبان پر یہ چند الفاظ روان ہوئے
کہ اے خداوند جس رنگ سے اس نیرنگ ساز نے ہماری صحبت کے رنگ مین تفرقہ کی خاک اوڑائی اسی
حالت مین یہ بھی زمانہ کی دورنگی دیکھے اس بددعا کے سنتے ہی بیدرنگ راجہ کے چہرے کا رنگ اوڑگیا
بدحواسی کا دھوان نظرون مین چھا گیا۔ مگر کیا ہونا تھا تیر از شست جستہ و کار از دست رفتہ کا معاملہ تھا۔
لاچار اپنی موت عورت کی نزدیکی سے سمجھکر تخت خلافت سے دوری اختیار کی جنگل مین جاکر عبادت کرنے لگا
ایکروز اپنی عورت کنتی نام سے کہا کہ جو شخص بے اولاد مرتا ہی وہی دوزخ جاتا ہی۔ اور ہمارے مذہب مین جائز ہی
کہ اگر بے اولاد یا خود رجولیت پر قادر نہو برہمن کے وسیلہ سے کشت مراد مین تخم ریزی کرائے جسطرح کہ بسبب اللہ دادی
کے ہم تینون بھائیون کی ولادت بیاس جی کی بدولت ہوئی۔ اوس عورت نے جواب دیا کہ آب شمشیر کا حلق سے
اوترنا مجھے گوارا ہی مگر غیر مرد کے زلال وصال سے سیراب ہونا ممکن نہین مگر چون کہ میرے تئین ایک ایسا افسون
یاد ہی کہ جسے چاہون عالم ملکوت سے بلا لون اور اوسکی مصاحبت سے اولاد حاصل کرون اگر تیری رضا ہو اس
ڈھب سے البتہ ممکن ہی۔ راجہ نے اس نوید سے دلشاد ہوکر اجازت دی۔ وہ خلوت مین گئی یہ جلوت مین پاسبانی
کو بیٹھا۔ قدرت الٰہی سے وہ عورت بادار ہوکر باہر آئی راجہ کو خوشخبری سنائی۔ نو مہینے کے بعد لڑکا جنی جسکا نام
جدشٹر ہوا۔ اور دوسری بار بھی پہلی ترکیب سے باردار ہوگئی۔ بھیم سین نام قوی ہیکل لڑکا پیدا کیا۔ منقول ہی
کہ ایک مرتبہ اوس جنگل مین ایک شیر دلیر نمودار ہوا اوسکا خوف سارے بنی نوع کے دلون مین سماتا ہوا ہر ایک کے
لبون پر فریاد آئی۔ کنتی بھی گھبرا کر بھاگی اس سراسیمگی مین یہ بھی اوسکی بغل سے جدا ہوکر بڑے بھاری پتھر پر جا گرا

اسکے صدمہ سے پتھر پر پتھر پڑے ٹکڑے ہوگیا - دیکھنے والون کی آنکھین پتھرا گئین - راجہ پانڈ نے سمجھا کہ یہ لڑکا
بڑا کوہ وقار زبردست شیر شکار ہوگا - تیسری مرتبہ ارجن کی ولادت بھی گذشتہ طریقہ سے ہوئی آسمان سے
آواز آئی کہ فرمانرواے عالم علوی کی طرح اسکا علم فرمانروی عالم سفلی مین علم ہوگا - اسکے ہاتھون سے یکقلم دشمنون کا
سر قلم ہوگا - راجہ پانڈ کے دوسری زوجہ سے دو لڑکے نکل اور سہدیو توام پیدا ہوئے یہ پانچون بھائی حسن سیرت
اور صورت اور شجاعت اور دلیری مین یکتاے روزگار تھے راجہ کے خمسۂ حواس ان پنج برادر کے ساتھ نہایت درستی
سے جنگل مین منگن تھے - ہستناپور مین جہانداری کا کاروبار دھرتراشٹ جو نے بصری کے میدان کا سوتھا کرتا تھا
- جسوقت دھرتراشت کی بی بی حاملہ ہوئی وضع حمل کے وقت ایک لوتھڑا گوشت کا پیٹ سے باہر نکلا - لوہے
سے زیادہ سخت تھا - دھرتراشت کی بی بی سخت حیران ہوئی - چاہتی تھی کہ اوس پارۂ گوشت کو دور پھکوا دے
اوسوقت بیاسدیو نے آکر فرمایا کہ ہرگز اس پارچۂ گوشت کو نظر سے دور نکر اس سے لخت جگر پیدا ہونگے بعد ازان بیاسدیو
کے کہنے کے بموجب ٹھنڈھا پانی اوسپر چھڑکا فوراً سو ٹکڑے ہوگیا - پس ہر ایک ٹکڑے کو روغن کی ٹھلیا مین چھوڑکر
علحدہ علحدہ بحفاظت تمام نگاہ رکھا - بعد دو سال کے جب اون کو کھولا ہر ایک سے ایک لڑکا برآمد ہوا سب سے بڑا
درجودھن تھا کہتے ہین درجودھن نے نکلتے ہی زمین کو پھاڑکر گدھے کی طرح رینکنا شروع کیا اوس آواز سے شغال
اور کرگس اور خر اور زاغ زمین و آسمان مین فریاد زنان ہوئے اور ہوا مین غبار اوٹھا اس حالت سے تماشائیون کو حیرت
ہوئی - ان سو لڑکون کے سوا دوسری بی بی سے ایک لڑکا جُجھنہ راجے پیدا ہوا جملہ اولاد ایک سو ایک ہوئی
ان سب مین بڑا درجودھن روئین تن تھا کوئی حربہ اوسپر کارگر نتھا اوسکی شجاعت اور تہوری کا حساب ممکن نہین
درحقیقت فرد تھا - جسوقت یہ بموجب دعاے بد کے راجہ پانڈ عورت کی نزدیکی کرنے سے عروس زیست کی ہمکناری
سے دور ہوا چھوٹی بی بی اوسکے نعشہ کے ہمراہ سوختہ ہوئی تپشری اور عبادتگار لوگ جو اوس جنگل مین تھے انہون نے
پانچون لڑکون کو مع کنتی کے ہستناپور پہونچا دیا - اکثرون نے اون لڑکون کو قبول کیا اور بعضون کو انکار رہا
خصوص راجہ دھرتراشت کا بڑا لڑکا درجودھن دون کی لیتا تھا کہ جب راجہ پانڈ بسبب عابد کی بددعا کی
عورت کی نزدیکی سے دور رہا کیونکر ان کو اوسکا نتیجہ سمجھنا چاہیے - اوسی وقت اکاس بانی ہوئی کہ یہ نو رسیدہ
نہال پانڈ کے ثمر ہین فرشتون کے ذریعہ سے عالم وجود مین آئے ہین - اس آواز کے ساتھی آسمان سے انکے سر پر
پھولون کی بارش ہوئی اور عالم بالا سے نوبت اور نقارہ کے آواز بڑے غوغا سے عالمگیر ہوئے - تمامی سکان
ہستناپور کے اس آواز سے حیران ہوکر ایمان لائے کہ بیشک یہ لوگ پانڈوان ہین بھیکم پتامہ نے جو انکے باپ کا
چچا تھا تعلیم اور ترتیب کرنا شروع کی اچھے اچھے اوستاد تربیت کو مقرر کیے - انھون نے بمقتضاے استعداد
خداداد کے تھوڑی سی فرصت مین ہر طرح کے علم و فن حاصل کیے اور فن سپہ گری کے کل جوڑتوڑ تیر تلوار کے داؤ گھات

حاصل کی خلاصہ یہ کہ ہر بات مین اپنی ناموری کمال کو پہونچائی ـ جدشٹر نے محاسن اخلاق کی خوبیان حاصل کین ـ خوشخوئی
نیکروی کی عادتین کامل کین اشعار تھی عقل محتاج تدبیر عنبر + بھرے دلمین تھے اوسکے افعال خیر + کسیکو نہ رنج اوس سے
پہونچا کہین + نہ تھا اوسکو مطلق غم و رنج و کین + بھیم بہ نسبت جدشٹر کے خوبرو اور تنومند تھا جس درخت پر ہاتھ لگایا
اوسکی جڑ اکھوڑ ڈالی ـ زور سر پنجہ سے ہاتھی کا موہنہ پھیر دیا ـ گرز افگنی اور کشتی گیری مین نے نظیر تھا عجب بیچ کا
انسان تھا اشعار عجب شان و شوکت کا تھا یہ جوان + جسے دیکھ چکر مین تھا آسمان + نتھا آدمی بلکہ
تھا شیر نر + نتھے تیغ و گرز اوسپہ کچھ کارگر + ارجن کی کمانداری اور تیراندازی سے تیر و کمان تک تعجب سے انگشت
بدندان تھے ـ اسکی شست دیکھکر قضا و قدر کا دل چٹکیون مین پیسا جاتا تھا ـ کئی فن سے تیراندازی کرتا
جسوقت ایک تیر گوشۂ کمان سے کڑکڑاتا ـ وہ ہزار تیر ہوکر دشمن کی جانستانی کرتا ـ کبھی تیرون سے باد و باران کا
سدراہ ہوتا ـ کبھی باد و خاک و آتش و ہوا تیر سے پیدا کرتا ـ قوت سحر اسقدر تھی کہ کبھی بلندی کبھی پستی کبھی لاغری
اور فربہی دکھلاتا ـ کبھی ظاہر کبھی نظر سے پوشیدہ ہو جاتا ـ نکل اور سہدیو بھی جو دوسری مان سے تھے نیزہ بازی
اور تیغ زنی وغیرہ فنون سپہ گری مین یکتا تھے ـ آپس مین ایکا ایسا تھا کہ پانچون بھائی اربعہ عناصر کی طرح ایکجگہ
اوٹھتے بیٹھتے ـ بڑے بھائی جدشٹر کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے ـ اور اپنا خداوند مجازی سمجھکر اوسکے حکم سے
سر و انحراف نکرتے تھے ـ دنیا مین مشہور ہی کہ یوسف سا عزیز بڑے بھائیون کے ہاتھ سے کنوین جھانکا ـ
حسد کا مرتبہ ایسا ہی ہی کہ برادران توام کو دوسریکا شکوہ و جلال نہین بھاتا ـ مطابق اسکے یہ حال ہی کہ جرجودھن
انکی شان و شوکت پر حسد کھانے لگا ـ بھیم سین کی قوت و طاقت سے خوفناک ہوا ـ کانون سینہ مین خشم و
عناد کی آگ بھڑک اوٹھی ـ بمقتضاے آئین بادشاہی کے پانڈون کی گرمی بازار سرد کرنا چاہا ـ بارہا خیال کیا
کہ بھیم سین کی شمع حیات کو گل کرے ـ اکثر سیر و شکار مین زہر دیا ـ چند مرتبہ سوتا پاکر ہاتھہ پیر باندہ گنگا مین
ڈالدیا ـ لیکن چونکہ ناخداے حقیقی کی حفاظت کا بادبان کھچا تھا ـ اوسکی باد مخالف کا کچھہ صدمہ نہ پہونچا ـ
اور ہر مرتبہ بھیم سین ساحل عافیت پر جا لگا ـ چونکہ دھرتراشٹ نے جدشٹر کی حسن لیاقت دیکھکر ولیعہدی کی
سرفراز فرمایا ـ اور سررشتۂ کار ریاست اسکے دست مین دیا ـ جرجودھن کی نایرۂ حسد اور بھی دہک اوٹھی ـ
باپ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپنے مجھے سلطنت سے محروم کیا ـ مگر مجھسے جدشٹر کی فرمان برداری ہوتی نہین ـ
خیر اپنی جان سے درگذر کرتا ہون ـ دھرتراشٹ نے اس کلام سے پاسخاطر فرماکر نصف ملک کی حکومت جرجودھن کو
دی ـ اور جدشٹر کو حکم دیا کہ مع اپنے بھائیون کے شہر برناوہ مین جاکر مقیم ہو ـ اب یہان پر یہ بیان کرنا ضرور ہوا
کہ جرجودھن نے قبل پہونچنے پانڈون کے بلدۂ ماموره مین اپنے ہواخواہون کو حکم دیا تھا کہ گوند اور رال سے مکانات
تعمیر کرین جب پانڈو وہان مقیم ہون بر وقت موقع آگ تیلانا تاکہ جلکر راکھہ کے ڈھیر ہو جادین ـ القصہ جب پانڈو

وہان پہونچے اعدا کی عداوت اور فریب سازی سے ماہر ہوکر پوشیدہ نقب طیار کی اور خود اپنے ہاتھہ سے اوس
مکان مین آگ لگاکر نقب کی راہ سے نکل گئے ۔ ایک بھیل نام عورت مع اپنے پانچ لڑکون کے قضا کار آکر جل گئی
۔ جاسوسون نے اون پانچون لاش کو پانڈون کے قالب سمجھکر درجودھن کو نوید سنایا ۔ وہ حاسد جامہ مین
پھولا نہ سمایا ۔ پانڈون نے اوس مکان سے نکلتے ہی جنگل مین رکھون کے مانند تیر تھون اور ملک ملک کی سیر
اختیار کی دیو بھوت کو مار ڈالتے تھے ۔ کرگدن اور شیر کا شکار کھیلتے ہوئے کمپلہ شہر مین پہونچے وہان کا
راجہ دروپد تھا اوسکی لڑکی نہایت حسین صاحب جمال تھی ۔ اوس زمانہ مین اوس لڑکی کا سوممبر تھا تمام زمانہ
کے راجہ باہو بتقریب اس جشن شادی کے تشریف لائے تھے ۔ راجہ دروپد نے ایک شہتیر میدان مین کھڑا کرکے
ایک طلائی مچھلی اوسپر آویزان کی تھی اور شہتیر کے نیچے ایک دیگ کلان مین روغن بھر کر تابدان پر رکھا تھا اور
ایک کمان نہایت بزرگی اور سختی مین رکھی تھی ۔ شرط یہ تھی کہ جو شخص اس کمان کا چلا چڑھاکر اس ماہی کو بالائے
چوب سے دیگ مین گرائے اوسکا خدنگ مراد نشانہ تمنا مین پہونچیگا یعنی عقد دختر عمل مین آئیگا ۔ دوسرے روز
تمام شخص جمع ہوہوکر وفای عہد مین زور آزما ہوا مگر طالع ضعیف کی ناتوانی سے کچھہ زور نچلا ۔ پانڈو بھی کسی گوشہ
مین تماشا کنان تھے ۔ پس ارجن نے کمان کو اوٹھاکر شست مشت کی صفائی دکھلائی تیر کے چھوٹتے ہی مچھلی
تڑپ کر دیگدان مین آئی اور دروپدی کو جو راجہ دروپد کی لڑکی تھی اپنے عقد مین لایا ۔ دیکھنے والون کے آنکھہ مین
سرسون پھولی مگر کسیکی یہ جرات نہوئی کہ ارجن سے آنکھہ ملائے ۔ عین معرکہ مین پلک جھپکا گئی اوس لڑکی کے
تقدیر مین یہ لکھا تھا کہ پانچ شوہرون سے دو چار ہو آخرش بموجب ارشاد اپنی مان کے پانچو بھائی نے اوسے
اپنی زوجیت مین قبول کیا اور ہر ایک نے ستر ستر روز کی نوبت مصاحبت کی مقرر کی ۔ رفتہ رفتہ یہ خبر ہستناپور
مین پہونچی کہ ہنوز پانڈوان زندہ ہین اور دروپدی سے شادی کی ہی راجہ دھرتراشٹ نے انہین بلاکر مشمول
عاطفت فرمایا اور دوبارہ سلطنت کے دو حصہ کرکے آدھون آدہ کورون اور پانڈون کو عطا فرمائی اور باہم محبت
و اخلاص رکھنے کا عہد لیکر پانڈون کو اجازت دی کہ دریاے جمن کے کنارے شہر اندرپت مین مقیم ہون جسے
اب دہلی کے نام سے مشہور کرتے ہین ۔ راجہ جدشٹر اوس شہر مین پہونچتے ہی احکام حکومت مین مصروف ہوا
تیغ کشورکشا سے اکثر ملکی ولایات تسخیر فرمائین جنھین فرمان روائی کی بوسمائی تھی اونسے فرمان پذیری کرائی
جسوقت دولت و حشمت گران حاصل ہوئی راجسو جگ کا انصرام کیا ۔ راجسو جگ کے یہ قاعدے ہین کہ
قسم قسم کے کھانے ہزار برہمنون کو کھلائے اور سونے چاندی کے برتن خیرات دیتے ہین ۔ اور اقسام اغذیہ اور
عطریات وغیرہ سے ہوم کرتے ہین ۔ عمدہ جگ یہ ہوتی ہی کہ روے زمین کے راجہ لوگ شریک ہوکر آبکشی اور طعام
وغیرہ اسطرح کی خدمتون مین مصروف ہوین ۔ یہ عبادت اوسے نصیب ہوتی ہی جسکے زیر حکومت سارے

جہان کے حاکم ہون جسوقت راجہ جدشٹر نے جگ کا انصرام کیا راجہ جرجودھن بھی شریک ہوا اور اوسکی
دولت خداداد کو دیکھکر ناسور کہن پھر بہ نکلا - تیغ عداوت نے پرانے زخمون کو اور بھی چرکا دیا - جسوقت رخصت
ہوکر اپنی دارالخلافت ہستناپور مین پہونچا ہم نشینون مین بیٹھکر اور سارے قصہ کو سنا کر دین دلوایا اوٹھایا
کہ راجہ جدشٹر کے زوال کی کوئی کامل تدبیر کرنا چاہیے - اون کجبازون نے کہا کہ جوئے کا نقشہ جماؤ - اور اونکو
دغا اور فریب سے ایسی بازی دو کہ سارا کھیل بگڑ جائے - جب اسکے دل مین یہ چھکلے پنجے کی ٹھہری - راجہ
جدشٹر کو ہستناپور مین بلاکر لطف و مدارا سے پیش آیا رفتہ رفتہ مجلس قمار آراستہ ہوئی - دغا کے پانسے
اپنا اولٹ پھیر دکھلانے کو کجی پر رجوع ہوئے - تقدیر مین تو یہ تھا کہ ملک و مال ہار کر دشت ادبار کو سدھارے
لاجرم باوجود عقل و تمیز کے آسمان کی پلٹی اسے نسوجھی سارے خزاین اور دفائن ملک و دولت ہار بیٹھا - کوئی چیز
پاس نرہی - اس گھبراہٹ مین اسطرح عقل نے کجی کھائی کہ چارو بھائیون اور درودپدی کو اور پھر خود بدولت
بھی اپنے تئین ہار بیٹھے - اوسوقت دوساسن جو درجودھن کا بھائی تھا درودپدی کو موکشان محفل مین لایا
اور چاہا کہ حسب الحکم درجودھن کے ننے نام وننگ ہوکر درودپدی کو ننگا کرے اوسوقت یہ بیچاری ایام حیض مین تھی
درودپدی نے اس ہفت نیرنگ کی پردہ دری دیکھکر دربردہ پردہ پوش خلق اللہ کے حضور مین اپنی عزت و ناموس
کی پردہ سازی کو دعا کی - پردہ دار جہان نے اپنے فضل و کرم سے اسکا پردہ رکھا - جسوقت دوساسن ایک لباس
اوتارتا - جامہ خانہ غیب سے دوسرا تن زیب ہو جاتا - یہ ہاتھہ ململ کھینچتا تھا اسکی پارسائی بڑہی کاڑھی کی تھی
آخر وہ پردہ در مونہہ گریبان مین ڈال کر رہگیا - نامحرم کو تن بدن کا راز نملا - حاضرین محفل نے اس نادیدنی کے
دیکھتے ہی آنکھہ بند کر لی - درجودھن اور دوساسن پر طعنہ کی زبان کھولی - مگر درجودھن کا دل توکسی اور ہی
طرف بڑھا تھا کسیکے کہنے سننے سے حوصلہ نہ گھٹا - دوبارہ اس شرط سے بازی لگائی کہ اگر جدشٹر کی جیت ہو
جسقدر مال و اسباب ہارا ہی واپس لیوی - درصورت ہار کے بارہ برس جنگل مین مع اپنے بھائیون کے
پوشیدہ رہے - اگر آخر اس معہودہ مین کہین سراغ کھلے - دوبارہ اوسیقدر مدت تک پریشان ہو یہان تو
عقل و قسمت نے پیشتر ہی ہار مانی تھی - زمانہ گھات مین تھا - آخر بازی نپائی - مع چارو بھائی اور درودپدی کے
جنگل کی راہ لی - اوسوقت کرن نے اسطرح ٹھٹھا مارا کہ اے درودپدی پانڈون کی ہمراہی مین عبث جاتی ہے درجودھن
کے حضور مین کیون نہین مقیم ہوتی - یہ راجہ تجھکو ایسے مرد کے حوالہ کرے - جو تیرے ساتھہ ہار جیت کا حیلہ نکرے
پانڈو خواجہ سرا ہین انکی مصاحبت مین کیا ہاتھہ آتا ہے - عبث انکے ساتھہ خاک اوڑاوگی بہت سا پچھتاوگی
پانڈو انکے استہزا سے شرمندہ تھے - بھیم سین نے چاہا کہ زبان درازون کی گوشمالی کرے مگر راجہ جدشٹر نے
اجازت ندی - لاچار ایفاے شرط کو شہر سے جنگل سدھارے - کہتے ہین کہ اونکے قدم اوٹھاتے ہی زمین

لنپ اوٹھی برق چمکی - جنگلی جانور آبادی مین آئے - سر بازار شغالون نے فریاد مچائی - گدہ دروازون پر نعرہ زن ہوئے - جنگلی درختون مین گل نیلوفر پھولے - دریا نے جوش کھایا - بے موسم درختون پر پھل نمود ہوئے - غرض کہ جتنے شگون بد تھے نظر آئے - المختصر پانڈو جنگل مین جا کر رہنے لگے - تھوڑے دنون بعد ارجن نے بزر عبادت عالم ملکوت مین جا کر سیر کی - اور پانچ برس تک اوس مقام پر تیر اندازی کی ہنر سیکھتا رہا - ادھر پانڈون نے ہندوستان کی تیرتھ جاترا کی - بعدہ ارجن بھی آکر متفق ہوا - اس بیابان گردی مین عجیب عجیب طرحکی ایذا اور مشقتین پائین - تیرھوین سال شہر بیراٹھہ مین پھونچے - اور تبدیل نام کرکے راجہ بیراٹھہ کے ملازم ہوئے - جرجودھن کے آدمی ہرچند تلاش مین سرگرم رہے مگر انکا پتا نپایا - جب تیرہ سال گذر گئے - کھلے خزانے جرجودھن کو پیغام دیا کہ ہمارا نصف حصہ ملک واپس کرے - جرجودھن نے رعونت کی راہ سے قبول نکیا - انہون نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ اگر حصہ نہ دیوے تو رفع ضروریات کی مدد فرماوے یا پانچ موضع یعنی کیتھل - کرنال - اندری - بزادہ - اندرپت عنایت ہو - ورنہ لڑائی موجود ہی - جرجودھن نے جہالت کی سوت تو پیچھے پڑی تھی کچھہ نسنا - لڑنے پر کمر باندھی - اپنے دوستون کو جمع کیا - اسقدر لشکر فراہم ہوا کہ اوسکے برابر کسی معرکہ مین نہین لکھتے - مقام کورکھیت مین معرکۂ رزم ٹھرا - اڑتالیس کوس تک صف کارزار آراستہ ہوئی - کورکھیت اب تھانیسر کے نام سے مشہور ہی - کہتے ہین کہ اس مقام پر فانی ہونے سے انسان آواگون سے رہائی پاتا ہی سیدھا بہشت کو چلا جاتا ہی برہما نے اسی مقام پر ظہور پایا - اور خلقت کو پیدا کیا - غرضکہ طرفین سے مار دھاڑ کا ہنگامہ گرم ہوا زمین و آسمان مین ایک تہلکہ سا پڑا تھا

ذکر آغاز جنگ پانڈوان

پانڈون نے اپنے لشکر کے سات حصہ کیے - اول بھیم سین نے میدان مین جلوہ دکھلایا - صدائے مہیب سے میدان جنگ مین طرفہ خوف سمایا - ہاتھی گھوڑے ایک دوسرے پر گرنے لگے - دشمنون کا کلیجہ کانپا - بھیم نے گرز اوٹھایا - سوارون کو مع ارابہ خاک مین ملایا - ہاتھیون کو ٹیکا ایسے روبرو کوئی نہ اٹکا - کسیکو مشت سے زیر کیا - کسیکو جان سے سیر کیا - ارجن شیر ژیان کے مانند میدان مین پھرتا تھا - دشمنون کی جمعیت مین پریشانی لاتا تھا - جدھر تیر خارا شگاف برسایا خون کا طوفان اوٹھایا - اسطرح جرجودھن نے بھی فوج آراستہ کی - ہاتھیون کے حلقہ برگستوان سے آراستہ اونکے پیچھے پچاس سوار خود و بکتر سے پیراستہ اونکے عقب سات سات پیادہ لڑائی کے آمادہ مقرر فرمائے - تاکہ جب ہاتھی مخالفون کے روبرو جنگ آور ہون پیچھے سے یہ لوگ پیشدستی دکھلا دین - اپنے لشکر مین بھیکھم پتامہ - درونہ اچارج - کرن - دوساسن - شکنی کو سردار بنایا - انہون نے میدان وغا مین آکر پانڈوان کی صفت برہم کی بھیکھم پتامہ نے وہ لڑائی زور آمائی کی کہ

کسیکے بیر نہ جچے - لکھا ہی کہ اسکے ہاتھون سے روزمرہ دس ہزار جاندار مارے جاتے تھے دس روز مین ایک
لاکھ سے زیادہ آدمی اسکے ہاتھ سے مارے گیے - ایسے معرکہ مین آشنا و بیگانہ کا کب خیال تھا - جو تھا خون سے
لال تھا - آسمان یہ گردش دیکھکر لرزان ہوا ماہ و خورشید بچشم عبرت نگران ہوا - ازانجا کہ فتح و نصرت راجہ جدشٹر
کے قسمت مین تھی درجودھن مغلوب ہوا - اٹھارھوین روز بھیم سین کے گرز نے سرکوبی کی اسنے قالب تہی کر کے
نقد جان نذر کیا اپنے خرابی اعمال کو پہونچا اور پھر اوسکے مددگار بھائیون نے بھی اس اخیر وقت مین اوسکا ساتھ
دیا ہر ایک نے ملک بقا کی راہ لی - کہتے ہین کہ اس کشت و خون مین اٹھارہ چھونی لشکر اٹھارہ روز کے عرصہ مین
کام آیا - چھونی اکیس ہزار تین سو ستر فیل سوار اور اسیقدر ارابہ سوار اور ایک لاکھ چھ ہزار تین سو پچاس اسپ سوار
اور تین لاکھ آٹھ ہزار پچاس پیادہ اور ایک چھونی کے عدد پانچ لاکھ سینتالیس ہزار ایکسو بیس نفر ہوتے ہین -
اس حساب سے لشکر طرفین اکانوے لاکھ اٹھائیس ہزار ایکسو ساٹھ نفر سوائے فیل اور اسپ وغیرہ حیوانات کے
فانی ہوئے - سوائے گیارہ نفر کے کوئی نہ بچا - اسمین ایک کشن - اور پانچو بھائی پانڈوان اور سانگ جادو
اور سات آدمی پانڈوان کے - کردر اوستاد کرپا چارج برہمن اور درونہ چارج کا لڑکا اسوتھامان اور کیرت برما
جادو اور جیحش اور چار آدمی کوروان کے بچے - غرضکہ اوس وقت سے اتبک کہ ۴ ہزار ۸ سو ۶۵ برس گذرے
ہین - کوئی دوسرا ایسا معرکہ نہین ہوا - ہرچند راجہ جدشٹر نے فتح پائی مگر اسقدر ذی حیات کے خون ہونے
سے متاسف اور بے ثباتی دنیا سے مغموم ہوکر عروس جہانبانی کی دلفریبی سے کنارے ہوا چاہا کہ ترک تعلق
کرے لیکن بھیکھم پتامہ نے جو ہنوز مجروح نیم جان میدان رزم مین پڑا تھا سمجھا کر اس ارادہ سے باز رکھا -
آخر خیرات و صدقہ بیشمار کر کے جہانداری مین مصروف ہوا اور ہستناپور سے اپنے چچا دھرتراشٹر کی خدمت
مین اس لڑائی کی عذر خواہی کو حاضر ہوا اور بعد اجازت دار الخلافت کو معاودت کر کے امور سلطنت مین
مصروف ہوا - کسیوقت بیاس دیو نے راجہ جدشٹر سے فرمایا تھا کہ اگر اسومیدہ جگ کیجاوے تیری تشویش
جو خویش و اقارب کے قتل و خون سے ہوئی ہی دور ہوگی - ہندوستانی کے اعتقاد مین یہ جگ اسطرح پر
ہوتی ہی کہ ایک راس گھوڑا بہمہ صفت موصوف جسطرح لکھتے ہین مطلق العنان رہا کرین اور اوسکے عقب سے
بہادران تیغ زن روان ہون چارسوے عالم مین گھوڑے کو پھراوین - جس سرزمین پر وہ گھوڑا پہونچے
وہانکا حاکم اوسکے استقبال کو نکلے - اگر کوئی منحرف ہوکر گھوڑے کو باندھے اوس سے لڑائی کرین جب تمام
دنیا مین کوئی روکنے والا نظر نہ آئے تب جگ کا سرانجام ہوتا ہی - خیر راجہ جدشٹر نے گھوڑا چھوڑا تمام
ممالک مین اوسکے قدم پہونچے کسی نے سرکشی کے راہ سے سر نہ اوٹھایا جہان پہونچا عزت و وقار پایا آخر کار
جگ کا سرانجام ہوا - راجہ نے بیشمار نقد و جنس خیرات کیا - ایسکے وقت مین ہر وقت ہر بات ہوتی جب جگ پورا ہوئی

پانی برسا - قحط و وبا عنقا تھے - زمین سرسبز خزانہ معمور - ہر طرف جنگل اور آبادی باغ باغ تھا -
چوری کے نام سے ز ردھنا کا چور بھی پتھر سے پیسا جاتا ہر طرح عدل و داد تھا - اسّی ہزار برہمن روزمرہ اوسکی
سرکار سے فیض یاب تھے یہ راجہ نہایت راست گفتار تھا تمام عمر جھوٹھ دروغ نہین بولا - اپنے چچا
دھرتراشٹ کی خدمتگذاری اور رضاجوئی کو سعادت عظیم جانتا اوسکے لڑکون سے زیادہ آرام دیتا تھا جب
اس طرح پر سولہ برس گذرے ایکروز بھیم نے جو دھرتراشٹ کو ہرگز پیار نکرتا تھا بڑے زور سے تال مار کر کہا کہ
ہمین بازو کا دسترس تھا کہ دھرتراشٹ کے سو لڑکے مارے گئے - دھرتراشٹ اس کلمہ سے غمگین ہوا -
اور انکے ساتھ رہنا ناپسند کیا - فوراً مع اپنی بی بی گندھاری اور بدر و مادر کے جنگل مین جاکر عبادت خدا مین
مصروف ہوا - تین برس کے بعد تھانیسر کے تالاب پر اس شور زار ہستی سے پار لگا - بعض کہتے ہین کہ ہردوار
مین عالم بقا کو کوچ کر گیا - بیاسدیو نے کورون اور پانڈون کا مفصل حال تحریر فرمایا جسکا نام مہابھارت ہی
ایک لاکھ اشلوک لکھا ہی اوسمین سے ۲۶ ہزار اشلوک آئین خدا طلبی اور پرستش اور نصائح وغیرہ مین اور ۷۴ ہزار
لڑائی کے بیان مین ہین - بیاس دیو نے اس کتاب مین اپنے اور اپنے والدہ کی ولادت کا حال عجیب طرز سے
بیان کیا ہی مختصر سا ہم بھی لکھتے ہین وہ یہ ہی کہ چندیری مین ایک راجہ تھا ایکروز بعزم شکار جنگل مین سیر کرتا تھا
یکایک جس رانی سے بمرتبہ کمال اخلاص تھا اوسکی یاد آئی شہوت کے غالب ہوتے ہی انزال ہوگیا راجہ نے اوس
منی کو کسی درخت کے پتے مین رکھکر شاہین کے حوالہ کیا کہ حرم سرا مین جاکر میری محبوبہ کے حوالہ کر - شاہین
وہ پتا اوٹھاکر محل کے پتے پر روانہ ہوا - راستے مین کسی شاہین کی نظر اسپر پڑی سمجھا کہ قسم اغذیہ سے لیئے
اوڑا جاتا ہی وہ بھی جھپٹا باہم آویزش ہوئی نیچے دریاے جمن جاری تھا ہمدیگر کے دو دو چونچ ہونے سے وہ قطرات
منی مچھلی کے مونہہ مین ٹپکے وہ مچھلی حاملہ ہوئی دو مہینے کے بعد کسی صیاد کے دام مین پھنسی جب شکاری نے پاک صاف
کیا اوسکے اندر سے ایک نر ایک مادہ دو لڑکے توام نکلے - ماہی گیر نے انکو راجہ کے حضور مین پہونچایا راجہ نے
لڑکے کو اپنے پاس رکھا - اور مین نام زد کیا جب جوان ہوا دریاے ستلج کے کنارے کی جاگیر اوسکو عطا فرمائی اوسکے
نام کی مناسبت مین اوس ولایت کا نام ماچھی وار مشہور ہوا - رگھئی لڑکی اوس ماہی گیر نے پرورش کی
اوسکے بدن سے مچھلی کی بو آتی تھی لہذا نام اوسکا مچھودری مشہور کیا - بعض دوجن گندھا بھی کہتے ہین
یہ ایک چھوٹی سی ڈونگی لیکر ہر ایک صادر و وارد کا بیڑا پار لگاتی اور کچھ مزد کی خواہشمند نہوتی جب وہ لڑکی بالغ
ہوئی ایک روز پاراسر بن میکیت بن بشست بن برمہا جو کہ منجملہ خدارسیدگان مین سے تھا دریا کنارے آگذرا
لڑکی کو دیکھکر اوسکے دلمین مباشرت کی لہر آئی - لڑکی نے عرض کیا کہ تیرے ارشاد سے مجھے انکار نہین مگر ان لوگون
نے جو یہان کھڑے ہین حجاب آتا ہی - پاراسر نے اپنی قوت باطنی سے ایسا ابر سیاہ ظاہر کیا کہ مردم چشم کو نظر کا

دیکھنا دشوار ہوا اور اوس عورت سے صحبت کی جب فارغ ہوا۔ اوسیوقت لڑکا پیدا ہوا۔ اور فوراً چودہ برس والون
کے مانند ہوکر بعد تعظیم والدین کے رخصت ہوا۔ بیابان مین بیاد خداوند حقیقی مصروف ہوا۔ باپ نے اوسکا
نام بیاسدیو رکھا۔ تصرفات باطنی کے وسیلہ سے کسیکو اس واقعہ کی خبر نہوئی۔ اور مچھودری کا غنچۂ بکارت
بھی ناشگفتہ رہا۔ بوے بد کافور ہوگئی۔ یہ جملہ باتین ایک پہر مین ہوگئین۔ ثانی الحال مچھودری راجہ
سنتن کے عقد مین آئی۔ علماے ہند کا قول ہی کہ بیاسدیو جنگل مین عبادت کرکے متوسلان درگاہ ایزدی
سے ہوا۔ اور نور حقیقی کے پرتو سے انکا شبستان دماغ ایسا روشن ہوا کہ کُل علوم ظاہری اور باطنی مانند طبعی
ریاضی۔ منطق۔ مناظرہ وغیرہ حاصل ہوگئے اور بید کو جو برہما نے بموجب الہام کے کہا تھا اسنے چار حصہ
کیے۔ رگ بید۔ سیام بید۔ ججر بید۔ اتھربن بید۔ اور جسقدر کتابین کہ برہما کے لڑکون نے بنائی اور وہ
زمانہ کی گردشون سے ابتر ہوگئین تھین۔ اس شخص نے ازسرنو ترتیب کین کتاب مہابھارتہ اور بیدانت شاستر
جسمین علم الٰہی۔ مناظرہ۔ منطق۔ ریاضی کا بیان نہایت شرح کے ساتھہ ہی اسیکے تصنیف ہین۔
وحدانیت کی بہت عمدہ دلیلین اسنے بیان کین۔ فقہ اور حکمت اور نجوم وغیرہ اور تواریخ کی کتابین اسی نے ایجاد
کین خلاصہ جسقدر اس شخص نے رسالہ اور مسئلہ لکھے قابل اعتبار ہین۔ بیاسدیو خلعت حیات جاودانی سے
مشرف ہوکر ہنوز عالم علوی اور سفلی مین سیر کنان ہی اور ماضی حال اور استقبال سے آگاہ۔ علماے ہند کا قول ہی
کہ زمانہ کی گردش کا مدار چار دور پر ہی۔ اول ست جگ ۱۷ لاکھہ ۸ ہزار برس اسکی گردش مین امیر و فقیر چھوٹے
بڑے راست باز اور نیک خصلت پرہیزگار پرزور ہوتے ہین۔ اور اونکی زندگانی کی تعداد ایک لاکھہ برس ہی
دوم تریتا ۱۲ لاکھہ ۹۶ ہزار برس۔ اس عہد مین بہ نسبت اول کے ہر امر کا دسوان حصہ رہتا ہی جیسے کہ عمر کُل
دس ہزار برس رہجاتی ہی۔ سوم دواپر ۸ لاکھہ ۶۴ ہزار برس بہ نسبت تریتا کے نو حصہ زائل ہوتے ہین عمر
ہزار برس کی ہوتی ہی۔ چہارم کلجگ ۴ لاکھہ ۳۲ ہزار برس اس عہد مین عمر و قوت اور نکوکاری سے دسوان حصہ
رہجاتا ہی۔ عمر طبعی سو برس کی ہوتی ہی۔ یہ زمانہ گذشتہ تینون دور سے نہایت زبون ہی اس زمانہ کے لوگ
نیک خصلتون سے دور ہوتے ہین۔ اور برائیون کو بھلا جانتے ہین۔ پس معلوم کرنا چاہیے کہ ہر دور کے لوگ اپنے
عہد کے مزاج سے کارفرما ہوتے ہین۔ پانڈو اخیر زمانۂ دواپر مین تھے۔ جب کسیقدر شروع کلجگ ہوا اہل عالم
کی وضع اور طور مین خلل ہونے لگا۔ فساد کے علامات نمودار ہوئے دیکھیے اوسی زمانہ کا قصہ بیان ہی۔ شروع
کلجگ مین کسی شخص نے ہستناپور مین ایک پتھر کا مکان کسی دوسرے شخص سے خریدا۔ جب اوسکی تعمیر ازسرنو
کرانے لگا بیشمار نقد دفینہ برآمد ہوا۔ مشتری نے اپنی حسن نیت سے فروشندہ کو اطلاع دےکر کہا کہ مینے صرف
مکان مول لیا ہی تیرے نقد سے مجھے کیا غرض چل اپنا روپیہ اوٹھا لا۔ اوسنے کہا کہ مینے مکان کو مع حق مرافق فروخت

کیا تھا جو کچھ اوسمین نکلا ہی تو اپنے تصرف مین لا۔ میری کیا نیت ڈانوان ڈول ہی جو دوسرے کے مال مین
دست درازی کرون۔ آخر اسی جھگڑے مین راجہ جدشٹر کے پاس آئے۔ راجہ نے دانائی سے دریافت کیا کہ عنقریب
کلجگ آنے والا ہی تو کسیکی نیت درست نرہیگی۔ اون لوگون کو حکم دیا کہ ابھی یہ روپیہ صیغۂ امانت مین جمع ہو
آیندہ اسکا فیصلہ کیا جائیگا۔ جسوقت حضرت کلجگ کی گرم بازاری ہوئی نیکی اور خوش خوئی نے بھاگنا شروع کیا
وہ دونو متخاصمین برخلاف اوسکے لڑتے بھڑتے آئے۔ فروشندہ کی یہ بات زور شی تھی کہ مینے مکان بیچا ہی نہ دفینہ
تو عجب کھوٹے چلن کا انسان ہی کہ ٹکسال باہر گفتگو کرتا ہی۔ مشتری ڈینگ مارتا تھا کہ اے قلب ساز تیرے
موہنہ زوری کا سکہ بیٹھنے والا نہین جب مینے مکان خریدا تیرا اوسمین کیا دخل یہ تیرا کلام سارا بے محل ہی آخر
راجہ نے زمانہ کے پلٹے کھانے کا ماجرا دریافت کرلیا۔ اوسی زمانہ مین تمام جادوان اور سری کشن و بلبھدر کے
ارتحال کی خبر گوش زد ہوئی پس زندگانی ناگوار معلوم ہوئی اقرار کیا کہ اب فکر زاد راہ عقبی کیا چاہیے

ذکر سلطنت پریچھت بن ابھمن بن ارجن

پس پریچھت بن ابھمن بن ارجن کو راج گدی عطا کرکے جیجہ بن دہرتراشٹ کو وزیر مقرر کیا اور خود ترک سلطنت
کرکے مع اپنے بھائیون کے درختون کی چھال بدن پر اوڑھکر جنگل کو سدھارے شہر کے عورت اور مرد گریان
اور پریشان ہمراہ چلے راجہ نے ہر ایک کا دلاسا کرکے رخصت کیا اور مع دروپدی اور پانچون بھائیون کے
مشرق رویہ سے بنگالہ کرتے ہوئے دکھن مین آیا وہانسے گجرات اور یہان سے دوارکا مین آکر سری کشن اور بلبھدر
کی یاد مین بہت رویا بعد ازان ٹھٹھہ اور ملتان اور پنجاب کی سیر کرتے ہوئے بدری پہاڑ پر جا عبادت کرنے لگا
آخر کو [illegible] پہاڑ مین سما گیا۔ ہر ایک نے اپنے بدن کو برف مین گلا دیا مگر راجہ جدشٹر برف مین نہ گلا اور
عنصری قالب مین بہشت جا پہونچا۔ نیکنامی جاوید اپنے حصہ مین لیگیا۔ کوروان اور پانڈوان کے ہمگر ایام
سلطنت ۸۰ برس رہی۔ اور متفرق کرکے درجودھن نے ۱۳ برس اور راجہ جدشٹر نے بعد مہابھارت کے
۳۶ برس حکمرانی کی جملہ ۱۲۵ برس ہوئے۔ جسوقت پانڈون اور کورون کے باہمدگر رزم گاہ آراستہ تھی
پانچون بھائی کی اولاد کام آچکی تھی پانڈون کو لاوارثی سے نہایت رنج و غم تھا۔ مگر خدا کے فضل سے
مایوس نتھے۔ چونکہ مشیت ایزدی تھی کہ تھوڑے زمانہ تک اس خاندان مین بادشاہی رہے۔ ابھمن کی
بعض عورتین حاملہ تھین۔ بعد انقضاے ایام معہود کے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام پریچھت رکھا گیا القصہ
پریچھت نے تخت پر بیٹھکر داد و دہش مین مصروف ہوکر اپنے خاندان کا نام روشن کیا یہ بھی اپنے بزرگون کیطرح
شکار دوست تھا۔ اکثر سیر و شکار مین بسر کرتا تھا۔ ایک مرتبہ عین شکار مین کسی آہو پر تیر مارا۔ اوس مجروح
نے جراحت اوٹھاکر [illegible] اوٹھائے جو کڑی پھری۔ ادھر راجہ بھی سمھلا اس دوڑ دھوپ مین لشکر سے دور ہوگیا

راہ کی گرمی سے پیاسا ہر طرف پانی کی تلاش مین دوڑا قضارا ایک فقیر عبادت کیش سے دوچار ہوا وہ اپنے بوریا
بے ریا پر بیٹھا خدا کی یاد مین تھا پیشانی نورانی سے فر خداداد چمکتا تھا راجہ اوسکو دیکھتے ہی گھوڑے سے اوترا پانی کا خواستگار
ہوا وہ خضر خصلت اپنے سرچشمۂ مقصود کے غوطہ مین ایسا تہ نشین تھا کہ اسکی آشنائی سے مطلق خبر نہوا راجہ نے اوس
بے اعتنائی سے تاو کھایا غصہ کی آگ بھڑکی کسی گوشہ مین ایک مردہ سانپ پڑا تھا گوشۂ کمان سے اوٹھا کر اوسکی
گردن مین ڈال دیا اور اپنے گھر کی راہ لی۔ فقیر کو اس واردات سے کچھ آگاہی نہوئی اوسی حالت وجد مین بیٹھا رہا
اس فقیر کا لڑکا سنگی کسی اپنی عبادتگاہ کے دوسرے مقام سے باپ کے دیدار کو آتا تھا راستہ مین کسینے گوش زد
کردیا کہ پریچھت راجہ نے تمھارے باپ کی گردن مین موا سانپ پہنایا اسنے سنتے ہی پیچتاب کھایا دریا کنارے
جاکر غسل کیا اور درگاہ باریتعالی مین مناجات کی کہ جسنے میرے والد کے گردنمین سانپ ڈالا ہو وہ ایک ہفتہ مین
تچھک کے کال سے نیست و نابود ہو۔ ادھر یہ دعا قبول ہوئی اودھر وہ باپ کی خدمت مین سدھارا آتے ہی
جو دیکھا فی الواقع مخبر کا کلام تصدیق پایا دیکھتے ہی نہایت زار زار رویا۔ سرنگی نے اس شور سے آنکھہ کھولی۔ اسنے
عرض کی کہ اے پدر جسنے تیری گردن مین سانپ کو اولجھایا اوسے مینے بد دعا دی ہی کہ تچھک مار اسکا بدلا لیوے
۔ سرنگی اس حال سے آزردہ ہوکر بولا کہ تونے بُرا کیا ایسے نیک راجہ رعیت پرور کو سراپ دیا۔ کسی چیلہ کو بھیجا کہ
راجہ کو خبر کردے۔ راجہ نے اس کیفیت سے گھبرا کر ارکان دولت سے صلاح لی کہ عابد کی دعا ضرور اثر کریگی ساتٹ روز
زندگانی ہی آخر دریاے گنگ مین ایک ستون بنواکر اوسپر عمارت بنائی۔ اور مع مصاحبون کے وہان جا ٹھہرا
کہ تچھک سانپ سے پناہ ملے۔ اور گرداگرد افسونگر اور جادو سازون کو مقرر کیا کہ بدون اجازت کے کوئی شخص آنے
پائے۔ اور دافع زہر مار جسقدر دوائین تھین اپنے پاس موجود رکھین۔ اور یاد خدا مین مصروف ہوا۔ جب چھہ روز
گذرے۔ تچھک مار انسان کی صورت نمودار ہوکر چلا۔ اثناے راہ مین دہنتر نام حکیم سے جسکے معجزۂ عیسوی کے
اہل ہنود قائل ہین ملاقی ہوا سانپ نے اوس سے پوچھا کہ کون ہی کہان جاتا ہی حکیم نے جوابدیا مینے سنا ہی کہ
کسی مرتاض نے راجہ پریچھت کو یہ بد دعا دی ہی کہ تچھک مار ساتوین روز اوسکو ڈسے گا لہذا جاتا ہون کہ چارہ کار
کرون۔ اور ایسے راجہ رعایا پرور کو بچا لون۔ تچھک نے جوابدیا کہ وہ سانپ مین ہون اگر تجھہ مین حفاظت
کی قدرت ہی تو اس درخت کو مین اپنے زہر سے خشک کرتا ہون تو سرسبز کر۔ یہ کہکر ایک عظیم الشان درخت کو
ایکدم مین خشک کردیا۔ حکیم دہنتر نے فی الفور اپنی دارو سے اوسے سرسبز کردیا بلکہ اسطرح کہ جسقدر جو لوگ
اوسپر لکڑی کاٹتے تھے وہ بھی اوسی کام مین مصروف نظر آئے۔ تچھک کو اس جادو سے حیرت ہوئی من مین
سوچا کہ یہ بڑی بلا درپیش ہوئی اگر یہ گیا راجہ بچ جائیگا اور بد دعا کا اثر نہونے پائیگا بس بہتر ہی کہ اسے کسی حیلے سے
وہان تک نہ پہونچنے دیجیے یہ خیال کرتے ہی دہنتر کی تعریف کی اور کہا کہ تو اسواسطے جاتا ہی کہ اپنی خدمت سے

عوض مین دولت حاصل کرے بس جسقدر تمنا ہو مجھہ سے لے اور اپنے گھر کی راہ پکڑ حکیم نے دلمین دہیان کیا کہ کیا معلوم میرا جادو وہان پر کارگر ہو کہ نہو۔ اور اگر اثر کر جاوے کیا جانیے جسقدر تمنا ہی راجہ دیوے یا نہین دوسرے نقد حاضر کو امید پر چھوڑنا حمقا کا کام ہی پس تچھک سے کہا کہ تو کسقدر دیتا ہی۔ تچھاک نے خوش ہو کر ایک عدد جواہر دیکر کہا کہ جو اس جوہر سے جو بائی کریگا وہ پاویگا علاوہ اسکے جسوقت میری یاد ہو فوراً حاضر ہون اور مہم اہم کو انجام کرون۔ حکیم اوس جوہر کو لیکر اپنے گھر سدھارا تچھاک ہستناپور آیا۔ اور سب سامان حفاظت دیکھا کہ کوئی سوائے برہمنون کے نہین جانے پاتا۔ تچھاک نے اپنی اولاد کو برہمنون کی صورت بناکر ہر ایک کے ہاتھہ مین ایک ایک پھل رکھدیا اور خود ایک چھوٹا سا کیڑا بنکر ایک میوہ کے اندر جا چھپا۔ یہ لوگ دربانون سے اجازت لیکر راجہ کی سبھا مین داخل ہوئے اور اونھین پھلون کو نذر گذرانا۔ راجہ نے سب میوہ امرا اور مصاحبون کو تقسیم کیا اور جسمین تچھک پوشیدہ تھا وہ اپنے واسطے رکھا تچھک اوس میوے سے چھوٹے کیڑے کی ہیئت مین نکلا راجہ نے اوسکو دیکھکر کہا کہ جس سات روز کا وعدہ تھا وہ گذر گئے اب شام قریب ہی یقین کہ عابد کا کہنا غلط نہو۔ کیا عجب ہی کہ یہ کیڑا تچھک ہی ہو۔ پس اوسکو اوٹھا کر اپنی گردن پر رکھا اوسوقت تچھاک نے نہایت عظمت اور مہابت ظاہر کی اور راجہ کی گردن مین لپٹ کر اپنے تئین سربلند کیا اور گردنمین کا ٹکرا اوڑ گیا۔ اور زہر کی تاثیر سے وہ مکان جل اوٹھا سب برہمن بھاگ نکلے۔ آخر مکان مع مکین کے جلکر خاک ہوگیا۔ اوس رات کو ہستناپور مین عجب کھلبھل مچی رہی صبح کو راجہ کی چیا دریاے گنگ مین ڈالدی چندروز اس ہنگامہ مین راجہ بھاگوت کی پوتھی جو ہنڈوون کے نزدیک نجات اور رستگاری کا وسیلہ ہی سنتا رہا تھا اس پوتھی کا جامع سکھدیو بن باسدیو ہی

اس راجہ نے ساٹھہ برس حکومت کی

ذکر سلطنت راجہ جنمی ولد راجہ پریچھت

بعد وفات راجہ پریچھت کے راجہ جنمی سریر آرا ہوا اس راجہ نے چھوٹے سن مین ایسا بڑا ضبط وربط فرمایا کہ کسیکو طاقت انحراف کی نہ تھی۔ کہتے ہین کہ تھوڑے دنون بعد اوتر کو چڑھائی کی اور بعد فتح و نصرت کے اپنی دار الخلافت ہستناپور کو لوٹ گیا۔ انھین دنون مین ایک عابد جرنکار نام راجہ کے دربار مین آکر کہنے لگا کہ جن راجاؤن نے تیرے ساتھہ کسیطرح کی بدی نہین کی اونھین رنج پہونچانا اور اونکی املاک چھین لینا اور اس رکڑ جھگڑ مین بندہاے خدا کا مفت مین خون کرنا اور سردارون کو پایمال کرنا بجز مظلمۂ روز جزا کے اور کیا فائدہ دیویگا۔ جس امر کی تجھے ضرورت اور فرض ہی اوسکی کچھہ فکر نہین کہ دنیا و آخرت مین موجب سعادت ہو۔ راجہ نے کہا آپ اس مہم ضروری سے آگاہ کر عابد بولا تچھاک نے تیرے باپ کو جو نہایت نیک اور بندہ نواز دستگیر فقیر سائل تھا مارا تجھے اوسکی پاداش مین پیروی کرنا چاہیے۔ اگر خون پدر کا انتقام لیا تا قیامت نام نیک کا سرانجام کیا

راجہ کا اس کلام کے سنتے ہی خون غیرت نے جوش کھایا عزم مصمم ہوا کہ سانپون کو روز سیاہ دکھلاوے پس برہمنان بید خوان اور افسون گران نے نظیر کو اکٹھا کیا مراد دلی کا جویان ہوا۔ اونکی جادوگریون سے عجب تہلکہ پڑگیا جدہر دیکھو سانپ چلے آتے ہین نے مارے موئے جاتے ہین۔ آتش سوزان پر پروانہ کی طرح کود کود کر جلتے ہین اول مرتبہ ۲۰ ہزار آکر جلے۔ پھر ایک لاکھہ۔ اسکے بعد اا لاکھہ بعد ازین ایک کرور۔ پھر نوبت بنوبت دس کرور آکر جل بجھے۔ ان سانپون مین اکثر گھوڑے کے ہم چہرہ۔ بعض ہاتھی کی سے سونڈ رکھتے۔ بعض مانند آدمیون کے ناک کان مونہ رکھتے۔ بعض کے دو دو تین تین مونہہ تھے۔ بعض ایک سے لیکر تین تین کوس تک کے طویل تھے۔ خلاصہ یہ ہی کہ اسقدر سانپون کی مری پڑی کہ اونکی چربی سے ندیان بہ گئین۔ آگ کے شعلہ سے آسمان دہک اوٹھا۔ انجام کو یہ حال ہوا کہ کہ سیکہ ناگ جسپر دنیا کا بار ہی کنپ اوٹھا۔ اوسنے چاہا کہ دنیا کا بوجھہ اپنے دوش سے اوتار کر اوس آگ مین جا جلے۔ لیکن چونکہ خواہش ایزدی نہ تھی کہ یکبارگی تختۂ زمین اولٹ جائے اور سانپون کا تخم نیست و نابود ہو جائے۔ استیک نام برہمن صاحب کمال راجہ کی محفل مین صادر ہوکر شفاعت خواہ ہوا۔ راجہ نے بموجب اوسکے التماس کے خون معاف کیا۔ بقیہ موذیون نے جان گزائی سے نجات پائی۔ بعض کا کلام ہی کہ تچھک نے بھی اس گلزار خلیل کے گل کھائے۔ اس دم کے بعد جشن عظیم برپا کیا ہزاروں برہمنون کو دان پن سے امیر بنا دیا **القصہ** بعد فراغت امور جہانبانی مین مصروف ہوا۔ کچھہ زمانہ گذرتے ہی بیاسدیو آئے راجہ نے سوال کیا کہ اے حقیقت پژوہ ہمارے بزرگون نے باوجود دریافت ہونے نے ثباتی دہر کے کسلیے اپنے اقارب اور بھائیون سے لڑائی کی۔ بیاسدیو نے جواب دیا کہ شدنی نہین ٹلتی۔ راجہ نے کہا افسوس باوجود حاصل ہونے اسقدر مقدرت اور اختیار کے چارۂ تدبیر نکر سکے بیاسدیو نے کہا کہ خدا سے زیادہ کون ہی کہ کاتب تقدیر کے لکھے کو مٹائے بالفعل ایک ایسا امر تیرے ہاتھہ سے سرزد ہونے والا ہی کہ تیرے کلنک کا ٹیکا لگائے اگر تجھسے ممکن ہو اوسکی مدافعت کی تدبیر کر۔ راجہ متحیر ہوکر بولا کہ وہ کون امر ہی خدا کے واسطے جلد آگاہ کر بیاسدیو نے کہا فلانی تاریخ کوئی سوداگر ایک خوش وضع گھوڑا درگاہ شاہی مین لائیگا تجھے لازم ہی کہ اوس گھوڑے پر نگاہ نکر بلا تدبیر دیکھنے کے خرید نکر۔ اگر مول بھی لے سواری سے دور رہنا۔ ورنہ وہ گھوڑا تجھے ایسے جنگل مین لیجائیگا جہان ایک صاحب حسن عورت کا نظارہ ہو۔ تجھے لازم ہی کہ اوسکا فریفتہ نہو اگر اوسکے ساتھہ عقد بھی کرے اور گھر لائے اوسکے حکم کا محکوم نہو۔ اگر حکم پذیر ہوا ایک بڑا گناہ تجھسے سرزد ہوگا۔ یہ کہکر بیاسدیو تو نظر سے غائب ہوگئے اور روز معہود کو سوداگر مع اسپ پری پیکر جسکے قدم قدم پر مردم دیدہ لوٹ پوٹ ہوا جاتا تھا حاضر ہوا۔ خلق اللہ تماشا کو ہجوم ہوا شدہ شدہ راجہ کو خبر ہوئی نے اختیار گھوڑے کے دیکھنے کو سوار ہوا۔ قضا تو اپنا چھلاوا دکھلا رہی تھی۔ راجہ نے دیکھتے ہی پسند کیا۔ جھٹ روے زمین سے اوچک کر خانۂ زین مین آیا۔ وہ عین جادو پلک مارنے مین نظرون سے غایب ہوا۔ جنگل سنسان مین جا پہونچا۔ راجہ متحیر لرزان تھا۔ ہر سو بدیدۂ تعجب نگران تھا۔ ناگاہ

ایک لعبت چاردہ سالہ سے دوچار ہوا۔ بمجرد نگاہ سرمگین آنکھون کا بیمار ہوا۔ اوسکی زلف سلسل مین ایسا پھنسا
کہ پھر نہ سلجھا وہین پر عقد کیا۔ اور اپنے مکان پر لاکر ساری رانیون پر سردار کیا۔ حضرت عشق نے ایسا مغلوب کیا کہ اوسکی
اطاعت سے باہر دم نہ مارتا۔ اتفاقاً ایک روز راجہ برہمنون کو طعام لذیذ پر حلاوت کھلارہا تھا۔ ناگاہ وہی پردہ در
زہد وایمان لے پردہ سراپردہ سے باہر آئی۔ برہمنون کی جو نگاہ جا پڑی اوسکے عشق سے پیٹ بھر گیا۔ کھانے
پینے سے آسودہ ہوگئے۔ راجہ کو غیرت نے آگھیرا بے اختیار ہوگیا۔ طرفۃ العین مین اوس گروہ کو آب شمشیر سے نہلاکر
ٹھنڈے ٹھنڈے عقبے کو روانہ کیا۔ تقدیر کی کارسازی دیکھیے کیا اپنے مُنہہ کی کھائی۔ دیدہ و دانستہ عقل جلیل سے
شکست فاش اوٹھائی۔ اب راجہ نہایت متاسف ہوا۔ چشم غمناک نے چشمہ چشمہ دریاے ندامت جاری کیے
بیاسدیو بھی آن پہونچے فرمایا حضور کو تو بندہ نے اطلاع بھی دیدی تھی۔ کیون ایسے فعل کے آپ مرتکب ہوئے
راجہ نہایت نادم تھا کیا کہتا۔ بکمال عجز وانکسار یہ چند کلمہ عرض کیے کہ اب بخشش کا امیدوار ہون۔ بیاسدیو نے فرمایا
کہ کتاب مہابھارت سنا چاہیے اور خیرات کرنا۔ آخر راجہ نے کتاب مذکور ساتن سے جو باسدیو کا شاگرد رشید تھا سنی
اور دفینے کے دفینے خیرات اور تصدق فرمائے۔ اوسوقت سے مہابھارت دنیا مین مشہور ہوئی راجہ نے بعد
چند روز کے دہر ناپایدار سے عالم باقی کو رحلت فرمائی سلطنت اسکی ۸۴ برس رہی

ذکر سلطنت راجہ اسمند وغیرہ اولاد پانڈوان

چونکہ راجہ اسمند بن راجہ جنمی جند کے وقت سے احوال نسل پانڈوان کا بذریعہ کتب ہنود کے مفصل
معلوم نہین ہوتا لہذا نام ہر ایک کا مع تعداد ایام سلطنت کے جو بعض کتابون سے معلوم ہوا درج ہوتا ہے۔
القصہ بعد رحلت کرنے راجہ جنمی جند کے راجہ اسمند جانشین ہوکر عدل وداد مین مصروف ہوا ۸۲ برس اور دو مہینے
بادشاہی کی۔ اسکا لڑکا راجہ آدھن ۸۸ برس دو مہینے حکمران رہا۔ اسکا بیٹا مہاجی ۸۱ برس گیارہ مہینے فرمانروائی
کرتا رہا۔ اسکا لڑکا جسرتہ ۷۵ برس دو مہینے عروس حکومت سے ہمکنار رہا۔ بعدازان راجہ ڈشت ۷۸ برس
تین مہینے۔ اور راجہ اوگر سین ۷۸ برس آٹھ مہینے۔ اور راجہ سورسین ۷۸ برس۔ اور راجہ ٹنڈشت سین
۶۵ برس دو مہینے۔ اور راجہ برسمی ۶۹ برس پانچ مہینے۔ اور راجہ پرچھل ۶۴ برس سات مہینے اور
راجہ سونجھہ پال ۶۲ برس ایک مہینے۔ اور راجہ نرہر دیو ۵۱ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ سوجرتھہ ۴۲ برس
گیارہ مہینے۔ اور راجہ بھوپ ۵۸ برس تین مہینے۔ اور راجہ سوبن ۵۵ برس آٹھ مہینے۔ اور راجہ میدہاوی
۵۲ برس۔ اور راجہ سردان ۵۰ برس آٹھ مہینے۔ اور راجہ بھیکھم ۴۷ برس نو مہینے اور راجہ بدارتھہ ۴۵ برس
گیارہ مہینے اور راجہ دسوان ۴۴ برس نو مہینے۔ اور راجہ اودتی ۴۲ برس دو مہینے۔ اور راجہ امنی بر ۵۱ برس
اور راجہ دنڈپال ۳۸ برس نو مہینے۔ اور راجہ دربال ۴۴ برس تین مہینے۔ اور راجہ سشباک ۶۳ برس۔ اور راجہ کفیم

۵۸ برس پانچ مہینے حکومت کرتے رہے — جب راجہ کھیمن کی خلافت ہوئی امور سلطنت مین سستی کرنے لگا —
ایک قسم کا لاابالی پنا اختیار کیا یہ نہ سمجھا کہ غفلت ایک بڑی دشمن بادشاہی کی ہے — بادشاہ کو انصرام جہانبانی
سے غافل ہونا اپنی کامرانی کی جڑ کھودنا ہے — الغرض اسکی غفلت اور کاہلی دیکھہ دیکھہ ارکین دولت بجاآوری
احکام سے روگردان ہوئے اور اوسکے وزیر سے ملگئے — وزیر چند روزہ دولت دنیا کی حرص مین بیوفا نمکحرام بنا
راجہ کو ٹھکانے لگا کر خود سریرآرا ہوا — اس اخیر نسل پانڈون کے راجہ کی سلطنت ۴۸ برس گیارہ مہینے رہی —
من ابتدای راجہ جدشٹر لغایت راجہ کھیمن ایکہزار ۸ سو ۶۴ برس مین ۳۰ آدمیون نے بطناً بعد بطن فرمان روائی کی

ایام سلطنت بسروا وزیر اور اوسکے خاندان کا

اس بسروا وزیر کے بھی وارثون کا حال بجز نام اور تعداد ایام حکمرانی کی معلوم نہین لہذا اوسی قدر لکھا جاتا ہے
بعد مار ڈالنے اپنے ولی نعمت راجا کھیمن کے بسروا وزیر فرمان روائی کرنے لگا ۱۷ برس چار مہینے حاکم رہا اسکے بعد
راجہ سورسین ۴۲ برس آٹھہ مہینے — اور راجہ بیرمہاہ ۵۲ برس دو مہینے — اور راجہ اننگ ساہ ۴۷ برس نو مہینے
— اور راجہ برجیت نن ۳۵ برس گیارہ مہینے — اور راجہ درپھہ ۴۴ برس تین مہینے اور راجہ مودہ پال ۵۰ برس
نو مہینے — اور راجہ پورہت ۴۲ برس دو مہینے — اور راجہ سنجی ۳۲ برس تین مہینے — اور راجہ امرجودہ —
۲۷ برس چار مہینے — اور راجہ نین پال ۲۲ برس گیارہ مہینے — اور راجہ سروسی ۴۷ برس سات مہینے —
اور راجہ پدارتھہ ۲۵ برس پانچ مہینے رہے — آخر جب راجہ بدہمال نے تخت حکومت پر جلوس کیا عیش و
عشرت مین مصروف ہوگیا — بنگ کے نشہ مین مقدمات راج کی سرسبزی کا کچھہ دھیان نرہا — اپنی نکوہیدہ کاری
وزیرون اور امیرون کو ناراض کردیا — انجام کار برباہ نامے اوسکے وزیر نے وہی کام کیا جو اسکے اول بزرگ
بروا نے اپنے آقاے نامدار سے کیا تھا — اور خود فرمان دہی پر مشغول ہوا — بدھمل کی حکومت ایک برس آٹھہ مہینے
رہی — ابتداے راجہ بسروا سے بدھمل تک چودہ راجہ پانسو ایک برس تک حاکم رہے یہان سے دوسری
قوم کی قسمت جگی شعر دلے نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا + خواب تھا جو کچھہ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

ذکر سلسلۂ برباہ وزیر

راجہ برباہ نے وزارت سے تخت پاکر ۳۵ برس — اور راجہ جنجاب نے ۲۷ برس ۷ مہینے — اور راجہ ترلعن نے ۱۲ برس
اور راجہ مہیبت نے ۲۵ برس چار مہینے — اور راجہ بھارمل نے ۴۲ برس آٹھہ مہینے — اور راجہ سروپ دت نے
۴۲ برس تین مہینے — اور راجہ ترسین نے ۴۳ برس تین مہینے — اور راجہ سکھدان نے ۲۷ برس دو مہینے — اور
راجہ جیپال نے ۲۸ برس دو مہینے — اور راجہ کلنک نے ۳۹ سال چار مہینے — اور راجہ کلمن نے ۴۶ برس —
اور راجہ شترسردن نے ۸ برس گیارہ مہینے — اور راجہ جیون نے ۲۶ برس نو مہینے — اور راجہ مری چکنے ۱۳ برس دو مہینے

اور راجہ بیر سین نے ۴۲ برس دو مہینے راج کیا - جب راجہ ادھت کی نوبت آئی زمانہ نے ناسازگاری پر کمر باندھی
- جوانی کا غرور فسق و فجور کا زور ہوا - عیش و عشرت مین حکمرانی بھولی - رات دن پری رخون مین بسر کرتا تھا
جب اسکی بے پروائی اور سست رائی کا شہرہ ہوا - وزیر پر تدبیر نے راجہ کو تخت سے اوتار کر تختہ تابوت پر بٹھایا
اور خود سریر جہانداری پر اجلاس فرمایا - اس راجہ نے ۲۹ برس گیارہ مہینے راج کیا - برباہ کے وقت سے راجہ ادہت
تک ۱۶ راجاؤن نے ۴۰۶ برس حکومت کے مزے لوٹے بعد ازان آخرکار اس سلسلہ کا بالکل رشتہ ٹوٹا حیف ہے کیسے ہمیر دود دیگر ہے

ذکر خاندان دھندھر وزیر کی راجگی کا

راجہ دھندھر بعد قتل راجہ کے تخت آرا ہوا - ۴۱ برس چھہ مہینے کے بعد عالم باقی کو راہی ہوا - اسکے بعد راجہ سین دھوج
۴۰ برس تین مہینے اور راجہ مگینگ ۴۱ برس ۲ مہینے - اور راجہ مہاجودہ ۳۳ برس - اور راجہ ناتھہ ۲۴ برس
- اور راجہ جیون ناتھہ ۵۴ برس ۷ مہینے - اور راجہ اودے سین ۲۷ برس ۵ مہینے - اور راجہ انند جل ۱۵ برس
حکمران رہے - بعد ازان راجہ راجپال نے تخت پر بیٹھتے ہی ملک ستانی پر کمر باندھی - بزور سرپنجہ اکثر ولایت پر
دسترس ہوا - اب تو حضرت غرور نے کاخ دماغ مین قدم رنجہ فرمایا - لشکر کی کثرت اور حکمرانی کی حشمت سے مست ہوا
مستی شروع کی فرعونی سوار ہوئی - ارکان دولت کو بیقدری سے رنجیدہ کیا - آخرکار سکونت نامے نے جو
کوہ کمایون کے قلیل حصہ پر حکمران تھا اسکے وزیر اور مشیرون کے ملنے سے سر اوٹھایا باہم گر لڑائی ہوئی -
راجہ راجپال نے عین لڑائی مین معرکۂ عقبے کی راہ لی - اس راجہ کی حکومت ۲۶ برس رہی اور اسکے
خاندان مین راجہ دھندھر سے راجپال تک نو آدمیون نے ۴۳ برس راج کیے

ذکر عہد راجہ سکونت

اس راجہ نے جو تھوڑی سے سرزنش مین ایسی بڑی حکومت پائی - نشاء نخوت سے مخمور ہوا - اپنے
اگلے زمانے یاد نرہے - پچھلے کارخانے بھول گیے - اسکی ظلم رانی اور بدمزاجی سے امرائے سلطنت بگڑگئے -
حکام بیرونجات کے یہ اخبار گوش زد ہوا - راجہ بکرماجیت والی اوجین مع لشکر ظفر پیکر اندرپت کو روانہ ہوا
راجہ سکونت نے جب یہ خبر پائی سکونت کی تاب نہ آئی فوراً سوار و پیادہ لیکر لڑائی کو آمادہ ہوا آخر کو جان دی
چودہ برس کی بادشاہی مین ہمیشہ کی بدنامی اوٹھائی راجہ بکرماجیت نے فتح پائی

کیفیت ولادت بکرماجیت

اسکے حالات مین بہت سے اختلاف سنے گئے ہین - اکبرنامہ اور نیز دیگر تواریخ مین لکھا ہے کہ اسکا باپ دادا
اوجین کا فرمان روا تھا اسکے باپ کا نام ادگرسین تھا - اور سنگھاسن بتیسی کے ترجمہ مین لکھتا ہے کہ
کسیوقت راجہ اندر نے عیش و عشرت کی محفل ترتیب دی تھی قضارا اوسی محفل مین اوسکا لڑکا گندھرب سین

لباب حور پرشیدا ہو گیا + جو کہ اوس محفل مین شعلۂ جوالہ کیطرح ناچ رہی تھی - چون کہ وہ پری رو خود راجہ اندر کے
منظور نظر تھی لڑکے کی نے ادبی نبھائی + نہایت غصہ سے بد دعا دی کہ اوسکے اثر نے عالم علوی سے سفلی کا نشیب
دکھلایا - یہان آکر دن کو گدھے کی شکل اور رات کو آدمی ہو جاتا تھا - آخر دھارانگری کے نزدیک کسی تالاب
مین رہنے لگا - دلمین کہا کہ اس شہر کے راجہ کی لڑکی کو عقد مین لایا چاہیے تا کہ اس بلا سے نجات پاؤن -
یہ اسی فکر مین تھا کہ کوئی برہمن اشنان کے واسطے تالاب پر آیا - گندھرب سین نے آواز دی کہ اے برہمن مین
راجہ اندر کا لڑکا اس تالاب مین ہون یہ میرا پیغام اپنے راجہ سے کہو کہ اپنی لڑکی مجھے بیاہ دے - اوسکے عوض
مین جو مدعا ہوا وسکا انصرام کرون گا - اگر بر خلاف سوال کے کچھہ انکار کیا - اس شہر کو تہ و بالا کر دونگا - اوسدن
برہمن نے اوس آواز پر کچھہ اعتماد نکیا - سنی انسنی کر گیا - جب دو تین روز اسیطرح آوازین سنائی پڑین -
ناچار راجہ کو خبر کی - راجہ متحیر ہو کر تالاب پر آیا - اور اپنے کانون سے بواسطۂ غیر سنا - راجہ نے کہا کہ اگر
فی الحقیقت تو گندھرب راجہ اندر کا لڑکا ہی - تو بہت جلد شہر کے گرد حصار آہنی طیار کر تا کہ تیری دست قدرت
دریافت ہو - اور اپنی دختر نیک اختر کا عقد تیرے ساتھہ کر دون - گندھرب سین نے فوراً بلے وساطت فرد
اور معمار کے شہر کے گرداگرد آہنی حصار طیار کر دیا - تمام خلق اللہ کو تعجب ہوا - راجہ ایفاے وعدہ کو تالاب کے کنارے
جا کر پکارا کہ اے گندھرب سین ہمنے تجھے مانا اب اس تالاب سے باہر نکل تا کہ شرط پوری کیجاوے - گندھرب سین
اس صداے پر نوید سے گدھے کی شکل باہر نکلا - راجہ اس ہیئت مین دیکھکر نہایت شرمندہ ہوا - دلمین خیال کیا
اگر لڑکی بیاہتا ہون شہر والے مجھے گدھا بناوینگے - اگر انکار کرتا ہون یہ اپنی قدرت سے مجھے نابود کریگا -
دوگونہ رنج و عذاب مین گرفتار ہوا - اقرار مین ذلت اور رسوائی کا خیال - انکار مین اپنی خواری اور نے آبروئی
سے ملال - گندھرب سین نے کہا کہ اے راجہ کچھہ خیال نکر یہ بھی مشیت ایزدی ہی دن کو گدھا رات کو آدمی ہو جاتا
ہون - غرض کہ راجہ نے طوعاً و کرہاً لڑکی سے شادی کر دی - اب یہ معمول ہوا کہ تمام دن گندھرب سین طویلہ مین
گھاس کھایا کرتا رات کو آدمی بنکر اپنی پری پیکر کو عیش و عشرت کے سبز باغ دکھلاتا - راجہ دھارا دشمنون
کی طعنہ سے ہمیشہ اسی فکر مین رہتا تھا کہ کسیطرح میرا گدہا پن دور ہو - ایکروز حسب معمول گندھرب سین
رات کے وقت محل مین گیا تھا - راجہ نے قابو پا کر اوسکے خلعت خری کو جلا دیا - گندھرب سین نے فی الفور مکان سے
نکلکر راجہ سے کہا مصرع ملے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی - راجہ اندر نے مجھے جب بد دعا دی تھی یہ بھی کہا
تھا کہ جب ترا جامہ خری کوئی نابود کریگا تب اس جگہ آنے کی راہ پاویگا - قبل اسکے میرا ایک لڑکا بھرتری نام
لونڈی سے ہوا تھا اب بھی تیری لڑکی حاملہ ہی اس مرتبہ وہ نرہ شیر پیدا ہو جسے ہزار ہاتھی کی قوت حاصل ہو -
قیامت تک ان دونو لڑکون کا نام یاد رہیگا - یہ کہکر بموجب وعدہ آسمان کو اوڑ گیا - راجہ کو یہ خوف ہوا کہ اگر ایسا

لڑکا پیدا ہوا تو ہماری راج کا ہیکلو رہنی ہے پس نگاہبان مقرر کیے کہ جسوقت وضع حمل ہو فوراً حاضر کرین تا کہ
اوسکا کام تمام کیا جاوے - بیچاری لڑکی نے جب اس رگ مفاجات کی خبر سنی دو طرح کی آگ بھڑک اوٹھی اول تو شوہر کی
مفارقت دوسرے نابود ہونے کی خبر لڑکے کے پیدا ہونے سے رشتہ جگر ہوئی تھی سنکر سراپا جل اوٹھی - کلیجے مین چھوری
مارلی - ٹھنڈے ٹھنڈے عدم کی راہ لی - یہان خدا کو تو ایسا منظور تھا کہ راجہ بکرماجیت بڑا زبردست کشور کشا
فرمان روا ہو - وضع حمل کے دن قریب تھے کچھ آسیب نہ پہونچا زندہ نکل آیا - محافظون نے رونے کی آواز سنکر
اوس لڑکے کو راجہ کے حضور مین پہونچایا - اور اوسکی ولادت اور مان کی ہلاکت کا قصہ مفصل بیان کیا راجہ کو اوسکی
بے مادری پر رحم آیا - تربیت کی توجہ فرمائی دایہ کے سپرد کیا - بکرماجیت نام رکھا - اور بھرتری کی بھی پرورش کرنا
شروع کی - جسوقت یہ دونون جوان ہوئے بکرماجیت کے ناصیہ حال سے فیروز بختی کا ستارہ روشن نظر آیا اور راجہ کا
نواسہ بھی تھا لہذا راجہ نے ولایت مالوہ اوسکو عطا فرمائی بکرماجیت نے عرض کیا کہ مجھسے بڑا میرا بھائی بھرتری ہے
اوسکے ہوتے میرے تئین فرمان روائی منظور کرنا شایان نہین امیدوار ہون کہ ایالت اوس جگہ کی اوسکے نام ہو -
بندہ اوسکی وزارت مین سرفراز فرمایا جاوے - راجہ نے اوسکا التماس قبول کیا - اور دونو کو رخصت کیا - بھرتری نے
وہان پہونچکر اوجین کو دار الامارۃ مقرر فرمایا - بکرماجیت وزارت کے کاروبار کرنے لگا - دونون بھائیون نے اپنی
زور جوانمردی سے اچھی حکومت چمکائی - اسکے عہد مین شہر اوجین تیرہ کوس طول اور نو کوس عریض آباد ہوا
راجہ بھرتری اپنی بی بی انک سیتا سے جسے پنگلا بھی کہتے تھے نہایت محبت رکھتا تھا - اکثر محل ہی مین رہا کرتا
اور رانی کے ساتھ عشرتین کیا کرتا - ملکرانی کے کامون مین کم خیال دوڑاتا کل کامون کا بوجھ بکرماجیت کے سر تھا
یہ شخص خیرخواہی کی راہ سے ہمیشہ مشفقانہ نصیحتین کیا کرتا کہ بالکل امور جہانداری سے غافل ہونا اچھا نہین رانی
نے بکرماجیت کی خلل اندازی سے متنبہ ہوکر بکرماجیت کو نکلوا دیا - حقوق جانفشانی کی کچھہ یاد نہ آئی عورت کے
حکم سے ایسے مرد بھائی کو اخراج کا حکم سنایا ؎ عزیزان را کند کید زنان خوار + بکید زن شود دانا گرفتار +
بکرماجیت کے نکلجانے کے بڑی مدت کے بعد ایک برہمن نے بزور عبادت کہین سے امرت پھل حاصل کیا - اور راجہ کی
نذر کو لایا - راجہ نے اوسے انعام سے سرفراز کرکے اوس پھل کو لے لیا - چونکہ رانی پر فریفتہ بشدت تھا وہ پھل
اوسکو دیا - وہ زمانے کی آخور میر آخور سے پھنسی تھی - اوسنے وہ پھل اوسے عطا فرمایا - وہ نمکحرام ایک لاکھا بیسوا
بازاری قحبہ پر دلدادہ تھا اوسنے اوس ثمرۂ حیات بخش کو اوسکی خدمت مین پہونچایا - اوس رنڈی نے دلمین خیال
کیا کہ حیات ابدی مجھسی بدکار کو موجب وبال ہے اس تھوڑی سی عمر مین کیا تھوڑے گناہ کیے ہین کہ اور طول حیات
کی آرزو ہو پس بہتر یہی ہے کہ اس پھل کو راجہ کے حضور مین پہونچاؤن تا کہ دونو مطلب ہون - اول انعام کثیر سے
نہال ہوں دوسرے اسکا نتیجہ نہایت نیک ہوگا کہ ایسے راجہ نیک مزاج کی طول زندگانی سے جمع کثیر خلق اللہ کو

منفعت پہونچیگی - پس اوس بیسوا نے اوسی پھل کو دربار شاہی مین حاضر کیا راجہ نے دیکھتے ہی اول نظر مین پہچان
لیا کہ یہ وہی پھل ہی - جسوقت اوسکی تحقیقات کی رانی خوف جان سے تھرتھرائی کوٹھے سے کود کر جہنم واصل ہوئی -
راجہ کو اوسکی بدکاری پر کمال تاسف ہوا - اور بکرماجیت کے خارج کرنے سے نہایت متردد رہا - بعض کتابون مین اسکے
برخلاف لکھا ہی - اور رانی کو صاحب عصمت تحریر کیا ہی ذکر ہی کہ ایکروز راجہ بھرتری نے شکار کو جاتے ہوئے کسی عورت کو
اپنے شوہر کے ساتھہ ستی ہوتے دیکھا مراجعت کرکے رانی سے اوسکا جلنا بیان کیا - رانی نے جوابدیا کہ محبت کے وہ معنی ہین
کہ شوہر کے مرتے ہی بلا کسی وسیلہ کے روح قالب سے پرواز کرے - راجہ نے اس کلام کو سنا آزمایش کا موقع ڈھونڈتا
رہا ایکروز شکارگاہ سے چند آدمیون کو بھیجا انھون نے رونی شکل بنائے ہوئے شہر مین آکر رانی کو خبر بد سنائی اور
تصدیق کے لیے جامہ خاصہ راجہ کا خون آلودہ دکھا کر عرض کیا کہ ایک دیو نے راجہ کو مارڈالا ازبسکہ رانی عشق و محبت مین
ثابت قدم تھی بمجرد سننے کے قالب خالی کر گئی اور اپنے دعوے کو نباہ لیگئی بعض نے لکھا ہی کہ راجہ بھرتری کی دو رانیان
تھین یہ شخص دونو کی محبت مین گرفتار تھا - جو رانی کہ میرآخور کی محبت سے کوٹھے سے کود کر مرگئی اوسکا نام انگ سینا
تھا یہ نہایت بدکار تھی اور جسنے کہ راجہ کی خبر مرگ سنتے ہی جان سے بے اعتنائی کی اوسکا نام پنگلا تھا - خیر جسطرح
ہو راجہ بھرتری نے اس واردات سے ترک سلطنت کیا اور منزل تجرد کی راہ لی - اور اوس امرت پھل سے زندگانی
جاودانی حاصل ہوئی - ابتک زندہ عرصہ جہان مین سیار ہی - الغرض جب راجہ بھرتری نے راج چھوڑا - اطراف
عالم مین جن و عفریت کی کارروائی ہونے لگی اوجین مین سرنپال نامے دیو تخت نشین ہوا اکثر باشندون کو خورد برد
کر گیا جو بچے اونھون نے شہر سے بھاگ کر جان بچائی جسقدر یہ شہر آباد تھا اوتنا ہی ویران ہوا - سچ ہی بے بادشاہ کے
ملک بے سر ہو جاتا ہی - جسوقت اکثر اوجین کی رعایا اس دیو مردم خوار کی خورش ہوئی چند دانشمندون نے یون
عرض کیا کہ روزانہ ایک نفر حضرت کے پیٹ بھرنے کو حاضر ہوا کریگا - اس اقرار کو اوس عفریت نے بھی قبول کیا
حکم دیا کہ اپنی باری پر ایک شخص اوس روز تمام دن درباداری کرے شب کو میری خوراک ہو - خیر اب یہ معمول بندھا
جسکی باری آتی وہ باریتعالی سے آہ و زاری کرتا کہ جلد اس بار گران سے خلق اللہ کو ہلکا کر دن تو درباری احکامات مین
برابر ہوتا رات کو تختہ گور مین جا بیٹھتے لقمۂ دیو ہوتے - جب ایک مدت اسی خرابی مین گذری ایک روز گجرات سے
کسی بنجارے کا گذر ہوا اوجین کے قریب تالاب تھا وہان فروکش ہوئے بکرماجیت بھی انکے ہمراہ تھا - جسوقت
عروس شب نے غالیہ سائی شروع کی حسب معمول شغالون نے ہاے ہاے اوٹھائی - اسمین ایک شغال نے کہا دو گھڑی
بعد اس دریا مین ایک لاش آوے گی اوسکے پاس چار لعل گران قیمت اور ایک قیمتی فیروزہ ہی جو کوئی اوس لاش کو
میری خورش کیواسطے باہر نکالے وہ سلطنت پائے راجہ بکرماجیت جانورون کی زبان سمجھتا تھا فوراً لب دریا
آبیٹھا جیونہین وہ لاش روبرو آئی تیر کر باہر لایا لال و فیروزہ کے پانے سے تصدیق نوید ہوئی لاش وہین چھوڑ کر

اپنے بستر پر آپڑا۔ دوسرے روز دم سحر اوجین کی سیر کو سدھارا۔ گلی کوچہ کی سیر کرتے ہوئے ایک کمہار کے دروازے پر
پہونچا کیا دیکھتا ہی کہ اوسکے ایکطرف دروازے پر تجملات شاہی موجود ہین۔ ارکان دولت حاضر خاص و عام کا ہجوم ہے
چاہتے ہین کہ کمہار کے لڑکے کو حسب دستور تخت خلافت پر بٹھائین۔ اور ایک طرف اوسکے والدین خاک اوڑاتے ہین
یہ غیار نگ دیکھکر بکرماجیت حیکر مین ہوا کہ لڑکے کے راج ہونے سے مان باپ کیون گریبان چاک کرتے ہین جب
حال مفصل معلوم ہوا اسکے دلمین رحم آیا۔ کمہار سے کہا کہ تسکین رکھہ تیرے لڑکے کی جگہ مین جاتا ہون دیکھیے
چرخ کسطرح گھومتا ہی اگر اسی مٹی کا خمیر ہونا لکھا ہی تو مجبور ہین ورنہ اوسکے جام حیات کو چھلکاتا ہون ہر چند لوگون نے
مسافر کشی سے انکار کیا مگر آخر کار اسکی ہٹ سے لاچار ہوکر سوار کرالیا اور تخت پر بٹھلاکر حسب معمول فرمانروائی
شروع ہوئی اسنے حکم دیا کہ ہر قسم کے کھانے شیرین ولذیذ طیار کراکر قلعہ کے دروازون پر رکھوادو اعیان سلطنت
اسکی پیشانی لمعانی سے سرنوشت جہانبانی پڑھکر دعاے درازی دولت مین مصروف تھے ناگاہ شام نے اپنا
کالا منہ دکھلایا۔ عفریت جو اپنے وقت پر آیا عمدہ عمدہ خورش کھائی نئے ذایقہ کی چاٹ پائی جب اندرون
قدم رکھا بکرماجیت کو دیکھا اسنے اوٹھکر لڑائی زور آزمائی شروع کی کشتی کے فن مین مغلوب کرکے چاہا کہ اوس
کشتنی کا بار سر اوتارے دیو نے عاجزی سے کہا جان کی امان دیجئے مہمان کشی نکیجے تمھاری ضیافت سے طبیعت
شاد ہوئی اسکے عوض مین تمام شہر کو آزار رسانی سے آزاد کیا مجھے تجھسے اقرار تھا دہی یہان کی سلطنت تجھے
مبارک ہو بندہ دوسری طرف جاتا ہی جسوقت کوئی مہم درپیش ہو مجھے یاد کیجیو خیال کے ساتھہ پہونچا جاونگا
بکرماجیت نے جوابدیا کہ اس شہر کے خون کے عوض تیرا کام تمام کرنا چاہتا تھا مگر تونے اول ہی سے محبت کے کلام آغاز کیے
خیر ہمنے معاف کیا۔ اس ولایت سے تشریف لیجائیے بر وقت ضرورت طلب کیا جاویگا۔ عفریت اس تقریب سے
جان بچا گیا صبح کو ارکان دولت جو قلعہ مین گئے بکرماجیت کو زندہ پاکر مسرور ہوئے سمجھہ گئے کہ اس شان وشوکت سے
معلوم ہوتا ہی بکرماجیت راجہ بھرتری کا بھائی ہی جب یہ کیفیت تحقیق ہوئی زیادہ تر خوشنود ہوے مبارک سلامت کی دہوم مچی
ہر طرف راگ رنگ ہونے لگا۔ ہر شخص غم دیرینہ کھونے لگا سے زمانے مین آغاز عشرت ہوئی نئے سر سے موجود بہجت ہوئی
القصہ بکرماجیت نے تخت پر بیٹھتے ہی ہر ایک کی آرزو پوری کی۔ محتاجون کا دامان حال گوہر خواہش سے لبریز فرمایا
اسکی حسن نیت دیکھیے بیوقت پانی نہ برسا قحط کی مجال نہوئی کہ اپنا منھہ دکھلاوے ہر طرح سے عیش وآرام تھا۔ فکر وتردد سے آزاد خاص وعام
یہ راجہ بہت سے علم وفن اور اکثر زبانون مین دخل معقول اور مہارت کامل رکھتا تھا۔ مردانگی اور شجاعت مین
یکتاے روزگار تھا اپنی فرزانگی اور دلیری سے تمامی ملک دکھن۔ اوڑیسہ۔ بنگ۔ بہار۔ گجرات۔ سومنات
فتح کرلیا۔ آخر مین ولایت اندرپت یعنی دہلی فتح کی۔ اور عین معرکہ کارزار مین راجہ سکونت کو مارا۔ اور کابل تک
اپنے زیر حکومت کیا۔ تائیدات آسمانی اسکی مددگار تھین ہمت خیر وسعادت کی طرف رجوع تھی کسی حاجتمند کو

محروم نہین کیا۔ ایسی ایسی مشکلات کو حل فرمایا کہ موجب حیرت بلکہ اوسکی کرامات کے قائل ہین۔ اکثر روایتین جنکو اہل ہند
بیان کرتے ہین خصوص نسخہ سنگھاسن بتیسی مین خاص اسی راجہ کی نیک خوئی اور فیاضی اور رحیمی اور بلند ہمتی وغیرہ
ستودہ خصلتون کا ذکر ہی۔ ہندوون نے اس نسخہ کی تالیف کا سبب یون لکھا ہی کہ جب راجہ بکرماجیت نے
اس جہان گذران سے کوچ فرمایا۔ کتنی مدت گذرنے پر واقعہ سمت ۱۰۴۲ بکرمی مین راجہ بھوج مالوہ کا فرمان روا ہوا
اسکا وزیر نہایت ذکی اور خردمند دانش شعار برنچ پنڈت نام تھا۔ ایک مرتبہ راجہ بھوج شکار کو چلا۔ شہر کے باہر
دیکھا کہ چند لڑکے باہم ایک قسم کا کھیل کھیل رہے ہین۔ ایک بادشاہ ایک کوتوال اور بعض بعض عملہ بنائے ہین
بادشاہانہ شوکت سے جو لڑکا ٹیلہ پر تخت نشین ہی احکام جاری کرتا ہو۔ قبل اسکے بھی ایک مرتبہ ایسا ہی ایک مقدمہ
راجہ بھوج کے دربار مین رجوع ہوا جو فیصلہ نہوا تھا اوس ٹیلہ کے لڑکون نے انفصال اوسکا نہایت عمدہ طور سے
کیا تھا۔ اب جو راجہ نے انکا تماشا دیکھا گذشتہ سانحہ بھی یاد آیا۔ جب تک وہ جعلی بادشاہ اپنے ٹیلے پر بیٹھا
مطلق راجہ بھوج کا خوف نکھایا جیونہین راجہ نے اپنے پاس بلایا اور وہ ٹیکرے سے اوترا خوف کے مارے پیر اوٹھنا
بھاری ہوا رونے لگا تب موجب حکم اوسی ٹیکرے پر پہونچا دیا۔ وہان جاتے ہی بادشاہ بن بیٹھا تب تو
راجہ نے خیال کیا کہ کچھ اس ٹیلہ مین تاثیر ہی پس اوسکو کھدوایا ایک تخت مرصع نہایت عمدگی مین نکلا یقین ہوا
کہ اسیکی نشست سے یہ پایہ اطفال کم مایہ کو ہوجاتا تھا پس دردولت پر لاکر چاہا کہ خود اجلاس کرے کہتے ہین کہ
اوس تخت مین بتیس پتلیان طلسم کی نصب تھین۔ خیر ایک پتلی نے کہا کہ اے راجہ جو بکرماجیت کے برابر ہو وہ
اس تخت پر قدم رکھے راجہ بھوج نے اوسکا ماجرا پوچھا۔ اوس پتلی نے بیان کیا اسیطرح سے ہر ایک پتلی نے
ایک ایک داستان راجہ بکرماجیت کے اوصاف کی بیان کی۔ اونھین کہانیون کو برنچ پنڈت وزیر نے زبان
سنسکرت مین تحریر کیا۔ بہرحال راجہ بکرماجیت ایک بڑا عظیم الشان راجہ گذرا ہی کہ جسکا ثانی آج تک کوئی نہوا۔
اسکے سمت بھی تقویم یعنی پترہ مین درج کرتے ہین۔ اسکی آغاز تاریخ مین اختلاف ہی۔ کوئی کہتا ہی کہ آغاز تخت نشینی
سے مقرر ہین کوئی کہتا ہی کہ جس دن سے دہلی فتح کی سنہ شروع ہوئے اوسوقت مین راجہ جدشٹر کے
سنہ جلوس ۳۰۴۴ تھے۔ اس کتاب کے لکھنے کے وقت مین سمت ۱۹۴۰ گذرے ہین۔

راجہ بکرماجیت کے انتقال فرمانے کا حال

اکبرنامہ مین لکھا ہی کہ آخر عمر مین سالباہن نامی سے واقعہ ملک دکھن محاربہ ہوا مگر قید ہوگیا سالباہن نے کہا
کہ اس انجام زندگانی مین جو آرزو ہو بخشون راجہ نے کہا کہ میرے سال جلوس کا رواج رہے سالباہن نے ویسا ہی کیا
ابتک اوسکے سمت جاری ہین۔ اور سالباہن کے بھی سنہ ہندی دفترین لکھے جاتے ہین۔ راجاولی اور
راج ترنگنی مین یون لکھا ہی کہ جب نحافت بدنی سے راجہ بکرماجیت کا قد قامت کمان کی صورت سربگریبان ہوا

سمندر پال جوگی نے جو نہایت جادوگر اور علم خلع روح جانتا تھا راجہ کی مصاحبت کی۔ اور ایسی دلفریبی کھلائی
کر اپنا مفتون اور فریفتہ کر لیا۔ راجہ اوسکے حلقۂ اطاعت سے باہر نہوتا تھا۔ اوسوقت اوس جوگی نے راجہ سے
کہا کہ اس پیکر ضعیف کو دور کرنا اور نئے شباب کا جامہ پہننا چاہیئے مجھے علم خلع معلوم ہی سیکھہ لیجیئے۔ پھر
جس قالب مین دل چاہے رخ کیجیئے۔ راجہ نے باوجود عقل و خرد کے اوسکے فرمانے سے تجاوز نکیا۔ اور اس ترکیب مین
مہارت کر کے ایک جوان قالب مین در آیا۔ جوگی نے بلاتوقف اپنی روح راجہ کے قالب مین دوڑائی اور راجہ کی
روح کو جو قالب جوان مین گئی تھی قتل کر ڈالا خود سریر آرای خلافت ہوا۔ بہرحال چونکہ سمندر پال جوگی نہایت درجہ
قرب و اقتدار رکھتا تھا۔ جب راجہ مرگ طبیعی سے گذرا۔ یا کہ سالباہن کے ہاتھہ سے مارا گیا یہ شخص تخت آرا ہوا
راجہ کی عمر ایکہزار ایکسو برس کی لکھی ہی۔ اور دہلی مین ترانوے برس حکمران رہا۔ سمندر پال جب بادشاہ ہوا۔
اول اول نہایت عبادت اور ریاضت کرتا تھا۔ مگر یہ سب ظاہری کا ڈھکوسلا تھا باطن مین تو کچھہ بھی صفائی
نہ تھی۔ غبار نفسانی سے آئینۂ خاطر بھرا تھا آخر کار اقلیم عدم کو راہی ہوا۔ ۲۴ برس دو مہینے کے راج مین ہوس شاہی
بعد ازان اسکا بیٹا چندر پال چالیس برس پانچ مہینے اور راجہ نین پال ۵۱ برس پانچ مہینے۔ اور راجہ دیسپال
۴۷ برس دو مہینے۔ اور راجہ نرسنگھہ پال ۴۸ برس تین مہینے۔ اور راجہ سویہ پال ۲۷ برس گیارہ مہینے۔ اور
راجہ سکھہ پال ۳۸ برس ۳ مہینے اور راجہ انبرت پال ۲۷ برس چھہ مہینے۔ اور راجہ مہی پال ۵۵ برس پانچ مہینے
اور راجہ بھیم پال ۴۸ برس آٹھہ مہینے۔ اور راجہ گوبند پال ۳۷ برس ۹ مہینے۔ اور راجہ ہنی پال ۳۹ برس دو مہینے
اور راجہ ہرپال ۲۴ برس ۹ مہینے۔ اور راجہ مدن پال ۳۱ برس دو مہینے۔ اور راجہ کرم پال ۴۵ برس ۵ مہینے
اور راجہ بکرم پال ۴۴ برس ۳ مہینے حکمران رہے۔ جب اس اخیر راجہ بکرم پال کی نوبت آئی۔ اوائل مین ملک ستانی پر
ہمت چست کی اکثرون کو مغلوب کیا۔ تھوڑے دنون کے بعد غرور نے گردن اوٹھائی دعوی یکتائی مد نظر ہوا رعونت
مین یہ نشہ آیا کہ راجہ تلوک چند پر لشکر کشی کی مگر سبب اسکا خمار برا ہوا معرکہ رزم مین جان سے گیا۔ جوگی کے خاندان
مین سمندر پال سے بکرم پال تک ۱۶ آدمیون نے ۴۳۳ برس حکومت کی۔

راجہ تلوک چند والی بہرایچ کے زمانہ کے حال

یہ راجہ ایک چھوٹی سی ولایت بہرایچ کا فرمان روا تھا نصیبہ کی یاوری سے بکرم پال کو مار کر بڑی سلطنت کا مالک ہوا
لیکن اجل نے خاطر خواہ مہلت ندی تھوڑے ہی عرصہ مین پیغام قضا آیا۔ دو سال کے بعد ملک عدم کو سدھارا
اسکے بعد راجہ کرم چند ۲۲ برس ۷ مہینے اور راجہ کان چند ۴ برس ۳ مہینے۔ اور راجہ رامچند ۱۴ برس ۱۱ مہینے
اور راجہ کلیان چند ۱۸ برس دو مہینے۔ اور راجہ گیانچند ۱۵ برس ۷ مہینے اور راجہ بھیم چند ۱۸ برس ۳ مہینے۔
اور راجہ گوبند چند ۲۲ برس دو مہینے فرمان روا رہے۔ اسکے بعد بسبب لاوارثی کے اسکی بی بی مسماۃ پریم رانی

تخت حکومت پہ بیٹھی وزیرون نے بھی حق نمک حلال کیا فرمان بردار رہے ایک سال کے بعد یہ بھی حجرۂ عدم کو سدھاری۔ اس خاندان مین راجہ تلوکچند سے بیم دیوی رانی تک دس نفر نے ۵۴ برس حکومت کی

ذکر راجہ ہر پریم جو درویشی سے حکمرانی پر فایز ہوا

چونکہ رانی بیم دیوی کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی ارکان دولت نے مشورہ کرکے ہر پریم نامے فقیر کو بادشاہی کی تکلیف دی اس شخص کے کمالات صوری اکثر خلائق مین مشہور تھے سچ ہے جسے دم مین چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین کچھ اچنبھا نہین اسکا کہ خدا قادر ہے ؎ اسنے سات برس پانچ مہینے تخت آرائی کی۔ بعدہ گوبند پریم ۱۰ برس تین مہینے اور راجہ گوپال پریم ۱۵ برس تین مہینے زینت بخش تاج و تخت رہے جب راجہ مہا پریم مسند حکومت پر بیٹھا اسکی طبیعت دولت دنیا مین نہ جمتی تھی ہمیشہ درویشون اور گوشہ نشینون سے مصاحبت رکھتا تھا آخر کار عروس سلطنت کے غنج و دلال خواب و خیال سمجھکر شاہد حقیقی کے عشق مین ایسا پھنسا کہ ترک جہانداری کرکے گوشۂ قناعت مین جا بیٹھا اسنے ۱۶ برس دو مہینے بادشاہی کی۔ ابتدائے راجہ ہر پریم سے مہا پریم تک چار آدمیون نے ۴۵ برس حکومت کی

ذکر راجہ دیہی سین جو بنگالہ سے آیا تھا

جسوقت اطراف عالم مین یہ خبر پہونچی کہ اندرپت کے راجہ نے ترک تعلقات کرکے فقیری اختیار کی ہر ایک راجہ نے اسکی فتح کی نیت کرکے لشکر جمع کرنا شروع کیا سب سے بیشتر راجہ دیہی سین والی بنگالہ نے پیشقدمی کی اور ایلغار کرکے آپہونچا اور بلے درد سر سریر سروری پر زینت افزا ہوا امرائے سلطنت نے اطاعت کی اسکے بعد راجہ بلاول سین ۱۲ برس چار مہینے۔ اور راجہ کیشو سین ۱۵ برس دو مہینے اور راجہ مادہو سین ۱۱ برس ۴ مہینے اور راجہ سور سین ۱۰ برس دو مہینے۔ اور راجہ بھیم سین ۵ برس دو مہینے اور راجہ کانگ سین ۴ برس نو مہینے۔ اور راجہ ہری سین ۱۲ برس دو مہینے۔ اور راجہ لکھمن سین ۲۰ برس ۱۱ مہینے اور راجہ نراین سین دو برس ۳ مہینے اور راجہ لکھمن سین ۲۶ برس گیارہ مہینے تخت نشین رہے راجہ دھور سین گدی نشین ہوا۔ شراب خواری سے بدمست ہوکر شاہراہ خرد سے گم ہوا۔ عدل و انصاف کے طریقے سے پھر کر ظلم و جفا کی راہ مین قدم رکھا۔ اسکی محفل مین نالایقون نے راہ پائی خانہ براندازون کا دربار ہونے لگا دولت خواہون کو قید بند کرنے لگا۔ زیردستون کو ستانے اور ضعیفون پر زبردستی کرنے لگا۔ ملک کی ویرانی رعایا کی پریشانی ہوئی حاصلات مین کمی ظاہر ہوئی۔ آخر کوہستان سوالک کے راجہ نے ظلم رانی کی مکافات مین جان سے مارا۔ اسنے ۱۱ برس تین مہینے راج کیا ابتدائے راجہ دیہی سین سے راجہ دھور سین تک ۱۲ راجہ ڈیڑھ سو برس تک گذرے

راجہ دیپ سنگہ کوہی کا بیان

یہ شخص کوہستان سوالک کا راجہ نہایت عادل تھا۔ راجہ دھور سین کے ظلم و ستم سے فرمان بردار دکھ اٹھا کر اس شخص کو یہان لائے اور اسنے ساعت سعید مین تخت خلافت پہ جلوس کیا۔ کشت زار جہان کو اپنی بارش

سحاب کرم سے سرسبز و شاداب فرمایا ۲۷ برس دو مہینے کی نیکنامی لیکر ملک بقا کو سدھارا بعدہ راجہ رن سنگھ ۲۲ برس دو مہینے - اور راجہ راج سنگھ ۹ برس آٹھہ مہینے - اور راجہ نر سنگھ ۴۶ برس ایک مہینے اور راجہ نر سنگھ ۲۵ برس تین مہینے حکومت کرتے رہے - اور راجہ جیون سنگھ نے تخت نشین ہوکر خود پرستی اختیار کی برخلاف باپ دادے کے - جوانی کی بدمستیان دکھلانے لگا - انجام کار غفلت کی کثرت سے آوارۂ دشت ادبار ہوا - آٹھہ برس ۵ مہینے کی سلطنت مین بزرگون کے نام کو مٹا گیا - ابتدا راجہ دیپ سنگھ سے جیون سنگھ تک چھہ راجہ ۱۴۹ برس مین گذرے

پرتھی راج کا بیان جو رائے پتھورا کے نام سے مشہور ہی

چونکہ مشیت الٰہی یہ چاہتی تھی کہ رائے پتھورا راجہ جیون سنگھ کی ریاست کا مالک ہو - راجہ جیون سنگھ نے اپنی بے عقلی یا کسی ضرورت سے کل ارکان دولت کو مع لشکر جرار کوہستان کو روانہ کیا جو اوسکے بزرگون کا مسکن تھا اور خود بدولت تھوڑے سے ارکینون کے ساتھہ دار الخلافت مین غافل بیٹھا رہا - رائے پتھورا نے راجہ کی تنہائی سنکر فوج کشی کی اس خبر سے راجہ جیون سنگھ بیدست و پا ہوکر بھاگ نکلا - اور اوسی طرف پہاڑون مین جان بحق تسلیم ہوا - رائے پتھورا نے فتحیاب ہوکر راج کرنا شروع کیا - جب پندرہ برس گذرے سلطان شہاب الدین غوری نے غزنین سے کئی مرتبہ چڑھائی کی - آخر کار نصیبہ نے پیٹھہ دکھلائی - موضع نراین عرف تلاوری مین راجہ نے ملک بقا کو نہضت فرمائی اور ہندوستان مین سلمانی جھکی یہ احوال بموجب تحریر راجاولی اور راج ترنگنی کے لکھا گیا لیکن دفتر سوم اکبرنامہ مین یون بیان کیا ہی کہ سمت ۴۲۹ بکرمی مین راجہ انیگ پال قوم تونور نے رایت خلافت بلند کیا اور اندرپت کے نزدیک دہلی نام شہر آباد کیا وہ اور اوسکی ۱۹ اولاد نے ۴۱۹ برس اور ایک مہینے ۱۷ روز راج کیا آخر کار اوسکی اخیر اولاد راجہ پرتھی رام کو بلدیو چوہان سے لڑنے کا اتفاق ہوا - اور اوس لڑائی مین مارا گیا - سمت ۸۴۸ بکرمی مین سررشتہ ریاست قوم تونور سے قوم چوہان کے ہاتھہ لگا - اس قوم مین سات راجہ نے ۸۳ برس سات مہینے حکومت کی جب رائے پتھورا کو جو رائے بلدیو چوہان کی ساتوین اولاد مین ہی سلطنت ملی سلطان شہاب الدین غوری نے سات مرتبہ یورش کیا - ہر مرتبہ شکست کھا کر باہر نکل جاتا رہا لیکن ہندوستان کی فتح کو دل سے چاہتا تھا - اسی عرصہ مین راجہ جی چند راٹھور والی قنوج نے راجسو جگ کرنا چاہا - اور یہ ارادہ کیا کہ اوسی جگ مین اپنی لڑکی کا سوئمبر کرے - اس تقریب سے بشمول دیگر راجاؤن کے رائے پتھورا کو بھی نوید دیا - پتھورا نے شریک ہونا چاہا تھا کہ اوسکے کسی نوکر کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ آپکے ہوتے ہوئے راجہ جی چند کا کیا رتبہ کہ جگ کرے اور آپکو بلائے - اس غیرت انگیز کلمہ کے سننے سے رائے پتھورا کا دل پھر گیا - اور فسخ عزیمت فرمائی - راجہ جی چند اس خبر سنتے آشفتہ ہوا چاہتا تھا کہ صف آرائی پر متوجہ ہو مگر حاضرین نے روکا - آخر رائے پتھورا کی تصویر سونے سے بنوا کر دربان کی جگہ پر کھڑی کی اور خود بند و بست جگ مین مصروف ہوا - لڑانے والے تو بڑی بلا کے ہوتے ہین کسینے اس خبر کو

راے پتھورا کے کان مین پھونکا۔ سنتے ہی آگ لگ اوٹھی فوراً پانسو سوار جرار ہمراہ لیکر برسم یلغار جا پہونچا اپنی تصویر کو اوٹھوا کر آتش کارزار گرم کی۔ کتنون کو شعلۂ تیغ شرر فشان سے جلا کر کلیجہ ٹھنڈا کر واپس چلا آیا۔ بہرصورت راجہ جی چند نے جنگ انجام کو پہونچائی اتفاقاً اوسکی لڑکی راے پتھورا کی جگرداری پر ہزار دل سے عاشق ہوئی۔ کسی دوسرے راجہ حاضرین جلسہ کو نہ پسند کیا جی چند نے نہایت خفا ہوکر اپنے گھر سے نکال دیا۔ راے پتھورا نے جب یہ خبر سنی تا دیدہ فریفتہ ہوا چاند ا بھاٹ کو روانہ کیا کہ اپنی بادفروشی سے اوس گلدستۂ خوبی کو ہاتھ مین لاوے اور خود مع چند آدمیون کے نوکرون کیطرح ہمراہ چلا جب قنوج مین آیا اوسکے لڑکی کو نہایت چالاکی سے اپنے زیر تصرف مین لایا اور فوراً دہلی چلا گیا۔ جی چند نے اس واردے سے فوج کشی کی بڑی لڑائی ہوئی سات ہزار آدمی کام آئے مگر کچھہ کام نہ نکلا۔ راے پتھورا نے اوس غیرت حور کے پاتے ہی خوشیان منانا شروع کین۔ اسکا عشق ایسا غالب ہوا کہ اکثر اوقات حرم سرا سے باہر نہ نکلتا زندگانی کو اوس یار جانی کی جان نثاری مین بسر کرتا تھا ملک کے انتظام فوج کے اہتمام کی طرف رغبت کم ہوئی ساری عقل و دانش عشق کی بدولت گم ہوئی۔ جب ایک برس اسی حال مین گذرا۔ اور یہ حال شہاب الدین غوری کو معلوم ہوا۔ راجہ جی چند سے محبت بڑھائی۔ اور آٹھوین مرتبہ سنہ ۱۲۳۳ بکرمی مطابق سنہ ۵۸۹ ہجری مین جسوقت کہ پتھورا کی حکمرانی کو ۴۹ برس گذر چکے تھے ہندوستان مین آیا اکثر اطراف کو تسخیر کیا۔ یہان راے پتھورا کا یہ حکم تھا کہ جسوقت رانی صاحبہ کے پاس ہون چندہ بھی ہمارے کسی متنفس کی یہ دم نہ تھی کہ وہان پر دم مارتا۔ اسوقت مین مسلمانون کی سرکشی کا اخبار سنکر وزراے ریاست گھبرائے مگر حیرت مین تھے کہ کیونکر راجہ کے کان تک اسکی بھنک پہونچ جاوے آخرکار ہر ایک نے متفق الراے ہوکر چاند ا کو بھیجا کہ محل مین جاکر راجہ کو خواب غفلت سے بیدار کرے۔ راجہ اس غرور مین تھا کہ بارہا شکست دی ہی کچھہ متردد نہوا۔ اور تھوڑی سی فوج لیکر صف آرا ہوا۔ اس مرتبہ راجہ جی چند نے بسبب عناد سابقہ کے برخلاف عادت سلطان شہاب الدین کی مدد دی آخر راے پتھورا قید ہوا۔ بادشاہ غزنین کو لیگیا۔ اس حال کے سننے سے چاند ا بادفروش نے وفاداری پر کمر باندھی۔ فوراً غزنین کو روانہ ہوا۔ اور بادشاہ سے ملاقات کر کے سرفراز ہوا۔ اور محبس مین راے پتھورا سے ملاقی ہوا اور بموجب تعلیم کے اوسکے تیراندازی کی تعریف بادشاہ کے روبرو کی۔ بادشاہ کو تماشا دیکھنے کا شوق ہوا فوراً قیدخانہ سے طلب کر کے تیر و کمان حوالہ کی راے پتھورا نے بادشاہ ہی کو نشانہ کیا۔ ایک ہی تیر سے گوشۂ بقا کو روانہ کیا مگر اوسکے خادمان درگاہ نے انہین بھی نہ چھوڑا دونو کو ملک عدم کی راہ دکھلائی تواریخ فارسی مین تو راے پتھورا کا مرنا تلاوری کے مقام مین لکھا ہی اور سلطان شہاب الدین کا شربت ممات چکھنا بعد مدت فدائی کھوکھو کے ہاتھہ سے تحریر ہی واللہ عالم بحقیقۃ الحال القصہ بعد راے پتھورا کے مسلمانون کی حکومت ہندوستان مین ظاہر ہوئی۔ ابتداے راجہ جدھشٹر پانڈو سے راے پتھورا تک بموجب تحریر راج ترنگینی کے ۴۴۰۰ برس ہندوؤن کا راج رہا۔

شاہان اہل اسلام کا بیان

جسوقت گردش ایام اس امر کی مقتضی ہوئی کہ ہندوستانیون کا راج جائے اور انکے ملک آبائی مین بیگانہ کا قدم آئے
اول سلاطین غور و غزنی نے حملے برپا کیے۔ اور رفتہ رفتہ یہانکے سررشتۂ حکومت کو اپنے دست قدرت مین کر لیا
اگرچہ سلطان شہاب الدین نے راے پتھورا کو مارا اور اوسکی بادشاہی پر قابض ہوا مگر اسلام کا ظہور ناصر الدین سے
ہوا ہی لہذا اوسکا بیان کیا جاتا ہی سلطان ناصر الدین سبکتگین حاکم خراسان نصیر دقیقی کے غلامون سے ہی۔ نصیر کے
بعد منصور بن نوح سامانی کے حضور سے امیر الامرائی اور سپہ سالاری کا مرتبہ پایا اپنی کاردانی سے بڑے بڑے
کام انجام دیئے۔ آخر زمانہ مین ابو اسحق والی بخارا کیطرف سے غزنین کی حکومت پائی جب کہ ابو اسحق کی زندگانی
فانی ہوئی ناصر الدین کا نصیبہ چمکا۔ اسکی تفصیل یون ہی۔ ابو اسحق اسکے سوا کوئی وارث نرکھتا تھا اور اوسکے
امرا مین بجز اسکے کوئی صاحب شکوہ نظر نہ آیا لاچار اسے تخت حکومت پر بٹھایا اسکی تخت نشینی سنہ ۳۶۷ ہجری
مین ہوئی۔ اس شخص نے اپنی دانش و عقل سے اچھا انتظام کیا۔ اور عدل و داد مین متوجہ رہا اکثر زور بازو سے
ملک بھی تسخیر کیے۔ چونکہ اس کتاب سے فقط سوانحات ہندوستان کا دریافت ہونا اصلی غرض ہی لہذا اس شخص کی
دوسری مہمون کے قصہ مثل توران اور ایران کے کیفیت کو نہین لکھتے۔ غرض یہ شخص مکرر ہندوستان مین آیا۔
سنہ ۳۷۳ ہجری مین اکثر شہرون کو فتح کر لیا۔ اسینے اول اول ہند مین مسجد بنوائی۔ چونکہ یہ شخص ترک کے نسل مین تھا
اسی سبب سے ہندو لوگ سارے مسلمانون کو ترک کہتے ہین۔ اس ترک کی ترکتازی سے ہندوون کے دم ناک مین
آگئے۔ جب حملہ کیا بیچارون کے مال و اسباب عزت و آبرو پر حرف آیا۔ اوسوقت مین راجہ جی پال ہندوستان کا
حاکم تھا۔ ہرچند مورخان ہندی نے اس راجہ کو فرمانروایان دہلی مین نہین لکھا مگر چونکہ اوسکا دار الایالت قلعۂ بلدہ
فارسی مین تحریر کیا ہی کیا تعجب کہ سواے دہلی کے پنجاب اور سامانہ کے گرد نواح مین متسلط ہو ظاہرا اوسوقت ہندوستان مین
طوائف الملوکی تھی۔ القصہ راجہ جی پال مخالفت کے دفعہ کرنیکو غزنین پر چڑھ گیا اودھر سے سلطان بھی مع لشکر
باہر نکلا۔ دلیران کینہ جو نے مردانگی کی داد دی۔ تیر و شمشیر کی نوک چھاتی پر لی ہندوستانیون کی چیرہ دستی
آشکار ہوئی۔ بادشاہ نے تازہ حیلہ کیا اوس اطراف مین بعض ایسے چشمہ تھے کہ اگر اتفاقاً نجاسات مین سے کسیقدر
اونمین گر جاے فوراً مینہ برسنا شروع ہو پس بموجب ایماے سلطان لوگون نے اون چشمون کو لہرایا سخت برف برسنا
شروع ہو گئی راجہ کے صدہا سپاہی اس بلاے ناگہانی سے ٹھنڈھے ٹھنڈھے ملک جاودانی کو سدھارے جو زندہ
رہے وہ اپنی جان بچا کر واپس ہوئے بادشاہ نے اس فریب سے ہندوون کی گرم بازاری سرد کی راجہ نے اپنے
لشکریون کو مضطرب پا کر اس عہد سے مصالحت کی کہ پچاس زنجیر فیل پیشکش کرے اور چند معتبرون کو بطور اول بادشاہ
کے حضور مین بھیجدے پیادہ معتبران سلطان کو واسطے دینے ہاتھیون کے اپنے ساتھ ہندوستان مین لایا مکان مین

پہونچتے ہی سارا قول و قرار بھول گیا۔ نخوت کی ہوا دماغ مین سما گئی اور بادشاہی معتبرون کو بعوض اپنے نوکرون کے قید کیا بادشاہ نے اس خبر سے بہ خواہی پر لشکر کھینچا جیپال لاکھہ سوار اور پیادہ بیشمار لیکر لڑائی کو آیا مگر شکست کھا کر اولٹے پیرون بھاگا بادشاہ کا لمغانات تک خطبہ سکہ جاری ہوا

ذکر سلطان محمود ناصر الدین سبکتگین

جب سلطان ناصر الدین سبکتگین اجل کے پنجے مین گرفتار ہوا۔ امیر اسمعیل بڑا لڑکا تخت پر بیٹھا دوسرا لڑکا سلطان محمود اس نامحمودی محرومی کا متحمل نہوا۔ آخر تائید غیبی نے یاوری کی بڑے بھائی سے مقابلہ کرکے فتحیاب ہوا تخت کامرانی میسر آیا۔ نام مبارک کا سکہ خطبہ جاری ہوا۔ تیغ عالمگیری اپنے نور جلال سے بلخ و بخارا و دوار و گنج و خوارزم و ترکستان و عراق و خراسان کو تحت تصرف مین لائی جب اسکی جہانگیری کا طنطنہ بغداد مین پہونچا۔ خلیفہ نے خلعت فاخرہ مع خطاب امین الملتہ و یمین الدولہ کے عنایت فرمایا۔ اسنے بپاس رضامندی اور نیز الٰہی ناموری کے جہاد پر کمر باندھی ہندوستان کی طرف رجوع ہوا۔ اول مرتبہ ۳۹۱ سنہ ہجری مین بمقام پشاور راجہ جیپال سے لڑائی ہوئی۔ دونو طرف سے بیشمار جاندارون کی صفائی ہوئی۔ انجام کار مسلمانون کے ہاتھہ کھیت رہا پانچہزار ہندو غریق لجۂ فنا ہوئے۔ اور راجہ نے بھی مع پندرہ نفر خویش و برادر کے قید ہوکر بند عنصری سے آزادی پائی۔ کہتے ہین کہ راجہ کے گلے مین ایک مالا تھا جسکی قیمت جواہرشناسون نے ۱۸۰۰۰۰ دینار تجویز کیے تھے۔ اور اسی بموجب ہر ایک راجہ کے یگانون کے گردن مین ایک ایک مالا تھا یہ سب خزانہ شاہی مین جمع ہوا یہان سے فتح پاکر بادشاہ نے آگے بڑھکر راجہ جیپال کا دارالحکومت فتح کیا اور اکثر مسجدین بنائین مذہب اسلام کا رواج دیا۔ اور اوائل بہار مین قلعہ بھٹنڈ سے غزنین کو چلا گیا جب موسم خزان نے ترکتاز شروع کی دوبارہ بادشاہ نے بعزم ہند ملتان کی راہ سے بھٹیز پر توجہ کی راجہ بجے راے باوجود کثرت فیل و سپاہ کے اپنی نے ہمتی اور نے تدبیری سے لشکر کو بادشاہ کے مقابلہ مین چھوڑکر خود سندھ کو چلدیا۔ بادشاہی فوج نے خبر پاتے ہی تعاقب کیا اور قید کرتے ہی خنجر آبدار سے دوپارہ کیا اور سر اسکا بادشاہ کے روبرو لائے یہ خوش ہوا اکثرون پر تیغ رانی ہوئی بہت سی لوٹ کرکے غزنین کو چلدیا جملہ تحفون سے دوسو اسی ۲۸۰ فیل مست تھے۔ چونکہ ملتان مین داؤد بن نصیر فرمان روا تھا۔ بادشاہ کو دین کی حمیت ہوئی پس بہ نیت اخراج بھٹیز سے سیدھی راہ چھوڑکر سوار ہوا۔ راجہ انندپال جو راہ مین سد راہ ہوا طرفین سے معرکہ پڑا آخر راجہ کے پیر نہ جمے کوہستان کشمیر مین جا چھپا۔ اور بادشاہ نے ملتان پہونچکر وہان کے حاکم کو اپنا محکوم کیا اور بطور خراج تئیس ۲۰۰۰۰ ہزار درم سالیانہ قبول کراکر اور رواج مذہب کرکے عین شدت آفتاب مین بموجب عرض ہمراہیان کے غزنین کو لوٹ گیا۔ تیسری مرتبہ ۳۹۰ سنہ ہجری موسم زمستان مین ہندوستان کو آیا۔ اور راجہ انندپال سے لڑبھڑکر تیس ۳۰ زنجیر فیل لوٹ پاکر قلعۂ بھیم نگر کو چلا اور اوس قلعہ کو فتح کرکے چند تخت طلا و نقرہ اور دیگر نفائس عمدہ لوٹ لیا اور اپنے لشکریون کو ایسے گرانمایہ جنس کی سیر کرائی اور اوسی قلعہ مین بتقریب جشن بڑی روشنی کی آتشبازی بھی چھوڑائی

اور غزنین کو واپس گیا- چوتھی مرتبہ سنہ ۳۹۶ ہجری مین ملتان کا قاصد ہوا- اس مرتبہ اکثر مخالفین مذہب جو اس ولایت
مین تھے قید ہوئے اور بعض دست بستہ ہاتھیون کے پایمال ہوئے بعض کے ناک کان کاٹ ڈالے- اور وہان کے
حاکم داؤد بن نصیر کو قلعہ غورک مین محبوس کیا کہ وہ اوسی قید مین مرگیا- پانچوین مرتبہ سنہ ۴۰۲ ہجری مین بادشاہ کو یہ خبر
ملی کہ ہندوستان مین ایک مقام تھانیسر ہی اوسکے قریب تالاب ہی ہندو اوسے آغاز آفرینش جانتے ہین اور اوس
جگہ پر جان چھوڑنا رستگاری کا نتیجہ سمجھتے ہین- اور اوسی مقام پر چکرسوم کا بتکدہ ہی- یہ سنتے ہی جہاد کے ارادہ پر
تھانیسر کو روانہ ہوا- راجہ نردجس وہانکے حاکم نے اس راز سے آگاہی پاکر پیغام دیا کہ اگر اس ارادہ سے باز رہے پچاس
ہاتھی نذر کرون- بادشاہ کچھہ بھی ملتفت نہوا- اور وہان پہونچکر بتخانہ کو اپنے تیشہ بیداد سے گرادیا- اور سوم چکر کی
مورت اپنے ہمراہ غزنین کو لیگیا- چھٹی مرتبہ قلعہ نندنہ پر جو بالناتھہ پہاڑ پر ہی لشکر کشی کی- راجہ نروجس پال مردان
کار آزمودہ کو اوس قلعہ مین محافظ چھوڑکر خود کشمیر کے پہاڑون کو چلا گیا- بادشاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا آخر اہل قلعہ نے
مجبور ہوکر قلعہ خالی کردیا بعدہ بادشاہ نے راجہ کا تعاقب کیا مگر بسبب دشوار گذار گھاٹیون کے گھات نہ لگی ہان لوٹ
مین بہت کچھہ ہاتھہ لگا اور اکثر ہنود کو اپنے مذہب مین لایا- ساتوین مرتبہ سنہ ۴۰۹ ہجری مین قنوج آیا وہان کا حاکم
پیش کش حاضر ہوا تب وہانسے برن پہونچا وہان کے حاکم ہردت نے قلعہ کو عزیزون کے سپرد کرکے اپنی راہ لی اہل قلعہ
مقابلہ مین نہ ٹھہر سکے ہزار درم جسکا ڈیڑہ لاکھہ روپیہ ہوا مع چند زنجیر فیل دیکر جان بچائی بادشاہ قلعہ مہابن کو روانہ ہوا
وہان کا حکمران کلچند چاہتا تھا کہ ہاتھی پر سوار ہوکر دریاے جمن کے پار چلا جاوے مگر قید ہوگیا اوسوقت اپنی تلوار سے پیٹ
چاک کر ڈالا بعد ازین بادشاہ متھرا پہونچا وہان کے اکثر بتخانون کو خاک مین ملایا لوٹ مچادی کہتے ہین ایک طلائی مورت
جسکا وزن ۹۸۳۰۰ مثقال تھا توڑ ڈالی اوسکے اندر یاقوت کا ٹکڑا ملا جسکا وزن ساڑھے چارسو مثقال تھا لکھتے ہین
کہ راجہ چندرراے کے پاس ایک ایسا قوی الاعضا عربدہ جو تندخو ہاتھی تھا کہ جسکا جواب فیل گردون بھی نہوسکتا تھا-
بادشاہ بڑی قیمت سے اوسکا خریدار ہوا مگر راجہ نے ندیا آخر ایک رات کو وہ ہاتھی فیلخانہ سے چھوٹ کر سراپردہ سلطانی کے
قریب آیا بادشاہ اسکی سیر کرنے سے بہت خوش ہوا- آٹھوین مرتبہ سنہ ۴۱۰ ہجری مین بادشاہ کو خبر ملی کہ راجہ نندا حاکم کالنجر
نے حاکم قنوج کو میری اطاعت کرنے کی وجہ سے مار ڈالا- بادشاہ کو یہ امر ناگوار ہوا فوراً بعزم تنبیہ سوار ہوا جب دریاے
جمن کے کنارے پہونچا راجہ نروجس پال جسنے کئی مرتبہ شکست پائی تھی راجہ نندا کی اعانت پر آکر سدراہ ہوا چون کہ
دریاے جمن درمیان مین حایل تھا بے اجازت بادشاہ کے کوئی عبور نکرسکا اتفاقاً بیس نفر غلامون نے دریا سے گذر کر
راجہ کے لشکر کو درہم برہم کردیا راجہ فراری ہوا- جس شہر مین غلامان شاہی پہونچتے اوسے لوٹ لیتے اور بتخانون کا انہدام
تو انکے سنت ہی تھی- آخر بادشاہ نندا کی ولایت مین آیا اوسوقت نندا کے پاس ۳۶ ہزار سوار ایک سو چھیالیس ہزار پیادہ
اور تین سو چالیس فیل مست تھا- بادشاہ نے اوسکو پیغام صلح دیا کہ اطاعت مین بہتری ہی مگر راجہ نے نمانا توپ گرز

وشمشیر پہونچی بادشاہ کثرت غنیم کی دیکھکر نہایت ہراسان ہوا درگاہ الٰہی سے فتح و نصرت کا خواہان ہوا خدا کی مرضی تو اوسی کی
تھی اتفاقاً اوسی شب راجہ کو خود بخود خوف آیا تمام ساز و سامان چھوڑکر کسیطرف کو چلا گیا صبح جب بادشاہ کو یہ خبر ملی
دلجمعی سے شہر لوٹنا شروع کیا۔ ایک رقم ۵۸۰ ہاتھیون کی ہاتھہ مین آئی۔ دسوین مرتبہ دوبارا راجہ نندا پر چڑھائی
کی جب گوالیار پہونچا یہان کے قلعہ کو تسخیر کرنا چاہا۔ یہ قلعہ متانت اور استواری اور بلندی مین عدیم المثال ہے
ضرورتاً اوسکے حاکم سے صلاح کرنا پڑی وہان سے کالنجر کو چلا۔ جو راجہ نندا کا مسکن تھا وہان پہونچتے ہی قلعہ کو گھیر لیا
اس قلعہ کے استحکام کو کوئی دوسرا قلعہ ہندوستان کا نہین پہونچتا۔ جب زمانۂ محاصرہ بہت گذرا۔ راجہ نندا نے
عاجز ہوکر ۳سو فیل پیشکش دینا قبول کیا۔ اور اندرون قلعہ سے بے فیلبانون کے روانہ کردئے۔ بموجب ارشاد
بادشاہ کے ترکان شہامت نشان نے ہر ایک پر سواری کی۔ راجہ نندا شعرگوئی مین نہایت ملکہ رکھتا تھا۔ آخر چند اشعار
مدح سلطان مین تصنیف کرکے بھیجے اوسکا مضمون ہندی والون نے عرض کیا۔ بادشاہ بہت خوشنود ہوا۔ اوسکے
عوض مین فرمان حکومت پندرہ قلعہ کا مع دیگر تحفجات کے عطا فرمایا۔ الغرض باہم صلح ہوگئی۔ گیارھوین مرتبہ سومنات کے
فتح کرنے کو آیا یہ شہر دریاے شور پر ہندؤن کا معبد ہے یہان پر ایک بت سومنات نام ہے کتب ہنود مین لکھا ہے کہ چار ہزار
برس سے یہ مورت برہمنون کی مقبول ہے خیر غزنین سے روانہ ہوکر نہروالہ ہوتے ہوئے سومنات مین خیمہ زن ہوئے
اہل شہر نے اس خبر کے سنتے ہی دروازہ بند کرلیا اور آمادۂ جنگ ہوئے۔ آخر کو لڑتے لڑتے بادشاہ نے فتح کی۔ کثیر
خلائق کو قتل اور بتخانہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اور سومنات کو غزنین لیگیا۔ اور تعصب کی راہ سے اوسے
مسجد و مدرسہ کے زینون مین نصب کرایا۔ معاودت کے وقت اثناے راہ مین راجہ برج دیو سدّراہ ہوا اور عمدہ
دستبردی دکھلائی۔ اکثرون کو خاک مین ملایا۔ اور جو مال و اسباب سومنات سے لوٹ لائے تھے چھین لیا۔ چونکہ
کثرت تردد سے جی بیٹھا ہوا تھا بادشاہ نے دم نمارا۔ براہ ریگستان ملتان کو متوجہ ہوا۔ راہ جو کھوئی ہوئی تھی
ایسے جنگل مین قدم جا پڑے جہان آب و دانہ کی شکل نظر آنا دشوار ہوئی۔ بہت اذیت پہونچی۔ اکثرون نے بھوک و پیاس
سے بیبس ہوکر عدم کی راہ لی۔ اس مرتبہ نہایت تکلیف سے غزنین پہونچے۔ بارھوین مرتبہ ۴۱۸ ہجری مین ملتان
و سند کی راہ سے دوبارہ روانہ ہوا اور ہزار کشتیان اس رنگ کی بنائی گئین کہ ہر کشتی مین تین تین سیخ آہنی نصب کین
ایک روبرو اور دو دو تو بازؤون پر بیس بیس ہر ایک کشتی مین سپاہیون کو مع آلات حرب بٹھلاکر روان کیا تاکہ دریا کے
راستہ سے دشمنون کی انہدام بنیاد ہستی کرین۔ دشمنون نے یہ خبر پاکر اپنے عیال و اطفال کو جزیرون مین بھیجدیا
اور خود مقابلہ مین آئے جنھون نے سر اوٹھایا اونھون نے مُنھہ کی کھائی۔ بعد گوشمال واجبی کے غزنین کو معاودت
کرگیا۔ القصہ یہ بادشاہ نہایت خلیق اور انصاف دوست شجاع اور دلیر تھا اسکے مزاج مین تعصب اور دنیوی
لالچ بھی تھا۔ شعرفہمی اور سخن مین بے نظیر تھا۔ شاعرون کی قدردانی کرتا تھا۔ اسکے وقت مین مولانا حسن فردوسی تخلص کہتا تھا

اس تخلص کی وجہ یہ ہی کہ حاکم طوس نے ایک باغ فردوس نام تعمیر کیا تھا۔ اور انکا باپ وہان پر باغبانی کرتا تھا اسی سبب مولانا نے فردوسی تخلص کیا۔ جسوقت یہ شخص غزنین گیا۔ اور بادشاہ نے اسکی قدر کی۔ اس شخص نے بموجب حکم شاہنامہ تصنیف کیا بیس برس مین ساٹھہ ہزار بیت لکھین۔ بادشاہ آیاز نامے غلام پر فریفتہ تھا۔ یہ غلام والی کشمیر کا لڑکا ہی۔ عہد طفلی مین اپنے باپ کے ساتھہ شکار کو گیا تھا۔ عیارون نے فرصت پاکر ایاز کو اپنے قابو مین لا فرار ہوئے۔ اور بدخشان مین پہونچکر اس لعل گران بہا کو کسی سوداگر کے ہاتھہ فروخت کیا۔ اوس سوداگر نے اسکے حال پر نہایت توجہ فرماکر تعلیم وتربیت کی۔ حسب اتفاق غزنین مین گیا۔ بادشاہ نے آوازۂ حسن وجمال سنکر خرید کیا۔ اور اسکے حسن خوبی کا دلدادہ ہوگیا۔ بعض نے لکھا ہی کہ جمال صورت سے زیادہ نیکو سیرتی مین بے مثل تھا القصہ سلطان علت دق اور ضیق النفس مین گرفتار ہوکر ۴۲۱ہجری مین جار ناچار ہوکر ملک عدم کو سدھارا کہتے ہین کہ ازبسکہ اس بادشاہ کو تعلقات دنیا سے دلبستگی تھی نہایت تکلیف سے جانکنی ہوئی ۳۵ برس حکمران رہا۔

ذکر امیر مسعود

امیر مسعود اپنے چھہ بھائیون مین بڑا تھا بعد محمود کے تخت نشین ہوا دو مرتبہ ہندوستان مین بھی آیا مگر دل کا حوصلہ دل ہی مین رہا جہان سینگ سمائے وہان کے بتخانہ ڈھاکر دار الحکومت کو لوٹ آیا پھر بہرام شاہ تخت آرا ہوا انھین بھی ہندوستان کی رغبت ہوئی۔ اکثر شہر جو انکے باپ اور بھائی نے فتح نکر پائے تھے تسخیر کرلیے اور مروج دین اسلام ہوکر ہندو راکو وہان پر چھوڑا مگر چندان حکومت ہند نے قیام نپایا۔ ایران وتوران ہی کے ضبط وربط مین اوقات بسری ہوئی اسکے عہد مین مولانا نظام الدین گنجوی نے کتاب مخزن اسرار اور ملا نصیر اے ستوفی نے کتاب کلیلہ دمنہ تصنیف کی القصہ [illegible] ہجری مین اس جہان گذران سے اقلیم جاودان کو راہی ہوا۔ اسکا لڑکا خسرو شاہ جب تخت پر بیٹھا سلطان علاء الدین حسین غوری نے غالب ہوکے غزنین کو اپنے تحت مین لایا۔ اور اس بیچارے نے ہندوستان مین آکر لاہور کو فتح کرکے تمام عمر حکومت پنجاب مین بسر کی۔ اور ۵۵۵ ہجری مین بمقام لاہور اسکی زندگانی کا چراغ ٹھنڈھا ہوا اسنے اٹھاون برس حکومت کی بعد ازین اسکا بیٹا سلطان خسرو پنجاب کی حکومت کرنے لگا۔ چونکہ سلطان شہاب الدین برادر غیاث الدین بن سلطان علاء الدین حسین غوری اپنے بڑے بھائی کیطرف سے نیابتاً غزنین مین امور سلطنت کرتا تھا بمقتضائے شجاعت تسخیر ہندوستان پر متوجہ ہوا اور پے بہم لاہور پر حملہ کیے۔ آخر الامر خسرو شاہ [illegible] لایا ۵۸۲ ہجری مین سلطان شہاب الدین کے پاس غزنین کو چلا گیا۔ اور وہین پر ودیعت حیات متقاضی اجل کے سپرد کی۔ ۲۰ برس لٹنے پنجاب کی حکومت کی سلطان ناصر الدین سے خسرو ملک تک [illegible] بادشاہ [illegible] برس غزنین والمقتدر [illegible] ہند پر حکومت کرتے رہے

ذکر سلطان شہاب الدین غوری

سلطان شہاب الدین عرف معزالدین محمد سام نے اپنے بھائی سلطان شمس الدین ولد سلطان علاءالدین حسین کی طرف سے جو غزنین کا حاکم تھا غزنین پر فوج چڑھالایا اور ۵۶۹ھ ہجری مین فتح کی اور خود بطور نائب مقیم رہا چونکہ یہ شخص شجاع اور جنگ جو تھا اور تقدیر بھی یاری پر تھی قصد جہانگیری دلمین پیدا ہوا۔ اول مرتبہ ملتان کو قرامطہ اور اوچھہ کو قوم بھاٹ سے لیکر اپنے قبضہ مین لایا اور اپنا نائب چھوڑکر لوٹ گیا۔ دوسری مرتبہ ۵۷۴ھ ہجری مین دوبارہ ملتان اور اوچھہ مین آیا۔ اور ریگستان کی راہ سے گجرات کا راستہ لیا وہان کے راجہ بھیم دیو نے مقابلہ کیا چونکہ بادشاہ کا لشکر تھکا درماندہ اور ریگستان کی تکلیف کشیدہ تھا مغلوب ہوا۔ راجہ کی فوج نے اکثر غازیان لشکر کو آب شمشیر پلاکر بوسیلۂ تیر خاراشگاف ملک عدم کی سیدھی راہ دکھلائی۔ اس مرتبہ بادشاہ نے بڑی تکلیف سے غزنین کی صورت دیکھی۔ تیسری مرتبہ ۵۷۵ھ ہجری مین لاہور آیا۔ سلطان خسرو ملک جسکا حال لکھ آئے ہین یہان کی حکومت رکھتا تھا شہاب الدین نے آتے ہی محاصرہ کیا خسرو ملک نے عاجز ہوکر اپنے لڑکے کو مع ایک زنجیر فیل کے نذر بھیجکر صلح کرلی۔ چوتھی مرتبہ ۵۷۸ھ ہجری مین دیول یعنی ٹھٹھہ پر لشکر چڑھالایا اور تمامی اوس ولایت کو دریاے سندتک فتح کرکے واپس چلا گیا۔ پانچوین مرتبہ ۵۸۰ھ ہجری مین لاہور کو آے کے خسرو ملک کو خوب گھیرا اور اوسکے اطراف ونواحی کو من مانا لوٹا درمیان دریاے راوی اور چناب کے سیالکوٹ کے قلعہ کی مرمت کرائی۔ اور اپنا نائب چھوڑکر واپس چلا گیا خسرو ملک نے کھوکھرون سے متفق ہوکر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ مگر نے نیل مرام لاہور کو واپس ہوا۔ چھٹی مرتبہ ۵۸۲ھ پھر لاہور آیا اس مرتبہ خسرو ملک کو ایسا عاجز کیا کہ اوسے دربار شاہی مین حاضر ہونا پڑا۔ بادشاہ نے ہمراہی مین رکھا اور وہان پر دوسرا نائب مقرر کرکے غزنین کو آیا۔ خسرو ملک نے اسی جگہ پر رحلت کی۔ ساتوین مرتبہ ہندوستان مین ۵۸۷ھ آکر قلعہ سہرند کو جو بالفعل پٹیالہ راجہ ہند تھا فتح کیا اور دو سو سوار وہان چھوڑکر موضع نراین پور یعنی تلاوری مین آیا وہان پیداے پتھورا سے لڑائی ہوئی۔ اگرچہ ہمراہیان شاہی نے بہت ساہاتھ پیر مارا۔ مگر فتح راے پتھورا کے ہاتھ لگی انھون نے شکست کھائی کھانڈے راے جو راے پتھورا کا بھائی تھا ہاتھی پر سوار ہوکر بادشاہ پر حملہ آور ہوا اور بازوے سلطانی کو نیزہ کی ضرب سے زخمی کیا۔ قریب تھا کہ اسکے صدمہ سے بادشاہ کا ہوش جاتا رہے مگر جلد غزنین کو لوٹ پڑا۔ راے پتھورا نے فتح پاکر قلعہ سہرند کے محافظان شاہی کو مغلوب کرکے اپنے آدمیون کو وہان پر مقرر کیا۔ آٹھوین مرتبہ ۵۸۸ھ ہجری مین بادشاہ ہند مین آیا۔ اور اوسی موضع نراین مین صفوف جنگ آراستہ ہوئین بڑی مدت تک یہ حال رہا کہ کبھی ہندوستانی پریشانی اوٹھاتے کبھی مسلمان تیغ ہندی کا لوہا مان جاتے تھے۔

ذکر فتحیابی سلطان شہاب الدین

چونکہ حکم خدا یہ تھا کہ ہندؤن کی عملداری تمام ہو اور مسلمان اپنا دخل کرین نصیبہ نے بھی پیٹھ دکھلائی راے پتھورا قید ہوکر زیر شمشیر ہوا اکثر فوج بھی نے سراسیمہ ہوکر ماری گئی، کھانڈے راے نے بڑی بے چینی سے بھاگنے کی راہ پائی

قلعہ سرستی یعنی تلاوری اور ہانسی اور اجمیر جو رائے پتھورا کا دار الملک تھا بادشاہ کے قبضہ مین آیا بعد فتح بادشاہ
نے رعایا کے تالیف قلوب کے لیے چند سے قیام کیا - جب سب طرف سے اطمینان حاصل ہو گیا ملک قطب الدین ایبک
غلام کو قصبہ کہرام مین جو دہلی سے ستر کوس ہی نیابت پر چھوڑ کر خود بدولت سوالک کے راہ سے روان ہوا اثنائے
راہ مین محال کوہستانی لوٹتے ہوئے غزنین کو چلا گیا یہان ملک قطب الدین نائب کو داعیہ ہندوستانی پیدا ہوا تھوڑی
فرصت مین دہلی اور میرٹھ کے قلعہ مسخر کر کے اپنے نزدیکون کو حاکم کیا دوسرے سال قلعہ کول اور گوالیار اور بدایون
وغیرہ فتح کرتے ہوئے گجرات مین آیا اور بھیم دیو گجراتی سے اگلی شکست کا بدلا لیا اور اوسی ولایت کو لوٹ کھسوٹ
کر دہلی مین آیا اور بادشاہ کے نام سے خطبہ و سکہ جاری کیا تب سے دہلی اسلام کی دار الخلافت ہوئی نوین مرتبہ
بادشاہ نے غزنین سے ہندوستان مین آکر قنوج فتح کیا اور تین سو زنجیر فیل مع دیگر اسباب کے لوٹ کر لوٹ گیا
جسوقت سلطان غیاث الدین برادر کلان نے انتقال کیا اسکے بعد بادشاہ نے ولایت غور و ترکستان و خوارزم وغیرہ دیگر دارثان کو دیکر آپ فقط غزنین پر قانع ہوا

معز الدین سام کا رحلت کرنا

دسوین مرتبہ جب بادشاہ نے سنا کہ لاہور کے گرد نواح مین کھوکھر لوگون نے بغاوت کا چراغ روشن کیا ہی فوراً اطفائے
نائرہ فساد کے واسطے قطرہ زن ہوا اور ملک قطب الدین نے بھی دہلی سے آکر شرف حضوری دریافت کی پس باتفاق
ہمدیگر باغیان کی گوشمالی دیکر غزنین کو چلا نزدیک شہر کے کسی گانون مین فدائے کھوکھر کے ہاتھہ سے جو ہمراہ
رکاب تھا زخم کھا کر عالم باقی کو روانہ ہوا اسکے خزانون مین روپیہ اشرفی وغیرہ کے علاوہ ایک رقم پانسو من ہیرے
کی برآمد ہوئی اس بادشاہ نے ۳۲ برس بادشاہی کی اور خاص ہندوستان مین ۱۵ برس حکمران رہا

ذکر سلطان قطب الدین

یہ شخص غلام زر خریدہ سلطان شہاب الدین کا تھا جب کہ بادشاہ نے زخم کھائے اس شخص نے لاہور مین آکر
گیارھوین ربیع الاول ۶۰۲ھ ہجری مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا چونکہ اسکی چھنگلیا ٹوٹی تھی اسے ایبک
کہتے تھے سلطان غیاث الدین محمود نے چتر وغیرہ تجملات بادشاہی قطب الدین کے حضور مین بھیجکر خطاب سلطانی
سے سرفرازی بخشی یہ بادشاہ سخاوت اور شجاعت مین بے نظیر تھا مغرورون کی گردن کشی نا پسند کرتا تھا
انعام و بخشش کا یہ حال تھا کہ لکھو کھا روپیہ دے ڈالتا تھا - اسی سبب سے اسکو لکھ بخش کہتے تھے ایک مرتبہ
سلطان اور تاج الدین سے ناموافقت ہوئی اور انجام کار تاج الدین تاب مقابلہ نہ لا کر کرمان کو بھاگ گیا یہ شخص
خاص سلطان شہاب الدین کا [illegible] سلطان [illegible] غزنین کا بادشاہ بن بیٹھا الغرض سلطان قطب الدین ایبک نے
فتح و فیروزی سے حکمرانی کی [illegible] ہجری [illegible] چوگان بازی مین مصروف تھا ناگاہ قضا نے اپنی بازی کھیلی
گھوڑے سے گرا گوئے [illegible] چوگان فنا نے اپنی طرف کھینچ لیا

ذکر آرام شاہ

چونکہ قطب الدین ایبک کی خاص اولاد مین کوئی سزاوار شاہی نتھا لاچار امراے سلطنت نے سنہ ۶۰۷ ہجری مین آرام شاہ کو جسے بادشاہ نے متبنیٰ کیا تھا تخت پر بٹھایا اسنے اپنا خطاب سلطان شاہ مقرر کیا۔ اور ہر طرف خلق اللہ کی امن و امان کے واسطے فرامین تسلی آمیز جاری فرمائے۔ اسی وقت مین امیر علی اسمٰعیل حاکم دہلی نے بعض بعض امرا کے اتفاق سے ملک التمش کو بدایون سے طلب کیا اوسنے دہلی مین آتے ہی قلعہ کو اپنے قبضہ مین کر لیا سلطان آرام شاہ اس خبر سے صف آرا ہوئے مگر بخت ناسازگار کے ہاتھون سے بھاگنا پڑا کل ایک برس سلطنت کے مزے اوڑائے

ذکر سلطان شمس الدین التمش

اسے بادشاہ قطب الدین ایبک نے مول لیکر اپنی فرزندی مین قبول اور اپنی لڑکی سے منعقد فرماکر بعد فتح گوالیار وہان کی امارت پر مقرر فرمایا تھا۔ اور رفتہ رفتہ بداؤن کی حکومت بھی اوسے عطا ہوئی یہ شخص اپنی فراست اور فرزانگی سے بارہا حضور مین ترددات مردانہ بجا لاکر مورد تحسین ہوا۔ اور خط آزادی حاصل کیا۔ چونکہ سلطان آرام شاہ سے بندوبست سلطنت نہوسکا باتفاق امیر علی اسمٰعیل اور نیز دیگر ارا کین دولت کے بدایون سے آکر سنہ ۶۰۷ ہجری مین تخت نشین ہوا۔ اور بزور شمشیر دیگر ولایات بھی فتح کین۔ شمس الدین اپنا خطاب کیا۔ التمش اوسے کہتے ہین جو چندر گرہن مین پیدا ہوا ہو۔ خیر اوسی زمانہ مین سلطان جلال الدین خلف محمد خوارزم شاہ نے چنگیز خان سے شکست پاکر ملتان مین قیام کیا اور چند روز کے بعد قلعہ لاہور کا محاصرہ کیا بادشاہ لشکر جرار لیکر وہان پہنچ گیا۔ جلال الدین کے پیر اوکھڑ گئے سندھ اور سیستان کیطرف نکل گیا۔ سنہ ۶۲۶ ہجری مین خلیفہ بغداد مستنصر باللہ کے حضور سے ایلچی مع خلعت کے سلطان شمس الدین کے پاس آیا بادشاہ نے قواعد اطاعت بجا لائے فرمائے اور جشن عشرت منائے چند روز تک شہر کی آرایش رہی سنہ ۶۳۰ ہجری مین مالوہ کو مسخر فرمایا۔ اور مہاکال کے مندر کو جو چھہ سو برس کا بنا ہوا نہایت مستحکم اور پایدار تھا کھودوایا۔ اور راجہ بکرماجیت کی مورت اور نیز دیگر بتون کو دہلی کی جامع مسجد کے زمین مین نصب کرایا تاکہ بندگان خدا کے پامال ہون **القصہ** یہ شخص بڑا عابد تھا ہر جمعہ کو جامع مسجد مین جاکر فرائض ادا کرتا اور وہان پر قیام کرکے وعظ سنا کرتا ایکروز ملحدان دہلی کے باتفاق یکدیگر جمعہ کے روز شمشیر برہنہ مسجد مین چڑھ آئے اور بادشاہ پر ہاتھہ صاف کرنا چاہا مگر سلطان صاف نکل گیا فتنہ پردازون کی یہ جرأت ہوئی کہ تعاقب کرین لوگون نے دروازون اور کوٹھون سے اون بدمعاشون کو تیغ و تفنگ کی بارش سے سرد کر دیا اور بادشاہ نے بھی دولتخانہ پہنچکر اکثرون کو گوشمالی دی اس بادشاہ نے ۲۶ برس سلطنت کرکے نیکنامی کے ساتھہ آخرت کی راہ لی۔

ذکر سلطنت سلطان رکن الدین فیروز

بعد انتقال پدر سلطان رکن الدین فیروز نے شبستان حکومت کو اپنے نور جلوس سے منور فرمایا اس نفس پرست بادشاہ
مین کچھہ عقل نتھی ہر وقت جسمانی لذتون مین دلدادہ تھا مسخرون کی صحبت تھی انہین کو انعام ہوتا تھا۔
سپاہ و رعیت کی کبھی رعایت نہوئی۔ رات دن شراب کا دور چلتا تھا اپنی خبر نتھی نام کو بادشاہ بنا تھا اوسکی ماں
بی بی شاہ ترکان جو کنیز ترکیہ تھی انتظام مالی ملکی کرتی تھی مگر اصل حقیقت سے وہ بھی مجبور تھی حسد نے زور نکالے سلطان
شمس الدین کی دوسری حرم والیون کو آزار رسانی شروع کی اور قطب الدین کے عیال و اطفال کو بیقصور قتل کیا
بعض اور بھی ایسی ہی حرکتین جو برخلاف خاندان شاہی تھین اس بیگم سے سرزد ہوئین۔ آخر امراے دولت نے
بادشاہ کو نے عقل اور اوسکی والدہ کی خود فروشی دیکھکر برخلافی شروع کی ملک اعز الدین ایاز حاکم ملتان کو تکلیف دی
کہ دہلی کا تخت حاضر ہو رونق بخش ہو جیسے یہ سنتے ہی مع لشکر گران روانہ ہوا اس خبر سے سلطان رکن الدین نے
بھی لشکر لیکر عزم پیکار کیا۔ لیکن قبل اسکے کہ اعز الدین ایاز آئے۔ ارکین سلطنت روگردان ہوگئے اور دہلی مین جا
بی بی رضیہ سلطان شمس الدین کی بیٹی کو تخت پر بٹھا دیا اور بی بی شاہ ترکان کو محبس مین تکلیف دی بادشاہ
رکن الدین اس خبر سے کیلوکھری مین آکر آمادۂ رزم ہوا بی بی رضیہ کی جوانمرد فوج نے تھوڑی دیر مین بادشاہ کو قید کر لیا
کہ چند عرصہ کے بعد ماں بیٹے دونو ایک ہی حالت قید مین نہانخانۂ عدم کو روانہ ہوئے اس خود فراموش کی حکومت قریب ... روز

بی بی رضیہ کی حکمرانی کا حال

سنہ ۶۳۴ ہجری مین باتفاق امراے سلطنت کے تخت پر بیٹھی اور عقل و کیاست اور فہم و فراست ... سے انتظام
ملکداری بخوبی کیا۔ مردانہ لباس پہنکر دربار کرتی اور لشکر و رعایا کی خاطر داری مین مشغول رہتی بہر حال یہ ملکہ حسن خلق
مین بڑا ملکہ رکھتی تھی۔ بادشاہ نے حین حیات مین جب اسے ولیعہد کیا تھا وزیرون نے التماس کیا کہ لڑکے کے
ہوتے لڑکی کو ولیعہد ... نہین حضرت نے فرمایا کہ پسر ناخلف سے لڑکی بہتر ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ ظاہر عورت ہے
مگر باطن اسکا مردانہ ہے ... غرض یون کہ حاکم ملتان اعز الدین ایاز نے حلقۂ فرمان برین سے گردن باہر نکالی اور لاہور کو
ملکہ کی ملکیت سے ... کرکے اپنی املاک مین شامل کیا ملکہ نے مردانہ لڑائی شروع کی دہلی سے نکلکر سرہند پر سے جا لے
لیکن امراے ہمراہی نے نمک حرامی کا پیشہ اختیار کیا ملکہ کو قید کرکے دہلی بھیجدیا اور معز الدین بہرام شاہ کو قید سے نکال کر
بادشاہ بنایا۔ رضیہ بی بی نے قابو پاکر ملک اختیار الدین سے نکاح کیا اور جاٹ اور کھوکھرون کا لشکر جمع کرکے دو مرتبہ
بہرام شاہ پر چڑھ گئی مگر آخر کار شکست پاکر مع شوہر گرفتار ہوگئی اور دوسرے روز قتل ہوئی اسکی سلطنت ۳ برس ۶ مہینے ۶ روز رہی

ذکر مقتول ہونا سلطان رضیہ کا اور معز الدین بہرام شاہ کی سلطنت

سلطان معز الدین بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین التمش نے حسب اتفاق کاربردازان سلطنت کے تخت حاصل کرکے اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا نظام الملک مہذب الدین
جسکی سپہ بادشاہ کے عقد مین تھی کل امور ملکی اور مالی کا مدار المہام ہوا اسکے تنہا اپنا اختیار حاصل کیا۔ اکثر کام بدون اجازت شاہی کے کر ڈالتا

اوس زمانہ مین رسم تھی کہ بادشاہ کے سوا کسیکے دروازے پر ہاتھی نہ رکھا جاوے لیکن انکے دروازے پر ایک زنجیر فیل رہا کرتا
تھا۔ جب کہ فوج مغلیہ چنگیز خانی نے آنکر لاہور کا محاصرہ کیا اور خلق خدا کی آزار رسانی مین کچھہ اوٹھا نرکھا جینین
بادشاہ کو بہ ناچار ظاہر ہوا نظام الملک کو مع دیگر بڑے بڑے سرداروں کے واسطے دفع لشکر چنگیز خانی کے روانہ کیا۔
آب مہذب الدین کو کیا پوچھنا تھا مفت خوردن کی خوشامدین سنکر مغرور ہوگیا سب تہذیب جاتی رہی حقوق
نمک فراموش ہوئے خرابی کی فکر دلمین سمائی۔ دریائے بیاہ پر پہونچکر یہ فریب کیا کہ بادشاہ کے حضور مین اس
مضمون سے ایک عرضداشت لکھی کہ جسقدر میری ہمراہی مین امیر و امرا آئے تھے مخالف ہوگئے ہین کون کی ملکیان نہین
لہذا انکے اعتبار پر اعدا سے کارزار کرنا عقل کے برخلاف ہی اگر حضور پنجاب کے طرف متوجہ ہون نہایت آسانی سے
فتنہ و فساد کے دفع ہونے کی صورت ہوجایگی بادشاہ تو اسکی مکاری اور روباہ بازی سے غافل تھا عرضداشت کے
جواب مین لکھہ بھیجا کہ بالفعل تالیف قلوب کرکے کارروائی کرو آیندہ اس فرقہ سرگشتہ کی گردن زدنی کی پاداش ضرور
ہوگی۔ نظام الملک نے اس فرمان کو ساری فوج مین دکھلایا اور اونکے دلمین بادشاہ کی طرف سے مخالفت پیدا
کرادی۔ جب دیکھا کہ ساری سپاہ مجھسے موافق ہی کھل کھیلا صاف باغی ہوگیا بادشاہ نے اس معرکہ سے آگاہ ہوکر
خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کو دفع فساد کے واسطے روانہ کیا جب اسکے سمجھانے سے کچھہ نہوا واپس آکر حضور مین
مفصل حال عرض کردیا اودھر نظام الملک نے امرا کے ساتھہ دہلی مین آکر محاصرہ کیا۔ شہر والے تو پہلے ہی سے متفق
تھے نے لڑے بھڑے شہر مین دخل ہوگیا اور بادشاہ نے مقید ہوکر زندان زندگانی سے خلاصی پائی اسکی سلطنت
صرف دو سال ایک مہینے رہی۔ جسوقت بہرام شاہ کو نظام الملک نے مارڈالا ملک عزالدین اسمعیل امیر الامرا
بزور اپنے انتظام کے تخت پر بیٹھہ گیا مگر ارکان دولت نے ناراض ہوکر سلطان علاء الدین کو جو قید مین تھا سنہ ۶۴۳ ہجری
مین بادشاہ بنایا اور سلطان شمس الدین کے دونو لڑکون ناصر الدین اور جلال الدین کو قید سے نکالکر ناصر الدین کو بہرایچ
اور جلال الدین کو قنوج کا حاکم بنایا اور نظام الملک کو قتل کرکے جزاے اعمال سے متنبہ کیا۔

ذکر رجوع سلطنت بسلطان ناصر الدین کی طرف

چند دنون بعد بادشاہ نے آئین عدالت سے انحراف کیا ظلم و بدعت آغاز ہوئی زوال کے دن نزدیک آنے لگے امرا دولت اسکی بے انصافی صاف ابغاوت کرنا
شروع کی ناصر الدین کو بہرایچ سے بلاکر تخت حوالہ کیا اور اس ظالم کو قید ہی مین ملک البقا کی راہ دکھلائی چار برس ایک مہینے اوسکی بد مزاجی و سیہ اختری کی گرم بازاری رہی

سلطان ناصر الدین

سلطان ناصر الدین بن سلطان شمس الدین التمش نے سنہ ۶۴۴ ہجری مین اپنا خطبہ اور سکہ جاری فرمایا ملک غیاث الدین بلبن کو جو غلام اور داماد شمس الدین کا
تھا منصب وزارت پر سرفراز کیا اور الغ خانی کا خطاب اور چتر دورباش عطا فرمایا انتظام
جہانداری اوسکی رائے پر ہونے لگا اور بطور نصائح مشفقانہ فرمایا کہ ملک رانی کی عنان تیرے ہاتھہ مین دیگئی ہی خبردار ایسا

کام نکرنا کہ روز قیامت مین بچھے اور بچھے خدا کے روبرو شرما کر سر جھکانا پڑے ۔ ملک بلبن نے عقل خداداد اور فراست خلقی سے اسطرح انتظام کیا کہ رعایا آسودہ حال ہوکر رات دن دعاے دولت مین مصروف ہوئی ازبسکہ بادشاہ کے مزاج مین حق شناسی اور خداترسی کثرت سے تھی حاصلات ملک کا درویشون اور فاضلون اور ارباب استحقاق کی پرورش مین خرچ کرتا تھا ۔ اور عمارات مین چاہ ۔ مسجد ۔ خانقاہ ۔ سرائین ۔ نہرین وغیرہ طیار کرائین خلاصہ یہ ہی کہ کل روپیہ آمدنی ملک کا کار خیر مین صرف کرتا تھا اپنی ذات خاص کے مصارف کو سال مین دو مصحف لکھکر فروخت کرتا اور اوسکی وجہ سے گذارہ ہوتا ایک مرتبہ کسی نوکر نے بادشاہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قران خوشامد کی راہ سے گران قیمت کو مول لیا جب حضرت نے سنا ممانعت کردی کہ آیندہ کسی کو افشا نہو کہ میرے خط سے یہ صحیفہ لکھا گیا ہی تاکہ میری وجہ حلال مین فرق نہ آئے سواے بی بی کے کسی لونڈی وغیرہ نہ تھی اوسی سے نان پزی کی خدمت لیا کرتا ایکمرتبہ ملکہ نے کہا کہ اگر نان پزی کو ایک لونڈی خرید کر دیجیے مجھے آرام ہوگی بادشاہ نے فرمایا کہ خزانے محتاجون کے لیے ہین اپنی آسائش کو نہین صبر کرو کہ آخرت مین اسکا نتیجہ نیک حاصل ہوگا الغرض ۱۹ برس تین مہینے ۲ روز بڑی نیکنامی سے پادشاہی کرکے بہشت برین کو متوجہ ہوگیا

ذکر غیاث الدین بلبن

چونکہ سلطان ناصر الدین کے کوئی اولاد نہ تھی وزراے خیر اندیش نے سنہ ۶۶۶ ہجری مین غیاث الدین بلبن کو تخت پر رونق بخش کیا یہ شخص اوایل ہی سے پختہ کار ہو رہا تھا جو کام کرتا عقل دوراندیش سے مصلحت کرلیتا جب تک تقوی اور پرہیزگاری اور حسن سیرت کی تحقیقات نکرتا کسی کو کسی عہدہ پر مامور نفرماتا اوسکا یہ قول تھا کہ ہر شخص کو ایک نظر سے نہ دیکھنا چاہیے بلکہ فرق پیدا کرنا مناسب ہی ۔ کمینون کو کار فرما کرنا اسطرح ہی جیسے جوتے کو سر پر چڑھانا ۔ آخر وقت زندگانی تک کبھی رذیلون سے بات نکی اور نہ خوشامدیون کو اپنے دربار مین بار دیا ۔ کہتے ہین کہ فخر انامی رئیس بازار نے مقربان حضور سے التماس کیا کہ اگر ایکبار حضور والا مجھسے ہمکلام ہون نقد و جنس گران بار پیشکش کرون جب باریافتگان بارگاہ نے حضور والا تبار مین عرض کیا قبول نہوا اور فرمایا کہ میر بازار کی ہمزبانی سے رعب سلطانی زائل ہوگا القصہ بہمہ صفت موصوف تھا اور کسی تقصیرات کے عوض مین تازیانہ کی سزا تجویز کی تھی ارکان دولت اور ادنی رعیت اوسکے محکمۂ عدالت مین برابر تھی ۔ ہر کام مین عدل تھا کسیکی یہ جرأت نہ تھی کہ اوسکے امر و نہی سے باہر ہو اکثر وعظ کی مجلس مین حاضر ہوتا اور ہر وقت حکم الہی مین پابند ہوتا جسوقت کبھی کسی دربار پر پہونچتا اول ضعیفون اور عورتون اور بچون اور چارپایون کو پار بھجواتا اور تمام لشکر کے عبور ہونے تک توقف کرتا کہ ہر ایک کا آسایش کے ساتھ بیڑا پار ہو ۔ اگرچہ ایام شباب مین شراب اور اہل طرب کی صحبت مین رہتا تھا مگر جب سے سریرآراے سروری ہوا ہر ایک مناہی اور ملاہی سے تائب ہوگیا ہر وقت نماز درود اور وظیفہ مین رہتا اور جمعہ کی نماز پڑھکر اہل قبور کی زیارت کرتا اور اہل مصیبت کی تعزیت مین شریک ہوتا تھا باوجود استقدر تمکین اور کریم خصلتی کی گردنکش اور سرکش حرامون کی قہاری اور جباری کرتا ایک آدمی کے بدلے ملک کا

خراب کر دیتا تھا بادشاہی انتظام کو ہر امر پر مقدم سمجھتا تھا۔ اگرچہ رنگین جانور نغمہ سرا اور شکاری اور چیتا اور سیاہ گوش
وغیرہ سے رغبت تھی بلکہ اس قسم کے جانور بہت سے فراہم کیے تھے توشچی اور بازدار اور قراول اور میر شکار مقرر تھے چونکہ شکار دوست
تھا اس وجہ سے اس فرقہ کو حضرت کی نظر مین عزت تھی۔ بیس کوس دہلی کے اطراف مین شکار کی محافظت کرتے تھے
اور اوس جنگل مین نخچیر بھی جمع کرتے ہزار سوار تیر انداز شکار کھیلنے کو ہمرکاب رہتا تھا جاڑے کے موسم مین صبح کے وقت
بادشاہ سوار ہوتا۔ اور قصبہ ریواری تک شکار کھیلکر شام کو دار الخلافت لوٹ آتا تھا جسوقت آپکے شکار کھیلنے کی
خبر ہلاکو خان کو پہونچی کہنے لگا کہ سلطان بلبن بڑا پختہ کار بیدار مغز ہے ظاہر مین شکار کا بہانہ ہے مگر باطن مین سواری
اور رعایا کے احوال کی جاسوسی ہے۔ بادشاہ نے یہ سوال جواب سنکر ہلاکو خان کی دقیقہ رسی پر آفرین فرمائی اور کہا ملک گیری
کے قواعد وہی خوب جانتا ہے جسکے کشورستانی اور جہانبانی کی ہو۔ جب بادشاہ کو سارا سامان ملک گیری کا مہیا ہوا
امرا نے عرض کی کہ اس قدرت و اقتدار مین ولایت گجرات اور مالوہ تسخیر کرنا ضرور ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ مغول
ہمیشہ ولایت پنجاب پر چڑھائی کیا کرتے ہین پس دہلی سے دور دراز ملکون کو نجانا چاہیئے۔ قبل اسکے شمس الدین کی
اولاد کی غفلت اور کاہلی سے امور سلطنت مین نہایت بے ترتیبی ہو گئی تھی۔ یہان تک کہ میواتی لوگ شہر کے
اطراف جنگلون مین رہکر رہزنی کرتے تھے سوداگرون کی مجال نہ تھی کہ راہ کاٹ سکین یہان نماز عصر کے وقت سے
دروازے بند ہو جاتے تھے کسیکی تاب نہ تھی کہ باہر نکلے۔ بارہا میواتیون نے شاہی حوض پر بہشتیون کو پانی کھینچنے
سے ممانعت کی تھی۔ اب اس بادشاہ نے خوب انتظام کیا گئے میان کھدوائین جنگل صاف کرایا شہر مین جابجا
تھانے مقرر کیے۔ حفاظت کی تاکید ہوئی۔ قوم کاتھر نے بدایون اور راہ دوآبہ کی طرف سر اوٹھایا تھا۔ خود بدولت نے
جاکر گوشمالی دی حکم دیا کہ آٹھ برس عمر والے کو چھوڑکر باقیون کی گردن ماری جاوے بجز عورتون اور ننھے بچون کے
کوئی نہ بچا۔ ایک مرتبہ دفترخانہ کے کارپردازون نے عرض کیا کہ جاگیر سپاہ کے مواضع مین بڑا اختلاف ہے حکم ہوا
کہ جو لوگ ضعیف اور کار خدمت سے معذور ہین اونکی جاگیر ضبط ہو کر اوسکے معاوضہ مین مدد معاش مقرر کیجاوے
۔ اس خبر سے یہ بیچارے امیر الامرا فخر الدین سے رجوع ہوئے اور کچھ تحفجات نذر گذرانکر امیدوار ہوئے کہ جاگیر بحال
رہے امیر الامرا نے تحفہ قبول نکیا اور کہا کہ اگر رشوت لون میرے التماس مین برکت نرہیگی پس متالم سر بگریبان حضور مین
حاضر ہوا۔ بادشاہ نے ملال کا باعث دریافت فرمایا اسنے عرض کی کہ حضور نے پیران سالخوردہ کو جاگیر سے محروم
فرمایا مجھے یہ فکر ہوئی کہ اگر روز قیامت مین بھی بوڑھون کو نامنظور کرین ہمارا حال کیا ہوگا بادشاہ نے اس کلام سے
رحم کیا فرمایا کہ بموجب استدعا کے جاگیر بحال ہو۔ شاہزادہ محمد سلطان کو جو کہ ولی عہد تھا۔ سند کی مملکت
مع اوسکے ملحقات کے جاگیر مین ملی اور واسطے انتظام ملتان کے معین ہوا۔ یہ شاہزادہ بہ نسبت دوسرے شاہزادون
کے بسبب عقل و خرد کے بادشاہ کو بہت پیارا تھا۔ امیر خسرو دہلوی اور امیر حسن اس شاہزادہ کے رفاقت مین

بروقت قیام ملتان کے تھے جسوقت آوازۂ فضیلت حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی کا شاہزادہ کے کان
مین پہونچا - ملتان سے دو مرتبہ اپنے آدمیون کے ہاتھہ زاد راہ معقول اوسکے پاس بھیجی اور اوسکے آنے کا ملتجی ہوا
اور یہ بھی چاہا کہ شیخ موصوف کے خانقاہ بنواکر چند موضع اوسکی جاگیر مین حوالہ ہون - شیخ نے عذر پیری پیش کیا
اور ایک مرتبہ ایک بیاض اپنے کلام دلپذیر کی اور دوسری مرتبہ گلستان اور بوستان اپنے ہاتھہ سے لکھکر
شاہزادہ کو بھیجین - اور اوس ضمیمہ مین امیر خسرو کی سفارش بھی کی - اوسی وقت سے ہندوستان مین یہ دونو کتابین
معروف ہوئین * کہتے ہین کہ سلطان شمس الدین کی ایک لڑکی اس شاہزادہ کے نکاح مین تھی - اتفاقاً مستی کے
وقت مین شاہزادہ کی زبان سے لفظ طلاق نکل گیا - اب بپاس حکم شرع ضرور ہوا کہ اوس سے احتراز کیا جاوے
پس اوس عفیفہ کو شیخ صدر الدین بن شیخ بہاء الدین زکریا قدس اللہ روحہما سے منعقد کیا اس شرط پر کہ بعد چندے
شیخ موصوف اوسکو طلاق دی تاکہ شاہزادہ دوبارہ اپنے مناکحت مین لائے - غرضکہ شیخ اوس ملکہ کو اپنے گھر
مین لے گیا چند روز گذرتے شہزادہ متقاضی ہوا کہ بموجب اقرار طلاق دیجیے خاتون عفت سرشت نے کہا کہ اے خداوند تعالے
[illegible] میت بیوفا کے پہلو سے نکلکر ایسے مرد باخدا سے ہم آغوش ہوئی ہون اب دوبارہ اوسکے ہاتھہ گرفتار نکرنا
شیخ نے یہ کلمہ شاہزادہ مین خیال کیا اور کہا - افسوس کہ مرد عورت سے وفا مین کمتر ہو - پس ہرچند شاہزادہ نے تقاضا کیا
[illegible] نے کچھہ نمانا - اس خلاف عہدی سے شاہزادہ درہم برہم ہوا - انتقام کا جویان تھا مگر شیخ کی عداوت
شاہزادہ کو نہ پھلی - اونھین دنونمین لشکر مغل [illegible] پر چڑہ آیا - لوٹ مار شروع کی - شاہزادہ چارناچار
اونکی مدافعت کو سوار ہوا - اور عین جنگ مین اجل کے شہباز نے چنگ مارا - مرغ روح پھڑپھڑاتا ہوا
آشیانۂ طوبی مین جا بیٹھا - اور امیر خسرو کو مغلون نے قید کر لیا - آخر بیچارا ہے ہندوستان مین پہونچا - جب
شاہزادہ کی شہادت کا حال بادشاہ کے گوش گذار ہوا الفت پدری نے جوش کھایا رنج وغم نے چارو طرف سے نرغہ
آزمایا - ایک تو یونہین اسی برس کی عمر مین ضعف پیری نے ضعف [illegible] تھا دوسرے لخت جگر کی
وفات نے اور کمر توڑی - اگرچہ مہمات خسروی کے انصرام مین زور و قوت ظاہر کرتا مگر رنج وغم کے آثار چہرے سے
پدیدار تھے - العرض روز بروز حال ردی ہونے لگا - شاہزادہ کے سالے کو چتر اور دورباش مرحمت فرماکر ملتان کے
انتظام کو رخصت کیا - اور ناصر الدین بغراخان چھوٹے لڑکے کو لکھوتی عرف بنگالہ سے بلاکر کہا کہ تیرے بڑے بھائی
کی جدائی نے مجھے جان بلب کر دیا رحلت کا وقت نزدیک آیا ہی پس ایسے وقت مین تیری جدائی بہتر نہین - تیرا
لڑکا کیقباد اور شاہزادۂ مرحوم کا بیٹا کیخسرو دونو خرد سال ہین انسے سرانجام سلطنت کا ناممکن ہی - دنیا کے
تجربون سے ابھی آگاہ نہین دوسرے اگر کسینے تخت آرائی کی تو تجھے اوسکی فرمانبرداری کرنا ہوگی
اور جو تو تخت پر بیٹھا تو سب تیرے محکوم رہینگے - اس عرصہ مین بادشاہ کی کچھہ صورت افاقہ کی ظاہر ہوئی تھی

کہ ناصر الدین بغرا خان نے نادانی سے باپ کی نصیحت نسنائی اور شکار کے بہانہ سے لکھوتی کو روانہ ہوا آیا ہنوز لکھوتی نہ پہونچا ہوگا کہ بادشاہ نے فردوس برین کو کوچ کیا مرتے وقت کیخسرو کی سرآرائی کو وصیت کرگیا۔ اس نیکنام عادل بادشاہ نے بیس برس نو مہینے گلستان جہان کو اپنے رشحات فضل و کرم سے شگفتہ و خندان رکھا

ذکر معز الدین کیقباد

امراے دربار نے بموجب وصیت بادشاہ کے کیخسرو ولد شاہزادہ محمد کو جو ملتان مین تھا تخت نشین کیا چونکہ امیر الامرا فخر الدین کسیقدر اس شاہزادہ سے سوء المزاجی رکھتا تھا کسی حیلہ سے اوس کو پھر ملتان واپس کردیا اور ناصر الدین بغرا خان لکھوتی مین اپنی عیش و عشرت مین پھنسا ہوا بیٹھا تھا ادھر امیر الامرا نے دوسرے کارپردازون کی صلاح لیکر معز الدین کیقباد ولد ناصر الدین بغرا خان کو ۶۸۶ہجری مین جب کہ اوسکی عمر ۱۸ برس کی تھی تخت پر بیٹھا دیا۔ اور کل انتظام سلطنت کا سررشتہ اپنے اختیار مین لیا حتی کہ عزل و نصب اور تقسیم تنخواہ سپاہیان وغیرہ اوسیکے ہاتھ مین تھا۔ پادشاہ بھی کل امور سلطنت اوسکے اختیار مین چھوڑکر عیش رانی مین مصروف ہوا دہلی سے نکلکر مقام کیلوکھری مین دریاے جمن کے کنارے دلکشا عمارتین تعمیر کرائین باغ آراستہ ہوئے اوسیکو دار الخلافہ مقرر کیا جوانی دیوانی مشہور ہی خصوص جب نے فکری ہو وزیر کے اعتماد پر ملک کی خبرداری چھوڑکر حضرت ایسے بیخبر ہوئے کہ رات دن بجز عیاشی کے کوئی کام نتھا۔ کھیل کود مین اوقات بسر ہوتی تھی۔ کوئی ایسا کھیل نتھا جو حضور مین اپنا رنگ نہ دکھلاتا۔ اسطرح خرافات مین اپنی عزیز اوقات کو بسر کرتا تھوڑے دنون مین تمام خزانہ نالایقون کو انعام دے ڈالا امیر الامرا کے اغوا سے کیخسرو اپنے چچازاد بھائی کو ملتان سے بلایا وہ بیچارہ فرمان برداری کے راہ سے عازم درگاہ ہوا اس ظالم نے مقام قصبہ رہتک مین اوس بیقصور کو ناحق قتل کرڈالا کسیقدر مدت گذرنے پر مغلون کی ایک فوج کثیر لاہور پر چڑھ آئی اور لوٹ کرنا شروع کی جب بادشاہ نے اس شورش کی خبر پائی باربک خان کو اس فساد کے دفعیہ کے واسطے روانہ کیا لشکر منصور نے لاہور پہونچکر مغلون سے لڑائی برپا کی اور مغلون کو شکست دی بعض قید مین آئے فوج ظفر موج نے دہلی کو مراجعت کی امیر الامرا کی اشتعال سے فرقہ مغول کو جو قید ہوئے تھے سزا دی گئی۔ بعد ازین امیر الامرا نے التماس کیا کہ اکثر امراے سرکاری قوم مغل سے ہین ظاہرا مغلون کا آنا انہین کے اغوا سے معلوم ہوتا ہی پس احتیاط شرط ہی ایسا نہو کہ نصیب دشمنان کوئی بداندیشی ظاہر کرین جسکا تدارک مشکل ہوجائے۔ بادشاہ اس گیدڑ بھبکی سے ڈر گیا فورا امیر الامرا کو اجازت دی کہ اوس فرقہ کو قتل کرے۔ امیر الامرا نے اوسی روز چند مغلون کو آب شمشیر سے نہلایا اور بعض ملوکین کو جو مغل سے رشتہ قرابت رکھتے تھے قلعہ بند کیا۔ اور خواجہ خضر کو جو وزیرون مین سے تھا جھوٹھی تہمت لگاکر گدھے پر سوار تشہیر کیا اب امیر الامرا کا اور بھی زیادہ تسلط ہوا جسوقت سلطان ناصر الدین بغرا خان نے مقام لکھوتی مین یہ

خبر پائی کہ سلطان معزالدین کیقباد ہواپرستی مین مصروف اور امیر الامرا کا تسلط ہی۔ ایک شوقیہ خط حسرت ملاقات کے مضمون مین اپنے بیٹے کے نام روانہ کیا جب یہ خط بادشاہ کو کیلوکھری مین پہونچا اسے بھی آرزوے ملاقات ہوئی جواب مین وعدۂ دیدار تحریر کرکے روانہ کیا جب وہ وقت قریب آیا کیلوکھری سے کیقباد اور لکھنوتی سے سلطان ناصرالدین روانہ ہوئے دریاے سرجو کے کنارے پر دونو طرف لشکر اوترے تین روز تک قاعدۂ ملاقات کی تجویز مین بسر ہوئے آخر الامر یہ راے قرار پائی کہ لڑکا تخت پر بیٹھے اور باپ تعظیماً ملاقات کرے۔ چنانچہ سلطان ناصرالدین بغراخان دریا سے پار اوترجلوہ گاہ سے پیادہ ہوا۔ اور بموجب قواعد شہریاری کے آداب تسلیمات بجالایا۔ سلطان معزالدین کیقباد باپ کے آداب بجالانے سے شرمایا حد نہین اور بھی قریب آیا کیقباد بیتاب ہوکر تعظیم کو اوٹھ کھڑا ہوا اور استقبال کرکے قدمون سے جا لگا۔ باپ نے جلد سر اوٹھا کر آغوش عاطفت مین کھینچ لیا۔ اور ہم آغوش ہوکر بے اختیار زار زار ابر نوبہار کی طرح اشکبار ہوئے۔ حاضرین دربار نے بھی آنسو بہائے **القصہ** باپ نے لڑکے کو تخت پر بٹھا کر چاہا کہ خود دست بستہ روبرو استادہ ہو مگر لڑکے نے بمقتضاے سعادت نہادی کے باپ کو تخت پر بٹھالیا اور خود بھی مؤدب بیٹھا تکلفات رسمی کی گفتگو ہونے لگی ناز و نیاز کا گرم بازار ہوا۔ چند دنون دونو باپ بیٹے کی صحبتین ہمیشہ عیش و عشرت مین گذرا وقات تھی دن عید رات شب برات تھی۔ جب مفارقت کا دن نزدیک آیا۔ پدر مہربان یہ چند کلمہ زبان پر لایا کہ اے فرزند دلبند جس بادشاہ کو یوم مصیبت کی یاد نہ ہے یا کہ اعانت غربا اور دشمن کے مقابلہ کو روسینہ رکھتا ہو وہ نادان ہے شہریارون کو چاہیے کہ آشنا بیگانہ کا لحاظ کرین نیک و بد کی شناخت رکھین خیرخواہ اور نمک حرام کی قدر جانین ہر ایک کے حال سے خبردار رہین مخلصان وفادار کی قدردانی کرین خردمندون کی مصاحبت مین میل رکھین اور وقت رخصت کے آہستہ سے امیر الامرا کی مدافعت کو کہکر رخصت ہوا۔ اور کتاب قران السعدین مین امیر خسرو دہلوی نے لکھا ہی کہ باپ بقصد تسخیر دہلی لکھنوتی سے چلا تھا اور لڑکا اوسکے دفعیہ کو دہلی سے جا نب جوا جب دریا کنارے پہونچے باہم صلح ہوئی اپنا اپنے مرکز کو واپس ہوگئے۔ العرض بموجب سمجھانے باپ کے جو اوسکو کیا تھا چند روز تک لہو و لعب سے باز رہا۔ ایکروز بعزم شکار سوار ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک گویا صاحب جمال شیرین مقال ملاقی ہوا اور بعد دعا و سلام کے اس بیت کو گایا ؎ سرو سیمینا بصحرا میروی ۔ سخت بیمہری کہ بے ما میروی۔ بادشاہ اوسکے لہجۂ دلکش اور صورت خوش پر فریفتہ ہوا باپ کی نصیحتین بھول گئین صبر و شکیب جاتا رہا فوراً اوسے ہمراہ لیا صحراے طرب افزا مین خیمہ استادہ کیے۔ اور شرب شراب اور گانے بجانے مین ایسا مصروف ہوا کہ امور سلطنت کی کچھہ یاد نہ آئی ہر وقت رقص و سرود کا خیال رہا۔ اب بادشاہ کی عمر کا ستارہ قریب زوال آنے لگا ساری وضع بدل گئی امرا کی ہتک اور مردم آزاری مین کوشش کرنے لگا۔

القصہ فخر الدین نامیر الامرا کو زہر پلاکر مار ڈالا - اور ملک جلال الدین فیروز کو سامانہ سے بلاکر مدار علیہ سلطنت بنایا اسی عرصہ
مین بادشاہ کو کثرت شراب سے لقوہ اور فالج عارض ہوا اور اسکی کثرت سے بیکار ہوگیا لاجرم امرانے متفق ہوکر
کیومرث کو جو خردسال تھا محل سے لاکر تخت نشین کیا اور سلطان شمس الدین خطاب مقرر کیا - ملک جلال الدین نے
بمقتضاے وقت چندروز تک اوس خردسال کی اطاعت کی آخر کار ارکان دولت سے ملکر اوسے قید کرلیا
اور جس شخص کے باپ کو بادشاہ نے سابق قتل کیا تھا اوسکے لڑکے کو یہ اغوا کیا کہ کیلوکھری مین جاکر اپنا انتقام
لیوے ہنوز چند رمق بادشاہ کے مرنے مین باقی تھے کہ اوسنے جاکر لات مار دریاے جمن مین ڈھکیل دیا تین برس
تین مہینے اسکی بادشاہت رہی ابتداے سلطان شہاب الدین غوری سے سلطان فخر الدین کیقباد تک
گیارہ بادشاہون نے ایکسو ایک برس گیارہ مہینے سات روز سر برآرائی کی

سلطان جلال الدین فیروز خلجی کا حال

لکھا ہی کہ سلطان جلال الدین خلجی خالج خان چنگیز خان کے داماد کی نسل سے ہی لیکن عقل اس حکایت کو قبول
نہین کرتی کیونکہ اوسوقت مین چنگیز خان کے گھرانے مین ایسی شوکت نہ تھی کہ اولاد اوسکی بادشاہان ہند کی نوکری کرتے
بہرحال بخشی تھا اور شایستہ خانی کے خطاب سے سرفراز تھا ازبسکہ اوسکی پیشانی مین خط کامرانی تحریر تھا روز بروز
مرتبہ اوسکا ترقی پر تھا - آخر کار تمام کارپردازون کے اتفاق سے معز الدین کیقباد کو تخت سے اوٹھا کر سنہ ۶۹۰ ہجری
مین رتبہ سلطنت پر فائز ہوا آخر کار ہر ایک مخالف اور موافق نے طوعاً کرہاً اطاعت قبول کی لیکن یہ شخص اوس
تخت پر جو بیشتر کے بادشاہ اوسپر رونق افروز ہوئے تھے نہ بیٹھا اور کیلوکھری مین رہنا اختیار کیا ایک شہر اور
قلعہ سنگین بنا تعمیر کرایا - جسوقت اسکی نیک ذاتی اور خداشناسی کا آوازہ تمام جہان مین فایز ہوا شہر کے
چھوٹے بڑے متفق اللفظ عرض کنان ہوئے کہ حضور شہر دہلی مین رونق بخش ہون پس عازم ہوا کارپردازون
نے تمام شہر مین آئینہ بندی کی نگارخانہ چین کی صورت بنادی سلطان بڑے جاہ وحشم سے ہاتھی پر سوار
ہمراہی مین امراے نامدار جلو مین لشکر جرار زر پاشی کرتے روپیا لٹاتے کوچہ و بازار سے ہوتے ہوئے دولتخانہ
مین داخل ہوا اور دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کرکے تخت پر بیٹھا - اور فرمایا کہ ایکروز وہ تھا کہ مدتون اس تخت کے
روبرو دست بستہ کھڑا رہتا تھا آج فضل خدا سے اوسی پر جلوس فرما ہون اسکا شکر ادا نہین ہوسکتا ؎
کیا کیا کرون مین شکر خداے قدیر کا ÷ بخشا ہی مجھہ فقیر کو رتبہ امیر کا ÷ تمام برنا و پیر حاضرین درگاہ نے نذرین
گذرانین مبارک سلامت کی دھوم مچی شادیانے بجنے لگے تمام دن یہ جلسہ ہوا رات کو آتشبازی اور چراغون
کی روشنی وغیرہ بڑے تکلف سے کی گئی بالجملہ بعد فراغت جشن اور مبارکبادی کے انتظام ملکداری مین متوجہ ہوا
اور عدالت گستری اور رعایا پروری سے جملہ خلق اللہ کو خوشنود و راضی کیا چھوٹے بڑے اوسکے انصاف مین لت

سے راضی و شاکر تھے جسکی جاگیر مقرر کی باوجود ہوجانے کسی قصور کے اوسکی جاگیر ضبط نہ کی امیر خسرو دہلوی
اسکی مصحف داری کی خدمت مین تھا ہر روز پارۂ قران ملاحظہ کرا کر انعام پاتا جو کہ ملک چھجو کو ولایت کڑہ کی
بدستور سابق ملی تھی اور وہ اوسی ولایت مین مقیم تھا دوسرے سال باغی ہوکر اپنے نام کا سکہ و خطبہ رائج کیا
اور گران فوج سے دہلی پر چڑھائی کی بادشاہ نے جب اس مخالف کی ناسازی کی سن گن پائی اپنے لڑکے خانخانان کو
مع لشکر بیشمار اور امراے نامدار کے روانہ کیا۔ مقابلہ ہوتے ہی چھجو نے شکست پائی مع امراے ہمراہی کے گرفتار
ہوا جسوقت اسیرون کو حضور مین حاضر کیا بموجب حکم حمام مین لیجاکر سر و ریش کی شست و شوکی۔ اور
خلعت خاص پہناکر دربار مین لائے بادشاہ نے چھجو کو ملتان روانہ کیا اور فرمایا کہ مکان صاف مین باعزت نظر بند کیا جاوے
اور عیش و عشرت کا سامان مہیا رہے وزیرون نے اس گردن زدنی کے حق مین برخلاف توقع نوازش سلطانی
دیکھکر سبب استفسار کیا حکم ہوا کہ ستر برس گذرتے ہین کسی مسلمان کا خون نہین ہوا اب بڑھاپے کے وقت
مین کیون خون لگاکر شہیدون مین داخل ہون خصوص اس حالت مین کہ دست بستہ روبرو کھڑا ہی۔ غرضکہ
یہ شخص نہایت خداترس اور نرم دل اور مہربان تھا۔ مور کو بھی نہین مارتا تھا۔ اس کا قول تھا کہ صف رزم مین
سپاہیون کے قتل سے دل نہ ہٹیگا مگر قیدی پر کبھی ہاتھ نہ چلیگا۔ اس شخص نے اپنے تمام ایام شاہی مین ایک خون
کیا تھا اوسکی روایت یہ ہی کہ دہلی مین ایک فقیر مولا نام رہتا تھا اوسنے ایک عظیم الشان خانقاہ زر کثیر صرف
کرکے طیار کرایا تھا ہر روز ہزار من میدہ اور پانسو من ہلوح اور تین سو من شکر اور دوسو من روغن اور اسی حساب
سے مصالح وغیرہ خرچ ہوتا تھا دنمین دو مرتبہ دسترخوان چنا جاتا اور خاص و عام کھلایا جاتا تھا اور آپ بجز نان خشک
کے کچھہ نکھاتا۔ اور نہ کسی سے کچھہ سوال کرتا۔ لوگ اوسکے اسقدر خرچ کو دیکھکر اور آمد کی صورت کچھہ نپاکر کیمیاگری
کا خیال کرتے اکثر مرید ہوگیے یہان تک کہ شاہزادہ خانخانان بھی مرید ہوگیا۔ بادشاہ نے جو دیکھا کہ اس شخص کے
درگاہ مین عام و خاص کا گذر ہی دلمین خیال کیا کہ ایسا نہو یہ شخص بیٹھے بیٹھے کوئی فساد اوٹھائے اول اوسکے مریدون
کو کسی حیلہ سے دور دراز روانہ کیا بعدہ شاہ جی کو ہاتھی کے پیر سے کچلوا ڈالا۔ اوس روز بحکم جہان افروز بڑے
زور و شور کی آندھی آئی گرد و غبار کا طوفان اوٹھا تمام عالم تیرہ و تار ہوگیا۔ اور اوس سال مینہ نبرسا کہ کبھی بڑی
بے آبروئی سے گذری دوانسو بھی جسیم گردون سے نہ ٹپکے تمام دنیا کا معاملہ ابتر ہوگیا۔ دہلی مین بڑا قحط ہوا
غلہ نے عنقا سے آشنائی کی۔ بھوک کے مارے خالی پیٹ زندگی کے دن بھرتے تھے۔ اکثرون نے دریاے
جمن مین ڈوب ڈوب کر پیٹ کی آگ بجھائی۔ بعض فلک ستایون نے کتابلی کا گوشت حلال سمجھا۔ حرام
کھانے کو طیار ہوئے مگر قسم کھانے تک کو نملی دوسری کا گوشت درکنار۔ دانتون کا اونٹھہ جانا بے برداشت
تھا جدھر دیکھیے فاقہ زدون کی لاشین کوچہ گلی مین پڑی تھین۔ سنہ ۶۹۳ ہجری مین خاندان چنگیزی کے

مغل مع لشکر گران کے عازم پنجاب ہوئے پادشاہ اس ماجرا کے آگاہ ہونے سے اوسکے دفعیہ کو متوجہ ہوا جب دونو
لشکر مقابل ہوئے قوم مغل نے بادشاہی لشکر کا غلبہ دیکھکر صلح اختیار کی - انکا سردار جو ہلاکو خان کا قرابت دار تھا
بادشاہ کی ملاقات کو آیا - اور مع چند دیگر امرا کے مسلمان ہوا بادشاہ نے اوسکو فرزندی مین قبول کرکے داماد بنایا
اور غیاث پور مین اوسکو مقیم کیا تب سے اوس بستی کا نام مغلپورہ اور مغلون کا لقب نو مسلم مشہور ہوا تھوڑے
عرصہ کے بعد اپنے بھتیجے ملک علاءالدین کو کڑہ کی طرف روانہ کیا اسنے یہان آکر اطراف مین تاخت تاراج کرتے ہوئے
دیوگڈہ کو فتح کیا اور اوس فتح سے چالیس ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور بہت سا سونا چاندی موتی وغیرہ بیش قیمتی
اسباب ہاتھ لگا جسکا اندازہ ناممکن ہی آخرکار زور و قوت کے بڑھتے ہی شقاوت پر کمر باندھی وزراے دولتخواہ نے
بادشاہ کے حضور مین عرض حال کرکے التماس کیا کہ اسکا علاج کرنا ضرور ہی - بادشاہ ازبسکہ علاءالدین کو پیار کرتا تھا
اوسکے حق مین وزیرون کی گفتگو نامنظور فرمائی - یہی کہتا رہا کہ علاءالدین میرا لڑکا اور مجھسے پرورش پایا ہوا ہی ہرگز اوس سے
امید انحراف اور بدخواہی کی نہین جب بادشاہ کی موت نزدیک آگئی چند خاص خاص لوگون اور ایکہزار سوار کے ہمراہ
بسواری کشتی کڑہ کیطرف عازم ہوا ملک علاءالدین نے جب یہ خبر سنی مابین کڑہ اور مانکپور کے آٹھرا اور اپنے بھائی کو
استقبال کے واسطے روانہ کیا اوسنے سعادت حضوری سے مشرف ہوکر عرض کیا کہ علاءالدین خوف شاہی سے ایسا
سراسیمہ ہوا تھا کہ کسیطرف کو فرار کرے مگر فدوی نے اوسے اس ارادہ سے باز رکھا الحال کہ حضور نے اس سرزمین پر
سایۂ عاطفت ڈالا اگر مردمان ہمراہی مسلح اوسکی نظر مین آینگے یقین ہی کہ خوف کھاکر کہین چلدے - بادشاہ نے ہمراہیون
کے ہتھیار علحدہ رکھوا دیے اور کشتی مین سوار ہوکر تلاوت قران مین مصروف ہوا جب کنارے پہونچکر اوترا ملک علاءالدین
آکر قدمبوس ہوا بادشاہ نے پیار سے طمانچہ مارکر کہا کہ اے فرزند مینے اسیدن کو تیری تعلیم و تربیت کی تھی کہ تو میری
طرف سے اندیشۂ باطل اپنے دلمین پیدا کرے - یہ کہکر علاءالدین کا ہاتھ پکڑ کشتی کی طرف کھینچا اسیوقت محمود سالم
نے علاءالدین کے اشارہ سے بادشاہ کو زخمی کیا یہ زخم کھاکر کشتی کی طرف چلا - اختیارالدین نے جو کہ نمک پروردۂ
شاہی تھا عقب سے آکر بادشاہ کو زمین پر دے پٹکا اور سر کاٹ کر علاءالدین کے حضور مین پہونچایا اوسنے اوس
سر کو نیزہ پر رکھوا تمام مانکپور مین گھمایا - اور جو لوگ بادشاہ کے ہمراہ کشتی مین تھے اونھین بھی دریاے فنا مین
غوطہ کھلائے - چونکہ حق تعالی کے حضور مین حق اور حق کا انصاف ضرور ہی قاتلون نے بہت جلد اپنا بدلا پایا -
محمود سالم تھوڑے دنون مین جذام کے عارضہ مین گلنے لگا جامۂ ہستی کی دھجیان اوڑ گئین - اختیارالدین
دیوانہ ہوا - علاءالدین محسن کش نے اگرچہ تخت پر بیٹھہ کر دل کا ولولہ نکالا لیکن ایسا مٹا کہ اوسکی نسل اور اولاد کا
نام و نشان باقی نہ رہا صرف سات برس ایک مہینے بیس روز بادشاہ مرحوم نے بادشاہی کی تھی ؛

ذکر سلطان علاءالدین

جب سلطان جلال الدین قتل ہوا - سلطان علاء الدین ساٹھ ہزار سوار کے ہمراہ دہلی مین آیا ہر ایک خرد و کلان نے
اطاعت پر کمر باندھی سنہ ۶۹۵ ہجری مین کوشک لال کو اپنا دار السلطنۃ مقرر کیا - اپنی سخاوت اور مکرمت سے امرا لوگون
کو نہال کر دیا - اسکے عہد مین شراب کشی کی بڑی کثرت تھی تھوڑے دنون کے بعد الف خان اور ظفر خان کو چالیس ہزار
سوار جرار دیکر حکم فرمایا کہ رکن الدین اور ابراہیم سلطان جلال الدین کے دونون لڑکون کو جو دہلی سے بھاگ کر ملتان گئے ہین
دفع کرین - آخر کار دونو سردارون نے پہونچکر ملتان کا محاصرہ کیا بیچارے یتیمون کو مقابلہ کی کہان تاب تھی شیخ
رکن الدین درویش کے وسیلہ سے ملاقات کی الف خان نے آدمیت کی راہ سے تعظیم و تکریم کی اور انکو اپنے ہمراہ
دہلی لایا اس بادشاہ حق فراموش کور نمک نے ذرا بھی چشم مروت نہ دکھلائی - دونو اپنے مرشد زادون کی آنکھ نکلوالی
اور انکے ہمراہیون کے بھی دیدے نکالکر قید کیا - بعد ازان گجرات پر چڑھ کر بڑے جد و جہد سے فتح کر لیا اور سومنات
کی مورت کو دہلی مین لاکر زمین مین دفن کیا تاکہ خلق اللہ کی پایمالی مین آئے - دوسرے برس مغلون کا لشکر ماوراء النہر سے
دہلی کے اطراف مین آیا شہر کو محاصرہ کیا تمام قصبہ اور دیہات کی رعایا شہر مین بھاگ آئی - کثرت خلق خدا سے دوکان
اور مسجد اور محلہ و کوچہ مین کہین جگہ خالی نرہی ہر چیز کی گرانی ہوئی - بادشاہ مغلون پر اوٹھ دوڑا اور انکے فساد کی
آگ کو بجھایا جب بادشاہ کو کسی مخالف کا خوف نرہا - اور اکثر ملک بھی فتح کیئے - دماغ مین اوسکے ہوا سمائی دلمین یہ
منصوبہ کیا کہ تازہ دین اور نئی شریعت اختراع کرے - اور بعض امرا کو منتخب کرکے چار یار بنا دے - کبھی چاہتا تھا
کہ کسی معتمد اور معتبر شخص کو تختگاہ سپرد کرکے خود مانند سکندر ہفت اقلیم کی سیر کو روانہ ہوے تاکہ اوسے سکندر ثانی
کہین بس خطبہ مین یہی لفظ داخل کی کسی مصاحب کو یہ مجال نہ تھی کہ اوسکے برخلاف دم مار سکے ہر ایک موافق
مرضی کے بلند ہمتی اور عالیہ دماغی کی تعریف کرتا تھا آخر ملک علاء الدین نے جو کہ امراے عظام مین تھا - اور اسکی
راست گفتاری اور درست کرداری کا بادشاہ کو اعتبار تھا حکمت آمیز گفتگو سے بادشاہ کو سمجھایا کہ اس حرکت سے
دنیا اور آخرت مین رسوائی ہوگی خلق خدا برا بھلا کہیگی - بادشاہ کے دلمین یہ راے پسند ہوئی سمجھا کہ یہ قدر و منزلت
بے حکم خدا نہین حاصل ہو سکتی پس اس فاسد ارادہ سے باز آیا اور نیز علاء الدین نے درباب سیر دنیا کے گذارش کی
کہ اگر بادشاہ دہلی چھوڑکر غیر ولایتون کو عازم ہو اور خدا نخواستہ نامراد واپس آئے واللہ عالم نایبون کے مزاج مین
اطاعت اور فرمان برداری باقی رہے یا سرکشی اختیار کرین سکندر کا زمانہ جاتا رہا اوسکی وزارت مین ارسطا طالیس
تھا اول ویسا ہی وزیر تلاش ہونا ضرور ہی تب دوسرے کام مین توجہ کرنا چاہیے اے بادشاہ بالفعل خاص ہندوستان
ہی کو صاف کر رنتہنبور - چتور - چندیری اور پورب رخ دریاے سرجو کناری تک اور سوالک سے لمغان تک گردن کشون
اور راہزنون کا اقامت گاہ ہو رہا ہی اسے تسخیر کرنا لازم ہی سامانہ - دیپالپور - ملتان مین بندوبست ضرور ہی تاکہ
فوج مغل کی آمد و رفت مسدود ہو شراب و شکار سے پرہیز رکھنا مناسب ہی - بادشاہ نے اس روشن ضمیر نیکدل کی

نصیحت مانی خاص ہندوستان کے خس و خاشاک صاف کرنے مین توجہ کی۔ اسوقت مین ہمیر دیو کورنتہنبور مین
غرور کی سوجھی تھی یہ شخص رائے پتھورا کے خاندان مین تھا۔ سلطان نے اوس مغرور کی گوشمالی کا عزم کیا ایکروز
اثنائے راہ مین بادشاہ شکار کھیلتا تھا کہ اکتائی خان برادر زادہ سلطان نے یہ دست درازی کی کہ بادشاہ کو تیر سے
مجروح کیا سلطان گھوڑے سے گر پڑا اسنے سمجھا کہ زاغ حیات نے گوشۂ کالبد سے پرواز کیا فوراً لشکر مین آکر
تخت نشین ہوا اور سلطان کا قتل کرنا اظہار کیا بادشاہ کثرت زخم سے بیہوش ہوگیا تھا جب کچھ حواس درست
ہوئے اوٹھکر خیمہ مین آیا امراکو اشارہ کیا اونہون نے اکتائی خان کا سر کاٹ ڈالا اسی درمیان مین دو بھتیجے
جو بدایون مین تھے اور نیز حاجی مولا نامی تینون آدمیون نے دہلی مین بغاوت کی بادشاہ نے کچھ فوج اونکی سرکوبی کو
روانہ کی آخر بے لڑے بھڑے دستگیر ہوئے دونو بھتیجون کی آنکھہ مین سلائی پھروائی۔ اور حاجی مولا کو قربان
کیا القصہ سلطان نے کوچ بکوچ رنتھنبور پہونچکر بہت دنون بعد قلعہ فتح کیا اور ہمیر دیو کو مع اوسکے قبائل کے
قتل فرمایا۔ بعد ازان قلعۂ چتور کا عازم ہوا کسینے حضور مین عرض کیا کہ راے رتن سین والی چتور کے محل مین
ایک عورت پدماوت نام پدمنی کرکے مشہور ہی نہایت حسین غیرت حور ہی بادشاہ سنتے ہی نادیدہ عاشق ہوگیا
چند آدمیون کو پدماوت کی خواستگاری مین رتن سین کے پاس بھیجا راجہ مذکور اوسپر بشدت فریفتہ تھا جسکے
ناز و نیاز کا افسانہ ابتک مشہور و معروف ہی۔ راجہ اس پیغام کے سنتے ہی افروختہ ہوا پیغامبرون کو سخت و سست
کہا جب یہ بیچارے حسرت کے مارے دربار شاہی مین حاضر ہوئے سلطان نے رتن سین کی عدول حکمی کرنے سے
لشکر کشی کی قلعہ چتور کا مضبوطی اور استحکام مین نادرۂ روزگار تھا رتن سین اوسکے اندر جا بیٹھا سلطان نے
محاصرہ کیا قلعہ کشائی کی تدبیرین کین مگر کوئی کارگر نہوئی۔ بہت سی لڑائی طرفین سے زور آزمائی رہی مگر کوئی
مغلوب نہوا آخر لاچار ہوکر صلح کی ٹھہری یکدیگر کی ملاقات کی تمنا ہوئی اول سلطان قلعہ مین مہمان ہوا اور اپنی چرات
اور چالاکی سے راجہ کو اپنے لشکر مین لایا جسطرح کہ پیشتر ذکر ہوچکا ہی اور دوسری طور پر یہ ہی کہ بعد رخصت سلطان
خود راے رتن سین شاہی لشکر مین آیا مجلس مین تنہا تھا کہ سلطان اپنے قول و قرار سے برخلاف ہوگیا اور راے
رتن سین کو تا آنے پدماوت کے قید کیا۔ پدماوت رتن سین سے زیادہ عقیل اور دور اندیش تھی شوہر کی
گرفتاری سنکر رہائی کی فکر مین اسیر ہوئی بادشاہ کو اپنے وصال کا نوید کہلا بھیجا اور ایکہزار ڈولہ مین دو ہزار
مرد جرار ہتھیار بند سوار کراکر روانہ کیے اور دو دو خدمتگار فی ڈولہ جلو مین اور دو ہزار سوار ... تعین کیے
اور ایک ڈولہ نہایت پرتکلف روانہ کیا جسکی شان و شوکت سے پدماوت کی سواری معلوم ہوتی تھی ...
روانہ کرکے پدماوت اپنے مکان مین تائید غیبی کی منتظر بیٹھی۔ جب بادشاہ کو ... معلوم ہوئی ...
گننے لگا ہر منزل و مقام سے خبرین منگواتا تھا آخر وہ فتنہ و فساد کا مجموعہ منزلین ... ہوا ... لشکر کے قریب پہونچا۔

سرداران ہمراہی نے پدماوت کے طرف سے حضور مین عرض کیا کہ چونکہ زمانہ دراز تک رتن سین کے عقد مین زندگانی
بسر ہوئی ہی اور اب بادشاہ اپنی نزدیکی سے عزت بخشنا چاہتا ہی امیدوار ہون کہ آخری وقت مین دو گھڑی کے واسطے
راے ژولیدہ اختر سے مل لون بادشاہ نے فوراً رتن سین کو قید سے رہا کرکے بھجوا دیا۔ عشق کی نیرنگیان دیکھیے ایسا
عقیل دھوکھا کھا گیا جب رتن سین اپنے لشکر مین پہونچا ہمراہیون نے محافظون کے سر پر تیر و تلوار برسانا شروع
کیا کسیقدر مارے گئے کچھ زخمی ہوے بادشاہ کو خبر ملی خود چڑھ دوڑا طرفین سے تیغ رانی ہوئی رتن سین میدان جنگ
سے نکلکر قلعۂ چیتور مین داخل ہوا القصہ سلطان نے اس واقعہ کے بعد یہ قدرت نپائی کہ چیتور پر چڑھائی کرے یا
کسی مصلحت سے دم بخود بیٹھ رہا تھوڑے عرصہ کے بعد پھر اوٹھہ دوڑا مگر ویسا ہی لوٹ آیا جب مکرر عازم ہوا رتن سین
[illegible] ہونے سے عاجز ہو رہا تھا صلح کے ارادے پر قلعہ سے سات کوس باہر بادشاہ کو دیکھنے آیا یہان بادشاہ
نے اوسکا کام تمام کیا۔ اول ارسین جو رتن سین کے رشتہ دارون مین تھا تخت پر بیٹھا مگر بادشاہ نے قلعہ کا
محاصرہ کرکے اسی جنگ مین اوسکو مار ڈالا۔ اور قلعہ فتح ہوا۔ پدماوت مع دوسری عورتون کے حسب قاعدہ محبت
کے آتش مین جلکر اپنی آبرو صاف بچا لیگئی۔ سلطان نے ایکروز فارغ البالی مین ہمنشینون سے پوچھا کہ ملک مین
[illegible] بغاوات کا کیا سبب ہوتا ہی انھون نے عرض کیا کہ چار چیز اول بادشاہ وقت کی نیک و بد سے بیخبری دوم
[illegible] شراب کے بیہوشی تیسرے امرا کا یکدل ہوجانا چوتھے کمینون کا دربار مین بار پانا۔ بادشاہ کے
دل مین اس نصیحت کا اثر پیدا ہوا شرب شراب سے توبہ کی ممالک محروسہ مین ممانعت کی بلکہ اکثر عدول کرنے والونکو
[illegible] سے سرشار کیا امرا کو باہمی اختلاط سے ممانعت فرمائی آپ بذات خود امور جہانبانی مین مصروف ہوا ہر کام کی
خبرداری کرنے لگا چند قاعدے حاصلات کے وصول کرنے کی تجویز کیے اور کاغذات پٹواری اور اہل قلم کی جو پٹیان
وغیرہ مستودکین چودھری اور مقدمون کو ایسا ضبط کیا کہ رعایا کو نقصان نہ پہونچا سکین یہ لوگ ایسے مفلس ہوگئے
کہ انکی عورتین مزدوری کرنے لگین غلہ کا نرخ بیش خود ایسا تجویز کیا کہ اوسکے عہد مین ایک ہی نرخ بنا رہا کبھی کم و بیش نہوا
کپڑے اور گھوڑے کا نرخنامہ طیار کیا تاکہ مشتری اور بایع کسیکا خسارہ نہو۔ گھوڑے کا داغ اور ڈاک چوکی اور اخبار نویسی
اسی کی ایجاد ہی۔ دو چار مرتبہ جب لشکر چنگیز خانی ماوراء النہر سے دہلی مین آکر شکست پاکر لوٹ جاتا تھا اکثر رعایا کے
[illegible] ہوتے تھے اسکے عہد مین بھی دو ایک مرتبہ ایسا ہی واقعہ گذرا آخر سلطان نے فوج مغل کی گذرگاہون پر
[illegible] استحکام سے تھانجات مقرر کیے کہ پھر اہل مغل کے دخل کا قصہ ہندوستان پر نہ پہونچا شیخ نظام الدین اولیا
اسیکے زمانہ مین تھا۔ اگرچہ بادشاہ نے ظاہری ملاقات نکی مگر خط کتابت تحفہ تحالیف ہمیشہ آتے رہے اس بادشاہ نے
جسقدر اطراف دکھن کو فتح کیا اور عمارات بنوائی خزانے جمع کیے کسی دوسرے ہندی بادشاہ کو میسر نہین ہوا اسکے
دربار مین وزیر روشن ضمیر امراے عقلمند مصاحب ذی شعور شاعر ماہر موسیقی دان باکمال غرضکہ ہر فن کے اوستاد تھے

رہتے تھے شیخ قطب الدین اور شیخ نظام الدین اولیا اور شیخ صدر الدین عارف اور شیخ رکن الدین ملتانی اسکے عہد میں تھے امیر خسرو ہزار تنگہ تنخواہ پاتا اور ملک الشعرا لکھا جاتا تھا اس نے بادشاہ کے نام سے خمسہ نظم کیا تھا القصہ ملک نائب وزیر وکیل سلطنت اور منظور نظر بادشاہی تھا کہتے ہین اسی نے بادشاہ کو زہر پلایا اور بعض کا کلام ہی استسقا کے مرض مین چشمۂ کوثر کی سیر کو روح نے موج کھائی غرضکہ ۲۱ برس ۴ مہینے حکمران رہا

ذکر سلطنت شہاب الدین

جسوقت ملک نائب مسلط ہوا شہاب الدین کو ۷۱۶ہجری مین تخت نشین کیا یہ بہت چھوٹا سلطان مرحوم کا لڑکا تھا ملک نائب نے اس نابالغ کو بزور حرم سرا سے باہر لاکر ہزار ستون پر جلوس کرایا تھا اور انتظام خاص و عام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتا تھا جب دربارداری سے فراغت ہوتی لڑکے کو مان کے پاس بھیجدیتا ملک نائب نے اپنی بدسرشتی سے چاہا کہ خاندان بادشاہی کو نیست و نابود کرے ہمرازون سے مصلحت کرنے لگا خضر خان اور شادی خان کی آنکھوں مین سلائی پھروا دی اور خضر خان کی والدہ کو قید کر کے اوسکا نقد و جنس اپنے تصرف مین لایا اور مبارک خان بادشاہ کے حقیقی بھائی کو قید کیا چاہتا تھا تاکہ قتل کرے یا اوسکے دیدے نکلوائے مگر حکم خدا تو یہ تھا کہ تھوڑے دنون مین تخت نشین ہو کچھ اوسکی تدبیر کارگر نہوئی۔ ازبسکہ سرکار دربار مین مخبط تھا نخوت نے کان بھر دیے تھے کہتا کوئی نہین سب سے بیجا بدکاری مین مصروف ہوا شراب کے نشہ مین ساری عقل و تمیز رم کر گئی۔ اگرچہ بعضے ہوا پرست نے اپنی دستاویز نجات کو اسکے اکثر فوائد بیان کیے ہین لیکن حقیقت مین یہ ایسا شر و فساد ہی پانی مین آگ لگانا ادنی بھید اوسی بدگوئی اور ہرزہ جا دی ادنی بات ہی نشہ کی بیباکی کا ساتھ ہی یہ سکے جسم کو ہی انگور نہین جان کے ہمراہ ہی دین و دنیا مین روسیاہ ہی اگر نیک ہی تو کیون درپردہ پیالہ اوڑاتے ہین اگر بد سمجھے تب شراب حرام مین اپنی حلت گنواتے ہین۔ اسیطرح شطرنج مین مصروف رہتا تھا جسوقت کھیلنے بیٹھتا اپنے زعم مین بادشاہ بنجاتا خصوص سولہی جو نہایت رزیل کھیلو نہین ہی خواجہ سراؤن کے ساتھ ہزار ستون پر اوڑاکر تی چونکہ امراے شاہی ملک نائب کے کھوتے چلن سے کچی کھائے ہوئے تھے باہم متفق ہو کر دانون پاتے ہی قتل کر ڈالا اور چھ برس سالہ سلطان کو گوالیار مین محبوس کیا نام کو واسطے تین مہینے چند روز انکی بھی باجوری رہی

ذکر سلطان قطب الدین مبارک شاہ

یہ شخص حقیقی بھائی شہاب الدین کا ہی ملک نائب نے اسے قید کیا تھا اب امراے دربار نے بعد قتل ملک نائب کے اسے بادشاہ بنایا اسنے قید سے رہائی پاتے ہی دہلی وغیرہ دور و نزدیک کے قیدیون کو اپنے آزادی کے شکرانہ پر رہا فرمانے کا حکم روانہ کیا ازبسکہ نوجوان اور ناتجربہ کار تھا سلطنت کے پاتے ہی آنکھین کھل گئین دولت کی مستی اور خوشامد پسندی کی ہوا نے عقل و تمیز کے چراغ کو ٹھنڈا کیا۔ آنکھون کے روبرو اندھیرا چھا گیا حسن نامے

خدمتگار پر جو حسن و جمال مین بے مثال تھا بشدت شیفتہ ہوا۔ ایکدم کی مفارقت گوارا نہ تھی ہر دم ہمدمی مین رکھتا خرد خان کا لقب اور وزارت کا منصب عطا ہوا مصرع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ یہ بڑا مرتبہ ایسے پست فطرتون کو حاصل ہوا۔ ناسزاوار کو امور خلافت مین سازگاری ملی۔ اس نابکار کے اقتدار نے سلطنت کی بنیاد گرانا آغاز کیا بلکہ جڑ سے کھود زمین دوز کر دیا۔ بادشاہ نے اس غلام کے کہنے سے خضر خان اور شادی خان اپنے علاتی بھائیون کو جو گوالیار مین قید تھے قتل کروایا۔ اور اس نظر سے کہ خضر خان شیخ نظام الدین اولیا کا مرید تھا شیخ سے بھی کسیقدر نظر بدلی۔ لوگون کو شیخ کی خدمت مین جانے سے ممانعت کی۔ جام کے شیخ زادہ کو جو شیخ موصوف سے مخالفت رکھتا تھا اپنی مصاحبت مین مقرر کیا۔ اور شیخ رکن الدین ملتانی کو اپنے پاس طلب کیا۔ جوانی کے غرور سے کسیکی بات نہ سنتا تھا۔ جو شخص خیر خواہی کی راہ سے نصیحت کرتا اوسے بدزبانی سے متنبہ کرتا۔ خفیف قصور سے امراکو قتل کرواتا۔ زنانہ لباس سے رغبت تھی اکثر پہنکر مجلس میں رونق افروز ہوتا۔ اور کمینون مسخرون کو بلاکر بڑے بڑے عمدہ امیرزادون سے مضحکہ مسخراپن کراتا۔ نشہ کا ایسا غلبہ تھا کہ کچھہ آگے پیچھے کی خبر نہ تھی۔ ظفر خان گجراتی حاکم کو طلب کر کے خرد خان کے اشارہ سے قتل کر ڈالا اوسکی جگہ خرد خان کو رخصت ہوئی اسنے وہان پہونچتے ہی استقلال بہم پہونچایا۔ اور بموجب اپنی نسل کے بغاوت کا خیال کیا۔ سچ ہی مصرع ہوتی وفا نہین ہی سرشت غلام مین۔ امیرون نے اس مصلحت میں اتفاق کیا تب تو بچا ڈرے کہ ایسا نہو راز فاش ہو جائے فوراً گجرات سے سوار ہوکر دہلی آیا۔ اور امرا کی شکایت پیش کی اس احمق نے اوسکی رضامندی کے لیے اکثر امرا کو برخاست کر دیا۔ بادشاہ اسقدر اوسکی محبت میں خود رفتہ تھا کہ اگر کوئی شخص اوسکی شکایت کرتا اولٹے جھڑک دیتا۔ بلکہ اوس کیفیت کو خرد خان سے کہکر پایہ گرعداوت بڑھاتا۔ اسوجہ سے خرد خان ہر ایک امیر وزیر پر غالب تھا ایکروز فریب کی راہ سے عرض کیا کہ چونکہ یہ فدوی ہر وقت حضور مین رہتا اور راتکو آتشخانہ مین بسر کرتا ہی۔ بعض میرے قرابتی جو گجرات سے ہمراہ آئے ہین رات کے وقت اگر میرے پاس آنا چاہتے ہین تو دربانون سے نجات نہین ملتی کہ میری ملاقات کرین بادشاہ نے فوراً حکم دیا کہ دولتخانہ کی کنجیان خرد خان کے حوالہ ہون۔ اور فرمایا کہ تجھسے اور تیرے بھائیون سے زیادہ معتمد کوئی نہین بہتر ہی کہ دولتخانہ کا اہتمام تیرے ہاتھہ مین رہے۔ اب وہ دن آئے کہ اس پرورش کا نتیجہ بادشاہ کو ملے۔ القصہ جب خرد خان کو اندر باہر کا اقتدار حاصل ہوا اوسکے بھائی کھلے خزانے ہتیار باندھے رات دن دولتخانہ مین گھوسنے اور تاہو ڈھونڈھنے لگے۔ آخر لوگون کو انکا فاسد ارادہ معلوم ہوگیا۔ مگر بجز سکوت کے کیا مجال تھی کہ زبان ہلا سکیں۔ بڑا خوف تو یہ تھا کہ اگر بادشاہ سے اطلاع کرین تو اولٹی سزا پائین۔ آخر ایک روز قاضی خان نے جو نسخ خط مین بادشاہ کا اوستاد تھا اپنی جان سے ہاتھہ دھوکر سارا حال بادشاہ سے بیان کیا لیکن چونکہ

تھا بلکہ نادان پادشاہ نے یہ حال خرد خان سے کہدیا۔ یہ مکار اس ماجرے کو سنکر زار زار رونے لگا اور عرض کی
کہ حضور کی پرورش غلام کے حال پر کوئی نہین دیکھہ سکتا یقین ہی کہ آج ہی کل مین کسی تہمت سے مجھے مروا ڈالیں
پادشاہ کے دلمین اوسکے رونے نے اثر کیا نے اختیار فرمایا کہ اگر سارا زمانہ تیری غیبت کرے ہرگز مجھے یقین نہین آتا
سچ ہی مصرع پیش آتی ہی وہی جو کچھہ کہ پیشانی مین ہی ؛ چند روز کے بعد ایکدن جب پہر رات گذری قاضی خان
جو کہ درگاہ کا محافظ تھا ہزار ستون سے نیچے آکر دروازون کی بند و کشاد دیکھنے لگا۔ خرد خان پادشاہ کے
پاس سے اوٹھکر قاضی خان سے باتین کرنے لگا یہ تو باتون کے بھلاوے مین تھا ایک طرف سے جاہر نام خرد خان
کے بھائی نے پہونچکر قاضی خان کو بضرب شمشیر قضا کا مُنہ دکھلایا۔ اس واردات سے لوگون نے شور و
غوغا مچایا۔ پادشاہ کے کان مین بھنک گئی ماجرا دریافت کیا خرد خان نے عرض کیا کہ اصطبل مین گھوڑے
چھٹ کر باہمدگر لڑتے ہین۔ اس حالت مین جاہر خان مع جمعیت کثیر کے ہزار ستون پر متوجہ ہوا۔ اور
دربانون کو خانۂ عدم مین روانہ کردیا۔ پادشاہ نے اس معرکہ سے واقف ہوکر حرم سرا کو قدم اوٹھایا خرد خان نے
پیچھے سے دوڑکر بال پکڑلیے باہم آویزش ہوتی تھی کہ جاہر خان نے پہونچکر خنجر سے پادشاہ کا پہلو چاک کیا اور سر
کاٹ کر ہزار ستون پر آویزان کردیا۔ پھر محل سرا مین در آئے شاہزادگان فرید خان اور منگو خان کو جو ہنوز ننھے
ننھے تھے زبردستی اونکی ماؤن سے چھین چھین کر قتل کیا اور لوٹ مچادی اکثر اپنے مخالف امرا کو اوسیوقت
مار ڈالا اور بعضون کو طلب کرکے ہزار ستون پر نظر بند رکھا۔ اوسوقت کسی عالم نے کہا کہ سلطان علاء الدین نے
اپنے چچا جلال الدین کا خاندان برباد کیا تھا اوسکے مکافات مین اسکا بھی نیست و نابود ہونا تعجب نہین ع
از مکافات عمل غافل مشو ؛ گندم از گندم بروید جو ز جو ؛ اس پادشاہ نے چوبیس برس چار مہینے کی
پادشاہی کی ابتدا سے سلطان جلال الدین سے سلطان قطب الدین تک چار شخصون نے ۳۴ برس ا مہینے ...

خرد خان نمکحرام کا ذکر

اس شخص نے بعد قتل کرنے سلطان قطب الدین کے اپنا لقب سلطان ناصر الدین مقرر اور سکہ و خطبہ رائج کیا
اور حرم سرائے شاہی کو ہر ایک اپنے بھائیون مین تقسیم کردیا اور خاص منکوحۂ سلطان کو اپنے نکاح مین لایا
چونکہ اکثر لوگ اسکے بھائی قوم ہنود سے تھے مذہب ہنود نے رونق پکڑی اور مشرقستان اسلام مین اندھیرا چھا گیا
غازی الملک جو سلطان علاء الدین کے عہد سے صاحب ثروت تھا دیالپور مین حکومت کرتا تھا۔
اور اسکا لڑکا فخر الدین حضور مین رہتا تھا۔ اسوقت اس نمکحرام کے پنجہ سے نکلکر باپ پاس گیا اور اس محسن کش
کو نمک کے غدر کا حال سنایا۔ غازی الملک نے یہ خبر پاتے ہی مع ملک بہرام ملتان کے حاکم کے عزم جنگ کیا
القصہ آتش فساد شعلہ زن ہوئی۔ اور بعد فتح ہزار ستون مین قطب الدین اور اوسکے بھائیون کی تعزیت کو بیٹھا

اور ... کی مجلس انجام کو پہونچائی۔ امیر خسرو نے پنجابی زبان مین ملک غازی الملک اور ناصر الدین کی لڑائی کا ... بیان کیا ہی اوسے ہندی زبان مین وارکتے ہین ناصر الدین خرو خان نے ۴ مہینے اور چند روز حکومت کے واسطے کلنک کا ٹیکا اپنے ماتھے پر لگایا

ذکر سلطان غیاث الدین غازی الملک

یہ شخص سلطان ترک نژاد نامزد ملک تغلق سلطان غیاث الدین کا غلام ہی ہان اسکی قوم پنجابی سے ہی۔ جسوقت اسکے نصیبہ نے یاری کی امراؤن مین بھرتی ہوگیا۔ اسوقت مین کہ اس بہادر جان نثار نے اپنے ولی نعمت کے خون کا انتقام اس غلام نافرجام سے حاصل کیا کل ارکین خلافت سے کہا کہ یہ عاجز سلطان علاء الدین اور قطب الملک کے نمک سے پلا تھا اور اوسی نمک کے ادا کرنے کو اس نمک فراموش کا خون کیا۔ اب جو کوئی اولاد پادشاہان موصوف کی ہو اوسے تخت نشین کرنا مناسب ہی۔ ورنہ جس شخص مین لیاقت پائی جاوے اوسکی فرمان برداری مین کچھ عذر نہین حضار دربار نے عرض کیا کہ خاندان شاہی بالکل تیرہ و تار پڑا ہی سوائے حضور کے کوئی نظر نہین آتا کہ اس شمع مردہ کو اپنے نور جمال سے روشن فرماوے الغرض اسے تخت پر بٹھا کر نذرین گذرانین سکہ و خطبہ نے نام نامی سے عزت پائی زمانہ کا طالع خفتہ بیدار ہوا۔ عدل و انصاف کا گرم بازار ہوا۔ بادشاہی اقربا مین جسکی خبر پاتا اوسکا وظیفہ مقرر کرتا۔ امراکو ہر ایک کے موافق گرد و نواح کی حکومت عطا فرمائی بعضون کو حضور مین رکھا خرد خان نے جسقدر روپیہ بیہوشی کے عالم مین انعام مین لوٹایا تھا ہر ایک سے واپس لیکر داخل خزانہ کیا اور جسقدر خرد خان نے سپاہ مین تقسیم کیا تھا ایکسال تنخواہ وضع کرکے جو باقی بچا وہ اونکے نام دفترخانہ مین بمد فاضلات درج کرایا اور جسکی تنخواہ عہد سلطان قطب الدین مین کم و بیش ہوگئی تھی معدلت کی راہ سے برابر کردی اسیطرح داغ اور جاگیر حملہ کار دیرانہ ... اوٹھا رکھا۔ انتظام ملک ... سخت کیا کہ اسکے عہد مین مغل کا پیر ہندوستان مین نہ آسکا عمارت کا شوق بہت تھا دہلی کے نزدیک قلعہ تغلق آباد ... بنایا ... پہلے سر کا نیک اور پرہیزگار تھا ہر وقت رعایا کی رفاہ اور ملک کی آبادی اور شاہراہون کی صفائی اور ... بیوپاریون کی آمد و رفت مین کوشش کرتا چوروں ... مفسدون اور متمردان اور راہزنون کی گوشمالی کرتا تھا ... عرصہ مین بنگالہ کا عازم ہوا وہان پر ناصر الدین ولد سلطان غیاث الدین بلبن جو معز الدین کیقباد کا باپ تھا حکومت کرتا تھا اسنے حقوق نمک کا پاس ملحوظ رکھا اوسکی ولایت مین کچھ دخل نہ دیا وہان سے بہادر شاہ حاکم سنارگام کے مقابلہ کو گیا اور اوسے گرفتار کرکے سربست آیا اسے بھی تسخیر کرلیا یہان سے دہلی کو معاودت فرمائی۔ شاہزادہ الغ خان عرف فخر الدین جونا نے بادشاہ کی مہمانی کیواسطے تغلق آباد سے تین کوس پر نیا مکان بنوایا اور بادشاہ کو وہان لیجا کر دسترخوان بچھایا رنگارنگ کے کھانے طرح طرح کی خورشن چنے گئے جب کھانے سے فراغت ہوئی ہر شخص جلدی سے جلدی ہاتھ دھونے کے واسطے باہر نکل آیا بادشاہ اوس مکان مین بیٹھا ہاتھ دھوتا تھا کہ چھت

آ پڑی اور بادشاہ نے اوسکے صدمہ سے مع اور پانچ آدمیون کے زندگانی سے ہاتھ دھویا - بعضی
صاحب سیر نے لکھا ہی کہ الغ خان نے عمدًا بادشاہ کی ہلاکت کو اس طرح کی بنیاد ڈالی تھی اور صدر جہان گجراتی
لکھتا ہی کہ الغ خان نے یہ عمارت طلسم سے بنائی تھی جسوقت بادشاہ آیا وہ طلسم لوٹا چھت نے آدبایا حاجی قندھاری
کا قول ہی کہ ہاتھہ دھوتے وقت بجلی کی تڑپ سے مکان گرا بعض کہتے ہین کہ بادشاہ دکھن سے جو ہاتھی لایا تھا
اوسکو شاہزادے کے دکھلانے کیواسطے دوڑایا اوسکے صدمہ سے مکان گر پڑا بعض کا مذہب ہی کہ زلزلہ کے
صدمہ سے یہ افتاد پڑی بہرحال شیخ رکن الدین ملتانی بادشاہ کی ملاقات کو اوس مکان مین گیا تھا اور بادشاہ
کو اشارہ سے باہر نکلنے کی ہدایت کی مگر ہونہار ہوا چاہے بادشاہ کی سمجھہ مین کچھہ نہ آیا پس شیخ کا اوٹھنا
تھا کہ مکان بیٹھہ گیا اور یہ بھی کہتے ہین کہ ازبسکہ بادشاہ شیخ نظام الدین اولیا سے آزردہ تھا جب وہان پہونچا
شیخ کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ جسوقت ما بدولت دہلی مین پہونچین آپ اس شہر سے نکل جائیگا شیخ نے درجواب
کہا کہ ہنوز دہلی دور است - یہ مثل ہندوستان مین ابھی تک مشہور ہی الغرض اسی حالت مین شیخ نظام الدین
اولیا اور امیر خسرو دہلوی نے اس عالم فانی سے رحلت فرمائی قصہ مختصر اسکی حکومت چار برس دو مہینے رہی -

ذکر سلطان محمود شاہ الغ خان عرف فخر الدین جونا کا

بعد رحلت پدر ۷۲۵ ہجری مین افسر سروری زیب سر کیا یہ شخص جامع اضداد تھا کبھی سکندر رومی کیطرح ہفت اقلیم
کی سیر کا طبیعت مین سناٹا آتا - کبھی حضرت سلیمان کے مانند جن و انس پر حکومت کرنا چاہتا کبھی بادشاہی
نبوت کی آرزو کرتا تھا شرع کے احکام کا اختراع کرنا چاہتا کبھی نماز و روزہ مین قیام پذیر ہوتا - ملاہی اور مسکرات
کا اور مناہی کے پرہیز مین اسقدر کوشش کرتا کہ انجام کار تعصب آجاتا - اکثر علوم خصوص تاریخ اور معقولات
اور نظم و نثر مین استعداد رکھتا تھا تسخیر ملک مین نہایت ساعی تھا حتی کہ ولایت گجرات مالوہ - دیوگیر
کنپلا دھور سمندر - ترہت - لکھنوتی سنارگام کو تھوڑے عرصہ مین فتح کر لیا - حکم کا ایسا تیز تھا کہ کسیکو مجال
دخل نتھا - داد و دہش مین بھی عدیم المثال تھا جس کسیکو چاہتا خزانے کے خزانے انعام کرتا - حاتم طائی نے
سخاوت اسکی گھر پاشی کے روبرو فقط ایک کہانی تھی - سنارگام کے حاکم کو بہرام خان کا خطاب فرمایا یہ ادنی
بخشش تھی کہ ایکروز مین سو ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور کرور تنگہ زر سرخ ایثار کر دیا اور ملک سنجر بدخشی کو اسی لاکھہ
تنگہ اور ملک الملوک کو ستر لاکھہ تنگہ اور ملک عز صدر الدین کو چالیس لاکھہ تنگہ اور ملک غزنوی کو ہر سال کرور تنگہ
دیتا تھا ایکروز کسی امیر کو کسی طرف بھیجتا تھا فرمایا جو کچھہ خزانہ مین ہو واسطے زاد راہ کے دیا جاوے آخر ایسا ہی
تعمیل کیا گیا ایکروز مولانا جلال الدین جام نے بادشاہ کی مدح مین قصیدہ تصنیف کیا - جسوقت اوسکا مطلع پڑھا
کئی ہزار توڑے عطا فرما کر حکم دیا کہ بس اب نہ پڑھے - کیونکہ اوسکے صلہ دینے مین میری عہدہ برائی نہین ہوسکتی

القصہ جسطرح یہ بادشاہ عدل وسخاوت مین نے نظیر تھا ویسا ہی ظلم وستم مین ثانی نرکھتا تھا ایسے ایسے
جور وبیداد کرتا جو کبھی کسینے کانون سے بھی نہ سنے تھے جسوقت نائرہ غضب افروختہ ہوتا بدن مین چنگاریان
اڑنے لگتین بجز قتل وسوخت کے کوئی کام نرہتا جسوقت دربار عام مین بیٹھتا ہزارون قسم کے جور وتعدی برپا کرتا
مانند ہاتھ ناک کان کٹانا آنکھون مین سلائی پھرانا استخوان کو میخ سے آزار پہونچانا ذی حیات کا زندہ جلادینا۔
پوست کھچانا انسان کو دوپارہ کرنا ہاتھی کے پیر سے کچلوانا دار پر کھینچنا ہر قسم کے آدمی صوفی۔ قلندر۔
لشکری۔ نویسندہ۔ رعایا سوداگر۔ وغیرہ تھوڑے قصور سے بڑی سیاست پاتے تھے۔ شیخ زادہ جام
نے صرف ایک کلمہ اوسکی ظلمرانی کے مقدمہ مین کہا تھا جسکی گردن کٹوا ڈالی۔ علاوہ برین صدہا متنفس کو
بلا قصور جان سے آزاد کیا ہمیشہ چاہتا تھا کہ قانون گذشتہ پادشاہون کے رد کرکے نئے ضابطہ جاری کرے
اور اسی منشار سے ہر روز نئے حکم جاری کرتا اور وہ احکام آئین عدل سے مبرا تھے رعایا کو نفرت ہوتی اور عاملون
کے سر پر عدم اجرا سے عقوبت آتی۔ ایک جور یہ تھا کہ تمام ولایت کا خراج دوابہ مین ایک کا دس مقرر کیا اور اس
اضافہ سے رعایا اوجھل گئی زراعت مین نقصان آیا ایک روز اپنے وزیرون سے دریافت کیا کہ دار الخلافت
ممالک محروسہ کے درمیان مین ہونا چاہیے پس کوئی جگہ تجویز کرکے عرض کرو انھون نے التماس کیا کہ بکرماجیت
تمام ہندوستان کا مالک تھا اوسنے شہر اوجین مین دار الحکومت مقرر کیا تھا بعض عرض پیرا ہوئے کہ دیوگیر
مین بہتر ہے چونکہ بادشاہ کے مزاج مین دکھن کی آب وہوا خوشگوار تھی دیوگیر کا دولت آباد نام رکھکر اپنا دار السلطنت
کیا اور اس شہر کا نام راجہ بھوج کے عہد مین دھارانگری تھا۔ العرض دہلی سے دولت آباد تک مسافرون کے
آرام کو سرا اور قیام گاہ تعمیر کرائے اور ہندو مسافرون کو خام غلہ اور مسلمانون کو پکا پکایا اپنی سرکار سے مقرر کیا
اور دونوطرف راستہ مین سایہ دار درخت لگائے تاکہ مسافر ٹھنڈے ٹھنڈے قطع مسافت کرے اور حکم دیا
کہ دہلی کے رہنے والے مع اپنے عیال واطفال کے دولت آباد کو چلے آوین آخر کو دہلی اوجڑکے دولت آباد مین
جا بسی خرچ راہ سرکار سے مرحمت ہوا اس آمد ورفت مین حضرت انسان کے احوال مین بڑا تفرقہ پیدا ہوا۔
حکم دیا کہ مانند سونے چاندی کے تانبہ کو مسکوک کرین اور پیسے کو تنگۂ زر کی جگہ پر رائج کرین سوداگرون نے
تانبے کے پیسے بنواکر ہتیار وغیرہ ہر طرح کا اسباب خریدکرنا شروع کیا اور دوسری ولایت مین جاکر روپیہ اور
اشرفی سے بیچا نفع کثیر حاصل کیے البتہ دار الخلافتہ والے خاک سیاہ ہوگئے۔ ایک اندیشۂ باطل یہ ہوا
کہ خراسان عراق۔ ترکستان۔ خوارزم بلکہ تمام ربع مسکونکو فتح کرے اس تقریب سے تین لاکھ ستر ہزار
نوکر رکھے اول سال تو ہر ایک کی تنخواہ تقسیم ہوئی دوسرے برس خزانہ نے جواب دیا وہ ساری تمنا دل ہی مین
رہگئی دیگر یہ ارادہ ہوا کہ ہمانچل پہاڑ سے چین تک اپنی ضبط مین للائے امرا کو حکم ہوا کہ مع فوج جاکر کوشش

کما ینبغی کرین یہ بیچارہ بموجب حکم کے رزم آور ہوئے مگر ایک توراہ کی سختیان دوسرے مخالف کی کثرت قلعہ کی متانت سے
کچھ پیش نہ گئی پہاڑی لوگون نے انہین عاجز کردیا آخر کار لاچار ہوکر باقی ماندہ بھاگ آئے بادشاہ نے اونہین اسلیے
بیرون عدم کو روانہ کیا۔ ایسے ایسے خوارق اور عادات سے انتظام سلطنت مین فتور پیدا ہونے لگا اکثر مضبوط
ولایتین قبضے سے نکل گئین بلکہ عین دہلی مین جو تختگاہ تھا سرکشی شروع ہوئی محاصلات کا وصول ہونا مسدود
ہوگیا۔ ملتان مین بہرام نام تغلق شاہ کا برادر خواندہ تھا اوسنے بغاوت پر کمر باندھی بادشاہ نے خبر پائی بعزم رزم
سوار ہوئے طرفین سے لڑائی ہوئی آخر کو بہرام قید ہوا بادشاہ دہلی کو واپس آیا اسی عرصہ مین تمام دوابہ کی رعایا سخت ظلمی اخراج سے
جو دس حصہ بڑھادیا تھا خستہ و خراب ہوگئی غلہ کے انبارونمین آگ لگادی مال مویشی جو کچھ لے سکے لیکر
چل بسے بادشاہ نے حکم دیا جسکو جہان پاؤ سر کاٹ لاؤ فرمان بردارون نے تعمیل حکم کی مگر بادشاہ اسقدر [illegible] پر
بھی راضی نہوکر شکار کے بہانے سے نکلا۔ اور تمام گرد و نواح کو لوٹ مار کر ویران کردیا ہزارون سر قلعۂ برن کے کنگورے پر
لٹکا دیئے وہانسے قنوج آیا اسے بھی غارت کردیا وہان سے ترہت کو پامال کرتے ہوئے دہلی مین آیا اثنائے راہ مین
بسبب قحط سالی اور عمال کی ظلمرانی کے بنی نوع کا حال پریشان پایا بلکہ ڈاک چوکی تک کا نشان نپایا آثار آبادی
کہین نظر نہ آیا جب دہلی کے قریب پہونچا یہان والون کا حال سب سے زیادہ بدتر پایا سلطان کو کچھ شرم سی آئی
افزونی زراعت اور رعایا کی رعایت فرمائی خزانے سے کسیقدر تقاوی عطا فرمائی لیکن اسکی نیت نے اپنا اثر دکھلایا
پانی کی جگہ پر خاک تک نہ برسی کسانون کی محنت اور تردد نقش بر آب ہوئی کوئی فائدہ ظاہر نہوا جنہون نے خزانہ سے
تقاوی لی تھی اوسکے ادا کرنے مین ہر ایک نے جان دی اس بدسرشت کی نیت زشت سے حضرت قحط نے جلوہ دکھلایا
بڑا مہنگا پڑا گندم نے حضرت آدم کی قیمت پیدا کی نخود خود بھن گیا تھا دوسرون کی کیا بھونکھ سمجھا تا غلہ کیمیا سے
زیادہ نایاب ہوگیا تہیدست لوگون نے پیٹ کے آزار سے جان دی بھوکھون سے حضرت روح کا بار نہ اوٹھ سکا
اسوقت مین بھی اس ظالم سیہ دل نے پیچھا نچھوڑا شہر کے دروازے بند کرائے تا کہ کوئی باہر نجانے پائے اس سبب سے
اور بھی مری آئی بیشمار خلق اللہ نے جان گنوائی جب تھوڑی جان بلب باقی رہی دروازے کھلا دیئے کہ جسکا جدھر
جی چاہے چلا جاے جن لوگون مین کسیقدر جان تھی وہ بنگالہ اور ارزان مقامات کو روان ہوگئے اور اس مردم آزار
کے جور و ستم کا قصہ دور دور تک پہونچا پادشاہ کی حماقت دیکھیے باوجود اسقدر کم بختی اور اپنی شامت اعمال کے
یہ سوچا کہ بدون اجازت آل عباس کے پادشاہی کرنا اچھا نہین اوسوقت مصر مین ہلاکو خان کا فتنہ و فساد نہ پہونچا
تھا الغرض بادشاہ نے خلیفۂ مصر کے حضور مین چند مرتبہ عرائض مشعر اطاعت ارسال کین آخر ۷۴۲ ہجری مین
پیشگاہ حاکم مصر سے فرمان حکومت اس احمق کے نام صادر ہوا یہ نے خود مع جمیع امرا کے استقبال کو برہنہ پا بر آمد ہوا
اور منشور مصری کو سر پر رکھکر حاجی صرصری قاصد کے پیرون کو چوما اور نہایت تواضع کے ساتھ پیادہ رسول کے ہمراہ

شہر کو روانہ ہوا۔ یہان آنکر منشور پر بہت سا زر نقد نچھاور کیا اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھکر فرمایا کہ زربافت
کپڑون اور عمدہ عمارتون مین خلیفہ کا نام تحریر کرین۔ دو سال کے بعد پھر فرمان خلیفہ کا مشتمل خلعت نیابت اور
خاص نیزہ کے صادر ہوا بادشاہ پیادہ پا استقبال کو چلا اور فرمان کو سر پر اور علم زیب دوش کر کے شہر مین آیا
ہمیشہ مصحف اور کتاب حدیث اور خلیفہ کا منشور پیش نظر رکھتا۔ اور جو حکم صادر کرتا خلیفہ سے منسوب کرتا کہتا
کہ امیر المومنین ایسا حکم دیتا ہی۔ چند مرتبہ جواہر گران بہا مع دیگر اسباب نفیسہ کے بطور پیشکش خلیفہ کی درگاہ کو
روانہ فرمایا تیسری مرتبہ بھی خلیفہ کا فرمان صادر ہوا۔ اور بادشاہ نے بدستور تعظیم و تکریم کی۔ ایک مرتبہ بغداد کے
پیرزادون مین سے ایک شخص ہندوستان مین آیا بادشاہ اوسکی پیشوائی کو قصبۂ پالم تک گیا جو دہلی سے پانچ کوس پر
تھا اور شہر مین لاکر دو لاکھ تنگہ اور ایک پرگنہ اور ایک مکان سبزہ زار انعام دیا۔ اور یہ معمول تھا کہ جب پیرزادہ
دربار مین آتا بادشاہ چند قدم تخت سے اوتر لیجاتا اور اپنے برابر تخت پر بٹھا لیتا۔ غرضکہ جب سے فرمان سلطنت کا
خلیفہ کے حضور سے حاصل کیا اپنی خلافت کو حلال سمجھکر دفع فساد کو ضروری سمجھا۔ ولایت گجرات اور دیوگیر اور
بھروچ اور سرنال مین جاکر دو سال تک وہان بسر کی اور وہان کی شورش و فساد کو دفع کیا۔ ایک روز اس بادشاہ نے
وزرا سے دریافت کیا کہ جس بادشاہ کے عہد مین اسقدر فتنہ و فساد ہوا ہو اوسکا تدارک کرنا کیونکر کتب سیر مین لکھا ہی
انھون نے عرض کیا کہ تدارک ایسے امور کا دو صورتون پر ہو سکتا ہی یا کہ بادشاہ خود سلطنت سے دست بردار ہو کر
کسی اپنے عزیز اقارب وارث سلطنت کو تاج و تخت حوالہ کرے یا کہ اطوار ناپسندیدہ سے پرہیز کرے بادشاہ نے کہا
کہ اول میرے کوئی وارث نہین دوسرے ترک عادت بھی نہین کر سکتا ہون الغرض بعد فتح گجرات کے ٹھٹہ کو روانہ ہوا
چار کوس ٹھٹہ باقی رہتا تھا کہ کثرت بیماری سے جان بحق تسلیم ہوا اور ۲۶ برس آزار رسانی مین مصروف رہکر عقبی کو سدھارا

ذکر سلطان فیروز شاہ

سلطان فیروز شاہ عرف ملک فیروز باربک محمد شاہ تغلق کے چچازادون مین ہی۔ جب محمد شاہ نے انتقال کیا اس
سبب سے کہ کوئی وارث نرکھتا تھا ارکان دولت نے سلطان فیروز شاہ کو پچاس برس کی عمر مین ۷۵۵ ہجری مین
تخت نشین کیا اس بادشاہ کا باپ رجب سالار بڑا کامل درویش گذرا ہی جسکا نام ابتک ہندوستان مین مشہور
اور اکثر اوسکے معتقد ہین۔ الغرض سلطان فیروز شاہ نے دریاے سندھ کے کنارے جلوس فرمایا اور وہان کے
گردن کشون سے مصالحہ کر کے دہلی کو عازم ہوا اثناے راہ مین لوگون نے عرض کیا کہ احمد ایاز عرف خواجہ جہان
نے جو محمد شاہ کے مقربین مین تھا بادشاہ کے مرنے کی خبر سنکر سلطان غیاث الدین محمود اپنا خطاب مقرر کیا ہی
۔ فیروز شاہ نے اوسکی حماقت پر خیال کر کے عفو تقصیر کا فرمان اوسکے نام لکھکر روانہ کیا اول تو اوسنے سرکشی کی
جب کسینے ساتھ ندیا شرمندہ ہو کر عذر اور عاجزی کی عرضی روانہ کی جب بادشاہ ہانسی کے قریب پہونچا احمد ایاز

مع اپنے توابع کے سر برہنہ اور ہاتھہ گردن مین باندھے ہوئے درگاہ شاہی مین حاضر ہوا بادشاہ نے بمقتضاے رحمی
اوسکے گناہ معاف فرماکر جاگیر مقرر کی اور خود فیروزی اور فتحمندی کے ساتھہ دہلی مین داخل ہوا ہر ایک امیر امرا کو خطاب
اور منصب سے سرفراز فرمایا شیخ صدر الدین اولاد بہاء الدین ذکریا کو خطاب شیخ الاسلامی کا عطا ہوا اور قربت
بادشاہی حاصل ہوئی اسی عرصہ مین خلیفۂ مصر کا فرمان صادر ہوا بادشاہ نے موجب فخر سمجھا خوشی منائی اب
انتظام ملک کیطرف رجوع ہوا سہرند کو سامانہ سے علحدہ کرکے جدا پرگنہ مقرر کیا - اور جہان پر بیاہ اور ستلج
ایک ہوکر بہی ہے فیروزآباد آباد کیا اور بانسی کے اطراف مین ایک قلعہ حصار فیروز نام بنوایا اور ایک نہر واقع
سرمور دریاے جمنا سے نکالکر اوس حصار مین پہونچائی اور بہت سی نہرین دوسرے دریاؤن سے جاری کین
تاکہ موجب منافع اہل رعایا ہو جسوقت نہر سلمہ جاری ہوئی بادشاہ اوسکے دیکھنے کو سوار ہوا پچاس ہزار
بیلدار اوسکے کھودنے مین مصروف تھے ناگاہ ایک ٹیلہ آدمی اور ہاتھی کی ہڈیون کا برآمد ہوا اگرچہ فرسودہ
ہوگئین تھین مگر نہایت سطبر بیس گز لنبی - اور آدمی کے ہاتھہ کی ہڈی تین گز لنبی تھی - ظاہرا ایسا شبہہ
ہوتا ہی کہ کوروان اور پانڈوان کی لڑائی مین جو ہاتھی اور آدمی کام آئے تھے اونھین کی ہڈیان ہون گی -
بالجملہ بادشاہ کو کشورستانی کا دعوی تھا اکثر ملک فتح کیے اور نگرکوٹ کو عازم ہوا راہ دشوار گذار طی کرتے
ہوئے قلعۂ کانگرہ کے نیچے پہونچا وہان کا راجہ قلعہ بند ہوکر لڑنے لگا مدت تک یہ معرکہ رہا مگر فتح کی صورت نہوئی
تب مصالحہ ہوا راجہ نے حضور مین آکر نذر گذرانی یہان سے بھی مورد عنایت ہوا نگرکوٹ کا نام محمد آباد رکھا گیا
کہتے ہین کانگرہ کی سرزمین بہت خوش ہوا اور نشاط بخش طرب افزا ہی اوسکے پہاڑ اور جنگل مین ہر قسم کے
پھول رنگین خوش وضع شگفتہ ہوتے ہین - اور اوسی قلعہ کے مابین مین ایک مکان بھوانی کا استھان
کرکے مشہور ہی اہل ہنود سال مین دو مرتبہ وہان پر جاتے اور زیارت کرتے ہین - بعد صلح بادشاہ نے معاودت
کے وقت لوگون کی زبانی سنا کہ جب اسکندر رومی اس مقام پر آیا نوشابہ کی تصویر یہان رکھہ گیا تھا
اوسی تصویر کو ہنود لوگ دیبی کے نام سے پوجتے ہین - بادشاہ نے اس امر کو برہمنون سے دریافت کیا انہون
نے کہا یہ گفتگو مقام صداقت سے دور ہی ہماری گذشتہ کتب سے جنکی تصنیف کا سن و سال معلوم نہین
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ آغاز آفرینش سے یہ مکان ہندوون کا معبد اور زیارت گاہ ہی پس بادشاہ نے
کانگرہ سے بارہ کوس پر جوالا مکھی مین پہونچکر دیکھا کہ ایک پتھر کا حجرہ وہان پر بنا ہی اور ہر در و دیوار سے شعلۂ نور
جوشان ہی علاوہ اسکے بہت سی پرانی کتابین اوس بتخانہ مین پائین جسکا مضمون برہمنون سے پڑھوا کر
پسند کیا - بلکہ بعض کتب کا زبان فارسی مین ترجمہ کرایا چنانچہ مولانا عز الدین نے چند کتابون کو منتخب کرکے
علم طبیعی کا بیان نظم کیا اور اوسکا نام فیروز شاہی رکھا بادشاہ نے نہایت پسند کیا اور اوسکے صلہ مین جاگیر

اور نقد و جنس عطا فرمایا القصہ بادشاہ بعد فتح کرنے نگرکوٹ کے ٹھٹھہ کو عازم ہوا وہان کے حاکم جام نام نے
دریاے سندہ کی پناہ اختیار کرکے لڑائی شروع کی مدت تک آتش کارزار شعلہ خیز ہوئی۔ چونکہ فتح ہونے مین
توقف ہوا بادشاہ نے اس مہم کو ملتوی کرکے گجرات کا قصد کیا اور بارش کے ایام اسی سرزمین مین گذارے
بعدہ ٹھٹھہ کو آیا اس مرتبہ جام کو نہایت تنگ کیا آخر اوسنے پناہ چاہی اور سالیانہ پیشکش دینا قبول کیا تب
بادشاہ نے وہان کا نظم و نسق کرکے دہلی کی راہ لی اور یہان پہونچکر نیکذاتی اور حسن فطرت سے ایسے قانون اور
ضابطے جاری کیے جسکے طفیل سے خلق اللہ کو امن و امان ملی خراج اسقدر مقرر کیا جسکے ادا مین رعایا کو دقت نہو
کسیکی بات رعایا کے حق مین نہ سنتا تھا معموری ملک اور شادابی زمین مین کوشش کرتا تھا کسیکو آسیب نہ دیتا
اور ادنی پیشہ والون سے مانند گلفروش اور ماہی گیر اور نداف اور قصاب وغیرہ کے محصول نہ لیتا تھا امور حکومت
مین کمینون کو دخل نہ دیتا متدین خداترس آدمی کو نوکر رکھتا تھا چونکہ خود نیک نیت تھا اوسکے اہلکار بھی عدل
وانصاف کرتے تھے سیاست مطلقاً نکرتا تھا کسی مسلمان کو آزار نہ پہونچاتا اوسکے فیض تربیت اور تعلیم سے خود
کوئی شخص امور قبیح کا مرتکب نہوتا جسے سیاست کیجاتی۔ جن شخصون نے کہ سلطان محمد شاہ تغلق کو بیگناہ مارا تھا
اونکے وارثون اور اولاد کے قطع اعضا کروائے مگر اونکے کھانے پینے کی فکر کر دی اور اونکی طرف سے خط برائت ابد
واسطے علما اور اکابر کی شہادت سے حاصل کیا تاکہ عاقبت کے مواخذہ سے رستگاری رہے دنیا و آخرت کی
سعادت حاصل کرنے کے واسطے پل اور مسجد اور مہمان سرا اور دار الشفا وغیرہ اسقدر عمارتین طیار کرائین کہ
سلطان بلبن نے بھی نکرائین تھین۔ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہی کہ فیروزآباد وغیرہ تیس شہر اور چالیس جامع مسجد
اور تیس مدرسہ اور بیس خانقاہ اور دو سو سرائین اور ایکسو نہر اور ایک سو کوشک اور ایکسو باون حمام اور پانچ
دار الشفا اور ایکسو مقبرہ اور دس منارۂ کلان اور دیگر بیشمار باغات اس بادشاہ نے تعمیر کرائے انمین سے
ایک جونپور ہی جو اپنے بنی عم سلطان محمد شاہ الغ خان معروف محی الدین جونا کے نام سے آباد کیا باوجودیکہ تین سو
برس سے زیادہ گذرتے ہین ابھی تک کسیقدر آثار اوسکے اپنے محل پر موجود ہین۔ اور دہلی سے متصل ایک
پہاڑی پر جہان نما عمود کا نشان ظاہر ہی جسے عوام الناس لاٹھہ فیروزشاہ کہتے ہین اسکا ارتفاع قریب
ساٹھہ گز اور قطر تین گز کی ہی گویا ایک پتھر سے بنا ہی استحکام اوسکا اسقدر کہ ابتک قائم اور آیندہ مدت مدید
تک قائم رہنے کی امید ہی۔ جسوقت بادشاہ ضعف پیری سے مغلوب اور عاجز ہوا ۷۸۹ھ ہجری مین شاہزادہ
محمد خان کو سلطان ناصر الدین والدنیا محمد شاہ خطاب دیکر وکیل سلطنت اور موتمن الخلافت کیا اور خزانے
اور فیل اور حشم وغیرہ بادشاہی توزک کا سامان اسکے حوالہ کرکے خود یاد خدا مین مشغول ہوا۔ جمعہ کے دن دونو
بادشاہ کے نام سے خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ تھوڑے دنون بعد ملک مفرح نے جسکا خطاب راستی خان اور گجرات کا

حاکم تھا اوس ملک کی فوج اور عملہ سے سازش کرکے سکندر خان کو قتل کر ڈالا یہ شخص نیا بنا وہان مقرر ہوکر
گیا تھا۔ ادھر محمد شاہ نے اوسکی سزا دہی کا کچھ خیال نہ کیا اس سبب سے سلطنت کے کاروبار مین بڑا خلل
پڑگیا لشکریون نے آزردہ ہوکر بادشاہ کی بزدلی پر خیال کیا جھٹ مخالف ہوگئے سلطان محمد شاہ اونسے
لڑنے کو طیار ہوا اب دہلی مین لڑائی درپیش ہوئی جونہین سلطان فیروز شاہ میدان جنگ مین تشریف لایا
سلطان محمد شاہ کے پیر نہ جمے بھاگ نکلا کوہ سرمور کو چلا گیا القصہ فیروز شاہ اپنے لڑکے محمد شاہ سے رنجیدہ
ہوا اوسے اپنی ولایت محروسہ سے نکال دیا۔ اور شاہزادہ لعل شاہ بن شاہزادہ فتح خان کو جسکا باپ مرچکا تھا
ولیعہدی پر سرفراز کیا اور خود بعد تھوڑی مدت کے نوے برس کا ہوکر مرگ طبیعی مین عازم بہشت برین ہوا۔
وفات فیروز شاہ سے تاریخ انتقال نکلتی ہے۔ امیر تیمور گورکان کا ہمعصر تھا اس بادشاہ نے اڑتیس برس عدل و داد مین بسر کی
۱۱ ۹۶

ذکر غیاث الدین تغلق

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ ۷۹۳ ہجری کو فیروز آباد مین تخت پر بیٹھا۔
شاہزادہ محمد شاہ کے پیچھے لشکر کوہ سرمور کو روانہ کیا اوسنے ٹھہرنے کی تاب نپائی سرمور سے نگر کوٹ کو چلا گیا لشکر
بادشاہی نے پیچھا کرنے سے بازرہکر مراجعت کی بادشاہ ازبسکہ نوجوان اور ناآزمودہ کار تھا بعض امرا کے بہکانے
سے اپنے حقیقی بھائی شاہزادہ ابوبکر کو محبوس کیا۔ اور خود عیش و عشرت مین پھنسا سلطنت کے کاروبار سے
غرض نہ تھی۔ ملک رکن الدین اور دیگر امرانے ابوبکر شاہزادہ کے ورغلانے سے بدخلافی کی۔ ملک مبارک وزیر اور مدار السلطنت
کو دولتخانہ کے دروازے پر ٹھکانے لگایا۔ بادشاہ اس سانحہ سے خبر پاکر دوسرے دروازے سے باہر نکلا امرانے
پیچھا کیا اور بادشاہ کو مع خانجہان مصاحب کے گرفتار کرکے قتل کیا اور اسکا سر کاٹ کر اوسی دروازے پر آویزان کیا
اور ابوبکر کو قیدخانہ سے نکالکر تاج و تخت کا مالک بنایا۔ اس فتنہ و فساد کو جو دہلی مین سرزد ہوا ایک ہی روز مین
بجھا دیا اور امن امان ہوگیا اسکی سلطنت پانچ مہینے اور تین روز رہی۔

ذکر ابوبکر سلطان

سلطان ابوبکر وزیرون کی رائے کے بموجب ۷۹۲ ہجری کو تخت سلطنت پر بیٹھا چند روز کے بعد بادشاہ کو ظاہر ہوا
کہ رکن الدین وزیر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے قتل کرنے سے اپنے جامہ مین پھولا نہین سماتا ہی بادشاہی کا
خیال رکھتا ہی فوراً گرفتار کرکے دار پر کھینچا اور اوسکے رفیقون پر تلوار کے ہاتھ صاف ہوئے اسی عرصہ مین سامانہ کے
امیر صدہا سے باغی ہوگئے ملک شہ خوشدل کو جو وہان کا حاکم تھا حوض سنام کے کنارے مار ڈالا اور اوسکے سر کو
شاہزادہ محمد شاہ عم سلطان ابوبکر کے حضور مین نگر کوٹ کو بھیجی اور اوسے ادھر آنے کی تحریص کی شاہزادہ بھی انکے
دم مین آگیا جلندھر کی راہ ہوکر سامانہ پہونچا اور سکہ و خطبہ اپنے نام کا رایج کیا امیر صدہا اور اوس طرف کے

زمیندار اوسکی اطاعت مین حاضر ہوئے بیس ہزار سوار جمع کرکے دہلی کو چلا ہونچتے ہونچتے پچاس ہزار کی جمعیت فراہم ہوگئی۔ لیکن شاہزادہ کا لشکر اور زمینداروں کی سپاہ ناآزمودہ کار تھی تلوار کی چمک دیکھتے ہی آنکھہ بند ہونے لگی شکست کھاکر دو ہزار سوار کے ہمراہ دوابہ کو چلا گیا وہان سے دوبارہ پچاس ہزار سوار فراہم کرکے قنوج اور کمپلہ کے حاکم کی مدد لیکر آن لڑا اور ملتان اور لاہور کے حکام کو لکھہ بھیجا کہ جس جگہ فیروز شاہی نوکر چاکر ملین اونھین جان کی امان نہ دو فوراً سر کاٹ لو اکثر جگہ قتل عام اور لوٹ کھسوٹ مچگئی راہ بند ہوگئی۔ رعایا نے یہ خرابی دیکھکر خراج کے دینے سے انکار کیا فتنہ وفساد نے خوب رونق پکڑی بالضرور بادشاہ نے دفع شاہزادہ کے لیے جالندھر کا عزم کیا اور شاہزادہ وہان سے دوسری راہ ہوکر دہلی مین آیا۔ اور شاہزادہ ہمایون خان بن شاہزادہ محمد شاہ بھی سامانہ اور سنام سے لشکر اکٹھا کرکے دہلی کے ارادہ سے عازم ہوا۔ اسیوقت مین بادشاہ جالندھر سے دہلی آیا شاہزادہ محمد شاہ کے چھکے چھوٹ گئے دہلی سے نکلکر جالندھر جا تارہا تھوڑے دنون کے بعد فیروز شاہی غلامون کی تحریک سے شاہزادے جالندھر سے دہلی کا عزم کیا اس مرتبہ بادشاہ کا جی ہار گیا بے دست و پا ہوکر دہلی سے کوٹلہ میوات کو چلا گیا اور ایک برس چھہ مہینے کے بعد اسکی زمان روائی کا سلسلہ منقطع ہوگیا

ذکر سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ

سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ جسوقت فیروز شاہی غلامون کی طلب کے بموجب جالندھر سے روانہ ہوا ہنوز یہ شخص دہلی تک نہ پہونچا تھا کہ ایک روز امرائے دولت نے شاہزادہ خانجہان فیروز شاہ کے منجھلے لڑکے کو فیل سوار کرکے اوسکے سر پر چتر رکھا چند روز کے بعد جب وہ دہلی پہونچا ۷۹۵ھ ہجری مین تخت پر بیٹھکر اپنا سکہ خطبہ نئے سر سے جاری کیا۔ تھوڑے دنون مین اس بادشاہ سے بھی غلامان فیروز شاہی منحرف ہوکر سلطان ابوبکر کے پاس کوٹلہ میوات کو چلے گئے بادشاہ انکی بیوفائی سے چڑہ گیا حکم دیا کہ فیروز شاہی غلام جو کہ دہلی مین ہین دو روز مین نکل جاوین ورنہ قتل ہونگے جو نکل گیے جان بچا گئے جنکے پیر نہ اوٹھے اونکا خاتمہ بالخیر ہوا کہتے ہین کہ بعض نے عرض کیا ہم اصیل غلام ہین بادشاہ نے کہا جو شخص کہری بول سکے وہ اصیل ہی جو کہ یہ زبان نہ بول سکے جان سے مارے گئے اور اس شرط کے سبب اکثر ناحق بھی مارے گئے۔ شاہزادہ ہمایون خان سامانہ سے مع لشکر جرار ابوبکر سلطان کے سر پر چڑہ گیا کوٹلہ میوات کے قرب مین لڑائی ہوئی اور سلطان ابوبکر شاہ قید ہوکر میرٹھ کے قلعہ مین محبوس ہوا اور اوسی قید مین مرگیا کسیقدر عرصہ گذرنے پر بادشاہ نے دہلی سے قنوج اور دلمئو کا ارادہ کیا اور وہان کے سرکشون کی سرکوبی کرتے ہوئے جالنہ پہونچا اور وہان پر ایک قلعہ محمد آباد کے نام سے تعمیر کراکے دہلی کو لوٹ آیا ۷۹۶ھ ہجری مین شاہزادہ ہمایون خان کو شیخا کھوکھر پر چڑھائی کا حکم دیا کیونکہ اس شخص نے لاہور کو اپنے قبضہ مین کرلیا تھا مگر راستے ہی مین خبر ملی کہ بادشاہ نے اس جہان سے کوچ کیا سلطنت اسکی ۶ برس ۷ مہینے رہی

ذکر سلطان علاء الدین سکندر شاہ عرف ہمایون خان

جسوقت بادشاہ کے انتقال کی خبر پائی سلطان علاء الدین سکندر شاہ عرف ہمایون خان بن محمد شاہ لاہور کی عزیمت سے باز رہکر دہلی کو لوٹ آیا اور تخت خلافت پر جلوہ افروز ہو کر ایک مہینے سولہ روز کے بعد مرگ طبیعی مین اس جہان سے بقا کو چل بسا

ذکر سلطان ناصر الدین محمود شاہ برادر سلطان علاء الدین سکندر

بعد انتقال سلطان علاء الدین سکندر شاہ کے اسکا چھوٹا بھائی سلطان ناصر الدین محمود شاہ تخت آرا ہوا اور سنہ [illegible] ہجری مین اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری فرمایا سپاہ کی تنخواہ اور جاگیر بدستور قایم رکھی اور خواجہ سرور مخاطب خواجہ جہان کو۔ سلطان الشرق کا خطاب دیکر جونپور کی ولایت اوسکے جاگیر مین دی اور قنوج سے بہار تک اوسکی جاگیر کا ضمیمہ کر دیا۔ اوسنے اوسطرف کے زمینداروں کو اپنا مطیع کیا اور بردباری اور انصاف اور بردلی سے روزگار کو چمکایا جسوقت سلطان ناصر الدین کی سلطنت مین خلل ہوا اور امراے حضوری چیرہ دستی کرنے لگے اسنے خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا پورب کے فرمان روا خود اسکے مطیع تھے اسی سال مین بڑا بھاری لشکر شیخا کھوکھر کے مدافعت کو لاہور کو روانہ کیا بارہ کوس لاہور سے رہکر بڑی لڑائی ہوئی آخر کو شکست کھا کر جمون کے پہاڑ کو چلا گیا نواحی لاہور سے فساد دور ہو گیا انہدنون مین بادشاہ نے گوالیار کا عزم کیا مقرب خان اور ملوخان امرانے دہلی مین مخالفت شروع کی بادشاہ نے اس غدر کے سننے سے مراجعت کی اور شہر مین پہونچکر محاصرہ کیا تین مہینے تک تلوار چمکتی رہی آخر کو حصار دہلی بادشاہ نے تسخیر کیا باغیون نے نصرت شاہ بن فتح خان بن فیروز شاہ کو میوات سے بلا کر فیروز آباد مین تخت پر بٹھا دیا فضل اللہ بلخی عرف ملو خان نے جو باغیون کا سردار تھا اقبال خان کا خطاب پایا۔ اکثر دہلی اور فیروز آباد مین لڑائی ہوتی رہی دوابہ پرگنہ اور پانی پت اور جھجھر اور رہتک بیس کوس تک نصرت خان کے قبضے مین آگئے بجز خزانہ اور حصار دہلی کے کچھ چیز بادشاہ کے پاس نرہی۔ دونو بادشاہون کے امرا لوگ بطور خود ایک ایک ولایت پر متصرف ہو کر دم داعیہ کا بھرنے لگے ملک کی پراگندگی اور ابتری ہوتی جاتی تھی اقبال خان نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر نصرت شاہ کے حضور مین قرآن اوٹھایا کہ مجھے حضور سے اخلاص دلی ہے اور تیسرے روز اقبال خان نے چاہا کہ نصرت شاہ کو بد اقبالی کے دن دکھا کر قید کرے نصرت شاہ چار ناچار حصار سے نکلکر تاتار خان وزیر کے پاس پانی پت مین چلا آیا فیروز آباد اقبال خان کے قبضے مین آگیا مقرب خان اسکا ہم چشم بادشاہ کے پاس پانی پت مین آیا اور بادشاہ کا حیلہ کر کے خود سلطنت کرنے لگا اقبال خان نے تاتار خان پر چڑھکر اسکو شکست دی وہ اپنے باپ اعظم ہمایون ظفر خان کے پاس گجرات چلا گیا۔ اسکا بھی جاہ وحشم اسباب ریاست اقبال خان کے ہاتھ لگا وہان سے دہلی مین بھی آکر تسلط کر لیا جب ہندوستان مین اوسکی بدطینتی سے امور سلطنت مین ہرج مرج قرار واقعی جلوہ گر ہوا۔ مرزا پیر محمد نبیرۂ صاحبقران امیر تیمور گورکان خراسان سے سندھ کے پار ہو کر اوچ اور ملتان کے حصار کو اپنے تصرف مین لایا اور چندے ملتان مین

اسوقت رہا تا آنکہ امیر تیمور نے بھی کابل سے ہندوستان کو نہضت کی سنہ ۸۰۱ ہجری مین ٹھٹھہ پر دوڑا کے ملتان مین
آیا اور مرزا میر محمد کے قیدیون کو قتل کر ڈالا — جب یہ خبر دہلی پہونچی اقبال خان خوفناک ہوکر سامان اور سپاہ کے
جمع کرنے مین مصروف ہوا ادھر صاحبقران نے ملتان سے نہضت کی ریگستان کی راہ ٹھٹھہ پہونچا قلعہ کو لڑکر فتح کیا
وہان کے حاکم کو مع اوسکے ہمراہیان کے اسیر کرکے سزا کو پہونچایا بعد ازان ٹھٹھہ سے قصبۂ سامانہ مین پہونچا اوسوقت
سپاہ کا جائزہ لیا۔ نوکرون کی ٹھہرنے کی جگہ طولاً چھ کوس تھی اور تجربہ سے یہ ظاہر ہوا ہی کہ ایک کوس مین بارہ ہزار
سوار ٹھہر سکتے ہین اس حساب سے نوکرون کی تعداد ۷۲ ہزار ہوئی اسی حساب سے افزونی لشکر کا خیال کرلینا چاہیے
القصہ دہلی کو روانہ ہوا راستے مین جو ملا اوسے عدم کی راہ دکھلائی یا قید مین اولجھایا۔ دہلی پہونچتے پہونچتے
پچاس ہزار آدمی گرفتار ہوئے — جسوقت اقبال خان شہر سے نکلکر مقابلہ کو آمادہ ہوا جو لوگ قید مین تھے مونچھون کو
تاؤ دینے لگے چہرے پر بشاشت سی چھا گئی لوگون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اقبال خان کی چڑھائی سنکر محبوس
نہایت بشاش نظر آتے ہین — عین لڑائی مین حفاظت پچاس ہزار کی کیونکر ہوسکتی ہی یہ خبر سنکر بادشاہ لال
ہوگیا قتل کا حکم دیا۔ ایکدم مین ہر ایک متنفس نے شربت مرگ نوش کیا کوئی زندہ نرہا القصہ اقبال خان نے
رزمگاہ کیطرف حرکت مذبوحی کی مگر ایک ہی حملہ مین جی ہار گیا پیر نہ جمے — شہر مین بھاگ کر دروازے بند کر لیے
بہادران شہامت کیش نے پیچھا کرنے سے رخ نہ پھیرا اکثر خلق اللہ کی جانین پامال ہوگئین بہت سا اسباب
اوس بد اقبال کا انکے ہاتھہ لگا۔ اقبال خان نے اقبال کی کج ادائی دیکھکر رات کے وقت عیال و اطفال کو چھوڑ
اپنا مُنہ کالا کیا صبح ہوتے بادشاہ داخل شہر ہوا۔ شہر والون کو امان دی — اور کسیقدر فوج کو واسطے لینے چندہ کے
اوس شہر کے روسا سے مقرر کیا تحصیلدارون کے سخت تقاضا سے باشندے لوگ انکار کرنے لگے بلکہ بعض ہندوستانی
نے چند مغلون کو رہگرائے عدم کیا اس خبر سے بادشاہ نے نہایت برہم ہوکر حکم قتل عام صادر فرمایا اس حکم کے ہوتے
تلوارون نے خوب خون چاٹا تمام دہلی کی آبادی خراب ہوگئی۔ اور قیدیون کا حال خدا جانے کہ کسقدر عورت مرد گرفتار
ہوگئے بعد اس قتل عام کے بادشاہ نے شاہی عمارتون مین آکر بار عام فرمایا اور بموجب حکم خطیب نے انکے نام سے
خطبہ پڑھا اور سونے چاندی پر صاحبقرانی سکہ نے زینت بخشی۔ اسکے بعد میرٹھہ مین اور وہان سے دواب مین
قتل عام کرتا ہوا ہردوار مین آیا ہردوار اوس مقام کا نام ہی جہان دریاے گنگ کوہ سوالک سے گرتا ہی اور اہل ہند کا
معبد ہی — ایام مقررہ مین اشنان اور زیارت کی تقریب سے اس مقام پر اہل ہنود کا بڑا ہجوم ہوتا ہی — اتفاقاً
جب دائرۂ دولت وہان پر رونق بخش ہوا کسی پربھہ کی تقریب سے معتقدون کا ہجوم تھا حضور سے قتل عام کا
حکم نافذ ہوا سیکڑون نے شربت شہادت نوش کیا — باقیماندہ پہاڑ مین بھاگ چھپے — وہان سے جب لشکر کا کوچ ہوا
کوہ سوالک کی ترائی سے جمون آکر یہان کے راجہ کو مسلمان کیا ہردوار سے جمون تک دو جگہ پر لڑائیان ہوئین اور ہر ایک

لڑائی مین حضرت کی جیت رہی - اسی اطراف مین خضر خان اور نیز دیگر امرا نے شرف ملازمت حاصل کی مگر خضر خان سیادت کے سبب سے بچ گیا باقی قید ہوئے اور خضر خان کو لاہور اور ملتان اور دیبالپور کی ایالت بخشی اور فرمایا کہ حضور نے اس شخص کو پادشاہی مرحمت فرمائی - اب موسم تابستان نے اپنی گرمی دکھلائی آفتاب ہند کی حرارت خصوصًا ملتان کی حدت بہ نسبت اور مقامون کے زیادہ تر سخت ہی فوج شاہی کے مخالف ہوئی یہ لوگ تو ولایت کی سردی کے خوگر تھے انھین گرمی نہ بھائی بالضرور امیر تیمور صاحبقران کو کوچ کرنا پڑا آخر ملتان کی راہ سے اپنی دار السلطنت سمرقند کو چلا گیا بعد چلے جانے صاحبقران کے دو مہینے تک دہلی اوسیطرح خراب ویران رہی بعدہ رفتہ رفتہ آبادی کی صورت ہونے لگی - جسوقت ہندوستان کے حدود سے پادشاہ باہر نکلا سلطان نصرت شاہ جو میوات بھاگ گیا تھا فوج فراہم کرکے دہلی مین آیا اور امور سلطنت انجام دینے لگا - اور ایک فوج اقبال خان پر برن کو روانہ کی - اقبال خان نے چھپ کر رات کو چھاپہ مارا فوج کو شکست دیکر دلیرانہ دہلی کو آیا پادشاہ اوسکی دلیری سے بیتاب ہوکر فیروزآباد کو بھی نگیا میوات کا راستہ پکڑا جب دہلی سے فیروزآباد تک اقبال خان کے قبضے مین آیا - ملک دواب اور دیگر اطراف کے شہر تلوارون کے زور سے اپنے تابع کرلیے باقی کل ہندوستان دیگر امرا کے متعلق رہا چنانچہ گجرات کی ولایت اعظم ہمایون خان اور تاتار خان دونو باپ بیٹون کی قبضے مین تھی اور لاہور اور ملتان اور دیبالپور سے سند کے اطراف تک خضر خان کی حکومت تھی - اور صوبہ وکالپی مین محمود خان ولد ملکزادہ فیروز کی سبز بختی لہرا رہی تھی - اور قنوج و اودہ اور دلمؤ وسندیلہ وبہرایچ وبہار وجونپور مین سلطان الشرق عرف خواجہ جہان کا آفتاب اقبال روشن تھا اور مالوہ مین دلاور خان اور سامانہ مین علیخان اور بیانہ مین شمس الدین اوحدی متصرف تھے ہر ایک اپنا ڈنکا بجاتا دوسرے کی نہین سنتا تھا ۸۰۳ہجری مین سلطان ناصر الدین محمود شاہ جو صاحبقران کے خوف سے گجرات چلا گیا تھا دلجمعی اور اطمینان سے دہلی کو آیا اقبال خان نے استقبال کرکے ہمایون جہان شاہ کے محل مین لا اوتارا - چونکہ حکومت کی باگ اقبال خان کے ہاتھ مین تھی جسوقت سلطان ابراہیم کے واسطے جو سلطان الشرق کا متبنی تھا اودہ پر چڑھائی کی سلطان ناصر الدین محمود شاہ کو بھی ہمراہ لیا جب یہان تسلط نکرسکا اوسوقت سلطان ناصر الدین جو کہ اقبال خان کی قید مین تھا شکار کے بہانہ سے ابراہیم کے پاس اس مراد سے گیا کہ شاید کچھہ دستگیری کرے طرفشانی سے جہانداری کے مراسم بھی نہ ادا ہوئے مدد دہی کا کون ذکر تھا آخر سلطان ناصر الدین وہان سے مایوس ہوکر قنوج آیا یہان ابراہیم کے نائب کو شکست دیکر قلعہ مین متصرف ہوا اقبال خان کو جب یہ راز معلوم ہوا فورًا سلطان پر چڑھائی کی چونکہ قلعہ نہایت مضبوط تھا کچھہ تدبیر نکرسکا وہان سے لوٹ کر بہرام خان حاکم سامانہ سے سازش کی یہ شخص فیروز شاہی غلامون مین تھا اسکے پاس بیس ہزار سوار کی جمعیت تھی - آخر باہم متفق ہوکر خضر خان حاکم دیبالپور اور ملتان پر چڑھ گیا جب تلاوندی مین پہونچا وہان کے زمینداروں کو جو ملاقات کو آئے قید کرلیے اور بطائف الحیل سے

بہرام خان کو بھی محبوس کیا خضر خان کے مقابلہ پر گیا وہ بھی روبرو آیا لڑائی ہونا شروع ہوئی اقبال خان سے بخت داد
نے رخ پھیر لیا تھا سامنا ہوتے ہی قید ہو کر قتل ہوا۔ اور حرام نمکی اور عہد شکنی کا نتیجہ پایا جسوقت اس عہد فراموش
کے قتل کی خبر دہلی آئی دولت خان و اختیار خان وغیرہ امرانے جو کہ دہلی مین تھے سلطان ناصر الدین محمود شاہ کو قنوج
سے بلاکر ماہ جمادی الاولے سنہ ۸۰۹ ہجری مین نئے سر سے تخت نشین کیا۔ دولت خان لشکر فراوان ہمراہ لیکر بہرام خان
کی سرزنش کو روانہ ہوا جو کہ بہرام خان بعد قیام سامانہ مین غرور کی سانسین بھر رہا تھا اور اسیوقت مین خضر خان
ملتان سے مع لشکر بیکران سامانہ اور سرہند مین وارد ہوا دولت خان انکے مقابلہ سے کچی کھاکر حضور مین چلا آیا بادشاہ
نے خضر خان کی کچھ فکر نہ کی سنبھل کو عازم ہوا تاتار خان نے لڑنا شروع کیا اور اسد خان لودی کو وہان پر چھوڑ کر
فیروز آباد مین داخل ہوا۔ اور ظفر خان کا گماشتہ قوام خان پر فتحیاب ہو کر دہلی آیا خضر خان نے تین مرتبہ دہلی پر چڑھائی کی
اور ہر بار محاصرہ کر کے واپس چلا گیا چونکہ اسوقت طوائف الملوکی تھی ہر طرف امیر لوگ اپنی اپنی خود پسندی مین تھے۔
بجز ریختک اور دوابہ بعض محالون کے بادشاہ کے تصرف مین کچھ نہ تھا۔ ایک روز کیتھل کی طرف شکار کو گیا تھا وہان سے
لوٹتے وقت اثنائے راہ مین ایسی بیماری دوڑی کہ اوسکے جھگڑے مین دنیا کے بکھیڑے سے خلاصی ملی اس شخص کے
نام کی بادشاہی ۲۰ برس دو مہینے رہی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی ابتدا سے سلطان ناصر الدین محمود تک آٹھ
بادشاہ ۹۶ برس دو مہینے ۱۱ روز حکمران رہے انکے بعد سلطان شہاب الدین غوری کے لڑکے اور غلام ۲۴ نفر نے
دو سو تین برس تک جہانداری کی

ذکر سلطنت رایات اعلی خضر خان بن ملک سلیمان

جسوقت سلطان ناصر الدین محمود شاہ نے دار ناپایدار سے ملک بقا کی راہ لی امرائے وقت نے باوجود رایات اعلی خضر خان
بن ملک سلیمان کے جو ملک مروان کا متبنی تھا دولت خان کو بادشاہ بنایا خضر خان اسکی خبر پاتے ہی اپنی دار الخلافہ فتح پور
ملتان سے روانہ ہو کر دہلی آپہونچا چار مہینے تک طرفین سے جنگ و جدل برپا رہی۔ دولت خان نے بضرورت قلعہ سے نکلکر
خضر خان کی پابوسی کی مگر خضر خان نے فوراً قید کر کے فیروز آباد کے حصار مین بھیجدیا اور اوسی قید مین اوسکے مرغ روح نے
حصار بدن سے پرواز کیا۔ المختصر خضر خان فتح پاکر دہلی مین داخل ہوا سنہ ۸۱۷ ہجری مین انتظام جہانداری اپنے ہاتھ مین کیا
چونکہ بوقت آنے ہندوستان کے صاحبقرانؒ نے بادشاہی کی خوشخبری خضر خان کو سنائی تھی خضر خان نے اس دولت
غیر مترقبہ کا حاصل ہونا اوسکی توجہات کی برکت سے سمجھا اول خطبہ و سکہ صاحبقران کے نام سے اور بعدہ اوسکے لڑکے
شاہرخ مرزا اور آخر کو اپنے نام سے رائج فرمایا اور نہایت استقلال سے ہر ایک کو اپنا مطیع کر لیا جو لوگ صاحبقران کے
آنے سے دہلی خالی کر گئے تھے اس کے عہد مین آکر نئے سر سے آباد ہوئے اور مرفہ الحال رہکر دعای دولت مین مصروف
اور اپنے پیشہ و کسب مین مشغول تھے یہ شخص راست گفتار پاکیزہ طینت عالی ہمت فراخ حوصلہ شجاع اور سخی تھا

ایک ولیل اوسکی اصالت اور پاکی نسب کی یہہ ہی کہ باوجود حاصل ہونے رتبۂ جہانداری کے پادشاہ کا لفظ اپنے خطاب مین
نہ لایا رایات اعلی کا خطاب پسند فرمایا الغرض ۷ برس ۲ مہینے عدل و معدلت مین بسر کرکے ملک جنان کو روانہ ہوا
بعد ازین اسکا لڑکا سلطان مبارک شاہ ۸۲۴ سنہ ہجری مین وارث تخت ہوا خطبہ اور سکہ نئے سر سے زینت پکڑی امراے
سلطنت نے رسم مبارکباد ادا کی ۔ ہر ایک کی جاگیر اور منصب قدیمی بحال رہا جسکی لیاقت بڑھی پائی اوسکا اضافہ
بھی کیا۔ چونکہ شیخا کھوکھر نے سلطان شاہ علی مردان مرزبان کشمیر کا مال و اسباب لوٹا تھا جو کہ اس شخص نے بہٹہ مین فتح
پاکر حاصل کیا تھا روپیہ پیسا کے ہاتھہ آتے ہی غرور نے آگھیرا دہلی کا ارادہ ہوا پس دریاے ستلج سے گذر کر رو پڑ فتح کیا۔
اور وہان سے سہرند آکر سلطان شہ لودی وہان کے حاکم سے لڑ پڑا۔ سلطان مبارک اس نوا نے مخالف کے سنتے ہی
مقام لوانہ مین پہونچا شیخا کھوکھر کو شیخی کی سوجھی پادشاہ کے مقابلہ مین دریا کنارے خیمہ گاہ کیا چالیس روز تک
ہنگامہ رزم گرم رہا آخر کو شیخا کھوکھر کی شیخی کرکری ہوئی بیدم فرار ہوا پادشاہ نے دریاے چناب تک تعاقب کیا۔ اکثرون کو
دریاے عدم کے کنارے لگایا وہین پر راجہ بھیم جمون کا زمیندار حاضر دردولت ہوکر مشرف قدمبوس ہوا اور شیخا کے مکانات
لشکر لیجاکر منہدم کردیا اور پادشاہ نے وہان سے لوٹ کر لاہور مین قیام کیا اور وہان کے اوارون کی تسلی کرکے آباد
کرایا شہر کی تعمیر اور قلعہ کی مرمت کرائی وہان سے دہلی کو عازم ہوا۔ شیخا نے جو فرصت پائی پھر لاہور کو آگھیرا جب
کچھہ کیا نہوا کلانور مین جاکر قبضہ کرلیا اور وہان سے جمون پہونچکر راجہ بھیم وہان کے زمیندار سے جا بھڑا اس عداوت
سے کہ پیشتر حاکم لاہور کی مدد کی تھی **القصہ** اس مرتبہ غالب ہوا راجہ بھیم مارا گیا اس دست برد سے شیخا کے ہاتھہ
بہت سا مال و اسباب لگا اور لاہور اور دیبالپور بسر کرتے ہوئے میوات اور بیانہ وغیرہ پر لشکر کشی کی اور بعد فتح دہلی کو
چلا اور ایک عظیم لشکر جسرتھہ کے مقابلہ کو مقرر کیا جالندھر کے اطراف مین لڑائی ہوئی جسرتھہ کے حصہ مین ہار آئی
بھگکڑ اپنے وطن کو چلا گیا ۔ چونکہ پادشاہ بر خلاف خضر خان اپنے والد کے شاہرخ مرزا خلف امیر تیمور سے منحرف تھا
اس سبب سے شیخ علی بموجب حکم کے ہندوستان مین تاخت تاراج کرتا تھا یہ شخص شاہرخ مرزا کیطرف سے کابل کا
حاکم تھا ۸۳۴ سنہ ہجری مین شیخ علی نے بموجب طلب کرنے فولاد کے جو پادشاہ کے امیرو نمین تھا اور پادشاہ سے
منحرف ہوا تھا ہندوستان مین آکر لوٹ گھسوٹ شروع کی اور جالندھر کے اطراف مین پہونچکر قتل اور غارت اور
قید و بند کرنے لگا۔ اکثرون کو قید کرلایا بعدہ جیتور مین جاکر دریاے راوی سے پار ہوا اور دریاے جہلم کے برنات کو
خراب کرکے ملتان کو چلا ملک شاہ لودی سلطان بہلول لودی کا چچا جو دیپالپور کا حاکم تھا شیخ علی سے لڑ پڑا مگر مارا گیا
سلطان مبارک کے کان مین جب یہہ بھنک پہونچی لشکر سنگین سرتابی کو روانہ کیا باہمدگر لڑائی ہوئی شیخ علی نے
پیٹھہ دکھلائی دوبارہ لڑائی مین بھی شکست ہی حاصل ہوئی اسباب و مال خوب لوٹا گیا آخر کو چند آدمیون سے
کابل کو متوجہ ہوا۔ اور سلطان مبارک کو سلطان ہوشنگ مالوہ والے سے کئی لڑائیان لڑنا پڑین مگر ہر بار مظفر

اور منصور ہوا۔ اسی حیص بیص مین جسرتھہ کھوکھر نے قوت حاصل کی دریاے چناب اور راوی اور جھیلم سے
پار اوتر کر جالندھر پہونچا پادشاہ کی طرف سے ملک سکندر کو حکم ہوا کہ اوسکا انسداد کرے مگر خفیف سی لڑائی مین
قید ہوگیا۔ اور جسرتھہ کھوکھر نے فتح پائی پھر لاہور مین آکر محاصرہ کیا اسی مابین مین شیخ علی نے پھر کابل سے پیر
نکالے لاہور اور ملتان سے سہرند تک تاخت تاراج مچادی باشندون کی اچھی طرح سے بُری حالت بنا کر لوٹ گیا۔
ایسے حادثون کو سنکر پادشاہ نے لاہور و ملتان کا عزم کیا اور اپنے وزیر ملک سرور کو لشکر کا مقدم بنایا جسوقت
ملک سرور سامانہ مین پہونچا جسرتھہ کھوکھر نے لاہور کا محاصرہ چھوڑ کر گھر کی راہ لی اور ملک سکندر کو جو جالندھر کی
لڑائی مین قید ہوا تھا ہمراہ لیتا گیا اور پھر پہاڑ سے نکلکر جالندھر اور بجوارہ مین فتنہ و فساد برپا کیا اب روز بروز
قوت زیادہ ہوتی گئی اسوقت مین پھر شیخ علی نے کابل سے نہضت کی کنارہ دریاے بیاہ کے حدود تک کو لوٹ لیا اور بہت
سے خلایق کو اسیر کرکے لاہور کے قلعہ مین قابض ہوگیا اور دس بارہ ہزار ایلچانے سوار محافظت کو چھوڑ کر خود دیپالپور
کی تسخیر کو چلا اور جاتے ہی فتح حاصل کی پادشاہ اس حال سے واقف ہوکر جلدی سے پہونچ گیا شیخ علی گھبرا کر کابل۔
سدھارا پادشاہ نے تین جگہ راوی سے پار ہوکر قلعہ پشاور کو گھیر لیا یہان پر شیخ علی کا بھتیجا مالک تھا مقابلہ کی
طاقت اپنے مین نپائی شاہزادہ کو اپنی لڑکی دیکر صلح کرلی پادشاہ نے لاہور اور پشاور کے گرد و نواح سے خاطر جمع کرکے
دارالحکومۃ کی راہ لی۔ چون کہ ملک سرور وزیر سے شیخ علی کی لڑائی مین کچھہ اخلاص اور جانفشانی مشاہدہ نہوئی تھی
پادشاہ نے کمال الدین کو بھی امور وزارت مین ملک سرور کا شریک کیا اب روز بروز ملک کمال الدین کا مرتبہ بڑھتا تھا
اور ملک سرور کی منزلت گھٹتی جاتی تھی یہ اوتار چڑھاو دیکھکر ملک سرور کا حوصلہ گھٹ گیا جب آزردگی درجہ کمال کو
بڑھی بعض امرا سے متفق ہوگیا جو کہ پادشاہ سے خلاف اور اسکی طرف رجوع تھے آخر اپنی گھات مین لگا ایکوقت
پادشاہ جامع مسجد واقع مبارکباد مین نماز کیواسطے آیا تھا قابو جو ملگیا شہید کیا اس پادشاہ کی حکمرانی ۱۳ برس
۱۶ روز رہی۔ جب یہ حادثہ گذرا سلطان محمد شاہ بن سلطان مبارک شاہ بن رایات اعلی خضر خان ۸۳۷ ہجری مین
تخت نشین ہوا در اصل یہ شخص شاہزادہ فرید الدین بن رایات اعلی خضر خان کا لڑکا ہے چونکہ مبارک شاہ کی اولاد
نہ تھی بھتیجے کو گود لیا تھا۔ خیر اب گو سکہ انکے نام سے جاری ہوا ملک سرور اگرچہ ظاہر بین مطیع رہا مگر خزانہ اور سلاح خانہ
اور قورخانہ و فیلخانہ وغیرہ اسباب شاہی مین اپنا ہی تصرف رکھا اور خطاب خانجہانی مقرر کیا سخت تسلط پیدا کرکے بعض مبارکشاہی
امیرون کو قتل اور بعض کو قید کیا۔ اکثر پرگنون کو اپنے تصرف مین لاکر اپنے آدمی واجبی جمع تحصیلنے کو تعینات کیے
رعایا اسکے غلبون سے عاجز ہوکر کمال الدین کمال الملک کے پاس جو وزارت مین شریک تھا فریاد کی اوسنے امرا سے
متفق ہوکر ملک سرور سے آویزش کی ملک سرور دہلی کے قلعہ مین محصور ہوا تین مہینے تک لڑتا بھڑتا محفوظ رہا سالکرون
تلوارین علم کرکے پادشاہی سراپردہ پر جاکر اور جی کھول کر لڑا وقت تو آخر ہو چکا تھا اس معرکہ سے رہائی نہوئی قتل ہوا

اور رفیق بھی قید اور قتل ہوئے۔ بادشاہ اپنے والد کا انتقام لیکر ۸۴۵ھ ہجری مین ملتان گیا بزرگون کے مزارون کی زیارت کی اور کچھہ فوج جسرتھہ کھوکھر کے سزا کو روانہ کرکے خود دہلی کو واپس آیا۔ اس وقت مین گرد لنگاہ نے واقع ملتان غدر برپا کیا اور نیز مالوہ کا حاکم سلطان محمود میواتیون کے بھڑکانے سے دہلی کو چلا بادشاہ نے اپنے لڑکے کو مع بہلول لودی کے لڑائی پر روانہ کیا اور بموجب بادشاہی حکم کے شاہزادہ نے سلطان محمود سے صلح کر لی اور محمود نے اپنی ریاست کو معاودت کی یہ امر بادشاہ کی زبونی کا باعث ہوا ملک بہلول کی شجاعت ذاتی نے نہ پسند کیا تعاقب مین اوٹھہ دوڑا اور اوسکے مال واسباب کو غارت کر دیا۔ بادشاہ ملک بہلول کی یہ جرأت اور تہوری دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنا لڑکا بناکر خانخانان کا خطاب دیا اور لاہور اور دیالپور کی ولایت عطا فرمائی۔ بعد ازین جسرتھہ کھوکھر کے رفع فساد کے واسطے حکم دیا۔ جسرتھہ نے ملک بہلول سے صلح کر لی اور سلطنت کی خوشخبری سنائی اوسی دن سے ملک بہلول بادشاہ کا بر اچیتنے لگا دماغ مین بادشاہی کا خیال بھر گیا پٹھانون کو گرد نواح سے بلاکر نوکر کیا جب کہ فوج جمع ہو گئی سوائے اپنی جاگیر کے اور بھی چند پرگنون کا متصرف ہوا۔ بادشاہ نے کسیقدر اوسکے نام تخویف کا فرمان جاری کیا۔ اوس تحریر سے یہ شخص کھلے کھلا باغی ہو گیا۔ اور بڑی شان وشوکت سے آکر دہلی دبالی مدتون لڑا کیا مگر انجام کار نے حصول مقصد واپس ہوا مگر بادشاہ کے کاروبار روز بروز ایسے سست اور برے ہوتے جاتے تھے کہ دار الخلافہ سے جو لوگ بیس بیس کوس کے بھی فاصلہ پر تھے خود فروشی کرتے تھے تمام ملک مین ایک غدر برپا تھا آخرش گیارہ برس ایک مہینے چند روز کی سلطنت کے بعد ملک بقا کو روانہ ہو گیا۔

ذکر سلطان علاء الدین بن سلطان محمد شاہ بن سلطان مبارک بن رایات علی خضر خان

نخمس ۸۵۰ھ ہجری مین تخت آرا ہوا کچھہ دنون ملک بہلول خانخانان اور نیز دیگر امرائے دولت کی اطاعت کی آخر کو جب یہ دریافت کر لیا کہ باپ سے بھی زیادہ یہ شخص سست عقل ہی تمام نزدیک و دور کے گردنکش منحرف ہوکر واجبی مال کے ادا کرنے مین ہان ہون کرنے لگے اور ہر صوبہ کے امرا اور فوجدار بدل گئے طوائف ملوکی شروع ہوئی دکھن اور مالوہ اور گجرات اور جونپور اور بنگالہ کے بادشاہ دہلی فتح کرنے کو مستعد ہوئے اور لاہور اور دیبالپور اور سرہند سے پانی پت تک ملک بہلول اپنا ڈھنگا جمائے تھا اور سرائے لاڈو تک احمد خان میواتی کی دہائی دیتے تھے اور سنبھل مع توابع گنگ خواجہ خضر کے جو دہلی سے نزدیک تر بہادر خان لودی کے قبضے مین تھا اور کول اور جالیسر اور دیگر قصبات مین علی خان کا حکم بیٹھا ہوا تھا اور قطب خان لودی چند وار مین اور بھوین گانون اور کنپلہ مین رائے پرتاب اور بیانہ مین داؤد خان قابض تھے اسطرح جو جہان تھا وہان کا بادشاہ تھا بادشاہ کے قبضہ مین صرف دہلی اور بدایون تھی۔ چند عرصہ کے بعد بادشاہ بیانہ کیطرف سوار ہوا راستہ مین خبر ملی کہ جونپور کا حاکم دہلی کو آتا ہے بادشاہ اس امر کے سنتے ہی بلے دریافت راست و کذب کے دہلی کو لوٹ پڑا حسام خان عرف حاجی شرقی وزیر نے عرض کیا کہ جھوٹھی خبر سنکر واپس آنا مناسب نتھا بادشاہ کو یہ کلام ناگوار ہوا بعد ازان بدایون کا عزم فرمایا آخر بدایون مین جاکر عرصہ تک مقیم رہا اور بدایون کی آب وہوا پسند ہوئی دہلی کو لوٹ کر ارادہ کیا کہ بدایون کو دار السلطنہ مقرر کر

حسام خان نے دولت خواہی سے التماس کیا کہ دہلی خالی کر دینا اور بداون مین دار السلطنت مقرر کرنا صلاح دولت سے بعید ہی
اس فعل معقول سے بادشاہ منغض ہوا ایک تو اول سے آزردہ تھا اب اور زیادہ آزردگی ہوئی اوسکو حضور سے جدا کر دیا دہلی مین
چھوڑا اور اپنے دونو بھائیون مین سے ایک کو شحنہ اور دوسرے کو امیر محلہ مقرر کرکے دہلی مین تعینات کیا اور خود ۸۵۲ ہجری
مین بداون جا پہونچا اور ادہی چھوٹی ولایت مین بڑی عیش و عشرت سے زندگانی کاٹنے لگا۔ یہان چند عرصہ مین دونو بھائی
کے باہم لڑائی ہوئی ایکنے راہ عدم لی دوسرے روز شہر کے باشندون نے جلم خان کے بھڑکانے سے دوسرے کو قصاص کے
حیلہ مین وہی شربت ناگوار چکھایا اسوقت مین بد اندیش فسادیون نے کسیطرح کی تہمت حمید خان کے ذمہ جو وزیر الممالک تھا
لگا دی بادشاہ نے اسکے ساتھ بدی کا خیال کیا یہ بداون سے بھاگ کر دہلی مین آیا اور حسام خان سے متفق ہوکر شہر پر
متصرف ہوگیا اور حرم سرائے سلطانی مین جاکر بادشاہ کی عورتون اور لڑکیون کو بڑی بیحرمتی کے ساتھ برہنہ ہوکستان
مشہر کیا خزانے اور دفینے اپنے قبضے مین کر لیئے باوجودیکہ بادشاہ نے یہ سب ماجرا سنا مگر غیرت نہ آئی تو عجب چیز ہی کہ ڈوب کر مر نہ
گیا آتی ہی اس نامرد بادشاہ نے برسات کا حیلہ کرکے انتقام کشی سے چشم پوشی کی حمید خان نے بادشاہ کا توقف غنیمت سمجھا
بہلول خان کو سلطنت کے واسطے بلایا یہ فوراً دیبالپور سے آکر دہلی پر قابض ہوگیا اور کچھ فوج یہان چھوڑکر دیبالپور کو چلا گیا
اور فوج جمع کرنے لگا اور بادشاہ کو عرضی لکھی کہ پیر و مرشد چونکہ حمید خان نے بے اعتدالی کی لہذا اوسکی سرکوبی کو جاتا ہون
تاکہ دولتخواہی ظاہر ہو بادشاہ نے جواب لکھا کہ ہمارے باپ نے تمھین لڑکا بنایا تھا پس تم بجائے میرے بھائی کے ہو مجھے
تردد اور کوشش کا یارا نہین فقط بداون پر قناعت ہی سلطنت تمھین مبارک رہے آخر ملک بہلول نے قوت پکڑی اور
کسوت شہریاری اپنے قامت پر آراستہ کیا دیبالپور سے آکر دہلی مین تخت پر بیٹھا تھوڑی مدت مین بادشاہ نے بمقام بداون
اس دنیا سے کوچ کیا کل فرمان روائی اسکی ۹ برس ۳ مہینے نام کو رہی رایات اعلے خضر خان سے علاء الدین تک
چار بادشاہون نے اونتالیس برس سات مہینے سولہ روز سلطنت کی

ذکر سلطان بہلول افغان لودی

اس کا دادا ملک بہرام ثقات مین سے تھا زمانہ فیروز شاہی مین اپنے بھائیون سے ناراض ہوکر آیا تھا اور ملتان مین
ملک مردان کی خدمت مین نوکر ہوا اوسکے پانچ لڑکے تھے ملک شہ و ملک کالا و ملک محمد و ملک خواجہ و ملک فیروز
بعد مرنے باپ کے یہ پانچو بھائی ملتان مین رہے اور بڑا بھائی ملک شہ خضر خان کے پاس نوکر ہوا اور اون لڑائیون
مین جو خضر خان و اقبال خان کے باہم ہوئین نہایت تردد اور جانفشانیان کین جسکے عوض مین اسلام خانی کا خطاب پایا
روز بروز ترقیان ہوتے ہوتے بڑے رتبہ کو پہونچا۔ آخر کو سرہند کی حکومت ملی اور بھائی ہمراہ تھے ملک کالا اسی
سلطان بہلول کا والد اسلام خان چھوٹے بھائی کی طرف سے حاکم دوراکہ تابع سرہند کا تھا کہ افغان نیازی کی
لڑائی مین کسی تقریب سے مارا گیا اوسوقت سلطان بہلول ماں کے پیٹ مین تھا مشیت تقدیر دیکھیے جب زنان

مین کہ وضع حمل کے دن نزدیک آگئے تھے اسکی ماں پر چھت پھٹ پڑی اور وہ بیچاری فوراً جان بحق تسلیم ہوئی چونکہ آٹھ مہینے سے زیادہ دنون کا حمل تھا پیٹ پھاڑ کر سلطان بہلول کو جو کسیقدر سانس رکھتا تھا نکالا عجب بکیا ہے ہوا سہرند مین اسلام خان کے پاس پہونچایا۔ ہندوستان کی بادشاہی تو روز ازل سے اسکے نام لکھی تھی قضا و قدر خدا اسکی تعلیم و تربیت مین مصروف رہی اسلام خان نے بہلول نام رکھا اور کمال عنایت سے پرورش کی پٹھان لوگ حقارت کی راہ سے اسے بلو کہتے تھے ؎ خاکساران جہان را بحقارت منگر * تو چہ دانی کہ درین گرد سوار باشد جب بالغ ہوا عقل و کاردانی کا ستارہ اسکی پیشانی سے چمکتا تھا اسلام خان نے اپنا داماد بنایا روز بروز مرتبہ زیادہ کرتا تھا۔ کہتے ہین کہ ایک روز ملک بہلول رفیقون کے ہمراہ سامانہ کو گیا وہان ایک فقیر صاحب کمال پنڈ نام رہتا تھا اوس فقیر نے بہلول کیطرف دیکھکر مبارکباد دی اور کہا کہ تمسے کسیکو توفیق ہے کہ دو ہزار تنگہ کو دہلی کی بادشاہی مول لیوے۔ بہلول نے فوراً زر مذکور پیشکش کیا فقیر نے کہا سلطنت ہندوستان کی مبارک ہو۔ ہمراہی مسخراپن اور ٹھٹھہ کرنے لگے بہلول نے جواب دیا اگر یہ امر وقوعی ہے مفت مین مول لیا ورنہ فقیر کی خدمت کرنی بھی کچھ بری نہ تھی۔ القصہ بہلول کو ایک تو اوس فقیر کی بشارت پر نظر تھی دوسرے جسرتھہ کھوکھر کے اشارہ سے اور بھی بادشاہی کا خیال جی مین سماگیا جب کہ مبارک شاہ کے وقت مین اسلام خان عرف ملک شہ شیخ علی کی لڑائی مین کام آیا ملک بہلول اپنے چچا کی جگہ پر مقرر ہوا اور بڑھتے بڑھتے امیر الامرا کا مرتبہ حاصل ہوا جب محمد شاہ تخت پر بیٹھا اسنے اپنی شجاعت سے خانخانان کا خطاب حاصل کیا اور رتبہ فرزندی پایا تھوڑے دنون مین کسی وجہ سے رنجیدہ ہوکر منحرف ہوا قطب خان ولد اسلام خان جو اپنے تئین بہلول کا ہمچشم جانتا اور چچازاد دشمن تھا ملک بہلول کی اطاعت سے برخلاف ہوکر سلطان محمد شاہ کے پاس گیا اور حسام خان عرف حاجی شرفی کی سرداری مین لشکر گران بہلول پر چڑھا لایا کسی گانون مین جو بوڑیہ اور شادھوڑہ کے متعلقات مین تھا باہم جنگ واقع ہوئی۔ خدا کی مدد سے ملک بہلول فتح مند ہوا حسام خان اپنا سا منہ لیکر دہلی چلا آیا اب ملک بہلول کا ستارہ چمکا محمد شاہ کی خدمت مین لکھا کہ اگر حسام خان قتل کیا جاوے اور حمید خان وزارت کا منصب پاوے فرمان برداری مین حاضر ہون بادشاہ نے کچھہ تامل نکیا فوراً حسام خان کو برطرف کرکے حمید خان کو وزارت پر سرفراز فرمایا اس امر کے ہونے سے اور بھی ملک بہلول کو دون کی سوجھی طاقت بگڑتے بگڑتے سہرند اور سنام اور لاہور اور دیپالپور اور حصار فیروز آباد وغیرہ پر متصرف ہوگیا اور اپنے تئین پرزور دیکھکر تسخیر دہلی کو عازم ہوا جب ہاتھہ نہ لگا سہرند کو واپس آکر اپنا خطاب سلطان بہلول مقرر کیا لیکن خطبہ و سکہ دہلی کی فتحیابی پر موقوف رکھا فقیر کی خوشخبری کی یاد مین مصروف رہتا تھا جب سلطان محمد شاہ نے ملک بقا کی عزیمت کی اور سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا اسکی نارسائی اور سست کاری سے طوائف الملوکی ہوگئی خود بدولت صرف بدایون پر قانع ہوکر بیٹھہ رہے اور جیسا کہ اوپر لکھہ چکے زبانی

جب حمید خان وزیر کو بداندیشون کے اغوا سے رنجیدہ کر کے اوسکی فکر مین ہوا وزیر مذکور بدایون سے نکلکر دہلی آیا اور عیال
واطفال بادشاہی کو سر برہنہ بڑی بے حرمتی سے حصار دہلی کے باہر نکالا اور خزانے وغیرہ اسباب شاہی پر متصرف ہوا ۔
اور بادشاہ بے حمیتی سے دم بخود رہگیا حمید خان نے دہلی پہونچکر سلطان بہلول کو بادشاہی کے واسطے سرہند سے طلب کیا
اور جب دہلی مین آیا عہد و پیمان کے بعد قلعہ کی کُنجیان اوسکے حوالہ کر دین چونکہ حمید خان بھی شان وشوکت رکھتا تھا
سلطان بہلول نے تقاضاے وقت سے اوسکے رفق ومدارا مین کوتاہی نکی ہر روز سلام کو جاتا تھا ایکروز حمید خان بادشاہ
کے گھر مین مہمان ہوا ۔ پٹھانون نے بموجب بادشاہی اشارے کے بعض ایسی حرکتین کین جو کہ عقل سے دور اور دیوانگی
سے نزدیک تھین اور یہ حرکات اس ارادہ سے کی گئین تا کہ لوگ اونکو محض بے عقل سمجھکر اونکے کید وفراست سے مطمئن ہوجائین
ع دیوانہ بکار خویش عاقل ہے چنانچہ بعضون نے جوتیان اوٹھا کر کمر مین رکھ لین اور بعضون نے سر پر ۔ حمید خان
نے کہا یہ کیا حرکت ہے ۔ جواب دیا کہ چور کے ڈر سے اپنے مال کی حفاظت کرتے ہین اور کہا کہ آپکا فرش بہت عمدہ رنگین ہے
اگر ایک گلیم عنایت ہو اپنی اولاد کے واسطے ٹوپیان بناکر تحفہ کیطور سے مکان کو بھیجین حمید خان کھلکھلا کر بولا اوٹھا
کہ عمدہ عمدہ کپڑے تمھارے بال بچون کو عنایت ہونگے جسوقت خوشبو کے خوان محفل مین آئے بعضے افغان نے ارگجہ
اور چودہ کو لیکر چاٹ لیا اور پھول کھائے بعضون نے بدون دور کرنے برگ موز کے بیڑۂ پان کھالیا بعضون نے بیڑہ
کھول کر تنہا اوسکا چونہ زبان پر رکھ لیا جب مُنہ جلنے لگا پان کو ہاتھ سے پھینک دیا ۔ حمید خان نے اس حرکت کا
موجب استفسار کیا سلطان بہلول نے کہا کہ یہ لوگ جنگلی وحشی آدمیت سے دور سواے کھانے پینے کے کوئی کام نہین جانتے
خیر دوسرے روز بادشاہ بہلول حمید خان کا مہمان ہوا اقرار ایسا ہو گیا تھا کہ جب بادشاہ حمید خان کے مکان مین جاے
چند آدمیون کے سوا کوئی ہمراہ نہو اور چند رفیق دروازے پر رہین ۔ اس مرتبہ بموجب اشارۂ ملک بہلول کے پٹھانون
نے دربانون سے سختی کرنا شروع کی زور و غلبہ سے اندر جا گھسے اور کہا کہ ہم بھی بہلول کے مانند خانصاحب کے نوکر ہین
سلام سے کیون محروم رہین ۔ جب شور و غوغا بلند ہوا حمید خان نے سبب پوچھا لوگون نے عرض کی کہ پٹھان لوگ
بادشاہ کو گالی دیتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم بھی خانصاحب کے نوکر ہین ضرور سلام کو اندر جاوینگے حمید خان نے اجازت
دی کہ آنے دو اجازت پاتے ہی گروہ کا گروہ اندر دھس گیا اور حمید خان کے ایک ایک خدمتگار کے برابر دو دو پٹھان کھڑے
ہوگئے جب بادشاہ نے دیکھا کہ اب عمدہ برائی ہو جاویگی فوراً اشارہ کیا اوسی وقت قطب الدین سلطان کے چچازاد
بھائی نے زنجیر بغل سے نکالکر حمید خان کو قید کیا اور اپنے آدمیون کے سپردگی مین دیا اوسوقت سلطان بہلول
خزانے اور دفینے اور کل کارخانے بادشاہی مین بدون شور و فساد کے متصرف ہو گیا اور سنہ ۸۵۶ ہجری مین اپنے نام کا
سکہ وخطبہ جاری فرمایا اور سلطان علاء الدین کے نام جو بداون مین تھا اس مضمون سے عرضی لکھی کہ فدوی نے اپنا
سکہ بٹھا لیا ہے مگر نام حضور خطبہ سے دور نکریگا بادشاہ نے جواب مین لکھا کہ ہمارے والد نے تمکو فرزندی مین لیا تھا

تم میرے بھائی ہو سلطنت تمہین مبارک ہو ہم فقط بداؤن مین قانع ہین غرض سلطان بہلول ہر طرف سے دلجمعی کرکے
انتظام ریاست مین مصروف ہوا چونکہ بعض امرا اسکی جہانداری سے راضی نہ تھے سلطان محمود والی جونپور کو دہلی کے تسخیر
کرنے کو تحریص دی وہ سنتے ہی مع لشکر آپہونچا اوسوقت سلطان بہلول ملتان کو جاتا تھا خبر پاتے ہی دیبالپور سے
واپس آیا اور لڑ بھڑ کر محمود کو شکست دی یہ اولٹے پاؤن جونپور بھاگ آیا۔ اور دوسری بار پھر دہلی پر چڑھائی
کی اور جنگ و جدل ہوکر یہ بات قرار پائی کہ جسقدر محالات سلطان مبارک شاہ پادشاہ دہلی کے قبضہ مین تھے ۔
سلطان بہلول کے زیر حکومت رہین اور اوسکے سوا مع ریاست سلطان ابراہیم جونپور والے کے محمود شاہ کے
قبضے مین ہون ۔ اس قرارداد سے دونو پادشاہ اپنی اپنی ولایت مین فرمان روائی کرنے لگے ۔ اور کچھہ دنون کو
تیغ خون فشان نے کنج غلاف مین خواب استراحت فرمایا جب سلطان محمود نے اس جہان فانی سے کوچ کیا
اور اوسکا لڑکا سلطان حسین تخت پر بیٹھا ۔ سلطان بہلول سے پھر لڑائیان ہونے لگین مگر کسیکی پیش نجاتی تھی
برابر ہوکر رہجاتے تھے ایک مرتبہ ملکۂ جہان سلطان علاءالدین کی لڑکی نے جو سلطان حسین کے عقد مین تھی ۔
سلطان حسین کو ورغلایا جسکے بموجب ایک لاکھہ سوار اور چالیس ہزار پیادہ اور چارسو ہاتھی اور توپخانہ لے کر
دہلی پر چڑھائی کی ۔ سلطان بہلول نے حق نمک کا لحاظ کرکے ملکہ جہان سے براہ عجز و انکسار اظہار کیا کہ تمھارے
والد کیطرف سے مجھے نیابت ملی ہی اور فدوی بندگی سے باہر نہین مجھپر چڑھائی کرنا مناسب نہین ۔ ملکہ جہان نے
ایک نمانی آخر سلطان حسین طوعاً کرہاً لڑائی کو آمادہ ہوا سلطان بہلول بھی پندرہ ہزار سوار لیکر صف آرا ہوا اقبال تو
مددگاری مین دست بستہ حاضر تھا باوجود قلت فوج کے بہلول کی فتح ہوئی اور سلطان حسین شکست کھاکر بھاگا
ملکہ جہان قید مین آئی پادشاہ بہلول نے مردمی اور مروت سے باعزاز تمام سلطان حسین کے پاس روانہ کردیا اسکے
بعد سات مرتبہ تک سلطان حسین سے لڑائیان رہین چند مرتبہ صلح بھی ہوئی اکثر سلطان حسین شکست ہی
پاتا رہا آخرکار شکست فاش ملی کہ دور دراز ملکون مین چلا گیا اور سلطان بہلول نے جونپور مین بھی اپنا سکہ رائج
فرمایا اور اوس ولایت کو مبارک خان لوہانی کے سپرد کرکے دہلی چلا آیا اس وقت بداؤن مین سلطان علاءالدین
انتیس برس تک بداؤن مین رہکر رحلت کی سلطان بہلول مقام اٹاوہ مین سلطان حسین سے لڑ رہا تھا ۔
وہان سے برسم تعزیت بداؤن گیا اور بعد ماتم پرسی کے بداؤن پادشاہ کے لڑکون کے قبضے سے نکال کر اپنے آدمیون کو
سپرد کیا یہ بہیروتی کو لڑائی وہان سے دہلی چلا آیا روز بروز قوت اور حشمت حاصل کی اور خاطر خواہ پادشاہی کی اس
شخص کا ظاہر و باطن آراستہ اور شرع کا پابند اور عدل و داد مین مبالغہ کرتا تھا اکثر اوقات عالم اور فقیرون کی صحبت
مین رہتا اور انکے حالات کی جستجو کرتا تھا آخرکار ۳۸ برس ۸ مہینے ۷ روز پادشاہی کرکے موضع ملاوری مین
اس جہان سے کوچ کرگیا ۸۹۸ھ آٹھہ سو اٹھانوے ہجری مین آہ جانب عقبے گیا بہلول شاہ

ذکر سلطان سکندر لودی پسر سلطان بہلول

بعض امرا چاہتے تھے کہ شاہزادہ باربک بڑے لڑکے کو تخت نشین کرین اور کچھ لوگ نبیرۂ سلطان اعظم ہمایون کی پادشاہی سے راضی تھے۔ سلطان سکندر کی والدہ جو سنار کی لڑکی تھی پادشاہ مغفور کے حضور مین بنسبت دیگر محلات کے بہت معزز تھی۔ اکثر امرا اسکی حکم واطاعت مین تھے اسنے اپنے لڑکے کے واسطے پیغام دیا عیسیٰ خان لودی سلطان بہلول کا چچازاد بھائی جو بر خلاف ظاہر کے باطن مین مخالف تھا۔ اس پیام سے گالیان دیکر بولا کہ سنار کے بیٹے کو جہانداری نہین مل سکتی۔ کیونکر باربک شاہ کو جو اصیل و نجیب ہی محروم کرون۔ خانخانان فرملی جو ایک نامدار امیرون مین تھا بولا کہ ابھی دو روز پادشاہ کو موئی ہوئے ہین اوسکی بیگم سے سخت زبانی نکرنا چاہیے۔ عیسیٰ خان نے گھوڑک کر اسکو کہا تو گورشتہ داردون کی ہمسری زیبا نہین تجھسے کیا مدعا جو دخل نامعقول کرتا ہے۔ خانخانان کو یہ بات زہر معلوم ہوئی۔ اور یہ کہکر اوٹھہ کھڑا ہوا کہ مین سلطان نظام خان کا نوکر ہون اور کہا امرا کی متفق کرکے شاہزادہ نظام خان کو سلطان سکندر کے خطاب سے ۸۹۴ ہجری مین واقع قصبہ جلالی مسند نشین کیا۔ پادشاہ وہان سے باربک شاہ والی جونپور اپنے بھائی کے مطیع کرنے کو روانہ ہوا اور بعد فتح ملک پھر بدستور بھائی کو حوالہ کر دیا فقط خطبہ اور سکہ اپنے نام سے مروج فرمایا اور سلطان حسین والی جونپور سے بھی ہوا اور لڑ بھڑ کر فتح پائی یہ سلطان حسین جو سلطان بہلول لودی سے شکست کھاکر دہرا ازنکل گیا تھا اور اکثر اوقات باربک شاہ سے مقابلہ کیا کرتا تھا۔ لکھا ہے کہ جب دہلی کی پادشاہی سلطان محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ کے حصہ مین آئی ملک سرور خواجہ سرا کو جو خواجہ جہان کی خطاب رکھتا تھا نیز سلطان الشرق کا لقب عنایت فرماکر بنوازا اوسکے اولاد نے جی کیا اور عزت پائی

ذکر سلاطین شرقیہ

جب سلطان محمد شاہ کی شوکت وصلابت مین ضعف آیا اور مقدمہ ابتر ہوا سلطان الشرق نے استیلا کرکے پرگنہ کول اور اٹاوا اور کنپلہ اور بہرایچ اور قنوجی اور بہار اور ترہت وغیرہ دہلی کیطرف سے اپنے تصرف مین کھینچ لیا اور باستقلال حکومت کرنے لگا اور ۸۹۶ ہجری مین خطبہ وسکہ اپنے نام کا پڑھایا اور ملک کی رونق بڑھائی ۱۶ برس تک حکمرانی کی

ذکر سلطان مبارک سلطان الشرق کے متبنے کا

سلطان مبارک متبنہ بولا لڑکا سلطان الشرق کا تھا سلطان کے بعد وفات ایک برس چند مہینے فرمان روا ہوا

ذکر سلطان ابراہیم شرقی بن مبارک شاہ

سلطان ابراہیم نے چالیس برس چند مہینے اور سلطان محمود نے ایک برس اور اسکے لڑکے سلطان محمد شاہ نے تین برس پانچ مہینے اور اسکے بیٹے سلطان حسین خان نے گیارہ برس حکومت کی اور اس پادشاہ سے انکے خاندان مین سلسلۂ حکومت منقطع ہوا اگرچہ اس سے بیشتر سلطان بہلول نے شرقیون کو زیر کرکے ولایت جونپور اپنے آدمیون کے سپرد کی تھی مگر قرار واقعی منضبط ربط نہوا تھا۔ اس وقت مین سلطان سکندر نے بخوبی بند وبست کرلیا

اور شرقی ولایت کو جو دہلی کے پادشاہون کے قبضے سے نکل گئی تھی ایکسو دو برس کے بعد نئے سرسے شامل کرلیا۔
القصہ سلطان سکندر نے بڑی مضبوطی سے پادشاہی کی اور عدل وانصاف کے ساتھہ انتظام رہا اسکے عہد مین
غلہ ارزان رہا اور رعایا دلجمعی سے اپنے کار وبار مین مصروف رہی۔ شرع محمدی کا بڑا پابند تھا۔ مذہبی تعصب بھی
رکھتا تھا اکثر بتکدے کھدوا ڈالے مسجدین اور مدرسے بنوائے۔ متہرا وغیرہ تیرتھون مین نہانے اور کریاکرم کرنے
سے اہل ہنود کو ممانعت کی۔ تھانیسر کے مندر کو بھی نابود کرنا چاہتا تھا۔ مگر بعض لالچی عالمون نے کہا کہ پرانے
مندرون کو کھودنا جائز نہین اگر ایسا ہی ہو تو جاپاٹ وغیرہ کی ممانعت کیجاوے پادشاہ اس طرفداری کے
جواب سے نہایت بیزار ہوا۔ الغرض یہ پادشاہ متعصب مزاج اہل ہنود کی ذلت ورسوائی مین مصروف
رہتا تھا ہندوؤن کو حکم تھا کہ نیلگون کپڑے کی چیت انگرکھے کے مونڈھے پر سلایا کرین تاکہ ہندو سے مسلمان
کی اطاعت ظاہر ہو ہندوؤن کی کتابین جہان پائین جلا دین۔ پگڑی کے باندھنے کی نہایت ممانعت تھی اگر کوئی باندھتا
اوس سے قرار واقعی جرمانہ لیا جاتا۔ اکثر ہندو لوگ انگوچھہ سر پر باندھتے تھے اور نہایت خفت اور خواری
مین گذر اوقات کرتے۔ ایک مرتبہ ایک برہمن کو اس قصور سے کہ اسکی زبان سے کلمۂ اسلام نکلا تھا قید کرلائے
پادشاہ نے ممالک محروسہ کے تمام فاضل اور عالم جمع کرکے اپنا دعوی اوسپر ثابت کیا جب اوسنے مسلمان
ہونا قبول نکیا اور تو بس چلا قتل کروا ڈالا۔ اول اول اسی متعصب نے ہندوؤن کی بے حرمتی کی اور ایک برہمن کو
مارا اسکے مزاج مین مسلمانون کی بڑی رعایت تھی عاشورہ کے روز بہت سے خیرات اور تصدق کرتا
مسجد اور مدارس مین امام۔ موذن۔ خطیب۔ مدرس مقرر کیے اونکی معاش سرکار سے مقرر کی رعایا
اور سپاہ کی اسقدر خبرگیری کرتا کہ لوگون کے گھرون کا خاص خاص حال تک دریافت ہوجاتا۔ بعض اوقات
رات کو تبدیل ہیئت سے کوچہ وبازار مین گشت کرتا اور خلق اللہ اور اپنے امرا کے حال سے بخوبی آگاہی پاتا
لوگون کو خیال ہوتا تھا کہ کوئی جن پادشاہ کو سارا حال سنا جاتا ہی۔ بعض کا اعتقاد تھا کہ ایک طلسم کا چراغ
پادشاہ کے ہاتھہ لگا ہی جسوقت اوسے روشن کرتا ہی جنات حاضر ہوکر تمام روے زمین اور دوسرے
مون کے فرمان رواؤن کا حال اور نیز پوشیدہ امور بیان کرتے ہین۔ اور خزانے اور دفینے دور ونزدیک سے لاکر
پادشاہ کو دیتے ہین بالجملہ یہ پادشاہ بڑا عقیل وہوشیار تھا جسطرف لشکر بھیجتا روزمرہ لڑنے اور دشمنون
کے محاصرہ کرنے کی تدابیر اور جنگ کے قواعد اور مورچون کی طیاری وغیرہ کے اہتمام کے بارہ مین لکھکر سردار فوج
نام بھیجا کرتا نوکرون کی کیا مجال تھی کہ اوسکے حکم کے برخلاف قدم رکھین ڈاک چوکی کا اسباب ہر وقت
طیار رہتا تھا جس امیر کو فرمان بھیجتا وہ شخص دو تین کوس فرمان کی پیشوائی کرتا اور نامہ بر اوسکے موقع پر مانند چبوترہ
وغیرہ کے کھڑا ہوکر مکتوب الیہ کو حوالہ کرتا اور مکتوب الیہ دونو ہاتھہ سے لیکر سرپر رکھتا بعد ازان اوسی جگہ پا مسجد

یا منبر پر جسکا حکم ہوتا پڑھا جاتا تھا ہر ملک کی اخبار روزمرہ گوش گذار ہوا کرتے تھی آخر کار مرض خناق بڑی شدت سے عارض ہوا کہ پانی تک حلق مین نہین اوترتا تھا اسی بیہوشی مین سانس نکل گئی چھبیس برس پانچ مہینے کی حکومت مین بہت کچھہ لطف خلق اللہ کے ساتھہ فرمایا گیا

ذکر سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی

سلطان ابراہیم ۹۲۵ھ سنہ ہجری مین تخت نشین ہوا اسکے جلوس کا تخت قسم قسم کے جواہرات سے مرصع بنایا گیا تھا باپ سے زیادہ اپنے امراکے دلمین اپنا سکہ بیٹھایا ارکان دولت کی جرأت نہ تھی کہ بال برابر بھی اوسکے حکم مین دخل دین چونکہ بدباطن لوگ اپنی گرم بازاری کے واسطے نہین چاہتے تھے کہ ایک بادشاہ رہے لہذا سلطان ابراہیم کا جی اسطرح پھیرا کہ اوسنے اپنے چھوٹے بھائی جلال الدین کو جونپور کی حکومت پر رخصت کیا جب وہ روانہ ہوگیا وزیرون کی رائے مین یہ امر خلاف مصلحت ہوا تب بادشاہ نے اوسے پیغام دیا کہ چند امور مشورہ طلب ہین لہذا ایک ہی روز کے واسطے لوٹ کر شریک مصلحت ہو جیے شاہزادہ نے درجواب کہلا بھیجا کہ چونکہ اچھی ساعت مین گھر سے نکلا ہون بالفعل منزل مقصود کو سدھارتا ہون بعد چندے حاضر ہونگا اور راہی ہوکر جونپور جا مسند آرا ہوا۔ بادشاہ نے وہان کے امراکو امیدوار لطف وکرم فرماکر شاہزادہ سے ناموافق کردیا۔ شاہزادہ جلال الدین کو جو یہ حال ظاہر ہوا علانیہ مخالف ہوکر اپنے نام کا سکہ وخطبہ جاری کیا اور اعظم ہمایون سروانی سے متفق ہوکر آمادۂ پیکار رہا جب بادشاہ نے چڑھائی کی اعظم ہمایون نے بے طاقت ہوکر خدمت بادشاہی قبول کی شاہزادہ نے بھی شرمندہ ہوکر قدمبوس ہونا چاہا مگر قبول نہوا آخر شاہزادہ راجہ بکرماجیت ولد راجہ مان حاکم گوالیار کی پناہ مین گیا اعظم ہمایون ۳۰ ہزار سوار اور ۳۰۰ سو ہاتھی اور بہت سا توپخانہ ہمراہ لیکر گوالیار پر چڑھا شاہزادہ بیتاب ہوکر مالوہ اور وہانسے گوندوانہ مین آیا حاکم گوندوانہ نے بے رحمی سے شہزادہ کو مقتول کیا چونکہ بادشاہ شراب شباب سے چکناچور تھا بادشاہی کے شان کے برخلاف اسکے کام ہوتے وزیرون سے کبھی صلاح نہین لیتا تھا اعیان دولت کی تھوڑی سی تقصیر کی عوض مین بڑی سزا فرماتا اس سبب سے اکثر لوگ جان سے عاجز ہوکر بادشاہ کی بدخواہی کرنے لگے اور امور شاہی مین بڑا خلل واقع ہوا میان بھواکو جو سید اور وزیر اعظم تھا بلا تقصیر قید کیا اور بد اندیشون کے بھڑکانے سے قتل کروا ڈالا۔ ایکروز سلطان سکندر نے ایکدانہ موٹھہ کا جامع مسجد مین دیکھا اوسے اوٹھا کر میان بھواکو عنایت کیا اوسنے آداب عرض کیا دلمین جو دھیان کیا سمجھا کہ اس دانہ سعادت نشانہ کو ایسی دانائی سے رکھیے تاکہ حیات ابدی حاصل کرے پس اوس مرد دانا نے اپنے باغیچہ مین بویا اور نہایت ہوشیاری سے حافظ رہا جب بالیان برآمد ہوئین دو سو دانہ سے زیادہ پیدا ہوئے اسیطرح سے کئی برس تک بویا کاٹا کیا اوسکے حاصلات سے اسقدر روپیہ پیدا کیا کہ واقع دہلی مین کمال استواری سے ایک مسجد تعمیر کراکر حضور مین اطلاع دی

بادشاہ نے اوسکی عقل و دانش پر آفرین فرماکر مرتبہ کی افزائش کی اور اوسکا نام موٹھہ مسجد رکھا چنانچہ ہنوز دہلی مین قائم
اور اوسی نام سے مشہور ہے۔ بالجملہ بادشاہ نے وزیر کو ناحق قتل کیا اور اعظم ہمایون کو بھی گوالیار کے محاصرہ سے طلب کرکے
آگرہ مین قید کیا۔ اوسوقت اسکا لڑکا اسلام خان مانکپور کے حاکم نے بغاوت اختیار کی چالیس ہزار سوار اور پانسو ہاتھی
اکٹھا کرکے لڑائی کو مستعد ہوا۔ اول یہ پیغام دیا کہ اگر اعظم ہمایون کو خلاص کیا جاوے تو آتش فساد بجھتی ہے بادشاہ نے
اپنی گرم مزاجی سے کچھہ نہ سُنا اور اوسکی سرکوبی مین فوج مقرر کی مقابلہ ہوا ادھر لڑائی مین اسلام خان کی جان پر بنی ادھر
محبس مین اعظم ہمایون نے بھی اپنے وجود سے قید خانۂ دنیا کو خالی کیا۔ بہادر خان ولد دریا خان نے بہار مین سرکشی کی۔
ایک لاکھہ سوار فراہم کرکے ولایت سنبھل تک فتح کرلی اور اپنے خطاب سلطان محمد کے نام سے سکہ و خطبہ کو رواج دیا اسطرح
پٹھانون نے ہر طرف شورش برپا کی۔ دولت خان لودی باغی ہوکر لاہور سے بھاگا۔ اور ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کے
حضور مین واقع کابل پناہ لیگیا اور عزیمت ہند کی درخواست کی۔ بابر بادشاہ ہندوستان کو چلا پانی پت مین دریائے
خنگ نے لہرانا شروع کیا اور اسی ورطۂ سلامت خیز مین سلطان ابراہیم زندگانی سے ہاتھہ دھوکر دریائے فنا کے پار جا
اوترا اسکی حکمرانی سات برس رہی۔ ابتدائے بہلول سے ابراہیم تک تین بادشاہ ۷۵ برس پانچ مہینے آٹھہ روز حکومت کرتے رہے
آخر کو ابراہیم سے سلطنت کا سلسلہ ٹوٹ گیا

ذکر سلطنت ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ سر چشمۂ سلاطین چغتائی ہندوستان و مجملی از احوال او

ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ بن عمر شیخ مرزا بن سلطان ابوسعید مرزا بن سلطان محمد مرزا بن جلال الدین میران شاہ مرزا
بن صاحبقران امیر تیمور گورکان ہے پوشیدہ نرہے کہ چونکہ کارپردازان قضا و قدر نے اکثر ملکون کی فرمان روائی کا
فرمان صاحبقران امیر تیمور گورکان کے نام پر تحریر فرمایا تھا شیرخواری مین سروری اور سرداری کے آثار اسکے کاسۂ
سر سے بسر واضح تھے اور چھوٹے سن مین بزرگی اور بلند ہمتی اور عالی دماغی کے سامان وجود سراپا جود سے لائح تھے
جب سن تمیز کو پہونچا اسکی ہر حرکت اور چال و چلن سے بادشاہی کی شان برستی تھی اور گفتار و کردار و دستار
و رفتار سے شکوہ کیانی جلوہ گر تھا کھیل و کود مین جانبازی ملک تازی کے تذکرے ہوتے تھے لشکر کشی گردانی
کا کھیل جمتے تھے مثل مشہور ہے ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات القصہ شیرین خان والی توران کے خدمت مین رہتا تھا
یہ شخص چنگیز خان کے نسل سے تھا۔ آخر شجاعت ذاتی اور دلیری فطرتی سے روز بروز ترقیان پاتا ہوا کل امرا سے بلند تر
ہوا جب اوسکا باپ امیر محراب خان دولت دنیوی سے ہاتھہ اوٹھاکر یاد خدا مین مصروف ہوا اور بعد چندے متوجہ
بہشت ہوا صاحبقران پچیس برس کا تھا باپ کے مرنے پر گیارہ سال گذرے تھے کہ ۷۷۱ ہجری مین شیرین خان کو
فوت ہوا اور طالع بیدار کی یاوری سے صاحبقران بلخ کے مقام مین تخت شاہی پر رونق افروز ہوا سکہ و خطبہ کو اپنے
نام نامی سے نامور کیا۔ سمرقند مین دار الخلافہ مقرر ہوا عالمگیری کا ارادہ ہوا۔ تھوڑی مدت مین ماوراء النہر و خوارزم

و ترکستان و خراسان و عراقین و آذربائیجان و فارس و مازندران و گرمان و دیار بکر و خوزستان و مصر و شام و روم و کابلستان و زابلستان و گرجستان و ہندوستان وغیرہ ولایتین فتح کرلین ہر مقام پر انکے نام پر سکہ بکتا تھا ہر طرف رعب ملک گیری چمکتا تھا - قاف سے قاف تک زیر حکومت ہوا ہر ایک گرم اطاعت ہوا - تاجداروں نے قدمبوسی مین شرف پایا سرکشون نے براہ ادب مین سر جھکایا آخرہ ۳۵ برس بادشاہی کرکے سنہ ہجری مین بہشت برین کو سدھارا جب کہ تسخیر خطا کے ارادہ مین عازم تھا - سمرقند سے ستر کوس مقام انزار مین زندگی نے خطا کی اکہتر برس کی عمر پائی **نظم** سلطان تیمر کہ مثل او شاہ نبود در ہفتصد و سی و شش آمد بوجود ؛ در ہفتصد و ہفتاد و دو دم کرد جلوس ؛ در ہشتصد و ہفت کرد عالم بدرود ؛ جلال الدین میران شاہ میرزا جو تیسرا لڑکا صاحبقران کا تھا عراق اور آذربائیجان اور دیار بکر کی حکومت کرتا تھا سنہ ہجری مین قرا یوسف ترکمان سے تبریز کے اطراف مین لڑائی ہوئی اور اوسی میدان مین کام آیا سلطان محمد مرزا ابن جلال الدین میران شاہ مرزا اپنے بڑے بھائی سلطان مرزا کی خدمت مین سرداری کے مرتبہ پر مقرر تھا - اجل طبیعی مین گذر گیا - سلطان ابو سعید مرزا ولد سلطان محمد مرزا چبیس برس کی عمر مین تخت آرا ہوا اور ۱۸ برس تک ترکستان اور ماوراء النہر اور بدخشان اور کابل اور غزنین اور قندھار اور بعض حدود ہندوستان پر فرمان روا رہا اور اخیر عمر مین عراق فتح کیا سنہ ۸۷۳ ہجری مین حسب طور سے اتفاق ہوا ہو آزاون حسن ولد قرا یوسف خان آذربائیجان کے حاکم کے قید مین تھا - یادگار میرزا شاہرخ مرزا کے پوتے نے جو اوسکا نوکر تھا بادشاہ کو قتل کیا - عمر شیخ مرزا جو تھا لڑکا ابو سعید مرزا کا فرغانہ اور ولایت کند و نخشب کے حکومت کرتا تھا تختگاہ فرغانہ مین خطہ اندجان ہی اور وہان ایک پل پر عمارات شاہی تھی سنہ ۸۹۹ ہجری مین جب کہ اوسکی عمر ۳۹ برس کی تھی پل ٹوٹنے کے باعث سے دبکر مر گیا - الغ بیگ مرزا برادر عمر شیخ مرزا جو ابو سعید مرزا کا لڑکا ہی علم نجوم مین مہارت کامل رکھتا تھا رصد بنانے پر ہمت باندھی اور آخر کار انجام کو پہونچایا چنانچہ آج تک اہل تقویم اوسی کے رو سے پترہ بناتے ہین مگر بعضی شخص جنہون نے راجہ جی سنگہ سوائی کے رصد سے واقفیت حاصل کی ہی جو میرزا خیر اللہ بیگ نے بنایا تھا اور محمد شاہی کے نام سے مشہور ہی اوسکو الغ بیگ کی رصد سے کچھہ غرض نہین ہی - بعد انتقال عمر شیخ مرزا کے سلطان احمد مرزا اوسکا بڑا بھائی جو سمرقند کا حاکم تھا اندجان کی فتح کو عازم ہوا - مدت تک گھیرے پڑا رہا - مرضی خدا دیکھیے جاڑے کی ایسی شدت ہوئی کہ اسکے لشکر کے اکثر انسان اور چارپایون کی زندگانی کا بازار ٹھنڈا ہو گیا - اس سبب سے واپس چلا آیا - ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ بن عمر شیخ مرزا نے ۱۲ برس کی عمر مین سنہ ۸۹۹ ہجری کو واقعہ اندجان سریر خلافت پر جلوس فرمایا گیارہ برس ماوراء النہر مین اوزبک اور چغتا بادشاہوں سے گرم جنگ رہا اور تین مرتبہ اپنے چچا احمد مرزا پر غالب آکر سمرقند فتح کیا چونکہ مشیت الہی یون تھی کہ اس بلند ہمت کے سبب ہندوستان مین بھی رونق افروز ہون ملک توران مین اسکا بند و بست بخوبی نہو سکا - لاچار سمرقند سے بدخشان آیا اور خسرو شاہ سے لڑکر فتح پائی وہان سے کابل آکر محمد مقیم ولد ذوالنون ارغون سے لڑ پڑا اس شخص نے عبد الرزاق مرزا ابن الغ مرزا

ابن سلطان ابو سعید مرزا کو جو کہ بابر بادشاہ کے چچا زاد و اولاد مین تھے مغلوب کر کے کابل اپنے قبضے مین کر لیا تھا خیر اس رگڑ جھگڑ مین محمد مقیم شکست کھا کر قابل سے قندھار کو بھاگا جہان اوسکا بھائی شاہ بیگ حاکم تھا۔ بابر نے کابل اور بدخشان کی حکومت قرار واقعی اپنے قبضے مین کی۔ صاحبقران امیر تیمور گورگان کے اولاد کو سابق مین مرزا کہتے تھے اور بابر کیوقت سے بادشاہی کا لقب حاصل ہوا الغرض بابر نے ایام بہار کابل مین گذارے یہان کی آب و ہوا حضور کے مزاج مین سازگار ہو رہی۔ کابل ایک بڑا شہر ہی ایران کے طریق پر یہان کی بازار ہی باوجودیکہ جاڑے کی شدت ہوتی ہی مگر برف سے کچھہ نقصان نہین پہونچتا۔ یہان میوہ بہت۔ بہار نہایت پسندیدہ ہی۔ جن دنون مین بابر بادشاہ کابل مین مقیم تھا سنہ ۹۱۱ ہجری مین ایسا عظیم زلزلہ آیا کہ قلعہ کی فصیل اور اکثر شاہی عمارت اور باشندون کے مکانات اوسکی شدت سے گر گئے۔ اور تمام دن مین ۳۹ مرتبہ زمین نے جنبش کھائی۔ اکثر انسان و حیوان کے نہال حیات جڑ سے اوکھڑ گئے۔ اور ایک مہینے تک برابر ادن مین ایک مرتبہ ضرور زلزلہ آتا تھا بعض جگہ زمین ساٹھہ گز لنبی اور گز بھر چوڑی پھٹ گئی تھی۔ اور ایک تیر کے اندازے سے نیچے کو دھس گئی اور وہان سے پانی روان ہوا ایک مقام پر چھہ کوس تک ایسا شگاف ہو گیا تھا جسمین بڑا اونچا ہاتھی آرام سے کھڑا رہے۔ زلزلہ سے پہلے پہاڑون سے ہوا کا طوفان بڑی شدت سے اوٹھا۔ گویا کہ آثار قیامت پدیدار ہوئے۔ اور اس سال ہندوستان مین بھی زلزلہ عظیم آیا تھا۔ بالجملہ ہنوز بابر کابل مین تھا کہ خاقان سلیمان شان شاہ اسمعیل صفوی خراسان مین محمد خان شیبانی کی گوشمالی کے واسطے آیا جو کہ شاہی خان کے نام سے مشہور تھا اور اوسکی ساری بلند پروازیان خاک مین ملا دین بخت بد کی شومی سے مع فوج مارا گیا۔ اور خراسان بلکے ملک محروسہ مین شامل ہوا۔ بابر مرزا نے بادشاہ موصوف سے توسل پیدا کر کے کچھہ مدد فوج کی بھی حاصل کر لی اور بلخ و بخارا کو جا کر فتح کر لیا اور سلطان مرتضوی کے رعب سے بخارا مین خطبۂ امامیہ پڑھا گیا۔ لیکن بسبب نااتفاقی کے کہ فوج قزلباش کے سردار نجم نامے اور شاہ بابر سے اتفاقی ہو گئی جب کہ تورانیون سے لڑائی آن پڑی امیر نجم نے کسیقدر عین لڑائی مین بیدلی کی بابر نے شکست کھائی اور امیر نجم میدان رزم مین مارا گیا۔ اب بابر کے پیر نہ جم سکے۔ لاچار بدخشان اور کابل اور کسیقدر متعلقات بلخ سے راضی ہو کر فوج جمع کرنے لگا جسوقت لشکر کی جمعیت سے جمعی ہوئی اور ہندوستان کے اودھاڑ دھند سے اسطرف کو روانہ ہوا پس بادشاہ مرتضوی نسب سے رخصت لیکر ہندوستان پر چڑھا۔ اول مرتبہ سنہ ۹۱۲ ہجری مین نزلہ مضافات ملتان تک اور دوسری دفعہ سنہ ۹۱۴ ہجری مین جھوٹے کابل کی راہ سے اطراف اول عرف لمغان تک اور تیسری بار سنہ ۹۲۵ مین بھیرہ پنجاب تک اور چوتھی دفعہ سنہ ۹۳۰ ہجری مین لاہور اور دیبالپور تک اور پانچوین مرتبہ سنہ ۹۳۲ مین جب کہ سلطان ابراہیم سے کے بیداد سے اکثر امرا نے باغی ہو کر غدر مچا دیا اور دولت خان لودی نے کابل مین جا کر ہندوستان آنے کی استدعا کی بابر بادشاہ نے ہندوستان کو عزیمت فرمائی اور پیشتر سے بعض امرا کو لاہور وغیرہ کیطرف رخصت دی اور خود بدولت اقبال و نصرت کی رہنمائی سے دریاے سندھ کے

کنارے آپہونچا اور بروقت جایزہ کے سوار و پیادہ کیا سپاہی کیا سوداگر اور اکابر اور مسافر سب ملاکر دس ہزار شمار مین آئے
اس وقت مین خبر لگی کہ دولت خان اور غازی خان نے عہد توڑکر چالیس ہزار سوار و پیادہ سے قلعہ کلانور کو فتح کر لیا
اور لاہور اور سیالکوٹ کے مردمان متعینہ شاہی سے ارادہ جنگ کا رکھتے ہین پس بادشاہ فوراً لوٹ گیا دریاے چناب
سے عبور کرکے قصبۂ بہلول پور مین ٹھہرا حکم دیا کہ سیالکوٹ اوجاڑ کر وہان کے باشندون کو بہلول پور مین آباد
کرین اسقدر حکم دے کر مشیتیر کو عازم ہوا ۔ محض تائید آسمانی سے چندروز پیشتر عالم خان وغیرہ امرا نے بادشاہ
سے مخالفت کی اور چالیس ہزار سوار بعزم پیکار اکٹھے کرکے دہلی کو چلے جسوقت بادشاہ ابراہیم نے مقابلہ مین برا
جمایا ۔ انھون کی ہمت نہ پڑی کہ مبارز طلب کرین لاچار رات کو چھاپہ مارا اور دوسرے روز سخت لڑائی
ہوئی آخر کو پھیر اوکھڑے بھاگ کر سہرند پہونچے ۔ بابر شاہی لشکر کے پہونچنے کی خبر پائی نہایت خوش ہوکر اوسکے
حضور مین حاضر ہوئے اور شامل لشکر ظفر اثر ہوگئے ۔ بابر بادشاہ نے سیالکوٹ سے پرسرور کی راہ سے کلانور
اور وہانسے جاکر قلعہ بلوت کو فتح کیا ۔ دولت خان جسنے اپنا عہد توڑ ڈالا اور اوس شرم سے حضور مین نہین
آتا تھا حاضر ہوا ۔ خیرخواہون کے صلاح سے بادشاہ کو قلعہ بلوت مین محصور کیا کہ اوسی قید مین وہ مرگیا
اور بابر بادشاہ انبالہ پہونچا ۔ شاہزادہ ہمایون مرزا کو حصار فیروزہ کے تسخیر کرنے کو حکم دیا شاہزادہ اوس اطراف
کو زیر کرکے واپس حضوری مین آیا اسکے عوض مین حصار فیروزہ اور ایک کرور نقد تنگہ مرحمت ہوا انبالہ مین خبر آئی
کہ سلطان ابراہیم ایک لاکھ سوار اور ہزار ہاتھی اور توپخانہ بیشمار ہمراہ لیے ہوئے لڑائی کے ارادہ سے منزل بمنزل
چلا آتا ہی اس خبر سے بابر نے انبالہ مین رہنا قبول نکیا اور پانی پت مین آپڑا ۔ سلطان ابراہیم بھی وہان
پہونچکر معرکہ آرائی مین مصروف ہوا ۔ ہر روز جنگ قراولی شروع ہوئی فوج بابری توفیقات الٰہی سے غالب آئی
ہر طرف سے تحسین و آفرین پائی ۔ سلطان ابراہیم بڑی شان و شوکت سے ہاتھی پر سوار ہوکر معرکہ مین آیا
اور پٹھانون نے اوس لڑائی مین ہاتھیون کو بابری لشکر پر ڈپٹایا ۔ ان کالے دیوون نے فوج بابری کو روز سیاہ
دکھلایا جدھر رخ کیا بساط کی بساط اولٹ دی ولایتی فوج ششدر مین پڑی تھی ۔ مغلون کے گھوڑون نے
کبھی فیلان کوہ تمثال کی صورت نہ دیکھی تھی سامنے آنے سے منہ پھیرتے تھے اگر کسی سوار نے دلیری کی ترنگ
مین آکر اونپر تلوار لگائی ہاتھیون کی خرطوم سے سر بہ سمت عدم کی راہ پائی فوج بابری مین ایسی بدانتظامی ہوئی
کہ ہر ایک سوار و پیادہ بیدلی سے جی ہار گیا چھکے چھوٹ گئے بادشاہ بابر نے جب دیکھا کہ بری حال ہوئی
ننگ و ناموس کے واسطے کوئی منصوبہ کرنا چاہیے ۔ آخر تھوڑی اور شیر مردی کی باتون سے فوج کو
لڑنے پر مستعد کیا کہ اسی دن کی آرزو مین جوانمرد لوگ مرتے ہین نامرد البتہ جی چراتے ہین فوج نے ایسے کلمات سے
پھر ہاتھ پیر نکالے چونکہ حکم خدا تو یہ تھا کہ ہندوستان کی بادشاہی قبضۂ بابری مین آئے سلطان ابراہیم معرکہ

کارزار مین مقتول ہوا فوج مخالف مین بھگدر پڑی - پانچ چھہ ہزار سوار نعش سلطانی کے برابر فانی پڑے تھے
بالجملہ اس فتح عظیم سے تمام ہندوستان مین رعب بابری چھا گیا - بعد فتح سلطان بابر نے سجدۂ شکر خداوند حقیقی
ادا کیا - اور دہلی مین آکر اپنے نام کا خطبہ و سکہ مروج کیا - خزانے کھول کر ستر لاکھہ تنگہ سکندری اور ایک سیاہی مکان
بے اسکے کہ اوسکے تکمین کا نشان پاوین شاہزادہ ہمایون مرزا کو حوالہ فرمایا - اور دس لاکھہ تنگا امرا کو مرحمت
ہوا - اور ہر متنفس جو لشکر مین تھا انعام سے سرفراز ہوا - اور جو شاہزادے کابل مین تھے اونھین اور محلات
کو ہر ایک کے مناسب حال نقد و جنس روانہ فرمایا القصہ دہلی کے انتظام سے فرصت پاکر آگرہ کو متوجہ ہوا
یہان بھی دار السلطنت تھا - پس انتظام ملکی اور مالی کیواسطے چندے یہان پر متوقف ہوا - دہلی اور آگرہ کے
سوا اور ملک قبضۂ بابری سے باہر پٹھانون کی کشاکشی مین تھے القصہ تھوڑی مدت مین بادشاہ نے
اپنی تدبیرون سے اکثر سرکشون کو مطیع کرلیا - اور ہر شخص اپنی لیاقت کے موافق مشمول عنایت ہوا -
اور نئے پرانے امرا کو بھی حسب لیاقت جاگیرات مقرر ہوئی - سلطان ابراہیم کی اولاد اور متعلقون سے
براہ عنایت پیش آیا اونکا خزانہ اونھین پر حلال کیا - بلکہ سات لاکھہ تنگہ والدۂ سلطان کے واسطے
مقرر کیا وہ نہایت خوش ہوئی - اور ایک قطعۂ الماس گران بہا جو آٹھہ مثقال وزن مین تھا اور راجہ
بکرماجیت کی اولاد سے ہاتھہ لگا تھا علاء الدین کے خزانے سے نکالکر بابر بادشاہ کے نذر گذرانا القصہ بابر
بادشاہ نے انتظام جہانداری کے واسطے تمام موسم برسات آگرہ مین بسر کیا اور بعد انقضاے برسات
اور دسہرہ کے جو اہل ہنود کے کسی عید کا دن ہے مخالفون کی سرکوبی کو عازم ہوا - اسی عرصہ مین رانا سانکا
عظیم راجہ ہندوستانکا حسن خان میواتی کے بھڑکانے سے نہایت جرأت اور بیخوفی سے مع لشکر مقام بیانہ
مین آگرہ کے متصل آپہونچا اور نیز ایک گروہ پٹھانون کا جو سلطان ابراہیم سے مخالف تھے پچاس ہزار
سوار اور ہاتھی جمع کرکے اطراف قنوج مین خروج شروع کیا - اور بہادر خان ولد دریا خان کو بادشاہ بناکر
سلطان محمد لقب دیا ہر طرف سے عجب طرح کی شورش اوٹھہ کھڑی ہوئی - کابلی امرا جو کہ سردی کے
خوگر تھے عاجز آئے بعض گرما کی لڑائیون اور بعض رانا سانکا کے خوف سے بادشاہ کے حضور مین مراجعت کے
مستدعی ہوئے کہ ہنوز یہ ملک بخوبی ضبط نہین ہوا - اور باغیون نے ہر طرف غدر مچا رکھا ہے مناسب ہے
کہ یہان پر چند قلعہ تعمیر ہوان اور خود بدولت پنجاب مین مقیم ہون - بادشاہ نے فرمایا کہ ایسے وسیع ملک کو
جو بڑی مشقت سے ہاتھہ مین آیا - اور ایک خلق کثیر کا خون بہایا گیا چھوڑنا اور ایک ہندو کے روبرو
اپنی ترکی تمام کرنا بہتر نہین - زمانے مین نام بد ہوگا نظر خلائق مین میرا رتبہ رد ہوگا ہیہات ہیہات
یہ وہ وقت ہے کہ لوٹ جانا چاہیے بلکہ مردانہ جانین لڑاکر ہمیشہ کو نام نیک حاصل کرنا چاہیے

مردی آزمانے کا یہی ہنگام ہی ؎ جوانمردان نہ پیچند از کسے رو ٭ ہمین چوگان ہمین میدان ہمین گو ٭
اسطرح فوج کی دلجمعی کرکے آگرہ سے برآمد ہوا۔ باہمدگر صف آرائی ہوئی طرفین سے بخت آزمائی ہوئی۔
بہادران قوی دل شیر کے مانند میدان مین آئے جنکے تہور سے چرخ پیر تھرایا مریخ سا خنجر گذار الامان پکارا
رستم و افراسیاب کی روح گور مین تھرائی۔ زمین کی حرب و ضرب نے آسمان کی پیٹھ جھکائی۔ تائید غیبی
بابری کے پشت پناہی مین تھی۔ رانا سانکا نہایت مضطرب ہوکر بھاگ نکلا۔ اور بڑی خرابی سے اپنے
گھر تک پہونچا۔ فوج ہمراہی نے نیزون کے پھل سے پیٹ بھرا۔ بادشاہ نے جو ایسی فتح پائی خدا کی درگاہ
مین شکر بجالاکر آگرہ کو مراجعت فرمائی۔ تدبیرات مناسب سے بانیان شر و فساد کے خار وجود منحوس سے
گلستان جہان کو صاف کیا۔ تمام دہلی اور آگرہ کے اطراف مین بندوبست بخوبی ہوگیا۔ قنوج کے
پٹھانون کی بھی سرکوبی ہوئی۔ امرائے کابلی کا فتح یابی سے دلشاد ہوا۔ کابل کے جانے سے باز رہکر ہندوستان
مین رہنا قبول کیا۔ جتنی برہمی امور جہانداری مین تھی سبکا انتظام ہوگیا۔ شاہزادہ ہمایون مرزا واسطے
انتظام ملتان کے جو بادشاہ دہلی کے تصرف سے نکل گیا تھا رخصت ہوا اور اپنی حسن تدبیر اور اقبال بابری
جاتے جاتے تسخیر کرلیا۔ پوشیدہ نرہے کہ بعض تاریخون مین یون لکھا ہی کہ ملتان مین اسلام کا ظہور ۹۹ سنہ
ہجری مین محمد قاسم کی سعی سے حجاج یوسف کے وقت مین ہوا۔ بعد ازان سلطان محمود غزنوی نے اوس
ولایت کو ملاحدہ قرامطہ کے تصرف سے نکالکر اسلام کو رایج کیا اوسکے بعد سلطان شہاب الدین غوری
ہندوستان مین فتحیاب ہوکر ولایت ملتان پر بھی متصرف ہوگیا۔ اور ابتدائے ۵۹۸ سنہ ہجری سے لغایت
۸۴۵ سنہ ہجری تک وہ ولایت بادشاہان دہلی کے زیر حکومت رہی۔ بعدہ سلطان محمد شاہ کی سست
انتظامی سے ہندوستان مین طوائف الملوکی کا گرم بازار ہوا۔ اکثر امرا نے اطاعت سے روگردانی کی۔
اسطور پر حاکم ملتان بھی منحرف ہوگیا۔ جب اوسکا لڑکا سلطان علاء الدین تخت نشین ہوا یہ باپ سے
زیادہ سست تدبیر اور کاہل تھا۔ ملک مین زیادہ خلل ہوگیا اور جو امیر کہ محمد شاہ اور اوسکے لڑکے
علاء الدین کی طرف سے وہان پر حاکم تھا بطور خود مستحکم اور مستقل ہوکر مخذول اور منکوب ہوا۔

ذکر سلاطین ملتان و شیخ یوسف کا کہ اپنی خوبی قسمت سے سلطنت کو پہونچا

اعیان ملتان نے باہم مشورہ کیا کہ واسطے انتظام جہانداری کے کوئی قاہر حاکم ضرور ہی ورنہ اس ملک کا
ننگ و ناموس ثابت رہنا نہایت مشکل ہی۔ آخر ہر ایک نے اسپر اتفاق کیا کہ شیخ یوسف قریشی اس قلمرو
مین مخدوم اور ظاہر و باطن کی ریاست رکھتا ہی اسکو تخت دینا چاہیے پس شیخ جی کے نام سکہ
و خطبہ رائج کیا۔ امور فرمانروائی کو نئی رونق حاصل ہوئی۔ تھوڑے دنون بعد رائے سنتھرہ نے

جو کہ گروہ لنکاہان کا سردار تھا اور قصبہ سیوی پر متصرف تھا شیخ یوسف کو یہ پیغام دیا کہ سلطان بہلول لودی نے دہلی اور دیگر اطراف مین تسلط پیدا کر لیا ہی مبادا ولایت ملتان کا بھی قصد کرے پس اسوقت مین ہوشیاری اور ملک کی حفاظت ضرور ہی اگر بندے کو اپنے دولتخواہون مین تصور کیجیے اور گروہ لنکاہان کو جو کہ سپاہی اور خدمت طلب ہین نوکر رکھیے انشاء اللہ جان نثاری مین دریغ نہوگا شیخ نے یہ التماس قبول کیا- اور اوسکو امور جہانبانی مین رفیق بنایا- رائے سنتھرہ نے بھی کمر خدمت چست کی اور واسطے مزید استحکام نیک اندیشی کے اپنی لڑکی شیخ کے ساتھہ منعقد کی اور ہمیشہ عمدہ عمدہ تحفے لڑکی کو بھیجتا اور کبھی کبھی خود بھی لڑکی کے دیکھنے کو شیخ کے محل مین جاتا ایک مرتبہ کل آدمیون کو ہمراہ لیکر ملتان مین آیا اور شیخ سے عرض کی کہ فدوی کی جماعت ملاحظہ فرماکر ہر ایک کے رتبہ کے لائق تربیت فرماوین شیخ نے اوسکے مکر و فریب سے غافل ہوکر بہت سی رعایت اور نوازش فرمائی- جب رائے سنتھرہ نے اپنی جماعت کا ملاحظہ کرادیا اوٹھکر مع ایک خدمتگار کے لڑکی کے پاس جا پہونچا خدمتگار نے اوسکی تعلیم کے بموجب ایک بکری کو گوشہ مین ذبح کیا اور اوسکا خون گرم پیالہ مین پوشیدہ لا کر دیا- اوس مکار نے اوس خون کو زہر مار کیا تھوڑی دیر کے بعد از روے فریب چلا چلا کر درد شکم کا بہانہ لایا اور گھڑی بہ گھڑی مین رونا اور تلملانا شروع کیا آدھی رات کو بارادۂ وصیت شیخ یوسف کو حاضر لائے انکے روبرو خون کی قے کی اور اس فریب سے خویش اور بھائی کو واسطے آخری ملاقات کے بیرون شہر باہے قلعہ مین بولایا شیخ نے بھی ظاہری حالت ردی دیکھکر کچھہ ممانعت نہ کی القصہ اس تقریب سے اکثر ہوا خواہ اوسکے قلعہ مین آگئے اوسوقت اون لوگون کو ہر چہار دروازہ پر معین کیا تاکہ شیخ کے ملازم شہر کے قلعہ سے ارگ مین نہ آسکین اوسوقت شیخ کے خلوتکدہ مین گیا اور شیخ کو قید کرکے خود تخت نشین ہوا سلطان قطب الدین خطاب کرکے اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا شیخ یوسف نے کل دو سال حکومت کی

ذکر سلطان قطب الدین لنکاہ کا

سلطان قطب الدین ۸۵۹ہجری مین فرمان روا ہوا اور شیخ یوسف قابو پا کر سلطان بہلول کے پاس دہلی بھاگ گیا بہلول انکے پہونچنے سے بہت خوش ہوا بڑے احترام سے پیش آیا اور اپنی لڑکی کے ساتھہ شیخ عبداللہ شیخ مذکور کے لڑکے کو بیاہا القصہ سلطان قطب الدین حسب مدعا سولہ برس حکمرانی کرکے اجل طبیعی مین مرگیا

ذکر سلطان حسین بن سلطان قطب الدین لنکاہ

۸۷۴ہجری مین سلطان حسین باپ کی جگہ پر قائم مقام ہوا چونکہ یہ شخص بڑا دلیر تھا قلعہ شور کو

غازی خان سے اور چھوٹ کو ملک ماچھی کھوکھر سند خان کے گماشتہ سے چھڑا کر اپنے تصرف مین لایا۔ اور
قلیل فرصت مین ماکر دکوٹ اور دھنکوٹ پر متصرف ہوگیا۔ سلطان لودی نے شیخ یوسف کی تحریک سے
سر اوٹھایا۔ شاہزادہ باربک کو مع تاتارخان حاکم پنجاب کے سلطان حسین کے مقابلہ کو روانہ کیا اسی عرصہ
مین سلطان حسین کا حقیقی بھائی باغی ہوگیا۔ سلطان شہاب الدین اپنا خطاب مقرر کرکے شورش اوٹھائی
سلطان حسین اوسکی سزا کو گیا اور اوسے قید کرکے لایا تھا کہ باربک شاہ اور تاتارخان ملتان کے نزدیک پہونچکر
صف آرا ہوئے سلطان حسین بھی دس ہزار سوار و پیادہ لڑائی کا آمادہ ہمراہ لیکر نکل آیا۔ اسکے لشکریون
کے ہر ایک جوان نے تین تین تیر مارے یکبارگی تیس ہزار تیر نے جو گوشۂ کمان سے سرگوشی کرکے فتح کا وعدہ سنا دیا
لشکر باربک نے لڑنے سے اپنے کان پکڑے چلا کر بھاگ اوٹھا قصبۂ جبوت تک باگ کا ہوش نہ تھا۔
سلطان حسین پیچھا کیے چلا گیا۔ اور جبوک کے حاکم کو جو سلطان حسین کا گماشتہ تھا لڑ بھڑ کر مار ڈالا
اسی وقت مین ملک سہراب داؤدزئی۔ اسمعیل خان۔ اور فتح خان والد مع اپنے قوم و قبیلہ کے نواح
کیچ مکران سے سلطان حسین کی خدمت مین آئے سلطان نے اوسکا آنا مغتنم سمجھا کر دکوٹ سے
ہنکوٹ تک ملک سہراب کی جاگیر مین عطا کر دیا اس خبر سے اکثر بلوچ کیچ مکران سے اس درگاہ مین آئے
اور دریائے سندھ کی باقی ولایت بلوچون کے نام مقرر ہوئی رفتہ رفتہ ست پور سے ہنکوٹ تک بلوچون کے
تصرف مین آیا چنانچہ اوسیوقت سے وہ ولایت سہراب کی اولاد مین ہی جسوقت سلطان حسین کی نیکنامی
اور حقوق ذاتی تمام دنیا مین مشہور ہوئے جام بایزید اور جام ابراہیم حاکم ٹھٹھہ جام نندا سے ناراض ہوکر
کی خدمت مین حاضر ہوئے سلطان نے اونکے ساتھ رعایت اور تقضاآت کی اور ہر ایک کے موافق جاگیر
مقرر کی تاکہ باہم مخالفت نکرین۔ ازبسکہ ضعف پیری نے غلبہ دکھلایا اپنے شاہزادے کو فیروزشاہ کا خطاب
دیکر اوسکے نام کا خطبہ پڑھایا چونکہ یہ شخص دل آزار و ستمگار تھا عماد الملک وزیر نے زہر دے کر مار ڈالا
اس صورتمین دوبارہ اپنے نام کا خطبہ پڑھایا اور سلطان فیروزشاہ کے لڑکے سلطان محمود کو ولیعہدی
سرفراز کیا۔ اور جام بایزید کے اتفاق سے عماد الملک کو شاہزادہ کے عوض مین وہی شربت ناگوار پلایا۔
بعد چندروز کے بائیس برس پادشاہی کرکے سلطان حسین اجل طبعی مین عالم باقی کو چل بسا۔

ذکر سلطان محمود

سلطان محمود بن فیروزشاہ بن سلطان حسین ۹۰۸ ہجری مین دادا کی جگہ تخت نشین ہوا ازبسکہ
خردسال تھا کمینون کا ہجوم ہوا اکثر اوقات کھیل کود مین مصروف رہتا اس سبب سے اشرافون نے
اوسکی مصاحبت سے دوری پکڑی جسوقت ظہیر الدین محمد بابر پادشاہ ہندوستان کے ارادہ مین کابل سے

پنجاب مین پہونچکر میرزا شاہ حسین ارغون حاکم ٹھٹھہ کے نام فرمان صادر کیا کہ ملتان جاگیر مین عنایت ہوا ہے
چاہیے کہ رفاہ خلائق مین ساعی ہو میرزا شاہ حسین ارغون ٹھٹھہ سے نکلکر سلطان محمود سے لڑا اور طرفین مین
جنگ و جدال ہوتی رہی اسی وقت مین ۲ برس کے بعد سلطان محمود دنیا سے چل بسا

ذکر سلطان حسین بن سلطان محمود

باپ کے مرنے پر یہ شخص تین برس کا تھا۔ امراے دولتخواہ نے ۹۲۵ھ ہجری مین مسند آرا کیا اور فرمان برداری مین
مستعد ہوئے چند دنون کے بعد قوام خان اور لشکر خان لنگاہ جو کہ سردار قوم اور صاحب جمعیت تھے بدل گئے
اکثر ملتان کے محال پر قبضہ کر لیا۔ اور مرزا شاہ حسین ارغون سے متفق ہوکر سلطان حسین کے مقابلہ مین آئے
اور فتح حاصل کی ملتان کو تسخیر کرکے غارت کر دیا اور شہر کے باشندے ، برس سے ستر برس والے تک قید ہوئے
ور سلطان حسین کی قدمبوسی کو بھی زنجیر نے پیشقدمی کی اور تھوڑی مدت مین زندانخانۂ عدم کو سدھارا۔
ملتان اسقدر خراب ہوا کہ آبادی کی امید نرہی سلطان حسین کی بادشاہی نام کیواسطے آٹھ برس ہوگئی۔
میرزا شاہ حسین ارغون نے ۹۳۲ھ ہجری مین فتح کرکے شمس الدین نام اپنے نوکر کو ملتان کی حفاظت پر مقرر کیا
لشکر خان کو اوسکی پیشدستی مین معین کیا لشکر خان ملکی اور مالی کامون مین شمس الدین سے پیش لیگیا
اور تھوڑے عرصہ مین شمس الدین کو درمیان سے دفع کرکے بجاے خود حاکم بن بیٹھا اسوقت مین کہ لاہور و
ملتان شاہزادہ کامران مرزا کے جاگیر مین مقرر ہوا شاہزادہ نے لاہور پہونچکر لشکر خان کو ملتان سے طلب کیا
پایہ جاگیر عنایت فرمائی۔ اور ملتان کو اپنے آدمیون کے سپرد کر دیا۔ چار سال میرزا شاہ حسین ارغون کی حکومت
رہی۔ بالجملہ ابتدای ۸۵۰ھ ہجری لغایت ۹۳۲ھ ہجری تک جملہ اسی برس ملتان تحت
تصرف دہلی ست باہر تھا جو اسوقت مین شامل ہوگیا اور شاہزادہ کامران مرزا
نے بخوبی تسلط پایا اسوقت مین بابر کے حضور مین عرض کیا گیا کہ شاہزادہ
ہمایون مرزا ناظم سنبھل کو سخت بیماری لاحق ہوئی ہے حکم ہوا کہ دریا کی راہ سے
حاضر حضور ہو۔ شاہزادہ حسب الحکم آگرہ آیا ایسے مرض لاحق تھے کہ ایک دوا سے دوسرا زیادہ ہوتا تھا ہر چند حکیمان
حاذق چارہ گر ہوتے کوئی سود نہوتا دوا سے کام گذر گیا مرض نے طول پکڑا جب نا امیدی چھا گئی خیر اندیشون نے
عرض کیا کہ ایسے موقع پر جہان دوا کارگر نہو صدقہ اور دعا سے چارہ جوئی کرنا چاہیے ایسے شہزادہ کے تصدق مین وہ
چیز خیرات کرنا ضرور ہے جو خزانہ شاہی مین عدیم الجواب ہو بالفعل وہ ہیرا جو کہ والدہ سلطان ابراہیم نے نذر کیا تھا
تصدق کرنا چاہیے تاکہ خداوند تعالی شفا کرامت کرے بابر نے جواب دیا کہ جان ہمایون کی اسقدر عزیز ہے کہ کوئی چیز
دنیا کی اوسکے مساوی نہین ہوسکتی پس مین اپنی جان کو فدا کرتا ہون الغرض مصلے بچھا کر نماز پڑھی۔

اوردعا مانگی کہ اے حکیم مطلق ہمایون کی جان کے واسطے مین اپنی جان کا فدیہ کرتا ہون امیدوار ہون کہ قبول ہوے
اوروہ جان عزیز شفا پائے اوسی وقت شاہزادۂ ہمایون کے مرض مین خفت اور سبکی اور بابر کے وجود مین گرانی اور بیماری
ظاہر ہونی شروع ہوئی تماشائیون کو حیرت نے آدبایا آخر پانچ چھہ روز کے عرصہ مین ہمایون نے شفا پائی اور بابر
اونچاس برس کا ہوکر عالم آخرت کو تشریف لیگیا اوسکی لاش کابل پہونچاکر کسی ندی کے کنارے مدفون کی —
اس پادشاہ نے ۳۰ برس سلطنت کی اوسمین سے پانچ برس پانچ روز ہندوستان پر حاکم رہا

ذکر احوال نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ بن بابر

میر نظام الدین میر خلیفہ ناظم اور مدار علیہ پادشاہزادۂ محمد ہمایون مرزا سے منحرف تھا نہین چاہتا تھا کہ یہ شخص
تخت نشین ہو بلکہ یہ مدعا تھا کہ خواجہ مہدی بابر پادشاہ کا داماد جو کہ دریا دل اور ہمت بلند اور اکثر امرا سے
متفق تھا تاجور ہو — اور خواجہ مہدی نے سلطنت کی امید مین بڑا طمطراق ظاہر کیا — حکم تقدیر سے ہر شخص
لاچار ہی جسکو لائق دیکھتے ہین اوسکے حصہ مین عنان حکومت دیتے ہین پس امیر خلیفہ کی رفاقت اور تدبیر نے
خواجہ مہدی کا کچھہ بھلا نکیا — امرائے عظام نے متفق ہوکر سنہ ۹۳۷ ہجری مین ہمایون پادشاہ کو جو بیس برس
کی عمر مین حکمران بنایا اس پادشاہ نے سپاہ کی تنخواہ بدستور سابق بحال رکھی بلکہ اکثرون کا اضافہ کیا اور
ولایت کابل اور بدخشان اور ملتان بھائیون کو بخشی اس انتظام کے بعد کالنجر کو عازم ہوا وہان کی راجہ نے
اطاعت کی راہ سے دس من سونا نذر کیا چونکہ سلطان محمود بن سلطان سکندر لودی جونپور مین خودسری
کر رہا تھا اوسکی سرکوبی کو لشکر مقرر کرکے خود بدولت آگرہ تشریف لائے سلطان محمود لشکر ظفر پیکر کو دیکھتے ہی ایسا بھاگا
کہ پٹنہ اور بنگالہ کیطرف چلا گیا اور وہین پر جان بحق ہوا چونکہ محمد زمان مرزا پادشاہ بابر کا داماد بغاوت کا
ارادہ رکھتا تھا اوسے قید کرکے قلعۂ بیانہ مین محبوس کیا اور حکم دیا کہ اسکی آنکھون مین سلائی پھیرے —
چونکہ تقدیر مین اندھا ہونا نہ تھا فرمان کی جعلی تحریر ثابت ہوئی اور یہ اوس بلا سے صاف بچ گیا اور قابو پاکر
قید سے نکل سلطان بہادر گجرات والے کے پاس چلا گیا ہمایون نے اس ماجرے کے سنتے حاکم مذکور کے نام
محبت آمیز فرمان روانہ کیا اور لکھا کہ محمد زمان کو حضور مین روانہ کرے یا اپنے ملک کے حدود سے نکالدے
سلطان بہادر گجراتی نے بیوقوفی سے نالائق جواب لکھہ بھیجا اور خود سلطان علاء الدین ولد سلطان بہلول لودی
اور اوسکے لڑکے تاتار خان کے بھڑکانے سے قلعہ چتور پر چڑہ دوڑا اور ملک پادشاہی پر تاتار خان کو روانہ فرمایا اسنے
قلعہ بیانہ فتح کرکے آگرہ پر چڑھائی کی ہمایون نے اس آگ بجھانے کو اپنے چھوٹے بھائی ہندال مرزا کو مع
دیا بازان تیغزن کے روانہ فرمایا طرفین سے زدوکشت ہوئی اقبال ہمایونی مددگار تھا تاتار خان مع اکثر رفیقون
کے قتل ہوا چونکہ سلطان بہادر نے فرمان کے جواب مین بے ادبی کی تھی ہمایون کو پادشاہی غیرت نے

گوشمالی پر آمادہ کیا۔ آگرہ سے کوچ ہوا ادھر سے سلطان بہادر بھی قلعہ چیتور کے محاصرہ سے اوٹھکر بقصد پیکار عازم ہوا
مندسور کے میدان میں دونون لشکر سے تواتر لڑائیان واقع ہوئین آخر سلطان بہادر کے پیر نہ جمے اور اوس روز اکثر
گجراتی خستہ اور کشتہ ہوئے ہمایون نے اوسکے نابود کرنے کا مضبوط ارادہ دل مین کر لیا تھا پیچھا نچھوڑا کسی جگہ سلطان
کو دم لینے کی مہلت نملی آخر دریاے شور کے کسی جزیرہ مین پوشیدہ ہوا ادہر ہمایون نے کہساٹ تک ساری ولایت
کو فتح کرکے ہر جگہ اپنے معتمدون کے سپرد کی اسکے بعد قلعہ چانپانیر کو جا گھیرا اس جگہ سلطان بہادر کے سپاہی رہتے
تھے اور یہ قلعہ متانت اور استحکام مین مشہور ہے پس ایک مدت تک محاصرہ کیا اکروز ہمایون شکار کے حیلے سے چند آدمیون کے
ہمراہ برآمد ہوا اور اوس قلعہ کو خوب ملاحظہ فرمایا یکایک کسیطرف سے قلعہ کے نزدیک پہونچکر فولادی میخین دیوار مین گڑوادین
اور خود بدولت مع چند دیگر سپاہیون کے چڑھکر اندر کود پڑے اور دروازہ کو کھول دیا کہ اوسی راہ سے لشکر
ظفر پیکر نے اندر گھسکر اہل قلعہ کو خاک مین ملا دیا اس قلعہ سے اسقدر نقد و جنس لوٹ مین ہاتھہ لگا کہ ایک
سال تک حاصلات جاگیر کے محتاج نہ تھے **القصہ** اس فتح کے بعد مندسور گیا اور ولایت گجرات کو عسکری مرزا برادر
حقیقی کے جاگیر مین عطا فرمایا عسکری مرزا وہان پہونچکر عیش و عشرت مین ایسا پھنسا کہ مہمات ملکی کے رتق و
فتق کی کچھہ خبر نرہی۔ سلطان بہادر نے اس غفلت کو اپنے بخت خفتہ کا جاگنا سمجھا۔ اور دوبارہ گجرات مین
اپہونچا مرزا عسکری باوجود ہونے لشکر اور سامان کے ایسی بڑی سلطنت کو جو کہ بڑے تردد سے ہاتھہ لگی تھی
مفت مین ہاتھہ سے کھوکر بے لڑے بھڑے آگرہ کو روانہ ہوا سخن سازون نے حضور مین عرض کیا کہ مرزا
بادشاہی کا خیال کرتا ہے اسواسطے ہمایون نے مندسور سے آگرہ کو کوچ کیا مرزا عسکری جو کہ گجرات سے آتا تھا
قبل پہونچنے خبر کے دفعتًا راستے مین بادشاہی ملازمت سے سرفراز ہوا۔ ہمایون نے بمقتضاے اہلیت کے
شنیدہ خبر اوس سے کچھہ بیان نکی محمد مرزا نے سلطان بہادر کے اغوا سے براہ ریگستان لاہور آکر شور اوٹھایا
لہذا فوج ظفر موج اوسکے انہدام ہستی کو مقرر ہوئی مرزا نے ٹھہرنے کی مجال نپائی گجرات کو واپس گیا ہمایون نے
دوبارہ سلطان بہادر کے نابود کرنے کا عزم جزم فرمایا لشکر ظفر پیکر بیشتر روانہ ہوا مگر لڑائیان ہوئین —
سلطان بہادر فاش شکست پاکر فرنگیون کے ٹاپو مین گیا جسوقت اون لوگون کے ناصیۂ احوال سے بیوفائی
اور مکاری کا مضمون پڑھا جاتا تھا کہ مفرور ہو بروقت چڑھنے کے جہاز سے دریاے شور مین گرا اور سیدھا
دریاے فنا مین جا لگا ولایت گجرات ہمایون کے قبضے مین آئی اوس ولایت سے دلجمعی کرکے عملۂ معتبر مقرر
فرماکر آگرہ کو نہضت کی۔ اسوقت مین شیر خان نے فرصت پائی کیونکہ رایات ہمایون گجرات مین تھے
فورًا ملک جونپور اور بہار اور رہتاس اور چنارہ کو اپنے قبضہ مین دبا بیٹھا اور کسیقدر قوت پاکر ملک بادشاہی پر دوڑنے
لگا روز بروز لشکر جمع ہوتا تھا۔ بادشاہ نے یہ خبر پاکر اسکے دفع فساد کا عزم کیا۔ اور قلعۂ چنارہ کو نہضت

تنفیف سے محاصرہ مین شیرخان کے محافظون سے تسخیر کرکے آگے کو چلا شیرخان نے قبل نہضت بادشاہی
کے بنگالہ جاکر وہان کے حاکم کو شکست دی تھی اور وہان مقیم رہا نصیب شاہ وہانکا حاکم زخمی ہوکر درگاہ شاہی
مین حاضر آیا اور مستغیث ہوا ہمایون بادشاہ بنگالہ بہار کی فتح کا مصمم ارادہ کرکے کوچ بکوچ بنگالہ مین وارد ہوئے
شیرخان نے لشکر شاہی کے مقابلہ کی تاب نپائی اپنے لڑکے جلال خان کو بنگالہ مین چھوڑ کر خود جھارکھنڈ چلا گیا
لڑکا بھی رعب شاہی سے گھبراکر جھارکھنڈ کو روانہ ہوا ہمایون نے بنگالہ مین تصرف پاکر اوسکی آب وہوا سے
... حاصل کیا لاجرم متوقف ہوا اور عیش ونشاط مین ایسا دل بندھا کہ کچھہ کسیطرح کی پروا نہ تھی بلکہ
حکم دیا کہ کوئی شخص ناخوش خبر حضور مین نہ سناوے اسکی کم بختی کے عمدہ اسباب یہی ہوئے شیرخان کو
جب اس قیل وقال کی خبر ملی فرصت غنیمت جانکر اکثر ملک گردنواح کے اپنے قبضہ مین لایا اور عجب طرحکا
فساد برپا کیا بادشاہ کی غفلت سے بعض امرا آزردہ دل ہوکر آگرہ چلے آئے اور اونکے بھڑکانے سے ہندال مرزا
... باغی ہوکر اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کردیا جسوقت کہ یہ خبرین لشکر مین پہونچین کسیکی طاقت نہ تھی کہ
بادشاہ کے گوش گزار کرے آخر خیرخواہون سے دم بخود نرہا گیا شیرخان اور مرزا ہندال کی بغاوت اور خرابی
ممالکات اور نہ پہونچنے غلات کا حال حضور مین عرض کیا۔ اس خبر سے بادشاہ نے عین برسات مین بنگالہ سے
نہضت کی دریاؤن کی طغیانی اور پانی کی کثرت اور کیچڑ کی شدت سے فوج اور چارپایون کو بڑی تکلیف علاوہ حال
ہوئی۔ بلکہ اکثر حیوانات تلف ہوگئے جسوقت واقع بہوجپور مقام پٹنہ مین پہونچا شیرخان مع لشکر اور سامان
شائستہ کے بادشاہی لشکر کے پاس پہونچا اور ازروے فریب کے پیغام اطاعت اور فدویت کا دیا چندروز اسی
قیل وقال مین گذرے چونکہ بسبب نہ پہونچنے سامان غلہ اور نیز ضائع ہونے چارپایون کے بادشاہی سپاہی بے
سامان ہوکر قابل جنگ آزمائی کے نرہے تھے اور باوجود اس واقعہ کے بدستور غفلت مین بسر ہوتی تھی شیرخان نے
... دریافت کرلی کہ ہمارا رعب بادشاہی لشکر کے دلمین سماگیا ہی نے خبر ایک روز صبح کے وقت ہمایون کے
لشکر پر دوڑ پڑا۔ بادشاہی فوج کو اسقدر فرصت نہ ملی کہ گھوڑون پر زین رکھین اور لڑائی کرنا تلوار کھینچنا
... اور دشوار تھا اکثرون کی جانین پھڑ پھڑاکر قفص تن سے نکل گئین کتنے آبرو کے واسطے دریا مین ڈوب مرے
... سطرح بنا دریا سے گذر کر جنگل کی سدھارے اور جان بچاگئے ہمایون نے یہ ناگہانی طوفان دیکھکر
... کو دریاے گنگ مین ڈالدیا چونکہ دریا بڑے زور وشور پر چڑھا ہوا تھا کنارے ہی پر گھوڑے کی پیٹھہ سے
گر ... دستیابی اور دریا کی گہرائی سے ساحل سے ہمکنار ہونا دشوار ہوا کبھی غوطہ کھاتا کبھی ادبھر آتا تھا
... سے اوس بحر زخار مین بلبلاتا تھا اوسیوقت ایک سقانے پہونچکر دستگیری کی باہر نکال لایا بادشاہ
نے ... تو کون ہی اور کیا نام ہی بہشتی نے عرض کیا کہ نظام نام سرکار کا نوکر ہون بادشاہ نے اس جواب سے شگون لیا

کہ بفضل ناخدائے حقیقی جلد فتنہ و فساد کے دریائے پر شور سے نکلکر ساحل مراد کو پہونچا ہون القصہ دریا سے
سلامت نکلکر اوس ہوا سے دریافت کیا کہ تیری کیا آرزو ہے اوسنے التماس کیا کہ جب بدولت و اقبال آگرہ مین
نزول ہو دو پہر کے واسطے تخت شاہی کا جلوس چاہتا ہون بادشاہ نے قبول کیا بہزار رنج و غم آگرہ پہونچا اتفاقاً
حاجی بیگم ہمایون کی خاص حرم شیر خان کے قید مین پھنس گئی شیر خان نے اہلیت اور مردی کا کام کیا بعد اسیقدر زمانہ
کے جب عراق سے کابل کو لوٹا بیگم صاحب کو ہمایون کے حضور مین پہونچا دیا یہ واقعہ سنہ ۹۴۶ ہجری مین گنگا کنارے
بھوجپور کے متصل مقام بھیّہ مین واقع ہوا۔ دیکھنا چاہیے کہ اوس ذراسی غفلت کا نتیجہ جو بنگالہ کے مقام مین
ہمایون بادشاہ نے اختیار کیا تھا کہان سے کہان تک حاصل ہوا المختصر ہمایون آگرہ پہونچکر لشکر جمع کرنے اور
دل آزردون کے تالیف قلوب مین مصروف ہوا اوسی زمانے مین وہ بہشتی وفا سرشت جسنے دریا مین جان بچائی تھی
حاضر حضور ہوا اور بادشاہ نے دو پہر کیواسطے تخت پر جلوس کرایا اور بموجب حکم ہمایون کے کل امرائے حاضر ہوکر فرمان بری
کی اور بروقت جلوس خاطر خواہ احکام جاری کیے کہتے ہین کہ اپنے مشک کے چمڑے سے روپیہ اور اشرفی کٹواکر سونے
چاندی کے پانی سے اپنا نام اوسپر لکھکر رایج کیا۔ اور یہ بات ہنوز عوام مین زبان زد ہے۔ ہندال مرزا جو بعضے امرا کے
بہلانے سے باغی ہوا تھا آخر شرمندہ سر جھکائے حضور مین حاضر ہوا اور عسکری مرزا بھی بیانہ سے در دولت پر پہونچا اور کامران مرزا
بھی لاہور سے آیا جسوقت صلاح لینے کو مجلس درست ہوئی کامران مرزا جو کہ ہمیشہ حسد اور عداوت رکھتا تھا سقام
اجلاس کرنے کی شکایت کرنے لگا۔ اور آخر کار بیس ہزار سوار ہمراہی سے تین ہزار بادشاہ کے حضور مین چھوڑکر لاہور چلا گیا
ایسے وقت مین کہ شیر خان الساد دشمن چیرہ دستی کر رہا تھا لازم تھا کہ باہم متفق ہوتے مگر کامران کو توفیق نہوئی
آخر ہمایون سنہ ۹۴۷ ہجری مین لشکر ظفر پیکر بڑے جم و خم سے آراستہ کرکے آگرہ سے شیر شاہی فساد رفع کرنیکو عازم ہوا
یہ سبع پچاس ہزار سوار اور دیگر سامان پیکار ہمراہ لیکر جا پہونچا قنوج کے گرد نواح مین دونون لشکر کا مقابلہ ہوا درمیان
مین دریائے گنگ حایل تھا ایک دوسرے کی مجال نتھی کہ باہم بھڑ جاوین آخر شیر شاہ نے ہمایون کو یہ پیغام دیا
کہ طرفین کی فوجین کنارون پر بیٹھی ہوئی فیصلہ کے انتظار مین دلتنگ ہین بس یا حضرت راہ دیوین میرا لشکر
عبور کرے یا اگر حکم ہو میری فوج کنارے سے ہٹ جائے اور آپکا لشکر پار اوتر آئے جو کچھہ تقدیر مین ہونا ہو ہو جائے
ہمایون نے اس پیغام سے متنبہ ہوکر اپنا ہٹنا بادشاہی کی غیرت سے ناپسند کیا شیر خان کو کہلا بھیجا کہ گھاٹ
چھوڑ دیوے اسنے قبول کیا کنارے سے بہت دور جا کر ٹھہرا۔ ہمایون کی فوج نے عبور کیا۔ سخت لڑائی درپیش ہوئی
ہر ایک نے خوب جی کھول کھول کر تلوار کی تقدیر مین تو کچھہ اور ہی لکھا تھا ہمایون کے لشکر نے شکست کھائی
سارا انتظام اولٹ گیا ہمایون بذات خود چند مرتبہ نیزہ لیکر دشمن کی صف پر دوڑا اگر نصیب نے یاری نکی ناچار
فیل سوار دریائے گنگ سے عبور کیا کنارے پہونچکر میر شمس الدین محمد غزنوی کے سہارنے سے پار لگا یہ شخص کامران مرزا

کی ہمراہیون مین تھا اسی خدمت کے عوض مین سرہند کو رگو شاہزادہ محمد اکبر کی اتالیقی ملی اور شاہزادہ موصوف کے عہد مین مع اپنے
تمام قبیلہ کے دولت عظمی پہ فائز ہوا انشا اللہ ذکر اسکا اپنے موقع پر آویگا۔ بالجملہ ہمایون پادشاہ نہایت
مشقت سے آگرہ پہونچا اور وہان پر توقف مناسب نجانکر راہی ہوا بعد طی کرنے مسافت کے لاہور مین پہونچکر
بھائیون سے شورہ کرنے لگا ہر ایک نے برخلاف مرضی ہمایون کے اپنی اپنی راے ظاہر کی ہمایون نے کہا
سمجھا چاہیے فردوس مکانی بابر پادشاہ نے کس کس مشقت سے ہندوستان فتح کیا تھا اگر ہماری بے اتفاقی
باہمدگر سے ایسا ملک نکل جاوے گا تو دوسرے زمین کے پادشاہ تمھین کیا کہینگے اگر ہم اکیلے غنیم پر جاکر فتح و نصرت
حاصل کرینگے تو تم لوگ مجھے کیونکر دیکھوگے اور اگر خدانخواستہ معاملہ دگرگون ہو ا پھر تو تم لوگون کو ہندوستان مین رہنا
مشکل ہو جایگا۔ چونکہ کامران مرزا کو شیر خان نے فریب کی راہ سے ولایت لاہور کی حکومت کا امیدوار
کیا تھا۔ اس بے وقوف نے ہمایون کی مددہی سے پرہیز کیا اور جنگ کرنے کا شورہ ندیا بلکہ مرزا عسکری کے
اتفاق سے کابل چلا گیا کابل پہونچنے پر غزنین اور قندھار اور بدخشان کو قبضہ مین لاکر اپنے نام کا خطبہ و سکہ
جاری کیا عیش و کامرانی کی مجلس آراستہ کرنے لگے اور مرزا حیدر کاشغری ہمایون کا خالہ زادہ جو کہ عہد بابری
مین کاشغر سے آیا تھا اور بمقام آگرہ مستفیض ملازمت ہوا تھا رخصت ہو کر کشمیر کو روانہ ہوا اور وہ ولایت
تلوار کے زور سے مسخر کیا اول کشمیریون کی صلاح سے بجہت نازک شاہ وہان کے والی کی نام سکہ و خطبہ جاری کر
اور چند سال کے بعد جب کہ ہمایون نے عراق سے معاودت کی تب سکہ ہمایون نے ہر جگہ اپنا ظہور دکھلایا الغرض
جب ہمایون نے دیکھا کہ بھائیون کو میری ہمراہی نہ بھائی اور نوکرون نے بیوفائی سے پیٹھ دکھلائی لاہور مین
توقف کرنا نامناسب سمجھا دریاے چناب کے کنارے پہونچا وہان پر ہندال مرزا مع ناصر مرزا چچازاد بھائی کے
حاضر ہو کر مشرف قدمبوس ہوا۔ ہمایون انکی اتفاق سے براہ ملتان مقام بھکر مین آیا خواص خان شیر خان کا
غلام مع لشکر ملتان اور آوچ تک ہمایون کا پیچھا کر کے لوٹ پڑا۔ جب ہمایون بھکر مین ٹھہرا ہندال مرزا بدون
رخصت پانے کے چلا گیا ہمایون ایک مدت تک بھکر مین ٹھہرا رہا اور وہان کے حاکم سلطان محمود کے نام فرمان
عنایت صادر فرمایا مگر تقدیر نے اوسکو رفاقت کی فرصت ندی حیلہ حوالہ مین رکھا لاچار ٹھٹھہ کو متوجہ ہوا
جب ٹھٹھہ کے نزدیک پہونچا پادشاہ حسین مرزا ارغون وہان کے حاکم سے ایک مدت تک لڑائی رہی
ارغونیون نے غلہ پہونچنے کی راہ لشکر پادشاہی مین بند کردی مردم شاہی پر ایسا کام تنگ کیا کہ اکثر حیوانات کے
گوشت پر گذران ہوتی تھی اسوقت ٹھٹھہ کے حاکم نے ازروی فریب کے ناصر مرزا کو لکھا کہ چونکہ ضعف پیری اپنا
زور دکھلا رہا ہے اور قیام بنیان ہستی کی امید مبدل بیاس ہوئی ہے اور بجز ایک لڑکی کے کوئی
وارث نہین کیا عمدہ بات ہو کہ میری دختر تیری مناکحت مین آوے اور تو اسوقت

مین عصائے پیری ہو مرزا نے اس پیام کو پاڑ ہی خیالی بلاد سے خوش ہو کر ہمایون سے جدائی
اختیار کی - ہمایون نے یہان بھی کوئی صورت مراد حاصل ہونے کی نپائی لاچار ٹھٹھہ سے یہ ارادہ کیا کہ
راے مالدیو کے پاس جو ہندوستان کے راجاؤن مین ممتاز اور صاحب جمعیت ہی چلا جایئے الغرض اوچ اور بیکانیر
کی راہ سے جودہ پور کو چلا جب دس کردہ جودھپور باقی رہا خبر پائی کہ راے مالدیو شیرخان کے خوف سے بدنیتی کا
خیال رکھتا ہی لہذا برابر چلے جانا مناسب نہ جانا چند معتبرون کو درپردہ دریافت کیفیت کو بھیجا اونھون نے
لوٹ کر عرض کیا کہ درحقیقت راجہ مذکور بدخواہی پر کمر باندھے ہی لاجرم معاودت فرمائی چونکہ ریگستان واقع تھا
اونٹ کی سواری مین جلیسر کی راہ سے روانہ ہوا راستہ مین تین راتدن پانی نملا اکثر آدمی اس صدمہ سے
جان بحق تسلیم ہوئے ہزارون تعب اور تکلیف سے امرکوٹ کے حصار مین پہونچا اوس جگہ کے حاکم رانا پرشاد
نے بادشاہ کا پہونچنا یاوری بخت سمجھا خدمتگاری مین حاضر ہوا بعد پہونچنے اوس حصار کے پانچوین رجب
سنہ ۹۴۹ ہجری مین شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر حمیدہ بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا نسب اس بیگم کا حضرت
ژندہ فیل احمد جام سے ملتا ہی اور ہمایون بادشاہ نے ٹھٹھہ پہونچکر اپنے نکاح مین مشرف کیا تھا الغرض ستارہ
شناسون نے زائچہ مولود ملاحظہ کرکے کہا کہ بخت بلندی اور بیداری طالع اور فیروزمندی اور عالی رتبگی وغیرہ
مین لاجواب عمر و دولت سے کامیاب ہوگا ہمایون بادشاہ نے اس دولت غیرمترقبہ کے حاصل ہونے سے
سجدہ شکر خداوند حقیقی ادا کیا اور چندے وہین پر مقیم رہا بعد ازان وہان سے دل اوچاٹ ہوکر یہ منصوبہ کیا
کہ بیگمات کو قندھار مین چھوڑکر مدینہ و مکہ معظمہ کو روانہ ہو لہذا ٹھٹھہ کے حاکم سے صلاح کرکے روانہ ہوا جب قندھار
کے اطراف مین پہونچا میرزا عسکری جو کامران مرزا کیطرف سے وہان پر تھا بادشاہ کے پہونچنے سے قلعہ داری
دکھلائی آمادہ جنگ ہوا چاہا کہ اوسے قید کرلے ہمایون نے وقت کو برخلاف پاکر پیشتر کو عزم کیا جب قندھار
سے ایک منزل نکل گیا مرزا عسکری نے قلعہ سے نکل کر ہمایون کا قصد کیا ہمایون اس خبر سے بہت جلد
مع چند متعلقان حرم سرا کے نکل گیا مرزا عسکری نے خود خیمہ گاہ شاہی مین پہونچکر اردوے معلے کو غارت کیا
شاہزادہ محمد اکبر اس بدسرشت کے ہاتھہ لگا قندھار مین لیگیا اور تھوڑے زمانہ کے بعد کامران مرزا کے پاس
کابل مین بھیجدیا - چونکہ پردۂ تقدیر مین رنگارنگ کی بازیان ہین صانع حقیقی کی عجب عجب کارسازیان
ہین اس انقلاب مین ہر ایک قرابتی اور ہم نشین اور دوست اور بھائی وغیرہ کا امتحان ہوگیا آخر ہمایون نے
دلتنگ ہوکر ارادہ کیا کہ بیابان تجرید مین قدم زن ہو اور مقصد حقیقی کے دامن تلک ہاتھہ پہونچائے یا گوشہ
قناعت مین ابنائے جنس کی نظرون سے پوشیدہ ہوجائے لیکن ہمراہیون نے نہایت آرزو منت سے
اس ارادہ کو فسخ کرایا خراسان اور عراق کی طرف متوجہ ہوا جب خراسان کی صدپر پہونچا ہرات کے امیرالامراکو

اپنے آنے سے اطلاع دی اوسنے درجواب لکھا کہ اسی اطراف مین چندے آرام فرمایئے اور بنام پادشاہ سلیمان جاہ
شاہ طہماسپ صفوی کے خط روانہ کیجیے بروقت ورود جواب اوسکے مرضی کے بموجب تعمیل کیجاوے گی پس ہمایون
نے اپنے خاص قلم سے اوس پادشاہ سلاطین پناہ کے نام سارا گذشتہ حال لکھکر یہ بیت بھی درج کی ؎
بگذشت از سرما آنچہ گذشت ؛ چہ بکوہ چہ بصحرا چہ بدشت ؛ اور بموجب شعر محتشی اکبرنامہ ؎ لیے پھرے میری تقدیر جا بجا مجکو ؛ چمن میں
کوہ مین صحرا مین دشت و دریا مین ؛ جسوقت یہ خط اوسکے ملاحظہ مین گذرا اپنی جوانمردی جبلی کے بموجب امیرالامرا اور حکام اوس اطراف کے نام فرمان
جاری کیا کہ پادشاہ ہمایون کی ضیافت اور مہمانداری کمال عزت اور احترام سے کی جاوے اور اپنی خدمتگاری
سے راضی اور خوشنود کرکے حضور مین پہونچا دین اور ایسی کوئی حرکت نہو کہ اوسکے دلمین غبار کدورت آئے
اور ہمایون بادشاہ کے نام لکھا کہ تمنای ملاقات حیطۂ تحریر سے افزون ہی نامہ کے عنوان پر یہ شعر حافظ
شیرازی کا تحریر کیا ؎ ہماے اوج سعادت بدام ما افتد ؛ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد ؛ شاہزادے
کے اتالیق کو جو حاکم اور جانشین خراسان کا تھا تحریر کیا کہ جسوقت ہمایون دارالسلطنۃ ہرات مین پہونچے
شاہزادے کو واسطے استقبال کے لیجانا - اور جسطرح باپ بیٹون مین ادب ہوتا ہی اوسی ادب سے
شاہزادہ ہمایون کی ملاقات کرے اور جب شہر مین داخل ہو شاہزادہ لڑکون کیطرح ہمرکاب رہے اگر بادشاہ
نظر بحال وقت کرکے راہ روی مین تواضع کرے تو بخوبی عرض کرلے اوس قسم سلوک سے باز رکھے الغرض جب
ہمایون کو جواب باصواب حاصل ہوا - غرہ ذیقعدہ ۹۵۰ھ ہجری کو ہرات مین پہونچا - محمد خان حاکم ہرات
بموجب حکم بادشاہ ایران کی مہمانداری کی خدمت مین مصروف ہوا اور شاہزادہ مراد مرزا کو استقبال مین
لگیا اور نہایت ادب شناسی سے ملاقات کی اور اسباب وغیرہ جو سامان سفر اور شان جہانداری کے
لیے ضرور تھا طیار کیا - تاکہ پادشاہ والاجاہ کے ملاقات کیوقت کسی امر کی احتیاج نہو ہمایون چند روز ہرات
مین رکھا اور خواجہ عبداللہ انصاری کے مرقد کی زیارت کرکے کوچ کیا جام مین پہونچکر حضرت زندہ فیل احمد جام کی
زیارت حاصل کی وہان سے طوس کے مشہد مقدس مین روضہ رضویہ علی مشرفہا السلام والتحیۃ کے
قدمبوس سے مشرف ہوا وہان کے حاکم شاہ قلی خان نے بھی مہمانداری اور خدمتگذاری مین کچھہ کوتاہی
نکی اسیطرح جدھر سے گذر ہوتا وہان کا حاکم خدمت اور بندگی مین حاضر ہوتا - نیشاپور مین کان فیروزہ
کی سیر فرمائی وہان ایک عجیب چشمہ ہی - اگر کوئی پلید چیز اوسمین چھوڑین ہوا مین طوفان پیدا ہو - اور باد
و خاک کی شورش سے ہوا تاریک ہو جائے - اس تماشے کو بھی ہمایون نے اپنی آنکھہ سے ملاحظہ کیا
بعید رفتہ رفتہ دارالسلطنۃ کے نزدیک پہونچا لشکری اور ارکین دولت اور امراے نامدار اور وزیران صاحب اختیار
وغیرہ حسب الحکم شاہی استقبال کو آئے جب ہمایون اور بھی نزدیک پہونچا خود بادشاہ سلیمان جاہ نے شہر سے برآمد ہوکر ابہر اور سلطانیہ کے

درمیان میں ملاقات کی اور اپنی مردمی سے کوئی دقیقہ تعظیم اور تکریم کا اوٹھا نرکھا جشن شادی ترتیب دیا اور جیسا
قاعدہ شاہ و شہریار کا ہوتا ہے مہمانداری کی ہر روز نئے رنگ سے مجلس آراستہ ہوئی عیش و عشرت مین بسر ہوتی تھی
مہمان کی خاطرداری مین رات دن گذرتی تھی ہزارون قسم کے تحفجات مانند عراقی گھوڑے جنکے مع نعل زین اور پالکین
مرصع اور دکہ کی فاخرہ کھود استر ٹیلر اور سانڈنیان صبا رفتار بدیع پیکر یادہ و نر اور بہت سے تیغ و خنجر اور تفنگ
توڑے اور قاقم و سنجاب اور سمور وغیرہ اور زربفت اور مخمل اور اطلس اور مشجر فرنگی و ہندی و کاشی ہزارون طشت
و آفتابہ و شمع اور ہزارون طبق وغیرہ نقرہ اور طلائی اور فرش وغیرہ نہایت عزیز و نفیس اور طویل نادرہ روزگار ہر ایک کو
جدا جدا عنایت کیا ——— ہمایون نے بھی اسی جشن مین ڈھائی سو لال گران بہا سے بدخشانی تحفہ کے طریق بادشاہ
میزبان کو اسطور پیش نذر دکھلائی کہ اوسکی دلخوشی کا موجب ہوا اثناے کلام مین بادشاہ نے ہندوستان سے نکلنے
اور شکست پانے کا سبب دریافت کیا ہمایون نے ہمراہیون کی بیوفائی اور بھائیون کی کج ادائی بیان کی بہرام مرزا
حقیقی بھائی بادشاہ طہماسپ کا اس کلام سے دل آزردہ ہوا چاہا کہ ہمایون کے مقدمہ مین برہم زن ہو مگر شاہ میزبان نے
اپنے خلق و مروت سے اسکے کہنے کا کچھ اعتبار نہ کیا اور چند مرتبہ عیش و نشاط کے جشن برابر ہوتے رہے تین برس
تک ہمایون نے اس بادشاہ کی مہمانی مین ہر طرح کی عیش و عشرت مین بسر اوقات کی جب ایک مدت منقضی ہوئی
شاہ والاجاہ نے بعد ادائے رسم مہمانداری کے کہا کہ مجھے اپنا چھوٹا بھائی تصور فرما کر اپنی مدد و اعانت مین مستعمل
فرمائے جسقدر لشکر درکار ہو ارشاد کیجئے کہ ... کی ضرورت ہو حاضر ہون ہمایون بادشاہ اس عطوفت کا
شکر بجا لایا اور لشکر کی خواہش ظاہر کی بادشاہ نے فوراً جملہ اسباب سلطنت مہیا کیا اور شاہزادہ مراد مرزا کو بارہ ہزار
سوار جرار کے ساتھ ہمرکابی مین ارشاد کیا اور بابعد گرد وداع ہونے ہمایون وہان سے کوچ کرکے اردبیل کا سیار زیارت
مزارات بزرگان او سطرف کی کرکے بعد قطع منازل مع لشکر کمک کے قندھار
کے اطراف مین پہونچا مرزا عسکری نے قلعہ داری کے قاعدے خرچ کیے تین مہینے کے بعد عاجز ہوکر خانزادہ بیگم
بادشاہ کی بہن کے توسل سے حاضر حضور ہوکر قلعہ حوالہ کیا اس بیگم کو کامران مرزا نے اسیدن کے لیے کابل سے
قندھار مین لایا تھا ——— الغرض ہمایون نے قلعہ پر متصرف ہوکر مرزا عسکری کو محبوس فرمایا چونکہ شاہ طہماسپ سے
قرار تھا کہ قندھار فتح کرکے شاہ موصوف کی نذر کریگا لہذا ایفاے عہد کرکے قلعہ کو داغ خان کے حوالہ کیا جو کہ فوج امداد
کا بڑا سردار تھا ——— بسبب تقدیر سلطان مراد مرزا خلف بادشاہ اس جہان سے گذر گیا ہمایون نے داغ خان کو ستمگاری
اور مردم آزاری کی تہمت لگا کر کسی فریب سے قلعہ قندھار اوس سے چھین کر اپنے آدمیون کو حوالہ کیا اور شاہ طہماسپ کو
معذرت لکھ بھیجی اور اوس والاہمت نے یہ بھی قبول کیا ہمایون نے جب قندھار کے ... سے فراغت پائی کابل پر
آیا مرزا کامران میدان جنگ مین برآمد ہوا مگر عدم کامرانی سے بھاگ نکلا غزنین کو چلا اور وہان سے حاکم تھٹھہ

شاہ حسین مرزا کے پاس گیا۔ ہمایون نے فتح پاکر قلعۂ کابل مین شاہزادہ محمد اکبر کا دیدار حاصل کیا مرزا نے بھاگتے
وقت اکبر کو قلعہ مین چھوڑ دیا تھا بادشاہ نے اوسکے سلامت حال سے جشن کیا اور اوسکے امتحان شعور کے واسطے
اوسکی مان کو دوسری بیگیات کے درمیان مین کھڑا کر کہا کہ اپنی مان کی شناخت کرے باوجودیکہ اوسوقت اکبر کی
عمر سے چار برس گذری تھی اور اوس مدت مین اپنی مان سے جدا رہا تھا مگر شعور خداداد سے جو خلقی اوسکو حاصل تھا
اپنی مان کی آغوش مین جا پہونچا اس عجائب تماشا سے ہر ایک محلات کو حیرت ہوئی اور ہمایون نے الطاف ایزدی
اوسکے شاملحال پاکر اقبال کا درخت تصور کیا بالجملہ چند روز عیش و عشرت مین کاٹے بعد ازان شاہزادہ کو وہین چھوڑ کر
خود بدولت بدخشان کو متوجہ ہوا اور مرزا سلیمان وہان کے حاکم سے لڑکر فتحیاب ہوا اتفاقاً اوسی اطراف مین ہمایون کی
طبیعت بدمزہ ہوگئی چند روز تک غشی کی حالت رہی لوگون نے متوحش خبرین اوڑانے شروع کین بعد چند روز کے
افاقہ ہوا اور برہمیون کا انتظام کیا کامران مرزا جو ہمایون کا بھائی تھا عالم بیماری کی خبرین سنکر حاکم ٹھٹھہ سے
کمک لیکر بےخبر کابل مین جا پہونچا اور قلعہ کو مسخر کرکے ہر قسم کا ظلم و جفا کیا اکثرون کو ناحق مار ڈالا ہمایون یہحال
دریافت کرکے بدخشان سے کابل کو روانہ ہوا اور قلعہ کو گھیر کر محصورین کو تنگ کردیا کامران مرزا نے امرائے
بادشاہی کے عیال و اطفال کے ساتھ نہایت ظلم و ستم کیا عورتون کی چھاتیان باندھکر قلعہ سے لٹکا دیا اور
چھوٹے چھوٹے بچون کا سر تن سے علحدہ کرکر بادشاہی مورچون مین پھینکا اور یہہ حرکت اس زعم غلط سے
کی تھی کہ شاید سب امرا اس حال کی وادید سے ہمایون کی رفاقت ترک کرینگے مگر وفادارون نے اوسکی بیحیائی
کا کچھہ خیال نکیا اور قلعہ کے محاصرہ سے منہ نہ پھیرا جب کامران مرزا نے دیکھا کہ اس فریب سے بھی کامرانی نہوئی شاہزادہ
محمد اکبر کو بادشاہی توپخانہ کے نشانہ پر لٹکا دیا ازانجا کہ کارساز حقیقی کی سپر عنایت آڑے تھی اور اوسکی حفاظت مین تھی بال بیکا
بھی نہوا۔ آخر کامران مرزا اپنی بداعمالی کے وبال سے لاچار ہوکر بیقرار قلعہ سے بھاگا ہمایون فتح و فیروزی پاکر داخل قلعہ
ہوا اور شاہزادہ محمد اکبر کے سلامت حال پر شکر ادا فرمایا کامران مرزا یہان سے بھاگ کر بلخ مین گیا اور پیر محمد خان والی
توران سے مدد خواہ ہوا پیر محمد خان نے بدخشان کو مرزا سلیمان سے نکالکر اسکے حوالہ کردیا بعض امرا جو وقت کے منتظر
تھے کامران کا تسلط بدخشان مین سنکر ہمایون کی خدمت سے دور ہوئے قریب تین ہزار سوار کے کابل سے بدخشان
بھاگ گیا۔ ہمایون اس واقعہ کے بعد کامران مرزا کی گوشمالی کو کابل سے روانہ ہوا اور بروقت روانگی کے یادگار
ناصر مرزا کو جو سرکشون کا سردار تھا قتل کرایا آخر منزلین طی کرتا طالقان مین پہونچکر کامران مرزا پر فتحیاب ہوا مرزا
فرار ہوکر قلعۂ طالقان مین اسیر ہوا ہمایون نے محاصرہ کیا مرزا نے عاجز ہوکر اطاعت قبول کی اور مکہ کی رخصت چاہی
اور قلعہ سے نکل کر حج کو راہی ہوا اور جو امرا کابل سے بھاگ آئے تھے اونھین قید کرکے ہر ایک کے گردن مین شمشیر اور
ترکش ڈالکر حضور مین لائے بادشاہ نے حقوق خدمت یاد کرکے ہر ایک کو انعام و خلعت سے سرفراز فرمایا اور کامران مرزا

جرمکہ کو چلا تھا پانچ دن کے بعد راستہ سے لوٹ کر حضور مین پہونچا اور مورد تفضلات ہوا ہمایون اول قاعدۂ بادشاہی سے پیش آیا بعدہ برادرانہ ملاقات کے آغوش مین کھینچکر باہم گریان ہوئے چونکہ اوسوقت سے کہ لاہور کے نواح مین جدائی ہوئی تھی نوبرس مفارقت رہی مجلس عیش منتظم کی جب مجلس آخر ہوئی کولاب اور نیز بعض ولایتین متعلقہ بدخشان کی کامران مرزا کو مرحمت ہوئین اور عسکری مرزا کو جو آج تک قندھار مین قید تھا مرزا کامران کے حوالہ کیا اور اوسکو بھی اوسطرف جاگیر دیکر فیتمندی سے کابل کو لوٹا اور بعد انتظام کرنے کابل کے ۹۵۶ھ مین بلخ پر یورش کیا اور بروقت اوسطرف چڑھنے کے فرمان طلب کامران مرزا وغیرہ کا جو اوس نواح مین تھے صادر فرمایا بموجب اوسکے مرزا لوگ مع امرا کے حاضر خدمت ہوئے الا مرزا کامران نے حیلہ وحوالہ مین رکھا ہمایون کوچ بکوچ روانہ ہوا اور اوس ملک مین پہونچکر خفیف سی لڑائی مین قلعہ تسخیر کرلیا بعد ازان بلخ مین گیا پیر محمد خان وہان کا والی نے صفوف آراستہ کرکے آمادہ لڑائی ہوا سخت معرکہ درپیش آیا آخر کو پیر محمد خان نے شکست پائی ہمایون کی خواہش تھی کہ دشمن کا پیچھا کرے اور بلخ کو تسخیر — مگر امرا کی نااتفاقی اور کامران مرزا کی بغاوت کے اشتہار سے یہ ارادہ دل ہی دل مین رہا اور کاردلی نے انجام نپایا اور اس ضرورت سے لاچار ہوکر کابل کو چلا اور قلعہ کابل مین پہونچکر عیش وکامرانی مین مصروف ہوا — کامران مرزا کولاب سے بدخشان آکر مرزا سلیمان اور مرزا ہندال سے لڑکر نامراد کابل کو آیا ہمایون اس حقیقت سے خبردار ہوکر رفع فساد کو برآمد ہوا — غوربند کے نزدیک مقام قبچاق مین دونون لشکر صف آرا ہوئے آتش کارزار نے بھڑکنا شروع کیا ہمایون قول کے ہمراہ پشتہ مین کھڑا اپنے لشکریون کا حال دیکھہ رہا تھا کہ اکثر امرا کامران مرزا کے حضور مین چلے گیے اور اکثر ارادہ سے خاک اوڑانے کا رکھتے ہین اس حال کے دیکھنے سے ہمایون بیل اوٹھا اور خود بدولت نیزہ ہاتھہ مین لیکر دشمن کی فوج مین جا پلا ناگہاں کہین سے گھوڑے کے تیر لگا لشکر غنیم غالب ہوا ہمایون مغلوب ہوکر بھاگا بالضرور عنان تاب ہوکر ضحاک کیطرف فراری ہوا چونکہ کثرت تردد سے ضعف آگیا تھا جبۂ مبارک سر سے اوتار کر کسی خدمتگار کے سپرد فرمایا اوس سادہ دل نے راہ مین ڈالدیا جب کہمرد کے قریب پہونچا وہان پر مقیم ہوا کسی شخص نے آواز دی کہ اے قافلہ والو کچھہ بادشاہ کی خبر جانتے ہو ہمایون نے جوابدیا کہ کیا بکتا ہی اوسنے کہا کہ بادشاہ زخمی معرکہ سے بھاگا ہی — ہمایون نے اپنا دیدار دکھلایا جب اوسکی تسلی ہوئی — ادھر کامران مرزا کے آدمیون نے جبہ پایا مرزا کے حضور مین پہونچایا اوسنے ہمایون کا مرنا خیال کرکے خوشیان منائین اور کابل مین آکر قلعہ فتح کرلیا اور شاہزادۂ محمد اکبر کو محبوس کیا — تین مہینے کے بعد ہمایون سازوسامان درست کرکے کابل کو آیا کامران مرزا اس خبر سے اپنے آدمیون کو قلعہ مین چھوڑ اور شاہزادہ اکبر کو مقید ہمراہی مین لیکر لڑائی کے واسطے باہر نکلا ہمایون نے اول فرمان نصیحت روانہ کیا مرزا نے درجواب لکھا کہ اگر کابل میرے تعلق رہے تو البتہ صلاح ممکن ہی دوبارہ ہمایون نے لکھا کہ اگر اپنی لڑکی کو شاہزادہ محمد اکبر کے ازدواج مین

منعقد کرے تو البتہ کابل سے درگذر ہو مرزا نے قبول کرنا چاہا مگر ناموافق امرا نے نہ کرنے دیا لاچار لڑائی چاریکاران کے
قریب مین واقع ہوئی اور مرزا کامران ناکام ہوکر بھاگا اور ملک افغان کو چلا گیا اور دوبارہ مرزا عسکری ہمایون کے
ملازمت مین مستفیض ہوا ہزارون خوشی ہوئین مقرر ہوا کہ اب شاہزادۂ اکبر رکاب سے دور رہے بعدہ کابل کو
روانہ ہوئے اور مرزا عسکری کو سلسل مرزا سلیمان کے پاس بدخشان کو روانہ کیا کہ بلخ کی راہ سے مکہ کو روانہ کردے مرزا
عسکری نہایت خجالت مین روانہ مکہ ہوا اور سنہ ۹۶۱ ہجری کو مکہ اور شام کے درمیان مین صبح زندگانی شام ہوئی —
کامران مرزا ہزیمت پاکر تجردانہ قلندری لباس کرکے قرہ سیر سے جلال آباد کو چلا اور خلیل اور مہمند کی مدد سے چند مرتبہ
فوج جمع کرکے شاہی لشکر سے جو اوسکے تعاقب مین تھا لڑائی کی مگر شکست کھائی — ہمایون نے بھی اوسکی شورش
دفع کرنے کو عزم کیا سبب مقام گندھک مین پہونچا کامران مرزا نے افاغنہ حشمت کی مدد سے چھاپہ مارا لیکن ناکام
واپس گیا البتہ مرزا ہندال اوس چھاپہ مین کسی پٹھان کے ہاتھ سے نادانستہ مارا گیا ہمایون کو نہایت رنج ہوا
آخر کو بابر بادشاہ کے مزار کے نزدیک گذرگاہ کابل مین دفن کیا — بالجملہ ہمایون موضع بہسود مین جو ملک بہار کے توابع
مین ہی جاڑے کی فصل تک ٹھہرا جب کسیقدر جاڑے کی کمی ہوئی پٹھانون پر یورش کی جنھون نے مرزا کامران کو
پناہ دی تھی پہر رات گذرنے پر طلوع کے بعد بڑی لڑائی ہوئی اکثر پٹھان عدم کو سدھارے اور کامران مرزا وہان سے
مفرور ہوا ہمایون نے مرزا کامران کے فتنہ و فساد سے دلجمعی کرکے کابل کو عزیمت کی اور کامران عاجز ہوکر ہندوستان
کو چلا اور سلیم شاہ ولد شیر شاہ کے پاس جو باپ کے بعد ہندوستان پر تخت آرا ہوا تھا اور اوس زمانے مین واقعہ
پنجاب جمون کی مہم مین مقیم تھا گیا جب قصبہ بن مین پہونچا سلیم شاہ نے اپنے لڑکے آواز خان اور مولانا عبد اللہ
سلطان پوری کو مع دیگر امرا کے استقبال کو بھیجکر شاہزادہ کامران کو اپنے پاس بلا لیا اور جمون کی مہم سے
فراغت کرکے مرزا کامران کو ہمراہ لیکر دہلی کا عازم ہوا چاہتا تھا کہ اوسکو قید کرے جب مرزا کو یہ بداندیشی معلوم
ہوئی ماچھی واڑہ کے منزل مین یوسف آفتاب چی کو اپنے خوابگاہ مین چھوڑکر خود فراری ہوا اور راجہ بکھاٹ کے پناہ
مین گیا جو سرہند سے بیس کوس پر ہے — اور وہان سے راجہ کہلور کے خدمت مین گیا جو کوہستانی راجاؤن مین بزرگ
او معزز تھا جب ایسے بھی موت نے ستایا مرزا کامران وہانسے نگرکوٹ ہوتے ہوئے جمون آیا وہان بھی نہ ٹھہر سکا —
مشقت کرکے سلطان آدم گکھر کے پاس جا پہونچا جو کہ بطور خود حکومت کرتا تھا کسی بادشاہ سے کچھ غرض نہ رکھتا تھا
سلطان آدم نے مرزا کامران کو ٹھہرایا اور بادشاہ کو آرزوی تشریف آوری مین عرضداشت کی ہمایون مع شاہزادہ
محمد اکبر کے بنگشات کی راہ سے دریاے سندھ عبور کرکے آ پہونچا سلطان آدم نے دولتخواہی کے ثواب بجا لاکر کامران مرزا کو
ہمراہ لیا — اور مقام پرہلہ مین شرفیاب حضوری ہوا چونکہ مرزا کی تقصیرات عظیمہ اور بے اعتدالی سے لشکری تک جان سے
تنگ تھے اور نیز محمد بابر بادشاہ نے نزع کے وقت ہمایون سے وصیت کی تھی کہ ہرچند تیرے بھائی تجھسے بدسلوکی

گزرین تو ہرگز اونکی جان کا قصد نکرنا۔ ہمایون نے حکم پدر کا بجا لانا سعادت دارین سمجھا جان سے قصد سے درگذرا مگر چشم نمائی کے واسطے دونو آنکھہ مین سلائی پھروادی اور نور بینش سے معذور کرکے مکہ معظمہ کو روانہ کیا۔ مرزانے وہان پہونچکر تین مرتبہ حج کی اور آخرکار ۹۶۴ھ ہجری مین فوت ہوا۔ ہمایون بعد روانہ کرنے مرزا کامران کے خود کابل مین آکر عیش و سرور مین مصروف ہوا۔ اور غبار کلفت غبایت. وافضال الٰہی سے صاف ہوا اب تھوڑا سا حال شیرشاہ کا لکھنا ضرور ہوا تاکہ مشتاقون کو انتظار باقی نرہے

ذکر شیرشاہ جسکا نام فرید خان سور تھا

جسوقت سلطان بہلول لودہی کے زیر فرمان ہندوستان کا ملک تھا شیرشاہ کا دادا ابراہیم خان جو گھوڑون کی سوداگری کرتا تھا ولایت روہ سے آکر ضلع نمانہ توابع نارنول مین مقیم ہوا اور سلطان سکندر لودہی کے عہد مین جمال خان حاکم جونپور کے حضور مین نوکر ہوا اور اوسکے مرنے کے بعد اوسکا لڑکا فرید خان خدمت مین جمال خانکے سرفراز ہوا اور ایسی کارروائی ظاہر کی کہ ترقی پاکر پرگنہ سہسرام اور ٹانڈہ کا جو رہتاس کے مقامات مین تھا مع پانسو سوار کے جاگیر مین ملا۔ حسن خان کسی لونڈی پر عاشق ہوکر اوسکی اولاد کو پیار کرتا تھا اور فرید خان اور اوسکے بھائی کو نظر سے گرادیا فرید خان شروع جوانی مین غیرت کھاکر ترک مصاحبت پدر کرکے جونپور گیا اور جمال خان کے حضور مین بسر کرتا تھا علم عربی کی طرف رغبت کرکے صرف و نحو حاصل کی باپ نے ہرچند طلب کیا مگر یہ شخص پرگنہ سہسرام کو نگیا اور باپ کی نے اتفاقی اور لونڈی پر عاشق ہوکر اوسکی اولاد کا پیار کرنا جمال خان سے ظاہر کیا تا آنکہ باپ اندیشہ مند ہوکر جونپور گیا اور بعد قیل و قال اور نصیحت اور موعظت کے فرید خان کو اپنی جاگیر کا مدار علیہ مقرر کرکے سہسرام کو رخصت کیا فرید خان اصابت فکر اور تدبیر سے بہرہ ور تھا دلکا بندوبست قرار واقعی کیا۔ اور گردن کشون کے نابود کرنے اور متمردون کی سرکوبی مین اچھی کوشش کی رعایا کو اپنی طرف سے راضی رکھا اور ایسے تردد نمایان کیے کہ تھوڑی مدت مین جاگیر کی آبادی اور محصول کی زیادتی ہوئی سرکشون نے کچی کھاکر مالگذاری مین کمر باندھی جب حسن خان جونپور سے واپس گیا لونڈی نے ایسا فریب دیا کہ پھر فرید خان سے جاگیر کا کام نکل گیا اور اوس لونڈی کے بڑے لڑکے کو یہ خدمت ملی فرید خان آزردہ ہوکر جونپور گیا جب حسن خان مرگیا باوجودیکہ لونڈی بچون کا تسلط تھا مگر ریاست فرید خان کے ہاتھ لگی لیکن اسکے علاتی بھائی منافق ہوکر قابو ڈھونڈھتے تھے اوسوقت مین بھی فرید خان سے ایسی دلیریان ظاہر ہوئین کہ آشنا و بیگانہ مین آفرین ہونے لگی تا آنکہ محمد ظہیر الدین بابر ہندوستان کا فرمان روا ہوا اور سلطان ابراہیم لودہی معرکہ مین کام آیا فرید خان وہان سے سلطان محمد کے پاس نوکر ہوا یہ شخص قوم لودہی سے بہار کا حاکم تھا اور اوسوقت مین بطور خود بادشاہ بن بیٹھا تھا الغرض فرید خان نے اسکے حضور مین عمدہ عمدہ خدمتین کین ایک مرتبہ

سلطان محمد کے روبرو شکارگاہ مین نہایت دلیری سے ایک شیر کو تہ شمشیر کیا اوسنے شیر خان کا خطاب دیا اور روز بروز اسکے مرتبہ کی ترقی مین رہا چند دنون بعد اپنے لڑکے کی وکالت پر مقرر کیا بعد چندروز کے چند سبب سے شیر خان کو اوسکی طرف سے بدظنی ہوئی آخرش سلطان حسین برلاس کے حضور مین مانک پور چلا گیا یہ شخص امرائے بابری مین معزز تھا اور بادشاہ کی خالہ اسکی منکوحہ تھی ۔ اتفاقاً سلطان جنید برلاس مانکپور سے بادشاہ کی ملازمت کو آیا شیر خان بھی ہمراہ تھا مغلون کی وضع اور طور دیکھکر اپنے یارون سے کہتا تھا کہ ہندوستان سے انکو نکال دینا کچھہ بات نہین ہی ۔ کیونکہ مغل کو بجز عیش و عشرت کے کسی کام مین رسائی نہین ہی اور ہر کام کا مدار وزیرون پر چھوڑتا ہی اور عیب اسقدر ہی کہ باہم متفق نہین اگر مجھے اپنی قوم سے اتفاق ہو جاوے بات کہنے مین مغل کو ہندوستان سے نکال دون اسکے یار لوگ ایسے کلمات سُن کر اوسکو خوف دلاتے تھے ۔ اُون دنون مین بابر بادشاہ نوکرون کے طعام اور انعام مین لحاظ کرتا تھا باری باری ہر امیر کو مع اوسکے رفیقون کے دسترخوان خاص پر بولاتا تھا آخر اپنی باری پر سلطان جنید بھی مائدۂ شاہی پر حاضر ہوا شیر خان ہمراہی مین تھا لوگون نے شیر خان کے روبرو آش ماہیچہ کا پیالہ رکھدیا ۔ چونکہ اس شخص نے کبھی نہ دیکھا اور نہ کھایا تھا ۔ اوسکے کھانے سے عاجز ہوکر چھوری نکالی اور کاٹ کاٹ کر کھانا شروع کیا جب بادشاہ کی نظر پڑی اس حرکت سے متعجب ہوکر دریافت کیا کہ کسکے ہمراہ ہی سلطان جنید نے عرض کیا کہ فدوی کے ساتھہ ہی ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اسکی آنکھہ سے فتنہ برستا ہی ضرور ہی کہ قید کرو ۔ جنید برلاس نے عرض کی کہ پھر پٹھان لوگ دردولت پر نہ آوینگے اس سبب سے یہ حکم موقوف ہوا اور شیر خان قیافہ سے صدد حکم کا اشارہ سمجھکر باہر نکل گیا ۔ اور پھر حاکم بہار کی ملازمت مین جاکر صاحب اعتبار ہوا ۔ جب کہ وہ مرا اور اوسکا لڑکا مسند نشین ہوا اسکی کم لیاقتی کے سبب سے شیر خان مدار علیہ ہوا اور کمال استقلال بہم پہونچاکر تسخیر اطراف کو عازم ہوا ۔ اوسی زمانہ مین تاج خان افغان جسکے تصرف مین چنار گڈہ کا قلعہ تھا مر گیا اور سواے عورت کے دوسرا وارث نرکھتا تھا پانچ بھائی پٹھان اوسکے کارپرداز تھے ۔ منجملہ اونکے ایک شیر خان کا دوست تھا ۔ شیر خان نے بمقدمہ قلعہ اوسکے نام تحریر کیا اوسنے جواب بھیجا کہ ابھی اختیار میرے ہاتھہ ہی یقین ہی بشرط پہونچنے کے مدعا حاصل ہو پس شیر خان نے پہونچکر قلعہ مین قبضہ کر لیا اور اوس عورت سے نکاح پڑھا لیا اور اسی قرب مین محمد بابر بادشاہ نے گلگشت بہشت کا عزم کیا اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ ہوا اور سلطان محمود بن سلطان سکندر لودہی پٹنہ مین پہونچکر مسند حکومت پر رونق افزا ہوا شیر خان اسکی اطاعت کرکے باتفاق ہمدیگر جونپور کو گیا ۔ اور اوسکے گرد نواح کو ملازمان شاہی سے چھڑا لیا ۔ چند مدت کے بعد بادشاہی لشکر نے پٹھانون سے جونپور لے لیا جب سلطان محمود سنہ ۹۴۵ ہجری مین مر گیا شیر خان نے

بلاشرکت غیرے پٹنہ اور بنگالہ مین تسلط کرلیا اور طاقت پیدا کرکے ہمایون کے ملک پر دوڑنا شروع کیا۔
جسوقت ہمایون گجرات تسخیر کرنے کو چلا شیرشاہ کا لڑکا وہان سے بھاگ کر باپ کے پاس آیا ہمایون کو گجرات
کی مہم مین کچھ دیر لگی۔ شیرخان نے فرصت جو پائی سرکشی شروع کی۔ جب گجرات سے معاودت ہوئی اول
شاہی فوج شیرخان کی سرکوبی پر مقرر ہوئی اور عقب سے خود بدولت بھی متوجہ ہوئے اوسوقت مین شیرشاہ
قلعہ رہتاس کی تسخیر مین کوشش کر رہا تھا۔ اور کبھی کبھی اوسکی گردنواح مین لوٹ مار بھی کرتا تھا القصہ شیرخان
نے راجہ چنتامن قلعدار رہتاس کو کسی برہمن کی معرفت یہ پیام دیا کہ مغل میرے پیچھے پڑے ہین خدا کیواسطے
مردمی کرکے میرے عیال واطفال کو اپنے قلعہ مین جگہ دیجیے اسکا احسان تاقیامت میرے سرپر رہیگا۔ اور
برہمن کو روپیہ دیکر اپنا فریفتہ کرلیا۔ برہمن نے راجہ کے پاس جاکر نہایت سماجت کی اور آخر کو کہا کہ اگر میرا کہنا
نمانیگا تو تیری گردن پر میرا خون ہوگا راجہ مذہب کے پاس سے لاچار ہوا باوجودیکہ راضی نہ تھا قہر درویش بجان درویش سمجھکر قبول کیا
کہ اچھا لڑکے بالے چلے آوین اوسوقت شیرخان نے کئی سو ڈولیان طیار کین اور ہر ڈولی کے ہمراہ دو دو پٹھان
کردئے راجہ کا تو ستارۂ اقبال عنقریب ڈوبنے والا تھا ہرگز مزاحمت نہ کی جب ڈولیان قلعہ مین آگئین
راجہ چند آدمیون کے ساتھ براہ مہمان نوازی جس دروازے پر مقرر تھا آکر حرم سراے شیرشاہی مین مبارکباد کہنا بھیجی
اور پٹھانون نے دفعتًا تلوارین کھینچکر راجہ کو مع ہمراہیون کے زیر تیغ کیا قلعہ مین بڑا غلغلہ پڑگیا شیرخان بھی
مسلح دروازہ پر پہونچا پٹھانون نے اندر سے کھولدیا پھر کیا پوچھنا تھا راجہ کا تمام سازوسامان غارت ہوا۔
اور ایسا مضبوط قلعہ نہایت آسانی سے شیرخان کے ہاتھ آیا اسی عرصہ مین خبر لگی کہ قلعہ چنارہ کو ہمایون نے فتح کرلیا
شیرخان اگرچہ ملول ہوا مگر کہنے لگا الحمدللہ خدا نے رہتاس کا ایسا قلعہ میرے تئین لطف فرمایا جب ہمایون اور
آگے کو آنکلا شیرشاہ بنگالہ کو سدھارا جب بادشاہی مقابلہ کی تاب نہ آئی جھارکھنڈ کو بھاگا اور کوہستان جھارکھنڈ
کے نکلنے اور ہمایون پر غالب آنے کا حال واقعات ہمایونی مین تحریر ہوچکا ہی مکرر حاجت نہین۔ **القصہ** شیرشاہ
نے دوبارہ ہمایون پر فتح پاکر لاہور تک تعاقب کیا اور وہان سے خواص خان اپنے غلام کو مع لشکرگران کے
بادشاہ کے پیچھے روانہ کیا اور سندھ اور ملتان تک پاشنہ کوبی کرکے معاودت کی اور شیرشاہ خود بھی اوسکے
تعاقب مین علاقۂ گکھران تک گیا۔ اور بال پہاڑ کے متصل ایک قلعہ بنواکر رہتاس نام رکھا اور دس ہزار سوار
ہمایون کے راہ روکنے اور گکھرون کی گوشمالی کو وہان پر چھوڑا دوسرے قلعہ کی عمارت اسلام شاہ نے تمام کی القصہ
شیرشاہ نے اوس ملک کا بندوبست کرکے آگرہ کو نہضت کی سنہ ۹۴۷ ہجری مین اپنے نام کا سکہ وخطبہ مروج کیا
اور شیرشاہ اپنا لقب مقرر کیا بعد ازان راجہ پورن مل کے سر پر چڑھائی کی اس راجہ نے سرکشی کی تھی اور دو ہزار
مسلمانیان اور ہندنیان عورتین ناچنے والیون کے فرقہ مین تھین انکو اپنے حرم مین رکھتا تھا اسنے قلعہ کا محاصرہ کیا

پورن مل عاجز ہوکر صلاح کا مستدعی ہوا اور بعد ہوجانے اقرار اور پیمان کے قلعہ سے برآمد ہوا اوسوقت علما
افغانی غول بیابانی نے بے ایمانی کا فتویٰ اسطور پر دیا کہ ہرچند طرفین سے عہد و پیمان ہوچکا ہی مگر چونکہ اسنے
مسلمانیون کو اپنے مکان مین رکھا اسکا مارڈالنا جہاد کی برابر ہی لاچار شیر شاہ نے ان بدعہدون کے اغوا سے
لڑنا اختیار کیا راجہ کے ہمراہیون نے بھی دل کھول کر مردانگی کی داد دی اور اپنی عورتون اور لڑکون کو جوہر تیغ
خون فشان کرکے خود بھی اونکی رفاقت مین روانہ عدم ہوئے اور ہمیشہ کی بلندنامی اپنے حصہ مین لیکر دنیا مین
یادگاری چھوڑ گئے بعد اس ماجرے کے شیر شاہ آگرہ مین پہونچکر بیمار ہوا اور سخت عارضہ عارض ہوا بعد افاقہ
میرٹھہ اور جودھپور اور اجمیر کے راجہ راے مالدیو پر جو پچاس ہزار فوج رکھتا تھا چڑھ گیا اور مکرر لڑائیان ہوئین
جب دیکھا کہ تلوار سے کام نہین نکلتا فریب کی سوجھی راے مالدیو کے راجپوتون کے نام چند خط جوابی اس مضمون
سے لکھے کہ ہزار آفرین تم پر جو تمنے اطاعت بادشاہی کا حوصلہ کیا اور راے مالدیو سے منحرف ہوگئے زیادہ تر
عنایت اوسوقت ہوگی جب راے مالدیو کو مقید کروگے فقط اس جعلی مضمون کو لکھکر خطوط مذکور اسطرح سے
روانہ کیے کہ مالدیو کے ہاتھ پڑ گئے اور وہ اس مضمون کے دریافت کرنے سے بددل ہوگیا امرا اور ارکین کیطرف
سے بدگمانی آگئی لشکر مین تخلل پڑگیا ادھر اسنے علی التواتر لڑائی کرکے فتح حاصل کی اور اجمیر کو فتح کرکے
دہلی آیا چونکہ ہمایون کی خاص محل حاجی بیگم ہوج پور پٹنہ کی لڑائی مین شیر شاہ کے ہاتھ آگئی تھی اور شیر شاہ نے
نیکذاتی سے اوس عفت سرشت کی عصمت قایم رکھی تھی اب کہ خبر لوٹنے ہمایون کی عراق سے کابل کیطرف
سنی اوس عفیفہ کو بڑے احترام سے ہمایون کے پاس بھیجدیا حق تو یہ ہی کہ یہ شخص نیکذاتی اور عقل اور تدبیر
جہانداری مین بےنظیر تھا خصوص اپنی قوم مین اپنا ہمسر دوسرا نرکھتا تھا رعایا کی رفاہ اور خلایق کی آسودگی مین فکر
کرتا اور محکمہ عدالت مین خویش و بیگانہ کو بنظر واحد دیکھتا کہتے ہین کہ ایکروز شاہزادہ عادل خان فیل سوار آگرہ
مین کسی کوچہ سے گذرا قضا کار ایک بقال کی عورت اپنے مکان مین برہنہ نہاتی تھی دیوارین مکان کی ایسی
چھوٹی تھین کہ شاہزادہ کی نظر اوسپر جا پڑی اور شاہزادہ نے نگاہ کرکے اوسپر ایک گلوری پھینکدی اور چلا گیا
اوس صاحب عصمت نے غیر مرد کے برہنہ دیکھنے کی ننگ سے چاہا کہ پیراہن زیست اپنے قامت وجود سے دور
کرے مگر شوہر نے گریبان ہستی کے چاک کرنے سے باز رکھا اور اوس بیڑہ پان کو اوٹھاکر فریادیون کے گروہ مین جا بیٹھہ
اور بادشاہ کے حضور مین احوال بیان کرکے دادخواہ ہوا شیر شاہ نے شاہزادہ کے حال پر تاسف کیا اور بموجب عدالت
کے حکم دیا کہ اس بقال کو فیل سوار کرین اور عادل خان کی منکوحہ کو اوسکے روبرو حاضر کرین تاکہ یہ بھی اوسی بیڑہ پان کو
اوسکے روبرو ڈالے وزراے درگاہ نے ہرچند رعایت چاہی مگر قبول نکی فرمایا میری نگاہ مین لڑکا اور رعایا دونون
برابر ہین آخرالامر بقال نے راضی ہوکر عرض کیا کہ فدوی اپنے حق کو پہونچا اور تظلم سے دست بردار ہوا —

اس پادشاہ نے اپنے عہد مین اکثر عمدہ اختراعات فرمائے اور کچھہ کچھہ علاء الدین خلجی کے قانون پر جسکا نام
فیروز شاہی ہی کارروائی کرتا تھا داغ اسپ جسکو سلطان علاء الدین نے مقرر کیا مگر رایج نہوا تھا اسنے رواج
دیا اور ایک ہزار پانسو کوس بنگالہ سے پنجاب کی رہتاس تک دو دو کوس پر مہمان سرا آباد فرمائی اور ہر
سراے مین دو گھوڑے اور ایک نقارہ مقرر کرکے اوسکا نام ڈاک چوکی رکھا۔ تین روز مین بنگالہ کی خبر
رہتاس پہونچتی تھی اور مقرر کیا کہ جس وقت اوسکے واسطے دسترخوان آراستہ کرین نقارہ بجاوین اور اوسکی
آواز سنکر جو ڈاک چوکی قریب تھین وہان نقارہ بجایا جاتا اور اسیطرح ایک دوسرے کی آواز سنتے سناتے
بجاتے تھے کہ کل عملہ کو خبر ہوجاتی اور دفعہ واحد مین تمام ممالک مین خبر پہونچتی اور اوسیوقت سرکار پادشاہی
سے مسلمانون کو طعام پختہ اور ہندوون کو آٹا گھی وغیرہ ملتا ہر ایک مسافر اوسکے خوان سخا سے آسودہ تھا
اور تہیدست لوگ منزل کو پہونچتے تھے۔ امنیت اسقدر تھی کہ سوتے جاگتے سونا اوچھالتے چلے جاتے چور لوگ پاسبانی
کو طیار تھے کہتے ہین کہ جسوقت یہ بادشاہ آئینہ دیکھتا تاسف کرتا جسوقت اسکی موت نزدیک آئی۔
کالنجر فتح کرنے کو ولولہ اوٹھا یس چڑھ دوڑا قلعہ گھیر لیا اور قلعہ کی گرد خس و خاشاک سے ٹیلے اونچے اونچے بنائے
اور باروت کے حقون مین آگ لگا لگا کر قلعہ مین پھینکنے لگا اتفاقاً ایک حقہ قلعہ کی دیوار سے ٹکر کھا کر اوٹھا
دوسرے حقون پر آگرا آگ لگ گئی اکثر لشکر جلکر نابود ہوگیا چونکہ شیر شاہ بھی اوسی قرب مین تھا اوسی آگ
مین جلا جب تک کہ سانس جاری رہی قلعہ کی فتح کو کہتا رہا آخر اوسی روز قلعہ فتح ہوا اور شیر شاہ کی روح
نے بھی حصار تن سے عالم بالا کو پرواز کیا تاریخ اس قطعہ سے ظاہر ہوتی ہے ؎ شیر شاہ آنکہ از صلابت او
شیر و بز آب را بہم میخوردند چونکہ رفت از جہان بدار بقا یافت تاریخ او ز آتش مرد ؓ بیس برس اور کسیقدر
زیادہ حکومت کی منجملہ اسکے پندرہ برس پادشاہون کی ایالت اور ملازمت مین اور پانچ برس خاص اپنی پادشاہی مین

ذکر اسلام شاہ پسر شیر شاہ معروف سلیم شاہ

قبل سلطنت اسکا نام جلال خان تھا جب شیر شاہ نے کوچ کیا ارکان دولت نے شورہ کیا کہ شاہزادہ کلان عادل خان
بہت دور رنتنبور مین ہی اور کاروبار ملک کا بدون پادشاہ کے انجام نہین ہوسکتا لہذا بہر تقدیر شاہزادہ جلال خان
چھوٹے بیٹے کو پٹنہ سے طلب کیا اور وہ فوراً قلعۂ کالنجر مین پہونچکر واقعہ ۹۵۲ھ ہجری کو تخت آرا ہوا اسکے خطبہ
جاری ہوا اسلام شاہ خطاب ہوا اور بڑے بھائی کو لکھا کہ فتنہ و فساد کے دور کرنے اور سپاہ کی محافظت کو
بندہ نے یہ جرأت کی ہی حقیقت مین بجز اطاعت کے دوسری بات منظور نہین شاہزادہ عادل خان نے جواب
مین تحریر کیا کہ اگر یہ کلام فروغ راستی سے مجلی ہی تو خواص خان وغیرہ چار امیر کبیر کو روانہٴ حضور کرو تاکہ اطمینان خاطر ہو
اسلام شاہ نے فوراً چار وامرا کو روانہ کیا تاکہ دلجمعی کرکے شاہزادہ کو لاوین بعد ازان جب کالنجر سے آگرہ پہونچا

شاہزادہ عادل خان بھی رنتھنبور سے آیا اور ملاقات کا طرفین سے قرار ہوا اب اسلام شاہ کے دل مین فی پیدا ہوئی
مقرر کیا کہ دو تین آدمی سے زیادہ شاہزادہ کے ہمراہ قلعہ مین نہ آوین لیکن تقدیر مین اسکا ظہور اس جلدی سے
لکھا تھا۔ بروقت آنے شاہزادہ کے قلعہ مین ایک گروہ کثیر گھس گیا اسلام شاہ نے بالضرور ایفاے عہد کرنے کو کہا کہ اب تک
تخت و تاج کو پٹھانون کے ہاتھ سے بچاے رہا حالا امانت تفویض کرتا ہون بڑے بھائی نے انکار کرکے اسلام شاہ
کا ہاتھ پکڑکے تخت پر بٹھا لیا اور اول خود مبارکباد کا سلام بجالایا بعد ازان اور لوگ کورنش اور مبارکباد بجالائے اور
شاہزادہ عادلخان اوسیوقت رخصت ہوکر بیانہ چلا گیا اسلام شاہ باوجود اس قدر اطاعت کے مطمین نہوا بعض امرا کی
بے اتفاقی سے اندیشہ مند رہتا تھا لہذا غازی خان محلی کے ہاتھ زنجیر طلائی بھیجی کہ شاہزادہ عادل خان کو مقید کر لاوے
شاہزادہ اس راز سے ماہر ہوکر میوات مین خواص خان کے پاس گیا بعد اسلام شاہ کی بدعہدی بیان کی خواص خان اس
بات سے منغص ہوا اور شاہزادہ کی رفاقت مین کمر باندہ کر مع لشکر آگرہ کو چلا اور قطب الدین وغیرہ امرا نے جو کہ عہد مین
رفیق تھے اسلام شاہ سے رنجیدہ ہوکر عادل خان کو سلطنت کی ترغیب دی اسلام شاہ اس شورش کے تدارک مین
مصروف ہوا قطب الدین وغیرہ کو اپنا رفیق کر لیا۔ شاہزادہ عادل خان مع خواص خان وغیرہ امرا کے آگرہ کے
گردنواح مین آکر صف آرا ہوا مشیت ایزدی سے شاہزادہ عادل خان شکست کھا کر کسی طرف چلا گیا اسکے بعد پھر
کسیکو اوسکا حال نہین معلوم ہوا اور خواص خان اور عیسی خان ہزیمت کھا کر کوہ کمایون کو چلے گئے اکثر اوقات
پہاڑ سے نکلکر ترائی کو لوٹ لیا کرتے تھے چند دنون بعد قطب خان کو مع لشکر لوٹنے گو بتمالی کو حکم ہوا چونکہ بیشتر
قطب خان بھی شاہزادہ عادل خان کے اغوا مین شریک ہوا تھا اس سبب سے ہمیشہ اسلام خان کا خوف کھاتا تھا
خیر وطن سے لاہور کی راہ پکڑی اور اعظم ہمایون کے پاس پہونچا اوسنے بموجب حکم بھائی کے قطب خان کو
قید کرکے حضور مین بھیجدیا اسلام شاہ نے اوسکو مع چار اور بداندیشون کے گوالیار کے قلعہ مین قید کیا اگرچہ یہ شخص
رعیت پروری اور عدالت گستری کرتا اور نیز دیگر صفات مین بھی باپ کی راہ پر چلتا تھا لیکن سپاہی پیشہ امیرون
کو نہایت دلتنگ اور آزردہ رکھتا تھا ایک ظلم اوسکا یہ تھا کہ جس سے آزردہ ہوتا اوسکا وظیفہ بند کر دیتا اور جاگیر
بدلکر حکم دیتا کہ مع اپنی جمعیت کے حاضر حضور رہکر بدستور اپنی خدمت مین مصروف ہو ورنہ بصورت برخلافی بلکہ ذرہ سی
ہان ہون مین نئے حساب عتاب کرتا مع بال بچون کے سزا دیتا ایسی ایسی حرکتون سے بعض امرا منحرف ہوئے
اور لاہور مین اعظم ہمایون عرف ہیبت خان بھی سرکش ہو بیٹھا اور خواص خان اور عیسی خان نے کمایون سے
نکلکر انبالہ مین سہرند کے متصل شورہ کیا کہ شاہزادہ عادل خان کو بلا کر بادشاہ بنانا چاہیے اعظم ہمایون خود سلطنت کا
ارادہ رکھتا تھا یہ بات پسند نکی خواص خان رنجیدہ ہوکر بے لڑے چلدیا اور عیسی خان اسلام شاہ کے حضور مین
حاضر ہوا۔ اعظم ہمایون نے مع اور تیاریون کے متصل انبالہ صف آرائی کی اور تھوڑی سی لڑائی مین بے جان ہوکر

آوارۂ دشت ادبار ہوا سعید خان برادر اعظم ہمایون نے چاہا کہ جو اشخاص فتح کی مبارکباد عرض کر رہے ہین
اونکے گروہ مین گھسکر اسلام شاہ پر قصد کرے مگر فیلبان واقف ہوگیا اور سعید خان سے کچھہ بنائے نہ بنی
القصہ بھاگ کر دہنکوٹ مین روہ کے قریب ٹھہرے اسلام شاہ رہتاس تک تعاقب کرکے واپس
آکر گوالیار مین پہونچا ایکدن کسی شخص نے یکایک شجاعت خان کو زخمی کیا تھا وہ واقعہ ہونا اس امر کا اسلام شاہ
کے اشارہ سے سمجھکر مالوہ چلا گیا عیسی خان بیس ہزار سوار سے اوسکی سرکوبی کو تعینات ہوا اور متواتر حملہ کرکے
شجاعت خان کو عاجز کیا بالضرور شجاعت خان نے اطاعت قبول کی حاضر حضور ہوا چندروز کے بعد مورد
عنایت ہو کر مالوے کی حکومت پر سرفراز ہوا جب ظاہر ہوا کہ اعظم ہمایون دہنکوٹ مین فساد برپا کر رہا ہے
خواجہ ویس کو مع بیس ہزار سوار کے اجازت ہوئی کہ اسکی سزا کرے مگر خواجہ نے شکست کھائی اور اعظم ہمایون
نے فتح پاکر سہرند تک تعاقب کیا اور اوسکے لشکریون نے پنجاب کے قصبات اور دیہات پر لوٹ مار شروع کردی
وہانکے باشندون پر عجیب طرح کی حالت گذری لہذا اسلام شاہ لشکر بیکران اور توپخانۂ فراوان ہمراہ لیکر عازم ہوا
اعظم ہمایون نے مقابلہ کی تاب نپائی دہنکوٹ مین قید ہوا اسلام شاہی لشکر نے قلعہ کو گھیر لیا آخر کو مخالفون نے
شکست کھائی اعظم ہمایون بھاگ کر کوہستان گکھران مین جا چھپا اور سلطان آدم والی گکھر کی پناہ لی اوسکی
والدہ اور عیال اطفال بادشاہی قید مین آگئے بعد ازان اسلام شاہ نے گکھرون پر لشکر کھینچا سلطان آدم لڑنے کو
مستعد ہوا بارہا تیغ آزمائی رہی آخرکار سلطان آدم تنکا دانت مین دبا کر عذرخواہ ہوا اور اعظم ہمایون کو اپنے یہان سے
نکال دیا وہ کشمیر کو چلا گیا اسلام شاہ تھوڑی دور پیچھا کرکے واپس ہوا اوس سفر مین ایسی ایک تنگ راہ سے
عبور ہوا کہ کسی نے اسلام شاہ پر تلوار چلائی مگر وار خالی گیا بادشاہ نے چستی سے اپنے تئین بچا کر اوسکو اپنے ہاتھہ
سے قتل کر ڈالا - بالجملہ اسلام شاہ اوس طرف سے دلجمعی کرکے پہاڑ کی ترائی سے دہلی کو روانہ ہوا جب جمون کے
نزدیک قصبہ بن مین پہونچا خبر لگی کہ ہمایون بادشاہ کا چھوٹا بھائی میرزا کامران کابل مین اپنے بھائی سے
شکست کھا کر کمک کی آرزو مین خیمہ گاہ بادشاہی کے نزدیک آیا ہے اسلام شاہ نے اپنے لڑکے شاہ آواز خان کو
مع مولانا عبداللہ سلطانپوری کے استقبال کو بھیجا وہ جاکر مرزا کو لے آئے جسوقت مرزا حضور مین پہونچکر کھڑا ہوا
اسلام شاہ کو رعونت سے اوسکا خفیف کرنا منظور ہوا عمداً تغافل کر گیا تب بموجب اشارہ کے میر توزک نے
آواز بلند سے کہا کہ قبلۂ عالم کابل کا مرشدزادہ مجرا مین حاضر ہے اور یہ لفظ تین مرتبہ کہکر مرزا کی آبروریزی کی -
اوسوقت اسلام شاہ نیم قد اوٹھکر مرزا سے ملاقی ہوا اس حرکت سے مرزا کی اور بھی خفت ہوئی جب وہان سے
نہضت کی مرزا کو نظربند ہمراہ لیا وہ قابو پاکر راستہ سے کوہ سوالک کی راہ سے سلطان آدم گکھر کے پاس گیا
اور اوسنے گرفتار کرکے ہمایون بادشاہ کے پاس روانہ کر دیا القصہ جسوقت اسلام شاہ دہلی مین آیا شہرت ہوئی کہ ہمایون

بادشاہ کامران مرزا کے قید کرنے کو دریاے سندھ سے پار اوتر آیا ہی اس خبر سے اسلام شاہ لاہور کو عازم ہوا توپون
کے بیل دور دراز چرائی پر گئے تھے جلدی کے سبب سے اونٹون کو حکم ہوا ایک ایک توپ ایسی بڑی تھی کہ دو دو ہزار
آدمی کھینچتے تھے لاہور مین پہونچکر خبر ملی کہ بادشاہ کامران مرزا کو قید کرکے دریاے سندھ سے پھر کابل چلا گیا —
اسلام شاہ نے وہان سے لوٹ کر یہ چاہا کہ لاہور بڑا شہر اور اسی راہ کابل سے مغل کے آنے کا وسوسہ رہتا ہی
اور نیز تھوڑی فرصت مین سارا سامان بادشاہی کا یہان پر ملنا ممکن ہی لہذا مصلحت ہی کہ اسے خراب اور
ویران کرکے مانکوٹ بسایا جاوے جو کہ عین راہ مین واقع اور قلعہ استوار رکھتا ہی اور اوسی جگہ دار السلطنت مقرر ہو
یہ قلعہ چار قلعہ مستحکم ایسے محل اور موقع سے پہاڑ پر رکھتا ہی کہ دیکھنے والون کو ایکبھی معلوم ہوتا ہی سیکڑون فوجون
کو وہان پہونچنا مشکل ہی اور بر طبق پہونچنے نکے اوسکے باشندون پر ہاتھ پہونچنا دشوار چشمہ خوشگوار بہتے ہین
اور معاش جسقدر درکار ہو میسر فقط لیکن یہ ارادہ انجام کو نہ پہونچا جب گوالیار پہونچا چند مقام کرنا پڑے
تاریخ شیر شاہی کا مولف جو کہ قوم افاغنہ سے ہی لکھتا ہی کہ اسلام شاہ کے زمانہ مین ایک فقیر ظاہر ہوا لا ابالانہ زندگی
کرتا تھا اور منکرات سے چندان پرہیز نکرتا تھا اسلام شاہ نے جو کہ شرع کا پابند تھا بارے اوسکو ممانعت کی کہ
اسطرح کی مجلس اور اژدحام مین نہ بیٹھا کرے جب اوسنے نہ سُنا اپنے روبرو بلا کر گھڑک کر کہا کہ اگر پھر ایسی حرکت کی
تجھے جلوا دونگا فقیر نے جلکر جواب دیا کہ اول تو اپنے تئین جلنے سے بچا بعد ازان مجھکو جلانا یہ کہکر چلا گیا قضا را
اوسی روز یا دوسرے روز اسلام شاہ کے مبرز پر دانہ نمود ہوا اور ایسا گرم تھا کہ اسلام شاہ کہتا تھا جلا جلا اس جلن مین
دو تین روز کے بعد گذر گیا یہ شخص بھی باپ کے مانند جہانداری مین پابند تھا اوسکے عہد مین کوئی کسی پر زبردستی
نہین کرسکتا تھا نیلاب سے بنگالہ تک جو شیر شاہ نے سرائین تعمیر کردی تھین اس شخص نے اونکے درمیان مین ایک
ایک سرائے اپنی طرف سے اور اضافہ کی اور بدستور باپ کے مسافرون کو اپنے سرکار سے کھانا مقرر کیا قانونگو کا
تقرر پرگنہ دار واسطے طیاری کاغذات اور دریافت حال رعایا اور تدبیر آبادی اور افزونی زراعت اور تحصیل
محصول اور گذارش نیک و بد کیواسطے اسیکے عہد مین ہوا جسقدر ملک گیری اور جہانداری اور عدل و انصاف
کی رواج اور انتظام جہانداری ان باپ بیٹے کے عہد مین ہوئے دوسرے فرمانروایان ہند مین کمتر
دیکھنے مین آئی مدت جہانداری کی آٹھہ برس دس مہینے آٹھہ روز ہی

ذکر فیروز شاہ بن اسلام شاہ

اسلام شاہ کی رحلت کے بعد ارکان دولت نے فیروز خان کو دس برس کی عمر مین تخت نشین کیا اسلام شاہ
اپنی حین حیات مین اپنی بی بی بائی سے کہا کرتا تھا کہ تیرے اس لڑکے کی موت تیری بھائی مبارز خان کے
ہاتھہ سے ہوگی اگر لڑکے کی سلامتی درکار ہی بھائی سے ہاتھ اوٹھا اور مجھے اپنی مرضی پر چھوڑ کہ مین اوسکو

درمیان سے دفع کردون وہ جواب دیتی کہ میرا بھائی تیری بدولت عیش وعشرت کرتا ہی اوسکو پادشاہی سے کیا غرض
میرے ایک یہی بھائی ہی اگر وہ بھی نرہے تیری پادشاہی سے مجھے کیا مزہ ملیگا آخر جو کچھہ اسلام شاہ نے دوراندیشی
کی تھی اوسکی عورت نے ملاحظہ کیا فیروز خان کے جلوس سے دو تین روز گذرے تھے کہ مبارز خان کو پادشاہی کا
خیال ہوا بھانجے کی فکر مین گھرا آخر حسب دستور محل سرا مین گیا بی بی بائی نے اسکے تیور سے شرارت پائی کمال عجز
وزاری سے کہنے لگی کہ میرے لڑکے کے خون سے درگذر اور اگلے احسان کو کہ مکرر تجھکو اسلام شاہ کے قتل کرنے سے
بچایا یاد کر بہر حال میرے بیٹے کو بخش دے اور جدھر حکم کرین اوسکو لیکر چلی جاؤن ہرچند بہت سا عجز و الحاح
کیا مگر اس بیحیا کو کچھہ خیال نہ آیا فیروز شاہ کو بری طرح سے ذبح کرڈالا اور دنیا وآخرت کی بدنامی حاصل کی اس
اس طفل مظلوم کی پادشاہی اس سے پہنچی سرا مین تین روز رہی

ذکر سلطان محمد عادل شاہ معروف مبارز خان

سلطان محمد عادل شاہ عرف مبارز خان عدلی بن نظام خان برادر شیر شاہ سنہ ۹۶۰ ہجری مین تخت آرا ہوا سکہ و خطبہ
مین نام نامی نے رواج پکڑا سلطان محمد عادل لقب ہوا مگر پٹھان لوگ صرف عدلی کا لفظ کہتے تھے۔ الغرض سلطان
تغلق کے مانند خزانے کھولکر جود وسخا مین مصروف ہوا اور خواص خان کے چھوٹے بھائی شمشیر خان کو جو شیر شاہ کے
غلام کا بچہ تھا وزیر اعظم اور ملک کا مدار علیہ بنایا اسکے روبرو ہیمون بقال ریواڑی والے نے اعتبار حاصل کیا۔
یہ ہیمون پیشتر بڑھی نمکی سے گلی گلی نمک بیچتا تھا جسوقت شور بختی دور ہوئی اور نصیبہ خواب شیرین سے بیدار ہوا
معتبر ہوگیا اور اکثر ملکی اور مالی مقدمات مین دخیل ہوا جب محمد عادل کو پادشاہی ہوئی معتمد علیہ ہوکے سرفراز ہوا اور رفتہ رفتہ کل
مہمات ملکی اور مالی اوسکے پاس رجوع ہونے لگے چند روز تک بسنت رای اور بعد ازان راجہ بکرماجیت کا خطاب ملا۔
کل امور مین پیشدست ہوا ایک نام کے واسطے تو عدلی پادشاہ تھا باقی کل کاروبار پادشاہی کا ہیمون کے متعلق تھا
حکام کی موقوفی بحالی اور جاگیر کی تجویز اور لشکر کا انتظام اور ملک کا بندوبست سب اسکے اختیار مین تھا اور شیر شاہ
اور اسلام شاہ کے خزانے وفیلخانے اسکے قبضے مین تھے۔ کہتے ہین کہ یہ شخص بدصورت اور کوتاہ قد اور دور اندیش
تھا گھوڑے کی سواری نہین جانتا تھا تلوار کمر مین نہین رکھتا تھا ہمیشہ ہاتھی پر سوار ہوتا لیکن شجاع اسقدر تھا
کہ سلطان عدلی کیطرف سے جو پٹھان سلطنت کے مدعی تھے اونسے بائیس لڑائیان لڑکر مظفر اور منصور ہوا اور عقل
وتمیز سے بھی ایسا بہرہ رکھتا تھا کہ جو کچھہ فرمان روائی اور کشور کشائی کی تدبیر اوس سے نکلین افاغنہ کے رؤسا مین
کسی سے نہوئی تمام پٹھانون کو اپنا مطیع کرلیا تھا کسیکو انحراف کی مجال نہ تھی القصہ چند دنون کے گذرنے پر
سلطان عدلی سے پٹھان لوگ برخلاف ہوگئے اور ہر طرف بغاوت شروع ہوگئی بیٹھے بٹھائے فتنہ اوٹھہ کھڑا ہوا
شاہ محمد فرملی اور سکندر خان اوسکے لڑکے نے پادشاہ کے روبرو سخت گفتگو کی اور اکثرون پر ہاتھہ صاف کرکے خود بھی

م ہوئے تاج خان سلیمان کرانی کا بھائی دیوانخانہ مین اطاعت سے منحرف ہوا گوالیار سے گنگا کنارے جاکر
لشکر جمع کیا۔ آخر ہیمون نے بار اوسکا حوصلہ پست کردیا ابراہیم خان سور جسکی بہن بادشاہ کے عقد مین تھی۔
اور شیر شاہ کے چچازادون مین تھا مخالف ہوگیا اکثر امرا کو متفق کرکے چند پرگنہ دہلی کے اطراف مین زیر تصرف لایا
عدلی بیتاب ہوکر قلعہ چنارہ کو چلا گیا۔ احمد خان سور جو کہ شیر شاہ کا بھتیجا اور داماد تھا اور عدلی کی دوسری
بہن بھی اسکے عقد مین تھی بگڑ گیا اپنا خطاب سلطان سکندر مقرر کرکے ابراہیم خان پر چڑھا ابراہیم خان کا لشکر
ستر ہزار تھا اور سکندر خان کے پاس دو ہزار سوار تھے مگر تائیدات غیبی سے سکندر خان نے فتح پائی دہلی اور آگرہ
پر متصرف ہوا اور بعد سے دریائے گنگ تک قبضے مین آیا چاہتا تھا کہ پورب رخ جاکر سلطنت چاہنے والون کو
ہٹا دے مگر بادشاہ کی کابل سے ہندوستان کو عزیمت کی خبر سنکر آگرہ مین متوقف رہا ہیمون اپنے بادشاہ عدلی
کے جانب سے لشکر بیشمار اور فیلان نامدار اور توپخانہ آتشبار لیکر ابراہیم خان سے لڑا اور فتح حاصل کی اور اسکی
طرف سے مطمئن ہوکر چنارہ مین اپنے ولی نعمت عدلی شاہ سے جاملا اور وہان سے محمد خان سور حاکم بنگالہ کے
مقابلہ کو گیا جو کہ باغی ہوکر جونپور اور کالپی اور آگرہ کو عازم ہوا تھا الغرض ہیمون جب موضع چپرکھٹہ مین کالپی سے بارہ
کوس پر پہونچا باہم لڑائی کی ٹھہری آخر مخالف کو شکست ہوئی اور محمد خان مارا گیا ہیمون کی بلند نامی ہوئی چونکہ آگرہ
وغیرہ پر سلطان سکندر کا تسلط تھا از راہ مصلحت عدلی نے لشکر ہمراہ لیکر بنگالہ کو چلا گیا۔ باقی حال ہیمون کا
اکبر بادشاہ کے ضمن مین بیان ہوگا اب ہمایون بادشاہ کے ہندوستان مین آنیکا حال اور اوسکی فتح یابی کی کیفیت
اور ختم ہونا خاندان افاغنہ کا ہندوستان مین بیان ہوتا ہے عدلی نے قریب دو سال کے
بادشاہی کی اور ابتدائے شیر شاہ سے عدلی تک سولہ برس کی مدت گذری

آنا ہمایون بادشاہ کا ہندوستان مین اور فتح پانا پٹھانون پر

جب ہمایون نے کابل کے مقام مین یہ خبر پائی کہ ہندوستان مین ہر طرف پٹھانون نے خودسری اختیار رکھی ہے جسکے قبضے
مین جو شہر یا ولایت آئی وہ اوسکا بادشاہ بنا بیٹھا تو ہندوستان کی تسخیر کی نیت ہوئی اور سنہ ۹۶۲ ہجری مین منعم خان
کو کابل کی حراست مین چھوڑکر خود بدولت نے ہندوستان کی نہضت فرمائی جس روز روانہ ہونا چاہتا تھا خواجہ
حافظ شیرازی کے دیوان مین فال دیکھی اور اسی شعر سے مژدہ پایا ؎ دولت از مرغ ہمایون طلب و سایۂ او +
زانکہ با زاغ و زغن شہپر همت نبود ؎ شاہزادہ محمد اکبر کو ہمراہ لیکر مع تین ہزار سوار کے براہ کھوہ روانہ ہوا اور منزل بمنزل
کوچ کرتے لاہور پہنچا وہان کے پٹھانون نے ہمایون کے دبدبہ آمد آمد سے پراگندگی اختیار کی لاہور بے لڑے بھڑے
بلا زحمت ہمایون کے قبضے مین آگیا۔ لاہور پہونچکر ہمایون نے افواج قاہرہ کو بیرام خان خانخانان کی سرداری مین
جالندھر وغیرہ پر روانہ کیا اور خانخانان نے دریائے ستلج سے اوترکر ماچھی وارہ کے اطراف مین پٹھانون پر

چھاپہ مارا بڑی جنگ ہوئی آخر پٹھانون کو شکست دی ہاتھی گھوڑے بہت سا اسباب لوٹ مین ہاتھ لگا بعد ازان
سہرند مین پہونچا اسوقت سلطان سکندر نے جب یہ خبر پائی کہ ہمایون بادشاہ کے لشکر نے میرے نوکرون کو شکست دی
فوراً اسّی ہزار سوار اور فیل اور توپخانہ ہمراہ لیکر آگرہ سے نکلا اور جب سہرند کے قریب پہونچا لشکر کے گرد خندق کھود کر
منتظر لڑائی کا ٹھہرا خانخانان نے شہر کا استحکام کر کے بادشاہ کی خدمت مین عرضیان روانہ کین اور سارا حال
لکھکر درخواست عزیمت تحریر کی بادشاہ نے باوجود عارضہ قولنج کے لاہور سے نہضت فرمائی اور قطع مسافت
کر کے سہرند مین آپہونچا اور صف آرائی کر کے غنیم کے مقابلہ مین ٹھہرا ہر روز بندوق اور توپ کی لڑائی رہتی تھی
چالیس دن کے بعد یورش کا ارادہ مصمم کر کے مخالف کی فوج پر کود پڑا اور فضل الٰہی سے ہمایون کے لشکر نے
فتح و نصرت پائی پٹھانون کے دل شکستہ ہوگئے سکندر معرکہ سے نکلکر کوہ سوالک کی طرف بھاگا اور وہان سے
قلعۂ مانکوٹ مین جا ٹھہرا ہمایون بادشاہ نے شاہ ابو المعالی کو مع لشکران کے لاہور کیطرف مقرر فرمایا اور ارشاد
کیا کہ سکندر کو پہاڑون سے نکال کر دفع اور ولایت پنجاب کی مہم سر کرے اور خود بدولت نے سہرند سے روانہ ہوکر
دہلی مین جلوس فرمایا اور اکثر ہندوستان کے اطراف کو قبضۂ تصرف مین لایا جن جن امیرون نے اس معرکہ مین تردد
کیے تھے اونکو جاگیرین لایق ملین اب ہمایون کے نام سے سکہ و خطبہ مروج ہوا بخت خفتہ بیدار ہوا اختر فیروز
مددگار رہوا باقی یہ سال مقام دہلی مین بڑے عیش آرام سے بسر ہوا اسوقت مین بحضور شاہی یہ عرض کیا گیا کہ سلطان
سکندر نے کوہستان سے نکلکر اکثر پرگنات پنجاب پر دست درازی کی ہے اور پرگنہ جیاری اور پٹیالہ تک مال تحصیل
کرلیا اور شاہ ابو المعالی ہمراہیون کی بدسلوکی سے غنیم کا مدافعہ نکرسکا اور نہ اوس سے یہ مہم سرانجام ہوسکتی ہے
ہمایون نے اس خبر کو فراست سے دریافت کر کے شاہزادہ محمد اکبر کو مع بیرام خان خانخانان کے روانہ کیا اور بوقت
رخصت کے شاہزادے سے نہایت محبت پدری کی اور یہ قطعہ زبان پر لایا ؎ چراغی چو تو اندر دودمانم ٭ چرا
روشن نباشد چشم جانم ٭ بہر کاری کہ یزدان یار بیت باد ٭ ز عمر و ملک برخوردار بیت باد ٭ القصہ شاہزادۂ بلند اقبال
رخصت ہوا قصبہ کلانور مین پہونچا سکندر لشکر منصور کی عزیمت سنکر قلعہ مانکوٹ مین جا بیٹھا یہ قلعہ اوسکا اتفاقاً

ذکر رحلت ہمایون بادشاہ

یہ امر ظاہر ہے کہ ہمیشگی سوائے ذات خدا کے کسیکو نہین ممکنات کو چند روز کے لیئے بھیجے ہین جب اوسکا وعدہ پورا
ہوا طلب کر لیتے ہین اسیکے موجب ہمایون بادشاہ کا بھی وعدہ برابر آیا یہ بادشاہ علوم نجوم اور معرفت کواکب سے
شوق رکھتا تھا جس روز کہ زہرہ کے طلوع کا شبہہ تھا شام کیوقت اوس ستارہ کے دیکھنے کو کتب خانہ کی
چھت پر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اوترنا چاہا تھا کہ موذن نے نماز کی بانگ دی اوسنے نماز کی تعظیم کو دو قدم
زینہ پر بیٹھنا چاہا چونکہ زینہ کے درجون کی صفائی سے نظر پھسلتی تھی بادشاہ کی چوبدستی نے لغزش کھائی

ہمایون بسبب نہ سنبھل سکنے کے ڈھلکتے ہوئے زمین پر گرا سارے اعضا اور جوڑ پسکگئے اور داہنی طرف سر مین نہایت صدمہ پہونچا کہ بیہوش ہوگیا ہر چند طبیب اور حکیمون نے معالجہ کیا مگر کچھہ سود نہوا بالآخر بہشت برین کو روانہ ہوا نعش اوسکی معز الدین کیقباد کے کیلو کھری مین مدفون ہوئی اور اوسپر بڑی شان و شوکت کی عمارت تعمیر ہوئی اب تک موجود ہی دیکھنے والون کو عبرت ہوتی ہی ہر چند شعراے عصر نے وفات کی تاریخین بہت سی کہین مگر اونمین یہ قطعہ بہت عمدہ تصنیف ہوا **قطعہ** ہمایون پادشاہ آن شاہ عادل ٭ کہ فیض خاص او بر عام افتاد بناے دولتش چون یافت رفعت ٭ اساس عمرش از انجام افتاد ٭ چو خورشید جہانتاب از بلندی ٭ بپایان در نماز شام افتاد جہان تاریک شد در چشم مردم ٭ خلل در کار خاص و عام افتاد ٭ قضا از بہر تاریخش رقم کرد ٭ ہمایون پادشاہ از بام افتاد

اس شخص نے پہلے مرتبہ دس برس اور دوسری بار دس مہینے حکمرانی کی

ذکر ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر پادشاہ بن ہمایون پادشاہ

اگرچہ اس پادشاہ قوی بال کے احوال اکثر مورخون نے مانند خواجہ عطایے فرشتی نے تاریخ اکبر شاہی مین اور خواجہ نظام الدین احمد نے طبقات اکبری مین اور شیخ عبد القادر بدایونی اور شیخ الہداد اور شیخ فرید مخاطب بمرتضی خان اور شیخ ابو الفضل بن مبارک اور محمد شریف معتمد خان نے اقبال نامہ جہانگیری مین لکھا ہی خصوص مجموعہ فضایل صوری و معنوی شیخ ابو الفضل بن شیخ مبارک یمنی الاصل ہندی نژاد نے اس پادشاہ کا واقعات عمری کمال تفصیل اور شرح سے تحریر کیا اور اوسی کا نام اکبرنامہ رکھا اس کتاب مین تین دفتر ہین جسکے تیسرے دفتر کا نام آئین اکبری ہی اول دفتر کا نصف حصہ اکبر کے بزرگون کے بیان مین ہی اور نصف حصہ دیگر مین جلوس اکبری اور سترہ برس کے واقعات مندرج ہین دوسرے دفتر مین ولایت مالوہ اور گجرات و پٹنہ و بنگالہ اور اوڑیسہ و کسمند و سکر و ٹھٹھہ اور قندھار اور برہان پور و خاندیس وغیرہ کی فتح کا حال ہی گیارہوین سال سے بیالیسوین[۴۲] برس تک کا حال درج ہی تیسرے دفتر آئین اکبری مین مخصوص پادشاہ کے اوضاع اور اطوار کا بیان ہی لیکن چند سطرین یہان بھی واسطے پیرایۂ بیان کے تحریر ہوتی ہین **القصہ** جسوقت ہمایون پادشاہ نے اس دار ناپایدار سے رحلت فرمائی شاہزادہ محمد اکبر سکندر کی مدافعت کے واسطے جسنے قلعہ مانکوٹ سے نکلکر لاہور مین غدر برپا کر رکھا تھا نواح پنجاب قصبۂ کلانور مین رونق افروز تھا جب اس واقعۂ ناگزیر کی خبر پائی بعد رسم تعزیت کے جمعہ کے روز دوپہر کے وقت تاریخ سوم ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ ہجری کو اورنگ نشین خلافت ہوا اسوقت مین اکبر کی عمر تیرہ[۱۳] برس آٹھہ مہینے اٹھائیس روز کی تھی بیرام خان خانخانان نے عہدہ مدار الملکی اور وکالت پر سرفرازی پائی اور مہمات کا عقد و حل اور مقدمات کا قبض و بسط اسکے اختیار مین ہوا جب جشن جلوس سے فرصت ملی سکندر کی سرکوبی کو عازم ہوا اور نیچے قلعہ مانکوٹ کے پہونچا مگر برسات کے سبب سے سپاہ کے حال پر رعایت کرکے اس مہم کو چند روز

ہیو اسطے موقوف کیا اور وہان سے مراجعت کرکے جالندھر مین مقام کیا ٭

آنا ہیمون بقال کا اکبر کے مقابلہ مین اور قید ہوکر جان دینا

چونکہ ہیمون جو کہ سپہ سالار اور سلطان محمد عدلی کا مدار علیہ تھا اور ابراہیم خان سوز اور سلطان محمد حاکم بنگالہ اور نیز دیگر پٹھانون سے جنکو اپنی شکوہ وشوکت پر غرا تھا لڑکر فتحیاب ہوا۔ اب کیا پوچھنا تھا شیطان نے کان مین پھونک دیا کوئی تمسے بہتر نہین ہیمون کو نخوت اور خود فروشی نے گھیر لیا جب ہمایون بادشاہ کی وفات کی خبر سنی شاہزادہ اکبر سے ملک چھین لینا نہایت سہل سمجھا عدلی کو پٹنہ مین چھوڑکر آگرہ اور دہلی کا عازم ہوا اور پہونچتے پہونچتے امرا ے پاشاہی کو سہل سہی لڑائی مین خارج کرکے آگرہ کو دبا بیٹھا اور وہان سے دلیرانہ دہلی کو آیا اور یزدی بیگخان کو مع دیگر امرا ے بادشاہی کے خفیف سی لڑائی مین بھگا کر دہلی مین متصرف ہوگیا پچاس ہزار سوار اور ڈیڑہ ہزار فیل کوہ پیکر اور اکاون بڑی توپ اور پانسو ضرب زن وغیرہ توپین ہمراہی مین رکھیین۔ یہ خبر جالندھر مین اکبر کو ملی چونکہ اس چھوٹے سے سن مین بڑی عقل تھی سکندری مہم ملتوی کرکے ہمایون کی گوشمالی کو عازم ہوا اطراف وجوانب کے امرا بموجب حکم حاضر ہوئے یزدی بیگ خان جسنے ہیمون سے شکست پائی تھی سہرند کے مقام پر مستفیض ملازمت ہوا بیرام خان خانخانان بسبب ہم چشمی کے یزدی بیگ خان کو نہین دیکھہ سکتا تھا اس سانحہ سے اوسکو اپنے خیمہ گاہ مین لیجاکر اس قصور سے کہ ایک بقال نے شکست فاش دی بیچارے کو مارڈالا اور اکبر کے حضور مین عرض کیا کہ ہیمون کی فتح اور منتسبان دولت کی شکست فقط یزدی بیگ خان کی کم توجہی سے ظاہر ہوئی لہذا اوسکا قتل کرنا دوسرے کی عبرت کو کافی ہوا اکبر نے وقت پر نظر کرکے طرح دی کچھہ برا بھلا زبان پر نہ لایا وہان سے پیشتر روانہ ہوا بعض لشکر کی سرداری سکندر خان اوزبک کو ملی اور حکم ہوا کہ بطور منقلا چند کوس آگے آگے روان ہو۔ ہیمون امرا کے شکست دینے اور دہلی آگرہ کے تسخیر کرنے سے زیادہ تر دلیر ہوگیا تھا عزیمت کی خبر سنکر خود بھی دہلی سے روانہ ہوا اور غرور مین آکر توپخانہ کو پانی پت بھیجا تاکہ وہان مورچہ درست ہورہے فوج اکبری جو کہ پیشتر پیشتر روان چلی جاتی تھی جسارت کرکے توپخانہ کو اپنے قبضہ مین لائی اور اس دست برد سے دلاوران شاہی کی طبیعت بڑہ گئی اور اوس بقال کی ہمت گھٹی اسیوقت مین ہیمون دل مضبوط کرکے پانی پت آیا اور فوج منقلا سے گرم جنگ ہوا اقبال بادشاہی نے اپنا کام کیا فوج منقلا نے میدان رزم مین لنگر جماکر خوب تلوار کی مگر فوج ہیمون کا غلبہ اور بادشاہی لشکر کی شکست ہوئی اکثرون کے پیر اوکھڑ گئے اوسوقت ہیمون نے اپنا سر ہودج سے نکالا تاکہ لشکر کو جمع کرکے تعاقب کرے قسمت مین تو یہ لکھا تھا کہ اقبال اکبری چیخے ناگاہ کسی مغل کے تیر نے گوشۂ کمان سے نکلکر ہیمون کی آنکھہ مین جگہ لی اور فوراً کاسۂ سر سے نکل گیا درد سر کی سرزنش سے اوس بدسر نے اپنا سر ہودج کے اندر تکیہ پر رکھا فوج کو گمان ہوا کہ لڑنے والا واقعی سرگون ہوگیا سراسیمہ ہوکر سر بسر فراری ہوئی کیا خ

کیسی فتح میں شکست نصیب ہوئی بادشاہی لشکر نے جو غنیم کی بدحواسی دیکھی مخالف کے اسباب اسلحہ وغیرہ لوٹ شروع کردی ناگاہ شاہ قلیخان اوس ہاتھی کے نزدیک جا پہونچا جسمین ہیمون مخفی تھا چاہا کہ فیلبان کو قتل کرکے فیل کو مع ساز نقرہ کے اپنے قبضے مین لاوے فیلبان نے اپنی جان بخشی چاہی ہیمون کو بتلا دیا۔ شاہ قلی اس مژدہ سے مسرور ہوا فیلبان سے لطف و مدارکرکے مع دیگر فیل کے ہمراہ لیا ہنوز محمد اکبر سوائے گرد ونده سے کوچ کرکے لشکر منصور منقلا تک نہ پہونچا تھا کہ فتح و نصرت کی خبر پہونچی اور تھوڑے عرصہ مین شاہ قلیخان نے ہیمون کو دست بستہ حاضر کیا ہیمون اکثر پٹھانون پر فتح پاکر اسقدر مغرور ہوا تھا کہ اکبر کو خورد سال سمجھکر کہاکرتا تھا کہ اس شیر خوارہ کی مجال نہین کہ روبرو آئے اوس غرور نے آخر گردن جھکائی ؎ تکبر مکن زینهار اے پسر ٭ کہ روزے زدستش درآئی بسر ٭ جسوقت یہ مغرور حضور مین آیا ہرچند بعضون نے اوس سے گفتگو کی مگر کسیکو جواب نہ دے سکا بعض امرا نے عرض کیا کہ اس بداندیش کو ملازمان شاہی خاص دست مبارک سے ہلاک کرین اکبر نے جوابدیا کہ قیدی کے مارنے مین تلوار خون آلود کرنا آئین مردمی سے دور ہے بیرام خان نے مرضی پاکر اپنی تلوار سے اوسکا سر کاٹ ڈالا اور سر اوسکا کابل اور باقی دھڑ دہلی کو بھیجا بعد قتل کرنے ہیمون کے بادشاہ نہایت جلدی سے دہلی مین تشریف لایا اور نئے سر سے جلوس کیا جو بدانتظامیان بادشاہی مین واقع تھین اونھین دور کیا ہندوستان کی وسیع خلافت نے رونق تازہ حاصل کی امراے دولت کو خطاب اور جاگیر مناسب حال عطا فرمائی اور ہر ایک طرف انتظام کے واسطے رخصت دی مولانا ناصر الملک عرف پیر خان نے تسخیر میوات کو اجازت پائی ہیمون کے باپ کو جسکی عمر اسّی برس کی تھی ریواڑی سے حاضر لاکر کہا کہ مسلمان ہو اوسنے کہا کہ اسی برس تک اپنے مذہب مین گنوایا اب اخیر وقت مین کیونکر قدیمی دین کی رفاقت ترک کرکے نئے دین سے موافقت کرون ناصر الملک نے اسکا جواب زبان شمشیر سے ایسا دلدوز دیا کہ کلیجا دو ٹکڑے ہوگیا

مانکوٹ پر فتح پانا اور سلطان سکندر کا اخراج

جسوقت اکبر نے یہ خبر پائی کہ سلطان سکندر نے پہاڑون سے نکلکر پنجاب مین غدر برپا کیا ہے فوراً حضور دالا پنجاب کے عزیمت کی منزلین طے کرکے قصبہ دھمیری مین جسے اب نورپور کہتے ہین رونق افروز ہوئے اوسوقت راجہ رام چند نگرکوٹ کا حاکم اور دیگر کوہستانی راجہ حاضر ہوکر شرفیاب ہوئے اوسوقت سلطان اکبر نے دیوان حافظ سے فال خوبکالی یہ شعر برآمد ہوا ؎ سکندر را نمی بخشند آبے ٭ بزور و زر میسر نیست اینکار ٭ اس مضمون سے خوشوقت ہوکر پیشتر کو روانہ ہوا اور قلعۂ مانکوٹ کے نیچے جہان سکندر محصور تھا ٹھہرا لڑائی شروع ہوئی بندوق نے دل و دماغ خالی کرنا شروع کیا سلطان سکندر کو یہ خبرین گذرگئین تھین کہ ہیمون بقال کی پامالی اقبال شاہی نے فرمائی اور خضر خان ولد سلطان محمد خان سور نے نواحی بنگالہ مین اپنا سکہ و خطبہ جاری اور اپنا لقب سلطان بہادر مقرر کیا اور اپنے

باپ کے انتقام کو جو ہیمون کی لڑائی مین مارا گیا تھا عدلی سے لڑا اور عین جنگ مین عدلی مارا گیا ایسی ایسی خبرون سے سکندر کے کان کھڑے ہوئے سمجھا کہ اقبال کسکی یاری پر ہے پس عجز و نیاز سے استدعا کی کہ حضور والا کی درگاہ کا کوئی ملازم شاہی آکر مجھے لیجاوے اسکے بموجب میر شمس الدین محمد اتکہ خان اور مولانا ناصر الملک نے اوسکے لانے کو رخصت پائی سکندر نے ان لوگون کی حرمت اور عزت کر کے عرض کیا کہ مجھسے بڑی بڑی خطائین واقع ہوئی ہین منہہ دکھانے کی کوئی صورت نہین کہتا بالفعل میرے لڑکے کو دربار مین لیجائیے بعد ازان فدوی بھی حاضر ہوگا یہ التماس درگاہ پادشاہی مین منظور ہوا فرمایا کہ سکندر طرف پٹنہ جاکر اوس ولایت کو پٹھانون سے چھڑا کر اپنے قبضے مین لائے اور اپنے لڑکے کو حضور مین خدمتگذاری کے لیے روانہ کرے آخر سلطان سکندر نے لڑکے کو دربار شاہی مین روانہ کیا اور خود پٹنہ گیا اور دو برس کے بعد اوسی طرف سے ملک عدم کو چلا گیا جلوس کے دوسرے سال مین یہ سب امور واقع ہوئے

بہرام خان کی بے اعتدالی اور اقبال کی بدسرانجامی کا بیان

ازانجا کہ دنون کے تقاضا سے اکبر پادشاہ امور خلافت مین بہت کم متوجہ ہوتا ملکی اور مالی کارخانے عہد ہمایون سے بیرام خان خانخانان کے سپرد تھے اس شخص کا اقتدار نوکری اور وکالت اور امیر الامرائی کے مرتبہ سے زیادہ ہوا اور استقدر کل پادشاہی معاملات مین اوسکا تسلط ہوگیا کہ اوس سے زیادہ خواب خیال ہے دولت واقتدار کا جو نشا چڑھا بیرام خان ایسے آدمی کو مسلوب العقل کردیا اسی مستی مین بعض بعض نالایق حرکتین سرزد ہوئین اونمین سے ایک یہ کہ عمدہ عمدہ جاگیر اور منصب اپنے رفیقون کو دیتا اور دیگر بندہاے پادشاہی سے بدسلوکی کرتا تھا اکبر کو بچہ سمجھہ لیا تھا اپنی دانست مین کل انتظام اور مخالفون پر فتح پانا دشمنون کو زیر کرنا اپنی عقل ودانائی سے جانتا تھا ایک بڑی گستاخی یہ کی کہ پردی بیگ خان امیر کبیر کو اکبر کی بے اجازت مار ڈالا اور مصاحب بیگ خاص پادشاہی ملازم کو بھی ہاتھہ صاف کیا مولانا ناصر الملک اپنی خدمات سے پادشاہی عنایات سے سرفراز ہوا تھا اوسے درگاہ سے دور کرا کے کعبہ کو روانہ کیا اسیطرح اکثر اوقات اکبری ہواخواہون سے برا پیش آتا تھا ایکروز فیل پادشاہی فیلبان سے سرکشی کر کے بیرام خان کے ہاتھی پر دوڑا اور اوسکے فیلبان کو مار ڈالا بیرام خان نے کچھہ رعایت پادشاہی آداب کی نہ کی فورًا اوس فیلبان کو مروا ڈالا اور ایکروز بیرام خان کشتی پر سوار دریا جمن کی سیر کرتا تھا ایک پادشاہی ہاتھی مستی سے جوش خروش کرتا ہوا جمنا مین آکے سرکشی کرنے لگا اور جب بیرام خان کی کشتی نزدیک پہونچی یہ بدمست ہاتھی اوسکی طرف جھکا ہرچند فیلبان نے بہت سا روکا مگر نہ رکا آخر بیرام خان اس عربدہ خیزی سے اکبر پادشاہ کی جانب بدظن ہوکر آزردہ ہوا پادشاہ نے جب یہ حال سنا فیلبان کو دست بستہ خانخانان کے پاس بھیجدیا چونکہ اوسکے ادبار کے دن قریب آگئے تھے مطلقًا پاس ادب نہ کیا

سردست فیلبان کی گردن علحدہ کی اسیطور سے اکثر نا ادبیان کین اوران حرکات غیر مستحسن کو سنکر بادشاہ کا مزاج برہم ہوا آخرمدارات سے درگذر کر دفعیہ فساد کی فکر ہوئی بادشاہ تھوڑے دنون کے بعد مع چند امرا کے شکار کے بہانہ سے نکلکر دہلی چلا گیا اور شہاب الدین احمد صوبہ دار دہلی کو اپنے ارادہ سے متنبہ کر کے اطراف دہلی کے امرا کے نام اس مضمون سے فرمان جاری فرمائے کہ خاطر اقدس بیرام خان سے متغیر ہی امور سلطنت خاص اپنے ذمہ لیئے گئے جسے ہماری اطاعت منظور ہو وہ بکمال جلد والا مین حاضر آئے جسقدر امرا کہ بیرام خان کے پاس تھے وہ بھی آزردہ ہوکر حضور مین چلے آئے میر شمس الدین محمد خان اتکہ حسب الطلب سہرند سے حاضر حضور ہوا اور علم ونقارہ اور تمن اور منصب بیرامی سے سرفرازی پائی اور اکثر اطراف ونواح کے امرا حاضر حضور ہوئے بیرام خان نے جب یہ خبر پائی عجز وانکسار سے عرضداشت کی اکبر نے درجواب تحریر فرمایا کہ اوسکا حضور مین آنا مناسب نہین بہتر ہی کہ مکہ کو جاوے وہان سے جب لوٹے گا مورد عنایت ہوگا جب بیرام خان نے حجاز کی رخصت پائی آگرہ سے نکلکر میوات مین سلطان سکندر افغان اور تماجی خان سور کو مرخص کیا کہتے ہین کہ بیرام خان نے رخصت کیوقت مشار الیہم سے اشارہ کر دیا تھا کہ ممالک محروسہ مین خلل انداز ہون اور خود پنجاب کو چلا اکبر نے اس خبر سے باخبر ہوکر بیرام خان کے نام فرمان نصیحت عنوان صادر کیا مگر اوسنے فتنہ پردازون کے اغوا اور بادشاہی شان وشوکت کے لالچ سے کچھ نہ سنا اقتدار کے غرور مین بیکانیر چلا اور چند روز راے کلیان مل زمیندار بیکانیر کے پاس آرام سے رہکر پنجاب کو عازم ہوا اور کھلے بندون باغی ہوکر سندا وتھارہ کے راستی سے پنجاب پہونچا اکبر نے میر شمس الدین محمد خان اتکہ کو مع دیگر امرا کے اوسکے مدافعہ کیطرف روانہ فرمایا اور خود بدولت بھی عقب سے عازم ہوا اتکہ خان نہایت چالاکی کر کے جلد پہونچ گیا اور ستلج اور بیاہ کے درمیان مین موضع گونا چور متعلقہ پرگنہ دارون مین دونون لشکر کا مقابلہ ہوا بڑا معرکہ درپیش آیا بیرام خان غالب ہوکر فوج بادشاہی پر حملہ آور ہوا چونکہ زمین اکثر دھانون کے کھیت کی اور دلدلی تھی بیرام خان کے لشکریون کا پیر نہ اوٹھ سکا جسقدر یورش کرتے زمین پاؤن پکڑتی تھی اتکہ خان کی فوج نے جو یہ حال دیکھا اکثرون کو تیر سے دلفگار کیا بعضون کو تلوار کے گھاٹ اوتارا کتنے قید ہوئے بیرام خان اس آفت ارضی سے گھبراکر بھاگا اور راجہ گنیش دامالور کے زمیندار کے پاس جو کوہ سوالک پر واقع ہے تلوارہ مین مقیم ہوا اس فتح کی خوشخبری سہرند کے مقام پر بادشاہ کے گوش گذار ہوئی اس نوید کو سنکر لاہور مین تشریف ارزانی ہوئی وہان سے چند روز مقیم رہکر تلوارہ کے اطراف مین شرف نزول ہوا یہان پر پہاڑیون نے پیر نکالے اور آخرکار لڑائی سے بھاگ نکلے بیرام خان نے جب نصیبے کی بدسازی سے کہین سچاؤ نہ دیکھا درگاہ والا مین عذرخواہی کی اور اس امر کا مستدعی ہوا کہ کوئی معتمد آکر میرا ہاتھ پکڑ کر حضور مین پہونچا دے لہذا اول مولانا عبد اللہ سلطانپوری معروف

مخدوم الملک اور بعد ازان منعم خان نے رخصت پائی ان لوگون نے دم دلاسا دیکر بیرام خان کو اس ہیئت سے دربار مین حاضر کیا کہ رومال گردن مین بندھا تھا بیرام خان حضور مین پہونچتے رونے لگا اکبر نے عنایت کر کے رومال گردن سے دور فرمایا اور حسب دستور بیٹھنے کو حکم دیا اور آخر مجلس مین بخوشی تمام سفر حجاز کی رخصت دی اس مہم کے بعد بیرام خان مکہ کو گیا اور بادشاہ دہلی آیا یہ معرکہ جلوس کے چھٹوین سال مین گذرا القصہ بیرام خان نے قطع مسافت کرتے ہوئے مضافات احمد آباد گجرات سے شہر پٹن مین پہونچا چند روز ماندگی سفر کے دور کرنیکو مقیم ہوا مبارک خان نامے ایک پٹھان لوحانی جسکا باپ ماچھی وارہ کی اوس لڑائی مین مارا گیا تھا جو کہ پٹھانون کو بیرام خان سے ہمایون بادشاہ کی رفاقت مین واقع ہوا اوس جگہ موسی خان حاکم کے پاس قیام رکھتا تھا اسنے باپ کے بدلے مین بیرام خان کی ہلاکت کا قصد کیا اتفاقاً ایکروز بیرام خان کسی تالاب عظیم الشان کے سیر کو کشتی پر سوار جاتا تھا بروقت مراجعت کے جب کشتی سے باہر آیا مبارک مذکور مع چالیس نفر پٹھانون کے اس ڈھب سے ظاہر ہوا کہ گویا ملاقات کو آتا ہی اور اوسنے نزدیک پہونچتے ایسا ایک جمدھر بیرام خان کی پیٹھ پر مارا کہ چھاتی سے پار ہوا دوسرے نے تلوار ماری کام تمام ہوگیا چند فقرا نے اوسکے قالب خونی کو جسنے درجہ شہادت پایا تھا اوٹھا کر مقبرۂ شیخ نظام الدین مین مدفون کیا بعد ازان اوسکی ہڈیان مشہد مقدس مین پہونچین کسی شاعر نے اوسکی شہادت مین یہ رباعی لکھی ہی **رباعی** بیرام بطوف کعبہ چون بست احرام ٭ در رسیدہ بکعبہ کار اوگشت تمام ٭ تاریخ وفات اوجستم از عقل ٭ گفتا کہ شہید شد محمد بیرام ٭ میرزا عبد الرحیم ولد بیرام خان جو تین برس کا تھا حضور اقدس مین حاضر ہوکر مورد الطاف ہوا اکبر نے شفقت کا ہاتھ پھیرا مرزا خانی کا خطاب عطا فرمایا جب سن تمیز کو پہونچا اور اچھی اچھی خدمات بجالایا فرزند برخوردار خانخانان سپہ سالار کا خطاب اور پنجہزاری منصب عطا ہوا اس شخص نے اچھی اچھی خدمت اور تدبیرین کین گجرات اور ٹھٹھہ اور دکن اسنے فتح کیے اور راجہ ٹوڈرمل کی وفات کی بعد وزارت کا نظم و نسق اسیکے سپرد ہوا جو خانخانان کہ موروثی طبیعت اور بلند ہمتی اور شجاعت فطری اور بذل و سخا مین مشہور ہی وہ یہی خانخانان ہی **القصہ** جب بیرام خان دنیا سے اوٹھ گیا اکبر بادشاہ بذات خود امور جہانداری کے انصرام مین مصروف ہوا —

تسخیر مالوہ کی کیفیت

چونکہ باز بہادر ولد شجاعت خان مشہور شجاع دل خان جو کہ امراے شیر شاہی سے تھا مالوہ کا حاکم تھا شراب جوانی سے مست اور لذات نفسانی کا اسقدر پابند تھا کہ ہمیشہ عورات کی مصاحبت اور نازنینون کی معاشقت مین رہتا اکثر عورتین صاحب جمال کاہش بدر غیرت ہلال جمع کی تھین اکثر اوقات اونکے بوس و کنار مین لیل و نہار بسر کرتا منجملہ انکے روپ متی معشوقہ ایسی حسین و مہ جبین تھی کہ ؎ سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے

ایساہی مشغول طرحدار نہ دیکھا نہ سنا۔ بازبہادر اسکے دام عشق مین ایسا گرفتار تھا کہ لیلی مجنون کی کہانی فقط قصہ کہانی
تھی یہ عورت سرود سرائی مین بے نظیر تھی اکثر ہندی زبان مین مضمون باندھتی اور اپنا نام روپ متی اس خوبی سے
تضمین کرتی کہ بے اختیار دل لوٹ پوٹ ہوجاتا بازبہادر رات دن اوسکی صحبت مین اپنا عزیز وقت رائگان کرتا اور مدام
شراب کشی کے نشہ مین دن اور رات کی تمیز نہین کرسکتا تھا۔ جسوقت اسکی بیہوشی اور بدانتظامی کی شُن گُن اکبر نے
پائی ادھم خان کو اسکی گوشمالی اور تسخیر مالوہ کو مقرر فرمایا۔ ادھم خان راہ طی کرکے سارنگپور مین جو اوسکا دارالامارت
تھا پہونچا بازبہادر اپنے نشہ مین ایسا مخمور تھا کہ جب لشکر شاہی نے شہر گھیر لیا تب خبر ہوئی چار ناچار لڑنیکو آمادہ ہوا
اور تھوڑی دیر مین لڑنے سے سیر ہوکر بھاگا ادھم خان فتح پاکر شہر مین آیا اور خزانہ وغیرہ اکھٹے کرنے مین مصروف ہوا
خصوص معشوقان زہرہ نوا کے فراہم کرنے مین مستعد ہوا جب نقد اور جنس اور اکثر گانے والیون کو قبضہ مین لایا۔
معشوقہ روپ متی کی تلاش کرائی۔ بازبہادر نے بروقت اپنے شکست پانے کے نوکرون کو حکم دیا تھا کہ موجب رسم ہندوستان
کے معشوقان بیرنگ کو قتل کرین اور اونہون نے اکثر پری جمالون کو حنائے خون سے لال کردیا تھا اور روپ متی ایسی
معشوقہ نازک اندام پر بھی دو چار ہاتھ صاف کیئے تھے ہنوز کام تمام نہوا تھا کہ لشکر منصور آپہونچا اور اونھین فرصت
نملی کہ اوس ناکام کا کام انجام کرین آخرکار روپ متی کو بھی ادھم خان کے حضور مین حاضر کیا اوس بخیتہ کار بیدار مغز نے
عرض کی کہ زخم کاری سے حالت غیر ہی بالفعل مجھکو کسی مکان مین رکھیئے بعد صحت صحبت شریف مین حاضر ہونگی
ادھم خان نے اوسکو شیخ عمر نام فقیر کے مکان مین رکھا روپ متی اوس فقیر کے مکان مین رہکر اور اوسکے عیال و اطفال
مین بسر کر اپنا معالجہ کرنی لگی تاآنکہ زخم بیرونی تو بہتر ہوگیا مگر اندرونی جراحت جو بازبہادر کے فراق سے تھے کب اچھے
ہونے تھے ؎ مسیحا کیا کرے تدبیر بیمار محبت کی ؛ کہ دارو ہی نہین جز وصل آزار محبت کی ؛ ادھم خان کثرت اشتیاق
سے ہر وقت خبر گران ہتا تھا تاآنکہ غسل صحت کا دن آیا اب کچھہ عذر باقی نرہا اوسوقت روپ متی نے عرض کیا
کہ مشک و عنبر اور کافور وغیرہ خوشبو عنایت ہو تاکہ اپنا سنگار کرکے حاضر ہون ادھم خان بشدت فریفتہ تو
تھا ہی فوراً جملہ فرمایشات مع کافور کے بھیجدین روپ متی نے بازبہادر کی وفاداری مین کافور پھانک لیا
اور چادر اوڑھکر ایسا سوئی کہ پھر نہ جاگی وفادارون مین اپنا نام کرگئی۔

ذکر احوال سلاطین مالوہ

پوشیدہ نرہے کہ مالوہ نہایت وسیع ولایت ہی فراخ اور آباد ہمیشہ اوس ملک مین ذیشان حاکم ہوتے رہے ہین
اور مانند راجہ بکرماجیت اور راجہ بھوج وغیرہ نے اسی ولایت کی حکومت مین نام و نشان پیدا کیا ہی جنکے عجائب
حکایات آج تک زبان زد خلایق ہین سلطان محمود غزنوی کے زمانہ مین ظہور اسلام ہوا اور سلطان غیاث الدین
بلبن کے عہد سے یہ ولایت بادشاہان دہلی کے ماتحت ہوئی سلطان محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ نے اوس کو

جسنے اوسکے زمانۂ ادبار مین رفاقت کی تھی بعد تسلط ہونے کے رعایت کرکے چار آدمیون کو چار ولایتین مرحمت کین
اعظم ہمایون ظفر خان کو گجرات اور خضر خان کو ملتان اور دیبالپور اور خواجہ سرور خواجہ جہان سلطان الشرق کو
جونپور اور دلاور خان کو مالوہ ملا یہ انتظام سنہ ۷۹۶ ہجری مین ہوا تھا جب محمد شاہ نے رحلت کی اور ہندوستان
مین ہرج مرج واقع ہوا ہر ایک امرا نے بغاوت کی دلاور خان بھی والی دہلی سے منحرف ہوکر بطور خود حاکم ہوا اسکی
حکومت ۲۵ برس رہی بعدازان سلطان ہوشنگ ۱۳ برس اور سلطان محمود ایک برس چند ماہ سلطان محمود خلجی
سلطان ہوشنگ کا امیر الامرا تھا اور سلطان ہوشنگ کی بہن اسے بیاہی ہوئی تھی اس شخص نے بادشاہ کو ساقی
سے زہر پلواکر مروا ڈالا اور خود تخت نشین ہوا اور تمام ولایت بونڈھی اور مارواڑ فتح کرکے ۳۲ برس کے بعد
فوت ہوا بعدازان سلطان غیاث الدین ۳۲ برس اور سلطان ناصر الدین ۴ برس ۴ مہینے ۱۳ روز اور سلطان محمود
۲۲ برس دو مہینے حکمران رہے سلطان بہادر شاہ والی گجرات نے سلطان محمود کو عین معرکہ مین قتل کیا اور اوسکی
ولایت مالوہ اپنے تصرف مین لایا چھ برس حکومت کی بعد ملو قادر شاہ امیر کہیلے نے اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کیا
جب کہ نصیر الدین ہمایون بادشاہ نے مالوہ کا عزم کیا شیر شاہ نے اوسوقت مین کہ اوسکے خروج کے ایام تھے ملو قادر شاہ
کو لکھا کہ آگرہ مین خلل انداز ہوا اور سرنامہ پر مہر کردی اسنے بھی جواب لکھکر مہر لگادی شیر شاہ اس حرکت سے آشفتہ ہوا
اور غلبہ کرکے اوس سے لڑنے کو اوٹھ کھڑا ہوا قادر شاہ نے گھبراکر ملاقات کی مالوہ کے عوض مین لکھنوتی مقرر ہوئی
ایکروز بعزم ملاقات اپنے مکان سے چلا تھا راستہ مین مغلون کے گروہ کو دیکھا جو کہ اکثر معرکون مین قید ہوگئے
تھے اور آپ گوالیار کی تعمیر مین بیلداری کا کام کرتے تھے قادر شاہ ڈرا کہ مبادا شیر شاہ مجھسے بھی یہی سلوک کرے
اس خیال سے بھاگ نکلا کل چھ برس پانچ مہینے حکومت کی شجاعت خان عرف شجا دل خان افغان شیر شاہ
کے نائب نے ۱۲ برس ایک مہینے حکمرانی کی باز بہادر عرف بایزید خان کی حکومت دو برس دو مہینے ۲۳ روز رہی
ابتداے سنہ ۷۹۶ ہجری سے لغایت سنہ ۹۶۷ ہجری تک ایکسو اکہتر برس مالوہ کی ولایت دہلی کی اطاعت سے
باہر رہی لیکن اس عرصہ مین اکثر لوگ اصالۃً اور کتنے بعض وقت مین وکالۃً حکومت کرتے رہے جب ادہم خان
نے فتح پائی اور ہزارون خزانے مع اس ولایت کے اوسکے ہاتھ لگے مغرور ہوکر منحرف ہوگیا اور جسقدر اسباب
فیل خانہ اور توپخانہ اور عورتین وغیرہ باز بہادر کی ملکیت کی تصرف مین آئین اونمین سے کچھہ بھی درگاہ شاہی کو
نہ بھیجا اور کور نمکی سے بغاوت پر آمادہ ہوا لاجرم بادشاہ خود مالوہ کو عازم ہوا اور کاگرون کے قلعہ کے نزدیک
جو ہنوز تسخیر نہوا تھا پہونچکر طرفۃ العین مین قلعۂ مذکور کو تسخیر کیا اور پیشتر کو متوجہ ہوا ادہم خان کو آمد
بادشاہی سے آگاہی نہ تھی کاگرون فتح کرنیکو سارنگ پور سے بیخبر نکلا تھا کہ رایات بادشاہی کی پرچم لہلہاتے
نظر آئے جلدی سے پیادہ دوڑکر پابوس شہریاری سے معزز ہوا بادشاہ سارنگ پور مین جا ٹھہرا ادہم خان نے

معیشت گزرانی چند روز تک بادشاہ اوسی مقام پر مقیم رہا اور وہان کے انتظام سے دلجمعی کرکے اور ادہم خان کو
تو مامور کرکے دار الخلافہ آگرہ کو واپس آیا چند روز کے بعد عبد اللہ خان وہان کی حکومت پر بھیجا گیا اور ادہم خان
حضوری مین آیا نشہ جہالت اور غرور جوانی اوسکے دماغ مین بدستور چڑھا ہوا تھا اسی بدمستی مین ایکروز دیوان عام
مین شمس الدین محمد خان اتکہ سے گفتگو کی اور اوسکو قتل کرڈالا اور بادشاہ کے قصد مین حرم سرا کو چلا بادشاہ خواب
استراحت مین تھا شور و غوغا سنکر باہر کو چلا راہ مین ادہم خان سے دوچار ہوگیا تیغ برہنہ خون آلودہ دیکھکر
دانائی سے دریافت کرگیا آواز دی کہ اے بے حیا میرے اتکہ کو کیون ذبح کیا یہ کہکر ایسا ایک گھونسا سر پر مارا
کہ ادہم خان بیہوش ہوکر گر پڑا اور حاضرین نے بموجب حکم اوسکو باندہ کر قلعہ کے کنگورہ سے نیچے گرادیا ایک گھڑی مین اوسکا دم نکل گیا

ولایت کہکران کی فتحیابی کا بیان

یہ ولایت سند اور بہٹ کے درمیان مین واقع ہے وہان کے حاکم ہمیشہ اوسی قوم کے رہے اور بادشاہ کی اطاعت
نہین کرتے رہے ہین بعضون نے لکھا ہو کہ قدیم سے یہ ولایت کشمیر مین داخل تھی سلطان محمود غزنوی نے
کہکر کے کہکر نام اپنے ایک امیر کو سپرد کیا اوسوقت سے اوسکی نسل کہکر کے نام سے مشہور ہوئی اور وہی قوم باستقلال
وہانکے حاکم رہے شیر شاہ اور اسلام شاہ مدت دراز تک اوسکے تسخیر کرنے مین ساعی رہے اور ایک قلعہ رہتاس نام
اوسکے سرحد پر بنایا تاکہ کہکر لوگ عاجز ہوکر مطیع ہون لیکن کچھہ حاصل نہوا اور صلح ہوگئی سلطان سارنگ
وہانکا حاکم مع اپنے لڑکے کمال خان کے اسلام شاہ کی ملاقات کے ارادہ سے حاضر ہوا اوسنے اوسے قید کرکے
گوالیار کے قلعہ کو بھیجدیا مگر اوسکا بھائی سلطان آدم تخت پر بیٹھکر ایسا منتظم ہوا کہ اپنی ہمت مردانہ سے
مخالف کو دخل ندیا اور اسلام شاہ نامراد واپس ہوا ایک مرتبہ اسلام شاہ نے حکم دیا کہ گوالیار کے قیدخانہ مین
سرنگ لگاکر اڑادین لوگون نے ویسا ہی کیا سلطان سارنگ وغیرہ جملہ قیدی باروت کے اثر سے اوڑکر عالم نیستی
کو چلے گئے حفظ الٰہی دیکھیے کمال خان ایسی آفت جانسوز سے بچکر قیدخانہ کے کسی گوشہ مین سلامت رہا
جب پٹھانون کا رشتۂ اقبال ٹوٹا قلعہ گوالیار سے خلاص ہوکر اکبری نوکرون مین شامل ہوا اور ہیمون
وغیرہ کے معرکون مین ایسی جانفشانیان کین کہ مورد تحسین ہوا جب بادشاہ کو زیادہ تر مہربان پایا اپنی
ولایت موروثی کے مرحمت ہونے کی استدعا کی لہذا فرمان والا سلطان آدم کے نام صادر ہوا کہ چونکہ اس شخص نے
کامران مرزا کے قید کرنے مین ہمایون بادشاہ جنت آرامگاہ کے روبرو اچھی خدمتین کین اور ہنوز اس خاندان کی
فرمان برداری مین دم بھرتا رہی لہذا حکم ہوتا ہی کہ نصف ولایت اسے دیجاوے۔ سلطان آدم نے برگشتگی طالع
سے مجبور ہوکر عدول حکمی کی اور بموجب حکم کچھہ تعمیل نکی لہذا امیر محمد خان بڑے بھائی اتکہ خان کو مع دیگر امرا کے
حکم ہوا کہ سلطان آدم کہ گوشمالی دیکر کمال خان کو مامور کرین سلطان آدم نے اپنے حوصلہ سے زیادہ پیر نکالے

قصبۂ ہیلان مین اوسطرف دریاے بہت کے آگے لشکر بادشاہی سے مقابل ہوا مگر مُنہہ کی کہا کر پیٹھہ دکھائی — امیر محمد خان نے پیچھا کیا اور کل وہ ولایت ضبطی مین لاکر ممالک محروسہ مین شامل کی اکبر نے قدر دانی کی راہ سے تمام وہ ولایت کمال خان کو مرحمت فرمائی اور سلطان آدم بپاداش عدول حکمی کے خارج ہوا

اکبر بادشاہ کا تیر کا زخم کہانا

ایکروز بادشاہ روضۂ شاہ نظام الدین اولیا کے زیارت کو گیا تہا جب وہان سے مراجعت فرمائی چوک مین آیا کوئی خونخوار کمین گاہ مین لگا ہوا تہا بادشاہ کے پہونچتے ہی اوسنے تیر مارا کتف راست پر لگا ایک بالشت تک زخم آگیا ہمراہیون نے شور اوٹہایا اوس گردن زدنی کو گرفتار کر کے حاضر حضور کیا اور چاہا کہ مجرم سے اس مبادرت کی کیفیت پوچہین مگر بادشاہ نے فرمایا کہ جلد تر اس نا ہنجار نابکار کو بار زندگی سے سبکدوش کرین تا کہ اپنی تقریر سے کسی دوسرے کو بھی نہ لے مرے چنانچہ حسب الحکم اوسکی گردن ماری گئی اور بادشاہ باوجود ایسے زخم سنگین کے بکمال استقلال اوسی طور گہوڑے پر سوار در دولت تک چلا آیا معالجہ شروع ہوا ایک ہفتہ مین غسل صحت فرمایا اور تب یہ بات ظاہر ہوئی کہ قاتل ملعون کا نام قتلق اور شرف الدین حسین مرزا کا غلام تہا اور یہ حرکت اوسکی بموجب اشارۂ مرزاے مذکور کے ظاہر ہوئی تہی

شاہ ابو المعالی کا مارا جانا

یہ شخص ہمایون بادشاہ کے عہد مین جمال ظاہری کے وسیلہ سے مقرب درگاہ ہوا اپنے تئین فرزندان بادشاہی مین شمار کرتا تہا اگرچہ حُسن ظاہر رکہتا تہا مگر حسن باطن سے محروم تہا جس وقت قصبہ کلانور مین اکبر بادشاہ نے جلوس فرمایا جمیع امرا حاضر ہوئے مگر یہ شخص نہ آیا اور اپنے بیہودہ خیالات مین پہنسا رہا آخر کو بیرام خان خانخانان نے دم دلاسے سے حاضر کیا اور وہین پر قید ہو کر لاہور بہیجا گیا آخر کو کوتوال کی غفلت سے نکل بہاگا مگر پہر قید ہو گیا اور اس مرتبہ بیانہ کے قلعہ مین قید کیا گیا جسوقت بیرام خان کے دلمین بغاوت کی ہوا سمائی بیانہ کے قیدیون کو رہا کر دیا اونہین کے ضمن مین اسنے بھی رہائی پاکر مکہ کی راہ لی بعد چند سال کے دوبارہ ہندوستان مین آکر شور و شر اوٹہائی مگر کچھہ ہو نہ سکا آخر کابل چلا گیا وہان پر ماہ چوچک بیگم محمد حکیم مرزا کی مان کو سحر و جادو سے متفق کر لیا اوسکی لڑکی اپنے عقد مین لا کر کابل کا مدار علیہ ہوا اور باشندون کی تالیف قلوب کر کے جب قابو پایا بیگم کو قتل کر ڈالا اور خود مستقل ہو بیٹہا تہوڑے عرصہ مین بیگم کی لڑکی کو بھی عدم کی راہ بتلائی جب مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے اس حقیقت سے آگہی پائی بموجب درخواست حکیم مرزا کے کابل پر لشکر کشی کی ادہر سے شاہ ابو المعالی بھی بعزم مقابلہ برآمد ہوا دریاے غوربند کے کنارے دونو لشکر سے جنگ ہوئی محمد حکیم مرزا جو کہ اوس سے نہایت تنگ تہا عین جنگ مین بہاگ کر جلوریز سلیمان مرزا کے پاس آپہونچا اس حال کے دیکھنے سے ابو المعالی کا جی چہوٹا ہو گیا یکبارگی بہاگا قضا را

بھیجا کر کے موضع جاریکاران مین قید کیا - مرزا سلیمان نے بعد فتح کے کابل مین پہونچکر بعض محالات امرا کی جاگیر
مین عطا فرمائے اور اپنی لڑکی کو محمد مرزا کے عقد مین دے کر بدخشان کو معاودت کی شاہ ابو المعالی کو پابزنجیر مرزا کے
پاس بھیجا مرزا نے اپنی والدہ کے قصاص مین گردن ماری اور کفران نعمت کا مزہ چکھا دیا

ولایت گڑہ جسکو گوندوارہ کہتے ہین فتح ہونا

قبل اسکے کسی مسلمان بادشاہ نے اس ولایت پر فتح نہین پائی تھی اسوقت مین جو راجہ دلیپ وہان کا حاکم تھا فوت
ہوا اوسکا لڑکا بیر نراین پانچ برس کی عمر مین قایم مقام ہوا اور رانی درگاوتی اپنے لڑکے کی خورد سالی کے سبب سے
خود حکومت کرتی تھی یہ رانی شجاعت اور دانائی مین یگانہ تھی لڑائی مین رستم دستان کی یاد دلاتی اور سیر و شکار
مین شیرونکا منہ پھیر دیتی جب اکبر کے حضور مین یہ حال گزارش ہوا آصف خان اور عبد المجید وزیر خان اوسکا
بھائی جو کہ شیخ زین الدین خوافی کے اولاد مین تھا - اور ہمایون اوسکا معتقد تھا اوس ملک کی تسخیر پر مامور ہوئے
الغرض وے لوگ اوس طرف پہونچکر صف آرا ہوئے رانی درگاوتی بھی مسلح ہو کر فیل سوار معرکہ کارزار مین آئی
اور رستمانہ اپنے ہاتھ سے تیر و تفنگ سر کرتی تھی اوسکی تدبیر مردانہ قابل ستایش ہوئی آخر کو آصف خان نے
فتح پائی اکثر رانی کے لشکری کشتہ اور خستہ ہوئے اور باقیماندون نے پیٹھ دکھلائی رانی نے اپنا حال برا دیکھکر
ایک برہمن سے جو کہ فیل سوار اسکے ہاتھی کے برابر تھا کہا کہ شمشیر خونفشان سے میرا کام تمام کر اوسنے جواب دیا کہ اپنے
ولی نعمت پر میرا ہاتھ نہین اوٹھہ سکتا یہ سنکر وہ مردانہ عورت بولی کہ نیکنامی سے مرنا بہتر ہے نہ کہ بیحیائی سے زندگی
کرنا یہ کہکر اپنے ہاتھ سے اپنا کام تمام کیا - وہ ولایت آصفخان کے ہاتھ لگی ایکسو ایک اشرفی طلائی سوا
نقرہ وغیرہ ساز و سامان طلائی اور نقرہ کے ہاتھ لگے آصف خان نے اوس کل مال سے کچھہ تھوڑا سا اکبر کی درگاہ
مین روانہ کر دیا اور اسقدر ملک وسیع کی فتحیابی سے اور دولت کے حاصل ہونے سے مغرور ہو کر بغاوت
اختیار کی مگر آخر کو لاچار ہو کر در دولت پر حاضر ہوا اور چیتور وغیرہ کی مہم مین کار نمایان بجا لا کر مورد تحسین ہوا

قلعہ اکبر آباد کی تعمیر کا بیان

دسوین سال جلوس مین سنہ ۹۷۲ ہجری کے مطابق بنا ڈالی گئی ہر روز چار ہزار اوستاد سنگتراش اور معمار اور آہنگر اور نجار
اور مزدور کام کرتے تھے ۳۰ گز چوڑائی اور گہرائی بنیاد کی پانی تک پہونچی اور بلندی ۶۰ گز کنگرہ تک پتھر سے
تراش کر بنیاد رکھی ہے اسی طرح عمارتین دلکشا اور منزلین فرح افزا دولتخانہ والا مین طیار کین اور نقاشان
جادو کار اور مصوران سحر پرداز نے اچھی اچھی تصویرین بنائین جسکے دیکھنے سے مانی اور بہزاد کے نگارخانہ کی
خاک قدر رہی آٹھہ برس کے عرصہ مین ایسی عمارت کا قلعہ اور شہر تعمیر ہوا اکبر آباد نام رکھا گیا یہ شہر
ہندوستان کے وسط مین معمور ہے آب ہوا اوسکی بہت خوش اور دریا کی سیر دلکش ہے

بیان قتل علی قلی خان و بہادر خان کا

جسوقت ہمایون بادشاہ غفران پناہ عراق سے لوٹا تھا منجملہ عراقی لشکر کے جو شاہ طہماسپ نے کمک کیواسطے
دیا تھا حیدر خان مع اپنے دونون بیٹون علی قلی خان اور بہادر خان کے ہمراہ تھا حیدر خان اوسیوقت مر گیا
تھا جب قندھار فتح ہوکر کامران مرزا سے ہمایون نے شکست کھائی تھی دونو لڑکے ہمرکاب مین تھے انھون نے
اپنی خدمات شایستہ سے خانی کا خطاب حاصل کیا جب ہمایون گلگشت جنان کو سدھارا اور اکبر کے جلوس سے
تخت خلافت نے زینت پائی اور ہیمون بقال وغیرہ سرکشون نے بخوبی گوشمالی پائی علی قلی خان نے خانی کا
خطاب پایا جوکہ شجاعت رکھتا تھا سنبھل سے اودہ تک اپنے قبضہ مین لایا اور دوسرا بھائی بہادر خان بھی خدمتین
کرکے مدار المہام اور وکیل سلطنت ہوا خانزمان کمینون کی مصاحبت سے اپنی شجاعت پر مغرور ہوا بر خلاف ہوکر
بغاوت کرنے لگا بعض امور جو بر خلاف مرضی حضور کے تھے بجالایا اونمین سے ایک یہ ہوا کہ شاہم بیگ نام ایک
ساربان کا لڑکا تھا نہایت حسین بادشاہی نوکریون مین بھرتی تھا خانزمان کو اوسکا لگاو ہوا بادشاہ بہانون
کے گذرتے تسلی اور دلاسا کرکے اوسکا رجحان اپنی طرف کیا اور اپنی لگاوٹ ظاہر کرکے اسدرجہ کو پہونچائی کہ اوسکے
روبرو کورنش بجالانا اور بادشاہ کہتا جسوقت یہ خبر شاہ اکبر کو ملی نصیحت آمیز فرمان صادر فرمایا اور مکرر لکھا کہ ساربان پسر کو
روانہ درگاہ کرے یہان غرور نے گردن دبائی تھی کچھہ حکم نہ بجالایا بلکہ اور زیادہ بدمستیان کرنے لگا بادشاہ کا
مزاج زیادہ برہم ہوا جب بیحد مبالغہ ہوا ظاہرمین اوسے اپنے پاس سے دور کردیا خانزمان کے حرم مین ایک رنڈی
آرام جان نامے تھی جسے شاہم بیگ کے مستدعی ہونے سے اوس منکوحہ کو اوسے دیدیا تھا اور شاہم بیگ نے
تھوڑے عرصہ کے بعد عبد الرحمن کو جو اسکا دوست اور اوس رنڈی پر فریفتہ تھا دیدی۔ اسوقت مین کہ
خانزمان کے پاس سے شاہم بیگ جدا ہوکر عبد الرحمن کے پاس پرگنہ سرہرپور مین چلا آیا تھا ایکروز عین مستی مین
عبد الرحمان سے اپنی رنڈی طلب کی اوسنے عذر کیا اسے برا معلوم ہوا بری طرح سے پیش آیا عبد الرحمن کو قید کرلیا
اور رنڈی کو اوسکے گھر سے نکال کر خود متصرف ہوا عبد الرحمن کے بھائی حمیت کے تقاضا سے لڑ کھڑے ہوئے
اور شاہم بیگ کو قتل کرڈالا جب یہ خبر خان زمان کو پہونچی آشفتہ ہوا چونکہ اودہ تک حکومت حاصل تھی اور میرشاہ
کو شکست دے چکا تھا زیادہ تر مغرور ہوکر شاہم بیگ کا قتل ہونا بادشاہ کے اشارہ سے سمجھا صاف باغی ہوگیا
بہادر خان بھی اس بغاوت مین شامل ہوگیا اب دیکھیے دونو بھائیون نے ملک ممالک محروسہ مین خوب خلل انداز یان
کین چند مرتبہ جب بادشاہ اونکی سرزنش کو عازم ہوا امرا کے عذر و معذرت سے انکی تقصیرات معاف ہوتی رہین
جب اکبر نے دیکھا کہ چند مرتبہ انکی تقصیر معاف ہوئین اور انہین کچھہ ہوش نہوا عزم کیا کہ انکی جڑ کھود ڈالیے
پس اکبر آباد سے یلغار کرکے چند روز رشب مین پرگنہ سکرور آپہونچا اور دفعتاً مخالفون کی سرزنش کرنے لگا۔

دونو بھائیون نے خوب داد رستمانہ دی اوسوقت پادشاہ کے ہمرکاب کل پانسو سوار اور کسیقدر ہاتھی تھے مگر تایید الٰہی
کے لشکر ہزارہا ہزار ہمراہ تھے قضارا عین لڑائی مین بہادر خان کا گھوڑا چراغ پا ہوا سلدی بہادری بھولی زمین پر گرا۔
بہادران اکبری نے جھٹ قدم بڑھایا قید کرلیا اور اوسکے ہاتھ گردن پر باندہ کر حضور مین لائے اکبر نے سوال کیا کہ اے
بہادر ہماری طرف سے تیرے حق مین کیا برائی ہوئی کہ تو نے فساد برپا کیا اوسنے کچھہ جواب ندیا جب زیادہ اصرار ہوا
کہا الحمد للہ علی کل حال اسی درمیان مین شہباز خان نے بموجب حکم والا کے سر کاٹ ڈالا تھوڑی دیر کے بعد کسی بادشاہی مغل
ملازم نے خانزمان کے ہمراہی کو حاضر کیا اور کہا کہ سرکار بادشاہی کے ایک دنتے ہاتھی نے خانزمان کو مارا کہ عین معرکہ
مین پڑا ہی حکم ہوا کہ جو کوئی بد بردن کا سر لاے گا فی سر ایک اشرفی پاویگا اور ہندوستانی سر کا ایک روپیہ۔
اس حکم کے ہوتی ہی اکثرون نے سر اوٹھایا اور تھوڑے عرصہ مین سر لالا کر اشرفی روپیہ پانے لگے تا آنکہ خانزمان کا سر
آیا پادشاہ نے گھوڑے سے اوترکر سجدۂ شکر خداوندی مین سر جھکایا اور دونو نمک حرام کے سر اکبر آباد کو بھیجدیے
تیسرے سال جلوس سے گیارہوین سال تک ان دونون مفتریون کے جھگڑے بکھیڑے مین چار دانگ ممالک محروسہ
ششدر رہا اور شروع بارہوین سال مین سزاے اعمال کو پہونچکر سب تین پانچ بھول گئے

بیان شورش مرزایان اور تادیب و تخریب و تسخیر ولایت گجرات کا

ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا اور مسعود حسین مرزا اور عاقل حسین مرزا ولد محمد سلطان مرزا جنکا سلسلہ امیر تیمور
گورکان سے ملتا ہی اپنی بدسرشتی سے شورشین اوٹھانے لگے خانزمان اور خان بہادر سے یکدل ہوکر ممالک محروسہ مین
خلل انداز ہوئے باپ انکا محمد سلطان نہایت ضعیف واقعہ پرگنۂ اعظم پور سرکار سنبھل اپنی جاگیر مین گذر اوقات
کرتا تھا جب کہ خانزمان اور بہادر خان اپنی سزاے اعمال کو پہونچے مرزایون کے حصہ مین فتنہ و فساد آیا جسوقت
رایات پادشاہی پنجاب کیطرف عازم ہوئے مرزایون نے سنبھل سے نکلکر لوٹ مار شروع کردی اور بعض جاگیرداران
کو قتل کرکے لوٹ لیا اور اونکی جاگیرین اپنے تصرف مین لائے اور دہلی پہونچکر قلعہ کو گھیرا اس اندھا دھندسے
عظیم شورش برپا ہوئی اکبر نے اس واردات کے سنتے پنجاب سے مراجعت کی مرزایون کو جو نہضت اکبری کی خبر ملی دہلی سے
ہاتھہ اوٹھا کر مالوہ کو چلے پادشاہ نے دہلی مین پہونچکر اونکی سرزنش کو لشکر مقرر فرمایا مرزایون نے مالوہ پہونچکر
محمد قلی برلاس سے اوس ولایت کو فتح کرلیا مندیہ تک انکا قبضہ ہوگیا تھا جب لشکر پادشاہی سزا کو معین ہوا
اوسوقت گجرات کا حاکم سلطان محمود مرگیا تھا اور اوسکا غلام چنگیز خان اوس ولایت مین حاکم تھا مرزا لوگ بادشاہی
فوج کا مقابلہ نکرسکے جب کسی طرح بچاؤ کی صورت ندیکھی چنگیز خان کی پناہ مین گئے چونکہ اعتماد خان گجراتی جو
سلطان محمود کے امرا مین تھا احمد آباد مین چنگیز خان سے لڑ رہا تھا چنگیز خان نے انکا پہونچنا غنیمت سمجھا انکی
جاگیر مین بھروچ مقرر کردیا چونکہ انکی سرشت مین نیکی کا نام نہ تھا وہان بھی ردبراہ نرہی چنگیز خان سے لڑ پڑے

خاندیس کو چلے اور وہان سے مالوہ آئے جب کہ جہاز خان حبشی نے چنگیز خان کو مارا اور ولایت گجرات مین بڑا خلل
پیدا ہوا مرزا لوگ مالوہ سے گجرات آپہونچے اور نے خرخشہ چانپانیر اور سورٹھہ کے قلعہ اپنے قبضہ مین کر لیے بعد ازان
قلعہ بہروچ بھی تصرف مین لائے اور اسیقدر طاقت بہم پہونچائی جب یہ مقدمہ دربار مین ظاہر ہوا بادشاہ خود
انکی سرکوبی اور گجرات کی فتح کو عازم ہوا جب گجرات کے اطراف مین پہونچا سلطان مظفر عرف نہو کو جو اوسی ولایت کا
حاکم اور سلطان بہادر کی اولاد سے چھوٹی عمر کا لڑکا تھا بسبب خلل اندازی مرزایون کے سراسیمہ مارا مارا پھرتا تھا
لوگون نے قید کر کے حضور مین پہونچایا اکبر نے اوسے محبوس کیا بعد چند دنون کے جب قابو ملا وہ بچہ قید سے نکل کر فرار
ہوا - اعتماد خان خواجہ سرا مدار علیہ گجرات مع دیگر امراکے حاضر حضور ہوا اور بے جنگ و جدال کے گجرات فتح ہو گیا احمد آباد
مین خیمہ گاہ شاہی ہوا مرزا عزیز کوکلتاش ولد خان اعظم شمس الدین محمد اتکہ نے اپنا موروثی خطاب خان اعظم کا حاصل
کیا اور گجرات کی صوبہداری پر مقرر ہوا بعد ازین حضرت بادشاہ نے احمد آباد سے تیس کوس پر بندر کھنبایت مین
جاکر دریائے شور کی سیر فرمائی وہان سے مرزایون کی گوشمالی کو متوجہ ہوا قصبہ سرنال مین لڑائی درپیش ہوئی
مرزاؤن کو شکست ہوئی ہر ایک نے اپنی اپنی راہ لی اکبر بعد فتح و ظفر سورٹھہ کو آیا اسوقت مین راجہ علیخان حاکم
خاندیس کے بھائی نے ملازمت حاصل کی مورد عنایات ہوا ایکروز سور کے مقام مین راجپوتون کی مردانگی اور دلیری
کا ذکر ہوا اکبر ان لوگون کے روبرو جان کی کچھہ قدر نہین ہی جیسا کہ بعض راجپوت لوگ جس نیزہ مین دونو طرف سنان
لگے ہون ایک شخص کے ہاتھہ مین دیکر یہ حرکت کرتے ہین کہ دو آدمی برابر والے دونو طرف برچھی کے پھل مین اپنی چھاتی
رکھکر ایک دوسرے کی طرف زور کرتے ہین اوسوقت سنان دونون کی پیٹھہ سے نکل جاتی ہی اور باہمدگر ملکر مردانگی
کرتے ہین اکبر نے اس کلام کے سنتے ہی فوراً اپنی تلوار غلاف سے نکالی اور قبضہ دیوار مین رکھکر تلوار کی نوک اپنے
سینہ پر رکھکر کہا کہ میرا کوئی ہمسر نہین کہ مانند راجپوتون کے حرکت کرون لہذا اسی سیف کی نوک سے دیوار پر
حملہ کرتا ہون حاضران دربار کی عجب حالت ہوئی کسیکی یہ دم نہوئی کہ سانس لے راجہ مان سنگہ نے اخلاص کی
راہ سے ایسا ہاتھہ تلوار پر مارا کہ اکبر کے ہاتھہ سے گر پڑی جسقدر انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی کے درمیان مین میدان
ہوتا ہی بادشاہ مجروح ہوا اکبر کو جو غصہ آیا راجہ مان سنگہ کے سر پر ٹپک کر چڑھہ بیٹھا مظفر سلطان نے گستاخی کی دست
مجروح کو اینٹھہ کر راجہ کو خلاص کیا اس کشاکش مین زخم زیادہ ہوگیا مگر جلد حکما کی علاج سے مندمل ہوا الغرض قلعہ
سورٹھہ کی فتح سے دلجمعی کر کے احمد آباد مین تشریف لائے اس شہر کی آب و ہوا ناگوار ہوئی فرمایا کہ مجھے بڑی حیرت ہی
کہ کسنے اس شہر بے فیض کو اس محل پر آباد کیا اس مرز و بوم مین کون سی لطافت اور خوبی ملاحظہ کی اور اوسکے
بعد دوسرون کو کیا فائدہ ملا کہ عمر عزیز اس خاکدان مین بسر کی معاذ اللہ اوسکی ہوا کل طبیعتون کو ناسازگار
اور پانی ہر ذائقہ مین ناگوار زمین ریگستان سے زیادہ بے آب گرد و غبار کی وہ شدت کہ جب ہوا نے سنّاٹا باندھا

انکھون کی بینائی نظر نہین آتی تھی شہر کے متصل کی ندیان ایام بارش کے سوا خشک رہتی تھین کنوون مین حضرت یوسف کے گریۂ تلخ کا شور ہر پانسک دکھلا رہا ہی شہر کے تالاب کا پانی دھوبیون کے صابون سے دہی کا پانی ہی دولتمند لوگ اپنے تہ خانون مین حوض بنواتے ہین اور گچ اور چونہ سے اسقدر مصفا کہ بارش کا مینہ چھن چھنکر وہان جمع ہو جاتا ہی وہی پانی سال بھر زندگانی کے بودھے کو ہرا رکھتا ہی۔ جس پانی نے ہوا نہ پائی اور اوسکے بخارات دفع ہوئے اوسکی مضرت ظاہر ہی جنگل مین لالہ و گل کے عوض تمام تھوہڑ لگا ہی جسکی ہوا سے انسان کے بدن مین جو فائدہ پہونچتا ہی معلوم خلاصہ یہ کہ قلعہ گویا زمین پر دوزخ ہی تعجب تو یہ ہی کہ باوجود ایسی سرزمین نحوست آگین کے وہان کے باشندے حسن و صورت مین حور و غلمان کو شرماتے ہین دولتمندی اور خوش معاشی کثرت سے ہی

القصہ جب کہ اکبر شاہ احمد آباد مین ٹھیرا تھا ابراہیم حسین مرزا اور مسعود حسین مرزا نے قابو پا کر دہلی کو عزم کیا اور دہلی مین آکر سنبھل کو چلے گئے۔ جب اکبر نے خبر پائی احمد آباد سے آگرہ کو عزیمت فرمائی ابراہیم حسین مرزا اور مسعود حسین مرزا عزیمت شاہی کی خبر پاکر سنبھل سے دیپالپور ہوتے ہوئے پنجاب کو روانہ ہوئے۔ حاکم پنجاب نگرکوٹ کی مہم مین پھنسا تھا اور کام تمام ہونے کو نزدیک تھا بضرورت وہانکے راجہ سے صلح کرکے مرزاون کی مدافعت کو عازم ہوا اور مقام ٹھٹھہ حوالی ملتان مین جنگ ہوئی اور خفیف سی لڑائی مین مرزا مسعود حسین گرفتار ہو گیا۔ اور مرزا ابراہیم حسین بھاگ کر ملتان کیطرف کسی بلوچ کے گھر مین جا چھپا بلوچون نے اوسے قید کرکے سعید خان حاکم ملتان کے حوالہ کیا اور دہ ٹھٹھہ کی لڑائی مین زخمی ہوا کہ اوسی جراحت مین جان سے درگذرا۔ مرزا مسعود حسین کو خان جہان نے حضور اکبری مین روانہ کیا یہان جان سے تو مارا گیا صرف قید مین رکھا مگر خود چند عرصہ مین مر گیا اور محمد حسین مرزا جو قصبہ سرنال کی لڑائی سے بھاگ کر دکھن طرف دولت آباد گیا تھا دوبارہ گجرات مین آکر شورش کرنے لگا اور اختیار الملک گجراتی کے اتفاق سے احمد آباد کے قلعہ کا محاصرہ کیا خان اعظم کوکلتاش بیتاب ہو کر محصور ہوا اکبر نے خبر پاکر یلغار کرنا مناسب سمجھا چند جان نثارون کے ساتھ فتح پور کی راہ سے سریع السیر ہوا اس قدر مسافت دراز کو نو روز مین طی کیا اور ہنوز مقدمہ پادشاہی کی خبر تک نہ پہونچی تھی کہ خود داخل احمد آباد ہوا مخالف قلعہ کے محاصرہ مین ایسا بیخبر تھا کہ آہٹ تک کان مین نہ پہونچی یکایک نقارۂ اقبال اکبری نے اوس پنبہ بگوش کے کان پھاڑے قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر مقابلہ کو آیا آتش کارزار شعلہ فشان ہوئی بادشاہ غیرت شجاعت اور فرط دلیری سے خود معرکہ مین جا ملا اور اس طرح دشمن سے بھڑا کہ تماشائیون کو حیرت ہوئی کسی مخالف قوی جنگ نے عین جنگ مین نزدیک پہونچکر اسپ خاصہ پر ایک تلوار ماری کہ گھوڑا چراغ پا ہوا اکبر نے اپنی پھرتی اور چالاکی سے گھوڑے کو ہموار کرکے اوسکے منہ زور کے ایسا نیزہ مارا کہ چھاتی سے پار ہوا اوسکے پیچھے سے دوسرے بدبین نے نیزہ کا جا دیا حاضرین نے اوسکا کام تمام کیا۔ دشمن کا لشکر بیس ہزار اور پادشاہی فوج آٹھ ہزار تھی مخالف چیرہ دستی

فوج جیبر کر چلا آتا تھا قضارا دشمنون نے فوج شاہی پر بان یا ایسی مان وہ انکی آن تین تھوہرون کے درختون سے صدمہ کھاتا
اور الٹے اپنے لشکر پر جا پڑا اور بہت سے مخالفون کے خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دیا اوسی عرصہ مین ایک ہاتھی دشمنون
کا فوج اکبری پر حملہ کرتے ہوئے آتا تھا کہ اوسی بان کی آن بان سے اولٹا پھر گیا اور خدا کے لشکر کا انتظام برہم ہوا
خدا کے فضل سے یہ دونو امر مخالف کی بیت ہمتی کے باعث ہوئے اور اولیائے دولت کے حصہ مین فتح و نصرت
آئی مرزا محمد حسین زخمی معرکہ سے نکل بھاگا کسی بادشاہی سپاہی نے قید کر لیا اوسنے ہاتھ باندہ کر حضور مین پہونچایا
زخم کے درد اور خجالت سے بات کرنے کا ہوش نہ تھا اور پیاس کے سبب سے نزدیک تھا کہ جان اونکی اونکے
سینہ سے نکل جائے شاہ اکبر نے رحم فرما کر آب خاصہ عنایت کیا اور چاہتا تھا کہ قلعہ مین قید کرے مگر راجہ بھگوان داس کی
سعی سے مکافات کو پہونچا اور اختیار الملک بھی جو خاص اس فساد کا بانی تھا بھاگتے مین گھوڑے سے گر کر قید
ہو گیا اوسکا سر کاٹ کر حضور مین آیا۔ اور عاقل حسین مرزا وغیرہ پراگندہ ہوئے اکبر فتح و فیروزی سے احمد آباد
مین داخل ہوا اور نئے سر سے بد انتظامیون کا بندوبست فرما کر گیارہ روز کے بعد معاودت فرمائی چالیس روز مین
یہ آنا جانا اور انتظام مہم اور بہقر بجفت فتح و ظفر مراجعت فرما کر فتح پور پہونچنا ظہور مین آیا۔ چند سال کے بعد گلرخ بیگم کامران مرزا کی
لڑکی اور مرزا ابراہیم حسین کی بی بی جو بر وقت تفرقۂ مرزایون کے مرزا مظفر حسین اپنے لڑکے کو ہمراہ لیکر دکھن چلی گئی تھی
اب گجرات مین آئی اور شر و فساد شروع کر دیا راجہ ٹوڈرمل جو واسطے تشخیص جمع کے گجرات گیا ہوا تھا بمقابلہ
پیش آیا اور فتح حاصل کی مخالف کھنبایت کی راہ نکل گیا۔ اس لڑائی مین اکثر مرد اور عورات جو لباس مردانہ پہنکر
لڑتی تھین قید ہو گئین مظفر حسین مرزا جو دکھن کو چلا جاتا تھا راجہ علیخان نے گرفتار کر کے درگاہ اکبری کو بھیجدیا
مدت تک مقید رہا آخرش تین برس کے بعد چھوٹکر اپنی لڑکی بادشاہ کو بیاہ دی ابتدای گیارہوین سال
جلوس سے لغایت ۲۳ سال جلوس مرزایون سے لڑائی بنی رہی بعد قید ہونے مظفر حسین مرزا کے بالکل فساد
رفع ہو گیا۔ چند سال کے بعد خان اعظم کے عوض مین اعتماد خان گجراتی نے اوس ولایت پر شرف تقرر پایا
سلطان مظفر عرف نتھو جو سلطان بہادر کی اولاد مین تھا اور سابق مین اکبری قید سے بھاگا تھا اسوقت مین
قابو پا کر بر سر شورش ہوا اور تھوڑی سی جمعیت بہم پہونچائی فتنہ سازی کے واسطے دستاویز بغاوت طیار ہوئی
اعتماد خان سے لڑ کر غالب ہوا اور شہر احمد آباد کو غارت کر کے اپنا تسلط بخوبی کر لیا سکہ و خطبہ بھی جاری ہوا۔
جب یہ حال بادشاہ کو معلوم ہوا مرزا خان ولد بیرام خان خانخانان کو اوس ولایت کی حکومت پر مقرر کیا۔
قبل اسکے پہونچنے کے سلطان مظفر استیلا پا کر تمام اوس ملک پر متصرف ہوا اور قطب الدین محمد خان جو بہروچ مین
تھا عاجز ہوا آخر قول کا سہارا لیکر بادشاہ پاس حاضر ہوا مگر اسنے بد عہدی کی قطب الدین محمد خان اور جلال الدین
مسعود اوسکے خواہر زادون کو مار ڈالا اور اوسکو بھی ملک نیستی کا مسافر کیا اور اسباب امارت کا حاصل کر کے

مغرور ہوگیا مرزا خان نے اوسپر چڑھکر فتح حاصل کی سلطان شکست کھا کر بھاگا کھنبایت مین پہونچا دوبارہ لشکر فراہم کیا مرزا خان وہان بھی پہونچا بعد ایک سخت لڑائی کے فتح پائی سلطان مظفر دکھن کو بھاگ نکلا اس فتح کے عوض مین مرزا خان کو باپ کا خطاب خانخانان اور پنجہزاری منصب کہ اس سے زیادہ اور کوئی مرتبہ اوسوقت مین نہ تھا عطا فرمایا اور آٹھ برس کے بعد سلطان مظفر جام زمیندار کی مدد اور دولت خان زمیندار سورٹھ اور راجہ کھنگار کی اعانت سے تیس ہزار سوار اکٹھے کرکے احمد آباد کو آیا اور شورش برپا کی اوسوقت مین اعظم کوکلتاش خان بجاے خانخانان کے احمد آباد کا دوبارہ صوبہ دار ہوا تھا اس مرتبہ اسنے کمر لڑائی پر باندھی سخت جنگ درپیش ہوئی دشمنون کے ہزار آدمی اور خان اعظم کے دو سو نفر مارے گیے اور پانسو زخمی ہوے اور سات سو گھوڑے گر گئے آخرکار سلطان مظفر کو تاب نہ آئی مع جام کے ناکام گردش ایام دیکھکر بادل مستہام بھاگ نکلا دوسرے سال مین خان اعظم کی شمشیر جرأت سے قلعہ جوناگڈھ اور سومنات اور دوارکا اور دیگر بندرگاہ اوس ولایت کے فتح ہوگئے وہان سے کچھ کو متوجہ ہوا وہان کے مرزبان نے کمال عجز و الحاح سے بادشاہی اطاعت قبول کی اور جس جگہ سلطان مظفر قید تھا وہ بتلا دیا اور سلطان مظفر وہان سے قید ہوا آیا خان اعظم کوکلتاش نے چاہا کہ اوسکو روانہ حضور کرے صبح کو سلطان مظفر نے وضو کے بہانہ سے درخت تلے جاکر استرہ سے جسے اپنے جامہ مین پوشیدہ رکھا تھا اپنے نہال زندگانی کو کاٹ ڈالا پانچ چھ برس کے بعد بہادر نام مظفر سلطان کا لڑکا آمادہ شور و فساد ہوا اور بہت جلد گوشہ عدم مین جا بیٹھا

ذکر سلاطین گجرات

مخفی نرہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے عہد مین ایک مرتبہ اوسکا بھتیجا سلطان فیروز شاہ بطریق شکار دہلی سے برآمد ہوا کسی شکار کے تعاقب مین اپنے لشکر سے جدا ہوکر اسپ سوار تھانیسر کے نزدیک کسی گانون مین مواضع ٹھودر سے پہونچا چونکہ اسکے ناصیۂ حال سے سرداری کے آثار پدیدار تھے وہانکے مقدم مندانے اسکا آنا غنیمت جانکر مہمانداری کی خدمت بجا لایا اور فیروز شاہ کی رات بڑی آسایش سے کٹی اوس مقدم سے بہت راضی ہوا اندا کو نور اسلام سے تزئین کیا اور وجیہ الملک کا خطاب دیا رفتہ رفتہ وجیہ الملک بڑے امیرون کیطرح ہوگیا بعد سلطان فیروز شاہ کے جب اسکا لڑکا سلطان محمد شاہ تخت نشین ہوا وجیہ الملک کے بیٹے ظفر خان کو اعظم ہمایون کا خطاب دیکر گجرات کی حکومت پر سرفراز فرمایا اور چتر اور بارگاہ سرخ رنگ کے جو خاص بادشاہون سے خصوصیت رکھتی ہے اوسکو مرحمت فرمایا ظفر خان نے اس ولایت مین ہوکر انتظام شروع کیا راستی خان حاکم گجرات سے جسکے جور و تعدی نے رعایا کو پریشان کر رکھا تھا لڑکر فتح حاصل کی انتظام کو بارونق کیا ظفر خان نے بعد فتح کرنے تمام گجرات کے رعایا اور باشندون کی تالیف قلوب

سنہ ۷۹۹ ہجری مین جب محمد شاہ نے رحلت کی۔ امور سلطنت مین تخلل ہوا۔ تاتار خان بن ظفر خان
جو سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان محمد شاہ کا وزیر تھا اقبال خان کے غلبہ سے دہلی چھوڑ کر بھاگا
اور گجرات مین باپ کے پاس پہونچا ظفر خان اور تاتار خان دونو باپ بیٹے لشکر جمع کرنے مین مصروف ہوئے
اور اقبال خان سے بدلا لینے کی فکر مین تھے کہ خبر پہونچی کہ صاحبقران امیر تیمور گورکان نے دہلی کے اطراف
مین نزول فرمایا اور سخت فتور برپا ہوا اور خلق اللہ بھاگی ہوئی گجرات کو چلی آتی ہے اسی حال مین سلطان
ناصر الدین محمود بھی دہلی سے فراری ہوکر گجرات پہونچا اور وہان سے مایوس ہوکر مالوہ اور یہان سے
قنوج آیا جب صاحبقران ہندوستان کو قتل و غارت کرکے سمرقند سدھارا۔ اور اقبال خان پھر
دہلی پر قابض ہوگیا۔ تاتار خان نے اپنے باپ سے کہا کہ خدا کے فضل سے کثیر لشکر ہمارے پاس ہے بس
ضرور ہے کہ اقبال خان سے بدلا لیوین اور دہلی اوس سے چھوڑا کر اپنے تصرف مین لاوین سلطنت کسیکی
میراث نہین ظفر خان نے یہ التماس قبول کرکے گوشہ گزینی کی اور جملہ خدم اور حشم اسباب شاہی لڑکے کو
عطا کیا سلطان محمد عرف تاتار خان خلف اعظم ہمایون ظفر خان سنہ ۸۰۶ ہجری مین سکہ اور خطبہ کا مالک ہوا
اور شمس الدین اعظم ہمایون کے بھائی کو وزیر بنایا دو مہینے چند روز گذرے تھے کہ اعظم ہمایون نے بادشاہ
کو زہر پلا کر اس جہان سے راہی کیا۔ بعد وفات سلطان محمد کے دوبارہ اعظم ہمایون سلطان مظفر شاہ
نے ۳ برس ۸ مہینے ۲۰ روز اپنا خطبہ اور سکہ جاری کیا بعدہ سلطان احمد شاہ کا لڑکا سلطان محمد شاہ
۷ برس چار مہینے اور سلطان قطب الدین احمد شاہ ۷ برس ۶ مہینے ۱۳ روز اور سلطان داؤد شاہ ۷ روز
اور سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ ۵۵ برس ۱۱ روز اور سلطان مظفر شاہ اوسکا لڑکا ۱۴ برس
۹ مہینے اور اسکا لڑکا سلطان سکندر شاہ دو مہینے ۱۶ روز اور سلطان محمود شاہ بن سلطان مظفر شاہ
۱۴ مہینے کار فرما رہے جب سلطان بہادر شاہ بن سلطان مظفر شاہ بادشاہ ہوا نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ
سے شکست کھا کر دریاے شور کے جزیرہ مین فرنگیون کے پاس گیا۔ فرنگیون نے چاہا کہ اوسے قید فرنگ
مین ڈالین تب وہان سے بھاگا غراب مین بیٹھکر چاہتا تھا کہ جہاز پر سوار ہو مگر موت تو آنکھون مین
لہرا رہی ہے دریاے شور پر آیا گرداب نے جال پھینکا غراب ڈوبا سلطان نے جزیرۂ عدم کی راہ لی
۱۱ برس ۱۱ روز پادشاہی کی بعد ازان سلطان میران محمد شاہ بھانجا سلطان بہادر شاہ کا جو کہ بادشاہ
کیطرف سے اسیر اور برہان پور کا حاکم تھا جب اسنے دیکھا کہ سلطان بہادر شاہ کی اولاد مین کوئی نرینہ
نہین غالب ہو کر تخت نشین ہوا اور ایک مہینے ۱۱ روز حکومت کرتا رہا بعدہ سلطان محمود شاہ بن لطیف خان
بن مظفر شاہ ۱۸ برس چند روز کار فرما رہا بعد ازان سلطان احمد شاہ عرف رضی الملک جو سلطان احمد شاہ کی

اولاد مین تھا یہ احمد شاہ وہی ہی جسنے احمد آباد معمور کیا امرا کے اتفاق سے مسند نشین ہوا اور ۳۲ برس اور چند مہینے اور بقولے آٹھہ برس سکہ اور خطبہ رایج کیا جب کہ سلاطین مذکور کی اولاد مین کوئی شخص قابل تاجداری نرہا۔ اعتماد خان خواجہ سرا مدار علیہ سلطنت نے نتھو نام خرد سال لڑکے کو مجلس مین لاکر قسم کھائی کہ یہ سلطان محمود کا لڑکا ہی اسکی مان لونڈی تھی حمل کے ہوتے ہی اسقاط کے واسطے مجھے حوالہ کیا پانچ مہینے اوسکے حمل کو گذرے تھے لہذا اسقاط نہوا اور یہ لڑکا جنی مینے اسے پوشیدہ پرورش کیا الحال بجز اسکے کوئی وارث نہین اسکی اطاعت ضرور ہی الغرض ہر ایک نے اوسکا کہنا قبول کیا سلطان مظفر خطاب دیکر وراثت پر قایم مقام کیا عاقبت الامر یہی لڑکا خان اعظم کوکلتاش کی قید مین جاکر اپنے ہاتھہ سے استرہ مار کر مرگیا ۱۶ برس چند مہینے حاکم رہا ابتداے سنہ ۷۹۳ ہجری سے لغایت سنہ ۹۸۰ ہجری تک ایکسو چوہتر برس گجرات کی ولایت دہلی کے تصرف سے باہر رہی تھی کہ محمد جلال الدین اکبر نے اپنے قبضہ مین کی

روانہ ہونا خان اعظم کا مکۂ معظمہ کو

خان اعظم کوکلتاش باوجود عنایات خسروانہ کے بموجب اکبر سے دل آزردہ رہتا تھا خصوص شیخ ابوالفضل سے نہایت خصومت تھی جو کوئی کام خلاف اوسکی تمنا کے دربار مین ہوتا ابوالفضل کی دراندازی جانتا۔ آخر اندنون مین زیادہ تر آزردہ ہوکر بیت اللہ کے ارادہ پر گجرات سے روانہ ہوا اور جام اور بہار سے جو عمدہ زمیندار صاحب اقتدار اوس دیار کے تھے اظہار کیا کہ ارادہ یہ ہی کہ سند کے راستے سے درگاہ بادشاہی مین حاضر ہون جب سومنات مین پہونچا دیوان اور بخشی بادشاہی کو جو اوس صوبہ مین تھے قید کیا اور دریاے شور کے کنارے پہونچکر مع عیال واطفال اور نقد وجنس کے جہاز پر سوار ہوا یہ خبر حضور مین آئی اور دل آزردگی کا سبب ہوئی فرمان عاطفت عنوان صادر ہوا ازبسکہ کوکلتاش کو کعبہ کے اشتیاق مین جان ودل لگا تھا کچھہ نسنا خانۂ خدا کو روانہ ہوا بعد زیارت کے دوسرے سال معاودہ ہوکر گجرات آیا اور بموجب حکم آستانۂ دولت پر حاضر ہوکر عنایت خسروانی سے سرفراز ہوا اکبر نے نہایت محبت سے ہم آغوش کیا اور مرتبۂ وکالت پر سرفراز فرماکر اپنی مہر حوالہ فرمائی اور آخر مین ہفت ہزاری منصب حاصل ہوا اسوقت مین امرا کا مرتبہ پنجہزاری سے زیادہ مقرر نہ تھا اول اول ہفت ہزاری کا مرتبہ اسی شخص کو ملا اسقدر عنایات اسکے حال پر اسوجہ سے مبذول تھی کہ اسکی والدہ جیجی انکہ نے حضرت کو دودہ پلایا تھا پس اکبر اوس عفیفہ کی پاس خاطر سے اسکے ساتھہ رعایت کرتا اور نیز اس شخص نے بھی عمدہ عمدہ خدمات بادشاہی کا انصرام کیا دانش اور فرزانگی اور شجاعت ومردانگی سے خوب واقفکار تھا

قلعۂ چیتور کی تسخیر کا بیان

جس زمانہ مین مرزا لوگ مالوا مین شور و فساد کر رہے تھے اور اکبر بادشاہ اونکے دفع فساد مین متوجہ تھا دیپالپور کے مقام مین زبان مبارک پر جاری ہوا کہ سواے رانا کے کل زمیندار ہندوستان کے حضور مین شرفیاب ہوئے دل مین آتا ہی کہ اول رانا کی گوشمالی کیجیے بعدہ مالوا کا قصد کرین سکت سنگہ رانا کا لڑکا اوسوقت دربار مین حاضر تھا اوسنے خیال کیا کہ اگر لشکر بادشاہی اسطرف روانہ ہو میرا باپ ضرور اس یورش کو میری سعی سے سمجھیگا اس خیال کے آتے ہی لشکر سے بھاگا جسوقت اوسکا فرار کر جانا بادشاہ کو معلوم ہوا تادیب اور تخریب رانا کی ضرور ہوئی دہولپور سے اوسکے ملک کی طرف متوجہ ہوا قلعہ چتور کے پاس پہونچکر محاصرہ کر لیا یہ قلعہ متانت اور استحکام مین شہرۂ آفاق ہی غرض کہ چند مہینے تک توپ و تفنگ کی لڑائی رہی - ایکروز شہنشاہ اکبر مورچال کے دیکھنے کو سوار ہوا کسی نے عرض کیا کہ اس جھروکھہ سے چند مرتبہ کسی شخص نے بندوق سر کی اور ہر مرتبہ اہل مورچہ کو آسیب پہونچایا بادشاہ نے بندوق خاصہ ہاتھہ مین لیکر ادہی روزن کے مقابل مین سر کی اور فرمایا کہ جسطرح شکار کا نشانہ ہوتا ہی میرا ہاتھہ پہچان جاتا ہی کہ وہ مارا اسیطور سے اسوقت بھی مجھے امید ہی کہ گولی نشانہ پر پہونچے بعد چندے خبر لگی کہ رانا کا بھتیجا جیمل اوس گولی سے مارا گیا اور بندوق کی گولی نشانہ پر پہونچی ~~شعر~~ درمعرکہ این تفنگ فریادرس ست ٭ خصم افگن و گرم خوی و آتش نفس ست ٭ موقوف اشارہ ایست درکشتن خصم ٭ سوئیش نگہی زگوشۂ چشم بس ست ٭ جب محاصرہ کو مدت گذر گئی اور کوئی صورت مدعا کی ظہور مین نہ آئی بموجب حکم والا کے دو سرنگین قلعہ کے اندر پہونچائین - اور دونون کو باروت سے بھر کر ایک کو آگ بتلادی دوسری کو تا صدور حکم ملتوی رکھا چونکہ قلعہ کے نیچے پہونچکر دونو سرنگون کا دہانہ باہم ملحق ہو گیا تھا قضارا ہر دو نقب مین آگ لگ اوٹھی اور دوسری سرنگ کی طرف لشکر بادشاہی قلعہ کے نزدیک غافل پڑا تھا اوسکے صدمۂ عظیم سے بہت آدمی ضائع ہوئے مگر اقبال اکبری نے قلعہ کو فتح کر لیا بعد بڑی آویزش اور جنگ و جدل کے راناجی مل مع پتا کے جو ایک امیر کبیر تھا مارا گیا اکبر بعد فتح اور تقرر قلعدار کے وہان سے معاودہ ہو کر خطہ دلکشاے اجمیر مین آ ٹھہرا ابتداے نصف ماہ پوس سے لغایت اسفندیار ماہ الٰہی تک چھہ مہینے مین یہ مہم تمام ہوئی

معاف ہونا جزیہ کا اور تمام ہندوستان مین صلح کل کا طریقہ ظاہر کرنا اور دین الٰہی کا ایجاد ہونا

شیخ عبد اللہ بن شیخ شمس الدین سلطانپوری شیر شاہ کے عہد مین صدر الاسلام اور ہمایون کے زمانے مین شیخ الاسلام اور اکبر کے وقت مین مخدوم الملک کے خطاب سے سرفراز ہوا یہ شخص نہایت جاہ طلب متعصب دنیا کا دوست تھا جیسا کہ شیخ عبد القادر بداونی باوجود اتحاد مذہب اور کلی مناسبت کے اپنی کتاب مین لکھتا ہی کہ جب مخدوم الملک بادشاہ کے غضب مین پھنسکر مر گیا خزانے اور دفینے بہت سے اوسکے ملکیت مین پاے گئے اونمین کئی صندوق

تھین جنمین سونے کی اینٹین رکھکر مُردون کے حیلہ سے دفن کردی تھین اوسکے مکان کے گورستان سے برآمد ہوئین اور جملہ مال و اسباب مع کتاب وغیرہ کے داخل خزانہ شاہی ہوا۔ اور شیخ عبد النبی صدر کہ ایک بھی مرد متعصب جاہ طلب ابو حنیفہ کوفی کی اولاد سے تھا اوائل عہد اکبری مین اسکی قدر شاہ اکبر کے حضور مین اسقدر تھی کہ ایک دو مرتبہ بادشاہ نے اوسکی جوتی سیدھی کی پٹھان لوگ خود ملا پرست اور ظاہر اسلام مین نہایت سخت صاحب تعصب ہوتے ہین اور دوسری مرتبہ ہمایون نے جب ہندوستان پر تسلط پایا تھوڑی ہی مدت مین چھت سے گرکر بہشت نصیب ہوا۔ اکبر نے ابتداے جوانی اور عین طفلی مین بادشاہی پائی بڑے بڑے دعوے کا انفصال کیا بلکہ اکثر امور سلطانی انھین دونون کی راے سے اور انکے لواحقین کے سپرد کرکے خود بدولت عیش و عشرت اور کھیل کود مین بسر کرتے تھے یہ لوگ بنا بر حب جاہ اور نفس پرستی اور شدت تعصب جسکو کچھ بھی مورد الطاف بادشاہی دیکھتے یا اپنے مذہب سے بیگانہ پاتے جس حیلہ اور بہانہ سے ممکن ہوتا حمایت اسلام اور شرع کے نام سے اوسکے قتل مین کمر باندھتے بیچاری شرع کو بدنام کرتے تھے کسیکو دیکھہ نہین سکتے تھے کہ رسوخ پیدا کرے بخصوص اون لوگون کے ساتھہ کہ ظاہر مین ہم پیشہ اور باطن مین کوئی نسبت اون سے نہین رکھتے تھے نہایت درجہ کی عداوت کرتے تھے چنانچہ شیخ ابو الفضل اور شیخ فیضی اور انکا والد شیخ مبارک یہ تینون شخص بھی انکے جعل و فریب کے جال مین پھنسے تھے بارے تائید خدا سے بہزار دقت اس بلاے ناگہانی سے رہائی پائی اور اوج عزت اور اختصاص مین جگہ پائی شیخ ابو الفضل کے حالات سے یہ کیفیت مفصل واضح ہوگی۔ ایسا ہوگیا تھا کہ بہت سے بندہاے خدا ان مدعیون کی کوشش سے ناحق مارے گئے دیکھو اوس زمانہ کے حکایات اور تقریرات اور نقل اخبار سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ دونو مرشد نہایت متعصب تھے اور اونکے تقدس کا اظہار صرف ظاہر کی دینداری اور حب جاہ اور نفس پرستی کے واسطے تھا باطن مین ایمان کی بو نہ انکے دماغ مین پہونچی تھی نہ انکے لواحقین مانند عبد القادر بدایونی وغیرہ کے تعصب اور خود پرستی کی وجہ سے عجب عجب فتوی دیتے تھے جیسا کہ شیخ عبد القادر بدایونی لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ مخدوم الملک نے یہ فتوی دیا کہ ان دنون مین حج کا جانا فرض نہین ہے جب سبب پوچھا فرمانے لگے مکہ کی راہ مین عراق واقع ہے یا دریا پس عراق کے رستہ مین قزلباشون کی نالائق گفتگو سننا پڑے گی اور دریا کی راہ مین فرنگیون سے عہد و قول کرکے زبونی دیکھنا پڑے گی اور اوس عہد نامہ مین حضرت مریم اور عیسی کی صورت بنائی ہے اور یہ بت پرستی مین داخل ہے پس دو نو صورتون مین سفر ممنوع ہے آیا ب ذہن و ذکا اس قول سے ان ثقاہت اور دینداری کے مدعیون کا مرتبہ اجتہاد خوب سمجھینگے عبد القادر بدایونی اپنے حال مین لکھتا ہے کہ ہر چند شیخ مبارک کی اوستادی کا حق مجھپر عظیم ہے لیکن چونکہ وہ

اور اوسکے لڑکے مذہب حنفی کے انحراف مین نہایت غلو رکھتے تھے مجھے اول کی نسبت نہی اور نیز اپنے قول کی گواہی کیواسطے مخدوم الملک کی نقل کرتا ہی کہ وہ اوایل وقت مین جسوقت ابوالفضل کو دیکھتا کہتا تھا کہ اس شخص سے کیا کیا تخلل دین مین نہ پیدا ہونگے سبب اسکا بجز اسکے اور کچھ نہ تھا کہ شیخ ابوالفضل اور نیز اوسکا باپ شیخ مبارک بسبب عقل اور دینداری کے انکے مانند بندگان آلہی کے قتل مین ساعی بلکہ قتل مردم مین بمحض گمان تشیع یا پیروی مسائل مختلفہ کے مجوز نہ تھے اور ان دونون دنیا پرستون کے طفیل سے مرتبہ تعصب اسقدر بہم پہونچا تھا کہ تینتیسوین[۳۳] سال جلوس کے شروع مین فولاد برلاس نام منصبدار تعصبی نے ملا احمد ٹھٹھہ کو جو شیعہ تھا اوس سے مذہب کی عداوت سے ناراض ہوکر ایکرات ملا کو کسی بہانہ سے گھر سے باہر بلاکر زخم شمشیر سے مجروح کیا اور اکبر نے اوس زمانہ مین قید تعصب سے نکل کر دین آلہی اختراع کیا تھا اور قید عصبیت سے آزاد ہوا تھا برلاس مذکور کو ہاتھی کے پیر مین بندھوا کر تمام شہر لاہور مین تشہیر کیا کہ اس صدمہ مین مرگیا اور اوسکے مرنے کے بعد تین روز کے قاتل بھی عدم کو سدھارا جب ملا احمد دفن ہوگیا شیخ فیضی اور ابوالفضل نے اوسکی قبر پر نگہبان مقرر کیے باوصف اس تمام بندوبست کے جب بادشاہ اکبر کشمیر کو عازم ہوا مردم لاہور نے اوسکی لاش کو نکالکر تعصب سے آگ مین جلایا اور اپنے واسطے ذخیرہ جمع کیا **القصہ** جب موتمن الدولہ شیخ ابوالفضل نہایت درجہ اکبر بادشاہ کے تقرب مین مخصوص ہوا اور علامہ زمان حکیم فتح اللہ شیرازی اور دیگر امراو علماے شیراز و عراق کے دربار شاہی مین وارد ہوئے شیخ ابوالفضل نے علامہ موصوف اور نیز دیگر اوسکے ہمراہی عقلا سے مشورت کی کہ ستمگاری اور خونریزی اون دونون متعصبون کی بند کرنا ضرور ہی جسوقت چارہ گری کرنے لگا سمجھا کہ بادشاہ عالیجاہ اور خود پرست ہی اپنے مذہب سے برخلاف دوسرے کی دنبالہ روی قبول نہ کریگا اور اس مذہب سے اپنے خبر رکھتا ہی دنیا کی بنیاد جو ایک مدت سے مستحکم ہورہی ہی کھود جائیگی لاچار اکبر کی تعریف وتوصیف کرکے یہ اشتعال دیا کہ مذہب جدید یعنی یہ دین آلہی اختیار اور اختراع کرے پس اس ترکیب سے اوسکا تعصب چھڑایا اور ظل آلہی کی حقیقت سے جسکا نتیجہ صلح کل ہی آگہی دی اور بندگان خدا کو سفاکون کے ہاتھ سے نجات دلوائی اور بنیاد اسکی یون پڑی کہ بادشاہ کو اول اول اونکی خباثت اور طلب جاہ اور نیت جمع مال سے آگہی دے کر اسطرح بیان کیا کہ بہ نسبت ان بنگشتون خود کے بادشاہ ریاست اسلام کے واسطے بہمہ وجوہ لایق اور مستحق ہی جب بادشاہ کو یہ بات پسند ہوئی چوبیسوین[۲۴] سال کے آغاز جلوس مین ایک روز حضور اکبری مین علما اور قاضیون سے اون مسئلون مین جو مختلف فیہ مجتہدون کے ہوتے ہین گفتگو شروع کی اور انتہا کلام کی یہانتک پہونچائی کہ بادشاہ کو بھی مجتہد کہنا چاہیے یا نہین اور شیخ مبارک ابوالفضل کے باپ نے جو اپنے عہد کے علما مین سرفرازی رکھتا تھا

بموجب حکم کے تذکرہ لکھکر اپنی مہر سے معتمد کیا اور جو جو علما لشکر مین حاضر تھے اونکے سپرد کرکے فتوے طلب کیا علمانے بادشاہ کی مرضی سوال کے منشا سے پاکر بعد تامل اور نیز نظر کرنے آیہ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور دیگر حدیث اور قول کی حقیقت پر جو اس مقدمہ مین اوترے تھے ہر ایک نے حکم لکھدیا کہ بادشاہ عادل کا مرتبہ عند اللہ مجتہد سے زیادہ ہی کیونکہ نص اولی الامر تائید کرنے والا وجوب اطاعت سلاطین کا ہی اور پر راے اونھون کے نہ معاضد مجتہدین بنی آدم کے اور صلاح حال اہل علم کی اختیار کرکے اوسطرف حکم فرمائے اوسکی اطاعت تمام انام کو لازم ہی ایضاً اگر اپنے اجتہاد سے کوئی حکم جو نص کا مخالف ہو بنابر مصلحت عام کے قرار دے اوس حکم سے مخالفت کرنا موجب غضب الٰہی اور عدالت اخروی اور خسران دین اور دنیوی کا ہی اور ہر ایک نے اس تذکرہ پر اپنی مہرین کردین بعد ازان مخدوم الملک اور عبد النبی صدر کو حاضر کرکے مہر دستخط کا حکم دیا انھون نے بھی طوعاً وکرہاً مہر دستخط اپنے ثبت کر دیئے جب محضر درست ہوا اور بادشاہی احکامات جو موافق صلاح خیر خواہان نیک اندیش کے تھے ہونے لگے مخدوم الملک اور شیخ عبد النبی حج گذاری کے حکم سے خارج ہوئے اور دیگر علماے تعصب پیشہ بھی قضا کے زور دست حضور سے دور ہوکر دار السلطنت سے مہجور ہوئے اور خیر طلبان خلق خدا نے اصلاح حال عالم اور القاے جان ومال اور عرض ناموس ابناے آدم کا بیچ افساد عقیدہ سلطان زمان کے سمجھا اکبر کو داعی دین الٰہی بنایا دین الٰہی کے معنی صلح کل ہین کہ سایر بندگان خدا کو اپنے ظل عاطفت مین رکھے کسیکو نظر تعصب سے نہ دیکھے اور ہر ایک اوسکے سایۂ رافت مین آسودہ ہو اس حیلہ سے اہل دنیانے مکارون اور شریرون کے حیلہ اور فساد سے نجات پائی اور فارغ البال ہوکر زندگی کرنے لگے مخدوم الملک جب مکہ پہونچا شیخ ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ زندہ اور وہان پر مقیم تھا باعتبار تعصب مخدوم الملک کے استقبال کو نکلا اعزاز بڑھایا اور گوشہ دروازہ خلاف موسم اوسکے واسطے کھولا اور زیارت کرائی اور وہ جو فروش گندم نما جو دینداری کی صورت مین طالب دنیا تھا ازبسکہ بادشاہ اور امرا سے نہایت کشیدہ تھا محافل اور مجالس مین نسبت بادشاہ اور امرا کے سخنان دور از کار زبان پر لاتا اکثر کہتا کہ دین سے ہاتھ دھو کفر کی جانب طبع مقدس راغب ہوئی ہی — یہ اخبار گوش زد شہریار والا تبار ہوئی زیادہ تر رنج اشتکار ہوا اور شیخ عبد النبی صدر بھی بعد تھوڑے زمانہ کے جسوقت حکیم مرزا بادشاہ کے بھائی کی بغاوت کی خبر پہونچی اور یہ بھی سنا کہ حکیم مرزا نے لاہور فتح کر لیا بطمع ریاست اور جاہ دنیوی کے بیتاب ہوکر دونو ہند کو متوجہ ہوئے احمد آباد گجرات مین آئے — اس عرصہ مین بعض بیگمات محل اکبر بادشاہ کی بھی جو حج کو گئین تھین وہ بھی اوسی شہر مین وارد ہوئین ان دونون نے بعد پہونچنے ہند کے جب اکبر کا اقتدار دیکھا ہوش وحواس

لکھو کے اپنی جان کو ڈر سے لاچار بیگمات کے توسل سے معذرت خواہ ہونے اور عورات مذکور نے بعد پہونچنے
کے سفارش کی چون کہ اکبر اونسے نہایت آزردہ اور ایسا مقام آلہی پر آ پہونچا تھا ظاہر مین تو پاس خاطر عورات
فرمایا اپنے لوگون کو بھیجا کہ ادن عورات سے پوشیدہ اون لوگون کو قید کر لاوین مخدوم الملک اسقدر خوفناک
ہوا کہ راستے ہی مین دار آخرت کو سدھارا اور اوسکے یارون نے اوسکی لاش کو مخفی جالندھر مین لاکر
دفن کیا اوسکے گھر سے بہت سا مال و اسباب نکلکر داخل خزانۂ پادشاہ ہوا اور بعد پہونچنے عبد النبی کے
با خود محاسبہ کرکے ابو الفضل کے حوالہ کر دیا کہ وہ اوسکے قید مین زندانخانۂ عدم کو سدھارا چون کہ اوسکو
شیخ ابو الفضل سے عداوت سابقہ تھی شیخ ابو الفضل متہم ہوئے کہ عمداً اوسکو مار ڈالا اور یہ مذہب آلہی
جسمین خلق خدا کے لیے انتہاے آسایش تھی عہد جہانگیر تک مروج رہا پھر شاہجہان کے زمانہ سے تعصب
مذہبی کی گرم بازاری ہوئی آخر کار عہد اورنگ زیب عالمگیر مین حد درجہ کو پہونچا ۔ شیخ ابو الفضل نے جو اپنے
وقائع مین قبر ملا احمد کی حفاظت کے واسطے نگہبانون کا تعینات کرنا اور اوسکے کشتہ ہونے کا ذکر فولاد برلاس
کے ہاتھون سے لکھا ہی اوسکے اور اوسکے باپ کے تشیع ہونے پر دلالت کرتا ہی والعلم عند اللہ اور احوال ملا احمد
ٹھٹی کا ملا عبد القادر بداونی نے اپنی تاریخ مین اسطرح لکھا ہی کہ فاروقی نسب تھا اوسکے بزرگ ملک سندھ مین حنفی
مذہب تھے اور وہ شاہ طہماسپ صفوی کے عہد مین ولایت عراق مین گیا اور مذہب تشیع اختیار کیا اس مذہب مین غلو
رکھتا تھا چون کہ شاہ اسمعیل خلف شاہ طہماسپ سنیون سے رومی اور تورانی کی سازش چاہتا تھا اور
برخلاف پدر کسیقدر پاسداری مذہب تسنن کی کرنے لگا دلتنگ ہوکر مکہ کو سدھارا وہان سے دکھن ہوتے ہوئے
ستائیسوین سال جلوس کو ہند مین آکے ملازمت درگاہ اکبری سے سرفراز ہوا اکبر دز اوسکو مینے بازار مین دیکھا
بعض عراقی میری تعریف کرتے تھے اوسنے کہا کہ نور رفض اسکی پیشانی سے نورانی ہی مینے کہا کہ جسطرح نور تسنن چہرۂ
مبارک سے ملاے مذکور حسب الحکم اکبر کے تحریر تاریخ ہزار سالہ ابتداے ہجرت سے تا زمان اکبر مصروف ہوا اور زمانہ
چنگیز خان تک تمام احوال دو جلد مین تحریر کیا اور بتیسوین سال جلوس کو بتقریب مذکورہ مقتول ہوا باقیماندہ
احوال کو آصف خان نے سنہ ۹۹۷ ہجری تک لکھا اور اوسکا نام تاریخ آصفی رکھا اور نیز اسی مذہب آلہی کے
اختیار کرنے کی وجہ سے زر خطیر جزیہ خود وصول ہوا کرتا تھا بادشاہ نے چاہا کہ تحصیل زر مذکور کی موقوف کرے
فرمایا کہ تحصیل جزیہ واسطے اجتماع خزانہ کے تھی تا کہ نسب اسلام قوی رہے اب کہ بطفیل اقبال روز افزون ہزار
گنجینۂ زر سرخ و سفید کے سرکار مین موجود ہین اور تمام راے و راجہ ہنوز مطیع کیا ضرور کہ غریب آزاری سے
روپیہ جمع کیا جاوے ملا شیری نے جسوقت کہ راجہ مانسنگہ ولایت پنجاب کی تسخیر پر مامور تھا یہ قطعہ نظم کرکے
گذرانا اور اسی قطعہ سے بادشاہ کو رعایت ہنود کی منظور ہوئی قطعہ شہا فرمان فرستادی براجہ

کہ ساز د بند دان کوه را رم ز جنبان رونق گرفت از عدل تو دین ؛ کہ ہندو میر ند شمشیر اسلام ؛ بادشاہان گذشتہ علماے متعصب آئین کے فتوا سے ایذا رسانی مخالفان مذہب کی موجب ثواب اور ہزار ہا اجر کا جانتے تھے اور ... ون کے مال اور عیال و اطفال قبضہ مین آنا گویا فی الحقیقۃ نفس اور ہوا پرستی کی اطاعت ہی ایسے ہی جہالت کیشون کے فتوا سے خداوند تعالی کی اعلی درجہ کی عبادت سمجھتے ہین اکبر چونکہ عقل خدا داد طریقہ معاش و معاد مین رکھتا تھا صلح کل کی بساط بچھائی تمام خلق اللہ کو یکسان جانتا تھا اور کہتا تھا کہ خداوند تعالی نے انواع مختلف المذہب مخلوقات پر دروازہ رزق و رعایت مفتوح رکھا ہی پس بادشاہون کو بھی جو کہ ظل اللہ ہین واجب اور لازم ہی کہ مخالفت اور تنازع دینی روا نرکھین بندہاے خدا کو نظر واحد سے ملاحظہ فرماوین اور اپنی عنایت کے سایہ کو مانند پرتو آفتاب کے جو نیک و بد پر یکسان پڑتا ہی ہر ایک کو زیر سایہ رکھین اسکے بعد حکم دیا کہ آج کی تاریخ سے کوئی شخص جزیہ کے واسطے ستایا نہ جاوے ہندو و مسلمان گبر و ترسا سے صلح کرین ہر ایک اپنے موافق رسم و مذہب کے پرستش خدا کرنے جیسا کہ یہ شعر محشی اکبر نامہ کا اس جگہ پر زیب دیتا ہی

شعر
دشمنی کفر اور ایمان سے حیرت ہی دلا ؛ کعبہ اور بتخانہ کا آتش سے جلتا ہی چراغ ؛

اوائل جلوس سال تیسوین مین واقع ۱۲ ربیع الاول کو مطابق استمرار کے مجلس مولود شریف حضرت ختمی پناہ صلعم کی منعقد ہوئی اور ہر ایک سادات و علما اور مشایخ و امرا کو طعام دیا۔ اور کل اہل شہر کے خوان شاہی سے بہرہ یاب ہوئے چونکہ یہ امر ظاہر ہوا تھا کہ جناب سید المرسلین اور خلفاے راشدین و اموی و عباسی خطبہ پڑھتے تھے اور بعض سلاطین مانند امیر تیمور صاحبقران اور الغ بیک مرزا نے بھی پڑھا ہی اکبر کے دلمین آیا کہ کسی جمعہ کو خود بدولت بھی اسکی تعمیل کرین لہذا جمعہ کے روز فتحپور کی مسجد جامعہ مین بعض زینہ منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھنے کو قاصد ہوا یکایک لرزہ چڑھا ہزاران تشویش یہ چند اشعار منظومہ شیخ فیضی پڑھتے پایا

شعر
خداوندیکہ مارا خسروی داد ؛ دل دانا و بازوے قوی داد ؛ بعدل و داد مارا رہنمون کرد ؛ بجز عدل از خیال ما برون کرد ؛ بود صفتش ز حد فہم برتر ؛ تعالی شانہ اللہ اکبر ؛

منبر سے اتر کر نماز جمعہ ادا کی اور اس صلح کل کا نام مذہب الہی رکھکر مقرر کیا کہ جمعہ کی شب کو ہر ایک مذہب کے عقلا سنی شیعہ یہودی نصارا گبر و ہنود ارمنی ملحد دہری براہمہ بہورہ وغیرہ چار ایوان مین جو قلعہ تعمیر ہوا تھا حاضر ہوا کرین اور بادشاہ ہر ایک کی تفسیر و تاویل سنکر بلا تعصب منصفانہ عقل و خرد کی ترازو مین تولتا۔ اور جس جگہ شک ہوتی بیان دلخواہ سے رفع کرتا بموجب شعر حافظ شیرازی

شعر
جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ؛ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ؛

اور حقیقت ہنود کے دریافت کو کتاب مہا بھارت تھی جو متضمن اکثر مقالات اور اعتقادات اور حالات اور مواعظ اس جماعت کی تھی اور اس ملت کے کتب تواریخ مین معتبر اور بزرگ تر ہی باہتمام غیاث الدین علی نقیب خان اور ملا محمد

اور ملا محمد سلطان تھانیسری اور شیخ عبد القادر بداونی نے فارسی مین ترجمہ کر کے رزم نامہ نام رکھا شیخ ابو الفیض فیضی نے اوسکا دیباچہ کمال اتفاق
اور الفاظ مختصرہ اور معنی مفصلہ سے لکھا ہی اسطور پر اور بھی ہندی پوتھیان بموجب حکم کے ترجمہ ہوئین بار ہا زبان شاہ
سے صادر ہوا کہ تقا کے جھونکے سے چراغ دانش سرد ہو گیا مقرر فرمایا کہ ہر سال دو مرتبہ اول پانچوین رجب
روز ولادت خود بدولت کو اور دوسرے دوم ماہ امرداد کو تلادان عنصر لطیف کا ہو اور نیز مقرر ہوا کہ روز ولادت
سے بحساب عدد روز اوسی ماہ شمسی کے مرتکب غذاے گوشت حیوانی کا نہو اور ہر سال بعد اوسکے جسقدر روز
مطابق اوسکے سال عمر کے ہون گوشت نکھاوے بلکہ کل ملک مین اوس روز جان تلف نہ کیجاوے اور اس تقریب
سے تمام ملک محروسہ مین گاوکشی بھی بند ہو گئی اکثر کہا کرتا کہ ترک گوشت بہتر ہی کسیکا گوشت درخت سے نہین
پیدا ہوتا اور نہ مانند نباتات کے ظاہر ہوتا ہی بلکہ ایک جاندار کے بدن سے ملتا ہی ہزارون قسم کی اور بھی نعمتین خدا نے
پیدا کی ہین پس زبان کی لذت کو جان آزاری کرنا سخت سنگ دلی ہی اور نیز فرماتا تھا کہ شکار بیکارون کا کام
نا خدا ترسون نے شکار جان کو تماشا مقرر کیا ہی ـ یہ نہین جانتے کہ یہ بھی اوسی صناع حقیقی کی بنائی ہوئی صورتین
ہین اور انکی بیخ کنی مین کمال نادانی اور بدبختی ہی ع میازار مورے کہ دانہ کش ست ✤ کہ جان دارد و
جان شیرین خوش ست ✤ ایسے ایسے احکام سے بعض مسلمان متعصب نے اکبر کو برخلاف مذہب سمجھا اور
کفر کی تہمت لگائی غایبانہ ملامت کرتے تھے خصوصًا ملا عبد اللہ سلطانپوری جو کہ عہد اسلام شاہ افغان مین
شیخ الاسلامی کا خطاب رکھتا تھا اور اکبر کے وقت مین مخدوم الملک کہلایا اور شیخ عبد النبی صدر کل نسبت
دوسرون کے زیادہ تر سخنان دراز کار کہا کرتا تھا اور اوسکا حال ہم مفصل لکھ چکے ہین ـ

ہندوستانی راجون کی لڑکیون کا محلسرای شاہی مین داخل ہونا

بادشاہ اکبر نے واسطے امتحان تسلط اور اقتدار کے جلوس کے چند مدت گذرنے اور دشمنون پر غلبہ پانے اور قلعہ جات
کے فتح کرنے کے بعد چاہا کہ ہندوستانی راجاؤن کی لڑکیان اپنے عقد مین لاوے اور اپنی اولاد کے ساتھہ بھی
تزویج کی تجویز کرے اول جو کہ حسن خان میواتی عمدہ زمینداران جوار بیت السلطنۃ سے تھا اوسکی بھتیجی کی درخواست
کی اوسنے مناسبت اسلام کے سبب سے بلا عذر عقیقہ مذکور کو داخل محلسرا کیا بعد ازان راجہ بہارا مل کچھواہہ
کہ راجگان ہند مین معزز و ممتاز تھا درخواست کی اوسنے اول مخالفت مذہب کی وجہ سے انکار کیا آخر الامر ناچار
ہو کر راضی ہوا اور اپنی لڑکی کو بادشاہی عقد مین حاضر کیا **ابیات** بروز یکہ طالع برومند بود ✤
نظر ہا سزاوار پیوند بود ✤ جہاندار بر رسم آبای خویش ✤ بر چہرہ را کرد ہمتاے خویش

ذکر شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر بادشاہ کا پیدا ہونا اور اجمیر کو بادشاہ اکبر کا جانا ایفاء نذر کے لیے ✤✤

شاہنشاہ اکبر کو فرزند کی آرزو نہایت تھی اور وہ حاصل نہین ہوتی تھی عورتون کو حمل ہوتا اکثر گرجاتا تھا
بر تقدیر کہ ایام معہود مین وضع حمل بھی ہوا تو زندہ نرہتے تھے آخر دولتخواہون کے آگاہ کرنے سے بامید حصول مرا
خدمت مین شیخ سلیم کے اونکو نہین جو کہ برگزیدگان خدا اور مستجاب الدعوا تو نمین مشہور تھا اور قصبہ سیکری
مین مقیم تھا گیا اور اپنی تمناے دلی اظہار کی اور بموجب فرمایش شیخ موصوف کے اوسی قصبہ کے پاس
عمارت شاہانہ بناکر اوسکا نام فتح پور کیا اور عمارات دیگر شاہانہ بنواکر دار السلطنت بنایا الغرض شیخ صاحب کی
دعا سے درخت تمنا بار آور ہوا چودھوین سال جلوس مین مطابق ۹۷۷ھ ہجری کو راجہ بہارا مل کی لڑکی سے
ایک وارث بلند اختر پیدا ہوا اور درویش موصوف کے نام پر اسکا نام سلطان سلیم رکھا آخر جب باپ کے
بعد بادشاہ ہوا جہانگیر لقب رکھا گیا چونکہ شہنشاہ اکبر کو خواجہ معین الدین چشتی سے اعتقاد راسخ تھا
اور انکا مزار پر انوار شہر اجمیر کے متصل ہی اکبر نے عہد کیا تھا کہ جسوقت حق تعالے مجھے لڑکا عنایت فرمائے
پیادہ پا خواجہ کی مزار پر جاؤنگا - غرض جب کہ شاہزادہ سلیم کی ولادت ہوئی ایفاے عہد کے واسطے فتحپور
سیکری سے اجمیر تک سات منزل کا فاصلہ اور ہر منزل بارہ کوس کی ہی پیادہ پا گیا اور زیارت حاصل کی
اصل یہ ہی کہ دل کی مضبوطی کے سوا قوت بدنی بھی اکبر کو حاصل تھی اسکی جرات جسقدر لکھتے ہین اکثر
حد شجاعت سے خارج اور مرتبہ تہور کے قریب ہین اور عقل کے قانون سے دور ہین شیخ ابو الفضل اپنے
اکبرنامہ مین لکھتا ہی کہ ایکروز اکبر شکار کے قصد مین زور آزمائی کیواسطے متھرا سے پیادہ پا روانہ ہوا غروب کے
وقت اٹھارہ کوس کا فاصلہ طی کرکے آگرہ پہونچا - ہمراہیون مین بجز دو تین آدمی کے کوئی نہ پہونچا
اور نیز لکھا ہی کہ ہاتھی کی سواری مین اسقدر ماہر اور بیباک تھا کہ کار آزمودہ فیلبان بھی اوسقدر
نجانتے ہونگے - جسوقت مست ہاتھی شوخی کرکے فیلبان کو ہلاک کرتا شہر مین باعث آشوب ہوتا تھا
بادشاہ نے اندیشہ روبرو جاکر اور دانتون پر پاے مبارک رکھکر سوار ہوجاتا اور اوس ہاتھی کو دوسرے
ہاتھی سے لڑاتا تھا بارہا ہاتھیون کی لڑائی مین ایسا دیکھا گیا کہ اس فیل سے اوس فیل پر اسطرح
چلا جاتا تھا کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوتی تھی

شاہزادہ سلیم کا نکاح ہونا راجہ مونہ کی لڑکی سے اور پیدا ہونا شاہزادہ خرم بخت یعنی شاہجہان بادشاہ کا

جب شاہ اکبر نے راجاؤن کی لڑکیون سے رسم مناکحت پیدا کی باوجود تخالف مذہب کے یہ لوگ اپنا فخر سمجھنے لگے
جب شاہزادہ سلیم نے گلزار بلوغ مین قدم رکھا اگرچہ اول راجہ بھگونت ولد بہارا مل کچھواہہ کی لڑکی سے منعقد ہوا
دوسری مرتبہ راجہ مونہہ ولد راجہ مالدیو کی لڑکی جو جودہ پور میرٹھہ کا حاکم تھا حبالہ نکاح مین آئی اس کتخدائی
مین راجہ نے اپنی ازدیاد آبرو کے واسطے بادشاہ کے تشریف لانے کا مستدعی ہوا اکبر نے اوسکی آبرو کا پاس کرکے

التماس قبول کیا اور اوسکی مجلس مین رونق افروز ہوا - راجہ نے عجز و نیاز کے بعد ہمراہیان بادشاہ کی فہرست
لشکری سے لیکر شاگرد پیشہ تک کو فاخرہ خلعتین عنایت فرمائین اور امرا کے واسطے ضیافت اور
تحفجات پیش کیے اور جہیز مین ہاتھی اور گھوڑے اور غلام اور ہر قسم کا نقد و جنس ظروف اور جواہرات
وغیرہ نذر کیا اور عمدہ طریقہ سے بادشاہ اور داماد کو مع عروس کے رخصت کیا قبل اسکے شاہزادہ سلیم کو
راجہ بھگونت کی لڑکی سے ایک لڑکا خسرو شاہ ہوا تھا اب چھتیسوین[۳۶] سال جلوس اکبری مین راجہ موٹہ کی
بیٹی سے شاہزادۂ سلطان خرم پیدا ہوا جسکا لقب بادشاہ ہونے پر شاہجہان مقرر ہوا اور اس ولادت
باسعادت کے ذریعہ سے بزم عیش و طرب اور انجمن انبساط و مسرت کی مقرر ہوئی

زمانۂ اکبری کے عجایب سوانحات کا بیان

موضع بکسر مین ایک شخص راوت ٹیکا نام مقدم تھا اوسکے دشمن نے قابو پاکر ایک زخم پشت پر اور ایک بناگوش پر
مارا اور اونھین کے صدمۂ زخمون مین راوت مذکور مرگیا - بعد چند روز کے اوسکے داماد کے اس ایک لڑکا پیدا ہوا
جسکی پشت اور بناگوش پر اوسی طور کے زخم نمایان تھے مشہور ہوا کہ راوت ٹیکا نے اپنے داماد کے گھر مین اوتار
لیا اور وہ لڑکا بھی بالغ ہوکر کہتا تھا کہ مین راوت ٹیکا ہون اور سچ سچ علامت بتلاتا تھا جب یہ خبر حضور
اکبر مین پہونچی اوسکو طلب فرمایا اور اوسکے حال پر اطلاع پائی گئی اور اوسکے اظہار کی صداقت کی - دوسرے
ایک اندھے کو لائے جو کچھ کوئی شخص زبان سے کہتا وہ شخص اپنا ہاتھ بغل مین رکھکر دست و بغل سے
جواب دیتا تھا اور اسی طور سے شعر بھی پڑھتا - لوگ احتمال کرتے تھے لیکن کثرت آواز کی ورزش کی
مداومت سے یہ معجزہ حاصل تھا - دوسرے ایسے آدمی کو حاضر کیا کہ نہ کان رکھتا تھا نہ سوراخ گوش
لیکن جو کچھ کوئی کہتا نے کم و بیش سنتا تھا دوسرا ایک آدمی کو لائے کہ ایک بی بی سے اکیس لڑکے
رکھتا تھا اور ہر ایک زندہ تھے - دوسرا اون دنون مین ایک ستارۂ دُم دار پدیدار ہوتا تھا اوسکی نحوست
سے عراق اور خراسان مین شورش عظیم ہوئی دوسرا ایک عجیب سانحہ یہ ہوا کہ نواحی آگرا باد کے کشتون
کی گوشمالی کو فوج سرکاری مقرر ہوئی تھی اور گردن کشون سے لڑائی ہوئی اوس فوج مین دو بھائی قوم کھتری تھے
اونمین سے ایک بھائی لڑائی مین مارا گیا اوسکی لاش اکبراباد مین اوسکے مکان مین آئی اور اوسکا دوسرا
بھائی لڑائی مین رہا چونکہ دونو بھائی توام اور باہمدگر مشابہ تھے اونکی بی بیون مین جھگڑا اوٹھا ہر ایک
کہتی تھی کہ میرا شوہر ہے مجھے اسکے ساتھ ستی ہونا چاہیے آخر یہ قصہ کوتوال شہر کے پاس پہونچکر بادشاہ کے
حضور مین آیا بادشاہ نے تصدیق دعوی طلب کیا بڑے بھائی کی بی بی نے کہا کہ یہ میرا شوہر ہے اور تصدیق
اسکی یہ ہے کہ ایک سال گذرتا ہے میرا لڑکا دس برس کا ہوکر مرا ہے میرے شوہر کو لڑکے کا بہت رنج تھا

پس اسکی چھاتی کو چاک کرو اگر اسکے جگر مین فرزند کا داغ ہو ضرور میرے شوہر کی لاش ہی آخر بموجب حکم
جب اوسکی چھاتی چاک کی ایک زخم تیر کے زخم کے مانند اوسکے جگر پر نمودار ہوا دیکھنے والون کو حیرت ہوئی اکبر نے
حکم دیا کہ درحقیقت یہ تیرا شوہر ہی جلنا اور نہ جلنا تیرے اختیار مین ہی پس وہ عورت مرد صفت اپنے
شوہر کے پیکر بیجان کے ساتھ پروانہ وار جل کر خاکستر ہو گئی —

ولایت پٹنہ اور بنگالہ کی فتح پانے کا بیان

اوسوقت مین سلیمان کلبانی جو شیر شاہ اور اسلام شاہ کے امرا مین تھا اوس ولایت کی حکومت رکھتا تھا اور عہد
اکبری تک متسلط رہا جب منعم خان خانخانان اوس ملک کی حکومت پر معین ہوا چند بار سلیمان مذکور سے لڑائیان
ہوئین آخر کو سلیمان نے عاجز ہوکر بادشاہی اطاعت قبول کی اور خانخانان سے ملاقات کی اور اپنی تمام عمر تک
اطاعت بادشاہی سے منحرف نہوا جب وہ مرگیا اوسکا بڑا لڑکا بایزید جانشین ہوا اور تھوڑے دنون مین باپ
کی خدمت کو سدھارا اسکے بعد دوسرا لڑکا سلیمان کا داؤد حاکم ہوا اسنے استقلال کا دعوی کرکے بغاوت کی
بادشاہ کا دوسرا بنا منعم خان لڑنے کو آمادہ ہوا اور قلعہ پٹنہ کو گھیر لیا اور اکبر کو عرضی کی کہ حضور بھی تکلیف
کرین بادشاہ عین برسات مین باوجودیکہ ندی نالہ کی کثرت سے راہ چلنا دشوار تھا عازم ہوکر پٹنہ مین آپہونچا —
مخالف نے دریاے قہر سلطانی کے تموج مین لنگر جمانا دشوار سمجھکر صلح کا پیام دیا جسوقت ایلچی درگاہ سلطانی مین
حاضر ہوا حکم سنایا گیا کہ داؤد دو باتون سے ایک اختیار کرے یا کہ خود تنہا رزمگاہ مین آکر مجھسے نبرد آزما ہو جو فتحیاب
ہو اوسکے حصہ مین شاہی آئے اگر اسپر دل راضی نہو تو جو کوئی اوسکے رفیقون مین بڑا شجاع ہو اوسے روانہ کرے
اور یہان سے بھی ایک جری منتخب ہوکر روبرو ہو جسکے حصہ مین ظفر ہو اوسکے مالک کے ملک مین ملک آجاے
اگر یہ بھی نامنظور ہو تو دونو طرف سے ایک ایک فیل نامی قوی الجثہ جنگ آزما ہو اونکے فتح فیمابین کی جیت تصور
کیجاے — شرایط مذکورہ مین کوئی شرط داؤد نے منظور نہ کی اسی نزدیکی مین حاجی پور جو گنگا کے اوس
کنارے پر پٹنہ کے مقابل آباد ہی غازیان دولت نے فتح کرلیا اور قلعہ پٹنہ کا محاصرہ بھی نہایت سختی سے ہوا
پٹھانون نے اپنی زورق احوال کو ادبار کے گرداب مین ڈوبتے دیکھکر داؤد کو جسطرح سے بنا کشتی پر سوار کراکر
رات کے وقت بنگالہ کو قطرہ زن ہوئے قلعہ مین عجب طرح کی شورش برپا ہوئی بعضے پٹھان سیہ بختی سے
رات کے وقت دریا اور کشتی کا تمیز نکرسکے دریا مین در آکر لجۂ فنا سے جان بر نہوئے جو کشتی پر چڑھ گئے اونکا
کثرت سواریون کے سبب سے بیڑا پار نہوا مع کشتی تحت دریا کو سدھارے ایک گروہ کثرت انبوہ سے نکلنے کی
تلاش مین پامال ہوا جنہون نے قلعہ کے دروازہ سے نکلنے کی راہ نپائی دیوار اور کنگورون سے کود کود کر خندق کے
راستے سے غار عدم کی راہ لی صبح کو اکبر نے اس واردات سے آگاہ ہوکر ملازمان دولت کو قلعہ تفویض کیا

اور خود بدولت اسپ سوار دریاے پن پن سے گذر کر تیس کوس تک پاشنہ کوب ہوا اس دوڑ دھوپ مین
حسین خان ولد سلطان محمد عدلی گرفتار ہوکر قتل ہوا اور اکثر مخالف اسیر ہوکر قید ہستی سے آزاد ہوئے
اکثر جان بچا کر بھاگ نکلے ؎ مخالف گریزان براہ گریز ❊ سپہ در عقب راندہ با تیغ تیز ❊
جسوقت پٹھانون نے شکست فاش پائی لشکر بادشاہ کو لوٹ کا مال اسقدر ملا کہ بے نیاز ہوگیا وہان سے
منعم خان خانخانان کو داؤد کے استیصال اور تسخیر بنگالہ پر مقرر کرکے خود پٹنہ کو معاودت فرما ہوا۔ راجہ ٹوڈرمل
نے اس مہم مین اچھے اچھے کار نمایان کیے تھے نقارہ اور علم عنایت کیا اور منعم خان کی رفاقت مین بھیجا گیا
بادشاہ نے اوس ملک کا انتظام کرکے اجمیر کے راستے سے خواجہ معین الدین کی زیارت کرتے ہوئے دار السلطنت
فتحپور مین رونق افروز ہوکر حکم دیا کہ اجمیر سے فتحپور تک پختہ کنوین اور اونچے اونچے مناری تعمیر ہون تھوڑے
عرصہ مین اس حکم کی تعمیل ہوگئی **القصہ** منعم خان بنگالہ مین پہونچا اور داؤد سے لڑائی کرکے زخمی ہوا
اکثر امرا نے خوف جانفشانیان کین آخر کو داؤد مغلوب ہوا اور بادشاہی فرمان بری قبول کرکے اپنی لڑکے کے
ہمراہ لایق پیشکش مع ہاتھیون کے روانہ حضور کیا راجہ ٹوڈرمل بنگالہ کی مہم سے دلجمع ہوکر حضور مین آیا۔
اور دیوانی کے منصب پر سرفراز ہوا۔ تھوڑے دنون مین جب منعم خان خانخانان مرگ طبعی مین فوت ہوا۔
داؤد نے قابو پاکر عہد شکنی کی اور سر بشورش اوٹھایا لہذا خانخانان اور دوبارہ ٹوڈرمل کی تعیناتی ہوئی۔
انھون نے بنگالہ پہونچکر سرکوبی کی اور چند لڑائیان کرکے فتحیاب ہوئے اس مرتبہ داؤد کو قید کرکے زندان ہستی
سے رہائی دی اور اوسکا سر درگاہ اکبری مین آیا مورد عنایات ہوئے اوسوقت سے بنگالہ مین فتنہ و شر کی
گرم بازاری سرد ہوئی پوشیدہ نرہے کہ سلطان ایبک کے ایک امیر کبیر ملک محمد بختیار کے وقت سے بنگالہ مین
اسلام کا ظہور ہوا اور اوسی وقت سے یہ ولایت دہلی کے زیر حکومت ہوئی سنہ ۷۴۰ ہجری مین سلطان محمد شاہ
فخر الدین جونا بن سلطان غیاث الدین تغلق کی طرف سے قدر خان حاکم تھا جسے اوسکے سلاحدار فخر الدین نے
کسی قابو پانے سے مار ڈالا اور خود مسند نشین ہوا اور سلطان فخر الدین کے خطاب سے بارہ برس حکمران
رہا بعد ازان سلطان علاء الدین عرف ملک علی جو قدر خان کے لشکر کا بخشی تھا سلطان فخر الدین سے
لڑکر غالب ہوا اور فخر الدین کو قتل کرکے ہ برس چند مہینے حاکم رہا من بعد سلطان شمس الدین عرف حاجی الیاس
نے جو سلطان علاء الدین کا نوکر تھا لشکر کا سردار ہوا لکھنوتی مین آکر کل سپاہ کو حسن تدبیر سے باخود متفق کرلیا اور
راستے سے معاود ہوکر اپنے آقا علاء الدین کو لڑ بھڑ کر مار ڈالا اور خود مسند نشین ہوا اوسوقت دہلی کا تخت
سلطان فیروز شاہ کے قبضہ مین تھا اسی بادشاہ نے مکرر بنگالہ پر لشکر کشی کی مگر مدعا برآری نہوئی ۱۶ برس
حکومت رہی سلطان سکندر بن شمس الدین ۱۷ برس اور سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر ۷ برس

اور چند مہینے حاکم رہا سلطان السلاطین بن غیاث الدین ۱۰ برس رہا اور سلطان شمس الدین بن سلطان السلاطین
پانچ برس مسند نشین رہے جب شمس الدین بے اولاد رحلت کی راجہ کانس جو وہان کے زمیندارون مین تھا
چیرہ دستی کرکے مسند نشین ہوا پانچ برس چند مہینے دل کا ولولہ نکالا سلطان جلال الدین بن راجہ کانس حکومت
کے واسطے اپنا مذہب ترک کرکے مسلمان ہوا اونیس برس چند مہینے سکہ وخطبہ جاری رہا سلطان احمد شاہ
بن سلطان جلال الدین ۱۷ برس اور سلطان ناصر الدین بن سلطان احمد شاہ ۷ روز اور سلطان ناصر شاہ
جو سلطان شمس الدین کے احفاد مین تھا دو برس رہا اور سلطان باربک شاہ عرف ناصر اوسکا غلام تھا قابو
پاکر سلطان ناصر کو قتل کیا اور خود مسند حکومت پر جا بیٹھا مگر اون لوگون نے متفق ہوکر اسے بھی ذبح کیا۔
اونیس برس تخت آرا رہا۔ پھر یوسف شاہ باربک شاہ کا بھتیجا آٹھ برس کو حاکم بنا سلطان سکندر چند روز
مین امرا کے اتفاق سے معزول ہوا فتح شاہ ۹ برس اور چند مہینے حکمران رہا آخر باربک شاہ کو خواجہ سرانے قتل کیا
خود مالک بنا اس خواجہ سرانے خواجہ سراؤن کا خوب جماو کیا جو جہان تھے وہان سے اپنے دربار مین بلائے
دو مہینے پندرہ روز کی حکومت مین خویش پروری کرگیا فیروز شاہ تین برس چند مہینے اور محمود شاہ اسکا
لڑکا ایک برس چند روز رہا آخرکار حبشی خواجہ سرانے محمود شاہ کا فیصلہ کرکے خود تخت چھین لیا ایک برس
پانچ مہینے فرمان روا رہا بعد ازان سلطان علاء الدین نے جو مظفر شاہ کے نوکرون مین تھا قابو پاکر آقا کشی کی
اور بیس برس فرمان روائی کی پھر اسکا لڑکا نصیب شاہ چودہ برس حکومت کرتا رہا۔ جسوقت ظہیر الدین
محمد بابر بادشاہ نے ہندوستان فتح کیا سلطان محمود سلطان ابراہیم لودی کا بھائی نصیب شاہ کے
پاس پناہ گیر ہوا مدت کے بعد شیر شاہ نے غالب ہوکر بنگالہ کو نصیب شاہ کے قبضہ سے باہر کیا ہمایون بادشاہ
کے امرا مین ایک شخص جہانگیر قلی خان تھا بادشاہ نے اوس ولایت کو شیر شاہ کے قبضہ سے نکالکر اسکے
حوالے کیا شیر شاہ نے ہمایون پر فتح پاکر جہانگیر قلیخان کو قول دیکر اپنے پاس بلایا اور عہد شکنی کرکے مار ڈالا اور
محمد خان ملقب بہادر خان نے جو شیر شاہ اور اسلام شاہ کے امرا مین سے تھا بنگالہ کی حکومت پائی جب قمریزخان
کی آویزش مین مرگیا اوسکا لڑکا خضر خان بہادر شاہ کے لقب سے جانشین ہوا اسکی لڑائی مین قمریزخان مارا گیا
خضر خان کے بعد تاج خان حاکم ہوا بعد ازان اوسکے چھوٹے بھائی سلیمان کلیانی نے جو اسلام شاہ کے
امرائے مشہور مین تھا باستقلال حکومت کی اگرچہ سکہ وخطبہ اپنے نام کا جاری نکیا مگر اعلیحضرت کا
خطاب اپنے واسطے مقرر کیا تھا اسکے بعد بایزید اسکا لڑکا جانشین ہوکر تیرہ روز حاکم رہا بعدہ داؤد دوسرا
لڑکا سلیمان کا دو برس حاکم رہا سنہ ۹۸۳ ہجری مین خانجہان اور راجہ ٹوڈرمل نے داؤد کو قتل کیا اور بنگالہ
ممالک محروسہ اکبری مین داخل ہوا ابتدائے سنہ ۶۰۰ ہجری سے لغایت سنہ مذکورہ تک دوسو [illegible] برس رہا

ولایت بنگالہ بادشاہان دہلی کے قبضہ سے باہر رہی القصہ راجہ ٹوڈرمل یہان کے انتظام سے دلجمعی کرکے
حضور مین آیا راجہ کے آنے پر تھوڑے دنون کے بعد خانجہان ملک بقا کو سدھارا مظفر خان دیوان اعلی وہان کی
صوبہ داری پر رخصت ہوا یہ شخص وہی ہے جو خواجہ مظفر کے نام سے مشہور تھا ابتدا مین بیرام خان کا نوکر تھا -
جب بیرام خان کا تفرقہ ہوا پرگنہ پرسرور تابع پنجاب کا کروری ہوا جب اسکی قابلیت اکبر کو دریافت ہوئی
حضور مین بلاکر دیوان بیوتات کیا اور وہ اپنی کاردانی سے بہت جلد دیوان اعلی ہوگیا الغرض بنگالہ مین پہنچکر
وہانکا بندوبست کیا چند عرصہ کے بعد معصوم خان کابلی بہار کے جاگیردار - داغ اسپ کے مقدمہ مین جو
اندنون مقرر ہوا تھا عدول کیا اور سینہ زوری سے دیوان اور بخشی سرکار کے روبرو بھلا برا کہکر سوار ہوگیا
اور دونو کے گھر لوٹ کر مار ڈالا بغاوت اختیار کی اسیطرح بعض چھوٹے چھوٹے جاگیردارون نے بھی اس سبب
سے کہ جاگیر کے اضافے واپس دینے پڑے روگردان اور باغی ہوئے اور باہم مخالفون سے متفق ہوگئے اور معصوم خان
کابلی سے ہمداستان ہوکر جہاد کرنے لگے اور بعض امرا بھی مظفر خان سے آزردہ ہوکر دشمنون مین مل گئے اور
مرزا شرف الدین حسین اکبر بادشاہ کا بزنہ جو بادشاہ سے مخالف تھا مکہ معظمہ کو جاتا تھا اس شورش کی خبر پاکر
بیت الحرام کا جانا بھول گیا اور حرامیون سے ملحق ہوا باغیون نے قلعہ کا محاصرہ کرکے محصورون کو تنگ بلکہ حیران
کردیا اور مظفر خان کو پیغام دیا کہ یا تو آنکر ملازمت کرے ورنہ مکہ کو چلا جاے مظفر خان نے مکہ کی نیت ظاہر
کی جب مخالفون نے دیکھا کہ وہ ڈر گیا دوبارہ پیغام دیا کہ اپنے مال سے تیسرے حصہ کو لے باقی اسی جگہ پر
چھوڑے مظفر خان نے پوشیدہ آٹھ ہزار اشرفی معصوم خان کے پاس بدین آرزو بھیجی کہ اوسکے
ننگ و ناموس مین رخنہ اندازیان نکرے دشمنون پر اس حرکت سے اسکی بزدلی کا پردہ کھل گیا جی کھول کر
قلعہ کے محاصرہ مین سرگرم ہوئے آخر قلعہ ٹانڈہ مفتوح ہوا اور مظفر خان کو پکڑ کر مار ڈالا اور اوسکے مال
ومتاع پر ہر ایک مخالف نے قبضہ کرلیا اور تمام ملک پر قبضہ پاکر ہر ایک نے اپنے واسطے خطاب اور منصب
تجویز کرکے ایک محفل ترتیب دی چاہا کہ خطبہ وسکہ محمد حکیم مرزا اکبر کے چچا اور بھائی کے نام کہ کابل مین تھا رائج ہو
دفعتًا اوسوقت باد و باران بڑے زور شور سے نمودار ہوا عیش و انبساط کی بساط اولٹ گئی سارا منصوبہ
نقش برآب ہوا اسیطرح بہار مین بہادر نامے ولد سعید بدخشی نے بغاوت کرکے خطبہ اور سکہ اپنے نام سے
جاری کیا جب یہ حال حضور مین ظاہر ہوا راجہ ٹوڈرمل کو مع دیگر امرا کے روانگی کا حکم ہوا اور راجہ فورًا
روانہ ہوکر مونگیر پہونچا اور وہین ہر ایک گڈھی طیار کرکے مقیم ہوا اور حقیقت حال حضور مین لکھی خان اعظم
کوکلتاش مع لشکر گران کے روانہ ہوا اوسکے تعاقب کے بعد شہباز کو بھی اجازت ملی خان اعظم اور
شہباز خان کی آمد آمد سے مخالفون کے جتھا مین پریشانی ہوئی اور محاصرہ کلین کے محاصرہ سے جو ٹوڈرمل نے

بنایا تھا دست بردار ہو کر بر طرف ہوئے معصوم خان مع دیگر باغیون کے بہار کیطرف چلا افواج قاہرہ نے بہار مین پہونچکر باغیون کے نابود کرنے مین کمر باندھی اسی اثنا مین معصوم خان فرنخودی اور ثابت خان عرف بہادر سے جو اودھ اور جونپور کے اطراف مین سرکشی کر رہے تھے شہباز خان نے شکست پا کر فرار اختیار کیا کرنا خدا کا اسوقت یہ افواہ اڑی کہ معصوم خان فرنخودی معرکہ مین مارا گیا اور اوسکا لشکر اس افواہ سے پریشان ہوا شہباز خانکی اس خبر سے حواس جمع ہوئے لشکر اکٹھا کر کے اودھ مین آیا معصوم خان فرنخودی سے لڑکر غالب ہوا اور ویسی شکست کے بعد اسطرح کی فتح نصیب ہوئی ایسی رفع شورش کی اور معصوم خان شکست پا کر سو آدمیون کے ساتھ نکل بھاگا۔ اور چند روز کے بعد شاہزادہ کی سفارش سے معصوم خان کی تقصیر معاف ہوئی اور جاگیر بھی پائی۔ راجہ ٹوڈرمل بنگالہ وغیرہ کی مہمات سے فراغت پا کر حضور مین آیا اور مورد عنایات ہوا اور بعد چندے اعظم خان بھی بنگالہ سے دربار شاہی مین حاضر ہوا اور یہ تھا شہباز خان معصوم خان کابلی وغیرہ باغیون کی مدافعت مین مصروف رہا جب حضور مین خبر آئی کہ مفسدون نے چند مرتبہ شورش کر کے شہباز خان کو مغلوب کیا اور ہنوز رفع شورش نہین ہوئی بلکہ روز افزون ہے لہذا خود بدولت دیار شرقیہ کیطرف شکار کنان عازم ہوا اسی سفر مین راجہ بیربل نے جشن عالی کا سامان کیا۔ اور بادشاہ کی دعوت کی اکبر وہان مجلس مین آکر عزت افزا ہوا اور راجہ ٹوڈرمل وزیر کے بھی خیمہ گاہ مین تشریف لاکر سرفراز فرمایا جسوقت اوس مقام پر پہونچا کہ جہان دریاے گنگ و جمن باہم ملحق ہوئے ہین اور اہل ہنود کے اعتقاد مین وہ پاک مقام شمار ہوتا ہے حکم دیا کہ دونو دریا کے الحاق کی جگہ پر قلعہ بنایا جاوے اور وہین پر ایک شہر الہ آباس نام تعمیر ہوا اور ایک دیوار مستحکم طولاً ایک کوس اور عرض مین چالیس گز اور بلندی مین ۴ گز مقرر ہوئی یہ عمارت جلوس کے اٹھائیسوین سال تعمیر ہوئی اسی مکان مین لوگون نے عرض کیا کہ شہباز خان نے حضور کی آمد کی تقویت سے مخالفون پر فتح حاصل کی معصوم خان کابلی اور بہادر وغیرہ مفسد ملک بادشاہی سے خارج ہوئے لہذا بادشاہ مراجعت فرمائی اور محمد حکیم مرزا کے فساد دفع کرنے کو پنجاب کا قصد کیا

محمد حکیم مرزا اکبر کے چچازاد بھائی کا بغاوت کرنا

یہ شخص کابل مین باغی ہوا بارہا سندیار آکر اہل پنجاب کو ضرر پہونچاتا تھا ہر چند لشکر شاہی سے شکست کھاتا مگر کابل کا پیچھا نچھوڑتا ضرور اوسکو دوڑتا اور مونہہ کی کھا کر اولٹے پانون لوٹ جاتا ایک مرتبہ لاہور آیا ۲۲ روز ایک قلعہ کو گھیرے رہا راجہ بھگونت داس صوبہ دار لاہور قلعہ کو بچائے رہا اوسکا لڑکا کنور مانسنگہ سیالکوٹ کا فوجدار تھا اوسنے پہاڑیون کا جماو کر کے ناگہان مرزا پر دوڑ لایا مرزا مغلوب ہو کر بیدست و پا قلعہ کے محاصرہ سے اوٹھکر اپنی راہ لگا جلال پور معمولہ حافظ آباد کے راستے سے دریاے چناب کے پار ہو کر ہمزہ مین پہونچا اور اوس شہر کو لوٹ کر ویران کر دیا پھر کسیب کے راستے دریاے سندھ عبور کر کے کابل چلا گیا اور کنور مانسنگہ نے

دریاے سندھ کے کنارے تک پہچایا گیا جسوقت کنور مانسنگہ کی جرأت اور شعور کی حقیقت
دربار شاہی مین ظاہر ہوئی یکبارگی پنجہزاری منصب پر سرفراز ہوا۔ ان دنون مین جب میرزا نے
شورش بنگالہ کی خبر پاکر یہ سنا کہ وہان کے امرا میرے نام کا خطبہ و سکہ پڑھا چاہتے
تھے دون کی لینے لگا اور لشکر آراستہ کرکے کابل ہوتے ہوئے پنجاب آکر فتنہ و
فساد برپا کیا اوسی سرزمین کے سردارون کی آزار رسانی مین دست درازی
کی۔ اکبر نے الہ آباد سے بدین ارادہ کوچ کیا کہ اس مرتبہ کابل پہونچکر
مرزا کی اسطرح گوشمالی کرے کہ اچھی طرح پر اوسکا سر جھک جاے
پس ایک فوج منقلا کی طور پر پیشتر روانہ کی مرزا نے فوج منقلا کے طنطنہ سے اپنا
رہنا محال جانکر گھبرا کر پنجاب سے کابل کی راہ لی اور لشکر بادشاہی جو اوسکے
تعاقب مین دوڑا تھا شادمان خان نامے مخالف کی سرداری سے جنگ آزما ہوا
اور شادمان خان شکست کھاکر بھاگا اوسکے لشکر کا مال و اسباب اکبری فوج کے سپاہیون کے
ہاتھ لگا اور چند نوشتہ مرزا کے منشی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے شادمان کے پرتل سے سردار فوج اکبری کے
ہاتھ آئے اون خطوط کو بجنسہ روانہ حضور کیا اونمین سے ایک نوشتہ خواجہ شاہ منصور وزیر کے نام تھا جو کہ درخوا[ست]
لکھا گیا تھا اکبر نے فراخ حوصلگی و نیک ذاتی سے کچھہ نکہا اور دلمین سمجھا کہ ایسے وقت مین مخالف لوگ معتمدون کی
ساقط الاعتباری کے واسطے ایسی حرکات کیا کرتے ہین۔ دوبارہ عرض ہوا کہ جو لوگ شاہ منصور کیطرف سے
پرگنہ فیروزپور کی جاگیر مین رہتے ہین اونکا ارادہ ہی کہ محمد حکیم مرزا سے متفق ہون جب یہ بات خواجہ سے
استفسار ہوئی اوسنے انکار کیا اوسوقت ضمانت طلب ہوئی اوسنے عذر کیا تب تو جو شک تھے
یقین ہو گئے کہ فی الواقع خواجہ کی نیت ڈانوان ڈول ہی لہذا بموجب صلاح کے متصل کوٹ اور کچھواہہ کے
جو شاہ آباد اور انبالہ کے درمیان مین ہی خواجہ کی گردن ماری گئی خواجہ شاہ منصور شیراز کے امراسے ہے
خوشبوی خانہ کے عہدہ پر سرفراز تھا اور اکبر بمقتضاے آدم شناسی کے اوسکی قابلیت پر نظر فرماکر بہت دوست
رکھتا تھا اور مظفر خان دیوان اعلی اوسکی کاروانی اور عقلمندی کا حسد کہا یا کرتا اسی سبب سے ترک نوکری
کرکے منعم خان خانخانان کے پاس جاکر نوکر ہوا اکثر تب منعم خان نے بنگالہ کے عرض مطالب کو دربار مین بھیجا تھا
اوسکی اقتربیانت سے بادشاہ کے دلمین اور زیادہ اوسکی کاروانی کا نقش ہوا جب [illegible] خان مر گیا حضور مین
بلاکر وزارت کے عہدہ پر سرفراز فرمایا [illegible] معاملہ کو نہایت دقت [illegible]
اسی سبب سے چند [illegible] ہو گیا تھا اور [illegible]

اوسکے مرنے کے دس روز بعد اوسکی نے تقصیری معلوم ہوئی اور ایک گونہ باعث تاسف خاطر ہوا۔
لیکن خلق اللہ نے اوسکی سخت گیری سے نجات پاکر خورسندی کی ابیات بناشی بکار جہان سخت گیر
کہ ہر سخت گیری بود سخت میر ٭ بآسان گذاری دمی میگذار ٭ کہ آسان زید مرد آسان گذار القصہ
منزلین طی کرتے ہوئے دریاے سند کے کنارے نزول ہوا جس مقام پر کہ دریاے سندہ اور نیلاب دریاے
کابل باہم ملے ہین تعمیر قلعہ کا حکم ہوا اور دریا کنارے ایک پہاڑی کے اوپر قلعہ کی بنیاد ڈالی برج اور حصار
پتھر کے بنائے گئے خارا تراشان چابکدست نے چھبیسوین ۲۶ سال جلوس مین اس عمارت کو شروع کرکے شمس الدین
خواجے کے اہتمام سے دو سال مین انجام کو پہونچایا اور اٹک بنارس نام رکھا گیا۔ اسکی خندق دریاے
سند اور اوسکی درازی دشمنون پر بند ہین گویا برزخ ہی ہند اور خراسان کے درمیان مین اور اوسی قلعہ کے
نیچے پار اترنے کا گھاٹ ہی بدون اوس قلعہ مین پہونچنے کے عبور مشکل ہی جب اسکی بنیاد پڑ گئی آگے کو روانہ ہوا
اور اسی مقام سے ایک فرمان نصیحت عنوان مرزا محمد حکیم کے نام اس مضمون سے صادر فرمایا کہ جس ہندوستان
کی وسعت مین کئے ایک صاحب کہ تھے وہ اولیاے دولت کے قبضہ مین آگیا اور زمانہ کے سرکشون نے
اس درگاہ مین سر جھکایا اس خاندان کے امرا اگلے بادشاہون کی جگہ پر حکومت کرتے ہین۔ افسوس ہی کہ آپ
اس دولت سے کیون نے نصیب ہوئے اگرچہ گذشتہ بزرگون نے چھوٹے بھائی کو فرزند کی جگہ پر
سمجھا ہی مگر حق تو یہ ہی کہ لڑکون کا وجود تو ممکن ہی مگر بھائی کا ملنا دشوار پس سزاوار عقل یہ ہی کہ خواب غفلت
سے بیدار ہوکر اپنی ملاقات سے مسرور کرو اور اس سے زیادہ نابدولت کو اپنی دولت دیدار سے محروم نرکھو
محمد حکیم مرزا نے خوشامدیون اور خانہ براندازون کے اغوا سے کچھہ نہ سُنا اور ارادہ کیا کہ خیبر سے کابل تک راستے کی
نشیب و فراز مضبوط کرکے آمادہ پیکار رہو۔ یا کہ بنگش کے راستے سے ہندوستان مین جاکر فساد برپا
کرے اسی اندیشہ باطل کا خیالی پلاو پکا رہا تھا کہ شاہزادہ سلطان مراد منقلا کے طور سے کابل مین
پہونچ گیا اور مرزا سے لڑا مرزا نے شکست کھائی غوربند کو چلا یہ ارادہ کیا کہ والی توران کے پاس پہونچکر
مدد طلب کرے اس حال مین اکبر بھی کابل مین آگیا اور باغ شہر آرا اور قلعہ کی سیر کرکے خوش ہوا اور
باوجودیکہ محمد حکیم مرزا نے اسقدر تقصیرات کین پھر بھی عنایت فرماکر کابل مرزا کو مرحمت فرمایا۔
اور خود ہندوستان کو لوٹا مرزا کابل مین آکر حاکم ہوا چونکہ دایم الخمر تھا شراب نوشی کی افراط سے
سخت سخت بیماریون مین مبتلا ہوکر خمکدہ فنا کو سدھارا اوسکے لڑکون کا ارادہ ہوا کہ عبد اللہ خان
اوزبک والی توران کے پاس جاوین اکبر نے پاس صلہ ارحام کرکے فرمان دلجوئی تحریر کیا اور راجہ مانسنگہ کو
واسطے اداے رسم تعزیت اور تسلی پس ماندگان کے روانہ کیا اور خود بھی کابل کا عازم ہوا جب

راول پنڈی مین پہونچا راجہ مانسنگہ جو کہ پیشتر کابل چلا گیا تھا کیقباد مرزا جو گیارہ سال کا تھا۔ اور افراسیاب مرزا جو چار برس کا تھا محمد حکیم مرزا کے لڑکون کو ہمراہ لیکر حضور مین آیا۔ بادشاہ نے بدرجہ کمال لطف و مدارا فرمایا اور پرورش کی نظر سے مورد عنایات کیا امرائے کابل نے بھی بساط بوسی حاصل کی راجہ مانسنگہ کابل کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا

راجہ بیربر کا مارا جانا

جسوقت دریاے سندھ کے مقام پر قیام ہوا زین خان کوکہ مع لشکر گران کے الوس یوسف زئی کے سرکوبی اور تسخیر ولایت بجور پر مامور ہوا اور شیخ فرید بخاری بخشی نے پٹھانون کی سرزنش کو جو جنگل مین تھے رخصت پائی اور شیخ مذکور اونکی تادیب و تخریب کرکے واپس آیا اور زین خان پٹھانون کی سرزنش کو پہاڑون مین جا گھسا لوگون نے عرض کیا کہ جب تک کسیقدر اور فوج زین خان کی مدد کو مقرر ہوگی پٹھانون کی بیخ کنی مشکل ہے۔ راجہ بیربر اور شیخ ابو الفضل نے اس خدمت کی درخواست کی اکبر نے دونون کے نام قرعہ پھینکا قضارا راجہ بیربر کے نام قرعہ پڑا لہذا راجہ مذکور اور حکیم ابو الفتح نے زین خان کی مدد پر رخصت پائی آخر زین خان راجہ کے استصواب پر بجور کی تسخیر کو روانہ ہوا وہان کے سردارون نے زیر اطاعت ہوکر رعایا گری اختیار کی بعدہ سواد پر لشکر کشی کی پٹھان لوگ پہاڑ پر اکٹھے ہوکر تیر اور پتھر برسانے لگے زین خان نے زور شمشیر سے عبور کرکے قلعہ بنایا اور اونکے جڑ کاٹنے مین مصروف ہوا اسی عرصہ مین راجہ بیربر اور زین خان کے ناچاقی ہوئی منازعت کی گفتگو ہونے لگی ہرچند زین خان نے چاہا کہ کسیقدر فوج قلعہ مین چھوڑ کر پیشتر کو روانہ ہو مگر راجہ راضی نہوا اسپر قرار ہوا کہ جس راہ سے آئے ہین اوسی طرف سے معاودت کیجاوے آخر بالضرور معاودت ہوئی راجہ پیشتر سے چلدیا اور جس جگہ کہ قیام گاہ کا وعدہ ہوچکا تھا وہان نہ ٹھہرا پیشتر کو راہی ہوا جن لوگون نے اول پہونچ کر خیمہ استادہ کیے تھے لاچار خیمہ اوکھاڑنے اور لادنے مین مصروف ہوئے زین خان نے پیچھے سے آکر یہ ماجرا دیکھا لاچار خود بھی آگے کو روانہ ہوا پٹھانون نے لشکر کی ابتری دیکھی چارو طرف سے ہجوم کر دوڑے طرفہ شورش اوٹھی راہ تنگ اسقدر تھی کہ دو سوار برابر نہین جاسکتے تھے ہاتھی گھوڑے آدمی تلے اوپر گرتے تھے گھبراہٹ تو مچی ہی تھی کسیکو کسیکی خبر نہ تھی قیامت کے آثار پیدا تھے پٹھان ہر طرف سے گرم پیکار تھے مخالفون کا غلبہ دیکھکر زین خان کی جرأت نے یہ حوصلہ کیا کہ مردانہ جان دیجیے آج رستمانہ کام کیجیے مگر خیرخواہون نے باگ موڑی اور اوس آشوبگاہ صاف بچا لیگئے اوس تنگ راستے مین چند ہاتھی گھوڑے اونٹ آدمی کی لاشین پشتے ہوگئے تھے گھوڑے کا نکلنا مشکل تھا لاچار زین خان پیادہ ہوا اور پگڈنڈی کا راستہ لیا بہزار مشکل منزل پر جا پہونچا — پٹھانون نے اکثر فوج کو قید کرلیا اور اسقدر دولت و مال لوٹا جسکے اوٹھانے سے کندھے پھٹے جاتے تھے —

اوس روز کئی ہزار آدمی مارا گیا اور اوسی زد و کشت مین راجہ بیربر بلندی سے گرکر روانۂ خلد برین ہوا۔ علاوہ اسکے اکثر راجہ لوگ اور بندگان روشناس شاہی کام آئے۔ راجہ بیربر ہندی کی شاعری اور تیز فہمی اور جولانی طبیعت اور مزاج دانی اور خوش بیانی اور سخن سنجی اور لطیفہ گوئی مین بے نظیر تھا اوسکی نادرات تقریرین ابتک خاص و عام مین مذکور ہین عالی ہمتی اسقدر تھی کہ ادنی بخشش اوسکی پانسو اور ہزار اشرفی تھی عمدہ مصاحب بادشاہی تھا سہ ہزاری منصب پر سرفراز تھا جسقدر اس شخص کو اکبر کے حضور مین قرب حاصل تھا کسیکو میسر نہ تھا۔ اوسکے مرجانے سے اکبر کی محفل عیش منغص ہوگئی۔ اور بادشاہ کے دل مین یہ سانحہ نہایت گران گذرا بمجرد خبر پہونچنے کے بے اختیار آنکھین بھر آئین آہ دردناک بلند آواز سے بھری دو رات دن تک ضروریات کی طرف توجہ نہ کی اور فرمایا کہ ابتداے جلوس سے اسوقت تک کہ تیسوان سال ہے کبھی ایسا رنج نہین ہوا تیسرے روز شاہزادۂ سلطان مراد اور راجہ تودر مل وغیرہ بہادرون کو اوس گروہ بدکیش کی سزا پر مقرر فرمایا چونکہ یہ خدمت لایق شاہزادہ رفیع الشان کی نہ تھی دوسری منزل سے شاہزادہ نے بموجب حکم کے معاودت کی اور راجہ تودر مل اوس جماعت کی تخریب پر مامور ہوا راجہ مانسنگہ پٹھانون کی سرکوبی کرتا ہوا درۂ خیبر تک پہونچا تھا۔ وہان پر جاکر رفیق ہوا اور زین خان اور حکیم ابو الفتح حضور مین آئے چند روز تک مورد عتاب رہے سلام کی اجازت نہ ہوئی آخر کار شاہزادہ کی شفاعت سے عفو تقصیر ہوکر باریاب ہوئے ہرچند حسب الحکم راجہ بیربر کی لاش تلاش کی پتا نملا چونکہ بادشاہ نہایت دوست رکھتا تھا بہت متاسف ہوا اسی درمیان مین میر قریش ایلچی عبد اللہ خان بادشاہ توران کا حاضر ہوا چونکہ اکبر کا دل راجہ بیربر کے واقعہ سے مکدر تھا دو تین روز تک باریاب نہوا بعد چندے مشرف ہوکر عبد اللہ خان کا نامہ نظر انور سے گذرانا اور انعام لایق سے سرفراز ہوکر لوٹنے کی اجازت پائی۔ حکیم ابو الفتح کا بھائی حکیم ہمام کو سفیری مین اور خواجہ محمد کو تحفہ اور ہدایا کی تحویلداری مین اور میر صدر جہان کو اسکندر خان والد عبد اللہ خان کی تعزیت کو میر قریش کے ہمراہ کردیا بعد انتظام کرنے اور سرکوبی بدمعاشون کے دریاے سندہ سے ہندوستان کی معاودت فرمائی اور راجہ تودر مل کو حضور مین طلب فرماکر راجہ مانسنگہ کو کابل مین مقرر فرمایا اور پٹھانونکی گوشمالی کو یوسف زئی اسمعیل قلیچخان کی تقرری عمل مین آئی اور اوسنے قرار واقعی اوس گروہ ناعاقبت اندیش کی پامالی

مرزا سلیمان والی بدخشان کا حضور مین آنا اور بدخشان مین تفرقہ ہونا

اسکا سلسلہ امیر تیمور گورگان سے ملتا ہے حکومت بدخشان کی بالاستقلال اسے حاصل تھی بارہا بدخشان سے کابل پر لشکر کشی کی لیکن ہر دفعہ شکست کھاکر لوٹ گیا اسکا لڑکا ابراہیم مرزا شجاعت اور دلاوری اور فراست اور دانشوری مین یکتا تھا قضا سے کمسنی مین گذر گیا چونکہ سلیمان مرزا اسکو بہت پیار کرتا تھا نہایت رنج ہوا اور اوسیکے غم مین جان بحق ہوا یہ رباعی اسقدر مناسب حال ہے رباعی اے لعل بدخشان بدخشان رفتی در سایۂ خورشید درخشان رفتی در دہر

چو خاتم سلیمان بودی ؎ افسوس کہ از دست سلیمان رفتی ؎ ابراہیم مرزا کی قضا کی بعد جب شاہرخ مرزا اوسکا
لڑکا بڑا ہوا - مرزا سلیمان کو شاہرخ مرزا اپنے پوتے سے ناچاقی ہوئی نوبت لڑائی کی پونہچی آخر الامر سلیمان مرزا
شکست کھا کر کابل پونہچا چندے محمد حکیم مرزا کے پاس جو اوسوقت زندہ تھا چلا گیا اور درگاہ اکبری مین التجا
لایا اوسوقت پچاس ہزار روپیہ نقد اور سفر کا سامان حضور سے مرحمت ہوا اور فرمان بھی دلجوئی کے واسطے
صادر ہوا مرزا کابل سے روانہ ہوا جب دار السلطنۃ فتحپور کے پاس آ پونہچا حکم ہوا کہ بڑے بڑے امیر استقبال کو
جاوین اور بموجب حکم فتحپور سے تین کوس تک فیلان کوہ نشان سونہلے رو پہلے سلاسل اور دیبا اور
زربفت کی جھولون سے آراستہ کھڑے کیے اور دو دو ہاتھیون کے درمیان مین چیتون کے ارابہ
جنپر مخمل اور زربفت کی جھولین پڑین گنگا جمنی زنجیرون سے مرصع کاری کی نمود تھی ہاتھیون کے عقب مین
دو رویہ سوارون کی آن بان گھوڑون پر بڑے طیاری کے ساز و یراق صف باندھے کھڑے تھے اہتمام
کی وہ صورت تھی کہ کوئی حد سے باہر قدم نکالنے شہر کے کوچے صاف پانی چھڑکا ہوا دوکانین آراستہ
بازار مین آئینہ بندی تھی خلقت چار و طرف سے تماشا دیکھنے کو دوڑی بادشاہ خود بھی مع شاہزادان
کے بعزم ملاقات شہر سے برآمد ہوا جب نزدیک پونہچا اول سلیمان مرزا گھوڑے سے اوترکر کورنش بجالایا
بعد ازان اکبر بھی گھوڑے سے اوترا مرزا کو بغل مین لیا اور مکان مین لاکر ضیافت اور مہمانداری لایق کی تسخیر
بدخشان مین اور کمک دینے کے وعدہ سے دل شاد فرمایا اور بعد چند روز بنگالہ کی صوبہ داری تجویز کی تھی مگر
مرزا نے قبول نکی اور مکہ کے ارادہ مین رخصت حاصل کی ستر ہزار روپیہ زادراہ ملا بعد زیارت مکہ کے
پھر اوسی راہ سے بدخشان آیا اور شاہرخ مرزا سے شکست پاکر عبد اللہ خان والی توران کے پاس
پناہ لے گیا اوس لالچی نے ان کے باہم نفاق دیکھکر اپنا بھلا چیتا اور اپنا لشکر بھیجکر بدخشان کو شاہرخ مرزا سے
فتح کر کے اپنے آدمیون کے سپرد کیا سلیمان مرزا اور شاہرخ دونو اپنا سا مُنہ لیکر رہگئے محرومی کے
مارے کابل چلے آئے ؎ دولت ہمہ ز اتفاق خیزد ؎ بیدولتی از نفاق خیزد ؎ اوسوقت
محمد حکیم مرزا زندہ تھا چند موضع تومان لمغان سے مرزا کی سیورغال مین مقرر کیے اور شاہرخ نے
کابل کا رہنا ناپسند کر کے درگاہ اکبری کی راہ لی اکبر نہایت عطوفت سے پیش آیا اور بعد چندے
سلیمان مرزا بھی راجہ مانسنگہ کے توسل سے اکبر کے حضور مین آیا اور تین برس کے بعد اقلیم جاودانی کا
مسافر ہوا اگرچہ سلیمان مرزا نے بروقت قیام کابل کے محمد حکیم مرزا کی مدد سے چند مرتبہ بدخشان کا
قصد کیا لیکن کچھ حاصل نہوا چونتیسوین [۳۴] سال جلوس مین محمد زمان نامے نے اپنے تئین شاہرخ مرزا
کا لڑکا ظاہر کیا اور بدخشان مین فساد اوٹھایا بابا عبد المومن ولد عبد اللہ خان والی توران سے

چند دفعہ لڑائی ہوئی ہر دفعہ محمد زمان نے فتح پائی اور ایک مدت تک بدخشان مین حکومت کرتا رہا آخر الامر
عبد اللہ خان نے بڑے بھاری لشکر کو بھیجا اور اوس لشکر نے محمد زمان کو دُور کر کے اپنا تصرف بدخشان
مین کر لیا محمد زمان بدخشان سے نکلکر کابل پہونچا ظاہر مین چاہتا تھا کہ حضور مین جاوے مگر دل مین
فساد کی نیت تھی اوسوقت کابل کا صوبہ دار قاسم خان حضور شاہی مین تھا محمد ہاشم خان
اوسکا لڑکا نیابت مین کارکن تھا اوسنے اسکا دلی منصوبہ دریافت کر کے خفیف سی لڑائی مین قید کر لیا
اسی مابین مین قاسم خان کابل آگیا محمد زمان سے چاپلوسی بہت کرتا مگر نظر بند رکھنا چاہتا تھا کہ روانہ
حضور کرے ناگاہ محمد زمان نے قابو پا کر قاسم خان کو مار ڈالا اور محمد ہاشم کے فکر مین ہوا اُسنے قتل پدر
سے ماہر ہو کر اپنے آدمیون کو فراہم کیا اور باپ کے عوض مین محمد زمان کو قتل کیا اور جسقدر بدخشانی کابل
مین تھے ہر ایک کو آب شمشیر سے نہلا کر لال کیا اوس ولایت سے محمد زمانی فتنہ فانی ہوا اب بدخشان مین عبد المومن خان
ولد عبد اللہ خان والی توران مستقل حاکم تھا جب بدخشان پر تسلط پایا شہنشاہ اکبر کی لڑکی کی درخواست مین ایلچی مع
خط کے روانہ کیا جب ایلچی دریاے بہٹ کے اوترنے مین مصروف تھا ناگاہ صدمۂ تموج سے ناو ڈوب گئی اور
وہ خط بھی اکبر تک نہ پہونچا عوام مین مشہور ہوا کہ اکبر کے اشارہ سے یہ حرکت ہوئی ۔ کیا عجب کہ شاید ایسا ہی ہوا
عبد اللہ خان نے اس خبر سے ایک قطعہ خط معذرت کا مصحوب مولانا حسینی کے اکبر کی درگاہ مین روانہ
کیا اگرچہ مولانا مذکور حضور مین پہونچکر استسقا کے عارضہ مین مبتلا ہو کر مر گیا مگر خط کا جواب جیسا مناسب تھا
بھیجا گیا اور دوستی کی بنیاد مضبوط ہوئی ۔

ولایت کشمیر کا فتح ہونا

یہان کا حاکم یوسف خان ہمیشہ اظہار اطاعت کرتا اور ہر سال تحفجات عمدہ ارسال کرتا تھا تیسرے
سال جلوس مین اپنے لڑکے یعقوب کو مع پیشکش کے دربار مین بھیجا وہ چند دنون تک آستانۂ دولت پر
حاضر رہا آخر کسی وحشت کی سبب سے جو اوسکے دلمین تھی بے حصول اجازت کشمیر چلا گیا جب بادشاہ
کو یہ ماجرا دریافت ہوا یوسف خان کے نام فرمان جاری ہوا کہ تیری اور ولایت توران کی خیریت اسی
مین ہے کہ خود یا اپنے لڑکے کو حاضر دربار کرے اوسنے زمیندارانہ عذرات پیش کیے لہذا تسخیر کشمیر کا عزم
مصمم ہوا ۔ شاہرخ مرزا اور راجہ بھگوانداس اور شاہ قلی خان محرم وغیرہ امرا نے اس خدمت پر
تقرری پائی اور راہ نمایون کے وسیلہ سے سخت و سست راستے قطع کر کے کشمیر کے نزدیک جا پہونچے
یوسف خان نے گھبرا کر قصد کیا کہ امراے بادشاہی کی ملاقات کرے مگر کشمیریون کے خوف سے
معذور تھا ۔ لیکن دل کو تسلی نہوئی مورچہ دیکھنے کے بہانہ سے نکلکر امراے شاہی سے ملاقی ہوا

کشمیریون نے یہ خبر پاتے ہی حسین چک کو حاکم بنا لیا اور آمادہ جنگ ہوئے اسی عرصہ مین یعقوب اپنے باپ یوسف خان
سے علحدہ ہو کر کشمیر چلا گیا کشمیریون نے حسین چک کو چھوڑ کر اسکے گرد ہجوم کیا اور اسکا خطاب
شاہ اسمعیل مقرر کر کے پہاڑون کے سرے مضبوط کیے اور لشکر پادشاہی سے لڑنے کو صف آرا ہوئے
جب خبر اکبر کو پہونچی شاہرخ مرزا اور راجہ بھگونت داس کے نام فرمان صادر فرمایا کہ اگرچہ یوسف خان نے
ملاقات کی مگر تسخیر کشمیر سے ہاتھ نہ اوٹھانا آخر کار بہت لڑائیان ہوئین کشمیریون نے مغلوب ہو کر
ملاقات کی اور سکۂ اکبری کا رواج ہوا زعفران اور ابریشم اور دیگر جانوران شکاری جو خاص
اوس ملک کے محصولی اشیا ہین سرکار مین ضبط ہوئے

ذکر سلاطین کشمیر

شاہرخ مرزا اور راجہ بھگونت داس کی وساطت سے یوسف نے آستانہ بوسی حاصل کی اور ادراک ملازمت
کرکے مورد عنایت ہوا ناظرین اخبار پر پوشیدہ نہ ہے کہ ۷۱۵ ہجری مین ایک شخص ساہو نامی تھا جو اپنے
تئین گرشاسب بن نیکوز کے اولاد مین شمار کرتا تھا یہ شخص راجہ سہدیو کا نوکر ہوا اور یہ راجہ خاندان پانڈوان
سے ارجن کے نسل مین تھا غرض کہ مدت تک ایسی خدمتین کین کہ راجہ کی نظر وں مین اوسکا اعتبار رہا جب
راجہ سہدیو مر گیا اوسکا لڑکا راجہ رمین گدی نشین ہوا اسنے ساہو کے لڑکے شاہمیر کو وکیل سلطنت
اور مدار المہام کیا اور اوسکے دو لڑکون جمشید اور علی شیر کو بیشہ متی کے کام مین مامور کیا اور شاہمیر کے
دو اور لڑکے تھے ایک اشتر انک دوسرا سندال یہ دونو بڑے دلاور کے شخص تھے جب شاہمیر اور اوسکے
لڑکون نے ہر طرح کا اعتبار پایا غلبہ کر کے سپاہ اور رعایا کو متفق کر لیا اور یہ دن کسی تقریب کے راجہ سے
رنجیدہ ہوئے راجہ نے ممانعت کر دی کہ اب میرے مکان مین نہ آئین پا ویرن شاہمیر اور اوسکے لڑکون نے
تسلط کے زور سے تمام کشمیر کے پرگنہ اپنے قبضہ مین کر لیے اور اکثر راجہ کے نوکرون کو بھی متفق کر لیا اور روز بروز
انکی طاقت بڑھتی اور راجہ کی حشمت گھٹتی گئی سرانجام کار راجہ رمین ۷۴۲ ہجری مین فوت ہوا اوسکی
رانی کوٹا دیوی نے قایم مقام ہو کر چاہا کہ بالاستقلال حکومت کرے شاہمیر کو پیغام دیا کہ میرے لڑکے
چندر نام کو حاکم بنا لے مگر شاہمیر نے قبول نکیا رانی نے اوسکی سرگردانی سے منغص ہو کر لشکر کشی کی خدا کی
مرضی تو یہ تھی کہ ہندؤن کے راج مین خلل ہو اور مسلمانون کے قدم آوین قضا کار رانی کوٹا دیوی نے
شکست پائی اور شاہمیر کے آدمیون کے ہاتھ مین اسیر ہوئی اور بضرورت مسلمان ہو کر اوسکے عقد
مین آئی شاہمیر نے مظفر ہو کر اپنا سکہ اور خطبہ جاری کیا اور سلطان شمس الدین اسکا خطاب معروف ہوا
ابتداے ۷۴۲ سے اس خطہ مین مسلمانی نے رنگ جمایا اسکی سلطنت تین برس چند مہینے رہی

بعد ازان اسکا بیٹا سلطان جمشید ۱ برس دو مہینے اور سلطان شہاب الدین عرف میراشاناگ بن شمس الدین ۸ برس
اور سلطان قطب الدین عرف ہندال بن سلطان شمس الدین ۱۱ برس ۵ مہینے حکمران رہے بعد ازان سلطان سکندر
بت شکن عرف شیر شکار بن قطب الدین ۷۹۶ھ ہجری مین فرمان روا ہوا بُت توڑنے اور بتخانہ کے گرانے مین
بڑا اشغل رکھتا تھا ایک مرتبہ مہادیو کے مندر کو جو کشمیر کے نزدیک تھا گرا دیا اوسمین سے ایک تختہ نکلا جسپر خط
ہندی سے یہ لکھا ہوا تھا کہ ایک ہزار ایک برس کے بعد سکندر نامے اس بتخانہ کو گرا دیگا جب بادشاہ نے
یہ مضمون سنا بڑا افسوس کر کے کہا کہ ہیہات اگر یہ تختہ دروازے پر نصب ہوتا ہرگز بتخانہ نگراتا اور محرر کا
قول جھوٹا کرتا القصہ یہ شخص بڑا متعصب تھا۔ اکثر برہمنون کو بتخانے ڈھا کر زبردستی سے مسلمان
کر دیا بت شکنی کے سبب اسکا نام سکندر بت شکن مشہور ہوا جسوقت صاحبقران امیر تیمور گورگان ہندوستان
مین آیا اسکے واسطے ایک ہاتھی بھیجا تھا اسنے اپنی عزت سمجھی اور اطاعت کی راہ سے نذر ارسال کی ۲۲ برس
۳ مہینے کامران رہا بعد ازان سلطان علیشاہ عرف میرزا خان بن سلطان سکندر بت شکن بعد باپ کے
مسند نشین ہوا اور اپنے بھائی شاہین خان کو مدار علیہ کر کے منصب وزارت پر سرفرازی بخشی چند دنون کے
بعد شاہین خان کو ولیعہد کر کے کشمیر مین چھوڑا اور خود اپنے سسر راجہ جمون پر لشکر لیکر چڑھا جب روانہ ہو چکا
بعض بعض کے ورغلانے سے نہایت پچھتایا کہ ناحق بھائی کو ولیعہد کیا پس لوٹ آیا اور راجہ راجوری کی
مدد سے کشمیر پر متصرف ہوا اور اوسکا بھائی شاہین خان کشمیر سے سیالکوٹ پہونچا اوسوقت مین جسرتھ کھوکر
صاحبقران کے خوف سے مفرور ہو کر پنجاب مین آیا تھا ایک مرتبہ جب کہ علیشاہ ٹھٹھہ فتح کر کے کشمیر لوٹا جاتا تھا
جسرتھ راہ روک کر لڑا اور اوسے قید کر کے مال و اسباب بیشمار حاصل کیا تھا۔ الغرض شاہین خان سیالکوٹ
مین پہونچکر جسرتھ سے ملحق ہو گیا اور باتفاق علیشاہ پر چڑھائی کی علیشاہ بھی بڑا انبوہ ساتھ لیکر آمادۂ رزم
ہوا طرفین سے بڑا کشت و خون ہوا آخر کو علیشاہ نے شکست پائی اور روبفرار ہوا ۶ برس چند مہینے حکومت
کر کے گذرا سلطان زین العابدین عرف شاہین خان مظفر اور منصور ہو کر مسند آرا ہوا اپنے بھائی محمد خان
کو وزیر بنایا اس شخص نے اپنے عدل و انصاف سے سپاہ و رعیت کو دلشاد کیا اور اپنا خیرخواہ بنا لیا برہمن لوگ
جو اوسکے باپ سکندر شاہ کے عہد مین بھاگ گئے تھے اسکے عمل مین نئے سر سے آکر آباد ہوئے بادشاہ نے برہمنون کو
حکم دیا کہ اپنے رسم و رواج کو بخوبی ادا کیا کرین اور جو برہمن لوگ کہ سکندر شاہ کی زبردستی سے مسلمان ہو گئے
تھے اپنے مذہب مین رجوع ہوئے الغرض اڑتالیس برس کے بعد مرگ طبعی مین جہان سے گذرا بعدہ سلطان حیدر عرف
حاجی خان بن زین العابدین چار برس دو مہینے اور سلطان حسین بن سلطان حیدر دو برس چند مہینے حکم
رہے جب سلطان محمد شاہ بن سلطان حسین باپ کے بعد مسند آرا ہوا بعد چندے بعضے امرانے پر سرام

جمون کے راجہ سے متفق ہوکر سلطان کے وزیر کو قتل کرڈالا یہ راجہ سلطان بہلول کے نایب تاتارخان کے خوف سے
پنجاب سے کشمیر چلا گیا تھا القصہ بادشاہ نے تاتارخان سے کمک طلب کرکے مخالفون کی گوشمالی کی
جب اسکی حکومت کو دس برس سات مہینے گذرے سلطان فتح شاہ بن آدم خان بن زین العابدین نے تاتارخان
سے مدد لیکر محمد شاہ سے لڑائی کی اور فتح پاکر کشمیر کو اپنے تصرف مین لایا اپنے نام کا سکہ وخطبہ مروج کیا اور سلطان
محمد شاہ ہزیمت پاکر ہندوستان آیا اور نو برس کے بعد محمد شاہ نے پھر کشمیر پہونچکر نئے سر سے فتح شاہ پر فتح حاصل
کی فتح شاہ نے بھی شکست کھاکر ہندوستان کی راہ لی اور بارہ برس کے بعد دوبارہ کشمیر جاکر محمد شاہ پر فتح
پائی تین برس ایک مہینا گذرا تھا کہ سلطان محمد شاہ نے پھر لشکر جمع کرکے کشمیر فتح کیا اور سلطان فتح شاہ
لاہور مین آکر مرگیا ۸۹۴ھ ہجری مین سلطان بہلول لودہی نے رحلت کی اور سلطان سکندر اوسکا لڑکا تاج
وتخت کا مالک ہوا سلطان فتح شاہ کے نوکرون نے فتح شاہ کے لڑکے سکندر خان کو کشمیر مین لاکر سلطنت کے
مدعی ہوئے آخرالامر اوسنے شکست پاکر باہر کی راہ لی بعد ازان ۹۳۲ھ ہجری مین ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ سے مدد
لیکر پھر کشمیر جا پہونچا اور تھوڑے زمانہ مین قید ہوا سلطان محمد شاہ نے اوسکے آنکھون مین سلائی پھرواکر قید
مین رکھا محمد شاہ کے حکومت اول مرتبہ دس برس ۷ مہینے اور دوسرے بار ۱۲ برس ایک مہینے اور تیسرے مرتبہ
۱۱ مہینے ۲۲ روز کل چونتیس برس ۷ مہینے رہی اور سلطان فتح شاہ کی حکومت اول دفعہ نو برس اور دوسرے دفعہ
۳ برس ایک مہینے کل بارہ برس ایکمہینے رہی اور دونو کی حکومت ملاکر ۴۶ برس ۷ مہینے رہی — پس ازان
سلطان ابراہیم خان بن سلطان محمد شاہ وارث ہوا تھوڑے عرصہ مین ابدال ماکری جو وہان کے بزرگ
امیرون مین تھا سلطان ابراہیم خان سے آزردہ ہوکر ہندوستان مین بابر شاہ کے پاس آکر ظاہر کیا کہ تسخیر
کشمیر بہت آسانی سے ہوسکتی ہی آخرالامر بابر بادشاہ نے بموجب اوسکی درخواست کے کمک ساتھہ کردی وہ مدد
لیکر جب کشمیر کے نزدیک آیا بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ بادشاہی شان وشوکت اسقدر ہی کہ سلطان ابراہیم لودہی
ہندوستان کے بادشاہ کو مع سو ہزار سوار کے خاک مین ملادیا پس تیری کیا حقیقت ہی بہتر کہ اطاعت شاہی
اختیار کر اوسنے کچھہ اس پند ونصیحت کو خیال نکیا لڑائی ہوئی اور سلطان کا معرکہ مین آتے ہی کام تمام ہوا
ابدال ماکری نے فتح پاکر اوسکے بھائی نازک شاہ کو مسند حکومت پر بیٹھایا سلطان ابراہیم کی حکومت آٹھہ برس
پانچہ روز رہی سلطان نازک شاہ باتفاق ابدال ماکری کے حکومت کرنے لگا جب بابر شاہ نے اس جہان گذران سے
رحلت فرمائی ہمایون بادشاہ نے تاج وتخت کی رونق بڑھائی کامران مرزا ہمایون کے بھائی نے پنجاب سے
میسور پر چڑھائی کی اس لڑائی مین اکثر کشمیری زیر تیغ ہوئے اور کامران مرزا کے لشکریون نے خوب ہی کشمیریون
کے مال واسباب لوٹے اور لوٹ گئے ۹۳۹ھ ہجری مین سلطان ابوسعید والی کاشغر نے اپنے لڑکے سکندر خان کو

مع حیدر مرزا کاشغری کے بارہ ہزار سوار جرار ہمراہ کرکے کشمیر پر روانہ کیا تین مہینے کشمیر اور اوسکے گرد نواح
مین خوب لوٹ مچائی پرانین عمارتین کھود ڈالین اوس ولایت مین بڑا ہرج مرج واقع ہوا اکثر بہی نوع
جان سے ہاتھہ دھوکر کنارے لگے عاقبت الامر سکندر خان نے صلح کی بعد چندی سلطان نازک شاہ کی
زندگی کا دن تمام ہوا ۵ برس بادشاہی کی - بعد ازان اسکا لڑکا سلطان شمس الدین حاکم ہوا اسکی
حکومت کی تعداد معلوم نہین ہوئی اسکا لڑکا نازک شاہ چھہ ۶ مہینے حاکم رہا میرزا حیدر کاشغری بابر بادشاہ
کا خالوزادہ کاشغر سے ہمایون بادشاہ کی ملازمت کو آگرہ پھونچا تھا جب کہ ہمایون نے شیر شاہ سے
شکست کھائی اور لاہور مین آیا حیدر مرزا نے ابدال ماکری اور حاجی چک اور رنگی چک وغیرہ امرا سے
کشمیریون کے اغوا سے ہمایون کی خدمت سے مرخص ہوکر سنہ ۹۴۸ ہجری کو کشمیر آیا اور کشمیر کو تسخیر کیا اور اگلے
کشمیریون کی صلاح سے سکہ و خطبہ نازک شاہ کے نام کا بحال رکھا بعد ازان جب کہ ہمایون نے عراق سے
لوٹ کر قندھار اور کابل کو فتح کیا - حیدر مرزا نے اپنے اخلاص سے جو ہمایون کے ساتھہ رکھتا تھا اوسکے
نام کا سکہ و خطبہ کشمیر مین مروج فرمایا ایک مرتبہ شیر شاہ نے اپنا لشکر کشمیر کو بھیجا تھا مگر بعد لڑائی کے
لشکر حیدر مرزا سے شکست کھا کر واپس گیا چونکہ مرزا حیدر اوس ولایت مین غالب ہوکر باستقلال
حکومت کرتا تھا کسی کشمیری کو خاطر مین نہ لاتا تھا بعضے اہل کشمیر نے کہ بید ایشی مکر و فریب کا خمیر ہی براہ مکر
و دغابازی کے ظاہر مین دوستی کرکے مرزا کے لشکر کو تبت اور رنگلی اور راجور کی طرف روانہ کرا دیا اور باہم متفق
ہوکر مرزا پر شب خون کیا اوس مار دھاڑ مین تیر کی ضرب سے مرزا کا پیمانۂ حیات چھلکا کل دس برس تاج و تخت
کی آرایش مین مصروف رہا بعد ازین سلطان نازک شاہ نے دوبارہ تخت پر قدم رکھا اور تھوڑے
عرصہ مین عوارض بدنی نے عیش کرنے کی مہلت نہ دی دو مہینے مین کام تمام ہوا پھر سلطان ابراہیم شاہ بن
محمد شاہ نازک شاہ کا بھائی پانچ مہینے تخت نشین رہا پھر اسکا بھائی سلطان اسمعیل نے سنہ ۹۵۹ ہجری
مین تاج شاہی زیب سر کیا لیکن غازی خان چک کا غلبہ تھا فقط نام کے واسطے دو برس بادشاہت کی
اسکے بعد اسکا لڑکا سلطان حبیب شاہ باپ کی ریاست کا مالک ہوا مگر غازی خان چک جسکا غلبہ تھا اسکو گوشۂ صبر مین
بٹھلا کر خود خلافت کرنے لگا حبیب شاہ بھی جھونہٹہ سچ کے واسطے دو برس چند مہینے تاجور رہا بعدہ سلطان
غازی شاہ عرف غازی خان چک سنہ ۹۶۴ ہجری مین سکہ اور خطبہ کا مالک ہوا اور چار برس چند مہینے
اپنا ڈنکا بجا گیا جب غازی خان جذام کے عارضہ مین گلنے لگا اسکے بھائی سلطان حسین نے غالب ہوکر
تخت و تاج چھین لیا اور اوسکے لڑکون کی آنکھین پھوڑ ڈالین اور غازی خان اس نے درد سے جو آزار
آزار بدنی کا ضمیمہ ہوا جینے سے عاری ہوا آخر قالب تہی کر گیا سلطان حسین نے اپنے لڑکے کو مع تحفجات اور ہدایا کے

اکبر کے حضور مین روانہ کیا اور مولانا کمال الدین جو اوس زمانہ مین فاضل اور درویش مشہور تھا اسی کے عہد مین کشمیر
سے سیالکوٹ مین پڑھنے پڑھانے لگا۔ سلطان حسین خان کی حکومت دس برس چند مہینے رہی۔ بعد ازان
سلطان حسین کا بھائی سلطان علی شاہ اوس ولایت کا مرزبان ہوا اور چند دنون کے بعد اکبر شاہ کے نام
سکہ اور خطبہ جاری کیا اور از دیاد اتحاد کی امید پر اپنے لڑکے کو مع تحفجات کے شاہزادہ سلیم کے واسطے بھیجے
اور بعد چند عرصہ کے چوگان بازی مین زندگانی کا گیند عدم کے گڑھے مین غلطان ہوا نو برس کی بادشاہی
ششجہت مین چھوڑ گیا پھر اسکا فرزند سلطان یوسف شاہ باپ کی میراث پر قابض ہوا تھوڑے زمانہ مین
سید مبارک خان جو اوس ولایت کے امیرون مین تھا غالب ہوکر مسند نشین ہوا اور یوسف شاہ نے
اوسکے روبرو سے فرار کرکے جمون کی راہ سے میرزا یوسف خان حاکم پنجاب کے پاس آیا اور مرزا اور راجہ مانسنگہ
دونو باتفاق فتح پور سیکری مین آکر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوے اور سنہ ۹۸۶ ہجری مین مرزا یوسف خان
اور راجہ مانسنگہ اوسکی کمک کو مقرر ہوئے اور اوسنے ان لوگون کے ساتھ کشمیر پہونچکر تھوڑی لڑائی
مین فتح کرلیا اور بالاستقلال حکومت پاکر امرا بادشاہی کو رخصت کردیا سنہ ۹۹۰ ہجری مین اکبر بادشاہ
نے جب کابل سے لوٹا تھا مقام جلال آباد سے ایک فرمان یوسف شاہ کے نام ایلچی کے ہاتھ صادر فرمایا
اوسنے فرمان معلے کا استقبال کرکے اپنے لڑکے حیدر خان عرف یعقوب کو مع تحفجات کے روانہ دربار کیا
وہ ایک سال تک حضور مین رہکر بدون رخصت کشمیر کو بھاگ گیا جب بادشاہ کو معلوم ہوا مرزا شاہرخ
اور شاہ قلیخان محرم اور راجہ بھگونت داس جسطرح کہ اوپر ذکر ہوچکا ہی تسخیر کشمیر پر مرخص ہوئے
اور یوسف خان عاجز ہوکر امرا بادشاہی کے ہمراہ حضور پرنور مین حاضر ہوا سنہ ۹۹۳ ہجری مین ولایت کشمیر
ملک محروسۂ اکبری مین داخل ہوئی یوسف خان کی حکومت آٹھہ برس رہی۔ جب یوسف خان حضور
مین آیا اوسکا لڑکا یعقوب جیسا کہ چاہیے اطاعت اور فرمان برداری نہین کرتا تھا اسلیے اوسکی تادیب کو
قاسم خان مع دیگر امرا کے متعین ہوکر کابل کی راہ سے چلا اوس نواح مین ایک تالاب ہی کہ جسوقت اوس جگہ
کرنا یا نقارہ کی آواز ہو برف و باران شروع ہوجاے جسوقت وہان پر لشکر اوترا اور نقارہ کی آواز
بلند ہوئی برف او باران اوپر نہایت کثرت سے برسے اور جاڑے کی شدت سے بڑی تکلیف لشکر کو پہونچی
اکثر جاندار ضائع ہوگئے اس ناگہانی واقعہ سے کشمیری لوگ جو اول سے آمادہ پیکار تھے غالب ہوے اور
لشکر بادشاہی مین تفرقہ ہوا اوسوقت قاسم خان نے اپنے ہوش سمھالکر آگے آگے راہ لی یعقوب نے قاسم خان
کی دلیری سے دہشت کھائی گھبراکر کشتوار کو بھاگا اور شمس چک کو اپنی قید سے رہا کردیا جب یعقوب چلا گیا
کشمیریون نے شمس چک مذکور کو حاکم بناکر آمادہ رزم ہوئے اور کوتل کے مقام پر لڑائی ہوئی اقبال بادشاہی سے

قاسم خان فتحیاب ہوکر شہر سری نگر مین جو کشمیر کا دارالامارۃ ہے آیا اور نئے سر سے اکبر کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کیا چند دنون کے بعد کشمیری لوگ یعقوب کو کشتوار کی راہ سے لائے اور قاسم خان پر شبخون کیا بہادران لشکر نے خوب مردانگی کی کہ آخر کار مخالف بیتاب ہوکر اولٹے پیر لوٹ گیا دوسرے مرتبہ یعقوب نے کشمیریون کے اتفاق سے کئی گھاٹیون پہاڑون سے نکلکر شورش شروع کی اور شبخون کے ارادہ پر آکر اول دفعہ کے مانند محروم لوٹ گیا چونکہ یعقوب کے دلمین خوف سماگیا اور اوس سے کوئی برآمد کار ہوا اکثر امرائے کشمیر نے آنکر قاسم خان کی ملاقات کی اور قاسم خان نے اونکی دلجوئی کرکے دربار شاہی کو روانہ کیا وہان پہونچکر بادشاہانہ عنایت سے سرفراز ہوئے یعقوب نے چند بار شمس چک سے متفق ہوکر شورش کی قاسم خان نے زاندن کے جھگڑے بکھیڑے سے عاجز ہوکر دربار عالیہ اکبریہ سے مدد کی درخواست کی اوسوقت حکم ہوا کہ مرزا یوسف خان کشمیر کی ایالت پر جاوے اور جب یوسف خان وہانکے بند وبست سے دلجمعی کرلیوے اور رخصت دے قاسم خان حاضر حضور ہو حسب الحکم مرزا یوسف خان بہت جلد کشمیر پہونچا اور شجاعت جبلی سے وہانکا بند وبست قرار واقعی کرلیا آخر کو شمس چک نادم ہوکر مرزا کی خدمت مین حاضر ہوا اور مرزا نے اوسکی تسلی کرکے درگاہ والا کو روانہ کیا اور اوس ولایت سے رفع شورش ہوئی اور قاسم خان مرزا کے رخصت دینے پر حاضر حضور ہوا اور کابل کی صوبہ داری پر سرفراز کیا گیا اور جسطرح کہ لکھا گیا آخر کار کو محمد زمان کے ہاتھہ سے مرزا یوسف خان مقام کشمیر مین قتل ہوا

اکبر بادشاہ کا کشمیر کی سیر کو جانا

جلوس کے چونتیسوین سال اکبر بادشاہ کشمیر کی سیر کو متوجہ ہوا کشمیر کی راہ نہایت دشوار گذار ہی پہاڑون کی بلندی اور گھاٹیون کی پستی عجب طرحکا اونچا نیچا دکھلاتی ہی جنگل کا انبوہ درختون کا جھنڈ نہایت ہی اثنائے راہ مین رتن پنجال اور پیر پنجال دو پہاڑ مین انکی بلندی آسمان سے برابری کرتی ہی بلکہ اوج آسمان سے گذرتی ہی جسپر چڑھکر عالم بالا کی سیر کیجیے فرشتون کی گفتگو کانون سے سُن لیجیے الغرض بموجب حکم والا کے کئی ہزار سنگتراش فرہادنسب پتھرون کی بریدمین ید بیضا کی کرامات دکھلاتے تھے آخر کار جس راہ پر چلنے سے مسافر وہم کا دم بند ہوتا تھا جگہ کی تنگی سے بآسایش نہین نکل سکتے تھے اوسے ایسا راستہ کیا کہ لشکر ظفر پیکر بڑی فراغت سے قطع منازل کرگیا لاہور سے کشمیر تک ستانوے کوس ناپ مین آیا الغرض منزلین طے کرتا ہوا اکبر بادشاہ کشمیر مین فروکش ہوا اور یہان کی سیر وگلگشت سے نہایت خوش ہوا فی الحقیقت کشمیر تعریف اور توصیف سے مستغنی ہی ہر طرح کے اوصاف سے معمور ہی اگر عیب ہی تو کشمیر کے رہنے والون مین ہی

ابیات

چہ کشمیر انتخاب ہفت کشور ؏ قسم خوردہ بخاکش آب کوثر
چہ کشمیر آب ورنگ باغ وبستان ؏ اساسش نہالش صد گلستان

پتھر کے درمیان مین دریائے بہٹ جاری ہی طرفہ آبداری ہی زمین کثرت سبزہ سے

سیراب ہی تر و تازگی مین انتخاب ہی دریا کے کنارے عمارات دلکشا کی تعمیرات ہین ڈل مین مزارع کے عجب کیفیت ہی
جسکی دید سے دماغ تر و تازہ ہو جاے غرضکہ بہمہ وجوہ یہ خطہ عیبون سے پاک ہی لیکن کشمیری زبونی سے زندگانی بسر کرتے ہین
سب سے جدا خورش انکی لا شاک ہی خشکہ نرم نے نمک ہی گرم چاول کھانا رسم نہین رات کے پکائے چاول
صبح کو کھاتے ہین پوشش پشمینہ پوستین کی ہی یعنی پٹو جو کبھی دھویا ہوا ہو جولاہہ کے مکان سے لاتے ہین اور اوسکو دوخت
کرکے پہنتے ہین اور پھٹ جانے تک نہین دھولاتے ؎ نفاق فطری شان ہمچو نیش یا کژدم نزاع خلقی شان ہمچو
زہر لازم ما القصہ اکبر کشمیر کی سیر سے نہایت خوش ہوا رمضان المبارک کی عید وہین پر ہوئی اور اوسی روز
مرزا یوسف خان حاکم کی شفاعت سے یعقوب خان کا قصور معاف ہوا اور اپنا جوتا عنایت فرمایا اوسنے اپنا شرف
سمجھکر اوس کفش کو سر پر باندھا اور حضور مین پہونچکر مورد عنایت ہوا بعد سیر و گلگشت کے اکبر نے
پکلی اور دہنتور کی راہ سے جو نہایت سخت گذار تھی مع خدم و حشم کی مراجعت فرمائی حسن ابدال مین خیمہ گاہ ہوا
اوس روز امیر فتح اللہ شیرازی اور بعد ازان حکیم ابو الفتح گیلانی جو کہ بادشاہ کے مقرب تھے اس جہان فانی سے عالم
جاودانی کو رحلت فرما ہوئے اور حسن ابدال ہی مین مدفون ہوئے اوس مقام پر چند گاہ رایات سلطانی رونق بخش
رہے اور اوسی مابین مین باغ دلکش کی طرح ڈالی گئی بعد ازان کوچ فرمایا - کابل مین آکر خیمہ گاہ ہوا وہانکے قاسم خان
صوبہ دار کو جو اوسوقت مین کارندہ تھا حکم ہوا کہ جس جگہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ اور ہندال مرزا اور محمد حکیم مرزا
مدفون ہین وہان پر باغ اور عمارات تعمیر ہو لاجرم بموجب حکم شہر کے گذرگاہ کے متصل خوب موقع و محل پر عمارت کے
آثار پیدا کیے - رعایاے کابل کی پریشانی سنکر حکم ہوا کہ آٹھہ برس تک آٹھوان حصہ خراج مقررہ سے معاف ہو
باقی لیا جاوے اور بعد سیر و شکار کے ہندوستان کو نہضت فرمائی قضا کار مقام ڈکہ مین بادشاہ گھوڑے سے
گرا اور رخسارہ مبارک پر خراش آیا چند روز تک صاحب فراش رہا بعد حصول صحت روانگی پیشتر کی ہوئی وہان
سے مقام رہتاس مین پہونچکر اکبر فیل خاصہ پر جو مست تھا چڑھنے لگا ہنوز رسی کے حلقہ مین قدم مضبوط نرکھا
تھا کہ ہاتھی کسی ہتھنی پر دوڑا حضرت زمین پر آگرے بڑی دیر تک بیہوشی طاری رہی جب ہوش آیا ظاہرا
کسیقدر آسیب باطنی پہونچا تھا احتیاطاً حکما کی صلاح سے داہنے ہاتھہ کی ہفت اندام فصد لیگئی -
اور تھوڑی فرصت مین صحت حاصل ہوئی اس سانحہ کے دن سے تمام ملک مین عجیب عجیب طرحکی شورشین برپا
ہوئین رعایا نے مالگذاری مین کوتاہی کی معاملات ملکی مین خلل واقع ہوا جب لاہور مین خیمہ پہونچے یہ شورش
دفع ہوئی راستے کی نئے بند و بستی کا فور ہوئی اکبر اس ایام مین چاندنی رات کو لڑائی دیکھہ رہا تھا قضارا
ہرن اپنے حریف کو چھوڑکر دوڑا اور اکبر کے دونو زانو کے درمیان مین سینگ مارے جسکی ضرب سے زخم شدید پہونچا
حتی کہ سختی نمود ہوئی آخر بموجب صلاح شیخ ابو الفضل اور مقرب خان معروف شیخ بھنیا کی صلاح سے جراح کا

معالجہ ہوا اور ایک مہینے سات روز کے بعد صحت ہوئی شیخ ابوالفضل اور مقرب خان اوسی مانہ کی خدمتون کے عوض مین دیکھے گیا

راجہ تو ڈرمل کی رحلت کا بیان

جسوقت بادشاہ نے کشمیر سے نہضت فرمائی تھی راجہ تو ڈرمل رخصت لیکر لاہور مین رہگیا تھا آخر مدتی عارضون مین اس جہان گذران سے اوٹھہ گیا۔ اور کابل سے کوچ کے وقت راستے مین اوسکے وفات کی خبر گوش گذار ملازمان شاہی ہوئی چونکہ راجہ موصوف مزاج شناس اور وزیر اعظم اور سپہ سالار تھا بادشاہ کو اوسکی وفات سے بہت تاسف ہوا۔ تو ڈرمل کی صغر سنی مین باپ مرگیا تھا اور مان بیوہ بڑے افلاس اور تہیدستی مین پرورش کرتی تھی قسمت مین تو کاتب تقدیر نے ایسے مراتب تحریر فرمائے تھے تقدیر نے بادشاہی نویسندون مین نوکر کرادیا اور اپنی دانشمندی اور کارگزاری اور بخت بلندی سے روز بروز ترقیان پایا کیا جسطرح کہ صاحب تدبیر اور اہل قلم تھا کوس اور علم کا بھی مالک ہوا۔ اکثر معرکون مین مردانہ کوشش اور ایسی دلیریان کین کہ بادشاہ کے دلمین جگہ ہوئی گجرات اور بنگالہ مین سخت سخت لڑائیان لڑکر فتح مند واپس آیا رفتہ رفتہ وزارت کا مرتبہ حاصل کیا۔ جلوس کے پچیسوین سال مین وزیر اعظم ہوگیا یہ شخص نہایت متدین اور سیر چشم اور بیدار دل اور متقی اور نیک محضر تھا فکر صایب اور ہمت بلند تھی خویش و بیگانہ سے ایکہی طور پر سلوک کرتا اور دوست دشمن پر یکسان نظر ڈالتا آداب شناسی اور رازداری سلطنت مین بے نظیر فن حساب مین بے مثل تھا اسکے پیشتر بطور ہندی دفتر مین تحریر کا ضابطہ تھا اس راجہ نے بطور اہل ایران کے سیاق نکالا جسکے موجب ہنوز رایج ہے تمام ممالک محروسہ کے پیمایش کی جمع مقرر فرمائی صوبجات کی حدبندی ہوئی روپیہ کے چالیس دام قرار پائے کرور دام پر ایک عامل مقرر ہوا جو کروری کے لقب سے معروف ہے اور داغ اسپ شاہی درمیان امرا اور منصبداران اور احدیون کے مقرر کیا تاکہ نوکر شاہی دوسری جگہ نوکر نہو سکے ہر سال گھوڑون کا داغ تصحیحہ مقرر ہوا۔ اگلے وقت سلطان علاء الدین خلجی اور اسکے بعد شیر شاہ نے داغ اسپ مقرر کیا تھا مگر رواج نہوا عہد اکبری مین جیسا کہ چاہیے مروج ہوا اور نیز بادشاہ نے اپنے نوکرون کی سات حصہ کی چوکی مقرر کی اوسکا نام ہفت چوکی رکھا اور ہر چوکی کا ایک دن کی نوبت معین ہوا کہ نوبت نوبت نگران رہین تاکہ مجال غیر حاضری کی نرہے اور ہر ہفتہ کے دنون کو ہفتہ نویس مقرر ہوئے تاکہ احکام حضور کو جداگانہ دفتر مین منضبط کرین کہ وقت پر کام آوے کہ فلانے وقت فلانی روز ایسا حکم ہوا۔ اور کئی ہزار غلام زر خرید اور غیر زر خرید کو جو کہ لڑائیون مین اسیر ہوئے تھے اس شخص نے آزاد کیا اور اونکا خطاب چیلہ مقرر کیا اسکا قول تھا کہ بندہائے خدا کو اپنا بندہ کہنا روا نہین راجہ تو ڈرمل کے بعد وفات عبد الرحیم خان خانخانان منصب وکالت پر سرفراز ہوا اور بمقتضائے فراست اور کاردانی کے موجب تحسین و آفرین ہوا

دوسری مرتبہ سیر کشمیر کو تشریف لیجانا

جلوس کے سینتیسوین سال دوبارہ بادشاہ اکبر نے گلگشت کشمیر دلکشا کی صبا تک گرم جولان کیا عین برسات مین
ناگہان لاہور سے نہضت فرمائی دریاے راوی کے پار ہوتے ہوے بادشاہ کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا فرمایا کہ
کس گنجہ کے حق مین سرزد ہوا ہی ؎ کلاہ خسروی و تاج شاہی * بہر کل کی رسد حاشا و کلا * قضارا اسی روز یادگار
مرزا بنی عم مرزا یوسف خان کا کشمیر مین مصدر فساد ہوا تھا حضور مین اسکی اصلا خبر بھی نہ تھی سبب اس
فساد کا یہ ہوا کہ قاضی نوراللہ کو کشمیر کی جمع تشخیص کرنے کو حضور سے بھیجا تھا جب کشمیریون نے جانا کہ تغلب
ظاہر ہوتا ہی اور جمع زیادہ ہوئی جاتی ہی تیس خلل اندازی کے ارادہ سے یادگار کو جسے مرزا یوسف خان نے بروقت
مراجعت کے نیابت پر چھوڑا تھا بھڑکایا اوسکے کانون مین بھر دیا کہ کشمیر کے راستے ایسے صاف نہین کہ فوج بادشاہی
جلدی سے راہ پا جائے یہ گمراہ ان کج نہادون کی رہنمائی سے راہ سلامت فراموش ہوکر بیراہہ ہوگیا سکہ و خطبہ
اپنے نام کا پڑھایا جسوقت لشکر اکبری دریاے چناب پر پہونچا اس شورش کی خبر حضور مین پہونچی بادشاہ کی
زبان پر یہ شعر جاری ہوا ؎ [illegible] ستارہ یمانی چون کہ
یادگار بازاری رنڈی کا لڑکا تھا فرمایا کہ یہ لولی بچہ بمجرد طلوع سہیل کے مارا جائیگا انہین دنون مین مرزا یوسف خان حضور
مین تھا احتیاطاً شیخ ابوالفضل کے قید مین سپرد ہوا بعد چندے روز کے نے تقصیری پاکر رہائی ہوئی شیخ ابوالفضل نے
انہین دنون مین دیوان حافظ کی جو فال اوٹھائی یہ شعر برآمد ہوا ؎ آن خوش خبر کجاست کزین فتح مژدہ داد * تاجان
فشانمش چو زر و سیم در قدم * حیرت کا مقام یہ ہی کہ جب یادگار نے اپنے نام کا خطبہ و سکہ مروج فرمایا تپ لرزہ
لرزش دکھلائی مُہر کن اوسکی انگوٹھی بناتے مین اندھا ہوا خیر جب یادگار نے بغاوت کا لشکر آراستہ کرکے کوہ کرتل
کے مقام مین نوکران شاہی کے مقابلہ مین آیا۔ اور ذری سے آویزش مین آوارہ ہوا حقیقت یون ہی کہ بیرپور مین مرزا یوسف خان
کے آدمی کسی ضرورت سے اوسکے رفیق ہوگئے تھے آدھی رات کو قابو پاکر اوسپر دوڑ ا[illegible] وہ خیمہ سے نکل بھاگا آخرکار
تقدیر کے پھندے سے نہ بچا پھنس گیا سرتن سے جدا ہوا سہیل کا مژدہ پایا مقام [illegible] مین اوسکا سر حضور اکبری
مین پہونچایا جیسا کہ پیشتر بادشاہ نے فرمایا تھا کہ سہیل نکلتے وقت سر کٹیگا ویسا ہی ہوا کشمیریون نے رفاقت
کی سزا پائی اور اوس ملک کی شورش دفع ہوئی الغرض قطع منازل کرتے ہوے شہنشاہ اکبر کشمیر آیا زعفران زار
وغیرہ اماکن پر بہار کی گلگشت ہوئی دریاے ڈل مین چراغون کی سیر کشتی کی سواری مین [illegible] ملاحظہ ہوئی بعدہ ہندوستان
کو مراجعت فرمائی اور شاہزادہ کے بموجب فرمایش کے کشمیر کی ایالت بدستور سابق مرزا یوسف خان کے نام بحال کی گئی اور صوبہ کشمیر کی ایک لاکھ خرواری جاگیر مقرر ہوئی

تیسری مرتبہ شہر کشمیر کی عزیمت

۱۳۴ سال کشمیر کی نہضت ہوئی عزیزون مین سے ایک شخص نے کشمیر مین [illegible] اپنا نام عم شیخ مرزا ولد سلیمان مرزا
قرار دیکر شورش اوٹھائی تھی محمد قلی کی آدمیون نے اوسکو گرفتار کرکے منزل آباد مین حضور مین پہونچایا اور اوسنے [illegible]

اوسنے وہین پر اپنے مکانات پائے دریاے چناب اوترنے کے بعد رعایاے توابع سیالکوٹ نے محمد بیگ کروری کے بدعنوانیون سے
فریاد خواہی کی آخر کو واسطے عبرت دیگر عمال کے اوسکو پھانسی ہوئی جب وہان سے کوچ ہوا اور خطۂ کشمیر مین نزول ہوا
تمام ایام قیام عیش وآرام مین بسر ہوئے دریاے ڈل کے چراغون سے عجب کیفیت ہوئی پانی مین آگ لگادی تھی
دو ہزار کشتیان پانی پر خانہاے رز ان بہتی تھین آخر آغاز زمستان مین نہضت فرما ہوکر لاہور مین مقام ہوا۔

ولایت اوڈیسہ مین فتحیابی کا بیان

یہ ولایت قتلو کے تصرف مین تھی جب یہ مرا پٹھانون نے باہم کر مشورہ کرکے اوسکے لڑکے عین خان کو جانشین کیا اوسکی
اطاعت کرنے لگے اب بموجب حکم راجہ مانسنگہ اوس ولایت کی فتح کو رخصت ہوا پٹھانون نے چند مرتبہ جنگ و جدل
کی آخر کو عاجز ہوکر بعد مرنے قتلو اور اوسکے لڑکے کی گدی نشینی کے راجہ مانسنگہ سے صلح ہوئی اکبری خطبہ و سکہ کارواج ہوا
جگناتھ ممالک محروسہ مین داخل ہوا ڈیڑہ سو ہاتھی مع دیگر نفائس اوسی دیار کے راجہ مانسنگہ کے حوالہ کیے کہ درگاہ
اکبری کو روانہ ہوئے سینتیسوین سال جلوس مطابق [illegible] ہجری کو ملک اوڈیسہ جو دریا شور پر واقع ہے تمام داخل ممالک محروسہ ہوا

تسخیر قندھار

عرض کیا گیا کہ مظفر حسین مرزا اور رستم مرزا ولد بہرام مرزا برادر شاہ طہماسپ جو قندھار مین مقیم تھا اور حوادثات سن سنکر
جو عہد سلطان محمد پدر شاہ عباس اول اول مین واقع ہوئے اور اوزبکون کی طرف سے بھی مطمئن نتھا سلطنت کی بساط
سمیٹی اور جب شاہ عباس کا تسلط ہوا گھبرائے کہ کیا کرنا چاہیے۔ اکبر نے یہ خبر پاتے ہی خوشیان منائین مرزا خانخانان
کو مع لشکر بیکران قندھار کے فتح کرنے کو روانہ کیا حکم ہوا کہ بلوچستان کے راستہ سے جاوے اور اگر سردار بلوچ اطاعت
ظاہر کرے اوسے بھی اپنے ہمراہ لیتا جاوے درصورت سرکشی کے سزا دیوے اور اسیوقت واسطے مزید دلجوئی کے
حضور والا خانخانان کے خیمہ گاہ پر رونق افروز ہوکر نصائح فرمائے الغرض خانخانان قطع مسافت کرتا ہوا ملتان
اور بھکر اپنی جاگیر مین پہونچا اور چند روز واسطے فراہم کرنے سامان جنگ کے بھٹہ مین مقیم رہا اسی عرصہ مین
رستم مرزا نے قندھار مین مظفر حسین مرزا سے شکست کھاکر بیرنکالے اور درگاہ اکبری مین نیازمندی ظاہر کی
فرمان اکبری بھی اثنای راہ مین امرا کے نام صادر ہوے کہ اوسکی مہمانی اور خاطرداری مین کوتاہی نکرین اسکے بموجب
امرانے تعمیل کی جب مرزا لاہور سے ایک منزل مین آیا اکبر بادشاہ بھی وہان تھا حسب الحکم امرانے استقبال کرکے
مرزا کو حضور مین پہونچایا اکبر نے بعزت تمام ملاقات کی مرزا مع چار لڑکون کے مشرف خدمت ہوکر منصب
پنج ہزاری سے زیر بار منت نوکری ہوا ولایت ملتان اور بلوچستان اوسکی جاگیر مین مقرر ہوئی ابو سعید مرزا
برادر رستم مرزا کے بعد بہرام مرزا ابن مظفر حسین مرزا اور انکے بعد مظفر حسین مرزا بھی پہونچا اور ہر ایک حسب لیاقت
کامیاب ہوا اور اس تاریخ سے قندھار ملک محروسہ مین داخل ہوا اور خان دوران عرف شاہ بیگ خان

جسے صوبۂ کابل کی ایالت تھی قندھار کی صوبہ داری پر مقرر ہوا

ولایت ٹھٹھہ کا فتح ہونا مرزا جانی بیگ کا آنا

جسوقت خانخانان نے قندھار کی تسخیر کو اجازت پائی ملتان کی نواحی مین پہونچا ہوگا کہ فرمان والا اس مضمون سے صادر ہوا کہ اول ولایت ٹھٹھہ فتح کرنا بہتر ہی بعدہ قندھار فتح کرنا چاہیے خانخانان بموجب حکم روانہ ٹھٹھہ ہوا راہ مین مرزبان جیلمیر اور دلیپ ولد رای سنگہ بیکانیر والا رفیق ہوکر خدمت کو کمر ہمت باندھی ٹھٹوان کو فتح کرتے ہوئے آگے کو چلے میرزا جانی بیگ والی ٹھٹھہ بھی بڑے جماد سے چلا اور قصبہ پور مین جسکے ایک طرف دریاے سندہ اور دوسری طرف رود خانہ رکھتا ہی قلعہ گلین یعنی گڑھی بنا کر متحصن ہوا اور خانخانان نے پہونچتے ہی محاصرہ کیا مدت دراز گذر گئی غلہ کی نایابی سے لشکر شاہی عاجز ہوا آخر کو عرضی مشعر کیفیت روانہ درگاہ کی حضور سے بموجب حکم کے غلہ کی کشتیان لاہور سے ملتان کو لشکر دریا مین پہونچائی گئین اور رای سنگہ بیکانیری مع دیگر امرا کے مدد کو مقرر ہوئے خانخانان غلہ کے پہونچتے ہی آسودہ ہوکر [illegible] اور اوسکے اطراف پر لشکر تعینات کرکے خود قصبہ جام مین قیام پذیر ہوا روزانہ لڑائی ہوا کرتی تھی راجہ ٹوڈرمل کا لڑکا مسمے دہارو بہادر اور مردانگی مین بے مثل تھا اس لڑائی مین بڑے بڑے ترددات کرکے زخم نیزہ کھا کر جانفشانی کی اور سعادت کی آن ہمراہ لیگیا بہت سی لڑائی کے بعد مرزا جانی بیگ شکست کھا کر بھاگا خانخانان نے قلعہ کو منہدم کر دیا اسی ہنگامہ مین ہنگامہ وبا گرم گرا ہوا۔ کہتے ہین کہ بعض لوگون کو یہ خواب ہوا کہ فسق نیت اور اعمال عمال اور احکام حکام کی بدولت یہ بلا بد بلا نازل ہوئی — جب سکۂ اکبری مروج ہوا یہ بلاے ناگہانی عالم بالا کو روانہ ہوگئی اس خبر کے مشہور ہونے سے خورد و بزرگ فتح اکبر کے خواہان ہوئے اور باہم کر نذر و نیاز پر اقرار کیا کہ بعد فتح بادشاہی کے بموجب اپنے مقدور کے ایفای نذر کرینگے خانخانان مع امراے مددگار کے گرم پیکار ہوکر مرزا جانی بیگ کو جان سے عاجز کیا جب اوسے تاب مقاومت نآئی اور ہمت ہاری سعت نے جواب دیا صلح کی اور ولایت نصف ولایت کو ممالک محروسۂ اکبری مین داخل کیا اور اپنی لڑکی خانخانان کے فرزند میرزا ایرج کو بیاہ دی بعد ازان خود حاضر ہوکر ملازمت کی اور بندگی بادشاہی اختیار کی برسات کے بعد وعدہ حاضری دربار اکبری کا کیا اور اوسی بموجب ۱۰۰۱ہجری مین ۳۸ سال جلوس کو خانخانان کے ہمراہ دربار اکبری مین معزز با حضار ہوا عنایت خسروانہ سے سہ ہزاری منصب اور ٹھٹھہ کی جاگیر سے سرفراز کیا دار الامرای بندرک جو ٹھٹھہ کی طرف واقع ہے خار امین آیا خانخانان نے اس جانفشانی کے عوض مین بڑی عزت حاصل کی باقی اس صوبہ کے سلاطین گذشتہ کا حال ٹھٹھہ کے حالات مین لکھہ گیا ہی حاجت تکرار نہین ہی

ذکر تسخیر بھکر

قبل اسکے کہ ٹھٹھہ فتح ہوا اونیسوین سال جلوس کو محب علیخان اور مجاہدان بھکر کے فتح کرنیکو معین ہوئے تھے اور

انھون نے وہان جاکر محاصرہ کیا اسکے محاصرہ مین بھی قلعہ کے اندر قحط اور وبا کا ظہور ہوا اکثر محصورین طعمۂ مرگ
ہوئے جو شخص درخت رس کا پوست جوش کر کے نوش کرتا بچ جاتا تھا آخر سلطان محمود نے عاجز ہوکر عرضداشت
کی کہ اگر محب علیخان محاصرہ سے اوٹھے قلعہ شاہزادہ والا گہر کے نذر کرون ہنوز جواب بھی حضور سے نہ پہونچا
تھا کہ محمود کی زندگی نے جواب صاف دیدیا اور محب علیخان اور مجاہدخان نے سنہ ۹۸۱ ہجری مین بھکر کو
داخل ممالک محروسہ کیا

بیان جشن نوروز اور انتظام ہونا حجرات دیوان عام کی آراستگی کا امرا کے اہتمام سے

جسوقت موسم بہار نے جلوہ فروزی کی عیش و عشرت کا دروازہ مفتوح ہوا نسیم نوروزی نے علیلان چمن
مزاج اعتدال پر متوجہ کیا یہ اشعار حسب موقع منتخب اکبرنامہ سے یہان مرقوم ہوئے ع ہر اک شاخ شجر باغ مین برآمد
ہوئے جوان چمن تازہ خوش ہوئی بلبل ع بساط سبزہ ہے پلے نشہ اطلس پا پانو ع ہو پہونچے سو تنگی کا نہ مین شیشہ کے قلقل ع اور نکہت
نوبہاری نے مشام روزگار کو معطر کیا حکم ہوا دولتخانہ خاص و عام مین ایک سو بیس ایوان ہین امرا [illegible]
اور ضلع جہد و ٹھون مین بیوتات کے متصدی زینت بخش ہون اور سامنا منزل خاص دولتخانہ کو آئینہ
کرین بموجب حکم کے تھوڑی ہی مدت مین کارپردازان بارگاہ خلافت نے تمام دولتخانہ کو [illegible]
آراستہ کیا اور اس جشن مین جیسی جیسی خدمت تھی اسکا صلہ پایا کہ خدمتان کی عزت و منصب اور نہ خواہون کو عزل معطلی نصیب ہوا
امرا نے بموجب اپنی لیاقت اور اخلاص کے منصب اور عزت حاصل کی یہ بھی حکم ہوا کہ روز شرف
آ[illegible] تک ہر ایک امیر بادشاہ کی ضیافت کرے تاکہ اوسکی منزل مین خورشید سلطنت کا سایہ پڑے
اور جو جشن کہ بیس کزم ربیع تھا زر خطیر سے بھر گیا کہ [illegible] آفتاب کو امرا اور فقرا وغیرہ کو حسب منصب
انعام ہوا عین اسوقت مین بارگاہ شاہی مین آگ لگی اس بارگاہ مین دس بارہ ہزار آدمی سما سکتے تھے تین پہر
تک اکثر عمارات جشن اور حرم سرا کی جلتی رہی اس نقصان روپیہ کا حساب نہین ہوسکتا جب یہ نائرۂ آتش
بجھا حکم ہوا کہ از سر نو آراستگی بزم واسطے ایام شرف کے جو نہایت نزدیک تھا بارگاہ طیار ہو چنانچہ بہت جلد تکمیل ہو گئی
اور تعجب کی خبر یہ ہی کہ اسی روز شاہزادہ سلطان مراد کے گھر مین بھی دا[illegible] دکھن آگ بھڑکی تھی

میان تانسین اور مولانا عرفی شیرازی اور شیخ ابوالفیض فیضی کی رحلت کا بیان

میان تانسین نغمہ سرا خوش آہنگ اپنے فن مین یکتا بلکہ نادرات زمانہ سے تھا جسکے مقابل اسکے پہلے او
پیچھے آج تک کوئی نہ ہوا ساتوین سال جلوس کو راجہ رام چند مرزبان باندھو نے تانسین کو تحفہ کے طور سے
حضور مین بھیجا چونکہ بادشاہ علم موسیقی مین مہارت تمام رکھتا اور تانسین بھی اس فن مین برگزیدہ تھا
باہم صحبت موافق ہوئی چونتیسوین (۳۴) سال جلوس کو اس دائرۂ پرشور سے میان تانسین ناساز ہوکر مقام اصلی کو گیا

شاہ کو اس کج آہنگی چرخ سے تاسف نے اندازہ ہوا چھبیسوین [26] سال جلوس کو مولانا عرفی شیرازی نے
ند روز عطر آمیزی مشام اہل دانش کر کے نہانخانۂ عدم کی راہ لی بتیس [32] برس اس سے پنجی سرا سے
م مین موجب یادگار ہوگیا - چالیسوین سال جلوس کو شیخ ابو الفیض فیضی نے بھی سرا رم کو نہضت کی
شخص نے جلوس کے بارھوین سال کو دربار اکبری مین دخل پایا تھا بر وقت اول اول دربار مین پہونچنے
نقرۂ پنجرے کے باہر کھڑا کیا گیا تھا اوسوقت یہ قطعہ بدیہہ زبان پر لایا **قطعہ** پادشاہا درون پنجرہ ام
سر لطف خود مرا جادہ ؛ زانکہ من طوطی شکر خایم ؛ جاے طوطی درون پنجرہ بہ ؛ پادشاہ کو پسند ہوا اوسی
ز قرب حاصل کیا اپنے اخلاق حمیدہ سے روز بروز ترقیان پایا کیا تینتیسوین [33] برس ملک الشعرائی کا خطا
یا - اونتالیسوین [39] برس قران کی تفسیر سلے نقط اور نلدمن اور مرکز ادوار مخزن اسرار کی بحر مین تصنیف کیا
شاہی مین مقبول ہوئین ان کتابون سے اوسکی لیاقت ظاہر ہے اسیطرح سلیمان بلقیس بوزن شیرین خسرو
ہفت کشور ہفت پیکر کی برابر اور اکبر نامہ سکندر نامہ کے مقابلہ مین بنایا چاہتا تھا ہنوز یہ ارادہ تمام
تھا کہ خود آپکا کام تمام ہوگیا ازبسکہ حسن اخلاق اسکا دامنگیر تھا اور شاہزادے بھی اوس سے استفادہ
تے تھے رحلت سے دو روز قبل شاہ اکبر مع شاہزادون کے شیخ کے دیکھنے کو گیا اور اوسنے یہ رباعی اوسوقت
ھی رباعی دیدی کہ فلک بمن چہ نیرنگی کرد ؛ مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد ؛ آن سینہ کہ
عالمی درو میگنجید ؛ تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

برہان الملک کا حضور مین آنا اور مہم دکن کو مدد کا ملنا

نص اپنے چچا اسمعیل نظام الملک حاکم احمد نگر سے آزردہ ہوکر قطب الدین خان غزنوی کی وساطت سے
اہ اکبری مین حاضر ہوا اور ششصدی منصب پر سرفرازی پائی اور تھوڑی ہی مدت مین ایکہزاری منصب
بجکر محالات بنگش پر مقرر ہوا جب چند سال کے بعد حضور مین آیا تسخیر احمد نگر کے واسطے کہ اس کی ...
- لہذا امراے متعینۂ صوبۂ مالوہ اور راجہ علیخان خاندیس کا حاکم اوسکی مدد پر مقرر ہوا اور اوسکی
سے احمد نگر جاکر اپنے چچا پر فتحیاب ہوا اور ملک موروثی پر متسلط ہوا کمینہ تو تھا ہی حکومت کے پاتے ہی ...
رش فراموش کر دیے اور اکبری نمک کا حق یاد نرہا پادشاہ نے فیضی کو راجہ علیخان کے پاس
بھجا کہ برہان کو پند و موعظت سے راہ پر لائے ہرچند راجہ علیخان نے بہت سا سر دھنا مگر اوس
سر کا نشہ نہ اوترا آخر کو گرفتار ہوا اور کسی شخص کی ترغیب سے پارہ کا کشتہ کھاکر امراض صعب مین
تار ہوکر عدم کو سدھارا اوسکی بہن چاندبی بی نے امرا کے اتفاق سے اپنے بھتیجے ابراہیم خان کو جو برہان الملک کے
تھا سردار بنایا اور سر رشتۂ انتظام اپنے اختیار مین رکھا جب یہ حال دربار شاہی مین پہونچا شاہزادہ مراد

مع لشکر کے معین ہوا شاہزادہ مراد مالوہ پہونچکر سپاہ کا سامان طیار کر بیشتر کورہ نورد ہوا اور نربدا سے اوترکر
ولایت برار کو میر مرتضی دکھنی سے چھین کر افواج قاہرہ کو احمد نگر کی طرف روانہ کیا لشکر ظفر پیکر لڑ بھڑ کر
فتحمند ہوا راجے علیخان حاکم خاندیس نے شاہزادہ کی رکاب مین جانفشانی کی اور عادل شاہ حاکم بیجاپور
اور قطب شاہ حاکم گولکنڈہ سے بار بار جنگ وجدل ہوئین ہر بار فوج اکبری نے فیروزی پائی جب شاہزادہ نے
دکن پہونچکر مے کشی کا ایسا شغل بڑھایا کہ نہایت نزار ہوا بند وبست نکر سکا شیخ ابو الفضل نے مہم دکن پر
رخصت پائی اور حکم ہوا کہ شاہزادہ کو پند ونصیحت کرکے حضور مین لائے اور وہان کے امراے متعینہ کو سرگرم خدمت
کرے اور اگر اشارہ کسی ضرورت سے ضرور سمجھے ٹھہر جائے شاہزادہ کو روانہ کرے شیخ موصوف حضور سے مرخص ہوکر شاہزادہ
کی خدمت مین پہونچا مشیت ایزدی دیکھیے اوسیوقت شاہزادہ نے امراض مزمنہ سابقہ کی بدولت سفر آخرت
اختیار کیا اس حادثہ سے عجیب زور شور کی شورش لشکر مین ہوگئی شیخ ابو الفضل بیدار رہا تھی اور تقریر دلپذیر
سے ہر ایک کا اطمینان دلایا بعض لوگ کہ شاہزادہ کی رخصت سے نہایت خوش ہوے تھے مگر شیخ کی [illegible]
سخت انتظامی نے اونکا بھی دل چھوٹا کر دیا جب بادشاہ کو یہ خبر ملال انگیز پہونچی سبب پہونچ ہوا انجام کو
شاہزادہ دانیال نے اوسکی قائم مقامی پر رخصت پائی اور خود بھی عازم ہوا

لاہور سے دکھن کیطرف لشکر اکبر کا کوچ کرنا

جب بادشاہ نے دکھن کو کوچ فرمایا پٹیالہ کے قریب خبر آئی کہ ملتان حال مین مسلمانان وفقیر اور سناسیان ہندی کے باہم
مناقشہ باہمی ہو گئی اور مسلمانون نے غالب ہوکر اونکے بتخانہ کو منہدم کر دیا اکبر نے خلاف اپنے مذہب کے صلح کل کی
بے نصیب پاکر اکثر فقراے مسلمانون کو قید کیا اور حکم دیا کہ نئے سر سے اوس کھودے ہوے مندر کی
ترمیم وتعمیر کرین وہان سے دریاے بیاسا گذر کر گوردارجن کے مکان مین پہونچا جو نانک شاہ کی گدی پر تھا
اور اوسکے اشعار ہندی کے مضامین سے جو توحید مذہب مین اشعار موجدان اسلام سے ترجمہ ہوئے ہین نہایت
نہایت خوشوقت ہوا گوردارجن نے اپنے مسکن مین بادشاہ کا آنا موجب فخر سمجھا پیشکش لایق پیش کیا
اور عرض کیا کہ لشکر فیروزی اثر کے ورود سے پنجاب مین غلہ گران ہوا تھا اس سبب سے پرگنات کی جمع زیادہ
ہوئی الحال لشکر کے کوچ کرنے سے ارزانی ہوئی رعایا اوس جمع کے ادا کرنے سے متعذر ہوگئی بموجب اس
التماس کے حکم ہوا کہ دس بارہ کے حساب سے تخفیف جمع کیجاوے عمال کو حکم ہوا کہ زیادہ دست درازی نکرین
جب تھانیسر پہونچا چند مدت قیام کی صورت ہوئی رعایا سلطان نام کروری کی بیداد سے دادخواہ ہوئی ۲
اور بر وقت ثبوت ظلم کے عامل مذکور پھانسی دی گئی یہان سے اکبر آباد پہونچکر چند روز قیام ہوا اور بموجب طلبی
پہونچنے عرضداشت شیخ ابو الفضل کے برہانپور کو مراجعت فرمائی دریاے نربدا کے پار ہوتے وقت ایک

ہاتھی کی زنجیر آہنی جو پیر مین تھی طلائی ہوگئی فیلبان نے داروغہ فیلخانہ سے عرض کیا اوسنے حضور مین خبر
پہونچائی اکبر نے زنجیر منگا کر ملاحظہ کی قدرت خدا کی مشاہدہ کر کے فرمایا کہ شاید اس دریا مین وہ پتھر
جسکو ہندوستانی سنگ پارس کہتے ہین ہے بعدہ بموجب حکم اکثر ہاتھیون کو زنجیر آہنی سے دریا مین ڈالا
اور ملاحون نے بھی خوب خاک چھانی مگر نہ تو زنجیر طلائی ہوئی نہ وہ پتھر ہاتھ لگا القصہ قطع مراحل کرتے
ہوئے خطۂ پرسرور برہانپور مین نزول ہوا اکبرآباد سے برہانپور تک دوسو ستائیس کوس ناپا گیا اس خطہ
مین جشن فرمایا مطربان خوش الحان اور رقاصان شیرین نوا نے تال و سُر درست کیا تازہ تازہ خیال سے
عشاق دلون کو آہنگ سنایا اوس محفل مین بموجب حکم شیخ ابو الفضل جو برگنات دکن کے انصرام مین تھا
حاضر ہوا شب ماہ چاندنی کی کیفیت بیکل کر رہی تھی کہ شرف بقدمبوس ہوا۔ بادشاہ نے فوراً یہ شعر
پڑھا ع فرخندہ شبی باید و خوش مہتابی ۔ تا با تو حکایت کنم از ہر بابی ۔ شیخ نے اس تفضلات سے
کورنش ادا کی ایالت برہانپور کی عطا ہوئی حکم ہوا چونکہ امرا نے اذیت سفر بہت کچھ پائی لہذا جب تک
رایات عالی یہان پرجلوہ طراز ہون بحسب مناسب ہر ایک کا انعام مقرر رہے شیخ کو چار ہزاری منصب
عطا ہوکر قلعہ اسیر کی تسخیر کو حکم ہوا جہان کہ راجہ علیخان کا بیٹا حاکم سرکش ہوگیا تھا ۔

بیان تسخیر ملک اسیر اور ولایت احمدنگر کا

شیخ ابو الفضل نے رخصت پاکر قلعہ اسیر کو گھیر لیا اور سخت آزمائیان ہوئین ایک مدت محاصرہ مین
گذری شیخ نے بمقتضائے شجاعت فطری کے قلعہ کے کنگرہ پر رسہ ڈالکر اپنے تئین قلعہ کے اوپر پہونچایا
اور قلعہ کے اندر داخل ہوا اور اسی طریقہ سے اکثر لوگ رسن بازی کرکے چڑھ گئے اور اندر پہونچکر داد مردانگی دی -
اور شیخ ابو الفضل کے بزور سرپنجہ مردانگی ایسا قلعہ آسمان فرسا دشوار عبور مفتوح ہوگیا بہادر وہان کا حاکم نامرد
سے عاجز ہوکر ملاقات کو حاضر ہوا اور شیخ کے توسل سے حضور اکبری مین آکر مورد عنایت ہوا قلعہ اسیر
اولیائے دولت کے تفویض ہوا شیخ نے اس جراءت نمایان کے عوض مین علم نقارہ اسپ اور خلعت
خاصہ سے سرفرازی پائی اور فتح ناسک کرنے کو شیخ کے نام حکم ہوا اور تھوڑے سے زمانہ مین منصب پنجہزاری
پاکر خدمات شایستہ بجالایا اور عنایات پادشاہی کے موافق یہ مخلص بھی خدمتگذاری اور جانفشانی مین
دریغ نکرتا تھا حکم ہوا کہ احمدنگر کی فتح اور راجوری وغیرہ مفسدون کی گوشمالی شیخ کے حوالہ ہو اور ولایت
برار وغیرہ مین عبد الرحیم خانخانان کی شجاعت کا امتحان ہو جسوقت قلعہ اسیر اور احمدنگر مع دیگر ولایات
نظام الملک کے شیخ ابو الفضل نے فتح کیا اور ولایت تلنگانہ کو شیخ عبد الرحمن ولد ابو الفضل نے
مسخر کیا اور بہادر نظام الملک نبیرۂ برہان نظام الملک حضور مین آیا اور عادل شاہ حاکم بیجاپور اور قطب شاہ فرمانروائے گولکنڈہ

پیشکش بھیجکر درگاہ اکبری مین نیازمندی ظاہر کی اور ہمہ وجوہ وہان کے انتظام سے دلجمعی حاصل ہوئی
اور اوس نواح دکن مین کوئی امر موجب تردد نہ رہا اوسوقت اکبر نے شاہزادہ دانیال کو وہان پر تعین فرمایا
اور خاندیس کا نام داندیس رکھکر شاہزادہ کو عطا کیا اور خانخانان کو شاہزادہ کی خدمت مین اور ابوالفضل
کو احمدنگر پر مقرر فرماکر برہانپور سے معاودت کی قطع راہ کرکے اکبرآباد آیا جن امرا نے اس سفر مین خدمتگذاری
کی تھی اونھین ترقی مناصب سے سرفراز فرمایا

دکھن کے پرانے سلاطین کا بیان

بعض کتب تواریخ سے ایسا معلوم ہوا کہ اگلے زمانہ مین تمام دکھن سلاطین دہلی کے زیر فرمان تھا خصوص
محمد شاہ فخر الدین جونا بن غیاث الدین تغلق شاہ نے اوس ملک پر برقرار واقعی تسلط کیا اور دیوگر کا
نام دولت آباد رکھکر اپنا دار الحکومۃ مقرر کیا جب اوسکا آفتاب دولت قریب زوال ہوا ظلم کی کثرت سے
رعایا منحرف ہوئی ہر طرف خلل پیدا ہوا سلطان محمد گجرات کے دفع فساد کو روانہ ہوا اور دولت آباد سے
ملک لاچین کو بھی اپنی مدد پر طلب فرمایا باغیان بدکار نے ملک لاچین کو مار کر زیادہ تر سرکشی کی علاء الدین حسن
جو حسن کانگو کے نام سے مشہور اور ملک لاچین کے جملہ سپاہیون مین تھا سرکشون کو متفق کرکے دولت آباد
مین حاکم بن بیٹھا محمد علاء الدین لقب مقرر کیا جب یہ خبر سلطان محمد نے پائی اوسوقت خود مہم گجرات
مین پھنسا تھا اوسکے مدافعت کی نوبت نہ آئی کہ عنقریب ٹھٹھہ کے اطراف مین دنیا سے چل بسا یہ حسن کا
بہمن بن اسفندیار بن گشتاسب کے نسل مین تھا اس سبب سے اسکو بہمنی کہتے تھے ۷۴۸ ہجری مین
دکھن پر متصرف ہوا اور گیارہ برس گیارہ مہینے سات روز اورنگ آرا ہو کر تختہ تابوت کا محتاج ہوا بعدہ
سلطان محمد شاہ بن سلطان محمد علاء الدین اٹھارہ برس ایک مہینے سات روز اور سلطان مجاہد شاہ
بن سلطان محمد شاہ ایک برس ایک مہینے نو روز اور سلطان داؤد شاہ سلطان مجاہد کا چچا زاد
ایک مہینے تین روز اور سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ بن سلطان علاء الدین اونیس برس
نو مہینے آٹھ روز اور سلطان غیاث الدین بن محمد شاہ ایکمہینے بیس روز اور سلطان شمس الدین
بن سلطان محمد شاہ ایک مہینے ستائیس روز اور سلطان فیروز شاہ بن سلطان محمد شاہ پچیس برس
سات مہینے گیارہ روز اور سلطان احمد شاہ بن سلطان محمد شاہ بارہ برس نو مہینے چوبیس روز اور سلطان علاء الدین
بن سلطان احمد شاہ [illegible] اور سلطان ہمایون شاہ بن سلطان علاء الدین ۳ برس
[illegible] مہینے [illegible] سالگی مین تخت آرا ہو کر ایک برس گیارہ [illegible]
[illegible] سلطان محمد شاہ [illegible] مین تاجدار ہو کر [illegible] برس چار مہینے اور [illegible] روز

اور سلطان شہاب الدین محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ لشکری ۲۷ برس ۲ مہینے ۳ روز اور سلطان احمد شاہ بن سلطان شہاب الدین بن محمود شاہ دو برس ایک مہینے اور سلطان علاء الدین بن شہاب الدین محمود شاہ ایک سال گیارہ مہینے اور سلطان ولی اللہ بن سلطان شہاب الدین محمود شاہ تین برس ایک مہینے ۲۷ روز جملہ بادشاہی حسن کانگو کے خاندان مین سترہ نفر نے ایکسو ستتر برس کی سلطان نظام شاہ گیارہوین پیڑھی کے وقت مین جو کہ سات برس کی عمر مین تخت آرا ہوا تھا یزید اسے جو امرائے عمدہ مین سے تھا بادشاہ کی خوردسالی دیکھکر کارجہانداری مین متسلط ہوا جب یزید نے تسلط پیدا کیا بعد سلطان نظام شاہ کے بھی وہ اور اوسکی اولاد نے استیلا پایا لہذا ۴۸ برس اوسکی اولاد حکمران رہی ہرچند نام کو خاندان حسن کانگو کی سلطنت رہی مگر یزید اور اوسکے اولاد کی حکمرانی تھی سنہ ۹۳۵ ہجری مین عماد الملک کابلی نے سلطان بہادر شاہ والی گجرات کی اطاعت قبول کرکے دکھن مین اوسکے نام کا خطبہ وسکہ رایج کیا اوسوقت مین سلطان ولی اللہ کو محبوس کرکے خود یزید سلطنت کرتا تھا القصہ سنہ ۹۳۵ مین امرائے بہمنی نے جو رکن الدولہ سلاطین بہمنیہ کے تھے دکھن کو باہم حصہ لگاکر تصرف مین لائے جسنے جدھر جگہ پائی دبا بیٹھا سکہ اور خطبہ اپنے اپنے نام کا پڑھایا عادل شاہیان حاکم بیجاپور یوسف عادل شاہ جو انکے سلسلہ کا مبدا رہی غلام گرجی تھا خواجہ محمود گرجستانی نے سلطان شہاب الدین محمود بہمنی کے ہاتھ فروخت کیا تھا اور سلطان نے ولایت شولاپور اسے تفویض کی تھی اوسنے بزور شمشیر بیجاپور کو تسخیر کیا اور دریاے کشناتک متصرف ہوکر بالاستقلال حاکم بن بیٹھا—

سات برس فرمان روا ہوا اسمعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ اسکے بھتیجا علی عادل شاہ اسیطرح اورنگ زیب عالمگیر تک عادل شاہون کی سلطنت رہی سلطان سکندر عادل شاہ سے عالمگیر کی لڑائی ہوئی اوسکا ملک سلطنت بابریہ مین داخل ہوا قطب شاہون کا دار الملک گولکنڈہ تھا اس سلسلہ کا موجد سلطان قلی قطب الملک وزیر بہمنی ہوا چونکہ سلطان محمود بہمنی غلام دوست بہت تھا سلطان قلی نے خود اپنے تئین فروخت کرکے غلامی قبول کی روز بروز اسکا مرتبہ ترقی پاکر بڑھ گیا اور اپنے ہم جنسون مین سرفراز ہوکر ولایت گولکنڈہ کی حکومت پائی قضارا اول ہی سال قضا نے اوسکی حمید قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ ۲۰ برس اور ابراہیم قطب شاہ اسکا بھائی ۳۵ برس اور محمد قلی قطب شاہ بن ابراہیم قطب شاہ بن سلطان قلی قطب الملک نے ہزار فاحشہ رنڈیان ناچنے والیان نوکر رکھین ہر وقت ہمراہ رکاب رکھتا اور استلذاذ جسمانی مین مصروف رہتا اونمین سے بھاگنیا نام ایک رقاصہ کا تعشق ہوا مدت عشق کی کارسازیان روشن ہین تابع ہوگیا اوسکے نام پر بھاگ نگر نام شہر آباد کیا لغایت سنہ ۱۰۲۰ ہجری گیارہ برس تک اسکی سلطنت رہی تا آنکہ سلطان عبد اللہ قطب شاہ ساٹھہ برس حکمرانی کرکے ملک دوانی کو

سدھارا چونکہ لاولد تھا اوسکا داماد سلطان ابو الحسن وارث نہ ہوا اور اورنگ زیب نے لڑ بھڑ کر اوسکا ملک
چھین لیا — احمد نگر کے نظام الملکون کا سر رشتہ احمد بحری نظام الملک سے ہے اسکا باپ غلام برہمن کا
نسل [illegible] تھا شہر احمد نگر اوسیکے نام سے آباد چار برس حاکم رہا بعدہ برہان نظام الملک بن احمد بحری ۴۸ برس
اور حسین نظام الملک بن برہان نظام الملک ۱۳ برس اور مرتضی نظام الملک بن حسین ۸ برس اور
حسین نظام الملک بن مرتضی دس برس اور اسمعیل نظام الملک بن برہان برادر مرتضی نظام الملک
دو برس رہا اور برہان نظام الملک اپنے چچا اسمعیل نظام الملک سے دل آزردہ ہوکر دربار اکبری مین
حاضر ہوا ۹۹۶ ہجری مین کمک لیکر چچا پر فتح پائی — دولت کے پاتے اکبر سے بھی انحراف کی سوجھی
جب وہ مرگیا اوسکی بہن چاند بی بی نے ابراہیم نظام الملک کو جو برہان نظام الملک کا خردسال لڑکا تھا
حاکم بنایا ۱۰۰۸ ہجری مین افواج اکبری نے شیخ ابو الفضل کی شمشیر تدبیر سے اوسی ملک کو داخل محروسہ
کیا — ابتدا ۸۹۵ ہجری سے ۱۰۰۸ تک ۱۱۳ برس یہ ولایت نظام الملکون کے تحت تصرف مین رہی

شیخ ابو الفضل کے مارے جانے سے اکبر کی دل آزردگی ہونا

اکبر آگرہ مین تھا اسی ضرورت سے حاضری ابو الفضل کی ضرور ہوئی لہذا فرمان جاری ہوا کہ اپنے لڑکے
عبد الرحمن کو وہان پر چھوڑ کے جریدہ روانہ حضور ہو شیخ نے بموجب حکم عبد الرحمن کو مع خدم و حشم
احمد آباد مین چھوڑ کر کچھہ نفر سے درگاہ والا کی راہ لی اون دنون مین شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر مقام
الہ آباد مین آزردہ ہوکر بادشاہ سے مقیم تھا شیخ کی طرف سے بھی بہت کچھہ دل آزردہ تھا اسکو دلی یقین
تھا کہ اگر ابو الفضل دربار اکبری مین پہونچا تو زیادہ تر میری جانب سے بادشاہ کو بھڑکا دیگا لہذا اس خبر کے
سنتے ہی کہ شیخ روانۂ حضور ہوا فوراً بلاکر راجہ نرسنگہ دیو ولد مدھکر کو جسکا مسکن اثناے راہ دکن مین واقع تھا
اور شاہزادہ کے [illegible] مین شریک تھا بلاکر راز دل ظاہر کیا اور کہا کہ سر راہ پہونچکر شیخ کو راہ عدم کا
مسافر کرے نرسنگہ دیو اس مہم پر مستعد و آمادہ ہوکر اپنے ملک کو روانہ ہوا جب شیخ ابو الفضل اوجین آیا بعض
خیرخواہون نے نرسنگہ دیو کے ارادۂ فاسد سے اطلاع دے کر عرض کی کہ خطرہ ظاہر ہے چونکہ ابو الفضل کی
قضا آچکی تھی کسیکا کہنا کچھہ نسنا پیشتر کو روانہ ہوا — سچ ہے قضا سے چارہ نہین عقل و تدبیر کچھہ
کام نہین کرتی ہے الغرض ۱۰۱۱ ہجری مین ۵ ربیع الاول کو قصبۂ انتری اور سرائے کے درمیان
راجہ نرسنگہ دیو مع راجپوتون کے کمینگاہ سے برآمد ہوا اور اسکا قصد ظاہر ہوا اوسوقت ہمراہیون نے
شیخ ابو الفضل سے التماس کیا کہ لشکر غنیم کی کثرت اور ہماری قلت ہے بہتر ہو کہ قصبہ انتری مین پہنچ
جاوے جب کسیقدر جمعیت ہو جاوے آگے کو قدم رکھیے شیخ نے جواب دیا مجھسے فقیرزادے کو بادشاہ

سرفراز فرمایا اگر آج اسکے روبرو سے رخ پھیرون کیا آبرو دیاؤن — اور آپنے تئین نامرد بناؤن اور ہم چشمون کو کیا
آنکھہ دکھلاؤن — اس جوہر کی کیا بساط کہ اسکے مات کے ڈر سے کسیکی شہ ڈھونڈھون یا اپنے فیلبند منصوبہ کو توڑون
تقدیر کے آگے تدبیر ہیچ ہے یہ کہکر گھوڑا بڑھایا دشمنون نے بھی گرد اوڑائی بڑی لڑائی ہوئی ایک کی دوا ور دو کا چار کی
وہان انبوہ بیشمار ادھر چند سوار شیخ نے روز آخری سمجھا روبہ مزاجی نکی شیرانہ تیوری بنی رہی — آخر زخم
نیزہ کھایا — طایر روح نے قفس عنصری سے پرواز کیا ہمراہیون نے بھی شرط رفاقت ادا کی ساتھہ مین عدم کی
راہ لی سنہ ۱۰۱۱ — راجہ نرسنگہ دیو نے شیخ کا سر کاٹ کر شاہزادہ کے پاس آلہ آباد کو روانہ کیا — شہزادہ نے خوش
ہوکر ایسے افسر کے سر کو برے مقام مین پھکوایا کہ جہان ایک مدت تک پڑا رہا — چونکہ اکبر کو شیخ سے بدرجہ غایت
محبت تھی جب یہ خبر پہونچی بیہوش ہوگیا چھاتی پر ہاتھہ دے مارا — بیقراری اور بیتابی کے وہ آثار ظاہر کیے
جو خلاف شان تھے — شعر — شہنشاہ جہان را در وفاتش دیدہ پرنم شد ﴿ سکندر را اشک حسرت ریخت کا فلاطون
ز عالم شد ﴿ رائے رایان پتر داس جسکو سہ ہزاری منصب اور وہان کا فوجدار تھا مع شیخ عبد الرحمن ولد
شیخ ابو الفضل وغیرہ امرا کے راجہ نرسنگہ دیو کے مکافات پر مقرر ہوا حکم ہوا کہ جب تک اوس بدسر کا
سر حضور مین نہ لائین جنگ و جدل سے ہاتھہ نہ اوٹھائین مکرر ارشاد ہوا کہ شیخ کے سر کی ہمسری مین اوسکا سر
کیا حقیقت ہے اوسکے زن بچہ کو بھی سردار کرنا چاہیے — حق تو یہ ہے کہ شیخ ابو الفضل اپنے زمانے مین لاجواب
تھا حضرت کا حال خود انکی عبارت سے جو کسی جگہ ذیل مین مندرج ہوگی معلوم ہو جائیگا جسوقت شیخ مبارک
اور اوسکی اولاد کی دانشمندی شہنشاہ اکبر کو معلوم ہوئی تھی حکم ہوا تھا کہ حاضر ہوان — بارھوین سال
جلوس کو شیخ ابو الفیض فیضی بڑا لڑکا مبارک کا حاضر ہوکر منظور نظر شہریار اکبر ہوا تھا اونیسوین [19] سال جلوس کو
ابو الفضل نے ملازمت کی اسنے اکبر کے نام پر آیۃ الکرسی کی تفسیر لکھی اور بادشاہ کو منظور ہوئی — یہ شخص
اکثر علوم مین بہرہ یاب تھا روز بروز مورد الطاف ہوا — اسقدر مرتبہ بڑھا کہ حاسدون کا دل گھٹا —
شاہزادون کو رشک تھا امراؤن سے صلاح کرتے تھے کہ اسکو کیونکر گرا دین تا آنکہ اسطرح کا اتفاق واقع ہوا
کہ شیخ مبارک اسکے باپ نے اپنے حین حیات قران مجید کی تفسیر نصف درست کی تھی اور نام بادشاہ کا اوسمین مندرج
نکیا تھا شیخ نے بعد مرگ پدر چند نقلین اوسکی کرا کر جابجا مشہور کر دین اور اس امر کا خیال نرہا کہ موافق رسم
دنیا کے عنوان کتاب مین نام بادشاہ کا درج کرے حاسدون نے یہ نئے ادبی بادشاہ سے عرض کی سنتے ہی
پیشگاہ سطوت سے ایسا عتاب ہوا کہ شاہزادہ سلیم وغیرہ امرا کے کان بھرنے سے ابو الفضل کو حکم ہوا کہ سلام
کو بھی نہ حاضر ہو — چونکہ شیخ تقرب کے وقت مین مکرر عرض کرتا تھا کہ مجھے سوائے حضرت بادشاہ کے
شہزادون وغیرہ کسیکی نیاز نہین اسی وجہ سے ہر ایک بر سر پرخاش ہے اور یہ امر اکبر کے دل نشین تھا

علاوہ اسکے اسکی مصاحبت سے اسقدر محظوظ تھا جسکی تفسیر دفترون مین گنجایش نہین کرسکتی بالآخر قصور معاف ہوا۔ ایکدم جدائی منظور نہ تھی جب قضا در پی ہوئی ضرورت مہاجرت استقبال کو آئی ۔ دکن کو ماموں ہوا۔ ظاہر انے سبب شاہزادہ سلیم کی عداوت مین مارا گیا ۔ سچ تو یہ ہی کہ موت کے

حیلہ ہزار ون ہین پنجہ مرگ سے کسیکی نجات نہین ہوئی ملہ

شاہزادہ سلیم بڑے لڑکے کا بغاوت کرنا

جس زمانہ مین خود بدولت اکبر شاہ نے دکن کو عزیمت کی شاہزادہ سلیم نے رانا کے استیصال پر رخصت پائی اور یہ شاہزادہ اجمیر مین مقیم ہوکر رانا کی خرابی مین ساعی تھا اور راجہ مانسنگہ سپہ سالاری مین ہمرکاب تھے امرائے بنگالہ کی تحریر سے واضح ہوا کہ پٹھانون نے قابو پاکر شورش برپا کی ہی اور کنور مہاسنگہ ولد راجہ مانسنگہ جو اپنے باپ کی نیابت پر وہان تھا خفیف سی لڑائی مین شکست کھائی راجہ مانسنگہ نے اس واقعہ سے حضور شاہزادہ سلیم مین عرض کیا کہ بادشاہ متوجہ دکن ہی اسوقت مین اگر حضور الہ آباس مین تشریف لاوین رفع شورش ہوگی ۔ شاہزادہ نے بموجب التماس اور صوابدید ملکی کے اجمیر سے کوچ کرکے الہ آباس مین مقام کیا اور اپنی جاگیرات آگرہ کو بدستور رکھکر صوبہ الہ آباد کے محال کو بھی جو آصفخان جعفر کے جاگیر سے متعلق تھا اپنی سرکار مین داخل کیا اور تیس لاکھ روپیہ جو خزانہ مین بابت صوبہ بہار اور اون اطراف کے تھا اور کشورہ دیوان نے جمع کیا تھا اوسکو سپاہ بھیجکر اوٹھوا منگوایا ایسی ایسی حرکات سے کہ بدون حکم حضور بادشاہ کے سرزد ہوئے شاہزادہ کی نسبت بغاوت کے آثار پدیدار ہوئے اور دراندازون کو بھی موقع ملا کسیقدر اپنی طرف سے جھوٹ سچ جوڑکر حضور مین عرض کی حضور سے فرمان نصیحت عنوان محمد شریف والد عبد الصمد شیرین قلم کی مصاحبت مین صادر ہوا لیکن اوسکا کچھہ نتیجہ ظاہر نہوا جب کہ اکبر دکن سے معاودت کرکے اکبر آباد آیا اور ابو الفضل پر وہ واردات گذری شاہزادہ تیس ہزار سوار سے الہ آباد سے آگرہ کو متوجہ ہوا دولتخواہون نے عرض کیا کہ آنا شاہزادہ کا کثرت سپاہ کی ساتھہ حضور میں قرین مصلحت نہین لہذا فرمان صادر ہوا کہ آنا تمھارا اس شان سے منظور نہین اگر غرض اظہار جمعیت سپاہ سے ہی دریافت ہوگیا لازم ہی کہ مردم ہمراہی کو جاگیر پر رخصت کرکے جریدہ حاضر حضور ہوا اور اگر کسی طرح کا اسطرف سے واہمہ ہو الہ آباد کو روانہ ہوجاوے جب اطمینان دلی حاصل ہو ملازمت مین حاضر آئے شاہزادہ نے درجواب عرضی عجز و انکسار کی روانہ کر الہ آباد کو معاودت کی بعدہ فرمان صادر ہوا کہ صوبہ بنگالہ اور اوڈیسہ تمھاری جاگیر مین عطا ہوا چاہیے کہ مقام مذکور کو روانہ ہو شاہزادہ نے وہان کا جانا نامنظور کیا ۔ اس عدول حکمی سے بھی لوگون نے بادشاہ کو بھڑکایا سلیمہ سلطان بیگم کو دلجوئی کے واسطے روانہ کیا ۔ یہ الہ آباد مین پہونچکر ہر طرح سے دلجمعی کرکے شاہزادہ کو اپنے

ہمراہ حضور مین لائی جب اکمنزل اکبر آباد رہگیا حسب استدعا کے مریم مکانی والدۂ اکبر شاہ جا کر شہزادہ کو اپنے مکان مین لائین۔ اور اکبر بادشاہ بھی وہان پر تشریف لیگیا شاہزادہ نے مریم مکانی کے توسل سے قدمبوس حاصل کرکے ایکہزار طلائی مہر اور نوسو ستتر زنجیر فیل نذر دکھلائی۔ بادشاہ نے عنایت کرکے شاہزادہ کو بغل مین لیا اور اپنے سر سے پگڑی اوتار کر کے شاہزادہ کے سر پر رکھی اور حکم دیا کہ شادیانہ بجایا جاوے اڑتالیسوین[۴۹] سال جلوس مین یہ واقعات ہوئے بعد چند دنون کے پھر شاہزادہ کو رانا کی سرکوبی کو روانہ فرمایا۔ شاہزادہ نے کسی موقع سے رانا کی سرکوبی ملتوی کرکے بالطور سرمانے کے بدون اجازت بدر الہ آباد کی راہ لی۔ اور اس بات سے دل آزردگی اکبر شاہ کی زیادہ ہوئی اونچاسوین[۴۹] برس اکبر کی مان مریم مکانی کا انتقال ہوا اکبر نے بموجب رسم بزرگان داڑھی اور سر کے بال منڈوا کر ماتم کیا اور اپنی مان کی لاش کو چند قدم کندھا دیکر دہلی کو روانہ کی شاہزادہ سلیم اس خبر کے سنتے ہی سعادت اندوز حضوری[۱۰]

شاہزادہ دانیال کی رحلت کا بیان

سلطان دانیال اپنے بھائی مراد کے طور پر رات دن میخواری مین بسر کرتا تھا ہر چند اکبر نے فرامین نصیحت صادر فرمائے اور چند معتمد نصیحت کے لیے مقرر بھی ہوئے مگر کچھہ نہوا چند مدت تک خانخانان عبد الرحیم اور خواجہ ابو الحسن نے بموجب حکم شاہی سب کچھہ حفاظت کی اور خلوت اور جلوت مین دربان اور محافظ مقرر کیے۔ تب یہ شاہزادہ شکار گاہ کے حیلہ سے جنگل کی راہ پکڑتا قراول لوگ بموجب ایما کے بندوق کی نعل مین شراب بھر کر پہنچاتے اور کسی بکری کے رودے مین چھپا کر دستار خوان مین پہونچاتے آخر کثرت میکشی نے زندگانی مین خلل کیا قوائے باطنی نے ضعف پکڑا انجام کو چالیس روز تک ایسا بیمار ہوا کہ کروٹ بدلنا دشوار ہوا دوا معالجہ سے کچھہ سود نہوا۔ آخر کار سنہ [۱۰۱۳] ہجری مین مطابق سال پچاس جلوس کو ساڑھے بتیس[۳۲] برس کی عمر مین پیمانۂ بقا کی راہ لی

رحلت بادشاہ اکبر کا بیان

اکبر سلطان مراد کی وفات سے غمزدہ تو تھا ہی دوسرا یہ واقعہ ہوا داغ پر داغ بیٹھا۔ ناتوانی نے زور دکھایا مرکز اعتدال سے مزاج مبارک منحرف ہوا آخر بستر ناکامی پر صاحب فراش ہوا خیرخواہون نے خیرخیرات دوا معالجہ صدقہ وغیرہ سب کچھہ کیا حکیم علی جو حکمائے دربار مین سردار تھا معالجہ کو حاضر ہوا۔ آٹھہ روز تک بطور خود چھوڑ دیا کہ شاید قوت خاص سے عارضہ کی مدافعت ہو جب بیماری نے اور بھی سختی پکڑی نوین[۹] روز علاج شروع ہوئی دس روز تدبیر و معالجہ مین گذرے الا کچھہ سود نہوا۔ اسہال شروع ہو گیا اسکی بھی علاج کی کچھہ افاقہ نظر نہ آیا اور ایسے ایسے امراض متضادہ نے گھیر لیا کہ ایک کی دوا سے دوسرے کی ترقی ہونے لگی باوجود ایسے ضعف رستگاری کے استقلال شہنشاہ اکبر نے کیا استقلال ظاہر کیا کہ کسیکو بار عام سے ممانعت نفرمائی۔ جب نزع کا عالم روبرو ہوا حکیم علی نے معالجہ سے ہاتھہ کھینچکر فرار اختیار کیا بدھ کی رات ۱۲ جمادی الآخرے

سنہ ۱۰۱۴ ہجری کو مطابق باون برس جلوس کے ۶۵ برس قمری کے عمر مین واقعہ اکبرآباد عالم بقا کی راہ لی تجہیز و تکفین کے بعد باغ سکندرہ مضاف اکبرآباد مین مدفون ہوا اکثر لوگون نے تاریخ وفات نظم و نثر مین لکھی منجملہ اونکے یہ تاریخ آصف خان جعفر کی ہی ؎ فوت شد اکبر از قضاے آلہ * گشت تاریخ فوت اکبر شاہ *
اکیاون برس دو مہینے نوروز حکمرانی کی * * *

ذکر احوال موتمن الدولہ شیخ ابوالفضل کا جوکہ شیخ موصوف نے آئین اکبری کے اخیر مین درج کیا ہی

راقم شکر فنامہ کے دل مین ایسا تھا کہ کچھہ تھوڑا سا حال اپنے بزرگون کا اور کچھہ اپنی کیفیت لکھکر ایک خود رسالہ طیار کرے تا کہ دور اندیشون کے واسطے عبرت ہووی لیکن اشغال گوناگون خصوص تحریر اس کتاب آگاہی نے مجھے باز رکھا اسی اثنا مین پیام آراے غیبی نے ایسا اشارہ کیا کہ ناہنجاری روزگار سے یہ بات نہین کہ علحدہ گزارش ہو کسیقدر اسی اقبالنامہ مین لکھنا سزاوار ہی لہذا اس جگہ تحریر کیا ۔ از آنجا کہ نسب سرا ہونا تہیدستی سے بزرگون کی ہڈیون کا بیچنا اور اسباب نادانی کو بازار مین لانا ہی اور شوریدہ مغزی سے دوسرون کے ہنر پر ناز کرنا اور اپنے عیب کو نہ دیکھنا ہی نہین جانتا تھا کہ وہ افسانہ گزاری کرے ۔ اور اس بادیہ سنگلاخ مین سلسلہ کار کسی طرف نہ پہونچا سکے اہل روزگار نسب کو تخمہ و نژاد و نزاد سے تعبیر فرماتے ہین اور اوسکو اعلی و اسفل قرار دیتے ہین ہوشیار آگاہ خوب جانتا ہی کہ یہ وہ ہی کہ اوسکی کسے بزرگ نے ثروت ظاہری یا شناسائی باطنی مین چیرہ دستی پاکر لقب یا نسب یا مسکن کے نام سے مشہور ہوا اگرنہ عام جوہر مردم زاد کو فرزندان آدم صفی سے سمجھتے ہین اور ہیچ گفتگوے داستان کہنے والون کے دل نہاد کرکے دوسرا شبہہ نہین فرماتے ظاہر ہی کہ اس معاملہ مین ابھی ہماین راستہ سے بھٹکاتے ہین اور اس گوہر گرامی کا اعتبار نہین کرتے پس کسواسطے سعادت گزین بیدار دل ایسے فسانہ کو سنکر خواب غفلت پسند کرے اور اوسپر تکیہ کرکے حقیقت پژوہی سے دور رہے ۔ نوح کے فرزند کو باپ کی ایزد شناسی سے کیا فایدہ اور ابراہیم خلیل کو پشتہاے بت پرستی سے کیا نقصان ہی ؎ بندۂ عشق شو و ترک نسب کن جامی * کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست لیکن بمقتضاے سرنوشت آسمانی صورت پرستون مین ایک مجھے بھی صورت پرستی ضرور ہی

ذکر ہی کہ

باپ دادے کا شمار کرنا داستان دراز ہی کیونکہ انفاس گرامی کو واہیات مین ضایع کرے چند بزرگ لباس ولایت مین اور چند علوم رسمی مین اور بعض امارت مین اور بعض معاملہ گذاری مین اور بعض تجرد اور تنہائی مین بسر کرتے رہتے ہین ۔ چند دنون سے سرزمین یمن وطن رہا ہی شیخ موسے پانچوین پشت اول مین دنیا سے رمیدگی ہوئی ترک خانمان کرکے غربت اختیار کی اور علم و عمل کی ہمرہی مین معمورۂ جہان

سنہ ۹۰۶ مین قصبہ ریل جو سوستان کے متعلق ایک نزہتگاہ ہے عزلت قبول کی اور خدا آگہان حقیقت پژوہ
کے پیوند دوستی سے کتخدا ہوا اگرچہ جنگل سے شہر مین آیا۔ لیکن تجرد سے ساتھ تعلق کے نہ مونہہ لایا، وسی انداز
آگہی پر بسر کر انفاس گرامی کو اپنی آویزش مین آخر کرتا۔ اور نے بدل زندگی کو نقش بوقلمون کی پیراستگی مین
مصروف رکھتا اور لڑکے پوتے اوسکے گرداگرد مشغول خورسندی تھے اور دانش عبانی اور یونانی سیکھے
آغاز سنہ ہجری مین شیخ خضر کو بعض اولیاے ہند کے دیکھنے کی آرزو ہوئی۔ اور چند خویش اور دوستون
کے ساتھہ ہندوستان مین آکر شہر ناگور کو پہونچا۔ سید یحیی بخاری اچی جو مخدوم جہانیان کا جانشین
در ولایت معنوی سے بہرۂ وافی رکھتا تھا۔ اور شیخ عبدالرزاق قادری بغدادی اولاد گرامی اولیاے
بزرگ سید عبدالقادر جیلی اور شیخ یوسف خورسندی کہ صورت و معنی کی پیر سے ہوئے تھے اور بہت سے کمالات
حقیقی فراہم کرکے گذرگاہ اور رہنمائی خلق مین بسر کرتے تھے اور جہان کو اوسکی رہ آوردیسی ذخیرہ ملتا ان بزرگون
کی گرمجوئی اور دلجوئی اور غربت سے توطن قبول کیا سنہ ۹۱۱ ہجری مین شیخ مبارک کی ولادت ہوئی چار ہی
سال مین لوامع آگہی سے تجلی ہوئی اور ۹ نو برس کی عمر مین سرمایۂ بزرگ حاصل ہوا۔ چودھوین ۱۴ سال علوم
متداولہ سیکھے اگرچہ اکثر قافلہ سالاران راہ خدا کی عنایت اس بزرگ پر تھی مگر شیخ عطن کی ملازمت مین اکثر
اوقات ہوتی تھی شیخ ترک نژاد کی ایکسو بیس برس کی عمر ہوئی سکندر لودی کے وقت مین اوس شہر مین
وطن گاہ مقرر کیا اور شیخ سالار ناگوری کے خدمت مین پایۂ والا کو پہونچا، وہ توران و ایران مین دانائی سیکھی
لقصہ شیخ خضر خورسند کی طرف پھرا یہ حال تھا کہ بعضے نزدیکون کو اسطرف بلا ہے مگر حیات مستعار
راہ ہی مین منقطع ہوئی۔ حدود ناگور مین قحط اقبح ہوا وبائے عام ظاہر ہوئی سواے ابوالفضل کے دادی
کے باقی جملہ نفس فانی ہوئے پدر بزرگوار کو ہمیشہ غربت کی سوجھی تھی اور ہر سرزمین کے بزرگان وقت
کے دیکھنے کی آرزو تھی لیکن وہ کدبانوی خاندان عفت اجازت نہ دیتی اور آپ کے دل مین سرکشی نہ تھی
اسی کشاکش مین شیخ فیاضی بخاری قدس سرہ کی ملازمت مین پہونچے۔ اور شورش دل نے
افزایش پکڑی انھون نے سوال کیا جواب ہوا کہ عنقریب ایک شخص کو قرار ہدایت پر لاتے ہین اور
جویندگان آگہی کی رہنمائی پر مقرر کرتے ہین عبداللہ نام رکھا ہے گرامی لقب اوسکا خواجۂ احرار ہوگا
انتظار اوسوقت کا کرے اور آئین اوسکی قبول کرے خواجہ اوسوقت مین اپلہ پائے عرصہ تگاپو تھے۔ اور
جاندار وے حقیقت کی جستجو مین دوادوش رکھتے تھے جب وقت پہونچا اور اوس پایۂ والا مین سرفرازی
تلقین خدا پژوہی کی اوس سے حاصل ہوئی گمنامی کو اوسکی خلوت فرمائی اور نے تعینی اوسکا پیشہ
مقرر ہوا سخنان خواجہ مین جس جگہ کہ درویش سے تعبیر ہوتی تھی اوس یگانۂ آفاق کو چاہتے تھے قریب

چالیس برس کے دیار خطا مین بسر کیا - اور جنگل و پہاڑ مین عشرت تنہائی رکھتا تھا - اکیس بیس برس کی عمر پائی
اور گرمی دروں کے آثار اوسیطرح پر افزایش رکھتے تھے - ایک رات کو پدر بزرگوار اوس ملک زاد بوم مین چند خدا جویان سعادت
منش سے داستان حقیقت کہتا رہا اور بہت سے نکات دل افروز ظہور مین آتے رہے ناگاہ ایک آہ کی آواز کان مین
پہونچی اور تجلی الٰہی چمکی ہر چند خیال دوڑایا مگر نشان نپایا دوسرے روز بڑے تگاپو اور تجسس سے روشن ہوا کہ کسی
کمہار کے مکان مین وہ بزرگ معنوی عزلت گزین ہے اوسکے نور ارادت سے ایک زمانہ آسودہ ہوا اور خاطر بہرہ گرا
سے بازآیا ہمیشہ چار ماہ تک سعادت زیادہ کرتے تھے اور اوسکی نظر کیمیا اثر سے عیاری کی افزایش کرتے تھے
اوسی نزدیکی مین سفر اقدس ظاہر ہوا دل کو گوناگون حقایق سے امر فرمایا اور جویندگان حقیقت کی رہنمونی مین اشارہ
ہوا اور خوشدلی اور فارغ البالی سے رخت ہستی اوٹھایا اوسی نزدیکی مین نقاوۂ دودمان عصمت جو تعلیم پدر بزرگوار
کی فرماتی تھی اس خاکدان فنائی سے روپوش ہوئین پدر بزرگوار نے باین تجرد دریاے شور کی طرف قدم اوٹھایا
ارادہ یہ تھا کہ راہ چار دیوار معمورہ کی پیمایش کی جاوے اور گروناگروہ مردم سے فیض لیا جاوے احمدآباد گجرات مین فراز
مرتبۂ والا ہوئے اور دانش تازہ حاصل ہوئی اور ہر ایک فن کی سند حاصل کی اور آئین امام مالک و شافعی اور ابو حنیفہ و حنبل کی ہر آئین بزرگ دانا مین
طرح طرح کی دریافت فرمائی اصول و فروع سب دیکھا کیے اور تکالیف سے سخت پایۂ اجتہاد ظاہر ہوا اگرچہ بموجب
اجداد بزرگان مانند ابو حنیفہ کے روش اختیار کی تھی لیکن ہمیشہ کردار کو احوط سے آراستہ رکھتے اور تقلید سے برکنار رہنے کو
کی دلیل کرتے اور جو کچھ نفس کو دشوار معلوم ہوتا اوسے اختیار کرتے اور سعادت منشی اور روشن ستارگی سے علوم
ظاہری سے حقایق معنوی مین پہونچ ہوئی - اور نزہتگاہ صوری ملک حقیقت کی رہنما ہوئی تصوف اور اشراق کے
اسالیب حاصل کیے اکثر کتابین نظر و تامل دیکھی گئین خاصکر حقایق شیخ عربی اور شیخ بن فارض اور شیخ صدرالدین
قونوی وغیرہ اصحاب عیانی و بینائی پر نظر ملتفت ڈالی او نظر تہا - نے اندازہ حاصل ہوئین اور درد شبہای
بوالعجب روشن ہوئین اور بزرگترین عطایا - بالہی سے خطیب ابوالفضل کی ملازمت حاصل ہوئی اوسنے براہ
قدردانی اور آدم شناسی کے فرزندی مین قبول کیا اور واسطے تعلیم علوم طرح طرح کے مصروف ہوا - اور
گوناگون دانش کے سیکھنے کی ہمت کی تجرید کے مراتب اور غوامض شفا اور اشارات اور دقایق تذکرہ اور مجسطی کے
سیکھے سربستان حکمت کو طراوت پدید ہوئی - مرد خرد پژوہ فرمان روایان گجرات کی سعی سے شیراز سے
اس ملک مین آیا - اور بستان شناسائی مین روشنی تازہ ہوئی لیکن درحقیقت علوم حقیقی عقلی مولانا
جلال الدین دوانی کی شاگردی مین حاصل ہوئے - جناب مولوی نے اول اپنے والد سے اور اوائل کے مقدمات
سیکھے - بعدہ شیراز مین مولانا محی الدین اشکبار اور خواجہ حسن شاہ بقال سے دانش آموزی کی
یہ دونو بزرگ شاگردان سید شریف جرجانی کے ہین اور کسیقدر مولانا ہمام الدین گلناری سے مدرسہ مین بھی

آنا جانا کرتے رہے - غرض کہ بخت کی رسائی سے عجب کشائیش ظاہر ہوئی - اور کتب حکمت کے مغز کو پہونچے
اونکے مطالب کو ذہن نشین کیا - جیسا کہ اوسکی تصانیف گواہ ہین اوسی شہر فیض بہر مین پدر بزرگوار
کو شیخ عمر ٹھٹوی کے جو اکابر اولیاے زمانہ مین سے تھا ملازمت حاصل ہوئی وہان اور ہی رنگ سے
تعلیم ہوئی اور اکثر شطاریہ اور طیفوریہ اور چشتیہ اور سہروردیہ دریافت ہوئے اور بھی اوسی شہر مین
شیخ یوسف سرمست کی خدمت ملی - اور سرمایۂ آگہی حاصل ہوا ہمیشہ آداب عبودیت ملحوظ رہتے
آخر اوس گرامی صحبت کی برکت سے یہ حوصلہ ہوا کہ نقوش علمی ساحت ضمیر سے حک کیے جاوین - اور ہمیات
سے نفرت کرکے جمال مطلق کے محو ہون مگر اوس ہادی حقیقت نے اس عزم سے باز رکھا اور فرمایا کہ اندنون
سفر دریا مسدود ہے آگرہ کو جایا چاہیے اگر وہان مدعا نکلے تب توران و ایران کو جائیو - اور علم رسمی
طیلسان احوال اپنے کی بنائیے اسی اشارے کے بموجب غرۂ اردی بہشت ۶۵ سنہ جلالی مطابق
چارشنبہ چھٹوین محرم ۹۱۲ سنہ ہجری کو آگرہ پہونچے میان شیخ عماد الدین مجذوب کی مصاحبت ہوئی
اور اوس مستی سے ہوشیار ہوکر فرمایا حکم خداوند ہے کہ اس شہر مین مقیم ہوکر ترک گردش کیجا دے آخر کو
مقام ہوا دریاے جون کے کنارے میر رفیع الدین صفوی ایجی کے مزار کے جوار مین قیام فرمایا - اور خاندان
ہاے شریف سے جو علم و عمل مین درست تھے نسبت تاہل کے ظاہر ہوئے اور اسی شہر مین دوستی پیدا کی
گروہ دانا دل اس نوباوۂ شناسائی کو مغتنم سمجھکر کشادہ پیشانی سے دلجوئی مین حاضر ہوا - چونکہ
اسباب ثروت بکثرت رکھتا تھا ایسی خواہش کی کہ یہ بھی اوسے اختیار کرین مگر انھون نے
قبول نفرمایا میر صاحب ممدوح سادات بزرگ حسنی الحسینی مین ہین کسیقدر انکے لڑکون کا
حال شیخ سخاوی کے تذکرون مین مذکور ہے اگرچہ انکا وطنگاہ موضع ایک شیراز ہے اور دیر باز سے
حجاز کی سیر کرتے ہین اور ہمیشہ اسی دو جگہ پر بسر کیا - اگرچہ معقول و منقول اپنے بزرگون سے
سیکھتا لیکن مولانا جلال الدین دوانی کی شاگردی سے کچھہ اور ہی جلا حاصل کی اور جریرۂ عزت مین
انواع علوم نقلی شیخ سخاوی مصری قاہری شاگرد ابن حجر عسقلانی سے حاصل کیے اور رجب ۹۵۴ سنہ ہجری
مین داعی حق سے لبیک کہی والد بزرگوار کو اپنا جانشین بنایا - والد بزرگوار نے ہمیشہ شست و شوے
باطن اور گوہر ظاہر کی صفائی پر میل رکھا اور کارساز حقیقی کی نیاز مین رہکر درس گونا گون اختیار کیا
اور گفتگوے باستانی کو چہرۂ حال کا روپوش فرمایا اور زبان خواہش قطع کی اگر اہل ارادت
نذر نیاز لاتے تو کسیقدر لیکر اور لوگون سے عذر کر دیتا اور دست ہمت کو آلودہ نفرماتا - تھوڑے
دنون مین دانشوران کا جاے رجوع ہوا - بزرگ و کوچک کا مقام زیارت ہوا - یاران زمانہ کو

حسد نے آدبایا دوستی سے انجمن افروزی شروع ہوئی مگر انکا یہ حال تھا کہ نہ اول حال سے خوش تھا
نہ دوم سے ملال شیر خان اور سلیم خان وغیرہ بزرگوار اس خیال پر ہوئے کہ وجوہ سلطانی سے کچھ قبول کرین
ازانجا کہ ہمت بلند اور نظر عالی تھی انکار محض کر دیا - چونکہ انکی ذات مین لوگون کی رہنمائی ودیعت نہادۂ
دست قدرت تھی - اور درگاہ سے فرمان راست گذاری رکھتا تھا - اور اشارۂ اولیاے زمان مددبرت
اور مہربانی ہوا داردن کی روز افزون تھی ہمیشہ آیندگان مجلس اور جویندگان آگاہی کی ہدایت فرماتا - اور تنبیہ جوئی
کی سرزنش بیان کرتا ظاہر پرست رنج کھینچتے اور نالایق توہمات کرتے چونکہ یہان تو ہنگامہ آرائی کا ارادہ ہی تھا
معرکہ آرائی کی کبھی عزیمت نہوتی نہ حق گوئی اور نکوہش بدکاری مین دریغ ہوتا - اور آزردہ دلون کی پرسش
جوئی مین توجہ ہوتی اسی حال مین خداوند تعالی نے اولاد سعادت نہاد عطا فرمائی - اگرچہ ہمیشہ گفتگوے
علمی کا مشغلہ تھا - مگر دانشہاے حقیقی کا اظہار کم کرتا تھا - جسوقت حضرت جنت آشیانی کے قدم مبارک
شہر مین آئے چند تورانی اور ایرانی بھی پدر بزرگوار کے حضور مین پہونچے اور انجمن دانائی کو رونق تازہ ظاہر ہوئی
ہنوز اس ہنگامہ نے بخوبی گرم بازاری ظاہر نہ کی تھی کہ سخت حادثہ ہوا - ہیمون نے خیرگی شروع کی - نیکان زمانہ
کنج نشین ہوئے سفر ناکامی پیش آیا مگر پدر بزرگوار اوسی گوشۂ عزلت مین مقیم رہا اور بتائید الٰہی ہیمون نے
کارویدہ لوگون کو بھیجکر معذرت کی اور اونکی سفارش سے اکثر لوگ تنگناے غم سے رہا ہوکر بزمگاہ شادی
مین گرم خرام ہوئے اول سال جلوس شاہی مین قحط سال عظیم ہوا - وہ معمورہ بالکل خراب ہوا بجز چند گھر
کے اثر آبادی مفقود ہوا آکر بلاد ہندستان مین یہ بلا ظاہر ہوئی مگر پدر پیر وہین پر ثابت قدم رہا - راقم
شکرفنامہ اوسوقت پانچ برس کا تھا او آگہی اسقدر پیش طاق بینش چمکتی تھی کہ گفتگو مین نہین آسکتا -
یہ سب سانحہ بہت عمدہ طور پر یاد ہی غرضکہ اس انقلاب مین ستر آدمی مرد اور عورت اوس کاشانہ مین باقی
رہے - برادران زمانہ کو فراخی حال اور نشاط درویشان سے حسرت تھی کیمیاگری اور سحر طرازی کا گمان کرتے
تھے کبھی سیر بھر غلہ ملجاتا اوسکو مٹی کی دیگون مین اوبال کر اوسکا آبجوش اس جماعت مین تقسیم ہوتا تھا
تعجب یہ کہ غم روزی نہ تھا - اور سواے اندیشۂ پرستش ایزدی کے کوئی بات دلمین نہ آتی تھی - آخر رحمت
ایزدی ظاہر ہوئی اور نیزۂ اقبال شاہی آیا - جہان نے معدلت روز افزون سے روشنی پائی بارگاہ خرد
کی آرایش ہوئی اسباب آگاہی کی گران قیمت ہوئی گوناگون لوگون نے خزینۂ عقل سے فوائد بیکران
حاصل کیے اور اوس نورانی سرشت کا خلوتکدہ مجمع دانایان ہفت کشور ہوا اور سخن بلندی گرا ہوا حسود
افسردہ ہوئے اور بدگوہرون کی ناتوان بینی نے افزایش پکڑی - مگر والد بزرگوار اوسی اپنے آئین
سرگرم رہکر راہ و رسم مین مصروف تھے اب لوگون نے یہ اختیار کیا کوئی مہدویہ تبلاتا اور اپنے گفتار

گفتگوے پریشان سے قصہ بناتے اور سادہ لوحان روزگار کو مغالطہ دہی کرتے۔ اور حال تباہ سے دل آزاری
مین تگاپو کرتے۔ اور انکی نباہ بیچی کی دست آویز شیخ علائی ہی۔ ہندوستان مین ایک گروہ ہی جو میر سید محمود
جونپوری کو مہدی موعود جانتے ہین اور اسی بحث مین مبالغہ کرتے ہین۔ علم و عمل اور تہذیب اخلاق اکثر
نصوص کو فراموش کرکے اس مذہب مین غور کرتے ہین اور سلیم خان کے زمانہ مین ایک شخص شیخ علائی
نام ظاہر و باطن آراستہ اس فرقہ مین تھا اور اس شہر مین براہ تذویر پدر بزرگوار کے دیکھنے کو آیا۔ اور پیوند عنصری کے
توڑنے مین ہنگامہ آرائی ہوئی۔ اور سجل درست کی۔ پدر بزرگوار نے ان سے موافقت کی۔ اور عقل و
نقل کو انکا معاضد بنایا۔ مرزبان ہندوستان کے حضور مین ہنگامہ آرائیان ہوئین۔ اور اندیشہ کرتباہ
سے کوشش کرنا شروع کین۔ مسند آرای حکومت نے دانشمندان زمانہ کو فراہم کیا۔ اور حکم شرع
کی جستجو مین تگاپو اختیار فرمایا۔ اور پدر بزرگوار کو بھی اوس انجمن مین طلب فرمایا جسوقت ان سے
دریافت کیا برخلاف اور لوگون کے جواب پایا۔ اوسوقت سے اون لوگون نے دشمنی پر کمر مضبوط باندھی
اور اس معاملہ مین کہ وجود مہدی علیہ کا خبر احاد سے ہی بمحض عناد چندان کوشش کی کہ اوسکا نام بنام مذا
اور چند بدگو [illegible] آئین شیعہ کا وہم کرکے راز نکوہش ظاہر کرنا شروع کی اور یہ سمجھانا کہ ہمانا اور بات
ہی اور قبول کرنا [illegible] اسی زمانہ مین ایک شخص کو جو سادات عراق سے یگانہ روزگار تھا۔ اور علم و عمل
رکھتا تھا تہمت لگائی۔ اور توجہ شاہنشاہی سے اوسکے دامن حال تک انکا ہاتھ نہ پہونچ سکتا تھا۔ اکثرون
محفل بادشاہی مین ظاہر کیا کہ میر کی پیش نمازی روا نہین ہی کیونکہ اوسکی گواہی مردود ہوتی ہی پس
اوسکا اقتدار کیونکر لازم ہی اور چند روایات حنفیہ گذشتہ زمانے کی بطور شہادت بیان ہوئین کہ اشراف
عراق کو شاہد نہ سمجھنا چاہیے۔ آخر میر مذکور کار دشوار جو کہ رابطہ اخوت رکھتا تھا حقیقت حال کو ظاہر کیا
پدر بزرگوار نے تسلی کی۔ اور بدسگالون کی گفتگو پر دلیر کیا اور اوس نقل کے جواب مین فرمایا کہ وہ لوگ
اوسکے معانی نہین سمجھتے ہین جو کچھ کہ کتب حنفی سے بیان کیا ہی عراق کی مراد عرب سے ہی نہ عراق عجم
سے کتنی جگہ اس معانی پر تصریح ہوئی ہی اور اشراف اور اشراف و اشراف کے معانی مین تمیز نہین کیا
جو کہ مراد امرا اور کشتکار وغیرہ سے ہی تیسرے اوساط جسکو محترفہ اور اہل بازار پر منحصر کیا ہی۔ چہارم ادنی
لوگ جنکا مرتبہ انہون تک نہین پہونچتا ہی مانند باجی اور ہرزہ گرد لکھا ہی تاکہ بر وقت نکوئی کے کیونکر
سلوک کیا جاوے اور ہر ایک کی بدکرداری کا بدلہ کیونکر دیا جاوے اور سچ ہی اگر ہر ایک بدکنندہ کو نیکیان
دیجاوے تو شاہراہ معدلت سے دور ہی میر اس آگہی سے خوش ہوا۔ اور گوناگون نشاط کرکے
اوس نوشتہ شنیع کو اپنی پاکدامنی اور لوگون کی ناآشنا سائی کی شہادت پر یارون کی نظر مین پیش کیا

وہ لوگ حیران ہوئے جب اونھین پدر بزرگوار کی دانائی معلوم ہوئی حسد سے برافروختہ ہوئے اور اسطور پر چند
مرتبہ پدر بزرگوار کی یاوری ظاہر ہوئی سبحان اللہ باوجودیکہ گروہا گروہ مردم یقین رکھتے ہین کہ کوئی ایسا مذہب
نہین ہی کہ کوئی امر خلاف اوسمین واقع نہوا اور نہ اسقدر بطلان آمود اور باوجود اس بات کے اگر کسی
ایک شناسا سے کسی مسئلہ مین برخلاف آئین اپنے کے تحسین کرے اوسکے سر کو نہین ہوپہنچتے اور اوسکی عداوت پر
کمر باندھتے ہین اور بعد درازی سخن کے اوس نکوہش سے بازرہکر تشنیع سے مضرت کرتے ہین لیکن حمایت
الہی سے ہمیشہ شرمساری اور خجالت ہی کو ہمیشہ اونکو غم اور کدورت ہوپہنچتا مگر حسد و بدسگالی سے باز نہین آتے
تاآنکہ نیرنگی زمانہ اور بوالعجبی روزگار نے نقش تازہ دکھلایا۔ اور تفرقۂ عظیم برپا ہوا چودھوین سال سے آلہہ تھا
مطابق ۱۱۷۹ ہلالی پدر بزرگوار گوشۂ عزلت سے برآمد ہوئے اور عجب عجب سختیان نازل ہوئین تھوڑا سا
حال یہ ہی اگر ہمیشہ زنبورخانہ حسد سے سوزش اوٹھتی اور بار سوراخ دشمنی کا جوش مین تھا۔ اور شب چراغ
دوستی بے فروغ ہوا تھا نیکان روزگار نے بدی پر دل باندھا اور دروازہ بیگانگی کا کھولا تھا جیسا کہ کسیقدر
گذارش ہوا لیکن اندنون مین کہ مایۂ دانش نے بلندی پکڑی اور بزرگان روزگار نے شاگردی قبول کی تو
اور ہنگامۂ مردم نے گرم بازاری کی اور پدر بزرگوار بموجب اپنے آئین کے خوہاے نکوہیدہ ظاہر کرتا اور دوستون
اور ہواخواہون کو اوس سے باز رکھتا علماے زمانہ اور مشایخ روزگار حوادث خجستہ کو اپنے عیوب کا آئینہ
جانتے تھے تباہ سگالی اور چارہ اندوزی مین بیٹھے اور اپنے کو بیمار تباہ اندیشون کا بنایا اور باخود ریہ ان
کیا اگر کچھہ بھی ذہن نشین بادشاہ وقت ہو تو ہمارے پرانے اعتبار کا کیا حال ہوگا اور انجام کار کیا ہوگا
پس اس خیال سے کینہ وری اختیار کی بہتان اور افترا پردازی اختیار بہتان بیانی اور حیلہ اندوزی کی
باتین کر کے اکثر نزدیکان درگاہ ہمایون کو اپنی طرف رجوع کرلیا بعض بدگوہرون کو پیرایہ تعصب دینی سے
برافروختہ کیا اگرچہ مدت سے یہی حال تھا لیکن برؔوقت مین حق گذاران سعادت آمود کی یاوری سے انکی
بازار سرد ہوجاتی تھی اسوقت مین کہ وہ گروہ راستی پیشہ مہجور ہوے اور خوشامدی سردفتر باریابان بزم
ہمایونی مقرر ہوئے تباہ پرستون نے موقع پایا ایک مرتبہ والد بزرگوار ایک دوست خدا کے مکان پر
گیا تھا اور راقم بھی ہمراہ تھا کہ وہ رعونت فروش غرور افزا بھی اوس انجمن مین حاضر ہوا اور باتین
شروع کین۔ مجھے دانش اور شباب کی مستی سر مین تھی اور مدرسے سے جاے معاملہ مین ایک قدم ہی جانے
کا اتفاق نہوا تھا اوسکی بیہودہ گوئی سے میری زبان کھل گئی اور یہان تک گفتگو نے طول کھینچا کہ وہ نادم ہوا
اور دیکھنے والون کو حسرت ہوئی۔ اوسدن سے نادانی کے انتقام سے گو ہمت مضبوط کی اور اوس گروہ
شکستہ امید کو بھی تیز تر کیا پدر بزرگوار ان کے کید سے بیخبر اور مین بھی اپنی مستی مین سرشار رہا۔

اول اون بیدینان دنیا پرست نے مانند سالوسیان حق گذار کے حق گذاری اور دین آرائی مین متوجہ ہوکر مجلسین کرنا شروع کین جسوقت خدیو عالم نے خیر سگالی اور نیک اندیشی معاملہ کیش اور دانش اور داد ایسے گروہ نیک دل پر کھلی ہو۔ اور خود ہمو جب نے چادر پہنے ہو حق گویان راستی منش کے بازار کاسد ہوگی اور دلو سازان نادان اور مرزبان دولت اون سے موافق ہوکر یکرو ہوگئے ۔ اور بعض کی گرم بازاری ہو یہ وہ محل ہی کہ خاندان کے خاندان برباد ہوجائین اور ہر ایک کی عزت خاک مین ملجاے غرض کہ اسی تعصب مین ان بیدینون نے باہم شریک مشورہ ہوکر محفلین کین ایک شخص کو جو دورویہ دہ دل اور افسون نیرنگ کا ہاروت جو اپنی سکاری سے یہ بزرگوار کے دانش گاہ درس مین پرورش پائی ہوئے تھا اور اوس گروہ ناراست سے یکتا دلی رکھتا تھا اونھون نے پیدا کیا اور خدا آزاری کا افسون اور بیہوشی کا جادو اوسپر دم کردیا اور نصف شب کو اوسے بھیجا۔ وہ شعبدہ ساز نیرنگ کار اوس شب تار مین لرزان و گریان صورت بنائے مرشد بھائی کے خلوتکدہ مین پہونچا اور اوس سادہ لوح کو نے آرام کیا خلاصہ اسکی باتون کا یہ ہی کہ بزرگان زمانہ مدت سے دشمنی رکھتے ہین چنانچہ آج انھون نے ہجوم برپا کیا اکثر ارباب علم کو شاہد اور اکثرون کو مدعی قرار دیا ہی ان باتون کو عمدہ طور سے بیان کیا کہ سب جانتے ہین کہ ان لوگون کو بارگاہ مقدس مین بہت کچھہ اعتبار ہی اور اپنی گرم بازاری مین بہت کچھہ سرفراز ہین لوگون کو درمیان سے اوٹھا دیا۔ اپنی زبردستیان ظاہر کین اسوقت میرا ایک ہمراز اوسی مجلس صلاح مین حاضر تھا جیونہین وسنے خبر دی۔ بیتاب ہوکر آپکی خدمت مین دوڑ آیا ہون مبادا صبح ظاہر ہوجاے۔ اور کار چارۂ تدبیر سے بیکار رہے اسوقت راے ہی کہ اسیوقت بلا اطلاع احدے شیخ کو کسی گوشہ مین لیجائیے اور چند روز ترک تا زر کھیے تاکہ دست دبرسر کار ہون اور پادشاہ تک حقیقت حال پہونچے۔ اس کیفیت کے سنتے ہی اوس نیکذات کو واہمہ نے آدبایا اور بصد بیتابی خلوتگاہ شیخ مین حاضر ہوکر سارا ماجرا بیان کیا۔ فرمایا ہر چند دشمن چیرہ دستی کرین مگر خدا آگاہ اور شہریار دانا ہی اگر چند بیدین و دیانت گردہ کو حسد نے بے آرام کیا ہو درست ہی کہنگار اور دروازۂ پرسش کا بند نہین ہی۔ اور نیز اگر سرنوشت ازدی ہمارے آزار پر نہین اگر تمام دنیا ہجوم کرے تو بھی کچھہ آزار ہمکو نہ پہونچے گا۔ اور اگر اوسی جہان آفرین کی یہ خواہش ہی تو ہم بکشادہ پیشانی جانفشانی کو تیار رہین۔ چونکہ عقل تو دور ہوئی تھی اور غم زیادہ تھا حقیقت طرازی کو افسانہ سرائی اور شور انگیزی کو سوگواری سمجھکر بہت بھیرا اور اوٹھکر چلدیا اور کہا کہ معاملہ کی بات اور ہی اور داستان تصرف اور اگر آپ نہین چلتے تو ہم اسی وقت قاصد ہین آپ کو اپنا اختیار ہی مین خود روز ناکامی ندیکھونگا۔ پیوند پذیری اور نا طلقتی ابوت سے اوسکی خواہش کو قبول فرمایا اور بموجب حکم اوس پیر نورانی کے راقم بھی بیدار ہوا۔

ناگزیر اوس [illegible] رستہ تن یا پیادہ چل کھڑے ہوئے نہ کوئی راہبر نہ چلنے مین پیر مضبوط ـ
پدر بزرگوار نیرنگی [illegible] کوشش تھے مگر ہم دونو بھائی جو اوسوقت مین ملکداری اور معاملہ کاری مین اپنے
سے بڑھکر دوسرے کو نسمجھتے تھے مقام پناہ کے جو یا ہوئے جو وہ کہتا ہم ناپسند کرتے اور جو ہم کہتے وہ منظور نفرما
ابیات دشمنان دست کین برآورده ‌اند و دستے میزبان نمی یابیم ٭ یک جہان آدمی ہمی بینیم ـ مردے
درمیان نمی یابیم ٭ ہم بدشمن درون گریزیم زانکہ ٭ یاری از دوستان نمی یابیم لاچار ہزاران تگاپو ایک ایسے
شخص کے مکان پر پہونچے جسکی حقیقت منشی بھائی کی نگاہ مین جچتی تھی اوسنے جیون ان بزرگوارو
کو دیکھا بیدل ہوگیا اور اپنے باہر نکلنے سے پشیمان ہوا اور ششدر ہوکر چار ناچار ایک مقام آرام تجویز کردیا
جسوقت اوس شوریدہ مکان مین پہونچے وہ مکان اوسکے دل سے زیادہ پریشان تھا طرفہ اندوہ و عجب
حال ہوا بڑے بھائی نے مجھپر غصہ کیا فرمایا کہ باوجود فزون شناسائی کے غلطی کی اور تونے اول سے ایسے
سمجھا تھا ـ خیر اب چارۂ تدبیر کیا ہی کہان پر آسایش ملنا ممکن ہوگی اسکے جواب مین مینے عرض کیا کہ
ابھی کچھہ نہین ہوا لوٹ کر اپنے خلوتکدہ کو چلیے اور مجھے نایب بنایئے یقین ہی کہ زمانہ کی چادر اوڑھہ جاے
اور گرہ سررشتہ کی کشود ہو پدر بزرگوار نے آفرین فرمائی اور میرے کہنے پر معاودت کو آمادہ ہوا مگر
بھائی کو یہ راے نہ بھائی فرمایا کہ تجھے اس سرگذشت مین ذرا خبر نہین اور اس گروہ کی مکاری سے
تجھے بھی آگاہ نہین ہی پس اس ذکر سے درگذر اور باتین راہ کی کہو ـ باوجودیکہ بادیہ آزمایش مین کبھی کام
فرسائی ہوئی نتھی لوگون کے سود و زیان کا امتحان نکیا تھا مگر بالقاے الٰہی ایک شخص کا خیال گذرا
اوسی کو ظاہر کیا کہ اب اوس پیشگاہ باطن کے آیا ہی کہ اگر کام دشوار ہو تو یہ شخص ضرور یاوری کریگا ـ
لیکن بروقت سختی کے دشوار ہی کہ مدد کرے چونکہ زمانہ تنگ تھا دل پریشان اوسیکے طرف چلے غرض کہ
یہ ساری نیرنگیان افتاد وقت کی دیکھتے ہوئے صبح صادق کے قریب اوسکے مکان پہونچے اوسنے آگاہ ہوکر
بڑے تپاک سے عمدہ مکان خلوتخانہ آراستہ تیار کردیا آخر وہان پر آرام کیا گیا دو روز کے بعد خبر ملی کہ حاسدون
نے اپنے دلی ارادہ ظاہر کردیے یعنی اوسی پہلی شب کے صبح کو اول بادشاہ سے ایسا عرض کیا کہ خاطر عالی کو
مشوش کردیا بارگاہ خسروی سے حکم ہوا کہ مہمات ملکی اور مالی بلا صلاح انھون کے صورت استصواب
نہین رکھتے یہ کام ملت اور مذہب کا ہی سرانجام اسکا انہین سے مخصوص کیا جاوے اور محکمۂ عدالت
مین طلب کیے جاوین اور جو کچھہ شریعت غرا کا حکم ہو اور جو کچھہ اکابر زمانہ قرار دین تعمیل کرین ـ
سرہنگان بادشاہی کو اوسبھار کر طلب مین روانہ کیا چونکہ حقیقت حال سے آگاہ نہ تھے سراغ لگانے مین
بڑی کوشش ظاہر کی مددگاران شریر کو ہمراہ کیا جب گھر مین نپایا گفتار بیفروغ کو باندھکر گھر کو لیا

اور شیخ ابو الخیر راقم کے بھائی کو جو اوس مکان مین تھا حاضر دربار کیا - اور ہم لوگون کے اخفا کی داستان
بڑی اثبات سے بیان کی - اور ہمارے چھپنے کو اس بیان پر حجت پیدا کیا بدایع تائیدات آلہی دیکھیے
بادشاہ نے اونکے ہجوم اور طرز تقریر سے جواب دیا کہ یہ تمام سخت گیری ایک درویش گوشہ نشین اور دانشمند
ریاضت کیش کے حق مین عبث ہی تمہارا کلام بیہودہ ہی شیخ مدت سے سیر کو جایا کرتا ہی آب بھی کہین تماشا
کو گیا ہوگا اس بچہ کو کیون پکڑ لائے ہو - اور اوسکی حویلی کیون قرق کی ہی فورًا اس خردسال کو رہا کیا
اور گھر سے بھی پہرہ اوٹھہ گیا لیکن چونکہ کسیقدر ناکامی باقی تھی وہ لوگ چیرہ دستی کرتے تھے اور
مختلف خبرین پہونچایا کرتے تھے - مگر اونکا اعتبار نکرکے وہ لوگ اوسکی چھپانے مین ساعی تھے
اور اس خیال مین ہوئے کہ آج یہ لوگ پشیمان ہوئے ہین انکا چارہ کار ضروری ہی اور سیہ درونان
تیرہ عقل کو آمادہ کرنا چاہیے کہ جہان سراغ پاوین انکا نشان بتاوین تاکہ مبادا اس ماجرا سے آگاہ ہوکر
در دولت تک آوین اور اپنی بازار گرم کرین اسی بنا بر بادشاہ کا جواب مخفی کرکے کلام وحشت افزا کا
اشتہار دیا آشنایان سادہ لوح جسکے سننے سے بیمناک ہوئے ایسی ایسی نئی نئی افواہ اوڑائی کہ لوگون کو
اندیشہاے دور دراز ہوئے اور یاری سے ہاتھہ اوٹھایا جب ایک ہفتہ گذرا جہان ہم لوگ تھے
اوس گھر کے مالک نے بھی مددگاری سے پہلو تہی کی اور اوسکے عذر مین طرز آشنائی سے روگردانی
کی اندیشہ عظیم نے دلمین جگہہ پائی مینے کہا کہ مین ماجراے دربار سے خود اسقدر جانتا ہون کہ داستان
اولین سچی ہی ورنہ بھائی کو کبھی رہائی نہوتی - اور نہ لوگ محاصرہ خلوتخانہ سے اوٹھتے یہ خیالات
سخت جو دلمین پیدا ہوتے ہین ظاہر کچھہ نہین ہین جسوقت کہ مقام امن نہین ہرزہ برائی سنتے تھے
عمدہ عمدہ لوگ فریب کھاکر عداوت پر نہ اوٹھتے تھے آج اگر مانند صاحب خانہ کے دہشت ناک ہو تو
کیا تعجب ہی اور اگر دریں گرفت دگر ہوتا تو کچھہ بھی تغیر ظاہر داری مین پیدا نہوتا اور ذرا بھی توقف نکرتا
تحقیقًا بدکارون کی افواہ نے ایسے اندیشہ مند کیا ہی آخر ہمنے چارہ گری سے مدد لی آخر ایک رات پہلی شب سے
زیادہ سیاہ تر پیدا ہوئی اور میری شناسائی اولین اور داستان حال پر تحسین [illegible] اور مجھے متن
مصلحت کار سمجھا میری خردسالگی سے آنکھہ چھپائی اور عہد کیا کہ برخلاف تمہارے رات کی گنتی
نکرینگے جسوقت شام ہوئی نزار دل سے اوس گھر سے نکلکر رہ سپر ہوئے نہ کوئی یاور تھا نہ کوئی جاے پناہ
دکھائی دیتی تھی ناگاہ اوسی دیوسار ظلمت مین ایک چمک سی ظاہر ہوئی ایک شاگرد کا مکان ظاہر ہوا
کسیقدر آسایش ملی ہر چند اوسکا مکان تنگ تر اوسکے دل سے تھا اور اوسکا دل سیاہ تر
شب اولین سے تھا لیکن کسیقدر آسودگی ملی اور نئے سرے کی سرگردانی سے آرام ملا آخر بعد دو دن بسیار خرابی

مگر جب آسایش کا ٹھکانا نہ لگا جاہد یا کہ بہترین دوستان اور دیرین ترین شاگردان اور محکم ترین
مریدان نے اس چند روز مین پر توڑ ڈالا اکنون مصلحت وقت یہ ہی کہ اس شہر نفاق بہر سے باہر چلیے
اور ایسے ناشناسا لوگون سے علیحدہ ہون شاید کنج خلوت پدید ہوا اور گرمی ہنگامہ ہماری یگانگت
مین آمادہ ہوا اور اوسی پاس رہکر قہر و لطف کا اندازہ کیا جاے اگر گنجایش ہوگی چند خیراندیشون
کے توسل درمیان مین لائے جاوینگے اور فراخی زمانہ سے اہتمام کیا جاوے اگر وقت یاری اور زمانہ
مددگاری کرے پھر رجوع خیر سے ہو جایگا ورنہ وسعت گاہ دنیا تنگ نہین ہی ہر ایک مرغ کو سر شاخ
اور گوشۂ آشیانہ موجود ہی ہمیشہ کے واسطے رزق اسی شہر مین مقرر نہین فلان امیر کے شہر مین پہونچکے
خیر سے آسایش پذیر ہونا چاہیئے اوس شخص کا روزنامچۂ احوال دیکھا اور بوے محبت اوسکے مشام عقل
دوراندیش سے معلوم ہوتی ہی حالا ہر ایک سے امید منقطع کرکے اوسکے پاس چلنا چاہیے تاکہ
کسیقدر وہان پر آرام ملے اگرچہ دنیاداروں کی آشنائی کا مدار اور آشنائی نہین ہی الا اسقدر ہی کہ
اوسکو پرستش اسی آدمیون سے نہین ہوئی برادر گرامی نے تغیر لباس کرکے قدم راہ مین رکھا اور اسی طرف
رغبت کی وہ شخص اس آگاہی سے خوش ہوا اور بکشادہ پیشانی مقدم کو مغتنم سمجھا چونکہ روز خوف
تھا چند ترک ہمراہ لایا کہ راستہ مین کسیطرح کا گزند نہ پہونچے اور بدگوہران ناعاقبت اندیش کے
قید نہو جاوین آدھی رات کو اوس سردست آگاہ دل کی خوشخبری ملی آسودگی کا نوید سنا اور روے
لباس بدل کر رہ سپر ہوئے اور مختلف طور سے اوسکے خیمون تک پہونچے اوسنے بڑی خوشی ظاہر کی
اور بہت خدمتین بجا لایا پہلے سے استراحت ہوئی ناگاہ اول سے زیادہ شورش پیدا ہوئی یعنی اوس
مرد کو درگاہ مین طلبی ہوئی وہ اس خبر سے زیادہ تر بیہوش ہو گیا اور ورق آشنائی بالکل پلٹ
دیے آخر ایک شب اوس مکان سے نکلکر ایک دوست سے جا ملے اوسنے پہونچنا غنیمت جانا
مگر اوسکی ہمسایگی مین ایک بدسرشت رہتا تھا اس بات سے ہمکو بڑی حیرت ہوئی غرض کہ جب
لوگ گرم خواب ہوئے ہمنے مطلب اصلی کیطرف قدم اوٹھایا ہر چند خیال دوڑایا کوئی مقام آسایش
نظر نہ پڑا ناچار دل پر آشوب اور خاطر غم آمود دوبارہ اوسی منزل پر پہونچے تعجب زیادہ تر یہ ہی کہ
لوگ ہمارے اوس منزل مین پہونچنے سے آگاہ ہوئے جسوقت انھون نے آسایش قبول کی
اور اوس پراگندگی سے آسایش پائی بھائی کی یہ راے ٹھہری کہ یہان سے نکلنا بحکم توہمات ہوا
اور اپنی راے بموجب جو کچھ گزارش ہوا کہ بوقلمونی احوال کی رہنمونی ہی روش اور وضع پرستارون
کی دلیل ظاہر ہی ہر چند علامات گرانی کی افزایش تھی کوئی اور چارۂ کار ظاہر نہوتا تھا جسوقت

اوس سبک سیر دراز سودا کو تاہ عقل نے دیکھا کہ یہ قباحت متنبہ نہین ہوتی اور اوسکے خیمہ کو خالی نہین کرتی
روز روشن ہوتے بغیر اسکے کہ کچھہ کہے کوچ کر دیا ہم تین آدمی اوس جنگل مین افتادہ پریشان رہے
اوسوقت عجب حال ہوا نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن۔ آشناؤن سے دور دشمنون مین
محصور سخت پریشانی ہوئی بہر حال کسیطرف چلنا ضرور تھا آخر اوسی طور پر وہان
از درمین گام فرسائی ہوئی حراست الٰہی نے دشمنون کی آنکھہ مین خاک ڈالی کہ اسی مہلکہ سے نکلکر ایک
باغچہ مین جا پہونچے اوسوقت گھبراہٹ سے تسکین ہوئی دفعتًا یہ ظاہر ہوا کہ چند مخبرون مین سے
ادھر گذر کرتے ہین وہان سے دوادو اختیار کی یکایک کسی باغبان نے ہمین پہچانا اور حال دگرگون
نزدیک تھا کہ قالب تہی ہوا اور نقد زندگانی رایگان ہو اوس سعادت منش نے گونا گون مہربانی سے بیاری
گھبراہٹ کو رفع کیا اور وہ سادہ سرشت اپنے گھر لیگیا اور غمخواری کی۔ اگرچہ بڑا بھائی اوسنکو مید حال
سے باہر نہ آیا اور دم دم مین اوسکا رنگ بدلتا تھا لیکن مجھے برخلاف اوسکے مسرت تھی اور آثار
درست اوس لا بہ گر کے ناصیہ سے درخشان تھے پدر بزرگوار خود تطلع آگاہی پر سرگرم خرام تھا اور نیرنگی
تقدیر کا تماشا کر تا کسیقدر رات گذری تھی کہ مالک خانہ دلدہی پر تشریف لایا اور کہا کہ باوجود اس دوستی
کہ مجھسے کرلیتے تھے اس شورشگاہ مین کہان بسر کی اور مجھسے کیون کنارہ فرمایا۔ مینے جواب دیا کہ اس آشوب ستمن
مین کل دوستون سے دوری کی گئی کہ مبادا ہماری وجہ سے اونکو آزار نہ پہونچے یہ سنکر اوسکو بڑی
شگفتگی ہوئی اور کہا اگر میرے غریبخانہ کو سرفراز نہین فرماتے تو مجھے بڑے خیالات ہوتے اور کبھی
نہانخانہ مجھے بتلائیے اور اوسکی باتون سے آثار صداقت ظاہر ہوئے آخر بموجب اوسکی خواہش کے
اوسکے گوشہ مین ہم لوگ اقامت گزین ہوئے اور جیسا کہ دل چاہتا تھا صفوت کہ ہاتھہ آیا اوسی مقام
حقیقت نامجات اکثر سعادت منشان انصاف گزین اور آشنایان راستی اندوز کے نام بھیجے گئے
ہر ایک شخص شناسائے حال ہوا اور چارہ گری شروع ہوئی ایک مہینے اور کسیقدر زیادہ وہان
آرام گزین رہے اور وہ بڑا بھائی آگرہ سے فتحپور چلا تا کہ وہان پہونچکر چارہ جوئی کرے اوسکے صبح کو
وہ تمام مہر دور اندیش ہزارون درد و غم کے ساتھہ آیا اور پیام روزگار سخت تر سنایا تحقیق کر
کسی ایک بزرگان دولت نے حاسدان بدگوہر کی مکاری سے آگاہ ہوکر شورش اوٹھائی اور بغیر
اسکے کہ اپنی نیازمندی اختیار کرے اور آداب بندگی بجالائے شہنشاہ عالم کی خدمت مین سخت پیش آیا
اور تندی سے کہا کہ مگر دور سپہر آخر ہوتا ہے اور روز قیامت نزدیک ہے کہ اس در دولت پر بدکار آدمی
شوریدہ مغز کو فراغت ہے اور مردم نیک سرگردان ہین یہ کون آئین ہے کہ مروج ہے گیا ناشکری ہے کہ ظہور

بکڑ رہی ہی۔ بادشاہ بردبار آرام دوست نے اوسکے نکوئی پر بخشایش فرماکر حکم کیا کہ یہ کسکا ذکر ہی اور کسکو چاہتا
ہی کیا خواب دیکھا ہی یا مالیخولیا ہوا ہی جسوقت اوسنے نام لیا بادشاہ نے نہایت آشفتہ ہوکر فرمایا کہ کل اکابران
دولت اوسکے درپی ہوئے فتوا اوسکی آزار رسانی پر تیار کرائے ناحق اوسکے درپے مین باوجودیکہ مجھے معلوم ہی
کہ شیخ فلانی مقام پر ہی مگر دیدہ ودانستہ تغافل کرتا ہون اور ہر ایک کو جواب باصواب پہونچا کر خاموش کرتا ہون
تو نادانی سے خروش کرتا۔ اور اندازہ سے باہر پانون رکھتا ہی صبح ہوتے لوگ جاوین اور شیخ کو حاضر کرین
۔ اور ہنگامۂ علما فراہم کیا جاوے۔ برادر گرامی اوسیوقت یہ شورش دیکھکر شبا شب یلغار کرکے آیا اور ہم
لوگون کو آگاہ کیا اور بموجب قاعدۂ اول کے تغیر لباس کرکے ہم لوگ روانہ ہوئے اور بہ نسبت دیگر ناکامی کے
اس مرتبہ زیادہ تر شورش باطنی افزون ہوئی۔ اگرچہ کسیقدر روشن ہوا کہ لوگ کہان تک ہمراہ ہین اور بادشاہ
دولت شاہ سے کہان تک گزارش کی ہی اور غیب دان کو کیونکر آگاہی ہی لیکن پریشانی خاطر بہت سخت تر
کی۔ اور بلا آگاہی اون لوگون کے صبح کو آوارگی اختیار کی۔ تو رستان آفتاب اور بدگوہرون کی تاریکی اور
مسالک شہر کے ہجوم اور پرسندگان نافرجام کی دھوم نے یاری کی لاچاری کی کیفیت قلم چوبین کی
طاقت نہین کہ قدرے لکھے ناچار ہزار سراسیمگی کے ساتھ ایک خزانہ مین متوجہ ہوئے کسیقدر شورش
شر اور آشوب دشمن سے آسودہ ہوئے از آنجا کہ بادشاہ کی نوازش تازہ معلوم ہوئی لہذا یہ راے قرار پائی کہ
چند گھوڑے فراہم کیجے اور اس ویرانہ سے اوسی شہر کو چلیے۔ اور فلان راست باز کا توسل ڈھونڈئے
کیا عجب کہ اوسکے ذریعہ سے یہ غوغا کم ہو اور بادشاہ دست غالب دراز فرماوے ناچار سامان سفر کرکے
تیرہ و تاریک رات کو گام فرسا ہوئے اور قریب طلوع سحر کے اوس مقام پر پہونچے اوس ناشناسا نے
ہرگز اپنی جگہہ سے لغزش نہ کی مگر اسقدر داستان امید و بیم کی بیان کی کہ کہنے سے باہر ہی اور براہ مہربانی
بیان کیا کہ اب وقت ہاتھہ سے جاتا رہا خاطر بادشاہ آزردہ ہی اگر اول سے آنا ہوتا تو کچھہ کارروائی ہوجاتی
خیر اسوقت چند دنون کے واسطے ایک گانون مین گوشہ گزین ہونا چاہیے تاکہ دل بادشاہ کا نوازش گری
کی طرف مایل ہو پس ایک گاڑی مین سوار کراکر اوس گانون کیطرف روانہ کردیا خیر طرح طرح کی مایوسی
ہم آغوش ہوئے جب وہان پہونچے جس کسان کے اعتبار پر ہمکو اوسنے بھیجا تھا وہ غیر حاضر تھا بہر حال
اوس خرابہ مین اوترے اور داروغہ کو خط پڑھایا تھوڑے ہی زمانہ مین معلوم ہوا کہ یہ موضع بھی اونھین
کم بخت حسودون مین سے ہی فرستندہ نے اپنی سادہ لوحی سے ہمین ایسے خطرناک مقام مین پہونچایا
ہی آخر بہزار بیتابی وہان سے باہر نکلے اور ایک اجنبی کو راہبر لیکر دار الخلافت اکبری کے کسی گانو کو راہ لی
جہان سے آشنائی کی بو آتی تھی۔ اور اوس روز تیس کوس کی منزل طی کرکے اوس موضع مین پہونچے

اوس نیکو خصال نے مردمی کی لیکن یہ ظاہر ہوا کہ وہان بھی ایک تیرہ درون کشتکاری رکھتا ہی اِس
خوف سے وہان بھی آسودگی کی نوبت نہ ہوئی آدھی رات کو بھاگ نکلے اور صبح کو آگرہ پہونچکر ایک
دوست کے مکان مین گوشہ گیر ہوئے لیکن کچھہ تھوڑا ابھی زمانہ نہ گذرا تھا کہ اون خیرہ رویان خدا آزار
مین سے ایک کا نام ظاہر ہوا جو کہ ہمسایہ تھا اس خبر سے سخت تردد درپیش ہوا اور صاحب خانہ بھی مقام
محفوظ کی جستجو مین ہمت ظاہر کی ہر گھڑی آخری گھڑی کا سا سنا تھا تا آنکہ ایک سعادت نہاد کا خیال
بہت کے دلمین آیا اور سعی اور تگاپو سے اوسکا پتا ظاہر کیا - اور فوراً اوسکے گھر اوٹھہ گئے - اور
شگفتگی دل گوناگون حاصل ہوئی اگرچہ وہ شخص ارباب یقین سے نہ تھا مگر سعادت سے بہرۂ وافی رکھتا
تھا اور گمنامی مین نہایت نیکنامی سے بسر کرتا تھا اور کممایگی مین تونگری کرتا تھا غرض کہ دو مہینے
اس جگہہ مقام ہوا اور اب یہ ہوا کہ ہر طرف سے یاوری شروع ہوئی اول سخنان مہر افزا اور گفتار دلکش نے
فتنہ سازان حیلہ جو کو راہ پر لائے بعدہ شیخ کی نکوئی کے حکایات درگاہ والا مین ظاہر کیے اور بادشاہ نے
بمقتضاے دوربینی اور قدرشناسی کے جواب مہر آمود دیکر طلب فرمایا چونکہ راقم کو تعلق سے آزادی
تھی مینے ہمراہی سے انکار کیا بڑے بھائی پدر بزرگوار کے ہمرکاب درگاہ خسروی کو روانہ ہوئے اور
نوازش بادشاہانہ سے سرفراز ہوکر ہنگامہ درس و خلوتگاہ تقدس کے امین منضبط ہوئے اور زمانہ نے
نیکون کا رسم ورواج قبول کیا رباعی اے شب نکنی آن ہمہ پرخاش کہ دوش ہا راز دل من مکن
چنان فاش کہ دوش ہا دیدی چہ دراز بود دوشینہ شبم ہا ہان اے شب وصل ہمچنان باش کہ دوش ہا
اور اسی عرصہ مین پدر بزرگوار اوس مقام سے دہلی کے طواف کو متوجہ ہوے اور مجھے بھی
مع چند مستفیدان محفل تقدسی کے ہمراہ لیا اوسی سال مین کہ آگرہ مین مقام کیا تماشاے
عالم علوی مین اسقدر مصروف تھا کہ بدایع سفلی کے دیکھنے کی نوبت نہ آتی تھی یکبارگی یہ خواہش ہوئی
کہ پیوندہاے معنوی حاصل ہون ناگاہ ایک روز خواب و بیداری کے درمیان مین خواجہ قطب الدین اوسی
اور شیخ نظام الدین اولیا نمودار ہوئے اور اکثر بزرگون کی انجمن ہوئی پدر پیر بزرگوار برسم بزرگان حفظ
ظاہری کا پابند تھا - اور نیرنگی ابریشم کی جانب متوجہ ہوتا تھا اور صوفیہ کا حال وقال جو مروج ہی
اسکو ناپسند کرتا تھا اور ایسے خوگرون پر طعنہ دیتا تھا ایسی لغزش گاہ سے سخت پرہیز کرتا اور کنارہ
پکڑتا اور بھی دوستون کو باز رکھتا تحقیقاً اس سب کو ان غنودگان شبستان الٰہی نے جنھون نے اس کردار
سفر واپسین قبول کیا ہی درستی نیت اور راستی کردار سے ایسی پژوہش کی اور اس پیر روشن ضمیر کے
دل کو بھاتا اس سفر سعادت مین اکثر خفتگان اوس سرزمین کے مزارات پر گذر ہوا اور انوار گوناگون

دلمین چھپے اور اکثر فیضیاب ہوئے اگر سرگذشت کو مفصل تحریر کرے لوگون کے نزدیک افسانہ طرازی ہوگی
تا آنکہ مجھے زاویۂ تجرد سے بارگاہ تعلق مین منسوب کیا۔ اور دروازہ دولت کا کھولا اور بلند مرتبہ اعتبار کا
پایا۔ حال مدہوشان حرص دیکھا میرے دل کو درد آیا اور انکی پراگندہ دلی پر بخشایش سوجھی۔ باخود
قرار دیا کہ زیانکاری ان اندھون کی کہ چراغ بے نور اور نشان بے نشان ہین رستہ خاطر سے درست کار
اوٹھہ سکتا ہی اور اوسکی برابر بجز نکوئی کے اور کچھہ نہین ہی بیاوری توفیق ایزدی اس اندیشہ مین چہرۂ دست
ہوا۔ اور مجھے دوسری خوشی ظاہر ہوئی ـــ پدر بزرگوار وعظ و نصیحت مین مصروف ہوا۔ اور سرائے
بدکاران مین اہتمام فرمایا کسیقدر افشاے راز سربستہ سے عنان کشیدہ تھا اور اوسکے جواب سے
ولی نعمت شرمندگی رکھتا تھا آخرالامر لاچار ہوکر اپنی سرگذشت بیان کی اور ناسور کہن مندمل ہوا
القصہ جب رایات ہمایون لاہور مین مقیم ہوئے خاطر شاہی پدر پیر کی جدائی سے غمگین تھی ـــ
بتیسوین سال الٰہی سنہ ۹۹۵ ہلالی کو طلب کیا اور اوس موجب شیخ بتاریخ تیئسوین خورداد ماہ الٰہی
سال ۳۲ موافق شنبہ چھٹی رجب کو وہان پہونچے اور گوناگون نوازش سے سربلندی بخشی ـــ
ہموارہ گوشۂ خلوت مین خورسندی زیادہ کرتا اور ہر ایک سے ہاتھ کھینچکر اپنے روزگار کی آوازہ نویسی مین
بسر کرتا اگرچہ علوم ظاہر کی جانب سے کمتر توجہ تھی لیکن ہموارہ ذات اور صفات ایزدی مین کلام رہا کرتا
آزادی پسند رہی تا آنکہ مزاج قدسی نے اعتدال سے انحراف کیا ہرچند اس قسم کی علالت اکثر ہوا
کرتی تھی مگر اس مرتبہ سفر آخرت ناگزیر اوسوقت مجھے طلب کرکے سخنان ہوش افزا بیان فرمائے
اور لوازم وداع ظاہر ہوئے چونکہ بالکل پردہ مین سخن ہوا کرتا تھا اور مجھے صاحبدل سمجھکر راز دار کہتا تھا
پس خون دل کھایا اور اپنے تئین باوجود بیتابی کے نگاہ رکھا۔ اور سات روز کے بعد بکمال بیداری
اور آگاہی کے ۱۷ امرداد ماہ الٰہی مطابق ہفتدہم ذیقعدہ سنہ ۱۰۰۱ ہجری کو رحلت فرماے ملک بقا ہوئے
؂ رفت آنکہ فیلسوف جہان بود در جہان بود در ہاے آسمان معانی کشودہ بود بے او یتیم مردم دلشدہ
اقرباے اونہ کو آدم قبائل وعیسی زودہ بود چونکہ کسیقدر حال بزرگان تحریر ہوا اب اپنا حال بیان کرتا ہے

ذکر قائل

میری ولادت شب ۶ جلالی مطابق سنہ ۹۵۸ ہلالی کو ہوئی ایکسال کچھہ زیادہ گذرنے پر شیوہ زبانی
حاصل ہوئی۔ پانچوین برس آگاہی غیر معارف ملی پندرھوین برس حصۂ دانش پدر کا گنجور ہوا
دریاے مراد گنجینۂ آرزو پر پہونچا شگفت تر یہ کہ ہمیشہ دل علوم مکتسبی اور رسوم زبانی سے شرمندہ
تھا اور جو کہ اوقات بہت کم سمجھتا تھا پدر بزرگوار اپنے طور پر افسون آگہی دم کرتا اور ہر فن مین

مختصر تالیف کرکے یاد کرایا اور مجھے اگرچہ ہوش زیادہ ہوتا مگر دبستان علم سے کچھہ بھی دل نشین نہوتا ۔ کبھی مطلق نہ سمجھتا اور کبھی مکتب شبہات مین پڑجاتا ۔ اور زبان یاوری نکرتی کہ اوسکو زبان سے ادا کرتا ۔ حجاب لکنت کرتا تھا اوس محفل مین رونے لگتا اور اپنی نکوہش کرتا اسی اثنا مین مجھے ایک مظاہر کونی سے علاقۂ خاطر ظاہر ہوا اور دل نے پہچانا چند روز اس بات کو نہ گذرے تھے کہ اوسکی ہمرہی اور ہمنشینی سے جویائی مدرسہ کی ظاہر ہوئی اور خاطر رمیدہ کو اوسطرف آرامش ہوئی اور تیرگی تقدیر یکبارگی میرے تئین لگئی رباعی دردیر شدم ما حضرے آوردند؛ یعنی ز شراب ساغرے آوردند؛ کیفیت او مراز خود بیرون کرد؛ بردند مرا و دیگرے آوردند؛ ۔ حقایق حکمی او ز دقایق دبستانی نے پرتو ظہور ڈالا اور جو کتاب کہ بنظر نہ درآئی تھی روشن تر پڑھی ہوئی سے ظاہر ہوئی ۔ اگرچہ موہبت خاص تھی کہ عرش تقدس سے نازل ہوئی لیکن انفاس گرامی پدر بزرگوار نے یاوری ستر گی کی ۔ اور عمدہ اسباب کشایش کینچے ہوئے دس برس اور شب و روز پہچانا ۔ اور گرسنگی کو سیری سے علیحدہ نجانا اور صفوت کو صحبت سے تمیز نہ کرسکا ۔ بجز نسبت شہودی اور رابطۂ علمی دوسری کوئی چیز نجانتا تھا ۔ آشنایان طبیعت دو دو تین تین روز کے گرسنہ رہنے سے متعجب تھے ۔ ابتداے حال مین حاشیۂ خواجہ ابوالقاسم کو مطول پر لائے ۔ اور جو کچھہ ملا اور میر نہ کہی تھے ۔ اور بعضے دوست مسودہ کرتے اوس جگہ پایا ۔ نظارگیون کو حیرانی ہوئی ۔ اور اول تدریس مین ایک حاشیہ اصفہانی پر دیکھا لیا ۔ جو نصف سے زیادہ کرم خوردہ ہوا تھا اور لوگ اوسکے فائدہ سے ناامید تھے مینے کاغذ سفید لگایا ۔ اور اوسکو درست کردیا اسی اثنا مین وہ اصل کتاب ہاتھہ آئی جب مقابلہ کیا دو جگہ تغیر بالمرادف اور تین چار جگہ ایراد بالمتقارب ہوگیا تھا لوگون کو اس تماشا سے بڑی حیرت ہوئی بیسوین برس نوید اطلاق پہونچا اور نخستین سراسیمگی ظاہر ہوئی ۔ اور آراستگی فنون نو بادۂ جوانی شورش افزا ہوئی اوسی وقت بادشاہ نے یاد فرمایا اور یہان ہمارا امتحان ہوا اور بڑی عزت ملی آج کہ آخر سال بیالیسوین الٓہی ہے دوبارہ پیوند تعلق گسستہ ہوتا ہے مرغ دل من نغمۂ داؤد نداند؛ آزاد کنیدش کہ نہ مرغ قفس ست این؛ نہین جانتا ہون کہ کار تا بکجا رسد ۔ لیکن مدد ہستی سے اسوقت تک حمایت ایزدی مین ہو اور امید ہے کہ آخری نفس بھی اوسکی رضامندی مین صرف ہو ۔ ازانجا کہ نعم الٓہی کا شمار کرنا بھی ایک طرح کی سپاس گذاری ہے کسیقدر لکھا ہے کہ اول یہ نعمت ہے کہ زاد بزرگ سے ہون دوم سعادت ادراک اور ایسی زمان ہر گاہ بزرگان گذشتہ دوسرون کی معدلت پر تفاخر کرتے ہین ۔ اگر راقم بادشاہ معدلت دعمنی کی قوت پر نازش کرے کیا تعجب ہے ۔ تیسرے طالع محمود نے مجھے ایسے عہد مین ظاہر کیا جو سکندر ثانی

شریف الطرفین ہون باپ کا حال تو لکھہ چکا ہون والدہ کا حال کیا تحریر کرون کہ ہر وقت ستودگی اعمال
سے نہایت قول و فعل کا اتفاق رکھتی تھی پانچوین سلامت اعضا اور اعتدال قوی چھٹے امداد ملازمت
ساتوین تن درستی و صحت - آٹھوین منزلت شایستہ - نوین روزہی سے بیفکری - دسوین رضا جوئی
والدین کا شوق - گیارہوین عطوفت پدری جو ہمیشہ مبذول رہی - بارہوین نیازمندی درگاہ الٰہی
تیرہوین دریوزہ گری خداشناسان چودھوین توفیق مدام پندرہوین فراہم آنا کتب کا اقسام
علوم مین بلاتردد سولھوین پدر عالی منزل کا ہمیشہ تحریص کرنا خیالات پریشان کے چھوڑنے پر
سترھوین ہم نشینان سعادت افزا اٹھارہوین عشق صوری رہبر منزل گاہ کمال ہوا - انیسوین
بادشاہ کی ملازمت بیسوین رعونت سے باہر رہنا - اکیسوین صلح کل کا اختیار رہنا بمیامن تفضلات
خداوندی - بائیسوین ارادت بادشاہی تیئسوین نے سفارش محرم راز بادشاہی ہونا - چوبیسوین
برادران سعادت گزین دانشمند بڑے بھائی کا کیا ذکر کرے کہ باوجود اوسقدر دانش اور کمالات
صوری و معنوی کے میری خلاف رضا قدم نرکھتا - اور اپنے تئین میری دلجوئی مین وقف گردانا تھا
اور اپنی تصانیف مین میرے حق مین ایسا لکھا کہ اوسکی شکر گذاری نہین ہوسکتی ہے جیسا کہ
قصیدۂ فخریہ مین کہتا ہے ؎ جائیکہ از بلندی و پستی رود سخن ؛ از آسمان سر آمد و از خاک کمترم ؛
با اینچنین پدر کہ نوشتم نگارش ؛ در فضل مفتخر ز گرامی برادرم ؛ برہان عقل و فضل ابو الفضل کردمش ؛
دار در زمانہ مغز معانی معطرم - صد سالہ رہ میان من و اوست در کمال ؛ در عمر گر از دو سہ سالی فزونترم
در چشم باغبان نشود قدر او بلند ؛ گر از درخت گل گذرد شاخ عرعرم - انکی ولادت سنہ ۱۴ جلالی
مطابق سنہ ۹۵۴ ہجری مین ہوئی انکی تعریف کس زبان سے لکھون اونکی تصانیف خود اوسکی لیاقت
اور محامد کی گواہ ہی دوسرے شیخ ابو البرکات اسکی ولادت شب تاریخ ہفتم ماہ جلالی سنہ ۱۷
جلالی موافق شب ہفتدہم شوال سنہ ۹۶۰ قمری مین ہوئی اگرچہ پایۂ والاے آگہی سے محروم تھا لیکن
بہرۂ فراوان ہی معاملہ دانی اور شمشیر آزمائی اور کارشناسی مین بیش قدمان کی برابر ہی اور نیکذاتی
اور درویش پرستی اور خیر سگالی مین امتیاز وافر رکھتا ہی تیسرے شیخ ابو الخیر جسکی ولادت
روز آبان دہم اسفند ارمذ معاضد دوشنبہ بست و دوم جمادی الاولے سنہ ۹۶۷ ہلالی کو واقع ہوئی
مکارم اخلاق اور شرایف اوصاف اور اونکی خوبی ستودہ مین بھرے ہین مزاج زمانہ سب عمدہ طور پر پہچانا ہی
اور زبان کا سچا ہی دیگر شیخ المکارم انکی پیدایش شب آذر مزد غرہ اردی بہشت سال چہارم
الٰہی مطابق دوشنبہ تیسوین شوال سنہ ۹۷۶ ہلالی کو ہوئی اگرچہ اول اول شورش ہوئی مگر نفس گرامی

پدر بزرگوار نے اوسکو جادۂ درستی کی راہ دکھلائی اور پدر عالی منزل سے اکثر معقول و منقول حاصل کیا اور سے
کسیقدر امیر فتح اللہ شیرازی سے استفادہ پایا امید کہ ساحل مقصود سے ہمکنار ہو دیگر شیخ ابو تراب حبشی ولادت
روز رش ہیجدہم بہمن ماہ سال بست و پنجم آلہی موافق جمعہ بست و سوم ذی الحجہ ۹۹۹ سنہ ہجری کو ہوئی اگرچہ
اوسکی والدہ دوسری تھی لیکن سعادت نہادی اور کسب کمالات مین مصروف رہے۔ دیگر شیخ ابو الحلد انکی
ولادت روز خورداد ششم دی ماہ و سال سی و ہشت آلہی مطابق دوشنبہ سوم ربیع الآخر سنہ ۱۰۰۱ دیگر
شیخ ابو راشد انکی ولادت روز اسفندارمذ پنجم بہمن ماہ آلہی سال سی و ہشت مطابق دوشنبہ جمادی الاول سے
سال مذکور کو واقع ہوئی یہ دونو باوجود خاندان سعادت اگرچہ ارقم ہین مگر آثار اصالت کے اونکی پیشانی سے نورانی
ہین پدر بزرگوار نے انکے مقدم آگاہی سے نام مقرر کیا تھا اور قبل تولد ان عزیزون کے رہگراے جنان ہوا۔
خدا الطفیل انفاس اوس بزرگوار کے انکو سعادت نصیب کرے بڑے بھائی نے اول ہی وفات پائی خدا بخشے
پچیسوین [25] پیوند کتخدائی ہندی و ایرانی و کشمیری سے رونق پذیر ہوا چھبیسوین [26] فرزند سعادت نہاد نصیب ہوا۔
ولادت اسکی شب رش ہیجدہم دی ماہ سال شانزدہم آلہی موافق شب دوشنبہ دوازدہم شعبان ۹۷۹ سنہ کو واقع
ہوئی پدر بزرگوار نے اوسکا نام عبد الرحمن کیا تھا اگرچہ ہندوستان نژاد ہی الامشرب یونانی رکھتا ہی اور دانش آموزی
کرتا ہی سود و زیان زمانہ سے بہت کچھہ آگاہ ہی۔ اور آثار نیکبختی اوسکے ناصیۂ حال سے تابان ہی اور خداوند گیہان نے
اوسکو اپنے کوکون مین داخل فرمایا ہی ستائیسوین [27] دیدار نبیرہ شب ایران بیتی [٢٨] ام امرداد آلہی سال سی و شش
مطابق جمعہ سوم ذیقعدہ سنہ ۹۹۹ ہجری کو فرزند دلبند ظاہر ہوا بادشاہ نے اوسکا نام بشوتن رکھا۔ اٹھائیسوین [28] دوستی
مطالعۂ کتب اخلاق اونتیسوین [29] آگاہی پانا نفس ناطقہ کا مقدمات مالی اور عیانی سے سی[30] ام یہ کہ پاک گوہری سے
بزرگان صوری کی شکوہ نے مجھے گفتار حق سے باز نرکھا اور دانش و بینش اندوزی کی رہبری نہین کی۔ اور
اور جانی اور ناموس کا گزند نا پسند رہا سی و یکم [31] نے اہل دل باعتبارات دنیا سی و دوم [32] توفیق لکھنے اس گرامی نامہ
کی اگرچہ آغاز اس کتاب کا محمدت ایزدی ہی کہ زبان نیرنگی اقبال روز افزون سے گاتا ہون لیکن
الہی سے چشمہ سار ہی اور انشمار دانش کی معدن ہی پیشکاران کارگزار کی رہنمون اور رمادی ہے۔
جوانون کو اثبات دعوی اور بوڑھون کو تجارت ہی ناموس آرایان سعادت نہاد انکی روش قبول کرتے ہین
اور دیندار نامۂ اعمال سمجھتے ہین بازارگان لوگ متاع سود ہستی ہین اور جان نثار ہمت کی تختی سمجھتے ہین
ع یکی نامۂ ساختم پر شگفت ٭ کہ ہر دانشی زو توان بر گرفت ٭ چنان گفتم این نامۂ نغز را ٭ کہ روشن
کند خواندنش مغز را ٭ ان تعریفون سے مژدہ وہ پہونچتا ہی کہ خاتمہ کار نیک ہوے اور ہمیشہ کی نیکبختی
حاصل ہو اگرچہ پیوز مبارک آج مورد اضداد ہی الحمد للہ کہ ان مراتب سے روزگار گذشتہ تماشے سے باہر نہین ہوتا

اور نیک بندہ اور مدحت [illegible] لوگون کی حیر سگالی سے باہر نہین ہوتا ہی اور نفرین و آفرین سے کام نہین رکھتا ہی۔

اولیاے ہند

ازانجا کہ دریوزہ گر بندگان الٰہی ہی۔ اور اوس گروہ کی دوستی میری سرشت مین ہی۔ انکے حالات کے گزارش مین متوجہ ہوتا ہی لغت مین اولیا ولی کی جمع ہی اوسکو ولی سے نزدیکی کے معنی لگائے ہین۔ تحقیقا معنوی قربت چاہتے ہین۔ اور ایک طایفہ ولایت کو بکسر واو تلوین مین اور فتح کے ساتھہ تمکین مین اور ایک جماعت اول کو یا یہ عاشقی اور ثانی کو معشوقی خدا وند جانتے ہین اولین ولی آور دوم والی اور بعض فتح کے ساتھہ قرب اپنا کہتے ہین اور کسر کے ساتھہ اولیا اور پرانی کتابون مین بہت سے معانی لکھے ہین۔ گزیدہ یہ ہی کہ شناسای خدا ہو اور بزرگ ہمت اوسکی بجز خدا کے اوطرف نہ مایل ہو مجھے حیرت نے لیا ہی کہ خاک ذرہ امکان کو آفتاب کے ساتھہ اور حوب کے کیا نسبت۔ اور نہایت بدتر کو غیر متناہی سے کیا پیوند۔ اول میرے نزدیک وہ ہی کہ چار چیز بزرگ رکھتا ہو اور البتہ بدخوئی سے پرہیزگار ہو اور ہمیشہ کار آگہی سے [illegible] کے ساتھہ [illegible] بائی کرے دوسرے اوسکی مکاری سے نہ غافل ہو یہ مرتبہ والا خدا کی تائید اور بخت کی رہنمائی سے ملتا ہی لیکن کبھی دم گہرائی مین میانجی ہو اور کبھی اسکے بغیر۔ کریمی کو اور کریمی لیتے ہین اور اول کو قرن اور ریخ [illegible] کہتے ہین اور نخستین کو صاحب کشف المحجوب بارہ سلسلہ مین اوراسن [illegible]

دو کو نامہ [illegible] ۱ محاسبیان ۲ قصاریان ۳ طیفوریان ۴ جنیدیان ۵ نوریان [illegible] ۶ [illegible] ۷ [illegible] ۸ [illegible] ۹ خفیفیان ۱۰ سیاریان ۱۱ حلولیان ۱۲ خلاجیان۔ اول گروہ کا [illegible] ابی عبداللہ حارث بن اسد محاسبی بصری ہی ظاہر و باطن اندوختہ تھا اور [illegible] بہت۔ اچھی طرح جانتا تھا اوستاد وقت تھا اور خداوند [illegible] [illegible] [illegible] انتقال ہوا اور اسوجہ سے کہ ہمیشہ اپنی روزگار [illegible] کو درست کرتا تھا اسی نام وہ مشہور ہوا۔ دوسرے فرقہ [illegible] حمدون پور احمد بن عمارہ ہی قصار کیا اسکی کنیت ابو صالح [illegible] سے دانش پائی اور [illegible] سے اور ابو تراب نخشبی و علی [illegible] سے فیض پایا اور ابو حفص [illegible] کے ساتھہ [illegible] کمال پایا اہل جہان نے زبان پنیارہ درازی کی ۲۷۱ کو نیشا پور [illegible] اختیار کیا۔ تیسرے طیفور بن عیسی بسطامی سے نیایش گری کرتے ہین کنیت بایزید ہی ایک بزرگ سروشان نام مجوس تھا اس شخص نے عنفوان تسلیم مین بزرگون [illegible] [illegible] گذرا اور والا مرتبہ [illegible] احمد خضرویہ [illegible] ابو حفص نخشبی [illegible] ہمسر تھا اور شفیق بلخی کی ملاقات حاصل ہوئی تھی ۲۳۴ کو عالم علوی کو [illegible]

چوتھے پیر جنید بغدادی کنیت ابو القاسم لقب قواریری اور زجاجی اور خراز ہے اسکا باپ آبگینہ فروش تھا اور خز یعنی پارچہ ابریشمی بنا کرتا اسکے آبا نہاوند کے نژاد مین سے ہین۔ بغداد مین سری سقطی اور حارث محاسبی اور محمد قصاب سے کسیقدر حقیقت سیکھی اور خراز اور رویم اور نوری اور شبلی وغیرہ بزرگان حق اسکی طرف نسبت کرتے ہین شیخ ابو جعفر حداد کہتا ہے اگر عقل مرد ہوتی جنید کی صورت پر ظاہر ہوتی ۲۹۷ یا ۲۹۸ یا ۲۹۹ سنہ کو رخت عالم ہستی سے اوٹھایا پانچوین آبشخور نور سے سیراب دل نام اوسکا احمد بن محمد اور کہتے ہین محمد بن محمد مشہور بابن البغوی اسکا باپ خراسانی ہے اور جنم بھوم بغداد وہ بزرگان والا ستایش اور بلند کردار مین ہے اور سری سقطی اور محمد قصاب اور احمد ابو الحواری سے صحبت گیری ہے اور ذو النون مصری کو دیکھا تھا اور ہمراہ جنید کے سمجھے ہین لیکن کسیقدر تیزتر [illegible] مین اس سرا [illegible] سے گذرا۔ چھٹے سہل ولد عبد اللہ تستری کے طرف پیر [illegible] یہ شخص شاگرد ذو النون مصری کا ہے۔ والا پایگاہان اس گروہ سے ہے اور اقران جنید سے اسی سال کی عمر پائی ماہ محرم سال [illegible] مین زندگی آخر ہوئی۔ ساتوین محمد بن علی ترمذی کو بتاتے ہین [illegible] ابو عبد اللہ امیر صاحب ابو تراب نخشبی اور احمد خضرویہ اور ابن [illegible] سے صحبت رکھتے تھے اور عالم ظاہر و باطن مین بہرہ وسیع تھے فراوان تصانیف اور خوارق عادات اوسکے لوگ بیان کرتے ہین۔ آٹھوین ابو سعید خراز کو جانتے ہین انکا نام احمد بن عیسیٰ بغدادی [illegible] کی صحبتون مین رہا کیا اور مکہ مین مجاور رہا اور موزہ دوزی کرتا تھا۔ اور شاگرد محمد بن منصور طوسی کا ہے اور ذو النون مصری اور سری سقطی اور ابو عبید بسری اور بشر حافی [illegible] صحبت رکھتا اور سعادت [illegible] تصنیفیں لکھین نادان لوگ اوسکو کافر کہتے تھے [illegible] مین وفات کیا۔ [illegible] کہتا ہے کہ مشایخ مین اوس سے بڑھکر کوئی [illegible] نہ دیکھا [illegible] ابو عبد اللہ محمد بن خفیف سے دریوزہ کرتے ہین اسکا باپ شیرازی ہے شاگرد شیخ ابو طالب [illegible] علم صورت و معنی کا تھا خزیمہ بغدادی اور رویم کو دیکھا اور مالکانی اور یوسف بن حسین رازی اور ابو [illegible] مالکی اور ابو حسین مزین اور ابو حسین دراج وغیرہ بزرگون کو دیکھا تھا اور فراوان تصانیف رکھتا ۳۳۱ سنہ کو خواب [illegible] مین [illegible] دسوین ابو العباس سیاری ہے قاسم [illegible] نام [illegible] مروزی کا [illegible] ابو بکر واسطی کا شاگرد علوم ظاہر و باطن مین [illegible] سیکھے اور کردار مین والا پایگاہی [illegible] کی [illegible] مین [illegible] گیارہوین [illegible] انکا علمان [illegible] بارھوین سرچشمہ [illegible] فارس کا ہے اور صاحب حسین بن منصور حلاج بغدادی اور یہ سوا حسین منصور مشہور سے ہے اور

دو زبان پر طنز کرتا ہی — ہندوستان مین چودہ[14] سلسلہ بتلاتے ہین اور اوسنے چودہ[14] خاندان ٹھہرائے
ہین اور اون دوازدہ[12] مین سے سوائے طیفوریان اور جنیدیان کے ۱ حبیبیان ۲ طیفوریان ۳
کرخیان ۴ سقطیان ۵ جنیدیان ۶ گازرونیان ۷ طوسیان ۸ فردوسیان ۹ سہروردیان
۱۰ زیدیان ۱۱ عیاضیان ۱۲ ادہمیان ۱۳ ہبیریان ۱۴ چشتیان کہتے ہین امیرالمومنین علی کے خلیفہ چار
تھے حسن حسین کمیل حسن بصری سرچشمہ سلاسل حسن بصری کو جانتے ہین اور وہ دو خلیفہ رکھتا تھا —
حبیب عجمی چشتے کو فرقۂ اول نے جوش معرفت مارا دوسرا عبدالواحد بن زید جسینے پانچ اخرے باقیہ نے
سیرابی دل حاصل کی حسن بصری کی والدہ کنیزان ام سلمہ سے ہی نام اوسکا عمر خطاب رکھا یتیم رہا تھا
اول حال مین گوہر فروشی کرتا روش ستارگی سے راہ تجرید قبول کی اور اپنے تئین ریاضت گری مین
گلایا اور فربہی معنوی حاصل کی ہر ہفتہ کو وعظ کہا کرتا اور مجلس آراستہ کرتا جب رابعہ حاضر
نہوتی اوس سے موافقت نکرتا جب کہتے نہ آتے ایک پیرزن سے کسواسطے ہاتھ اوس سے باز کھینچا ہی
کہا جو غذا کہ ہاتھیون کے واسطے آمادہ ہو چیونٹیون کے کام مین نہین آسکتی اول حبیب عجمی سے
نسبت درست کرتے ہین یہ مالدارون مین تھا اور روزگار مکاری مین بسر کرتا تھا بہروزی سے
کچھ چشم دانش وا ہو گئی تھی — اور حسن بصری سے راہ پائی اور بہت سے لوگون نے اوس سے
سعادت اندوزی حاصل کی ایکروز حسن بصری جا دشمنان حجاج سے بھاگا اور حبیب کے صومعہ مین جا گھسا
سرہنگون نے اوس سے پوچھا حسن کہان ہی اوسنے کہا صومعہ کے اندر جب تلاش کیا تو اوسکو
نپایا حبیب کی سرزنش کی اور کہا جو کچھ حجاج تمھارے ساتھ سلوک کرے لائق ہی جواب دیا کہ مینے
بجز سچ کے اور کچھ نہین کہا اگر تمنے ندیکھا تو میرا کیا قصور ہی یہ سنکر پھر وہ لوگ اندر جا کر ژرف
نگاہی سے جویان ہوئے اور نپاکر خشمگین واپس ہوئے اور طنز گویان چلے گئے حسن باہر نکلا اور کہا
اے حبیب عجب حق استادی آپ نے ادا کیا ای استاد راست گوئی سے رہائی پائی اگر آپ
جھوٹھ کہتے تو دو تو ہلاک ہوتے ایکروز رات کو اندھیلی کوٹھیاری مین اوس سے سوزن گر پڑی
غیب سے روشنی چمکی ہاتھ آنکھون پر رکھکر کہا نہین نہین ہم سوزن کو بجز چراغ کے نہین ڈھونڈھنا
جانتے ہین — تیسرے فیض معروف کرخی سے لیتے ہین اسکا باپ ترسا تھا روبروے امام رضا علیہ السلام
کے مذہب بدلا اور دربانی مین سربلندی پائی — اور داؤد طائی کے صحبت مین پہونچا اور ریاضت گری
بجالایا اور درست بینی اور راست کرداری کی طاقت سے پیشوا ہوا — سری سقطی وغیرہ بہت لوگون نے
اوس سے فیض پایا سنہ ہجری کو عالم بقا کی راہ پکڑی — اس زمانہ مین گبر و ترسا اور یہود اسکی جنازے

اودہر ایکنے چاہا کہ اپنے آئین کے بموجب اوس سے موافقت کرین مگر ہوا ہمانا صلح کل رکھتا تھا۔ چھٹے سری سقطی اسکی کنیت ابوالحسن یہ شخص بزرگ آگہان عمدہ افعال مین سے ہی۔ اور اگر برسرہ لوگون کا اوستاد اقران حارث محاسبی اور بشر حافی اور شاگرد معروف کرخی اسکی تعریف میری طاقت سے باہر ہی سنہ ۲۵۳ مین رہگرا ے عالم بقا ہوا ساتھوین ابو اسحق بن شہریار ہی اسکا باپ آئین زردشتی سے نکلکر اسلام لایا شیخ ابوعلی فیروز آبادی سے فیضیاب ہوا۔ اور اکثر بزرگون سے ملاقی ہوا اور ظاہر و باطن کی دانش جمع کی سنہ ۴۲۶ مین رحلت فرما ہوا۔ آٹھوین علاء الدین طوسی کو آغاز کرتے ہین یہ شخص شیخ نجم الدین سے حق برادری رکھتا تھا آٹھوین شیخ نجم الدین کبرے کی نیایش گری کرتے ہین کنیت ابوالجناب اور ابوالقاسم اور نام احمد بن عمر خیوقی اور لقب کبرے ہی شیخ اسمعیل قیصری اور عمار یاسر اور روزبہان سے فیض حاصل کیا۔ اور صورت و معنی کی شناسائی سے مرتبہ عالی پایا شیخ مجد الدین بغدادی شیخ سعد الدین حمویہ شیخ رضی الدین علی لالا بابا کمال خجندی شیخ سیف الدین باخرزی وغیرہ اکثر اولیا نے اوس سے سعادت جاوید حاصل کی سنہ ۶۱۸ مین بزخم شمشیر ودیعت حیات سپرد متقاضی اجل فرمائی نوین شیخ ضیا الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی علم ظاہر و باطن مین بہرہ ور تھا بارہ واسطون مین ابوبکر صدیق رضی تک پہونچتا ہی اور طریقت مین شیخ احمد غزالی سے نسبت درست آتی ہی فراوان تصانیف اوسکی یادگار ہین۔ اور آداب المریدین کی تصنیف ہی سنہ ۵۶۳ ہجری مین رہگرا ے ملک بقا ہوا دسوین شیخ واجد بن زید کو کہتے ہین گیارہوین فضیل بن عیاض کو مانتے ہین کنیت ابوعلی کوفی ہی اور بعض کے نزدیک بخاری ہی آئین درویشان بسر کرتا تھا اور رہزن تھا آخر نیک سرشتی سے بیدار ہوا اور عمدہ کام کرنے مین سعادت حاصل کی سنہ ۱۸۵ کو فوت ہوا بارہوین ابراہیم ادہم بلخی کو پیشرو جانتے ہین کنیت ابواسحق اسکے بزرگ حوالی مین کچھ خیال رکھتے تھے ستارہ بخت منیری درخشان ہوا سب کی طرف سے ہاتھ روک لیا۔ سفیان ثوری اور فضیل عیاض اور ابو یوسف غسولی کے ہم صحبت اور علی نگار اور حذیفہ مرعشی اور سلم خواص کے یار تھا سنہ ۱۶۱ یا سنہ ۱۶۲ کو واقعہ شام رحلت فرما ہوا تیرہوین شیخ ہبیرہ بصری کو کہتے ہین چودہوین ابواسحق شامی سے پیوند کرتے ہین اور وہ مرید شیخ علو دینوری کا ہی جب شیخ قصبہ چشت مین پہونچا خواجہ ابواحمد ابدال جو مقدم مشایخ چشت کا ہی اوس سے تربیت پائی اور بعد ازان اوسکے لڑکے محمد نے چراغ ولایت روشن کیا اوسکے بعد خواجہ سمعانی اوسکے خواہرزادہ نے آگہی لی اوسکے بعد اوسکا بیٹا خواجہ مودود چشتی سنے والا پایگی پائی۔

اسکے بعد اسکا فرزند خواجہ احمد بھی بزرگ ہوا تحقیقا ہر دو شمار کو مقبول دست آویز ظاہر بین ہی جس گزیدہ نے کاہش نفس ذو فنون اور پرستش ایزد بیچون مین کسیقدر تازگی ظاہر کی اور اوسکے معنوی لڑکون نے بعد دیگرے چراغ آگاہی روشن کیا اوسکا سلسلہ جداگانہ لوگون نے قرار دیا ورنہ سواے ان بارہ اور چودہ کے فراوان سلسلہ زبان زد روزگار ہی —

قادری

شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی کی پیروی مین سید حسنی ہی بغداد مین موضع جیل ہی اور بعض گیلانی کہتے ہین علوم رسمی اور حقیقی مین یگانۂ زمان تھا ابوسعید ابوالخیر مبارک سے خرقہ پہنا تھا چار واسطہ سے شبلی تک پہونچتا ہی بزرگی چال اور شگرفی کرامات اونکی مشہور جہان ہی بس مبارک موئی اور پیران پیر انہین کو کہتے ہین خاندان قادریہ انہین سے مشہور ہی ۴۷۱ ہجری مین پیدا ہوا اور ۵۶۱ ہجری مین جنت کو سدھارا

یسوی

نیازمندان خواجہ احمد یسوی خرد سالی مین باب ارسلان سے جوکہ کار آگہان ترک سے ہی نظریاب ہوئے جب وہ درگذرا خواجہ یوسف ہمدانی سے کمال سیکھا ترک لوگ اوسکو اتا یسوی کہتے ہین ترکی مین آتا باپ کو کہتے ہین اور اولیا کا بھی لقب ہوتا ہی خواجہ ترکستان کے کہنے سے پھرا اور رہنمائی خلق اللہ مین زندگانی گنوائی اکثر کرامات لوگ بیان کرتے ہین اور انکے چار خلیفہ نامور ہوئے — منصور اتا سعید اتا سلیمان حکیم اتا دیسے ایک معمورہ ہی ترکستان مین شیخ کا مولد وہی ہی —

نقشبندی

خواجہ بہاء الدین نقشبند سے دولت جاوید حاصل کی اوسکا نام محمد بن محمد بخاری ہی خواجہ باباے سماسی سے تعلیم پائی — اور آداب طریقت امیر کلال خلیفہ سے اوسکا خلیفہ خواجہ سماسی خواجہ علی کو قصر ہندوان کے نزدیک بارہا فرماتے تھے کہ اس خاک سے بوی مردی آتی ہی جلد قصر عارفان ہوگی تاکہ ایکدن امیر کلال کے گھر سے نکلکے اوس قصر کے پاس فرمایا کہ اب وہ خوشبو زیادہ ہی شاید کہ وہ مرد پیدا ہو ولادت خواجہ سے تین روز گذرے تھے پدر بزرگوار ماماے لیگیا اوسنے فرمایا کہ مینے اپنی فرزندی مین لیا اور یارون کی طرف دیکھکر فرمایا کہ یہ وہی ہی جسکی خوشبو مینے پائی تھی یہ پیشواے جہان ہوگا اور امیر کلال سے فرمایا کہ میرے فرزند بہاء الدین کی پرورش مین کوتاہی نکرنا جب کسیقدر نوجوان ہوا فرمایا تمھارا لڑکا بلند ہمت ہی بدین نظر اور دروازون سے بھی دریوزہ گری کی اجازت دیتا ہون لہذا اس سبب سے فتح شیخ کے پاس جاکر فیض لیا اور خلیل اتا سے بھی بہرہ یاب ہوئے —

اور خواجہ عبد الخالق عجدوانی کی یاری سے روحانیت کے کمال کو پہونچے۔ اور فیض حقیقی خضر سے نصیب ہوا اور محمد یوسف ہمدانی کی صحبت۔ خواجہ کے چار خلیفہ تھے خواجہ عبد اللہ برقی خواجہ حسن اندقی۔ خواجہ احمد یسوی خواجہ عبد الخالق عجدوانی خواجہ یوسف نے شیخ ابو علی فارمی سے فیض لیا اور اوسنے شیخ ابو القاسم کرکانی سے اور یہ دو آدمیون سے کامیاب ہوا جنید اور شیخ ابو الحسن خرقانی اور یہ بایزید بسطامی سے اور یہ امام جعفر صادق سے اور وہ دو جگہ سے سعادت اندوز ہوے اول اپنے باپ امام باقر اور انہون نے اپنے باپ امام زین العابدین اور انھون نے اپنے باپ امام حسین علیہما السلام سے دوسرا اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر اور قاسم نے سلمان فارسی سے اور انہون نے ابابکر سے کہتے ہین خواجہ بہار الدین نقشبند کے لونڈی غلام نتھے بر وقت استفسار فرمایا بندگی اور خواجگی مین بڑا فرق ہی کسی نے دریافت کیا کہ حضرت کا سلسلہ کس سے ملتا ہی کوئی شخص سلسلہ سے کامیاب نہین ہوتا شب دوشنبہ تیسری ربیع الاول ۷۹۱ھ کو بار عنصری سے سبکدوش ہوا۔ تحقیق دریافت ہوتا ہی داستان سلاسل مذہب چہارگانہ رکھتا ہی جسنے مرتبۂ اجتہاد کا پایا زیادہ اوسکے لائق ہوتا ہی اور چارگونہ رہنا اوسکا سخت نہین ہوتا۔ پھر وہی ہی کہ اس بیان سے معذور ہو کر اکثر اولیا کرے اور ہزارون سے اڑتالیس اولیا کا ذکر کرتا ہی

بابا رتن

نصیر تبرندی کا بیٹا ہی کنیت ابو الرضا ہے ایام جہالت مین واقعہ تبرندہ پیدا ہوا اور حجاز گیا صلعم سے دوچار ہوا آخر جہان گردی کرتے ہوئے ہندوستان آیا بڑی مدت تک اسکے قال قیل کا اعتبار رہا ۶۰۸ھ ہجری مین واقع تبرندہ فوت ہوا وہین پر مدفون ہی۔ اور شیخ ابن حجر عقلانی اور مجد الدین فیروزابادی اور شیخ علاء الدولہ سمنانی اور خواجہ محمد پارسا وغیرہ اسکے مداح ہین

خواجہ معین الدین حسن

غیاث حسن کا لڑکا سادات حسینی حسنی مین ہی ۵۳۷ھ ہجری کو واقعہ قصبۂ سنجر مین دار سجستان سے پیدا ہوا پندرہ برس کے سن مین اسکا باپ درگذرا اور ابراہیم قہندزی خدا رسیدہ کی نظر اسپر پڑی تجلی چھاگئی رہنمائی فرمائی نیشاپور کے موضع ہرون مین خواجہ عثمان چشتی کی صحبت مین بیٹھا اور ریاضت کرنے لگا خرقۂ خلافت حاصل ہوا بعدہ شیخ عبد القادر جیلی وغیرہ سے فیضیاب ہوا۔ جس سال کہ معز الدین سام نے دہلی فتح کی یہان آیا اور غزلت کریمی سے اجمیر چلا گیا اور بکثرت چراغ روشن کیے اور اسکی روشن دلی سے اکثر مردم شرفیاب نور حقیقت ہوئے روز شنبہ چھٹوین تاریخ رجب ۶۳۳ھ ہجری کو

رہگراے ملکِ بقا ہوا اور کوہ مین مدفون ہی ہنوز اوسکی زیارت ہوتی ہی

شیخ علی غزنوی ہجویری

اسکا نام ابو الحسن باپ کا نام عثمان بن ابو علی جلالی ہی — رسوم دنیوی سے برکنار انتہاے آگاہی میں زبدہ تھا کتاب کشف المحجوب اسکی یادگار ہی اور اسی کتاب مین لکھا ہی کہ شیخ ابو الفضل بن حسن ختلی پیرو ہون خوابگاہ اسکا لاہور مین واقع ہی —

شیخ حسین زنجانی

فراوان آگہی رکھتا تھا خواجہ معین الدین چشتی سے لاہور مین صحبت ہوئی لاہور ہی مین مدفون اور زیارتگاہ عالم کا ہی

شیخ بہاء الدین ذکریا

وجیہ الدین محمد کمال الدین علی شاہ قریشی کا بیٹا ہی ۵۶۵ سنہ ہجری مین کوت کرور ملتان مین پیدا ہوا انکے لڑکپن مین باپ مرگیا آپ دانش مین ایران و توران کے ستیارہ ہوئے بغداد مین شیخ شہاب الدین سہروردی سے ارادت کی خلافت پائی شیخ فرید شکر گنج سے دوستی تھی زمانۂ دراز تک ہم صحبت رہے شیخ عراقی اور میر حسینی الحسینی سے فیضیاب ہوئے ساتوین ماہ صفر ۶۶۵ سنہ ہلالی کو ایک نورانی طلعت نے نامۂ سربمہر شیخ صدر الدین اوسکے لڑکے کے ہاتھ اندر بھیجا وہ پڑھتے ہی جان بحق ہوا اور چار کنج سے یہ آواز بلند ہوئی کہ دوست دوست سے واصل ہوا خوابگاہ انکا ملتان مین ہی —

خواجہ قطب الدین بختیار

بن کمال الدین احمد موسیٰ ہی روس فرغانہ سے نظرِ خضر سے پائی جو پاے رہنمون رہا کہ خواجہ معین الدین کا دامن پکڑا نے گذارہ کیا ۱۸ برس مین خلافت پائی سفر اختیار کیا بغداد وغیرہ مین آکر اولیا سے چہرہ افروز عا ہوا پیر کے دیکھنے کو ہندوستان آیا چندے شیخ بہاء الدین ذکریا سے ہم آستان رہا شمس الدین التمش کے عہد مین دہلی مین آکر خواجہ سے ملا بعدہ وہان سے پھرا چارشنبہ کی صبح کو ماہ ربیع الاول ۶۳۳ سنہ کو رہگراے بقا ہوا دہلی مین خوابگاہ مزار عالمیان ہے —

شیخ فرید الدین شکر گنج

جمال الدین سلمان کا بیٹا فرخ شاہ کابلی کی نسل سے ہی اسکی پیدایش قصبۂ کہتوال ملتان کے نزدیک ہی آغاز برنائی مین رسمی دانش سیکھی — اور ملتان مین خواجہ قطب الدین سے ملکر دہلی ہمراہ آیا اور ارادت دلی سے مدعا حاصل ہوا بعض کہتے ہین کہ ساتھ نہین آیا راہ سے رخصت ہوکر قندھار و سیستان کو سدھارا اور بعد دانش آموزی کے دہلی آیا اسنے سخت آویزش نفس کے ساتھ کین اور آخر کو فتح پائی

خواجہ قطب الدین نے بروقت رحلت جب کہ قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی وغیرہ بزرگ
جمع تھے فرمایا کہ خرقہ وغیرہ جو اوسکے مرشد سے ہون شیخ کے سپرد کرین ۔ اس آگہی کو پاکر قصبہ ہانسی سے دہلی
مین آیا اور امانت لیکر واپس گیا اکثر لوگ اوس سے بہرہ یاب ہوئے پانچوین محرم سنہ ۶۶۸ ہجری روز شنبہ
پٹن پنجاب مین جو اوس وقت اجودھن کے نام سے مشہور تھا جان بحق ہو کر مدفون ہوا

شیخ صدر الدین عارف

بہاء الدین ذکریا کا لڑکا ہے باپ کے روبرو کامل ہوا اور فخر الدین عراقی اور میر حسینی سادات نے اس سے
فیض پایا سنہ ۷۰۹ مین واقع ملتان جان بحق ہوا اور وہین اسکا مزار ہے

شیخ نظام الدین اولیا

نام محمد احمد دانیال کا لڑکا ہے غزنین سے بداؤن آیا سنہ ۶۳۴ مین شیخ نظام الدین اولیا کی ولادت ہوئی
کسیقدر رسوم علمی سیکھے اسکا لقب نظام بحاث اور محفل شکن تھا بیس برس کی عمر مین اجودھن جاکر
شیخ فرید شکر گنج سے ارادت ظاہر کی اوسنے خزینۂ دانش کی کلید عطا فرمائی آخر کو رہنمائی خلق اللہ
کے واسطے دہلی پہونچا اکثر لوگ فیضیاب ہوئے شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اور میر خسرو اور شیخ
علاء الحق اور شیخ اخی سراج بنگالہ مین اور شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری اور شیخ کمال مالوہ مین اور
مولانا غیاث دھار مین اور مولانا مغیث اوجین مین اور شیخ یعقوب اور شیخ حسام گجرات مین اور
اور شیخ برہان الدین غریب اور شیخ منتخب اور خواجہ حسن دکن مین ہر سہ مرید اوسکے ۱۸ ربیع الاول
سنہ ۷۲۵ ہجری کو جہان گذران سے کوچ فرمایا دہلی مین خوابگاہ ہے ۔

شیخ رکن الدین

شیخ صدر الدین عارف کا بیٹا ہے چونکہ سلطان قطب الدین شیخ نظام الدین اولیا سے سرگران تھا
شیخ کو ملتان سے طلب فرمایا کہ اوسکے ہنگامے کو شکست ہو جب دہلی کے نزدیک آیا شیخ نظام الدین
نے استقبال کیا قطب الدین نے شیخ سے ملاقی ہوکر پوچھا کہ مردم شہر سے کسنے پیشوائی مین سبقت کی
اوسنے جواب دیا کہ ہمارے شہر مین ایسا صاحب تقریر دل آویز نہین ہے اس گفتگو سے بادشاہ کی سرگرانی دور ہوئی
ملتان مین جان بحق ہوکر دفن ہوا ہے

شیخ جلال الدین تبریزی

ابو سعید تبریزی کا مرید ہے بعد سفر شہاب الدین سہروردی سے ملا خلافت ملی خواجہ قطب الدین اور شیخ
بہاء الدین زکریا مین بڑی دوستی تھی شیخ نجم الدین صغری جو دہلی کا شیخ الاسلام تھا اسکا عدو ہوا

ناتفاق بینی سے تہمت لگائی آخر کو شیخ بہاء الدین زکریا کے توسل سے راست و دروغ کی نمود ہوئی وہان سے بنگالہ گیا اسکا خوابگاہ بندر دیو محل ہی

شیخ صوفی بدہنی

زاہد بوم اسکا اور وہ خدا کے سوا کسی سے غرض نتھی کہتے ہین کہ خواجہ قطب الدین مع دیگر بندگان خدا کے ایک جنگل بھونکہا اور پیاس کی شدت سے ہرایک بیتاب ہوگیا اوسوقت نیروے ایزدی سے حضرت ہرایک کو ایک گرم کاک سونٹھہ کی دیتا اور صوفی اپنے کوزۂ شکستہ سے ہرشخص کو سیراب کرتا تھا اوسوقت سے خواجہ کو کاکی اور صوفی کو بدہنی کہنے لگے خوابگاہ انکا کیتھل ہی

خواجۂ کرگ

بزرگ وارستگان مین سے ہی رسمیات سے برکران زندگی بسر کرتا تھا اور ہمیشہ خرابات مین نشست و برخاست کرتا قطب الدین نے اسکے واسطے خرقہ بھیجا اور اسنے لیکر آگ میں ڈالدیا لیجانے والے نے خواجہ قطب الدین کے روبرو زبان بیچارہ درازکی اوسنے کہا جاؤ اور واپس لاؤ تاکہ حقیقت کار تجہے معلوم ہو جب اوسنے جاکر درخواست کی خواجہ کرگ نے کہا جاؤ اوس آگ سے لے لو لیکن اپنی ملکیت کو جو دیکہا اوس خرقہ کو مع کپڑے اور دلق کے پایا اور شرمسار ہوا انکا خوابگاہ کڑہ مانکپور ہی

شیخ نظام الدین ابو المؤید

اپنے خالو شیخ عبد الواحد بن شیخ شہاب الدین احمد غزنوی سے ارادت رکھتا تھا سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین تھا خواجہ قطب الدین اوشی اور شیخ نظام اوسکا دیدار بہت مبارک جانتے تھے

شیخ نجیب الدین

شیخ بدر الدین سمرقندی کا مرید ہی جو کہ شیخ سیف الدین باخرزی کا خلیفہ اور وہ شیخ نجم الدین کبری کا خلیفہ ہی وہ بخارا سے دہلی آیا رہنائی اختیار کی دہلی مین فوت ہوا بعض کہتے ہین کہ وہ مع عماد الدین طوسی کے مرید اور خلیفہ شیخ رکن الدین فردوسی کے ہین

قاضی حمید الدین ناگوری

عطاء اللہ بخاری کا لڑکا ہی بخارا مین تولد ہوا معز الدین سام کے عہد مین باپ کے ہمراہ دہلی آیا تین برس تک ناگور کا قاضی رہا یکبارگی بار تعلق سے گھبراکر بغداد گیا شیخ شہاب الدین سہروردی کی ارادت سے خلافت پائی اور خواجۂ قطب الدین سے دوستی ہوئی اور سیر حجاز کرکے دہلی آیا پانچوین رمضان ۶۴۳ سنہ ہجری کی شب کو عازم فردوس ہوا دہلی مین خوابگاہ ہی

شیخ حمید الدین سوالی ناگوری

شیخ احمد کا فرزند آغاز مین نکورو اور خواستہ دار تھا بڑہش حق مین ہر طرف سے ہاتھ کھینچ لیا اور ریاضت گری مین پاے ہمت مضبوط کیا اور خواجہ معین الدین کی خدمت مین طیلسان ارادت کندھے پر لی اور بزرگ مرتبہ کو پہونچا اور سلطان التارکین لوگ کہتے ہین بست و نہم ربیع الاول ۶۷۳ھ ہجری کو ناگور مین رحلت فرمائی اور وہین پر مدفون ہوا۔

شیخ نجیب الدین متوکل

شیخ فرید شکر گنج کا برادر اور مرید ہی شیخ نظام الدین اولیا کہتے تھے کہ جب مین بداؤن سے دہلی مین شیخ کی ملازمت کو آیا شیخ نجیب الدین سے ملاقی ہوکر فیضیاب ہوا۔ نہم رمضان ۶۷۱ھ ہجری مین بمقام دہلی مدفون ہوئے

شیخ بدر الدین

زادبوم غزنہ ہی ہنگام خواب مین خواجہ قطب الدین اوشی سے ارادت کی جویائی مرشد مین آزادانہ روانہ ہوا دہلی مین مراد کو پہونچا خلافت حاصل ہوئی قاضی حمید الدین شیخ فرید شکر گنج اور سید مبارک غزنوی اور مولانا مجد الدین جرجانی ضیاء الدین دہلوی وغیرہ بزرگ اس سے بہرہ یاب ہوئے کہن سالی مین جب جنبش نہین کرسکتا تھا سننے نغمہ سے جوانون کے مانند رقص کرتا کسی نے کہا کہ اس ضعف مین کیونکر شیخ ناچتا ہی جواب دیا کہ شیخ کہان حضرت عشق کا زور ہی اپنے مرشد کے پایان مین دفن ہی

مولانا بدر الدین اسحاق

منہاج الدین بخاری کا بیٹا ہی بعض کا اعتقاد یہ کہ علی بن اسحاق کا فرزند ہی اور اوسکی زادبوم دہلی ہی رسمی دانش آموزی کرکے بخارا گیا اور اوجودہن مین بستگی خاطر نے کشادیائی ارادت لایا شیخ نے خلافت او دامادی سے سرفراز کیا خوابگاہ اوسی مقام پر ہی

شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی

محمود نام زادگاہ اودہ شیخ نظام الدین اولیا کا مرید اور خلیفہ ہی ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ کو جہان گذران سے ہاتھ اوٹھایا

شیخ شرف الدین پانی پتی

کنیت ابو علی قلندر وارستگی مین بسر کرتا تھا خود لکھتا ہی کہ چالیس برس کی عمر مین دہلی آیا خواجہ قطب الدین کی زیارت سے کامیاب ہوا۔ اور مولانا وجیہ الدین پائلی اور مولانا صدر الدین و مولانا فخر الدین ناقلہ و مولانا ناصر الدین و مولانا معین الدین دولت آبادی و مولانا نجیب الدین سمرقندی و مولانا قطب الدین کی اور مولانا احمد خراسان وغیرہ بزرگان سے درس اور فتوی کی اجازت ملی بیس برس یہ مشغلہ رہا۔ ناگاہ کشش حقیقی نے اپنی جانب کھینچا سب دانش جاتی رہی سفر ہوا روم مین شمس تبریزی اور

مولانا جلال الدین سے جا ملا - جبہ و دستار اور اکثر کتاب عطا فرمائین انہین کے روبرو ہر ایک کو غرق آب کیا بعدہ پانی پت مین آنکر فارغ ہوکر یہین پر مدفون ہوا -

شیخ احمد نہر والہ

قوم نہر والہ جسکا نام مین مشہور ہی قاضی حمید الدین ناگوری سے ارادت ہوئی خلافت ہاتھہ لگی شیخ بہاء الدین ذکریا باوجود اپنی دشوار پسندی کے اسکا مداح تھا بداؤن خوابگاہ ہی

سید جلال

بیٹا سید محمود بن سید جلال بخاری مخدوم جہانیان کے لقب سے مشہور ہی ۷۰۷ شب برات کو تولد ہوا اپنے باپ کا مرید ہی اور شیخ رکن الدین ابو الفتح سے خلافت پائی جہان نوردی مین امام یافعی وغیرہ سے ملاقی ہوا دہلی مین شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کو دیکھکر خاندان چشتی مین خلیفہ ہوا چارشنبہ عید قربان ۷۸۵ہجری کو خدا سے واصل ہوا اوچہ ملتان مین آرام کیا

شیخ شرف الدین منیری

یحیی بن اسرائیل سر آمد چشتیان کا لڑکا ہی گنج شکر سے فیضیاب ہوا یہ لڑکائی سے پہاڑون مین ریاضت کرتا شیخ نظام الدین اولیا کی تمنائے دید مین مع اپنے بڑے بھائی شیخ جلال الدین محمد کے دہلی آیا شیخ نے انتقال فرمایا تھا بعضو کا قول ہی کہ ملاقات ہوئی اور بموجب اوسکے فرمانے کے شیخ نجیب الدین فردوسی کے روبرو گیا اور مرید ہوکر خلیفہ ہوا شیخ شمس الدین مظفر بلخی اور شیخ بلال الدین اودہی سے جسکا نام جمال قتال بھی ہی ان سے خلافت پائی اکثر اسکے ملفوظات اور تصانیف یادگار ہین ادہمین سے اوسکے مکتوب نفس شکنی مین آزمودہ ہی بہار مین خوابگاہ ہی

شیخ جمال ہانسوی

ابو حنیفہ کوفی کے نسل مین ہی خطابت اور فتوی سے ہاتھہ اوٹھایا شیخ فرید گنج شکر سے ارادت لایا بلند پایگی پائی شیخ جسکو خلافت دیتا جمال مرید کی منظوری لیتا درصورت نامنظوری کہا کرتا فرزند جمال کا چاک سینا ناممکن ہی واقعۂ ہانسی خوابگاہ ہی -

شاہ مدار

لقب بدیع الدین کہ دمہ ہندوستانی اوسکی بزرگی بیان کرتے ہین شیخ محمد طیفوری بسطامی کا مرید ہی خلق خدا سے گریزان تھا اکثر اوسکا جامہ شوخکن نہوتا اور دنیا سے نملتا ہر دوشنبہ کو بار عام حاجتمندون کا ہوتا مقرر تھا کہ جب مردم آنے سے باز رہتے کوئی داستان چھیڑتا -

اوسی چھیڑ چھاڑ مین ہر ایک کا جواب دیتا جواب پاکر نیایش کنان راہ لیتے ۔ ایسی ہی بہت سی عجایب داستان بیان کرتے ہین سلسلہ مداریہ کا بھی موجد ہوا ۔ مکن پور مین خوابگاہ ہر ہر سال بڑے ہجوم کا میلہ ہوتا ہی ہر شخص رنگارنگ کا علم لیکر آتا اور نیایش کرتا ۔ سلطان ابراہیم شرقی کے عہد مین اکثر اوقات قاضی شہاب الدین اسی سے پھر کر شرمسار ہوا ۔

شیخ نور قطب عالم

شیخ علاء الحق کا بیٹا اصلی نام شیخ نور الدین احمد بن شیخ عمر اسعد ہی زادگاہ لاہور اپنے باپ کا مرید اور خلیفہ ہی وہ شیخ اخی سراج کا خلیفہ تھا کسیقدر سوختگی مین والا رتبہ رکھتا تھا جیسا کہ اکثر مکتوب اور رسایل اوسکے شاہد ہین شیخ حسام الدین مانکپوری اوسکا خلیفہ ہی ۸۰۸ ہجری مین رہگراے عالم بقا ہوا پنڈوہ مین خوابگاہ ہے

بابا اسحق مغربی

الٰہ مولد دہلی ہی حاجی شیخ محمد کیمی کا مرید ہی چند واسطہ سے جنید کو پہونچتا ہی شیخ احمد کھتو کی تحریر کہ اوسکے ہمراہی مین دہلی آیا اپنی پرانی نگاہ دکھلائی اور کہا بارہ برس ولیون کی دریوزہ گری کی ہی اکثر بزرگون سے فیضیابی ہوئی اور پچھم کے شہر کیم مین شیخ محمد حاجی کی صحبت سے خلافت ملی اور سلطان محمد کے زمانہ مین پھر دہلی آیا خواجہ معین الدین نے خواب مین فرمایا کہ کھتو مین عزلت گزین ہو آخر اسکی تعمیل کی

شیخ احمد کھتو

لقب جمال الدین واقع دہلی ۷۳۸ ہجری مین پیدا ہوا یہ شخص وہانکے بزرگ زادون مین ہی بابا اسحق مغربی کا مرید و خلیفہ ہی نام اوسکا نصیر الدین نیرنگی فلکی نے بنگاہ اصلی چھوڑایا بعد چندے بابا اسحق مغربی کی خدمت مین سعادت اندوز ہوا اور سلطان احمد کے عہد مین گجرات گیا اور خورد و بزرگ نے قبول کرکے اوسکی نیایش گری کی بعدہ سفر عرب و عجم کرکے اکثر بزرگون سے ملا سرکھیج احمد آباد خوابگاہ ہی

شیخ صدر الدین

ولد سید احمد کبیر بن سید جلال بخاری جو راجو قتال کے نام سے زبان زد روزگار ہی اپنے باپ سے مریدی اور خلافت پائی اور اپنے بھائی مخدوم جہانیان اور شیخ رکن الدین الفتح سے بھی خلافت ملی سلطان فیروز اسکو نہایت دوست رکھتا تھا ۸۲۷ سنہ مین خوابگاہ ابن السلطنت

شیخ علاء الدین محمد

نبیرہ شیخ فرید گنج شکر بن شیخ بدر الدین سلیمان از بس گزیدۂ ایزد شناسی والا رتبہ تھا بعد وفات سلطان محمد نے گنبد تعمیر کرایا

سید محمد گیسو دراز

شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کا مرید و خلیفہ ہی صوری معنوی سے آگاہی کھتا تھا موجب ارشاد پیر کے دہلی سے دکھن آیا اور خورد و بزرگ نے قبول کیا ۸۲۵ھ مین واقعہ گلبرگہ آسودۂ خواب فنا ہوا

قطب عالم

نام اسکا ابو محمد لقب برہان الدین ولد شاہ محمود بن سید جلال مخدوم جہانیان ہی ۷۹۰ھ مین تولد ہوا۔ اپنے باپ کا خلیفہ و مرید ہوا۔ اور شیخ احمد کھتو سے بھی خلافت پائی سلطان محمد کے عہد مین حسب فرمودۂ پدر گجرات آیا معنی و صورت کی بزرگی پائی۔ ۸۵۷ھ مین عالم بقا کو سدھارا بتوہ احمد آباد مین مقام ہی اسکے گیارہ لڑکے تھے

شاہ عالم

نام سید محمد ولد قطب عالم شب نہم ذیقعدہ ۸۱۷ھ کو پیدا ہوا اپنے باپ سے ارادت پائی درجۂ خلافت ملا ولایت پر چڑھا اسکے اکثر کرامات بیان کرتے ہین ۲۰ جمادی الثانی ۸۸۰ھ کو رسول آباد احمد آباد مین مدفون ہوا

شیخ قطب الدین

شیخ برہان الدین بن شیخ جمال ہانسوی کا بیٹا اور مرید و خلیفہ شیخ نظام اولیا کا ہی دنیا مین آتا اور نہ بادشاہون سے کچھ لیتا تھا۔ سلطان محمود خود جاکر ہانسی سے دہلی لایا خوابگاہ اسکا ہانسی مین ہی

شیخ علی پیرو

مولانا احمد مہایمی کا بیٹا ہی صورت و معنی کی شناسائی حاصل کی اور حقائق کو مانند شیخ محی الدین کے گزارش کرتا تھا بہت سے آگاہی نامہ اوسکے یادگار ہین اور اکثر گم ہو گئے تھے۔

سید محمد جونپوری

سید بڈہ اویسی کا لڑکا ہی فیضیاب روحانیہ ہوا صوری معنوی پر چیرہ دست تھا شوریدگی سے دعوی مہدویہ کیا اکثر لوگ رجوع ہوئے اکثر خوارق اوسکے مشہور ہین آخر جونپور سے گجرات تک سرچشمہ مہدویہ جاری ہوا سلطان محمود اوسکی نیاپشگری مین اوٹھا زمانہ کی تنگ چشمی سے ہند مین نرہ سکا ایران مین گیا اور فرہ مین خوابگاہ ہی

قاضی خان

یوسف نام زاد بوم ظفرآباد ہی شیخ حسن طاہر جسکا لقب کمال الحق ہی اوسکا مرید و خلیفہ ہوا۔ اور وہ مرید راجا حامد کا ہوا جو شیخ حسام مانکپوری کا خلیفہ ہی علوم ظاہر و باطن سے آراستہ ہوا مرشد نے اپنی زندگی مین اپنے خلفا کو اوسکے حوالہ کیا اور ہنگام وفات اپنی کے اپنے فرزند عبد العزیز کو بھی اوسے سپرد کیا پانزدہم صفر کو آشوبگاہ دنیا سے سدھارا۔

امیر سید علی قوام

زاد بوم جونپور مرید و خلیفہ شیخ بہاء الدین جونپوری شطاری کا بعض کہتے ہین شیخ قاسم شطاری سے فیض پایا اور بعض کہتے ہین ایک خاندان سے نسبت درست رکھتا ہے

قاضی محمود

پور شیخ جابلدیہ بن محمد گجراتی بہر پور مین پیدا ہوا اپنے پدر بزرگوار کا مرید ہی شاہ عالم سے خرقہ خلافت رکھتا ہی عشق اوسکو گوارا ہوا تھا اور اکثر سخنان دلسوز کہتا گیارہ برس کی عمر مین فروغ حقیقی چمکا اکثر عجائب داستان اوسکی مشہور ہین جس سال کہ ہمایون بادشاہ بہادر گجراتی پر حملہ آور ہوا ۱۳ ربیع الاخر کو جہان بہا کو سدھارا

شیخ محمد مودود لاری

بابا نظام ابدال کا مرید ہی مولانا عبدالغفور لاری کے پاس کسیقدر رسمی دانش اندوز ہوا۔ اور اکثر دریوزہ دکھا اور غرائب علوم سے آگاہ ہوا جبانی او بیانی فراست خوب جانتا تھا اور عجائب علم پر آگاہ تھا۔ اور شاہ نعمت اللہ اور شاہ قاسم انوار سے دوچار ہوا واقعہ رمضان ۹۲۳ھ مین فانی ہوا پانی پت مین مزار ہے

شیخ حاجی عبدالوہاب بخاری

شیخ جلال بخاری کے دو لڑکے تھے مخدوم جہانیان سید محمود سے ہی اور وہ نژاد سید احمد سے اور شاگرد سید صدر الدین بخاری ظاہری باطنی سے آگاہ تھا ۹۳۲ھ مین واقعہ دہلی آسودہ ہوا

شیخ عبدالرزاق

زادگاہ جھنجھانہ شیخ شاہ محمد حسن کا خلیفہ او مرید ہی شیخ حسن طاہر کا فرزند ہی اول رسمی دانش حاصل کی اوسکے بعد منزل مقصود کو پہنچا ۹۴۹ھ مین واقعہ جھنجھانہ مین مدفون ہوا

شیخ عبدالقدوس

نژاد حنفیہ سے اپنے تئین کہلاتا تھا۔ شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق کا فرزند ہی صوری معنوی دانش سے آگاہ ہوا کہتے ہین جنت آشیانی اکثر لوگون کے ہمراہ اوسکے مکان پر جاتے تھے اور اوسکی کارآگہی سے راضی ہوتے ۹۵۰ھ مین فوت ہوا واقع گنگوہ نزدیک دہلی خوابگاہ ہی۔

سید ابراہیم

معین بن عبدالقادر حسین کا بیٹا اور زاد بوم ایرج اور شیخ بہاء الدین قادری شطاری کا مرید ہی ہر قسم کی دانش سے بہرہ یاب ہوا اور عمدہ کام مین بے مثال تھا سکندر لودھی کے وقت مین دہلی آیا۔ شیخ عبداللہ دہلوی اور میان لادن اور مولانا عبدالقادر صالون وغیرہ اوسکی بزرگی کے معترف ہوئے ۹۵۳ھ مین واقع دہلی جان بحق ہوا

شیخ امان

نام عبد الملک ولد عبد الغفور مرید شیخ حسین ہی اور مرید کے اشارے سے شیخ محمد دولا رے سے دانش آموزی کی ۲۱ ربیع الآخر کو ۹۵۴ھ میں واقع ہاتی خوابگاہ میسر آیا

شیخ جمال

شیخ حمزہ کا بیٹا زاد بوم ہرسو مرید رہی اکثر بدرسے فیضیاب ہوا واقعہ دہر سو خوابگاہ ہی اب انجام داستان خضر و الیاس کے بیان مین ہی

خضر

اسکا نام ملیان ولد ہی بن کلیان بن قانع بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح اور بعضی اوسکا نام کلیان بن ملکان کہتے ہین اور ملکان بن بلیان بن کلیان بن سمعان بن سام بن نوح بتلاتے ہین اور کنیت ابو العباس اور خضر اسوجہ سے کہتے ہین کہ پوستین سفید بیتھا اسکی قدم کی برکت سے وہ سبز ہوگئی عہد موسی مین شہر انسے دو کوس کے فاصلہ پر پیدا ہوا اور بعضی کے نزدیک ابراہیم کے زمانہ مین اور چند لوگون کے گزارش موجب بعد مدت مدید اور شیخ علاء الدولہ عزوہ مین ایسا لکھتا ہی کہ فرزند اون پیوند زناشوی کرے اور اوس سے لڑکے پیدا ہوین اور اونکے نام رکہے اور کوئی اوسکا کھوج نپاوے سو برس سات مہینے ہوئے ہر ایک کا نام ترک کیا اور کوئی لڑکا اوس سے نرہا اور بعنوان دلالی خرید فروخت کرے اور سودا جمع کرے دام اور گرو کرے اور کیمیا گری سے آگاہ اور عالم کے خرابون پر شناسا اور بموجب فرمایش ایزدی ہیرون کے کام مین خرچ کرے اور ہرگز اپنے واسطے نہ باندھے نغمہ سے خوشوقت ہو اور ناچنے لگے۔ اور اکثر وقت روز و شب بیہوش رہے اور اس سے پیشتر پنج ہزار سال کے نئے سرے برنائی پکڑتا اور قطب و ابدال سے صحبت رکھے اور نیایش کرے کہتے ہین کہ مدینے مین ایک روز کہ شتربان لوگ آپسمین لڑ رہے تھے ایک پتھر خضر کے سر مین لگا اور ٹوٹ گیا اور سرہار السلین سے تین مہینے تک بیماری اوٹھائی اسکی پیغمبری مین اختلاف ہی اکثر اسکی طرف رجوع ہوئے اوسے پژوہش ذوالقرنین مین آبحیات تک پہونچا اور لمبی چوڑی زندگانی پائی بعضے کہتے ہین کہ خضر و الیاس دونو نے آبحیات نوش کیا اور ایک گروہ اسکو روحانی کہتا ہی کہ جس صورت مین چاہے حاضر ہو اور انسان نہین جانتے ہین

الیاس

بن سام بن نوح عم جد خضر اور چند لوگ اوسکے باپ کا نام یاسین بتلاتے ہین بعضے بیلے اور بعض اور کچھہ کہتے ہین بعض لوگ کہتے ہین کہ ولد قبیحی حسن عزار بن ہارونی موسی اسکی بھی پیغمبری مین اختلاف ہی قطب اور ابدال اور خضر اسکے رد برد شاگردانہ نیایش گری کرتے ہین دراز قامت بزرگ سر کم گو بسیار اندیشہ صاحب وقار دہیبت اور انبیا کی حقیقت سے آگاہ کہتے ہین کہ یادری بن موسوی لیے آیا اور ہمنونی بت پرستگان بعلبک مین نابود ہوا جسکی موعظت سے سود بہبود ہوا اپنے رہائی کی خدا سے طلب کی وہ قبول ہوگئی ایکروز الیسع بن خطوب کے ہمراہ کسی پہار پر گیا تھا آتشین گھوڑا مع ساز کے نمودار ہوا۔ الیسع کو اپنا قایم مقام چھوڑ کر خود اوسپر سوار ہوکر نظر سے اخفا کیا۔ اکثر شکر نگاری ان دونون کی بیان کرتے ہین۔ پس اولین اکثر خشک زمین پر روان ہوا اور آخرین دریا کنارے پر۔ اور بعض اسکے خلاف کہتے ہین۔ اور ہر ایک کے ہمراہ دس دس نفر زندہ ہین اور باہم صحبت رکھتے ہین اکثر واوان زندگی کے قایل ہین اور بعض ہوشیار انکی ہستی پر نہین میل کرتے الیاس سے قبض اور خضر سے بسط طلب کرتے ہین

ذکر احوال موتمن الدوله شیخ ابوالفضل بعبارت او که خود در پایان کتاب آئین اکبری نوشته

راقم شگرفنامه را چنان در سر بود که با موجزی از حال آبای قدسی و لختی از فیرنگی اطوار خود نوشته رسالهٔ جداگانه سرانجام دهد و مایهٔ عبرت دیده وران و دوربینان گرداند لیکن شغل گوناگون خاصه نوشتن این کتاب آگهی پیرا از همه باز داشت درین اثنا پیام آرای غیبی چنان گزارش نمود که هنجار روزگار تاب این ندارد که فهرست جرائد شگرف اطوار بر فراز تحریر نشاید سزاوار وقت آنست که لختی ازان درین اقبال نامه برگزیده در چند جا نبذی گزارده گردیده نبذی نگارد و بدین نوید قدسی برخی ازان نیز نوشت و دل خالی گرداز انجا که نسب برآ شدن از تهیدستی باستخوان نیاکان بازرگانی نمودن و کالای نادانی ببازار آوردنست و از شوریده مغزی بهنر دیگران بارش نمودن و آهوی خویش نادیدن میخواست ازان سطری برطرازد و افسانه گزاری کند درین باره [illegible] پایندهٔ سلسلهٔ سجالی برسد و آبیاری انتساب صوری در نزهتگاه معنی بیکار نیاید مثنوی

چون نادان در بند پدر باش ❊ پدر بگذار و فرزند هنر باش ❊ چو دود از روشنی بود نشانمند ❊ چه حاصل زانکه آتش راست فرزند ❊ در مجادلات روزگار نسب را تخمه و نژاد و ذات اشال آن تعبیر نمایند و انرا العالی و سافل بند گردانند هشیار آگاه دل داند که این بدان بازگردد که از آبای مبانی او یکی بفزونی تردست ظاهر یا شناسای حقیقت چیره دستی یافته بنام لقب یا حرفه یا مسکن شهرت گرفته و گرنه عامه گوهر مردم زاد را از فرزندان آدم صفی شمرند و بگفتگوی داستان گزاران دل نهاده احتمالی دیگر راه ندهند ظاهر که درین معامله از دوری راه خود را از پا انداز ند و بدان گوهر گرامی اعتبار نگیرند پس چرا سعادت گزین بیدار دل بدین افسانه [illegible] دست باز گیرد و پسر نوح را از ایزدشناسی بدرجه سود و آزاد آبیه [illegible] ترک نسب کن جامی که در راه [illegible] صورت پرست افتاده با طائفه برآمیخته که نسب [illegible] از آن برگزیده و پایه برای آن گروه گسترد ❊ ❊ ❊

ذکر نسبت

شمار [illegible] در لباس لات و گروهی [illegible] بسر برده اند و بهرگاه زمین [illegible] شیخ [illegible] حدرا و مبادی حال رسیدگی از خرق

روی داد ترک خانمان کرده غربت گزید و بهمرهی علم و عمل بهمورهٔ جهان را بپای غربت درنوشت در بانه
نهصد و قصبهٔ ریل که نشیمنگاه مهین‌تر از سیوستان است بسر نوشت آسمانی عزلت گزید و از پیوند دوستی خداشناسی
حقیقت‌پژوه کدخدا شد اگرچه از صحرا بمدینه آمد لیکن از تجرد به تعلق نشتافت بر همان نمط آگهی بود انفاس گرامی
در آویزش خویش بیکار بردی و زندگی بی بدل را در پیراستن نقش بوقلمون مصروف گردانیدی و فرزندان
و نیای سعادت پیرا پیرو آیین او بوده خرسندی داشتند و دانش عیانی و بیانی می اندوختند در عنفوان
مایهٔ حاشر شیخ خضر را آرزوی دیدن برخی اولیای هند و رفتن بدیار و دیدن الوس خود بسفر درآورد و با
چندی از خویشان و دوستان بهند آمد بشهر ناگور میر سید یحیی بخاری اچی که جانشین مخدوم جهانیان بودند
و از ولایت معنوی بهرهٔ وافر داشتند و شیخ عبدالرزاق قادری بغدادی از اولاد گرامی اسوهٔ اولیای بزرگ
سید عبدالقادر جیلی و شیخ یوسف سندی که سیر صورت و معنوی فرموده بودند و بسا کمالات حقیقی فراهم آورده
در گذرگاه و راهنمائی خلق بسر بردی و جهانیان از راه آورد و ذخیره‌ها برگرفتی از گرم خوئی و دلجوئی این بزرگان
کارآگاه و از خاک دامنگیر بنگاه روزگار خورده ریگهای غربت توطن گزید در سال نهصد و یازدهم هجری شیخ مبارک
از نزهتگاه علم یقین آمد و طیلسان هستی بر دوش گرفت به نیروی دم گیرا در چهار سالگی لوامع آگهی بر تو انداخت
انوار الهی روز افزون چهره افروخت و در نه سالگی سرمایهٔ سترگ پیدا کرد در چهارده سالگی علوم متداوله اندوخت
و در هر علمی متنی یاد گرفت اگرچه عنایت ایزدی قافله سالار آن بیداربخت بود و نکوئی بسیاری بزرگان در پرتو
فرموده لیکن در ملازمت شیخ [illegible] بسر بردی تشنگی باطن از آموزش او افرودی شیخ ترک نژاد بیست
صد و بیست ساله عمر یافت در زمان سکندر بودی در آن شهر وطنگاه ساخت و در خدمت شیخ سالار ناگوری
پایهٔ والای شناخت بدست آورد و شیخ در توران و ایران دانش اکتساب فرموده بود القصه شیخ خضر بصوب
سند باز گردید همگی اندیشه آن بود که برخی نزدیکان را از آن بلاد رخت باین دیار آورد روزگار در سفر سپری شد
و در حدود ناگور قحطی سترگ افتاد و وبای عام نفرت انگیخت غیر از مادر والد همه را روزگار سپری شد پدر بزرگوار را
همواره عزیمت جهان گردی از خاطر نور آگین سر بر زدی و دیدن بزرگان هر سرزمین در ریوزهٔ فیض ایزدی نمودن
برجوشیدی لیکن آن کدبانوی خاندان عفت رخصت [illegible] و شیبی در خاطر سعادت منش نبود درین کشاکش باطن
بملازمت شیخ فیاضی بخاری قدس سره پیوستند و شورش دل افزایش گرفت آن پیر نورانی را آغاز آگهی
نظر یگانه بهند ایزدی افتاد و در روشنی دل و سعادت جاوید روزی سند دریوزهٔ ارادت و گزیدن روشنی معین نمود
پاسخ یافت درین نزدیکی را بر فراز هدایت بر می‌آید و به رهنمائی جویندگان آگهی نامزد میکنند عبدالله نام دارد
گرامی لقب او خواجهٔ احرار خواهد بود و انتظار آن هنگام نماید و آیین او برگزیند خواجه در آن هنگام آبله‌پای عرصهٔ

تکاپو بودند و در جست و جوی جان داروی حقیقت دوا دو داشتند چون وقت کار رسید و بدان پایهٔ
والا سرفرازی یافت تلقین خدا پژوهی از در برگرفت گمنامی را خلوت او فرمودند و بی تعیینی پیشهٔ او مقرر شد
در سخنان خواجه هر جا که بدرویشی تعبیر میرود این یگانهٔ آفاق را میخواهند قریب چهل سال در دیار خطا بسر برد
و در دشت و کوه عشرت تنهائی اندوخت صد و بیست سال عمر گرامی رسیده بود و آثار گرمی در وی هم چنان
افزایش داشت شبی پدر بزرگوار با چندی دران مصر ولادت بچندی از خدا بینان سعادت پذیر داستان حقیقت
میگفت و بسا نکات دل افروز بر فراز ظهور می آمد ناگاه آوازهٔ آبی بگوشش رسید و بارقهٔ آلهی درخشید هر چند اندیشه
رفت نشان نیافتند روز دیگر بتکاپوی سخت و جستجوی بسیار روشن شد که در خانهٔ کلالی آن بزرگ معنوی
عزلت گزین ست از نور ارادت او زبانی برآسود و خاطر از هر زه گرائی باز آمد پیوسته چهار ماه سعادت می فرمودند
و نبط الکثیر او روز افزون غباری میگرفتند دران نزدیکی سفر تقدس پدید آمد و دل را بگونا گون حقائق برآمود و تنها
جویندگان حقیقت اشارت رفت و بخچه شدلی و فار غبالی رخت هستی بربستند و دران نزدیکی نقاوهٔ دودمان عصمت
که تربیت پدر بزرگوار فرمودی ازین خاکیان فنائی رو در پوشید و حادثهٔ ماندی وقت انداخت پدر بزرگوار بآئین
تجرد بصوب دریای شور گام همت برداشت همگی بسیج آن بود که راه چهار دیوار معمورهٔ عالم پیموده آید و از گرو
گروه مردم بخشش فیض برگرفته شود در احمد آباد گجرات بو الا پایهٔ سخاربر پیوستند و دانشهای تازه آگهی آورد و در
هر فن بزرگ سند عالی بدست آمد در آئین مالک و شافعی و ابو حنیفه و حنبل و اما می گونا گون دریافت اصولاً
و فرعاً هم آوردند و تکاپوی سخت پایهٔ اجتهاد در نمود اگر چه باقتضای نیاکان بزرگ بروش ابو حنیفه انتساب
داشتند لیکن همواره کردار را باحوطه آرایش دادی و از تقلید برکناره بندگی دلیل کردی و بدانچه نفس را دشوار آید
برگرفتی و آن سعادت منشی و روشن ستارگی از علم ظاهر بحقایق معنوی گذاره شد و نزهتگاه صورت رهنمای ملک
حقیقت گشت اسالیب تصوف و اشراق برخواندند و فراوان کتاب فطر و نالهٔ دیده شد خاصه حقایق شیخ عربی
و شیخ بن فارض و شیخ صدر الدین قونوی و بسیاری اصحاب عیانی و بیانی نظر عاطفت انداختند و نصرتهای
بی اندازه روی داد و دریافتهای بو العجب روشنی افزود و از جلایل نعم آلهی آن که بملازمت خطیب ابو الفضل
کازرونی شرف اختصاص یافتند آن آزادِ قدردانی و آدم شناسی بفرزندی برداشت و بآموزگاری گوناگون
دانش همت گماشت مراتب تجرید و بسیاری غوامض شفا و اشارات و دقائق تذکره و مجسطی راه بکار
فرمود سر البستان حکمت را طراوتی دیگر پدید آمد و ز تاب بینش را روان پایهٔ دیگر افزود و آن فرد مرد
بسعی فرمان روایان گجرات از شیراز بدین دیار آمد و بستان شناسائی را فروغی تازه آورد گر چه گروهها گرده دانش
روزگار در یوزهٔ آگهی کرده بود لیکن در علوم عقلی شاگرد مولانا جلال الدین دوانی ست جناب مولوی نخست

نزد والد خود اوایل مقدمات را اندوخت و پس از ان در شیراز بدرس مولانا محی الدین اشکبار و خواجه حسن شاه بقال بدانش
آموزی نشست و این دو بزرگ از سرآمد تلامذه سید شریف جرجانی اند و لختی در دبستان مولانا همام الدین گلناری
که بر مطول حاشیه مفید دارد آمد و رفت نمود و چراغ دریافت افروخت و از بخت رهنمونی او را کشاکش های غریب
روی داد و کتب حکمت را بمغز رسیده مطالب آن را بشیوا زبانی آرایش داد چنانچه تصانیف او بران دلالت
کند و شهرت گوید و همدران مدینه فیض پدر بزرگوار از شیخ عمر تتوی که از اکابر اولیای زمانه بود سعادت ملازمت
روی داد و آن گوهر شب افروز دستگاه عیار مندی تمام یافته آیین بزرگ منشی و سترگ دانائی را بلطف تلقین
فرمود و بسیاری پاسبانی سلاسل را از مطاریه و طیفوریه و چشتیه و سهروردیه دریافته فیض پذیر آمدند و همدران
شهر مبارک بصحبت و همکیشی شیخ یوسف که از هشیاران سرمست و ربودگان آگاه دل بود رسیدند و سرمایه
دیگر آگاهی اندوختند همواره متمهل در پای شهود بودند و هرگز ادبی از آداب عبودیت از دست نرفتی از برکات
گرامی صحبت در آرزوی آن شدند که نقوش علم از ساحت ضمیر سترده آید و دست از رسمیات باز داشته
محو جمال مطلق گردند ازان خواهش [illegible] داشت نما شد ازان عزیمت باز داشت و بر زبان گوهر بار
گزارش نمود و سفر دریا را در بسته اند بصوب دار الخلافه آگره [illegible] طلب یابید و اگر در اینجا کار نگشاید قدم بصوب
توران و ایران بر داشت و هر جا که اشارت رود فرمان در پذیرد [illegible] اقامت انداخت و علم رسمی طیلسان
[illegible] اشارت [illegible] سال [illegible] و پنج جلالی مطابق چهارشنبه
ششم محرم [illegible] دار الخلافه آگره [illegible] نزول صوری فرمود [illegible]
[illegible] الدین [illegible] داشت اتفاق صحبت افتاد ایشان
[illegible] فرمود [illegible] گردش نماید و
[illegible] بر ساحل دریای [illegible] در حویلی میر رفیع الدین صفوی [illegible]
[illegible] داشت [illegible] مرزبان محله آشنای ایزدی
[illegible] شمرده بگرم خوئی و کشاده پیشانی پیش آمد
[illegible] لباس [illegible] آیند از رهنمونی ستاره دیاوری
[illegible] همت بی نیاز برگزیده بمراقبه درونی و مباحثه بیرونی پای سعادت
[illegible] سادات بزرگ حسنی الحسینی اند لختی حال نیاکان او در مصنفات شیخ سخاوی مذکور اگرچه
[illegible] در بار سیر حجاز نمایند و همواره بلندی درین دو جای بسر برند و هنگامه افاضت و استفاده
[illegible] معقول را در پیش نیاکان قدسی نهاد اندوخت لیکن بتلمذ مولانا جلال الدین دوانی

جلای دیگر یافت و در جزیرهٔ عرب انواع علوم نقلی از شیخ سخاوی مصری قاهری تلمیذ شیخ ابن حجر عسقلانی برگرفت
و چون در نهصد و پنجاه و چهار رخت بمنزل قدسی کشید والد بزرگوار ملتزم زاویهٔ خود شد همواره بشست و شوی باطن
و پاکیزه داشتن گوهر ظاهر همت گماشت و بکارساز حقیقی روی نیاز آورد و بدرس گوناگون علوم اشتغال فرمود و داغ گفتگوی
پاسبانی راز و پوشش حال گردانید و خواهش راز بان اژدها وش بر از اهل ارادت گروهی احتیاط گزین سعادت
آمود اگر معلومی برسم اخلاص آوردی لختی پذیرفتی و قدر در بایست برگرفتی و دیگر مردم را معذرت گفتی و دست همت
بدان نیالودی یکچند مدتی نشستگاه او پناه دانشوران و جای بازگشت بزرگ و کوچک آمد از حسد انجمنها برساختند
و از دوستی خلوتها آراستند نه از نخستین اندوه راه یافتی و نه از پسین شادی شیرخان و سلیم خان و دیگر بزرگان در مقام
آن شدند که وجه سلطانی چیزی برگیرند و تولی در خور قرار یابد از انجا که همت بلند بود و نظر عالی سرباز زد و پیرایهٔ افزایش
منزلت گشت چون رهنمائی مردم در نهاد سرشته بود و از درگاه قهرمان راستگزاری داشت و اشارهٔ اولیای زمان
یاور و مهربانی هواداران روزافزون همواره آیندگان مجلس و جویندگان آگهی بده‌گوی فرمودی و بر خوهای تباه مردم
سرزنش کردی ظاهرپرستان خویشتن دوست رنج زده گشتی و اندیشه‌های ناسزا نمودی چون پیچ هنگامه آرائی دشمن بدان
ضمیر نبود عزیمت معرکه‌گیری و دکانداری پیرامون خاطر نگشتی نه در حق سرای [illegible]
و به سیپاره سگالی رسیدگان پرخاش جوی توجه برگماشتی و باین معنی ایزد بیهمال دوستان حقیقت منش و فرزندان
سعادت گزین کرامت فرمود اگرچه همواره در گفتگوی علمی گرامی اوقات گذارش یافتی لیکن در زمان افغانان دانشهای
حقیقی کمتر به بیان آمدی و چون باز هیچه رایات جهانبانی جنت آشیانی بتازگی هندوستان را فروغ بخشید چندی تورانی
و ایرانی بدبستان آن شناسای رموز انفسی و آفاقی پیوستند و انجمن دانائی را رونقی دیگر پدید آمد و تشنگان
خشک سال تمیز را سیراب‌عالی پذیرشد و رهسپاران اندیشه گرا در نزهتگاه آرامش جا گرفتند هنوز هنگامه گرمی نپذیرفته
بود که چشم زخمی رسید و همیون دست چیرگی برگشاد و نیکان روزگار بگوشهٔ خمول در شدند و سفر ناکامی پیش گرفتند
پدر بزرگوار از نیروی دل در همان زاویهٔ عزلت ثبات پای فرمود از تائید ایزدی همیون کار دیدگان را از ... دست
معذرت خواست و از سفارش آن حق سگال بسیاری از تنگنای غم بنزهتگاه شادی درآمدند نخستین سال
جلوس شاهنشاهی برادرنگ خلافت چنانچه سپند بر دولت افروزند و دفع عین الکمال انگارند قحط سالی عنقریب
پدید آمد و گرد تفرقه بلندی گرفت آن معموره خراب شد و غیر از خانهٔ چند اثری نماند و بای تمام ان و شورشی
بی اندازه بر جهانیان آسیب رسانید در اکثر بلاد هندوستان این تنگدستی و جان گزائی بود و آن پیر روشن ضمیر در همان
زاویهٔ قدسی پای همت افشرد و گرد فتوری بر آن صفوتکده ننشست راقم شگرف‌نامه در این هنگام در سال پنجم بود
و نیز آگهی چنان پیش طاق بینش می یافت که شرح آن بکالبد گفت در نگنجد و اگر در آید به تنگنای شنوائی زمانیان

درنشود و این سانحهٔ نیک بخاطر دارد و آگهی دید و دران دیگر معاملت سختی روزگار خاندانها برافگند و گروها گروه مردم
فروشدند دران کاشانهٔ هفتاد کس از ذکور و اناث و خرد و بزرگ مانده باشد - اخوان روزگار را از فراخی حال و نشاط
درویشان حیرتها افزودی و کیمیاگری و سحرطرازی گمان بردی گاه یک سیر غله بهم رسیدی آنرا بدیگهای سفالین
جوشاندی و آب تفسیده بدین مردم قسمت یافتی و شگفت تر آنکه غم روزی دران منزل نبود و بجز اندیشهٔ پرستش
ایزدی چیزی بخاطر راه نیافتی و جز محاسبهٔ نفسانی و اسفار حقیقت شغل دیگر نبود تا آنکه رحمت ایزدی
برهمگنان تافت و رخسار سترگ چهرهٔ شادمانی برافروخت ماهچهٔ رایت شاهنشاهی پرتو انداخت و جهان را
بمعدلت روزافزون روشنائی بخشید بارگاه خرد درتابش آمد کالای آگهی رابهای بزرگ نهادند فنون حکمت
و انواع دانش درمیان شد دبستانهای تازه رو درآراست و دیدهای بلند و دریافتهای گزیده پیدائی گرفت و گوناگون
مردم از خزینهٔ عقل فواید بیکران برداشتند و خلوتکدهٔ آن نورانی سرشت مجمع دانایان هفت کشور آمد و سخن بلندی گرا
شد حسدهای افسرده برافروخت و ناتوان بینی بدگوهران افزایش یافت و او برآیین خویش سرگرم بوده راه رسم
سپردی و بروز بهیخواست نشسته راه دربایست بشتافتی و مردم کم گداز کوتاه بین بیتاب شده راه افترا سپردند
بیشتری بگروه مهدوی پیوند دادی و از گفتار پریشان داستانها پرداختی و ساده لوحان روزگار را برا غالیدی
پریشان تباه بدل آزاری نگاه و نمودی هنگامه دست آویز تباه بسیجی اینان شیخ علائی ست گروهی در سند باشد
میرسید محمد جونپوری را مهدی موعود شمرند و دران مبالغه نمایند با علم و عمل و تهذیب اخلاق چندین نصوص را فراموش
کرده درین مذهب غور نمایند و در زمان سلیم خان شیخ علائی نام جوانی بآراستگی ظاهر و باطن بدین ورطه افتاد و دران
مصر سعادت نخستین بمناسبت انزوا و اختیار تجرد و بدیدن پدر بزرگوار آمد فتنه اندوزان بهانه جو از زبان هرزه
سرائی و اشد و سرمایهٔ گفتگو پدید آمد علمای زمان که نادان دانش فروش و زهرگیا نوش نما اند بکین او برخاستند
و بر گسیختن پیوند عنصری هنگامها آراستند و سجلها درست کردند پدر بزرگوار بدیشان موافقت نمود و عقل و نقل را
ساعد ایشان نیافت در پیشگاه مرزبان هندوستان معرکه آراستند و باندیشهٔ تباه خویش را کوششها بسر بردند
مسند آرای حکومت دانش منشان روزگار را فراهم آورد و در جستجوی حکم شرعی تکاپو نمودند پدر بزرگوار را نیز دران
انجمن طلب داشتند چون سخن از ایشان پرسید خلاف حرف سرایان جاه طلب پاسخ دادند از ان روز کمر کینه
بدین آئین بستم گردانیدند و در چنین معامله که وجود مهدی از جبرا جا دست بمحض عناد چندان کوشش نمودند که کار او
بسپری شد و برخی بدگوهران آئین شیعه را کنون ضمیر پنداشته راه نکوهش سپردند و ندانستند که شناسائی
دیگرست و پذیرائی دیگر درین هنگام یکی را از سادات عراق که یگانهٔ زمانه بود و علم را با عمل مقرون و راستی و گفتار را
با کردار یکتائی بخشیدی دامن آلود تهمت گردانیدند و از توجه شاهنشاهی دست بدامن او نمیرسید روزی در محفل

همایون گزارش یافت که هیچ نمازی بی روایت جه هرگاه گواهی او مردود باشد اقتدا را چگونه سزاوار بود
و روایتی چند از حنفی نامهای باستانی باستشهاد آورد که اشراف عراق را شهادت نتوان شنود و کار
بر بیهوده دشوار شد چون رابطه اخوت داشت حقیقت را باز نمود پدر بزرگوار بسا سخنان هوش افزا
فرموده تسلی دادند و بر گفتگوی بدسگالان دلیر گردانیدند و پاسخ آن نقل خوانان بر زبان گوهر آمود
گذشت که معنی آن روایت نفهمیده اند آنچه در کتب حنفی ازین باب در نقل آورده اند عراق عرب مراد است
نه عراق عجم چندین جا بدین معنی تصریح رفته و نیز تمیز نکرده اند در میان اشراف و اشراف نه اشراف در آن
عبارت از امرا و گشادوزران و امثال آن باشد سوم اوساط و آن را در محترفه و اهل بازار منحصر دانند
چهارم اراذل که به پایه ایشان نرسند ما چنان هرزه گردان هر یک را با وافراه جداگانه نگاشته اند با هنگام
نیکوئی چسان سلوک رود و کیفر بدکرداری هر کدام چگونه بود و الحق اگر هر بد کننده را یکسان مالش نمایند از
شاهراه معدلت یکسو کرده باشند میر ازین آگاهی بنالید و گوناگون نشاط اندوخت و از برای پاکدامنی خود
و ناشناسائی حال به گمراهان نگاشته شیخ بنظر در آورد و آن خیره رویان هرزه سرا در گو حیرانی افتادند
و جهان به علو ... شد که از کجا بر گرفته از روز بینه حسد ساختند و مثل این باورها چند بار بر ملا افتاد و سرمایه شورش
نشستنا سدگار هستند مهمان اند با آنکه گروه ها گروه مردم یقین دارند درین که هیچ کیستی نه اینچنانست که یک امر
خلاف واقع نمرا ... این چنین لطائف آمده و باین معنی اگر یکی از ناشناسائی در مسئله بر خلاف آئین خویش تحسین
نماید بسزا آن ... مسند و یکین آن بیخبر بدپسر از ورای سخن ازان نکوهش بار تتشیع منسوب گردانیدند لیکن از
حمایت الهی بدگوهر پیوسته گروه شرمساری بر دو نشستی و تشویر زده پایمال غم گشتی و از بدگوهری و نابینائی
عبرت نگرفتی و بر همان بدسگالی پیله اندوختی تا آنکه نیرنگی زمانه و بوالعجبی روزگار نقشی شگرف در میان آورد
و تفرقه سترگ چهره عبرت افروخت سال چهاردهم الهی مطابق نهصد و هفتاد و هفت ۹۷۷ هلالی پدر بزرگوار از
گوشه انزوا بر آمد سختیهای غریب روی آورد لختی ازان بر نویسد و عبرت نامه بر گوید اگرچه همواره از زنبور خانه
حسد شورش ... و مار سوراخ دشمنی در جوش و شب چراغ دوستی بی فروغ و نیکان روزگار دل در بدی
بسته ... بیگانگی باز کرده بودند چنانچه ایمای گزارش یافت لیکن درین هنگام که پایه دانش بلندی پذیرفت
و بزرگان روزگار در تلمذ پا افشردند و هنگامه مردم گرمی پذیرفت و پدر بزرگوار بر آئین خویش خواهانی نکوهیده
بر شمردی و دوستان و نیکوخواهان را ازان باز داشتن علمای زمانه و مشائخ روزگار که ذات خجسته را
مرآت عیوب خود دانستی به تباه سگالی و چاره اندوزی نشستند و ... بسیار هیچ اندیشهای تباه یافتند
و با خود در میان آوردند اگر انموذجی دلنشین شهریار عدالت پژوه گردد کهن اعتبارهای ما را چه آبرو

خواهد ماند و انجام کار بر کدام حال نکوهیده قرار یابد پایمال غم و اندوه شده بکمین توزی نشستند و به بهتان سرای
گام فراخ برداشتند و بدستان گدازی و حیله اندوزی لبسیاری نزدیکان عتبه همایون را بگفتارهای فریب آلود
از راه بردند بعضی بدگوهر را پیرایهٔ تعصب مذهبی افروخته بشورش در آوردند اگرچه از دیرباز طور ناستوده
همین بود لیکن در هر زمانه بهادری حق گذاران سعادت آمود بازار جوش بدگوهران پراگنده شدی درین هنگام
آن گروه راستی پیشه درست پیوند دور تر شدند و سرآمد حرف سرایان بزم همایونی بکین آرائی نشست
تباه سرشتان بی آزرم و دیو نژادان تا پارساگوهر قابو یافتند پدر بزرگوار بمنزل دوستی آلهی تشریف برده بود
و من سعادت همراهی داشتم آن رعونت فروش غرور افزا نیز دران انجمن حاضر شد و حرف سرائی پیش گرفت
مرا مستی دانش و شباب در سر بود از مدرسه بمعامله گامی بر نداشته درپی صرفه گوئی او مرا زبان کشود و سخن را
بجای رسانید که او بخجالت افتاد و نظارگیان بحیرت فرو شدند از آن روز بانتقام بی دانشی همت گماشت
و آن گروه گسسته امید را نیز ترگردانید و پدر بزرگوار از کید انیان فارغ و من در مستی آگهی بی خبر نخستین آن بدنهادان
دنیاپرست بآئین سالوسیان بحق گذاری و دین آرائی نشسته انجمن ها ساختند درون ارزم مندان
شب خو گروه بسیاری را به پیغوله جای نیستی فرستادند به بارگاه خدیو عالم در خیر سگالی و نیک اندیشی معامله
بینش و دانش و داد در راه بکردهی نیکو ظاهر گذاشته باشد و خود طیلسان بیتوجهی بر دوش گرفته حق گویان
راستی منش را بازار کاسد باشد و دیو گیتیان را دانش نا راست رود بزرگان دولت بان مشت حیله دبار
باشد و تعصب را روز بازار جای آن است که خاندانها براوفتند و ناموس ها تمام تباه گردد در چنین نا هنگام بدگهران
تباه کار و نکوئی نام بر داشته نماند عربدی که بدوشیزگی فرو شدند و غرزن برآید و دنیاداران نلے عزام
درجیره دستی و تنگ چشمان دل کور یک روئین و دوستداران هواخواه دور دست راست گذران کنج نشین
و هنگامه گستش سیه دلیان گرم و زن با یکدیگر انجمن زارگوی ساختند و پیمان دل آزاری تازه گردانیدند
از دوررویان ده دله و هاروت سیه حال افسون نیرنگ را که از دیرباز ه بازی در دانشگاه پدر بزرگوار به نیکوئی خزیده
بودند با آن گروه نا راست یکدلی و یکتائی داشت پیدا کردند و افسون خدا آزاری و افسانهٔ بیهوشی برخوانده
نیم شبی فرستادند آن شعبده کار نیرنگ ساز دران تاریک شب با دلی لرزان و چشمی گریان و رنگی شکسته
روی در آن نجلوت کدهٔ مهین برادر شتافت و بطلسمات آن ساده لوح را بی آرام ساخت و آن ناشناس
مکر و فن را از جا برده خلاصهٔ سخن آنکه بزرگان زمانه از دیرگاه دشمنی دارند و کم عیاران ناسپاس بی آزرمی امروز
قابو یافته هجوم نموده اند دستیاری ارباب علم را شهود برخی را مدعی قرار داده برای تشخیص مفتریات بیانهای
شایسته برانگیخته همه دانند این مردم را درگاه مقدس هیچ نه محل اعتبار است و برای گرم بازاری خود چه سر فرازم دم بالا میان برداشتند

مبادا رنجور شود و کار از علاج گذرد اکنون رای آنست که بهمین زمان شیخ را نیز آنکه سی الهی باید بگوشه برند
و روزی چند بر کناره باشند تا دوستان فراهم آیند و حقیقت حال بعرض همایون رسد آن نیک ذات را
و اهمه فرو گرفت و بصد بیتابی بخلوتگاه شیخ رفت و ماجرا گذارش نمود فرمودند هر چند دشمنان
چیره دستی دارند ایزد بیهمال آگاه و بادشاه عادل بر سر دانایان هفت کشور حاضر اگر گشتی گرده بهیدین
و دیانت را بدمستی حسد نباید آرام دانسته باشد و درست پیمائی بر جای خود ست و پرستش را در نه بسته اند
و نیز اگر سر نوشت ایزدی بر آزار ما رفته ست اگر همه بر آینه آسیبی توانند رسانید و شاه کاری نیارند تا ست
و هیچ گونه گزندی بما نرسد و اگر خواهش آن جهان آفرین برین ست ما نیز بگشاده پیشانی و تازه روی
نقد زندگی را می سپاریم و دست از جان سختی باز میداریم چون عقل ربوده بودند و غم افزوده حقیقت طرازی
را افسانه سرائی و شور انگیزی را سوگواری دانسته حرز بر کشاد که کار مقابله دیگر ست و داستان تصرف
دیگر اگر نپذیرند من خویشتن را بهمین زبان قصد میکنم دیگر شما دانید من خود باری روزگار ناکامی را نه بینم
از پیوند پدری و عاطفت ابوت پذیرای خواهش شدند نفر بوده آن پیر نورانی من نیز بیدار شدم ناگزیر
دران تاریک شب این سه تن بپیاده بر آمدند نه راهبری معین و نه رفتار پای استوار پدر بزرگوار در نیرنگی تقدیر
بوده خموشی داشت و میان من و برادر که در کار ملک و شغل معامله دران هنگام نادان تری از خود گمان
نداشت گفتگو شد در پناه جا سخن رفت هر گاه او میدانست من با خرمن سیزدهم و هر گاه من بر می شمردم او دست
میفشاند **ابیات** دشمنان دست کین بر آورده اند * دوستی مهربان نمی یابم * یک جهان آدمی نمی بینم
مردمی در میان نمی یابم * هم بدشمن درون گریزم زانکه * یاری از دوستان نمی یابم * ناگزیر بهزاران تکاپو
بخانه یکی از مردم که حقیقت منشی او یقین برادرم بود و من ناشناسای صبح وجود زیان کار عنصری باز از بدی
را گمانی هم نه در رسیده شد او را از دیدن این بزرگان آسوده روزگار دل از جا رفت و از بر آمدن پشیمان
شد و بر رو در ماند ناگزیر جائی برای بودن اختیار کرد چون دران شوریده مکان رفته شد پریشان تر
از خاطر او بود شگرف حالی پیش آمد و طرفه اندوهی سراپای دل گرفت همین برادر در من آویخت
که با وجود فزون شناسائی غلط رفت و تو بدان کم اختلاطی درست اندیشیدی اکنون چاره کار چیست
و راه اندیشه کدام و دم آسایش کجا توان بر گرفت چنان پاسخ دادم هنوز هیچ نرفته ست بر گشته بزاویه
خود باید رفت و مرا نیب سخن گردانید امید که طیلسان ربانیان داشته آید و کار سربسته گشوده گردد
پدرم آفرین نموده بدین سخن گردید و برادر بر همان آئین سر باز زد و گفت ازین گذشت ترا خبری نیست
و از کار اندوزی و هاردست منشی این گروه آگهی نداری ازین بود که بگذر و سخن در راه مگو با آنکه بادیه آز

نه بیهوده بود و سود در زبان مردم بر نگرفته با تقاضاے الهی ملی را بخاطر آورده گزارش نمود چنان به پیشگاه
باطن می افتد که اگر کار دشوار نشود همانا یاوری تواند نمود لیکن هنگام سخت گیری بس دشوار که همپائی نماید
چون زمانه تنگی داشت و خاطر پریشان بصوب او گام برداشته آمد آبله پائی و گلزار آن گنج حرامش میشد
واز شگرف کاری روزگار عبرت می اندوخت عروة الوثقاے توکل از دست رفته راه بیدلی پیش گرفته عالم را
جوهاے خود انگاشته گامی به دشواری برداشته میشد و نفسی بسخت جانی میزد و غریب را بنگرانے
و نزدیکی روز رستاخیز بد گوهران رو برو صبح صادق بر درا و رسیده شد ازین آگهی گرم خوئی پیش گرفت
و شایسته خلوتکده معین گردانید غمهاے گوناگون لختی بر کناره شد دران آرام کده پس از دو روز آگهی آمد
که تفسیده دلان حسد برده آزرم برداشته مکنون خاطر خبث آگین خود را بر ملا انداختند و آئین سخته کاران
صباح آنشب بعرض همایون رسانیدند و خاطر اقدس را مشوش گردانیدند از بارگاه خلافت فرمان شد
که مهمات ملک و مال بی استصواب ایشان صورت نمی یابد این نحو کار مذهب و ملت ست انجام آن
خاص بدیشان باز میگردد در محکمهٔ عدالت باز طلبند وانچه شریعت غرا فرماید و اکابر روزگار قرار دهند
بعمل آورند چاوشان شاهنشاهی را برانگالیده بطلب فرستادند و چون حقیقت کار آگهی داشتند در پیدا ساختن
کوششها نمودند بدکاران شرارت اندیش را همراه ساختند چون بخانه نیافتند گفتار بیفروغ را درست
اندیشیده خانه گرد گرفتند شیخ ابوالخیر برادر را دران منزل یافته بعتبهٔ اقبال بردند و بصد آب و تاب
داستان پنهان شدن را باز نمودند و آنرا حجت سخنان بی آزرم اندیشیدند و از بدائع تائیدات آسمانی
ازان هجوم بدگویان و طرز هرزه سرای شهریار دیده در شناسائی بذیرفته پاسخ داد که این همه سخت گیری
در کار درویشی گوشه نشین و دانش منشی ریاضت کیش چراست و چندین آویزش بیهوده برای چه
میکنند شیخ همواره بسیر میرود و اکنون بتماشا رفته باشد آن خرد را برای چه آورده اند و منزل را چرا قورق
کرده در ساعت آن خردسال را رها کردند و از گرد خانه برخاستند نسیم عافیتے بدان سر منزل آمد از انجا که
قدری ناکامی در راه بود و اهمه چیره دستی داشت و خبرهای مختلف نقیض آن میرسید باور نداشته
در اختفا کوشیدند و بدگوهران فرومایه خجلت زده درین خیال افتادند امروز که بی خانمان شده اند
چارهٔ این کار باید ساخت و سیه درونان تیره رای را باید گماشت تا بهر جا که نشان یابند از هم گذرانند
مبادا ازین حال آگهی یافته خود را بعتبهٔ همایون رسانند و هنگامهٔ داد را بفروغ دانش خویش بیارایند یا سخنهای شایسته
پنهان کرده سخنان وحشت افزای دهشت انگیز از زبان مقدس در میان انداختند آشنایان ساده لوح
و دوستان روزگار را بیم می افزودند و دست آویزهای رنگین بر می بافتند و مردم در اندیشه دراز می افتادند

دوست از یاوری تخیل باز میداشتند هفته چون سپری شد صاحب خانه نیز از دست رفته راه بی آزرمی پیش
گرفت و ملازمان او آئین آشنائی برگردانیدند عقل زیردست وا همه آمد و خاطر هراسیمه را یقین شد که این حکایت
نخستین اصلی ندارد و پادشاه در پژوهش و عالم در تکاپوی و جست و جوست همانا صاحب خانه گرفته می سپارد
و اندوهی بوالعجب سراپای خاطر گرفت و اندیشهٔ سترگ در دل راه یافت گفتم که از ماجرای دربار خود اینقدر دانم
که حکایت نخست راستی دارد و گرنه برادران را نمی کردند و مردم از گرد خانه بر نمیخاستند اینهمه سختی که بخاطر میرسید
ظاهر انباشد هرگاه در زمان ایمنی هرزه سرائی بگوش میرسید گزیده مردم فریب زده بکین بر نمیخاستند امروز
اگر مثل خدیو خانه در بیم زار افتد چه دور باشد و اگر در مقام گرفت و گیر میشد تغیری در سلوک ظاهر میرفت و
توقفی درین کار رفتی نمود همانا افسانه سازی تشنه سگالان بدگوهران او را کالیوه ساخته است و مردم را برین داشته
تا از دید خوبی نکوهیده منزل او را بهلیم و او را از ان بار خاطر برآوریم لختی بحال آمده بچاره گری رو آوردیم و دشواری
شب اول سیاه روزی پدید آمد و درشم روزگاری رو نمود بران شناسای نخستین و داستان حال من تحسین نمودند
و مرا مستشار و موتمن اندیشیدند و از خرد سالگی چشم پوشیده عهد بستند که دیگر خلاف رای نشود چون شام در آمد
بادی هراسناک و مغزی شوریده و سینه زخم اندوز و خاطری گرانبار غم از ان غمکدهٔ وحشت افزا پا بیرون نهادیم
نه یاوری در نظر و نه پای استوار و نه پناه جائی پیدا نه زمانه آرمیده ناگاه در ان دیو کاخ ظلمت آمود برقی بدرخشید
یکی از تلامذه را منزل پدیدار شد و لختی دم آسایش گرفته آمد هر چند خانهٔ او نیز تنگ تر از دل ادبود و دل او سیاه تر از
شب نخستین لیکن قدری برآسودیم و از سرگردانی بی سروبن باز آمدیم و در انجام کار دنیا و بیهٔ خمول فکر در دواد و شد
و راهها بسگالش گام فراخ بر داشت چون آسایش جا پدید نیامد و اطمینانی رو نیاورد پاسخ آراست حال بهترین
دوستان و دیرین ترین شاگردان و محکم ترین مریدان در همین چند روز بر تو انداخت اکنون صلاح دید وقت این است
که ازین شهر پر نفاق که وبال خانهٔ دانش و گزندگاه کمال است رخت بیرون کشیم و ازین آشنایان دورو و
دوستان ناپایدار جا که پایهٔ وفاداری شان بر باد بهار است درخت پایداری بر سیل تند رو بر کناره شویم باشد که
کنج خلوتی پدید آید و هنگامهٔ سعادت آمود بر نهار خود گیرد در انجا بر حال خدیو روزگار شناسائی بدست افتد و
اندازهٔ لطف و قهر گرفته آید اگر گنجائی داشته باشد با برخی از خیراندیشان انصاف طراز در میان آورده شود
و استشمامی از مزاج زمانه نموده آید اگر وقت یاوری نماید و زمانه بختیاری دهد باز رجوع بخیر شود و گرنه فراخنای
عالم را تنگ نساخته اند هر مرغ را شاخی و کنج آشیانی هست و برات اقامت ما بدین مصر نکال ننهاده در حوالی شهر
فلان امیر رخصت اقطاع یافته فرود آمده لختی نور راستی از روزنامچهٔ احوال او خوانده میشود و بوی محبتی از و بمشام عقل
و در اندیشه میرسد اکنون دست از همه باز داشته بدو پناه بریم باشد که لختی در ان جای بی نشان آسایشی یافته شود او

اگرچه آشنائی دنیاداران راه داری و ثباتی نباشد اینقدر هست که اورا آمیزشی دیگر بدان مردم نمیشود و برادر گرامی
تغیر لباس نموده قدم در راه نهاد و بدان صوب سرعت نمود او از نیت آگهی شادمانی اندوخت و بگشاده پیشانی
مقدم را مغتنم شمرد از آنجا که روز بازار بیم بود ترکی چند را همراه آورد که در راه گزندی نرسد و پای بند پژوهندگان
بدگوهر نگردیدیم در نیم شب نا امیدی آن تیز دست آگاه دل رسید و نوید آسودگی رسانید و پیام آرامش آورد
و همان لباس گردانیده قدم در راه نهاده آمد و بطریق مختلف با تاق او رسیده شد بشاشتی سترگ و خدمتی گزین
بجا آورد و آرامشی بزرگ مژده سعادت درداد روز بدان سر منزل آرامیدگی بود و از عربده ناکی روزگار در پناه که بجای
پریشانی سخت تر از آنچه روی داده بود از آسمان تقدیر فرو بارید همانا این مرد را بدربار طلب داشتند و از ان
باده که درین مرد بیهوشی شد در کار این ساده لوح نیز کردند و بیهوشی تر از نخستین گشت ورق آشنائی
یکبارگی در نوردید شبی از آنجا برآمده بدوستی پیوسته شد او مقدم گرامی را بس غنیمت شمرد از آنجا که در همسایگی
بدگوهری شورش منشی جا داشت سراسیمگی سترگ رو آورد و حیرتی بی اندازه کالیوه ساخت چون آن مردم بخواب
در شدند بمقصدگاه نامعین قدم جسارت برداشته آمد هر چند اندیشه بکار رفت و تامل بجا آمد آرامگاهی پدید نیامد
ناچار با دلی پرآشوب خاطری غم آمود باز بدان سر منزل رفته شد و شگرف تر آنکه مردم آن زاویه از رفتن آگهی نداشتند
زمانیکه این گسسته رشته توکل آسایش گرفتند و از ان پراگندگی برکناره شدند رای برادران که برآمدن از اینجا
بحکم واهمه بود بفرمان خود هر چند گزارش رفت که بوقلمونی احوال رهنمونی ست روشن و اختلاف اوضاع پرستاران
دلیلی ست پیدا سودمند نیامد هر چند علامات گرانی افزایش داشت چاره دیگر بدست نمی آمد چون آن سکسر کوتاه
عقل درازسودا دید که ازین قباحت نافهمان متنبه نمیشوند و خیمه او را خالی نمیسازند روز روشن بی آنکه جملا گونه زبر
و حرف آشنائی بر زبان راند کوچ نمود از بندگان خیمه بار کرده روانه شدند تا آنکه کسی دران صحرا که نزدیک او نخاس
گذاشته بودند نشسته ماندیم و شگرف حالتی پدید آمد نه جای بودن و نه پای رفتن و نه پرده درمیان از هر طرف
آشنایان دور و دشمنان صد رنگ و نادیدگان سخت پیشانی و عهد گذاران ناپایدار در تکاپو و ما در دشت بی غمخواری
بخاک بیچارگی نشسته با روزگاری درهم و روی کار پراگنده بدرازی اندوه درشدیم بهر حال برخاستن و بجائی گام
برداشتن ناگزیر نمود دران هنگامه بدسگالان راه سپردیم حراست الهی پرده بر چشم مردم فرو هشت بیاوری
پاسبانی ایزدی از ان بیم گاه برآمده وحشت خانه همراهی دمسازی همگنان بر سیلگاه نهاده و از نکوهش
بیگانگان و خیرباد آشنایان ستمکار بباغچه آشنائی افتاد و پناهی روی نمود نیروی رفته باز آمد و دل را قوتی
سترگ روی داد ناگاه پدید گشت که چندی از پژوهندگان نافرجام گذاره دارند از تکاپو بستوه آمده زمانکی آسایش
گزیده آمد او ماهی شرحه شرحه و ظاهری پراگنده بیرون شدیم و بهر جا که رفته میشد بلای ناگهانی ... پای دیگر و گرم ناکرد

خاکرو مبارکه چه بیمار با بیغاره تمامی چشم ها که برادران دو ادو بیانی و روا رو کوران با عجایب شناخت و حال دیگرگون گشت نزدیک بود که قالب تهی کرده و نقد زندگانی سپرده آید آن حادثه شگفت
بگوناگون مهربانی دل رفته را باز آورد و از راه نیکوئی بجا نه خود برد بعضی از آگهی شبست اگرچه گرامی جدا و از ان نیکو هید حال بیرون نشد و زمان زمان رنگ دگرگون شدی لیکن مرا بر خلاف آن سرشت
افزود که تمامی درستی باز نماید چه حال آن لایبگری برخواند پید بزرگوار خود یابید بیهمال بوده بر نطع آگهی جز امش فرمود و نیز رنگی تقدیر را تماشا کرده لختی از شگفت گذشته بود که
خدا و ندخانه بدالی پسی معذرت بان بیغاره دراز کرد که با وجود مثل من دوستی درین شورش گاه کجا بسر برده میشد دامن من چرا گرگرفته بود ندانچه بخاطر میرسید طراز گذیده مرد بود
پاسخ گزاردم که درین طلوع فلان تیمم کامل ما که همه آشنایان یکرنگ هواخواهان یکدل در حی بسته آمد که مبادا ازین هنگامه آزار بهیشان رسد لختی بشگفتگی در آمد و گفت کاکا گوشه گزین مرا خویش
نمیکنید اندیشه بکار میرود و نهانخانها من را نشان دو آثار دوستی از گفتار او پدید آمد خواهش و راپذیرفته بمحول جا گزیده فرود آمدیم چنانچه چل سوی سال صفوف گاه هی بدست افتاد
ازان منزل بهای حقیقت بسیار از سعادت منشان الصلو گزین و آشنایان است را امروز ارسال یافت و هر یک شناسا حال شد و بچاره گری در آمد و اعراق را اطمینانی
داده یکیاه دکسر دران ایمن جا بسر برده شد و آن ادر گرامی را که بفتح پور رفته تا دران دو بزرگ چاره گر ایمن بسند و اگر مشکر کرد اند صبحی آن تمام مهرودا اندیشی با برادران
در دو عم آمد و پیام روزگار سخت آورد و هما یکی از بزرگان دولت داق سقالی یا بارگاه خلافت از آگهی دستان حاسد این بگو هر شورش رسید و بی آنکه آئین نیازمندی
پیش گیرد و آداب بندگی بسر برد بجلو عالم برتری پیش آمد و تندی نمود که گرد درو سپهر خبر میشود و روز رستخیز نزدیک که درین دولت بدکاران شورش نیک ایده مغز فراغتها دارند و مردم
سرگردانی این چه آئین است که بجا می آید چه ناسپاسی است که روی سید و آن برد بار آزرم دوست بنیکوئی او بخشوده گزارش فرمود کراسگوئی دارین چه کس هیچ آگهی ابرو دیده یا
بمغز هوشمندی شوریدگی راه یافته چون نام برد حضرت برگزیده گرامی او آشفتند و برزبان آورد همگی کار رفت به لشکری جان گرامی او همبسته اند و فتوها درست کرده زبانها مرا
آسایش نمید هند و با آنکه میدانم که شیخ در فلان جا و نشان این خلوت داد دیده دانسته تغافل میرود و هر یکی را پاسخ فرو میدانم تو نادانسته میخروشی و بااز اندازه بیرون
می نهی صباح کس رو دو شیخ را حاضر گرداند و هنگامه علما فراهم آید برادر گرامی همان از ان شیخ و ما شورش شنیده شبا شب یلغار خود را رسانید بی آگهی مردم باز بآئین پیش را ایام
دیگر بر آمده راهی شدیم و آشفتگی دشوار تر از همه ایام ناکامی شورش در باطن افزود اگرچه لختی آرزش شد که مردم با کجا همراه اند و باشهر باید و دیگر تا چه گزارش نموده اند و غیبت ما را که
چگونه بر حال آگهی است لیکن پریشانی سخت تر شورش آورد بی آگاهی ما پیش آن دم بگاه سرآوارگی گرفته آمد نورستان آفتاب و تاریکیهای بر گوهران هجوم مسالک شهر و هنگامه
پژوهندگان نافرجام و یا و رنا پند و بار انداز نایافت قلم چو بیرون چه یارا که قدری ازان حال بگذارد و هر زبان فصیح را لکنی برود و مداینش گفته زبانها کدام نیرو نگر بریار که
گوناگون رنج ابر و آورده شد لختی از شورش شهر و دیده دشمنان آسودیم ازانجا که نوازش کیهان خدیو تازگی معلوم شده بود را هنما بران قرار یافت که اسپی چند سالها
نموده آید و ازین خرابه بیدار معمور اقبال شتافته میشود و رخصت گاه فلانی که راست بازی برین میان بست رفته آید باشد که این غم غبار فرو نشیند و پادشاه دست نوازش
برکشاید ناگزیر با بیمن یگان سالها نموده شبی تیره تر از درون حسد سگالان و دراز تر از طراز افسانها بیهوده سرایان براه در آمدیم با جام کار برایانی فلاور دیگر دیبا آورد
در نور گاه سحری بدان تیره جا رسیده آن ناشناسا اگرچه از جا نمودید اما چندان داستان بیم بر خواند که بگفت در نیاید از راه مهربانی برزبان آورد اکنون وقت گذشته است
و خاطر اقدس بی آزرده اگر بیشتر ازین آمدن میشد کند بی مگر نیز شاید و با آسانی کار دشوار ساخته میشد درین دیگی بی نشان آرام روز چند دران خمول گاه باید بسر برد تا خاطر مقدس
شاهنشاهی بنوازش گراید و گردونی نشانده روانه آن صوب گردانید بگوناگون اندوه همه آغوشی دست داد چون بدانجا شدیم همانا کشادرزی که بامید او فرستاده بود
غیبت داشت دران خرابه معمور بیجا فرو شدیم داروغه را بخواندن نامه احتیاج افتاد و آثار دانائی در نواحی یافته طلب داشت ازانجا که تنگی وقت بود براه انکار
شتافته شد و در کمتر زمانی پدید آمد که این قریه منسوب بیکی از سنگین دلان شوریده مغز است آواز ساده لوحی بدبینی او فرستاده بصد مبالغه و لابه نموده ناکی خود را ازان جمله

بیرون انداختم وراه سپری ناشناسا گرفته بدهلی دار الخلافه آگره که آئین شناسی انجامی گرفته بود رودم آن روز بسی گروه سرایه یافته بدان جایگاه بیچیم آن که خصال ودیعها
بظهور آورده ولیکن پیدا شد درانجا نیز یکی از باطل ستیزان گشت و کار دلدار و در خدنگاه بخصوص گذاره نماید سزای آزار باز داشته در هم شبی با دلی نترنده ره نوردی گشتیم و سحری بدار الخلافه
آگره در آمده زاویهٔ دوستی بدست آورده شد و لختی در کنج کلبه آن مردمی خوابگاه فراموشی و دیو سار نااهلی و تنگبار کم همی دم آسایش گرفته آمد لیکن نمی نگذشته بود
که ازان خیره رویان خصم آزار و کام گذاران آمدم نام بر زبان رفت هماناکه در همسایگی چنین نارسته آشفته رای شوریده کاری بر این فرمیا ساعه ضمیر راغمی تنگ گرفت
و سرگردانی شگرف روی آورد و نه بجای که قدم از آنگاه بود سر از آهنگ شبگیر و گوش از بانگ درا و چشم از سنان بیخوابی فرسوده بود بالعجب که دل را فرو گرفت و گرانبار غمی
بیشکار دل آمد تا اگر نیرو دهد کارهای دیگر اندیشه بر آمد و خدیو خانه نیز به پیدا جای کام همت بر دا شته در روز بدین کشاکش بسر بردیم و هر زمان والسیرین دل الفنامه روزگار بسر
میشد تا آنکه سعادت منشی بخاطر آن پیر نورانی گذشت بکوشش صاحب خانه جستجوی سخت اومید آمیز گشت و هزاران مژدهٔ عافیت آورد در ساعد آن صفوت مکافرفته شد
و از شگفتگی دل و کشادگی پیشانی خدیو خانه گوناگون مسرت روی داد و نسیم کامیابی بر گلبن آمال وزید و آبی دیگر بر روی کار آمد اگرچه از ارباب یقین بود از سعادت بهره داشت
در گمنامه نیکنامی سیر بسیت و در کم مایگی توانگری مینمود در تنگدستی گشادگی و بابیچیز ابرنمائی از ناصیهٔ حال او می تابید خلوتی دلگزین بدست افتاد و باز از سرنامه نویسی
بنیاد شد و چاره گرانی پیش آمد و ماه درین سالش جا اقامت شد و در مقصود کشایش یافت خیر سگالان هیچ سیچ بیایی در برخاستند و کار دانان بخت بیدار به مدد
نشستند تحسین سنجان چهر افزا دوستی و ملفقار دل آویز آشنائی فتنه سازان حیله اندوز و کم عیاران تا بنجیده کار را چاره فرمودند پس ازان بهندوستان عین شیخ
به پیشگاه خلافت رسیده نزد بطرز دلکشا و آئین جا طفت فزا عرضه داشته او رنگ نشین اقبال آسمان مقتضای دوربینی و قدرشناسی با سعادت مهر آمود گزارش نمود و از راه مردمی
طلب داشت چون سرعنوق فرد بنیاد بهمرهی گمگم دیدم آن پیر نورانی با جهنمی درره نیاز بدرگاه همایون آورده و بگونا گون نوازش با دشاهانه پایهٔ والا یافت و کیمیا گر نور خانه ناسپاس
خورشید و عالم پیمی خورد آرام گرفت و مگاه در خلوتگاه قدس آمین لستند و زمانه آئین نیکوان پیش آورد در یا های شب نکنی آن همه خانش دوش راز دل سر مکین
خیبان فاش کرد و دوش دیدی چه دراز بود دوشینه شبم ماهان آن شب دل آنچنان باش کرد دوش وهم درین شب یکی پیر بزرگوار مطابق بخت توجه فرمود مرا بایخ محفل مستفیدان
محفل قدسی همراه گرفت از ان سال که بدار الخلافه آگره رحل اقامت انداخت درانجا دیده نور اجیندان بتماشای عالم علوی بود که نوبت نگاه کردن به بدائع سفلی نرسیده بود
این خواهش گریبان دل را برگرفت و دامن همت بر کشاد و مرا که بجز نسبت ظاهری بلوت پیوندها معنوی بود بیگانه نوازش اختصاص داده بارگاه راز گشتند و تفصیل این اجمال
آنست در لوامع سحر که دل با آسمان پیوسته بود و بر لطع نیایش گری نیاز مندی میرفت در میان حجاب و بیدار خواجه قطب الدین او شیخ نظام الدین اولیا نمودار گشتند
دلبیاری بزرگان را انجمن شد و بزم مصاحبت آراسته آمد اکنون بعد رحلت بر سر تربت ایشان رفته میشود و در آن سرزمین لختی با آئین ایشان به داختیه این بزرگوار از طرز
نیاکان سعادت فرجام حفظ ظاهر میفرمود و با مطلع اغانی و سیر گی ابریشم نیز احتراز میجست کد درمیان صوفیه شیوع دارد بمی پسندید خداوندان آن طرز را طعنه زد
و همواره به زبان گوهر آمود گذشته بر تقدیر برابر غنی و فقیر ستایش نکوهش و خاک و طلا که از تسرا پر اطوار آن این کار رست سکسری بلوین خود دارد لغز شگاه آگاهان
شمرده سیر سخت فرمودی و کناره گرفتی و دوستان را باز داشتی هماره درین شب بی غنودگان شبستان آگهی که ببینی داد سعود و امین نموده انداز درستی نیت و ریاضت
کرد و چنین شوخش فرموده و دل این پیرانه دیرست راز بود در ان سفر سعادت بر لب یار از خفتگان آن گل زمین عیب را افتاد و نورها در دل تابید فیض اسپهسالار اگر سر برکند
جنسش نوشته جهانیان افسانه پندار نده و بیگمانی دامن آلای عصیان آمیند تا آنکه مرا از زاویهٔ تجرد بیارگاه تعلق بردند و صد دست کشوده و پایهٔ والا یافت اعتبار
حال بشایان بجوانان حرص و وزه زدگان حسد کالیوه شد مرا دل بدرد آمد دیر آگندگی اینان خاطر بخشود و باید بیهمال پیمان درست برست و باخود قرار داد که زبان کاری

این با بینایان گنج چراغ نور رو نشان فشانند از رشتهٔ خاطر در دست کار برخیزد و در برابر آن بجز نیکوئی بدل ره نیابد بیاوری توفیق ایزدی برین اندیشه چیره دستی یافت
و مواقف الاو دیگر پدید آمد و همت را نیروی تازه شد هر دم از تباه کاری عبرت گزیند و دم آسایش گرفتند پدر بزرگوار با آن ارزنونی برنشست و آئین رم ستیزی گنج گرائی و ناحق
و ناز سامانی مردم گذارش نمود و در سرانجام این کار را اهتمام فرمودی در افشای راز سربسته کشیده عنان بود و در پاسخ آن ولی نعمت شرمندگی داشت آخر الامر ناگزیر سرگذشت خویش
بوقت عرض رسانید و چون [illegible] ناچار گشت صد گره خاطر گشود و ناسور کهن فراهم آمد القصه بطول انجامید چون پایهٔ اعلی دارالسلطنه لاهور مصحوب مصالح ملکی قرار گرفت
و خاطر از جدائی آن پیر حقیقت سرا آسیمگی داشت سال سی و دوم الهی مطابق نهصد و نود و پنج هلالی التماس مقدم گرامی نمود آن شناسای انفس و آفاق آرزو پذیرفته به بیستم خرداد الهی
سال سی و دوم موافق شنبه ششم رجب سال مذکور سایهٔ عاطفت برین گزیده آرای وحدت گزین انداخت و گوناگون نوازش سربلندی بخشید همواره گوشهٔ انزوا اختیار کرده
فرو دست از همه باز داشته تا واره نفیسی روزگار خود و پیرایهٔ نفس اطوال البدائع روز گذرانید اگرچه بعلوم ظاهر کمتر پرداختی لیکن همواره دقائق صفات ایزدی سخن فرمودی
و عبرت را مایه گرفتی و بر کنار آزادی نشستی و دامن برنگاری گرفتی تا آنکه مزاج مقدس گهی از اعتدال آخشیج دگرگونگی پذیرفت هر چند ازین قسم رنجوری بسیار شدی
این بار از سفر واپسین آگهی پذیرفتند و این شوریده را طلبیده سخنان هوش افزا بر زبان رفت و لوازم وداع بظهور آمد چون همه دریعه سخن سرفت و در زبان گمان بوده
راز دار گردانیده بود [illegible] دل فرو خورده خویشتن را بصبوری قدر نگاهداشت و نفس گرامی آن پیشوای ملک تقدس لختی آرمید و ازین هفت روز کمالی گرم
در عین حضور به بیست و چهارم امرداد ماه الهی هفدهم ذیقعده هزار و یک هجری بریاض قدس خرامید نیر سپهر شناسائی در حجاب شد و دیدهٔ عقل ایزدشناس تار گشت پشت دانش
دوتائی گرفت دانائی از روزگار سر آمد مشتری ردا از سر نهاد عطارد قلم در شکست **قطعه** رفت آنکه فیلسوف جهان بود در جهان آن آسمان معانی ستوده
بی یتیم مرد [illegible] الخ [illegible] قبائل و عیسی مرده بود + چنانچه لختی در جای خود گذارده آمد و خالی میکند و سخن را آمیده فرمان را بند گشاید —

ذکر فاضل

نفس قدسی ابا عنبری سی سال چهار صد هفتاد و دوم جلا مطابق نهصد پنجاه و هفت هلالی از شیمه بشری به نهگاه دنیا خرامش شد در یک سال و کثرت
کرامت فرمود دند و در پنج سالگی آگاهی های غیر متعارف روی آورد و در پنج سوداکشود و در پانزده سالگی خزائن دانش پدر بزرگوار را گنجور آمده هر معانی را پاسبان امین شد و پاس گنج
دانش گفت تا آنکه از گردش سپهر قلمون همواره خاطر از علوم مکتسبی و رسوم زمانی دل زده خواهش رمیده طبع در گزید بود و بیشتر اوقات کمتر فهمید پدر بر منظر خویش افسون آگهی
دمید و در همه فنی مختصر تالیف فرموده یاد داد و مرا اگرچه هوش افزود از دبستان علم چیزی که نشین نیامد گاه مطلقا در نیاورد و زما اشتباه بیش گرا گرفته و ذبان
یاد نکردی سکه آن را اگر گوید حجاب الکنی می آمد یا تنومندی سخن گذار اندراشت در ان انجمن بکر یافتادی و بنکوهش خود در شد درین اثنا مرا بیکی از مظاهر کونی علاقهٔ خاطر آمد
و دل از ان کم بینی و کوتهی سخت باز ماند و چند برین گذشته بود که همزبانی و هم نشینی او جویا مدرسه گردانید و خاطر سرتاب بدان سو رمیده بدانجا فرود آورد و از نیرنگی تقدیر
یکبارگی مرا ربودند و دیگری آوردند رباودند و در شدم و ما حضر آوردند یعنی از شراب ساغری آوردند بکیفیت او مرا از خود بیخود کرد + بردند مرا و دیگر آوردند + و حقائق حکمی و دقائق
دلبستانی بر تو ظهور انداخت و کتابی که بنظر در آمد بعید روشن تر از خوانده نمایش داد اگرچه موهبتی خاص بود که از عرش تقدس نزول و صعود فرمود لیکن انفاس گرامی پدر بزرگوار و بیاد دادن
نقاوه های هر علم و نگسسته شدن این سلسله یاوری سترگ نمود و ازین سبب بستایش گشت و دل دیگر برد اگویه خویش و افادهٔ مردم شب از روز نشناخت و گرسنگی از سیری
جدا نیارست کرد و خلوت را از صحبت متمیز نتوانست گردانید و یار را جدا اگردن هم از شاد نداشت غیر از نسبت بهم بود و در ابطهٔ علمی دیگر نمی فهمید آشنایان طبیعت از نیکه در و دو سه روز
سیر میشد و غذا دارد آمده و نفس دانش اندوز را بدو نمیشد بحیرت در افتادند و اعتقاد افزودند چنان پاسخ میداد که استیعاد از الف و عادت بر خاسته بیمار را طبیعت
او معاوضهٔ مرض چگونه از خوردن دست باز میدارد هیچکس را شگفت نمی آید اگر توجه معنوی بفراموشی بر دچرا عجب نماید علاکرمندادولا از بسیار گفتن و شنودن از گرسنه و رمال ولد

ازنگارش بی‌رونق بتازهٔ صفحهٔ دل آورد بیشتر از آنکه گشایش یابد و از حضیض تشنیه باوج شناسائی بر آید سخنان بشستن یافت و مردم خردسال را در یا آزمی زبند و ما طرف
بشوریده دلان آنزمان جز جمشید یکبارگی در بند و حال حاشیهٔ خواجه ابوالقاسم بر مطول آوردند و آنچه برملا و سر میگفت و بر دوستان مسوده کردی در اینجا یافته شد حیرانی افزا نظام
آمد و دست از این افکار باز داشتند و منظر دیگر دیدن گرفتند و زر نایافت بر آوردند و در نشان شاگرد در نخستین هنگام تدریس حاشیهٔ اصفهانی بنظر در آمد که از نصف بیشتر کرم خورده
و مردم استفاده نا امید کرم زده دو رخ ختم و کاغذ سفید پیوند دادم در نورستان سخن باندک تاملی مبدء و منتهای هر کدام دریافته باندازهٔ آن مسوده بلوط نگاشته به بیاض بردن
اثنای آن کتاب درست آمد چون بمطالعه شده جا تغییر بالمراد و سه چهار جا از ادبا المتقارب شده بود همگنان بشگفت زار افتادند هر چند آن نسبت نواحی در ده فروغ دیگر یا طول را
افروختی در سیت سالگی نوید طلاق رسید دل را از اولین پیوند برگرفت و سر آغاز نخستین آورد و آراستگی فنون بیاده چوانی شورش افزا و دامن داعیه فراخ و جهان نمای دانش
در دست طلب جنون تازه بگوش رسید گرفت و دست از همه باز داشتن آویزش نمود در آن هنگام شهنشاه فرهنگ از امرا یاد فرمود و از گوشه خمول برگرفت چنانچه در جای بتقاریب
آورده بیش گرمی آنجا بنقد مرا عیار بر گرفتند و گران سنجی را بازار پدید آمد و زمانیان بنظر دیگر نگریستند و چه گفتگوها رود و چه بصر تهاجره را فروختند امروز که اواخر سال چهل و دوم الهیست
با ندل پدید میگسلاند و شورش نغز در طلب باز افسرده بیت مرغ دل من نغمه داود نداند آزاد کنید ش که مرغ قفس ست این نمیدانم که کار یکجا خواهد انجامید و در کدام اندار سفر واپسین
خواهد شد لیکن از آغاز هستی تا حال تواتر آلای الهی مرا در کنف حمایت گرفته است گرانبار امید که آخر این نفس در رضامندی مصروف گردد و سبکبار و شرمگین در آرامگاه جاوید در آید بنجاه
شمارهٔ نعم ایزدی یک گونه سپاسگزاریست لیکن ازان مینویسد دل را نیرو می بخشند نخست نعمتیکه در خود یافت نژاد بزرگ بود که تردامنی انگیس را بپای نیاکان چاره شود و گزین مایه اوا
علاج شود در روزی چنانکه در دور ابدار دوست را آتش را آورد که م ابسر و عاشق را بدلبر دوم سعادت روزگار و دمی هرگاه بزرگان پاسبانی بعد بیکانگان خرسند من اگر نه نیروی باد
صورت معنی فارس کنم چرا شگفت نماید سوم طالع مسعود مرا در خجسته روزگار از مشیمه تقدیر بر آورد و در ظلال قدسی سلطنت برمن افتاد چهارم شریف الطرفین بیکجهتی گزارش نمود و از ان دودمان
عفت چه نویسم کدام رحال لا فراهم رای هموار که وقت گرامی بستودگی اعمال آرایش داد آن از مادر با نیروی دل یکجا کرده بود و گردار را با گفتار یکجهتی داده پنجم سلامتی اعضا و اعتدال قوی
و تناسب آن ششم استمداد لازم این دو گوهر ذات قدسی حصار بود از آفتها در رو و بر دود پناهی حوادث نفسی و آفاقی هفتم بسیار صحبت دانش اندوزی و نیرو بستی هشتم منزلت
نهم بعیمی از روز و خرسند گشاد و هیچ تو زادوزن چونی که الله یازدهم عالم صفت بر پیشانی صوصله که نعایتها گوناگون فرخی و پایه والا یاد و دو دانا این اداد دوازدهم ساز مند درگاه
سیزدهم در یوزه از آن نشینان گرین خرد پژوهان در عیار چهاردهم توفیق بر دوام پانزدهم آمد در اقسام علوم فنی و لفت بخشش از آن دانش آمد و دل بسیار دانسته شانزدهم تحریر صحبت
پدر بزرگوار و مراتب او بیرون از این و آن شتن هفدهم همنشینان سعادت افزا هجدهم صورت شورش غایب نها در مدت پاسبانی مرا در هر منزل کمال آموزی بزرگی تو العجب بلحظه شگفت گرد
در زمان این تحریر بشود نوزدهم ملازم گیبان خدیو کردار دیگر بود و سعادت تازه بیستم بر آمدن سعادت بیماری مان نصیب گشته خداوند بیست و یکم رسید بصلح کل برکات التفات قدسی
گلفت بیجونی آمد و برخیکان طایفه اشته نمود بدان را عذر پذیرفته طرح مصالحه انداخت و الید تعالی آن کشن بیو ساز دیت و دوم آزاد خدیو خدا را گامت بیست و سوم گرفتن اعتبار
و هنگ نشین فرهنگ آرای بی هنجار سر دیگران نگاه نمی نوبت بیست و چهارم برادران دانش آموز سعادت گزین صاحب شکوه از افزار مهد جهد گو یکتا به آن کمالات صوری و معنوی رعنای طرفین حال بمد
سربلند شد و خود را تعب کنوی من که گردگی را با هر دو بود دنیک اندیشی در دست در اقصاء خود چنان سپاس ناگزیر که مرد پاکیزه و اله سپاس نیست چنانچه در قصیده مقبول یاد باجایکه و بلندی
از آسمان آمد و نمار از خاک کمتر طلب بیچنین که نوشتم نگارش نفصیل بنظر گرامی در خم بریان عقل نخوت الفضل ش دار و زمانه سقر نمان معطر صد لذت سالها میان ست و او در کمال درهم گرایش
فرزندان نهم ختیم با غبان شبیع بغداد رادلبندر گرامی از درخت گل گذر دوح عمر قسم و لادت در سال چهار صد و شصت و نه جلالی مطابق نهصد و شصت و هفت پنجم محمد نقیب امرای ایران زبان نرم که در این نامه نشسته در دوو
دانشکده پایان نشانده و نوسیلان آرلید شکسته و ناشکیبائی را پای مرد شده تصانیف او کشفه در گویائی و بینائی سست و در درویشی بر سستی و خیرسگالی

فکرهای دیگر اندیشه برآمد و خدیوخانه نیز به پیدایی جاگام همت برداشت و در روز بدین کشاکش در رونی پیر بردم و هر زمان مع الیمین انفاس دالسته روزگار سپری میشد تا آنکه سعادت منشی بخاطر آن پیر نورانی گذشت بکوشش صاحب خانه و جست و جوی سخت او پیدا گشت و برادران مژدهٔ عافیت آورد در ساعت بدان صفوت گاه رفته شد و از شگفتگی دل و کشادگی پیشانی خدیوخانه گوناگون مسرت روی داد نسیم کامیابی بر گلبن آمال وزید و آبی دیگر برروی کار آمد اگرچه از ارباب یقین بود از سعادت بهره داشت در گمنامی به یکتایی می زیست و در کم مایگی توانگری مینمود در تنگدستی گشادگی و با پیرزالی بر نامی از ناصیهٔ حال او می تابید خلوتی دلگزین بدست افتاد و بازار سرمایه نویسی بنیاد شد و چاره گرانی پیش آمد دو ماه درین آسایش جا آقامت شد و در مقصود کشایش یافت خیر سگالان حق پسیچ بیاوری برخاستند و کاروانان بخت بیدار بیدارگاری نشستند نخستین بسخنان مهرافزای دوستی و بگفتار دل آویز آشنایی فتنه سازان حیله اندوز و کم عیاران ناسنجیده کار را چاره فرمودند و پس از آن داستان نکوی شیخ را به پیشگاه خلافت رسانیدند و بطرز دلکشا و آئین عاطفت و اعرضه داشتند و اورنگ نشین اقبال آرای بمقتضای دوربینی و قدرشناسی پاسخهای مهرآمود گزارش نمود و از مردمی و بزرگی طلب داشت چون مرا سر تعلق فرونیامدی همرهی نگزیدم با پیر نورانی با همین برادر در روی نیاز بدرگاه همایون آورد و بگوناگون نوازش بادشاهانه پایهٔ والا یافت و یکبارگی زنبورخانهٔ ناسپاسان خموشید و عالم بهنجم خورد آرام گرفت و هنگامهٔ درس و خلوتگاه تقدس برآئین بستند در زمانه اسن نیکوان پیش آورد رباعی ای شب نکنی

آن همه پیرخاش که دوش ؛ راز دل من مکن چنان فاش که دوش ؛ دیدی چه دراز بود دوشینه شبم ؛ هان ای شب وصل آنچنان باش که دوش ؛ و هم درین نزدیکی پدر بزرگوار بمطاف حضرت دهلی توجه فرمود و مرا با برخی مستفیدان محفل قدسی همراه گرفت از آن سال که بدار الخلافت آگره رحل اقامت انداخت دران زاویهٔ نورانی چندان بتماشای عالم علوی بود که نوبت نگاه کردن ببدائع سفلی نمیرسید یکبارگی این خواهش گریبان دل را بگرفت و دامن همت برکشاد و مرا که بجز نسب ظاهری ابوت پیوندهای معنوی بود بیگانه نوازش اختصاص داده بارکشای راز گشته تفصیل این اجمال آنست در لوامع سحری که دل با سمان پیوسته بود بر نطع نیایش گری نیازمندی میرفت در میان خواب و بیداری خواجه قطب الدین اوشی و شیخ نظام الدین اولیا نمودار گشتند و بسیاری بزرگان را انجمن شد و بزم مصاحبت آراسته آمد اکنون بعذرخواهی بر سر تربت ایشان رفته میشود و دران سرزمین لختی بآئین ایشان پرداخته آید پدر بزرگوار بطرز نیاکان سعادت فرجام حفظ ظاهر میفرمود و با استماع اغانی و نیرنگی ابریشم نمی پرداخت و وجد و سماعی که در میان صوفیه شیوع دارد نمی پسندید و خداوندان آن طرز را طعنه زدی و همواره بر زبان گوهر آمود گذشتی برابری غنی و فقیر در ستایش و نکوهش و خاک و طلا که از شرائط روائی این کار است سبکسری تلوین با خود دارد

امتیاز تمام دارد دیگر شیخ ابوالخیر ولادت او در روز آبان دهم اسفندارمذ سال چهارم الهی مهاصند دوشنبه
بیست و دوم جمادی الاولی سال نهصد و شصت و هفتم هلالی مکارم اخلاق و شرایف اوصاف خوی ستوده سرشت او
مزاج زمانه را نیک شناسد و زبان را بسان سایر اعضا بفرمان خود دارد دیگر شیخ ابوالمکارم ولادت او در شب
آذرمد غره اردی بهشت سال چهارم الهی مطابق دوشنبه بیست و سوم شوال نهصد و هفتاد و شش اگرچه
در مبادی حال لختی بشورش در نفس گرایی پدر بزرگوار او را بر جاده درستی و هنجار آورد و بسیاری از معقول
و منقول پیش آن دانای موز النفسی و آفاقی تعلیم یافت و لختی پیش تذکره حکمای پیشین امیر فتح الله شیرازی تلمذ
نمود و بدل راه دارد امید که بساحل مقصود کامیاب گردد دیگر شیخ ابوتراب ولادت او در روز رشن هیجدهم بهمن ماه
سال بیست و پنجم الهی موافق جمعه بیست و سوم ذی الحجه نهصد و هشتاد قمری اگرچه والده او دیگرست لکن
سعادت در باردارد و به کسب کمالات مشغول دیگر شیخ ابوالحامد ولادت او در روز خورداد ششم دی ماه سال
سی و هشت الهی موافق دوشنبه سوم ربیع الآخر هزار و دوم دیگر شیخ ابوراشد ولادت او در اسفندارمذ پنجم
بهمن ماه الهی سال سی و هشت مطابق دوشنبه غره جمادی الاولی سال مذکور این دو نوباوه خاندان سعادت
اگرچه از قم اند لیکن آثار اصالت از جبین ایشان پیداست و آن پیر نورانی از مقدم ایشان خبر داده نام مقرر
گردانیده بود و بیشتر از ظهور آنها رخت هستی بربست امید که بانفاس گرامی او همنشین دولت نیک روزی
گردند تا نکوئیهای گوناگون فراهم آید برادر نخستین رخت هستی بربست و عالمی را در غم انداخت امید که دیگر
نونهالان برومند را در چهر نشاط کامرانی و سعادت دو جهانی دراز عمر گرداناد و بخیرات صوری و معنوی سربلندی بخشاد
بیست و پنجم پیوند کتخدای نجاندان آزرم شد و دودمان دانش و خاندان اعتبار پذیرفت کاشانه ظاهر را رونقی
و نفس کنج گزار را لبهای پیدا آمد و هندی و ایرانی و کشمیری نشاط خاطر گشتند بیست و ششم گرامی فرزند سعادت
افزا روزی گشت ولادت او در شب رشن هیجدهم دی ماه سال شانزدهم الهی موافق شب دوشنبه دوازدهم
شعبان نهصد و هفتاد و نهم پدر بزرگوار او را بنام عبدالرحمن موسوم گردانید اگرچه هندوستان نژاد است
اما مشرب یونانی دارد و دانش می اندوزد و از سود و زیان روزگار فراوان آگهی اندوخته و آثار نیکبختی از ناصیه او
پیداست و خدیو والاقدر او را بکوکه های خود منتسب گردانید بیست و هفتم دیدار نبیره شب ایران سی ام امرداد
ماه آلهی سال سی و ششم مطابق جمعه سوم ذیقعده نهصد و نود و نه هلالی در ساعت سعادت افزا فرزندی نیک اختر
پدید آمد عنایت ایزدی روی آورد گیتی خداوند آن نونهال سرالبستان سعادت را بشوتن نام نهاد امید که بجلایل
کمالات دینی و دنیاوی فایز گردد و بسعادت جاوید نشاط اندوزد بیست و هشتم دوستی مطالعه کتب اخلاق
بیست و نهم آگهی یافتن از نفس ناطقه سالهای دراز بمقدمات بیانی و عیانی طلبگار بود و با صاحبان این دوروش

روزگاری سپری آمد مشتری ردا از سر نهاد عطارد قلم درشکست قطعه رفت آنکه فیلسوف جهان بود رجهان ٭ دریای آسمان معانی کشوده بود ٭ بی او یتیم مرده دل اندا قربای او کو آدم قبائل و عیسی دودده بود ٭ چنانچه لختی در جای خود گزارده آمد چون برخی از حال گرامی نیاکان خود رانگاشت یعنی از خود میگوید و دلی خالی و سخن را آئی میدهد و زبان را بندی میکشاید

ذکر قایل

نفس قدسی مرا بابدن عنصری در سال چهار صد و هفتاد و دوم جلالی مطابق نهصد و پنجاه و هفت هلالی از مشیمهٔ بشری تنهٔ هنگامهٔ دنیا خرامش شد در یک سال و کسری شیوا زبانی کرامت فرمودند و در پنج سالگی آگاهی های غیر متعارف روآورد و دریچهٔ سواد کشودند در پانزده سالگی خزاین دانش پدر بزرگوار را گنجور آمد و جوهر معانی را پاسدار امین شد و پا بر سر گنج نشست شگفت تر آنکه گردش سپهر بوقلمون همواره خاطر از علوم مکتسبی و رسوم زمانی دل زده و خواهش رمیده و طبع در گریز بود و بیشتری اوقات کمتر می فهمید پدر بنمط خویش افسون آگهی دمیدی و در هر فنی مختصری تالیف فرمودی و یاد دادی و مرا اگرچه هوش افزودی از دبستان علم چیزی دلنشین نیامدی گاه مطلقا در نیافتی و زمانی اشتباه ها پیش راه گرفتی و زبان یاوری نکردی که آنرا برگوید حجاب الکنی می آورد یا تنومندی سخن گذاری نداشت و در آن انجمن گریه در افتادمی و بنکوهش خود درشدمی درین اثنا مرا با یکی از مظاهر کونی علاقهٔ خاطری پدید آمد و دل از آن کم بینی و کوته شناخت باز ماند روزی چند برین نگذشته بود که همزبانی و همنشینی او جویای مدرسه گردانید و خاطر سرتاب رمیده را بدانجا فرود آوردند و از نیرنگی تقدیر یکبارگی فرار بودند و دیگری آوردند رباعی در دیر شدم ماحضری آوردند ٭ یعنی ز شراب ساغری آوردند ٭ کیفیت او مرا ز خود بیخود کرد ٭ بردند مرا و دیگری آوردند ٭ و حقایق حکمی و دقایق دبستانی پرتو ظهور انداخت و کتابی که بنظر نه در آمده بود روشن تر از خوانده نمایش داد اگرچه موهبتی خاص بود که از عرش تقدس نزول صعودی فرمود لیکن انفاس گرامی پدر بزرگوار و بیاد دادن نقاوه های هر علم و ناگسسته شدن این سلسله یاوری سترگ نمود و گزین اسباب کشایش گشت ده سال دیگر بر او گونه خویش و افادهٔ مردم شب از روز نشناخت و گرسنگی از سیری جدا ننیارست کرد و خلوت را از صحبت متمیز نتوانست گردانید و پای از جا کردن غم از شادی نداشت غیر از نسبت شهودی و رابطهٔ علمی دیگر نمی فهمید آشنایان طبیعت از آنکه دو روز و سه روز سیری میشد و بمداوا ردنمی آمد و نفس دانش اندوز را بدو میلی نمیشد بحیرت در می افتادند و اعتقاد می افزودند چنان پاسخ می داد که استبعاد از الف و عادت برخاسته بیمار را طبیعت او بمعارضهٔ مرض چگونه از خوردن دست باز میدارد و هیچکس را شگفت نمی آید اگر توجه معنوی بفراموشی بر دچرا عجب نماید اکثر متداولات از بسیار گفتن و شنودن از برگشت و مطالب والا از کهن اوراق بتازه صفحهٔ دل آوردند بیشتر از آنکه گشایش یابد و از حضیض بیدانشی با پیچ شناسائی بر آید سخنان بر پیشینیان می یافت و مردم خرد سالی را در یافته

شنیده شباشب بایلغار خود را رسانید بی آگهی مردم یار بآئین پیش بر لباس دیگر برآمده راهی شدیم و آشفتگی دشوار
از همه ایام ناکامی شورش در باطن افزود اگرچه لختی روشن شد که مردم تا کجا همراه اند و با شهریار دادگر تا چه گزارش نموده اند
و غیب دان را چگونه بر حال آگهی ست لیکن پریشانی سخت تر شورش آورد بی آگاهی یافتن این مردم بیگاه سرآوارگی گرفته اند
نورستان آفتاب و تاریکیهای بدگوهران و هجوم مسالک شهر و هنگامهٔ تیره دهندگان نافرجام و یاوه نایده و باراندازنایافت
قلم چه بین را چه یارا که قدری ازان حال گذارد و سر زبان فصیح الکنی رود هر این شگافته زبان را کدام نیرو ناگزیر با سراسیمگی
گوناگون بخرابه رو آورده شد لختی از شورش شهر و دیده دشمنان برآسودیم از آنجا که نوازش گیهان خدیو بنازگی معلوم
شده بود راهیابی بران قرار یافت که اسپی چند سامان نموده آید و ازین خرابه بدان مصر اقبال شتافته شود و برخت گاه
فلانی که راست بازی دیرین در میانست رفته آید باشد که این غوغا فرونشیند و پادشاه دست بخشایش برگشاید ناگزیر
بآئین بخچگان سامان راه نموده شبی تیره تر از درون حسد سگالان و دراز از طراز افسانهای بیهوده سرایان براه درآمدیم
با خامکاریهای فلاوزو کجرویهای او در نورگاه سحری بدان تیره جا رسیده باشد آن ناشناسا اگرچه از جا بلغزید
اما چندان داستان هم برخواند که بگفت درنیاید و از راه مهربانی بر زبان آورد اکنون وقت گذشته ست و خاطر اقدس
قدری آزرده اگر بیشتر ازین آمدن میشد گزندی نمیرسید و بآسانی کار دشوار ساخته میشد درین نزدیکی دهی نشان
دارم روزی چند دران جمولگاه باید بسر برد تا خاطر مقدس شاهنشاهی بنوازش گراید در گردونی نشانده روانهٔ آن طرف
گردانید بگوناگون اندوه هم آغوشی دست داد چون بدانجا شدیم همانا کشاورزی که بامید او فرستاده بود غیبت داشت
دران خرابه بمعمور بیجا فرو شدیم دارو غه را بجز آمدن نامه احتیاج افتاد و آثار دانایی در نواصی نایافته طلب داشت از انجا
تنگی وقت بود براه انکار شتافته شد و در کمتر زمانی پدید آمد که این قریه منسوب یکی از سنگین دلان شوریده مغز بست
او از ساده لوحی بدینجا فرستاده بصد بیتابی وا اندوهناکی خود را ازان مرحله بیرون انداختم و راهبری ناشناسا گرفته
بدهی از دار الخلافه آگره که بوی آشنایی از انجا می آمد ره نوردیم آن روز سی کروه بیراهه شتافته بدان عزیمت گاه
پیوستم آن نیکو خصال مردمی نمایان بظهور آورد و لیکن پیدا شد در انجا نیز یکی از باطل ستیزان گشت و کار دار دو در
چندگاه بدین صوب گذاره نماید جهت ازان باز داشته در نیم شبی با دلی لرزنده نورد گشتیم و سحری بدار الخلافت
آگره درآمده زاویهٔ دوستی بدست آورده شد و لختی درین خاکدان نامردمی و خوابگاه فراموشی و دیوسار نااهلی د
تنگ بار یکم هیچی دم آسایش گرفته آمد لیکن زمانی نگذشته بود که ازان خیره رویان خدا آزار و کام گزاران نه آزرم
نام بر زبان رفت همانا که در همسایگی چنین ناراستی آشفته رائی و شوریده کاری پریشان مغز میباشد ساحت
ضمیر را غمی تازه گرفت و سرگردانی شگرف روی آورد و از انجا که قدم از تنگاپو و سر از آهنگ شبگیر و گوش از بانگ درا
و چشم از نشان بیخوابی فرسوده شده بود بوالعجب دردی دل را فرو گرفت و گرانباری غمی پیشکار دل آمد ناگزیر در

آمیزش بسیار شده و دلایل ذوقی و شهودی و اکتسابی و نظری بنظر در آمد براه شبهه گسستگی نیافت و خاطر آرام نگرفت بیامن عقیدت این گره کشوده و دلنشین آمد که نفس ناطقه لطیفه الهیست زبانی سوای بدن او را ست تعلق خاص باین پیکر عنصری ستی ام آنکه از پارسا گوهری شکوه بزرگان صورت مرا از گفتار حق باز نداشت و دانش و بنیش اندوز را رهزن نیامدیم گزند مالی و حالی و ناموس تفرقه درین عزیمت نینداخت و رفتار آب کردار جویباری کرو ستی و بیم بی مهل دل با عتبارات دنیا ستی وو دوم توفیق نگاه داشتن این گرامی نامه اگرچه عنوان این کتاب الهی محمدت ایزدیست که بزبان نیرنگی اقبال روز افزون می سراید و سپاس نعمت رسیدگی بزبان قلم می گزارد لیکن هرگونه آگهی را چشمه سار یست و گردها گرده دانش را معدن حدیثگان کارگذار راهنمون و هزل سرایان خنده فروش را از و نصیبهٔ خردان را سرمایهٔ نشاط و جوانان را اسباب رعونت و پیران بجار روزگاران یکجا یابند و بخشندگان سیم و زر عالم آئین مردم از و شناسند گوهر بینائی را روزنگاه خرم کتان آزادی را زمین پرورده صبح سعادت را روزن بهر کارگاه هنر ژرف دریای گوهر آفرینش ناموس آرایان سعادت نهاد روش از و آموزند و دینداران حق پژده بدید آئی نامهٔ اعمال عشرت اندوزند بازرگانان هر متاع آئین سود برگیرند و جان نثاران عرصه کند آوری بوجه همت آموزی از و برخوانند تن گزاران نفس آرا آئین نکوکاری ازو بردارند اخلاص طرازان بخت آور از و ذخایر بی منتها فراهم آورند آرامش گزینان هنگامهٔ حقیقت بیاوری آن کامیاب خواهش گردند ابیات یکی نامه ساختم پر شگفت ؛ که هر دانشی زو توان برگرفت ؛ چنان گفتم این نامهٔ نغز را ؛ که روشن کند خواندنش مغز را ؛ ازین نعمتهای گوناگون مژده آن مسیر و دل ساعه افروز میشود که خاتمهٔ کار بنکوئی شود و ابدی سعادت یاوری نماید اگرچه پور مبارک امروز مورد اضداد و عبرت نامهٔ جهانیان ست و هنگامهای مهر آگین در شورش ایزد پرستان حقیقت پژوه ابوالوحدت گویند و یگانه بنده دادار بیهمال شمارند کمند آوران عرصهٔ دلاوران ابوالهمت نام نهند و از یکتایان هستی دشمن اندیشه خرد همواره یا بوالفطرتی بسر آید و از گزیده مردم این دمان عالی شناسند و در نفاتر عوام کاشوخانهٔ بی تمیزیست بت پرستاری می نسبت دهند و از فرو رفتگان این گرداب پندارند و طایفه از منهمکان کفر و الحاد انکارند و از نکوهش و سرزنش انجمنها بر سازند بیت صد داستان بوالعجب آید بروی کار ؛ حیران شوند گر دو سه حرفی رقم کنم ؛ و الله الحمد که ازین اتبانه تماشای شگرفکاری روزگار بیرون نمیشود و بر نکو هیدگان و مدحت سرایان از خیرسگالی بیرون نمیرود و زبان و دل را بنفرین و آفرین نمی آلاید ابیات شناسنده گر نیست سوریده مغز ؛ بنهره شناسد ز دینار نغز ؛ هنر تا بد از مردم گوهری ؛ چو نور از مه و تابش از مشتری ؛

ذکر اولیای هند

از آنجا که دریوزه گر بندگان ست و دوستی این گروه در سرشت بگزارش برخی از ایشان

که زاد بود یا خوابگاه در بن آباد بوم دارند این نامه بانجام میرساند بو که سرمایهٔ پذیرای دلها گردد و دست آویز
جاوید سعادت فراهم آید از گلگشت سرای حقیقت بوی برستود و دست مرد فراوان رنج برگیرد لغت اولیا
جمع ولی ست بمعنی نزدیکی آنرا از ولی برگرفته اند همانا معنوی قربت میخواهند و گروهی ولایت بکسر واو در تلوین برگزارند
و بفتح در تمکین و جمعی نخستین را پایهٔ عاشقی اندیشند و پسین حال معشوقی خداوندا ولین ولی باشد خدیو
دومین والی و برخی بفتح از قرب انبیا برگویند و بکسر از اولیا و در گزین نامها فراوان معنی برنگاشته اند و گزیده آنکه
شناسای دادار بیهمال باشد و بزرگ همت بجز او نگراید فرا حیرت فرو گرفته که خاک ذرهٔ امکان را با آفتاب
وجوب چه نسبت و نهایت پذیر را با غیر منتهی چه پیوند دولی نزد من آنست که چهار خوی گرامی اندوزد و از هشت
نکوهیده بپرهیزد و همواره از کار آگهی با نفس هزار فتنه آویزش فیروزی کشد و دمی از دستان سرائی او نغنود
این پایهٔ والا ایزدی تائید و رهنمونی بخت بدست آید لیکن گاه بدم گیرائی میانجی شود گاه بی او پسین را اویسی خوانند
از آن حال اویس قرن و برخی برگویند نخستین را صاحب کشف المحجوب دوازده سلسله برگزارد و از آن دو را
ناسره پندارد محاسبیان قصاریان طیفوریان جنیدیان نوریان سهلیان حکیمیان خرازیان
خفیفیان سیاریان حلولیان حلاجیان نخستین گروه را سرچشمهٔ فیض ابی عبدالله حارث بن اسد
محاسبی بصری ست علم ظاهر و باطن اندوخته بود و نشیب و فراز راه نیکو میدانست و استاد وقت بود
خداوند تصانیف سال دویست و چهل و سه هجری در بغداد رخت هستی بربست و از آن رو که همواره
اماره روزگار خویش درست میگرفت بدین نام برخواندند دومین به حمدون پور احمد بن عماره قصار گردند
کنیت ابوصالح پیش نوری دانش آموخت و از سلم بن حسین باروسی و ابوتراب نخشبی و علی نصیرآبادی
فیضها اندوخت و با ابوحفص حداد همی بود پایهٔ کمال یافت جهانیان زبان بغیاره برگشوده میداشتند سال دویست و هفتاد و یک در
نیشاپور از پسین سفر نمود سومین را بطیفور بن عیسی بسطامی نیایشگری نمایند کنیت بایزید بزرگ نیاک او سروشان نام مجوس بود از بزرگان
در عنفوان شناسای فنون علم اندوخت و بپایهٔ اجتهاد برآمد سپس از رسمی دانش برگذشت و بوالا مرتبهٔ آگهی رسید با احمد خضرویه و ابوحفص
و یحیی معاذ همسر بود و شقیق بلخی را دریافته سال دویست و شصت و یک بگزارشی دویست و سی و چهار بعلوی عالم شتافت
چهارمین پیرو جنید بغدادی کنیت او ابوالقاسم لقب قواریری و زجاجی و خراز ست پدر او آبگینه فروختی و خود خز بافتی نیاکان او از نهاوند
و زاد و بالش او در بغداد از سری سقطی و حارث محاسبی و محمد قصاب بلخی حقیقت اندوخت و خراز و رویم و نوری و شبلی و بسیاری
برگزیدگان حق بوی نسبت درست کنند شیخ ابوجعفر حداد گوید اگر عقل مرد بودی بصورت جنید برآمدی سال دویست و نود و هفت یا هشت
یا نه رخت هستی بربست پنجمین از آن نوری سیراب دل نام او احمد بن محمد و گویند محمد بن محمد مشهور باین
لقب و پدر او خراسانی ست و مولد و منشا بغداد او از بزرگان والا شناخت

ذکر دارست با سری سقطی و محمد قصاب و احمد ابو الحواری صحبت داشته و ذوالنون مصری را دیده بود و از
جنید سپند ارند لیکن لختی تیزتر در سال دویست و هشتاد و شش ازین سپنجی سرا درگذشت ششمین بسهل
بن عبدالله تستری باز گردند شاگرد ذوالنون مصریست از والا پایگاهان این شگرف راه ست و از اقران
جنید هشتاد سال عمر یافت و در محرم دویست و هشتاد و سه زندگانی بسر آمد هفتمین به محمد بن علی حکیم
ترمذی باز گشت سپاسند کنیت ابو عبدالله با ابوتراب نخشبی و احمد خضرویه و ابن جلا صحبت داشت و
در علم ظاهر و باطن چیره دست بود فراوان تصنیف و خارق عادات ازو برگزارند هشتمین رو با بوسعید خراز
دارند و ارند نام او احمد بن عیسی بغدادی ست بدوستی صوفیان بمصر رفت و در مکه مجاور شد و موزه دوزی
میکرد و شاگرد محمد بن منصور طوسی ست و با ذوالنون مصری و سری سقطی و ابو جنید بسری و بشر حافی
صحبت داشت و سعادت اندوخت چهار صد تصانیف بر نوشت و ناشناسندگان او را کافر سپند آشتی
در سال دویست و هشتاد و شش از عالم بشد خواجه عبدالله انصاری گوید که هیچکس از مشایخ به از وی نشناسم
در علم توحید بهمین دریوزه از ابو عبدالله محمد بن حنیف کنند پدر او شیرازیست شاگرد شیخ ابوطالب خداوند
علم صورت و معنی بود خرنج بغدادی و رویم را دیده و مالتالی و یوسف بن حسین رازی و ابو حسین مالکی
و ابو حسین مزین و ابو حسین دراج و بسیاری بزرگان را دریافته بود و فراوان تصنیف دارد و در سال سه صد
و سی و یک خواب پسین نمود و همین با بو العباس سیاری باز گردند نام قاسم دخت زاده احمد بن سیار فرو دست
شاگرد ابوبکر واسطی علوم ظاهر و باطن اندوخت و والا پایگی در کردار بدست آورد سال سه صد و چهل و دو ساغر
زندگی او لبریز گشت یازدهمین سرگروه اینان حلمان دمشقی ست دوازدهمین سرچشمه این طایفه فارس ست
از اصحاب حسین بن منصور حلاج بغدادی و او غیر حسین منصور مشهور و برین دو زبان طنز بر کشاید در هندوستان
چهارده سلسله برگزارند و آنرا چهارده خانواده نامند و از آن دوازده جز طیفوریان و جنیدیان مذکور شد ـ
حبیبیان طیفوریان کرخیان سقطیان جنیدیان گازرونیان طوسیان فردوسیان ـ
سهروردیان زیدیان عیاضیان ادهمیان هبیریان چشتیان گویند امیرالمومنین علی را چهار خلیفه
بود حسن حسین کمیل حسن بصری سرچشمه سلاسل حسن بصری را دانند و او دو خلیفه داشت حبیب
عجمی نخست از جوش معرفت زند دیگر عبدالواحد بن زید پنج پسین از دو سیراب دل شدند ـ
مادر حسن بصری از کنیزان ام سلمه ست نام او عمر خطاب بر نهاد یتیم مانده بود در سر آغاز لگهی گوهر فروختی
از روشن ستارگی راه تجرید برگزید و خویشتن را در ریاضت گری برگداخت و فرهی معنوی اندوخت
هر هفته وعظ برگفتی و مجلس آراستی چون رابعه حاضر نشدی بدان نپرداختی گفتند از بنیادمان پیر زنی

چو او دست ازان باز کشتی گفت غذائی که بمغیلان آماده باشد بکار موران نیامد اول حبیب عجمی نشست
درست کنند او از مالداران بود و در روزگار بر یاگذارندی از بیروزی لختی چشم بینش گشوده شد از حسن بصری
راه یافت و فراوان مردم ازو سعادت اندوختند روزی حسن بصری از چاوشان حجاج بگریخت و بصومعه
حبیب در شد سرهنگان از وی رسیدند حسن کجاست گفت درون صومعه چون بپژوهش رفتند
او را نیافتند حبیب را سرزنش کردند و گفتند هرچه حجاج بشما میکند درخورست گفت من جز راست
نگفته ام اگر شما ندیدید جرم من چیست باز در شده ژرف نگهی بکار بردند و نیافتند خشمناک باز گشتند
و طنزگویان رفتند حسن بیرون آمد و گفت ای حبیب عجب حق اوستاد نگاهداشتی گفت ای اوستاد
از راست گوئی رهائی یافتی اگر دروغ گفتمی هر دو هلاک شدمی شبی او را در تاریک خانه سوزن از دست
افتاد از غیب روشنی بدرخشید دست بر چشم نهاد و گفت نی نی ما سوزن جز بچراغ ندانیم جست سوم
فیض از معروف کرخی برگیرند پیدا و ترسا بود و پیش امام رضا علیه السلام کیش برگردانیدند و بدربانی
سربلندی یافت و بصحبت داؤد طائی رسید و در ریاضت گری بجا آورد و به نیروی درست نیتی و راست
کرداری پیشوا گشت سری سقطی و بسیاری از و فیض برگرفتند سال دویست هجری بعلوی عالم
شتافت و درین هنگام گبر و ترسا و یهود بر وگرد دیدند و هریکی خواست بآئین خویش برد و پردازد صورت
نه بست همانا در نزهتگاه صلح کل جا داشت چهارم سری سقطی را در پی روند کنیت ابوالحسن از بزرگ
کاراگهان گزین کردار است و بسیاری رسیدگان را استاد از اقران حارث محاسبی و بشر حافی و شاگرد
معروف کرخی و ستایش او از نیروی من ناشناسا بیرون سال دویست و پنجاه و سه از خاکدان دامن
برچید ششم بر ابواسحاق بن شهریار گروند پدرش از آئین زردشتی بیرون و طرز اسلام پیش
گرفت از شیخ ابوعلی فیروزآبادی فیض اندوخت و بسیاری بزرگان را دریافت و دانش ظاهر و باطن
بدست آورد سال چهارصد و بیست و شش ازآشوبگاه دنیا رهائی یافت هفتم را آغاز علاء الدین طوسی
ست او شیخ نجم الدین کبری عقد برادری داشت هشتم بشیخ نجم الدین کبری نیایش نمایند کنیت
ابوالجناب و ابوالقاسم و نام احمد بن عمر خیوقی و لقب کبری از شیخ اسمعیل قصری و عمار یاسر و روزبهان
فیضها برگرفت و در شناسائی صورت و معنی پایهٔ والا یافت شیخ مجد الدین بغدادی شیخ سعد الدین
حمویه شیخ رضی الدین علی لالا بابا کمال خجندی شیخ سیف الدین باخرزی و بسیاری اولیا از دم گرامی
او جاوید سعادت اندوختند سال ششصد و هیجده بشمشیر درگذشت نهم از شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب
عبدالقاهر سهروردی بهره وردد علم ظاهر و باطن جا بالا پایگی داشت بدوازده واسطه با بوبکر صدیق رسد

ودر طریقت بشیخ احمد غزالی نسبت درست کند فراوان تصنیف ازو یادگار رو آداب المریدین ازوست سال پانصد وشصت وسه هجری بعلوی سرای شتافت وهم بشیخ واحد بن زید اقتدا کنند یازدهم تفضیل بن عیاض گرایند کنیت ابوعلی ازکوفی ست و نزد برخی بخاری وجز آن میان مرو و باورد و باین درویشان بسر بردی وراه زدی از نیک سرشتی بیدار شد و بگزین کارکرد سعادت اندوخت سال صد وهشتاد وهفت رواز جهان درکشید دوازدهم ابراهیم ادهم بلخی را پیشرو دانند کنیت ابواسحق نیاکان او سری داشتند در جوانی ستاره بخت مندی درخشید دست از همه بازداشت باسفیان ثوری وفضیل عیاض وابو یوسف غسولی هم صحبت و با عسلی نکار و حنیفه مرعشی وسلم خواص یار بود سال صد وشصت ویک یا دو بشام درگذشت سیزدهم[۱۳] بشیخ هبیره بصری رسند چهاردهم[۱۴] با بو اسحق شامی پیوندند او مرید شیخ علو دینوری ست چون شیخ بقصبه چشت رسید خواجه ابو احمد ابدال که مقدم مشایخ چشت ست از وی تربیت یافت وسپس پسر او محمد چراغ ولایت برافروخت وبعد ازو خواجه سمعانی خواهرزاده او آگهی پیش گرفت پس ازان پور او خواجه مودود چشتی والایی یافت و پسر او خواجه احمد نیز بسی بزرگ شد همانا هر دو شماره را گزین دست آویزی پیدا نیست و برگزیده که درکاهش نفس ذوفنون و پرستش ایزدی همال لختی تازگی پدید آورد و معنوی فرزندان یکی پس از دیگری چراغ آگهی افروخت و اور اسلسله جداگانه برگرفتند ورنه جز آن دوازده[۱۲] وچهارده[۱۴] فراوان سلسله زبان زد روزگار

ذکر ابو المظفر نورالدین محمد جهانگیر بادشاہ

شاہزادہ سلیم بن جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سینتیس[۳۷] برس کی عمر مین روز پنجشنبہ چودھوین جمادی الثانی ۱۰۱۴ سنہ ہجری کو ساعت مقررہ پر واقع اکبرآباد تخت نشین ہوا اس جشن مین محمد شریف ولد خواجہ عبدالصمد شیرین قلم کو امیرالامرائی کا خطاب اور وکالت کا منصب ملا اور مہر خاص جواہر زواہر سے آراستہ اپنے ہاتھ سے اوسکی گردن مین پہنائی اور مرزا غیاث بیگ کو اعتمادالدولہ کا خطاب اور مرزا جان بیگ کو جو شاہزادگی کے عہد مین دیوان تھا وزیرالممالک کا لقب ملا دونو کو کار دیوانی مین شریک کیا زمانہ بیگ کو جسنے ایام شاہزادگی مین خدمات شائستہ کیے تھے مہابت خانی اور پیر خان لودی کو صلابت خانی کے القاب سے سرفراز کیا اور چند سال کے بعد صلابت خان کو خانجہان کا خطاب پایا شیخ فرید بخاری جو سادات موسوی سے اکبری تربیت یافتہ تھا اور حضور مین بخشگری کی خدمت پر تھا منصب پنجہزاری ذات اور میر بخشگری کے عہدے سے ممتاز ہوا اور راجہ مانسنگہ کو

خلعت چارقب اور شمشیر مرصع اور اسپ خاصہ مرحمت کیا۔ اور بنگالہ کی صوبہ داری پر رخصت کیا خان اعظم مرزا عزیز کو کلتاش اور آصف خان جعفر کو جو صوبہ بہار سے حاضر دربار ہوئے تھے مشمول انواع عطوفت فرما کر حضور مین رکھا اسیطرح بڑا امرا نے عنایات شاہی سے اعزاز پایا

بڑے شاہزادہ سلطان خسرو کا باغی ہونا اور جنگ جدل کے بعد قید آنا

سلطان خسرو بڑا بیٹا بادشاہ جہانگیر کا خوشامد گویون کی چکنی چکنی باتون پر پھسلا جاتا تھا سلطنت کی ہوا دماغ مین چھائی تھی سبب اسکا یہ تھا کہ اکبر بادشاہ نے رحلت کے وقت فرمایا تھا کہ شاہزادہ سلیم ایسا عیش مین مبتلا ہی کہ جہانداری کی لیاقت نہین رکھتا۔ لڑکا اسکا سلطان خسرو ہمہ صفت موصوف قابل تاجداری ہی اسطرح پر مرض مالیخولیا نے اسکے دماغ مین جگہہ پکڑی اور ہمیشہ باپ کی خدمت سے نفور تھا آخر جلوس کے چھہ مہینے بعد روز اتوار کے رات کو مطابق آٹھوین ذیحجہ چند محرمان راز و معتبران خانہ برانداز کے ہمراہ اکبرآباد سے نکلکر بھاگا۔ امیرالامرا نے خبر پاتے ہی بلاتوقف حضور مین عرض کیا۔ اوسوقت بخشی الممالک شیخ فرید بخاری نے مع دیگر امرا کے بطور منقلا رخصت پائی اور آخیر شب کو خود بادشاہ بھی عازم ہوا۔ جب صبح ہوئی مرزا حسن پسر شاہرخ مرزا کو جو شاہزادہ کی بغاوت مین رفیق طریق تھا۔ اور رات کی تاریکی مین راہ مقصود گم کرکے سرگشتہ بادیہ ادبار پھرتا تھا اولیاے دولت گرفتار کرکے لائے اور بموجب حکم والا کے اہتمام خان کوتوال کے حوالہ ہوا کہ زندان مکافات مین گرفتار رہے القصہ جب شاہزادہ متھرا مین پہونچا حسن بیگ بدخشی جو کابل سے آتا تھا شاہزادہ سے ملاقی ہوکر رفیق ادبار ہوا راستہ مین جسنے باغی نے سر و پا کرتے سرایون مین آگ لگاتے مسافر اور سوداگرون کے گھوڑے اور سرکار شاہی کے جو اکثر راستون مین تھے لیکر اپنے پیادگان ہمراہی کو دیتے تھے تاآنکہ لاہور مین داخل ہوا۔ دیوان عبدالرحیم نے برگشتہ طالعی سے آکر ملازمت کی دلاور خان صوبہ دار لاہور کے نصیبے نے راہ سلامت دکھلادی ملاقات کو نہ آیا۔ اور استحکام قلعہ مین مصروف رہا شاہزادہ نے بہت سے کوشش کی مگر قلعۂ لاہور قبضہ مین نہ آیا اسی عرصہ مین جب شیخ فرید بخاری کے پہونچنے کی خبر مع لوکران کے نواحی سلطان پور مین گرم ہوئی شاہزادہ نے قلعۂ لاہور سے ہاتھہ اٹھا شیخ فرید کی طرف رخ کیا اور نواح گوندوال مین دو لشکرون کا سامنا ہوا اور اکثرون کی سر و تن کی جدائی ہوئی یہانتک کہ ناگاہ خسرو و خاصۂ فوج شاہی گوش زد ہوئی اور شیخ فرید لڑائی مین زیادہ تر سرگرم ہوا شاہزادہ تاب جنگ نہ لاکر مع حسن بیگ بدخشی وغیرہ رفیقون کے بھاگ نکلا اسی وقت مین بادشاہ رونق افروز

معرکۂ بخت فیروز ہوا۔ اور غایت عنایت سے شیخ فرید کو آغوش عاطفت مین کھینچکر رات
اوسی کے خیمہ مین سحر کی صبح ہوتے لاہور کو متوجہ ہوا۔ شاہزادہ چاہتا تھا کہ اکبرآباد کو جاوے
حسن بیگ بدخشی نے صلاح دی کہ میری جاگیر اثناے راہ مین واقع ہی بہتر ہی کہ وہان سامان
فراہم کر کے اول کابل جاوین بعدہ وہان سے جمعیت فوج کر کے ہندوستان آوین کیونکہ بابر
اور ہمایون نے کابل ہی کی تقویت سے فتح ہندوستان کی پائی تھی اسیطور پر اور بہت سی باتین
دور از کار بیان کین۔ شاہزادہ اسکے دم مین آگیا کابل کو روانہ ہوئے دریاے جناب پر
پہونچکر چاہا کہ شاہپور کے گذر سے پار ہو مگر ناو نملی وہان سے سودہرہ کے گھاٹ پر آیا۔ اتفاقا
وقت تھا بڑنی ڈانوان ڈولی سے ایک کشتی ملی چاہتا تھا کہ دریاے حایل سے بیڑا پار لگادے
سودہرہ کا چودہری انکے شور و غوغا سے آشنا ہو کر ملاح کو مانع ہوا کہ عبور کرانے سے کنارہ پکڑے مین
جسوقت یکہ تاز خورشید نے چشمہ نور مین غوطہ لگا کر سر اوبھارا روشن ہوا کہ یہ شاہزادہ ہی۔
میر ابوالقاسم اور بلا النحان خواجہ سرا جو گجرات کے حدود مین شاہ دولہ تھے اس خبر سے باخبر
ہو کر آ پہونچے اور شاہزادہ کو مع حسن بیگ بدخشی اور عبدالرحیم کے گرفتار کر کے گجرات لیگئے۔
حقیقت حال کی حضور شاہی مین عرضداشت کی روز دوشنبہ سلخ محرم ۱۰۱۵ ہجری کو مقام لاہور
باغ کامران مرزا مین بادشاہ کے پاس وہ عرضی پہونچی موجب حکم امیر الامرا جانب گجرات روانہ ہوا
اور شاہزادہ کو مع حسن بیگ بدخشی وغیرہ کے قید کرلایا شاہزادہ کو دست بستہ پا بزنجیر چنگیزی
قاعدہ سے بائین طرف سے حاضر کیا اور حسن بیگ بدخشی کو دست راست اور عبدالرحیم کو دست
چپ استادہ کیا حکم ہوا کہ خسرو خسران زدہ کو پا بجولان قید کرین اور حسن بیگ بدخشی پوست گاو
مین اور عبدالرحیم کو گدھے کے چرسے مین کر کے دراز گوش پر معکوس سوار کرا کر تشہیر کیا جاوے
بموجب حکم تعمیل ہوئی بسبب خشک ہونے پوست گاو کے حسن بیگ بدخشی چار پہر سے زیادہ
زندہ نرہا۔ اور عبدالرحیم کو جو گدھے کے پوست مین بھرا تھا گرمی کے غلبہ سے جو اوسپر مستولی تھی
خیار و ترب وغیرہ جو پاتا کھاتا تھا اور روز و شب زندہ رہا دوسرے روز بموجب سفارش حکم رہائی صادر ہوا
ہرچند جلد مین کیڑے پڑگئے تھے مگر بیحیائی کا بھلا ہو جسنے زندہ رکھا اور بموجب حکم دیگر رفقاے
شاہزادہ کو باغ کامران سے دردولت تک دورویہ دار پر کھینچا اور شاہزادہ کو فیل سوار وہان سے نکالا
تاکہ اپنے دوستداروں کا ہدار کار ملاحظہ کرے بعدہ زندان مین زندہ محبوس رکھا چند سال کے بعد
چندر دیب سنیاسی نے بروقت ملاقات بادشاہ کے شاہزادہ کی رہائی مین سفارش کی۔ مگر بجز

باریاب مجرا ہو جانے کے خلاصی بنیائی جب بادشاہ نے بعد ازان جشن نوروزین فرمایا بموجب سفارش اوسکے چھوٹے بھائی سلطان پرویز کو رہائی کابل کی ملی اور پھر مقید ہوا آخر کار جب شاہزادہ خرم مخاطب بہ شاہجہان مہم دکھن کو مرخص ہوا شاہزادہ خسرو کو مسلسل اوسکے ہمراہ کر دیا چنانچہ بیند رہو سال جلوس کو اوسی طرف زندانخانہ سے روانۂ اقلیم بقا ہوا یہ افواہ ہوئی کہ شاہجہان کی سخت گیری سے اوسکی جان گئی القصہ شیخ فرید بخاری بخشی نے جسنے لڑائی مین سلطان خسرو پر فتح پائی تھی اس جنگ کے صلہ مین مرتضی خانی خطاب پایا اور بموجب شیخ مذکور کی استدعا کے پرگنہ سروال مین جہان فتح پائی تھی ایک شہر فتح آباد نام معمور ہو کر اوسکی جاگیر مین عطا ہوا —

سیر کابل کی عزیمت اور یہان کی کیفیت

دوسرے سال کے شروع مین بادشاہ لاہور سے کابل کی سیر کو متوجہ ہوا بعد قطع منازل علی مسجد مقام مین ایک عنکبوت بادشاہ کے ملاحظہ مین آئی کہ کلائی مین خرچنگ کے برابر تھی اور دو گز کا ایک سانپ تھا اوسکا گلا گھونٹ رہی تھی آخر کار سانپ کو مار ڈالا بادشاہ نے اوسکا تماشا دیکھا وہان سے منزل بمنزل کابل آیا اور یہان کے سیر سے محظوظ ہو کر فرمایا کہ باغ شہر آرا کے متصل جو بابر بادشاہ نے بنایا تھا دوسرا باغ جہان آرا تعمیر ہوا اور جو نہر گذرگاہ جاری تھی اسکو اوس باغ کے درمیان سے جاری کیا دونون باغ شالالان کے نام سے مشہور ہین — ہنگام قیام کابل عرض ہوا کہ ضحاک اور بامیان کے درمیان مین جو کہ بلخ کیطرف کابل کی حد پر واقع ہی ایک شعبہ ہی خواجہ سرا تابوت کے نام سے مشہور چارسو برس اوسکی قضا کے بتلاتے ہین — ہنوز اعضا درست اکثر نے زیارت کی ہی اوسکے گردن مین ایک ایسا زخم ہی کہ اگر اوسیر سے پھاہا علیحدہ کرتے ہین خون جاری ہوتا ہی اور جب تک وہ روی وہان پر رکھدین خون جاری جریان سے بند نہین ہوتا ہی پس اسکے تحقیق کو حکم ہوا کہ معتمد خان مصنف جہانگیر نامہ جاوے اور ایک جراح بھی اوسکے ہمراہ کیا گیا کہ زخم دیکھکر حضور مین آوے اور عرض حال کرے معتمد خان وہان گیا اور وہان کے لوگون کی رہنمائی سے ایک راہ پائی جو بیار کہ متصل بامیان کے واقع ہی وہان گیا ایک شگاف نمودار ہوا ڈھائی گز زمین سے اونچا ایک شخص کو اوسپر چڑھا کر اوسکی دستگیری سے اوپر پہونچا اور مع چند نفر کے اندر گیا ایک مکان دیکھا تین گز طول ایک گز عرض اور اوسکے اندر ایک مکان عرض مربع چہار گز کا مکان تھا اوسمین تابوت رکھا تھا مشعل روشن کر کے میت کو دیکھا کہ اہل اسلام کے طور پر رو بقبلہ رکھا ہی پایان ہاتھ مقام پردہ پر رکھے ہو

ڈیڑھ گز کپڑا پردہ داری مین رہگیا تھا جسقدر اعضا زمین مین پہونچے پوسیدہ ہوگئے تھے
اور بیز ریختہ تھے باقی درست آنکھین بند دو دانت ایک اوپر دوسرا نیچے کا اونٹھون سے ظاہر
اور کان زمین پر چولپٹے ہوئے تھے گردن سے کسیقدر بوسیدہ ہاتھہ پیر کے ناخن درست
لیکن زخم معلوم نہوا۔ پرانے لوگون سے دریافت ہوا کہ جب چنگیز خان اور سلطان جلال الدین سے
سنہ ۶۱۰ ہجری مین لڑائی ہوئی یہ شخص شہید ہوا تھا۔ اور تب سے اس صورت پر یہان پڑا ہے
بعد تحقیق اس مقدمہ کے معتمد خان نے یہ کیفیت حضور مین بیان کی القصہ بعد سیر و انتظام
کابل کے ہندوستان کو معاودت ہوئی

آنا نور جہان بیگم زوجۂ شیر افگن خان کا حرم سرائے سلطانی مین

شیر افگن خان کا نام علی قلی تھا قوم کا استجلو اور اسمعیل مرزا خلف شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ
ایران کا سفرچی تھا جب کہ اسمعیل مرزا نے ملک بقا کی راہ لی یہ شخص قندھار ہوتے ہوئے عہد اکبری
مین ہندوستان آیا جب ملتان پہونچا اول عبدالرحیم خان خانخانان سے جو مہم ٹھٹھہ پر جاتا تھا
ملاقی ہوا اور خانخانان نے اوسکا حال بادشاہ کو لکھا اور غائبانہ ملازمان شاہی مین مقرر کر کے
اپنی رفاقت مین رکھا اوسنے مہم ٹھٹھہ مین اچھی خدمت کی جب ٹھٹھہ فتح ہوا بموجب ایماے
خانخانان کے حضور مین پہونچکر منصب شائستہ پر سرفراز ہوا اور اوسی زمانے مین شیر افگن خان کا
لقب پایا اور صوبہ بنگالہ مین جاگیر ملی اوسی زمانے مین اوسنے نور جہان بیگم سے نکاح کیا چونکہ طبیعت
اسکی نہایت غیور تھی اور جہانگیر نے عہد جوانی مین نور جہان کو حرم سرائے اکبری مین جو کسی تقریب
سے بسبب اپنی والدہ کے کی تھی دیکھا تھا اوسوقت سے انکو تعشق تھا جب تخت پر بیٹھا اور
انتظام مہام سے آرام ملا قطب الدین کو کلتاش خان کو جو شیخ سلیم چشتی کا پوتہ تھا بنگالہ کا
صوبہ دار کیا اور در پردہ ارشاد کیا کہ جسطرح ممکن ہو شیر افگن خان سے نور جہان بیگم کو طلاق دلادے
اور اگر یہ صورت نہو تو شیر افگن خان کو مار ڈالے اور نور جہان کو روانۂ حضور کرے۔ قطب الدین خان
بنگالہ پہونچکر چند دنون کے بعد بردوان گیا شیر افگن خان وہان کا جاگیر دار تھا جھٹ استقبال کو
گیا بعد ملاقات کو کلتاش خان نے اسکے جرأت اور عبرت کے خوف سے اول راز دلی کنایتاً کہا
جب شیر افگن خان کے سمجھہ مین نہ آیا تصریح کی اوسوقت شیر افگن خان نے سمجھا کہ وقت ہاتھہ سے
جاتا رہا غیرت نے جوش مارا فوراً شمشیر خون ریز سے قطب الدین خان کا کام تمام کیا۔
مردمان قطب الدین نے اوسپر ہجوم کیا اوسنے شجاعت ذاتی سے دو چار کو تہ تیغ کیا اور خود بھی

مجروح ہوکر گہر کی راہ لی تاکہ مکان مین پہونچکر نورجہان کے شبستان حیات کو تیرہ و تار کرے ۔ یہ عورت تو بڑی علامہ تھی جان کی عداوت جان کئی دروازہ بند کرایا اودہر سے قطب الدین کے لوگون نے آنکے در عدم کی راہ دکھلائی ۔ نورجہان غیاث بیگ اعتماد الدولہ کی بیٹی ہی اور اعتماد الدولہ خواجہ محمد شریف طہرانی کا لڑکا شروع حال مین محمد خان تکلو حاکم ہرات کا دیوان تھا جب ہمایون بادشاہ شیرشاہ کے صدمہ سے عراق گیا تھا اس شخص نے بموجب حکم شاہ طہماسپ کے خدمات نمایان کیے جو فرمان شاہ طہماسپ کا درباب ضیافت اور تواضع اور مہمانداری ہمایون کے اکبرنامہ مین مندرج ہی وہ اسیکے نام تھا محمد خان مذکور کے بعد وفات خواجہ محمد شریف شاہ طہماسپ کی وزارت پر سرفراز ہوا جب یہ مرگیا اسکے دو لڑکے بیٹے غیاث بیگ اور محمد طاہر بیگ ہندوستان آئے غیاث بیگ کے ہمراہ دو لڑکے ایک لڑکی تھی جب قندھار آئے دوسری لڑکی نورجہان سے تولد ہوئی وہان سے فتح پور سکری مین آکد شاہ اکبر کی ملازمت حاصل کی اور بموجب استعداد خوشنویسی اور شاعری کے تھوڑے عرصہ مین دیوان بیوتات ہوا۔ چونکہ جامع ہرگونہ علوم تھا روز بروز مرتبہ اوسکا زیادہ ہوتا گیا اسی زمانہ مین نورجہان کا عقد شیر افگن خان سے ہوا تھا القصہ عملہ حضور نے کہ بنگالہ مین تھا بموجب حضور کے نورجہان کو روانہ دربار کیا ۔ چونکہ جہانگیر اکثر نشۂ شراب مین لایعقل رہتا باوجود اسقدر تعشق کے اپنے معشوق سے بیخبر رہا تا آنکہ اوسکی مان مع نورجہان بیگم کے زوجہ اکبر کے حضور مین جسنے جہانگیر کو پالا تھا گئی اور جہانگیر نے وہان دیکھکر پہچانا از سر نو عشق پیدا ہوا چھٹوین سال جلوس کو حرم سرائے شاہی مین داخل کیا اول نور محل خطاب ہوا بعد ازان نورجہان پہر تو وہ رنگ ہوا کہ اس نیرنگ ساز نے بیدرنگ بادشاہ کا دل اپنے چنگ اختیار مین کرلیا سلطنت کا کاروبار بیگم کے دست اقتدار مین آرہا عشق کے نشہ نے ایسا بیخود کیا کہ معشوق کے سوا دنیا اور مافیہا کی خبر نہ رہی سے ہوا جام الفت سے سرشار مبتغ دست چھوڑ شاہی کے سب کاربس ٭ نہ تھی فکر کشور نہ پروائے تاج رہی جام و معشوق کی احتیاج ٭ نورجہان فرقۂ نسوان مین ممتاز سرمایۂ ناز و نیاز تھی فرط شعور سے مردون کو خجل کرتی طبیعت تھی موزون اکثر شعر کہا کرتی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ بادشاہ کا فقط نام رہگیا باقی کل کام نورجہان کرنے لگی اکثر بادشاہ کا کلام تھا کہ سلطنت نورجہان کو مبارک ہو مجھے شراب اور کسیقدر سدرمق سے کام ہی اور کچھہ نچاہیے نورجہان جہروکہ مین بیٹھتی تھی اور امرا حاضر ہوکر مجرا کرتے تھے امرا کے نام جو فرمان صادر ہوتے تھے اوسپر یہ توقیع لکھا جاتا ۔ حکم علیہ عالیہ مہد علیا

نورجہان بادشاہ اور اوسکی مہر کا سجع یہ تھا ؎ نورجہان گشت بحکم الٰہ ٭ ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ ٭ اگرچہ خطبہ بیگم کے نام تھا مگر سکہ مین اوسکا نام یون تھا ؎ بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور ٭ بنام نور جہان بادشاہ بیگم زر ٭ اسکا باپ اعتماد الدولہ کل کی وکالت پر سرفراز تھا اور ابو الحسن نامے بیگم کا بڑا بھائی اعتقاد خان کے لقب سے میر سامانی پر مقرر ہو کر دوبارہ آصفخانی کے عہدہ پر ملتزم ہوا لیکن اسکے علاقہ دار جتنے کہ غلام اور خواجہ سرا خانی اور ترخانی خطاب سے مفتخر ہوئے

خان عالم کا واپس آنا ایران کی ایلچی گری سے

جلوس بادشاہی کے دسوین سال خان عالم ایران سے لوٹ کر مشرف ملازمت سلطانی ہوا اور زنبیل بیگ ایلچی فرستادہ شاہ عباس فرمانروائے ایران بھی خان عالم کے ہمراہ باریاب ملازمت ہوا جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بادشاہ ایران نے خان عالم سے بہت کچھ التفات کیا ہے اور اوسکے مصاحبت سے خوشنود رہا ہے یہانتک کہ اوسکے قیام گاہ مین بھی تشریف لایا اور بعد رخصت معاودت جب کہ خانعالم نے متصل شہر مقام کیا شاہ عباس نے وہان آکر مراسم وداع ظاہر کیے کہتے ہین کہ کسی ہندوستانی ایلچی نے ابتدا سے آج تک ایسی خوبی سے سفیری نہین کی ہے اسوجہ سے جہانگیر بادشاہ اور نورجہان بیگم نے خان عالم کو فراوان عنایت اور الطاف سے سرفرازی بخشی اور اضافۂ منصب اور نیز دیگر عنایات شایستہ سے خوشنود کیا

ذکر کوچ کرنا بادشاہ کا احمد آباد گجرات کی سیر و شکار پر

بارہوین سال جلوس کو شہر پایۂ والاجاہ گجرات کی سیر کو برآمد ہوا جب یہان جا پہونچا شہر کی آب و ہوا مخالف طبع اقدس ہوئی اور وہان کے رہنے سے مکدر ہوا آخر دریا سے شور کے متوجہ کو دل لہرایا جو احمد آباد سے تیس کوس ہے تک شور افگن تھی اور اسکی کیفیت نے غنچۂ افسردہ طبیعت کو کھلایا خیر النسا بیگم بنت خانخانان نے التماس کیا کہ جو خانخانان کا باغ گجرات مین بہار آرا ہے وہان ار رنجہ شاہی کرے اور یہ التماس مقرون بقبول ہوا چونکہ موسم خزان کی دست برد ہی تھی درخت زار جامۂ سبز و نام سے ننگے کھڑے تھے سرو کے مانند ہر شاخ برگ و بار سے آزاد تھی اس عفیفہ کے بموجب حکم صناعان چابکدست نے سبز پارچے دکھلایا کہ کاغذ رنگارنگ سے تختۂ چمن روکش بہشت بنایا کاغذی پھول پھل ایسے بنائے جنکی شناخت سے میاخۃ دست قدرت شرمائے عجب بختہ کاری کی کچا پکا گلاستہ اور ہر رنگ کے میوے کا جلوہ دکھایا بلبل ہزار تلاش کرے مصنوعی پھولون پر عنادل کا غنچہ بیٹھا تھا جب بادشاہ نے اس بہار نما خزان فریب مین پیر رکھا گلہا سے

زنگاز نگ کے سیر و تماشے سے محو حیرت ہوا پہلے چاہا کہ کوئی پہول توڑے جب صناعی سے خبر ملی نہایت تحسین و آفرین فرمائی وہان سے دار الخلافت کو معاودت ہوئی

بیان کیفیت ولادت شاہزادہ محمد اورنگ زیب ولد شاہزادۂ خورم مشہور بشاہجہان

پیشتر ازین ۱۰۱۹ھ نیسویں ۹ صفر دسوین سال جلوس کو ممتاز محل آصف خان کے لڑکی سے سلطان دارا شکوہ اور گیارہوین سال سلطان شجاع تولد ہوئے تھے جب پادشاہ گجرات سے معاود ہوکر موضع دہود کے اطراف مین آیا گیارہوین شہر ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ ہجری مطابق تیرہوین سال جلوس کے محمد اورنگ زیب ولادت آفتاب عالمتاب تاریخ ولادت کا مادہ ہی

جادہ اور منارہ وغیرہ کا نصب ہونا جہانگیر آباد اور لاہور مین

چودہوین سال جلوس کو حکم ہوا کہ اکبر آباد سے لاہور تک فی کوس منارہ اور دو دو کوس کے بعد پختہ کنوین اور راستہ مین دو رویہ درختان سایہ دار بارآور کی قطار ہو تاکہ مسافرون کو جاے آسایش اور اوسکے پہل خورش ہو اگرچہ درختون کے اختراع شیر شاہ کے عہد مین ہوئے لیکن اس بادشاہ نے تجدید کی۔ فرمان بردارون نے جلد تعمیل کی شاہزادگی عہد مین بادشاہ نے ایک موضع شیخو پور نام پنجاب مین ساسوبلے کے متصل اپنے نام پر آباد کیا تھا شیخ پور کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ عہد طفلی مین جہانگیر کو شیخو کہتے تھے بدین وجہ کہ شیخ سلیم چشتی کی دعا سے انکی پیدایش ہوئی تھی اور وہان پر مختصر سی عمارت بھی تعمیر کرائی تھی غرضکہ اوسکے اطراف مین شکارگاہ مقرر کیا تھا اب کہ تاج و تخت نصیب ہوا اوسکا نام جہانگیر آباد رکھا اور چند دیہات شامل کرکے پرگنہ مقرر کیا اور سکندر قراول کے جاگیر مین عطا فرمایا اور اُسنے بموجب حکم عمارات عظیم اور تالاب و منارہ کی تعمیر کرائی۔ سکندر کے بعد ارادت خان کے نصیب جسکے کار عمارت اوسکے تفویض ہوا بہرحال ڈیڑہ لاکھ روپیہ صرف ہوا اوسی زمانہ مین آٹھ لاکھ کے خرچ سے دار السلطنت لاہور مین اقسام مکانات دولتخانہ کی تعمیر ہوئی

بیان ممانعت حقہ کشی

اول اول جزایر فرنگ سے تماکو برآمد ہوئی ہی اور اطبا نے تجویز اور تشخیص کرکے اوسکی دود کشی بطور معہود بعض امراض کے مفید سمجھا ہی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ ہر شخص اسکا ہمدم ہوا لیکن بیشتر ملک فرنگ سے کمتر لاتے تھے آخر اسکا تخم لاکر ہندوستان مین کاشتکاری ہوئی اور کسان کو فائدہ ہوا اور اوسکے حاصلات اور اجناس پر فوقیت لی گئی عہد جہانگیری مین نہایت کثرت ہوئی جسے پاپا تماکو سے خوشدل تھا۔ یہان تک کہ ہمدمون کے واسطے کل اکل و شرب پر تحفہ مقرر ہوا تلخی اوسکی شکر لبون کو پسند ہوئی اور خاطر

اس حرارت مین جو رسند - خیر جب اسکا رواج درجۂ غایت کو پہونچا - بادشاہ نے اوسکے انسداد کی کوشش کی اور اپنے حکم کے اجرا مین بنا بر دفع ایسی رائین کین کہ اکثرون کے اونھہ کٹاڈالے - مگر وہ ترا قا بند ہا ہوا تھا کہ کسیکا مدار یا خیال حکم شاہی پر نتھا

بعض عجیب سانحات کا اظہار

لوگون نے عرض کیا کہ اکبر آباد مین ایک مرتبہ کسی عورت کے تین لڑکیان متولد ہوئین تھین - اور اب بھی اوسی عورت کے ایک لڑکا اور دو لڑکیان تولد ہوئین ہین اونکا سر رشتۂ حیات ہنوز منقطع نہین ہوا - دوسرے یہ کہ ایک سونارن اول مرتبہ حاملہ ہوکر بارہ مہینے مین جنی اور دوسری بار اٹھارہ مہینے - اور تیسری باری مین بعد دو برس کے وضع حمل ہوا - اس مابین مین کاروبار خانہ داری مین کچھہ گرانباری تھی اور کسی طرح پر اوسکو مشکل تھا - ایک مرتبہ کسی مالی کی لڑکی بادشاہ کے ملاحظہ مین آئی جسکی داڑھی مونچھہ مدیدار ایک مالی کے داڑھی سینہ پر بھی بال اور پستان ندارد وضع مردانہ آشکار - حکم ہوا کہ کوئی عورت اسے گوشہ مین لیجا کر پردہ کا حال دریافت کرے اوسنے عرض کیا کہ مخصوص عورت ہی ہے - اسی عرصہ مین کسی قلندر نے ایک شیر دلبر لعلخان نام رکھکر پالا - اور حضور مین نذر گذرانا بادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکے ساتھہ کشتی کرین تماشائیون مین جوگیون کا گروہ بھی اکٹھا ہوا - اوسمین ایک جوگی برہنہ نظر آیا شیر نے اوسکے ساتھہ جسطرح مادہ سے جفتی کہاتے ہین ملاعبت کی جب انزال ہوا علاحدہ ہوگیا حکم ہوا کہ اوس شیر کو زنجیر و قلادہ سے آزاد کرکے زیر جھروکہ چھوڑ دین اسطرح قریب پندرہ شیر کے نر و مادہ چھوڑ دیئے گئے آخر کار ان سے بچے ہوئے کسیکو مطلق آزار نہ دیتے تھے - چند روز دن کے بعد چیتے بھی چھوڑے گئے - اور اونکا بھی تولد تناسل ہوا - کسی نے عرض کیا کہ حکیم علی نے اپنے مکان مین ایک حوض بنایا ہی جسکے کئی گوشون مین مکانات روش پاٹی کی نیچے بنائے گئے ہین اور اوس مکان مین کپڑے اور کتب رکھے ہوئے ہین ایسی ترکیب ہی کہ پانی وہان نہین جا سکتا جو شخص وہان کی سیر چاہے برہنہ ایک لنگی باندہ کر اوس حوض مین غوطہ لگائے اور اوس گھر مین پہونچتے ہی وہان پر خشک لباس جو اول سے رکھدیا ہی پہنے بارہ آدمی کے بیٹھنے کی وہان جگہ ہی - آخر جہانگیر شاہ نے اسی قاعدہ سے وہان کی سیر کی - اور حکیم علی کو دو ہزاری منصب عطا ہوا - ایک مرتبہ تعلقۂ پنجاب کے دیہات جالندہر مین بجلی گری بارہ گز عرض و طول مین ایسا شعلہ خیز ہوا کہ زرستی کے آثار تک نرہے محمد سعید جالندہر کے حاکم نے وہان پر جاکر زمین کھودانا شروع کی جسقدر کھودتے حرارت زیادہ ہوتی آخر پانچ چھہ گز کے بعد آہن گرم کے طور پر ایک ٹکڑا پایا اسقدر گرم تھا کہ گویا

اسیوقت آتشکدہ سے نکلاہی - اور ہوا پاتے سرد ہوا اور بجنسہ دربار شاہی مین آیا بادشاہ نے
داؤد آہنگر کے حوالہ کیا اوسنے ایک حصہ اور لوہا ملاکر ایک خنجر ایک کارد دو شمشیر بنالایا اور مقبول بندگان
درگاہ ہوا خدا جانے لوہار نے اوسی ٹکرے سے یہ چیزین بنائین یا کسی دوسرے لوہے سے غرض بادشاہ
کو راضی کردیا ایک مرتبہ جہانگیر کسی فقیر کے دیدکو متہرا آیا جسکی خدارسیدگی بہت کچھہ سنتے تھے
چونکہ وقت نماز شام تھا جب نماز سے فارغ ہوا پانچ نقیر اور جو اوسکے مرید تھے اوس فقیر کے برابر
کھڑے ہوکر دست بدعا ہوئے ناگاہ ہوا سے سات سو اشرفی طلائی برسی درویش نے نصف بادشاہ
کے نذر کی اور کہا کہ خزانہ مین رکھدیجئے خدا چاہے تو کبھی کمی نہو اور نصف اپنے ملازمین کو عطا فرمائین
بادشاہ کو تعجب ہوا جب رخصت ہوکر چلا اثناے راہ مین خیال کیا کہ حیف درویش سے مینے ہاتھہ
نہین ملایا اوسوقت اوس فقیر کا غلام آکر کہہ گیا کہ تمہارا دست بوس فقیر کو پہونچ گیا بادشاہ کو زیادہ
تعجب ہوا کہ آیا یہ حرکات منجملہ کرامات ہین یا سحر و جادو شعبدہ گری آخر کو دریافت سے معلوم ہوا
کہ اوسکے اعمال کا نتیجہ ہی ہے ؎ کاسے ارخاک گیر زر نشود تا قصے راسیم خاکستر نشود

ذکر بازیگران بنگالہ کی شعبدہ گری کا

اول بازیگرون نے چند قسم باردار درختون کی تخم ریزی کی - اور سو بار اوسکے گرد گھومکر جادو پڑھا
دفعتاً اوگنا شروع ہوا چشم زدن مین توت سیب نارنگی آنب اناس انجیر چھوہارا وغیرہ کے جو
یہان پیدا نہین درخت بڑھکر نہال ہوئے اور آہستہ آہستہ بلند ہوکر حد کمال کو پہونچے اور پھول
پتا نکلا اور پھل پختہ ہوئے بازیگرون نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو ان درختون کے پھل کھلائے جاوین
بعدہ بموجب ایما چند بار کچھہ پڑھکر پھونکا ہر ایک درخت مین پھل آشکار ہوا اور حاضران دربار نے
کھایا بعد ازان مرغان نوا سنج نے ڈالیون پر نمود ہوکر نغمہ سرائی شروع کی واہ کیا سبز باغ تھا کہ تھوڑی
دیر مین پلک جھپکاتے خزان نے چشم زخم دکھلایا اس روش سے جیسا کہ پتی کا پتا نرہا - اوس رات کو
جو نہایت تاریکی تھی ایک نے یہ کیا کہ فقط ایک لنگوٹا باندھکر چکر کھاکر چادر اوٹھالی اور چادر کے اندر
آئینہ حلبی رکھا اوسکے شعاع نے وہ نور دکھلایا کہ خورشید محشر شرمایا دس کوس تک کے مسافرون
سے دریافت ہوا کہ اوس رات کی روشنی اونھین بھی معلوم ہوئی بلکہ یہ کلام ہوا کہ اوس روشنی کے
برابر کسی دنمین ایسا لمعہ نہین دیکھا دیگر سات نفر نے ایک ساتھہ ایک ہی سر مین ایسا گایا کہ تمیز
دوئی کی نہو سکتی تھی دیگر سو تیر تک سر کرتے تھے اور متواتر معلق رکھکر کہتے تھے کہ جسوقت حکم ہو
زمین سے ایک تیر کو آگ لگا دین اور جسے حکم ہوتا شمع لیکر جسکے جانب جو اشارہ کرتے اوسی تیر مین

آگ لگ جاتی باوجودیکہ سوگز اونچائی مین تھے بلکہ یہ تماشا تھا کہ جسقدر حکم ہوتا اوسقدر آگ پہونچتی
دیگر پچاس تیر پیکان دار مع کمان نکالے - انمین سے ایک تیر چلایا وہان ہوا پر جاکر ٹھہرا -
بعدہ یکے بعد دیگرے باہمدگر چھدنا شروع ہوئے تاآنکہ اونچاس تیر پیہم باہمدگر ملحق ہوتے گئے
اور پچاسوین نے ہر ایک کے بند ڈھیلے کر دیے دیگر بیس من گوشت مع مصالح اور برنج
اور پانی کے چولھے پر چڑھا اونسنے بدون آتش زنی کے جوش کیا اور بعدہ نکالکر سو نفر کی خورش
کی دیگر ایک فوارہ خشک زمین پر نصب کیا - تین مرتبہ اوسکے گرد چکر کیا دس گز بلند فوارہ
نکلنے لگے اور ہر گھڑی تازہ رنگ پانی نکلتا تھا اور گل افشان ہوتا اور فوارہ کے پانی سے زمین نہین
تر ہوتی تھی تخمیناً ایکساعت نجومی تک یہ تماشا رہا - جب فوارہ اوٹھایا پھر کہین نشان نپایا پھر دوبارہ
فوارہ نصب کیا ایکطرف سے فوارہ اب دوسرے کنارے سے شرر افشانی تھی یہ تماشا بھی دو گھڑی
رہا دیگر ایک شخص نے کھڑے ہوکر دوسرے کو اپنے کندھے پر چڑھا لیا اسیطرح ساٹھ نفر
بالائے ہمدیگر سوار ہوئے تب ایک نے آکر اسکا تیر مع اون پہلون کے اوٹھا کر آویزش کی - اور
اول مرد نے قوت کرکے اپنے تئین اوس سے چھوڑایا اور آدمیون کو لیے ہوئے میدان مین پھرتا تھا -
دیگر ایک نفر کے جملہ اعضا فرد فرد کاٹ کر زمین پر چھوڑ دیا اور ایک بازیگر چادر کے پردہ مین بیٹھکر
تھوڑی دیر کے بعد جو بر آمد ہوا وہ شخص صحیح ایسا تھا کہ زخم کے آثار کہین نہ تھے دیگر ایک شخص نے
سوت کی انٹی کا سرا پکڑکر باقی انٹے کو ہوا پر پھینکدیا - اور آنکھون سے ناپدید ہوئے اوسوقت
ایک شخص آمادہ سفر ہوکر آیا اور یارون سے بولا کہ میرے دشمن ہوا پر کھڑے ہین یہ کہکر وہی سرا سوت کا
پکڑکر آسمان کو چڑھنا شروع کیا چندانکہ نظر سے پنہان ہوا - چند ساعت کے بعد اوس ریسمان سے
قطرات خون اور نعش اعضاے بدن اور سر اور سامان وغیرہ سب زمین پر آپڑا اوسوقت اوسکی
بی بی نے اعضا فراہم کرکے بعد اجازت بصد گریہ وزاری ستی ہوگئی - کچھ عرصہ نگذرا تھا کہ وہی شخص
اوسی طمطراق سے آسمان سے اوترا عرض کی کہ بادشاہ کے اقبال سے دشمن پر فتح پائی جو اعضا وغیرہ
کٹ کر گرے تھے وہ میرے دشمنون کے ہین - جب بی بی کا حال معلوم ہوا نالہ و فریاد شروع کیا
یارون سے کہا یا تو میری بی بی پیدا کردو ورنہ مین اپنے تئین آگ مین جلاتا ہون - جب وہ جلنے کو
آمادہ ہوا ناگاہ عورت نے موجود ہوکر عرض کی کہ اے شوہر کیون عبث جلتا ہے مین زندہ ہون اور ایک
ہتیلی دکھلادی جسمین کچھ نتھا بعدہ اوسکے اندر سے دو خروس خوش بانگ نکالے دونو باہم جنگ پر
مایل ہوئے جب یہ دونو باز ڈہیکارتے اوسکا شمر رہوتا تھا ایک ساعت نجومی کے بعد جب [illegible]

جب اونھین ہٹایا کبک رنگین نے پر و بال نکالے - دامن کہسار کی نغمہ زنی آشکار ہوئی بعدہ دو
کالے سیاہ کفچہ ظاہر ہوئے دہن باز کفچہ برداشتہ پشت اونکی قرنبری آبسمین پیچان ہوکر مستانہ
گرے اور غایب ہوئے دیگر ایک حوض زمین پر کھود کر سقہ سے پانی بھرایا اور چادر ڈالکر ایسا
یخ بستہ کیا کہ ہاتھیون کے گذر سے بھی شکستہ نہوا دیگر دو خیمہ بمقابلہ ایک تیر کے فاصلہ پر کھڑے
کیے بعدہ ایک شخص اوسمین اور دوسرا دوسرے مین جاکر عرض کرنے لگے جس جانور کو حکم ہو نکلواکر
لڑاوین حکم ہوا شتر مرغ فوراً لڑائی دکھلائی اسطرح جس جانور کو حکم ہوا فی الفور روبرو آیا - دیگر
پانی سے بھر طشت زمین پر رکھا ایک نے پھول ہاتھہ مین لیکر کہا جس رنگ کا حکم ہو پانی مین ڈالکر
مشاہدہ کراوین پھول زرد تھا پانی مین ڈالکر نارنجی ہوا اسی طرح اوسکو سو مرتبہ پانی مین دھوکر ہر بار
نئے رنگ سے ظاہر کیا اسیطرح سوت کو بھی پانی مین ڈبوکر چند رنگ کا دکھلایا اور چند قسم پر رنگسازی کی
دیگر چار پہلو قفص مین ہر طرف سے نیا جانور دکھلایا ایک طرف سے بلبل اور ایک طرف سے طوطی کا
جوڑا ایک طرف سے کبک کا جوڑا ایک طرف سے جانور سرخ رنگ دکھلایا دیگر ایک قالین بیس گز کا نکالا
جسکے ہر بار پلٹنے مین تازہ رنگ اور روپشت مین اولٹ ہوتا تھا دیگر آفتابہ کلان مین پانی بھر کر جو اونڈیلا
پانی کے بعد آگ بھی نکلی - جوال دورخہ کلان مین اس سرے سے تربوز ڈالا اور دوسری طرف سے
کشمش اور انگور نکالا اسطرح ڈالتے کچھہ نکالتے کچھہ دیگر ایک شخص نے منہ سے تخمیناً چار گز
کا لمبا سانپ دوسرے نے نکالا اسیطور سے بیس سانپ تک اوسکے منہ سے نکالے اور اون
سانپون کو زمین پر چھوڑ دیا - دیگر آئینہ لیکر ایک پھول کو کئی رنگ سے اوسمین دکھلایا - دیگر
اول خالی امرتیان دکھلائین بعدہ کسی مین شہد کسی مین شکر وغیرہ شیرینی لبریز پائی اہل محفل
کی خورش ہوئی بعدہ صاف ستھرا دکھلا دیا دیگر کلیات سعدی شیرازی دکھلاکر جو کیسہ مین
دیوان حافظ نکالا اور اس کیسہ مین رکھکر دیوان سلمان ساوجی اوسکے بعد دیوان انوری وغیرہ
برآمد کیے - پچاس گز کی زنجیر اوپر کو پھینکی ناپدید ہوئی بعدہ شیر و پلنگ وغیرہ اوس زنجیر کو
پکڑکر اوپر چڑھ گئے تھوڑی دیر مین وہ زنجیر کھنچ گئی مگر جانورون کا پتا نملا دیگر لنگری مین گوشت
و نمود دکھلاکر جب بند کیا تو لنگری پر قبولی کشمش اور بادام اور قیمہ کی تھی پھر سرپوش رکھکر دوبارہ
کھولنے مین کلہ اور پاچہ تھا اسطرح چند مرتبہ چند طور پر دکھلایا دیگر انگشتری یاقوتی چھنگلیا
نکالکر جب دوسری انگلی مین پہنی الماس کی ہو گئی اوسکے بعد تیسری مین فیروزہ کی دیگر بیاض
سفید بادشاہ کے ہاتھہ مین دی اول بجز سفید کے کچھہ نظر نہ آیا تھوڑے عرصہ مین اول ورق

سرخ افشان اور لوح پرکار سے آراستہ تھے دوسرا آسمانی افشان دو عورت و مرد کی باگرہ برابر تصویر بنی ہوئی تیسری زمین زرد رنگ شیر و گاو کی ہیئت دوسری مین رنگ سبز افشان کیا ہوا نمونہ باغ اور درختان سرو اور گلہاے بسیار شگفتہ اور درمیان مین عمارت تھی یہ دوسرے مین کاغذ اور میدان رزم کی نمایش اسطرح پر کہ دو سردار باہم گرم پیکار تھے خلاصہ یہ کہ ہر ورق مین تازہ رنگ بو تھا۔ خلاصہ دو شبانہ روز یہ مجلس بیرنگ کا رنگ جما رہا درگاہ شاہی سے پچاس ہزار روپیہ نقد اور خلعت فاخرہ عطا ہوا اور شاہزادہ خرم شاہجہان وغیرہ شاہزادون اور امرا نے انعام فرمایا کُل دو لاکھ روپیہ اونکو ملا جہانگیر نامہ مین بادشاہ نے یہ حال اپنے خاص قلم سے مفصل تحریر فرمایا ہی اور راقم نے جس کتاب سے لکھا اوسمین اسیقدر تحریر تھا اگرچہ معقول نہین ہی

تسخیر کانگڑہ کا بیان

تیرہوین سال جلوس کو شیخ فرید مرتضی خان میر بخشی نے تسخیر قلعہ کانگرہ کو رخصت پائی اور راجہ سورجمل ولد راجہ باسو جو کہ اپنے باپ کے بعد دوہزاری منصب پر سرفراز تھا اوسکے ہمراہ گیا راجہ سورج مل نے اچھا ساتھہ نباہا کہ باہم مخالفت پیدا ہوئی شیخ نے یہ اختلاف حضور مین لکھا اور راجہ نے شیخ کی بدمزاجی شاہزادہ خرم کے خدمت مین لکھی اسی مابین مین مرتضی خان نے دنیا کے جھگڑے سے نجات پائی اور راجہ سورج مل حضور مین طلب ہوکر شاہزادہ کے ہمراہ مہم دکھن کو رخصت ہوا کانگڑہ کی فتح ملتوی رہی بعد ازان کہ ملک دکہن فتح ہوا اور شاہزادہ نے معاودت کی راجہ سورجمل امرا کے توسل سے شاہزادہ کی خدمت مین قلعہ کانگرہ کے فتح کو مقرر ہوا اور شاہزادہ نے حضور سے اجازت حاصل کرکے لشکر ہمراہ کر دیا اور محمد تقی اپنے بخشی کو ہمراہی مین روانہ کیا جب کوہستان پہونچے محمد تقی بھی راجہ سے مخالف ہوا جب شاہزادہ کو نااتفاقی کی خبر ملی محمد تقی کو بلاکر اسکے عوض مین راجہ بکرماجیت برہمن کو جو عمدہ دلاوران شہزادہ سے تھا روانہ کیا اس اولٹ پھیر مین راجہ سورجمل نے فرصت غنیمت جانی بغاوت کرکے شاہزادہ کے لشکر سے لڑپڑا اور سید صفی بارہہ کو مع اوسکے برادران وغیرہ کے مار ڈالا اکثر پرگنات اور محالات خالصہ جو پرگنہ پٹیالہ اور کلانور مین تھے غارت کیا اس وقت مین چونکہ راجہ بکرماجیت نزدیک پہونچا راجہ سورجمل اسکی تاب نہ لاکر محصور ہوا اور تھوڑی سے لڑائی مین قلعہ بھی مفتوح ہوا راجہ سورج مل نے راہ فرار اختیار کی پہاڑون کے گھاٹیون مین جا چھپا جگت سنگہ چھوٹا بھائی راجہ سورج مل کا چار صدی منصب مین بنگالہ پر تعینات تھا جب راجہ سورجمل نے اسطرح سر اوٹھایا مطابق تجویز راجہ بکرماجیت کے شاہزادہ نے بادشاہزادہ کے حضور مین عرض کرکے جگت سنگہ کو بنگالہ

سے بلایا اور بعد حاضری نامبردہ کو ہزاری ذات اور پانسو سوار اور خطاب راجگی عطا فرما کر
ملک موروثی کو رخصت دی بموجب حکم بادشاہ کے واقع متھرا بو راجہ سورج مل کا مسکن تھا
نور پور نام ایک شہر نور جہان کے نام سے تعمیر ہوا اور راجہ جگت سنگھ کانگڑہ فتح کرنیکو
راجہ بکرماجیت کی ہمراہی مین متعین ہوا۔ کانگڑا ایک پرانا قلعہ ہی لاہور کے اوتر طرف کوہستان
مین ۲۳ برج اور سات دروازہ ہین اندر میدان اوسکا ایک کوس پندرہ جریب طول اور دو
کوس دو جریب ارتفاع اور ایک سو چار گز عرض ہی اور دو حوض یعنی بڑے تالاب ہین اسکے
بنیاد کی کسیکو تاریخ معلوم نہین اور نہ کسی کتاب مین لکھا اور نہ کسی فرمان رواے دہلی نے
عہد اکبری تک فتح پائی القصہ راجہ بکرماجیت نے محاصرہ کرکے رسد وغیرہ پہونچنے کی راہ بند کی
اور ادہر امید مین بھی ایسے قلعہ کا تسخیر ہونا لکھا تھا۔ قلعہ کے ذخیرہ جسقدر تھے خرچ ہوگئے
اور جو بچا تھا اوسمین کیڑے پڑگئے اسپر بھی چار مہینے تک محصورین نے سبز ترکاریان جوش
کرکے روح کو سبز رکھا جب جان پر نوبت آئی اور کوئی تدبیر نہ چلی ناچار راجہ تلوک چند نے پناہ
چاہی اور قلعہ کی کنجیان راجہ بکرماجیت کو حوالہ کردین اور راجہ جگت سنگھ کی بانہہ تھے حضور
شاہی مین حاضر ہوا غرہ محرم سنہ ۱۰۳۱ سنیچر کے روز کو یہ قلعہ فتح ہوا راجہ بکرماجیت نے عنایات خسروانہ سے سرفرازی حاصل کی

سیر کانگڑہ کے بعد کشمیر کی طرف رایات عالیات کا کوچ کرنا

جب جہانگیر بادشاہ نہضت فرما کر روانہ ہوا تلواسہ کے مقام پر اعتماد الدولہ نے قضا کی اور موضع
مذکور مین ساحل دریاے بیاہ پر مدفون ہوا اور بلند عمارت اوسکے مزار پر تعمیر ہوئی اوسکا مال
و اسباب جاگیر وغیرہ نور جہان بیگم اوسکی لڑکی کو ملا اسکا مقبرہ اوس موضع دریاے بیاہ کے
کنارے بڑی تزک کا طیار ہوا جب بادشاہ وہان سے صحرا نورد ہوکر مقام سیبہ مین آیا یہان
سے راہ تنگ تھی بندانشکر چھوڑکر چند صاحبان خدمت کے ہمراہ سرکار کانگڑہ کو متوجہ ہوا۔
اور سیبہ سے چلکر چار منزل پر بنگنگا کنارے خیمہ گاہ ہوا راجہ سینہ نے جو کانگڑہ سے پچیس کوس پر
واقع ہی اور کبھی مطیع دہلی نہوا تھا اپنے بھائی کو مع پیشکش لائق روانہ حضور جہانگیر شاہ کیا۔
الغرض بادشاہ نے قلعہ کانگڑہ کی خوب سیر فرمائی اور بانگ نماز وغیرہ شرائط اسلام ادا کرکے حکم دیا
کہ مسجد بنے بعد ہ دولت مین جو شکرہ نے بنچہ پر آیا ایک جبر کلان جسکا نشان آغاز پانڈوان کے عہد کا دیتے
ہین اور نہین معلوم ہوتا کس وقت کا بنا ہوا ہی پلا جسکی حرکت خود بخود بہت کے گرد جنج لی ہی بادشاہ نے
وہان پر اپنی طرف سے ایک طلائی چتر آویزان کرایا وہان چند روز سیر کرکے جوالا مکھی کو سدھارا۔

کانگڑہ سے بارہ کوس پر کوہ کلان ملک ہندکے نیچے واقع ہی اس مکان مین شبانہ روز آگ روشن
ہوا کرتی ہی بعض نے کان گوگرد کا خیال کیا اور شعلۂ آتش اوسکے نتیجہ مین ہین بادشاہ کوتہ فہم نے
شعلہ خیزی دیکھکر زمین کھدوائی پانی چھڑکا یا جب گوگرد کا نشان نپایا۔ اور آگ کی تب و تاب
نہ بجھی کرامات کا معتقد ہوا نئے سر سے اوسکی درستی کرائی بلکہ اول سے زیادہ استوار بنایا۔
کہتے ہین کہ سلطان فیروز نے بھی اپنے عہد خلافت مین جوالا مکھی جاکر خاک اوڑائی تھی مکان کھودا
مگر تجلی مدعاے حقیقی کے دیکھنے سے آنکھہ بند رہی شاید معادن نفت کا قصہ ان احمقون نے
نہین سنا تاکہ یہہ سمجھین یہ شعلہ حری اونکے روبرو چنگاری کے برابر ہی لہذا محل تعجب اور خیال
کرامت ارباب عقل کے نزدیک نہین ہوتا ہی بلکہ اگر شعلہ خیزی نہو تو تعجب ہی الغرض بادشاہ
وہان کی سیر سے دل سیر ہوکر کشمیر کو سدھارا اگرچہ راہ کی نشیب و فراز سے اونچا نیچا بہت کچھہ
دیکھنا پڑا مگر کشمیر پہونچتے تلافی مافات ہوا بہار عنبر شمیم نے ساری گرد صعوبت دور کی ہواے روح افزا
نے طبیعت مسرور کی مقام کشمیر مین ایک روز سلطان شجاع شاہزادہ خرم کا لڑکا دولت خانہ
مین کھیل رہا تھا اتفاقاً کھیلتے کھیلتے دریا کے طرف جو دریچہ تھا وہان پہونچکر اوندھا گر پڑا وصال
ٹاٹ تہ کرکے وہان رکھا اور ایک فراش بیٹھا تھا سلطان اوس پلاس پر پہونچ اور فراش کی
پشت سے بڑھکر سات گز کی بلندی سے نیچے جاگرا مگر حافظ حقیقی کی حفاظت تھی کچھہ صدمہ نہ
پیش ازین چار مہینے گذرے تھے کہ چوبک راے نجومی نے عرض کیا تھا کہ سلطان جاے بلند سے
گریگا مگر صدمہ نہوگا اس واقعہ سے اس منجم کی آبرو بڑھی اور بہت سا صدقہ اور خیرات عمل مین آیا
بعدہ بادشاہ نے ہندوستان کی عزیمت فرمائی چونکہ ضیق النفس کے عارضہ سے بادشاہ کو آب و ہواے
ہندوستان کی ناموافق معلوم ہوئی لہذا ہر سال اوایل بہار مین کشمیر جاتا اور فصل زمستان مین ہندوستان آتا

شاہزادہ شاہجہان کا بغاوت اختیار کرنا

اس شاہزادہ کا ماجرا یہ ہی کہ دوسرے سال کے جلوس مین منصب ہشت ہزاری ذات اور چار ہزار
سوار سے معزز ہوا بعد ازان جب آٹھوین سال مرزا ابو الحسن آصف خان ولد اعتماد الدولہ کی لڑکی
اسکے نکاح مین آئی اور ممتاز محل سے مخاطب ہوئی منصب دہ ہزاری اور پنجہ ہزار سوار کا پایا اور
بعد چندگاہ کے منصب پندرہ ہزاری اور آٹھہ ہزار سوار کا ملا جب ولایت رانا کی فتح کرکے اوسکے
لڑکے کو حضور مین لایا منصب بست ہزاری ذات اور بیس ہزار سوار سے مفتخر ہوا بادشاہ ہمیشہ
رعایت کرتا تھا اور نور جہان بھی بادشاہ کا پاس خاطر اور نیز اپنے بھائی آصف خان کی جبکہ یہ داماد

تھا شاہزادہ کی خاطر داری ملحوظ رکھتی تھی جب کہ نورجہان بیگم کی لڑکی جو شیر افگن خان سے حاصل
ہوئی تھی سلطان شہریار برادرزادۂ جہانگیر کے نکاح مین آئی۔ اور نیز نورجہان کا اقتدار کلی ملک و مال
مین ہوا اپنے داماد سلطان شہریار کی زیادہ تر خاطرداری کرنے لگی شاہزادہ شاہجہان جب دکن سے
فراغ کرکے ماندون آیا باعتماد سابق پرگنہ زہول پور اپنے جاگیر مین لکھکر گماشتہ مقرر کردیا اور اطلاع کی
اتفاقاً قبل پہونچنے اسکی عرضداشت کے نورجہان بیگم اوس پرگنہ کو شہریار کی تنخواہ مین مقرر کرچکی تھی
اور سلطان شہریار نے بھی شریف الملک کو اپنا گماشتہ معین کردیا تھا دونون گماشتوان مین جھگڑے
اوٹھے اور اسی چشم زخم مین شریف الملک زخم تیر سے آنکھہ کھو بیٹھا۔ طرفۃ العین مین حرم سرائے سلطانی
مین عجب طرحکی پریشانی ہوئی شاہزادہ نے عجز و انکسار کی عرضداشت روانہ کی اور اپنے دیوان افضل خان
کو بھیجا کہ بہر صورت غبار شورش دور کرے مگر بدنگاہون نے دیدہ و دانستہ ایسے تیور بدلے کہ صلاح ہونی
بلکہ اون شوخ دیدون کی عین کوتہ بینی سے نورجہان بیگم نے آنکھہ بھون سکوڑی یہ مدنظر ہوا کہ اپنا بھائی
آصف خان۔ سلطان شاہجہان سے موافق ہوگیا یہ امر بیگم کو نہ بھایا لوگون کی دلگرمی سے دل مین
یہ اومنگ اوٹھی کہ مہابت خان کو کابل سے بلاکر شاہزادہ اور آصف خان کو ذلیل کرانا واجبات سے ہے
آخر اوسکے نام فرمان بارہا ہوئے اوسنے ہر بار عذر لکھا۔ آخر مرتبہ یہی صاف عرض کردیا کہ جب تک
آصف خان حضور مین ہے حاضری فدوی کی نہین ہوسکتی اگر فی التحقیق شاہجہان کا ذلیل کرنا منظور
ہے آصف خان بنگالہ بھیجا جاوے بادشاہ نے اسی بموجب آصف خان کو خزانہ لانے کے بہانے سے
بنگالے بھیجا اور امان الدولہ ولد مہابت خان کو سہ ہزاری ذات اور دو ہزار سوار سے سرفراز فرماکر
کابل کی نیابت پر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ خود حاضر ہو۔ حسب الحکم مہابت خان حضور مین آیا۔ شاہجہان
کی جاگیر جو دوآبہ مین تھی سلطان شہریار کی تنخواہ مین معین ہوئی جب شاہجہان کو اسکی سن گن ملی متوجہ
حضور بدر ہوا۔ بادشاہ نے بھی یہ بھنک پاکر لاہور سے اکبرآباد کا عزم کیا بداندیشون کے اغوا اور نورجہان
کے فریب سے اس بڑھاپے مین بادشاہ کی عقل مین فتور آیا کہ ایسے سعادتمند فرزند سے لڑنے کو نکلا۔
سپید داڑھی مین بڑھاپے کا دھبا لگایا۔ اکثر امرا کی بھی بسبب قیاسی سازش کے عزل و تہدید سے
تخلیف ہوئی اس مہم مین مہابت خان مدار المہام تھا لاہور سے نہضت کرنے کے بعد افواج قاہرہ
شاہجہان کے واسطے مقرر ہوئی اور شاہجہان نے اکبرآباد پہونچکر آمد پایتخت بادشاہی سنکر کوتہ
میوات کی راہ لی اور وہان سے خانخانان کے لڑکے اور راجہ بکرماجیت وغیرہ کو فوج معینہ کے لڑنے کو بھیجا
اور خود بھی کمر ہمت چست کرکے لڑنے کو آمادہ ہوا باہمدگر جنگ شروع ہوئی نوبت باینجا رسید

شاہزادہ کا لشکر غالب آیا اتفاق کی بات دیکھیے کسی طرف میدان لڑائی مین ایک بندوقچی پڑا تھا
جسکی بندوق بھری ہوئی اور فتیلہ روشن تھا جیو نہین کرپاجیت اوسکے قریب گیا قضارا بندوق چل گئی
چھاتی سے پار ہوئی جان نے جدائی کی اس واردات سے لشکر گھبرایا فوج بے سر ہوئی شاہزادہ نے فرار کی ملی فوج
بھی پیر اوٹھالے ماندون کو روانہ ہوا پادشاہ اس فتح سے اجمیر کو متوجہ ہوا اونہین دنون سلطان پرویز کو
پٹنہ سے جو حضور مین آیا تھا مہابتخان اور راجہ نرسنگہ دیو بوندیلہ اور راجہ گجسنگہ راٹھور اور راجہ
جی سنگہ کچھواہہ وغیرہ کے ہمراہ شاہجہان کے تعاقب پر معین کیا اور مہابتخان مدار المہام اور شاہزادہ
اتالیق مقرر ہوا جب فوج پادشاہی قلعہ ماندون کے قریب پہونچی شاہجہان نے رستم خان کو
مقابلے کے واسطے بھیجا رستم خان نے رستمی کا نام ڈبویا بیوفا بنکر مہابت خان سے جاملا۔ اس
نااتفاقی سے شاہزادہ کی جمعیت مین بڑا فرق ہوا آخر ماندو سے نربدا پار قدم بڑہایا۔ آسیر مین پہونچا اوسوقت
معلوم ہوا کہ خانخانان شاہزادہ کا ہمراہی مہابت خان مخالف سے متفق سررشتہ مکاتیب رکھتا ہے
اور اوسکے پاس جانے کا ارادہ کرتا ہے اس جرم سے مع اپنے فرزند داراب خان کے قید کیا گیا اور وہان سے
زیادہ اسباب اور حرم وغیرہ چھوڑکر خود برہانپور آیا خانخانان جو قید تھا صلح و آشتی کرانے کے حیلہ سے
نکل کر مہابت خان سے جاملا اسیطرح اکثرون نے جدائی قبول کی شاہزادہ ضرورت وقت دیکھکر
عین بارش مین برہانپور سے قطرہ زن ہوا اور گولکنڈہ اور مچھلی پٹن ہوتے ہوئے اوڑیسہ اور بنگالہ کو
چلا چند منزل گولکنڈہ کے حدود مین چلا تھا کہ قطب الملک وہان کے حاکم نے براہ مدد نقد و جنس غلہ وغیرہ
پیشکش بھیجا سلطان پرویز چند منزل تعاقب کرکے برہانپور کو لوٹا جب شاہجہان کے بنگالہ جانیکی خبر پادشاہ
کو ملی سلطان پرویز اور مہابت خان کو حکم ہوا کہ مع اپنی جمعیت کے پٹنہ مین جاکر شاہجہان کے سد راہ ہون
اور خانخانان کو اکبر آباد پر تعینات کرکے خود بدولت کشمیر کو سدھارا۔ شاہجہان نے اوڑیسہ مین پہنچکر
تہوڑی لڑائی سے قلعہ بردوان پر قبضہ کیا اوسکے بعد قلعہ اکبر نگر کو بڑے شد و مد سے مسخر کرکے ڈھاکہ
گیا ابراہیم خان صوبہ دار اور عابد خان دیوان وغیرہ بندہاے پادشاہی مارے گئے شاہجہان اوسی
قلعہ کو لیکر ڈہاکہ کو چلا ابراہیم خان کی املاک سے چالیس لاکھ روپیہ نقد سواے فیل وغیرہ دیگر اجناس کے
ہاتھ لگا اور احمد بیگ خان بھتیجا ابراہیم خان کو ڈہاکہ مین بھیجا تھا بیچارہ ہوکر لاچاری کو چارہ جوئی کی
راہ لی شاہجہان کے حضور مین آیا اسوقت تک خانخانان کا لڑکا داراب خان قید تھا اسوقت
شاہجہان نے اسکو سوگند دیکر رہا کیا اور بنگالہ کی صوبہ داری بھی عطا کی خود پٹنہ پہونچا۔ اور
یہان سے عبد اللہ خان کو الہ آباد اور دریا خان کو ہمراہی مین رخصت کیا عبد اللہ خان نے

زور شمشیر سے قلعہ آلہ آباد مسخر کیا۔ جو زمینداران بنگالہ کہ نوارہ شاہجہان کے ہمراہ لائے تھے
پٹنہ مین پہونچکر مع نوارہ کے ہمراہی سے فرار ہوئے۔ شاہجہان نے جنگل مین ایک گڑھی
بنائی اسوقت مین مع لشکران کے مہابت خان اور سلطان پرویز آپہونچے چند بار لڑائی اور
پیکار ہوئی راجہ بھیم ولد راناکرن جو سردار لشکر شاہجہانی تھا مارا گیا سردار کے سر او تارنے فوج بے
ہوگئی سراسیمگی سے بیرا او کھڑ گئے بجز تورچیون اور عبد اللہ خان کے کوئی ہمراہ نرہا شاہزادے نے
بمقتضاے شجاعت گھوڑا بڑھایا اگرچہ گھوڑے کے زخم آئے حوصلہ تو کم نہوا تھا مگر عبد اللہ خان
نے باگ موڑی اور معرکہ سے باہر لا اپنے گھوڑے پر سوار کرا کر پٹنہ لیگیا جب فوج شاہی پٹنہ کی
قریب آئی شاہزادہ اکبر نگر مین آیا اسی سال کہ جلوس شاہی کا اونیسوان برس تھا سلطان مراد بخش
تولد ہوا لہذا اسکو مع بیگم کے قلعہ رہتاس مین چھوڑ کر آگے کو قدم بڑھایا داراب خان جسے عہد لیکر
بنگالہ کا صوبہ دار بنایا تھا باوجود مکرر طلبی کے حیلہ و حوالہ کرتا رہا حضور مین نہ آیا اوسکے زن و بچہ بطور
اول کے حضور مین تھے اوسوقت اوسکی عورت کو قلعۂ رہتاس مین بھیجا اور جوان لڑکے کو دار فنا سے
رہائی دیکر بنگالہ سے دکن کو روانہ ہوا۔ اسی صحرانوردی مین سلطان مراد بخش مع اپنی ماں کے
شاہجہان کے پاس آیا جب بادشاہ کو اسکا آنا بنگالہ مین معلوم ہوا موجب حکم شاہزادہ پرویز اور مہابت خان
روانہ بنگالہ ہوئے اور داراب خان ولد خانخانان جو شاہجہان سے جدا ہوکر فوج شاہی سے جا ملا تھا
موجب حکم قتل ہوا اور خانخانان جو قید ہوا جسوقت شاہزادہ پرویز اور مہابت خان مالوہ آئے
شاہزادہ نے تاب مقاومت نپاکر اجمیر کی راہ سے جیسلمیر ہوتے ہوئے بلاتوقف ٹھٹہ آنکر ایران کا
قصد کیا اور اپنے تینون لڑکون سلطان داراشکوہ اور سلطان شجاع اور سلطان اورنگ زیب کو روانۂ
حضور پدر کیا واقع ٹھٹہ شاہزادہ شہریار کا نوکر شریف الملک مقیم تھا اسنے شاہجہان کی آمد سنکر قلعہ مین
جا بیٹھا شاہزادہ نے پہونچکر قلعہ گھیر لیا لڑائی ہونی شروع ہوئی چند روز تک خوب زد و کشت رہی۔
طرفین سے مردان کاری کام آئے جب یہ پیکار سراپا بیکار نظر آئی شاہزادہ کے دلمین آیا کہ مفت کی
پیکار ہوئی اسی کارروائی مین خبر پہونچی کہ شاہزادہ پرویز نے انجام کار دکھن مین
زخم فنا کاری کھایا ناکام مہابت خان حضور مین حاضر آیا فقط خانجہان لودہی وہان کا
ہی اس خبر سے جی کلبلایا کہ جب تک مہابت خان سپہر معین ہو بہادرا اور گجرات ٹھٹہ کی
راہ سے دکھن کر چلے یہ ارادہ کرکے ناسک ترنبک مضافات احمد آباد مین آپہونچا
چندے قیام کرکے خانجہان لودہی کے اخراج کو متوجہ ہوا

مہابت خان کا حضور مین پہونچنا اور گستاخی کرنا آصف خان کا قید ہونا

تقدیر مین تو یہ لکھا تھا کہ بادشاہ کو صدمہ پہونچے لاجرم جس امر کا کوسون خیال دور تھا قریب ظہور ہوا یعنی مہابت خان نے
ایسا جانفشان خدمتگذار موجب التماس نور جہان بیگم اور آصف خان کے بلا سبب معتوب ہو کر فدائی خان کو حکم ہوا کہ مہابت خان کو
شاہزادہ پرویز سے جدا کر کے روانہ بنگالہ کرے۔ اگر مہابت خان وہان کے جانے پر راضی ہو جریدہ حضور مین آئے اور خانجہان لودی
گجرات سے آکر شاہزادہ کا اتالیق ہو اور یہ بھی حکم ہوا کہ نسبت مہابت خان کے بابت زر خطیر سرکار کا مطالبہ ہے لہذا وہ روپیہ
مع ماصلات امروزہ جو بزور و تعدی حاصل کیے ہین اور جو ہاتھی کہ ورثا کے وکلا مستغیث عدالت ہین اور نیز بنگالہ کے ہاتھی وغیرہ اوس سے
طلب کرو اگر کچھ معذرت رکھتا ہو حضور مین پہونچکر دیوانیون کو نشاندہی کرے۔ جب فدائی خان رخصت ہو کر الوہ پہونچا احکام
شاہی مہابت خان کو سنائے مہابتخان شاہزادہ پرویز سے جدا ہو کر عازم حضور ہوا اور خانجہان نواح گجرات سے اتالیقی پر جا پہونچا

اوس زمانے مین بادشاہ دریاے بہت کے کنارے سیر و شکار مین مصروف تھا
مہابت خان قریب لشکر شاہی مین جا پہونچا مہابت خان کے دل مین نقش تھا کہ آصف خان
نے میرے ذلیل کرنے کو طلب کرایا ہے اور قبل اسکے پہونچنے کے برخوردار خواجہ عمر ولد نقشبندی کہ جو مہابت خان کا
داماد تھا ننگے سر کوڑے لگوائے گئے تھے بے عزتی کی کوئی بات اوٹھا نرکھی تھی اور جو کچھ مہابت خان نے
اوسکو دیا تھا سب حضور سے چھینا گیا۔ اور محمد حسن اسکی بی بی کا بھائی جو پرگنہ پٹیالہ کا کروری تھا۔
روپیہ کے بازیافت مین مقید ہو کر خوار کیا گیا تھا مہابت خان اپنے حفظ آبرو کو پانچہزار سوار راجپوت ہمراہ
لایا تھا کہ اگر بے آبروئی مشاہدہ ہو جان پر کھیل جاوے الغرض اسکے اس صورت کے آنے سے لوگون نے
ساختہ گفتگو اوڑانا شروع کین ازخود بیخبر بادشاہ نے بلا تامل حکم دیا کہ جب تک مطالبات شاہی کا پتا
دیوان اعلی کو نہ دے اور فیلان بنگالہ حاضر نکرے باریاب مجرا نہوگا آصف خان باوجود عداوت جو صریح
ظاہر تھی کثرت غرور سے بیہوش ہوا کہ بادشاہ کو اسی پار چھوڑ کر خود مع خدم و حشم وغیرہ امرا کے کشتی
کے پل سے ادھر اوتر گیا اور نیز اور امرا بھی اوس سے متفق ہو کر اوسکے ساتھ پار ہوئے خیمہ بادشاہی
کے اردگرد بجز خیمہ بادشاہی شاگرد پیشہ کے کوئی نرہا جب یہ خبر مہابت خان کو ملی مع چار ہزار سوار کے
دوڑا اوٹھا اور دو ہزار سوار پل پر چھوڑ کر آگ لگادی اور حکم دیا کہ کوئی ملازمان شاہی سے ادہر کو اوترنے نپاوے
جب دروازہ دولتخانہ پر پہونچا پیادہ ہو کر مع دو راجپوت کے تختہ توڑ کر غسلخانہ مین جا پہونچا پرستاران حرم نے
یہ معرکہ حضور مین عرض کیا بادشاہ اندر ہی اندر پالکی پر سوار ہوا مہابت خان نے جھٹ پہونچکر پالکی پر
قربان ہو کر عرض کی کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ آصف خان کے ہاتھ سے بچاؤ نہین لہذا حضور مین حاضر ہوا
تاکہ اگر گنہگار ہون دست مبارک سے مکافات ملے ادھر یہ گفتگو تھی اودھر راجپوتون نے سراپردہ
بادشاہی گھیر لیا چند خدمتگارون کے سوا کوئی حضور مین نہ تھا بادشاہ نے مہابت خان کی بے ادبیون

سے دو مرتبہ دست بقبضہ کیا لیکن لوگون نے عرض کیا کہ یہ وقت حوصلہ آزمائی کا ہے آخر کو بادشاہ نے غصہ سنبھالا - مہابت خان نے جب اپنے ہمراہیون کو اندر باہر متسلط پایا بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور سوار ہون فدوی رکاب مین رہیگا اور اپنا گھوڑا پیش کیا بادشاہ کو غیرت آئی اسپ خاصہ پر سواری فرمائی دولتخانہ سے دو تیر کے برابر راہ قطع ہوئی ہوگی کہ مہابت خان نے خوضۂ فیل پیش کرکے کہا کہ اس ہنگامۂ شر و فساد مین فیل پر سوار ہونا عمدہ ہے اوسوقت بادشاہ ناگزیر فیل پر سوار ہوا اوسوقت مہابت خان نے دو راجپوتون کو بھی خواصی مین بٹھلا دیا جو کوئی بادشاہی خواصون سے نزدیک ہوتا زندگی سے دور ہوتا تاآنکہ مہابت خان کے خیمہ مین جا اوترا وہان پر مہابت خان نے اپنے لڑکون کو تصدق کرکے خود دست بستہ حاضر ہوا کہ جو حکم ہو بجا لاوے بادشاہ اس حال مین بھی نور جہان کی یاد مین سرشار تھا خیال وصال مین گرفتار تھا مہابت خان نے نور جہان کا بھی قید کرنا چاہا اس ولولہ مین بادشاہ کو سراپردۂ شاہی مین پہونچایا ادہر نور جہان بیگم جب بادشاہ مہابت خان کے ساتھ چلا تھا فرصت پاکر پار اوتر گئی تھی مہابت خان کو بجز افسوس کے کچھہ ہاتھہ نہ لگا خیر وہ دن رات شہزادۂ شہریار کے خیمہ مین گذرا نور جہان پار جاکر لڑائی کی تدبیر مین ہوئی یہان سے بادشاہ نے مقرب خان کی وساطت سے آصف خان کو پیغام دیا کہ جنگ آزمائی بہتر نہین اور واسطے مزید احتیاط کے اپنی انگوٹھی بھیجی دوسرے دن آصف خان اور خواجہ ابوالحسن نے لڑائی کی عزمیت کی چونکہ پل مین تو مہابت خانیون نے آگ لگا دی تھی پایاب کی تلاش تھی آصف خان کا لڑکا ابوطالب مع چند نفر کے دریا سے اس کنارے جا نکلا اکثر ہمراہی غرقاب ہوئے ہنوز آصف خان کے گھٹنون تک دریا نہ پہونچا تھا کہ ابوطالب کے سر سے دریائے شکست درگذرا آصف خان کے پیر بھی اس طلاطم سے اوکھڑ گئے اور نور جہان بیگم فیل سوارہ دریا سے گذری مردم ہمراہی کو جنگ و جدل پر تحریص کرتی ہوئی اسی دریا مین کسی پرستار کے جو فیل سوار قریب بیگم تھی تیر لگا اور نور جہان نے اپنے ہاتھہ سے اوسے نکالا آخر کار فیل بیگم بھی زخمی ہوا جو دریا سے تیر کر پار لگا بیگم دریا سے نکلکر خیمہ مین جا کھڑی اور آصف خان مع ابوطالب وغیرہ دو سو نفر کے راہی ہوگیا اور اپنے جاگیر قلعہ اٹک بنارس مین جاکر دبک بیٹھا مہابت خان کی مہابت ہر ایک کے دلمین سمائی تھی اکثر امرا مانند خواجہ ابوالحسن وغیرہ کے عہد و پیمان لیکر مہابت خان سے جا ملے تین روز کے بعد نور جہان بیگم بھی بادشاہ کی ملاقات کو آئی یہ بہت خوش ہوا اور مہابت خان کے ہمراہ لب دریائے بہت سے کابل کو کوچ فرمایا مہابت خان کی بحد سے دست اختیار تھی قلعہ اٹک بنارس مین پہونچتے ہی آصف خان اور ابوطالب اور میر خلیل اللہ ولد میرمیران کو مع بارہ نفر

دیگر کے قید کر لیا اور آصف خان کے کسی مصاحب کو پکڑ کر قتل کر ڈالا اور بادشاہ سے کچھہ نہو سکا
الغرض کوچ درکوچ ملک کابل پہونچے راجپوت لوگ جو نشیت پناہ فتنہ سازی مہابت خان کے تھے دلیر ہوکر
باغی ہوئے اکیروز جماعۂ احدیان شاہی سے گفتگوے مخالفانہ شروع ہوگئی حتی کہ بات کی بات
مین تلوار چل گئی آٹھہ سو راجپوت مارا گیا اس امر سے مہابت خان کو رعونت سوار ہوئی حضور مین عرض کیا
کہ یہ کشت وخون خواجہ قاسم برادر خواجہ ابوالحسن اور بدیع الزمان اوسکے داماد کے انگلی اوٹھانے سے
ہوا ہی مہابت خان کی رعایت تو بادشاہ کو منظور ہی تھی بادشاہ نے اونکو قید کرکے حوالہ کیا مہابت خان
نے اونھین سر برہنہ کابل کے بازار مین تشہیر کرکے قید مین کیا جسوقت سے کہ مہابت خان سے
بادشاہ سے یہ گستاخی کی ہر ایک پر چیرہ دست ہوا بادشاہ مہابت خان کی یہان تک رعایت فرماتا
تھا کہ نور جہان بیگم جو کچھہ خلوت مین کہتی تھی مہابت خان سے جلوت مین کہدیتا حتی کہ یہان تک
کہتا تھا کہ بیگم اور شاہنواز خان کے لڑکے منکوحۂ ابوطالب تیری فکر مین ہین نور جہان بیگم لشکر کے جماؤ مین مصروف
تھی جب کابل سے ہندوستان کی معاودت ہوئی اور رہتاس مین اتفاق نزول واقع ہوا اور وہان ملازمان
بادشاہی کا جماؤ ہوا بادشاہ نے زبانی خواجہ ابوالحسن کے مہابت خان کو کہلا بھیجا کہ بیشتر کو روانہ ہو چلے
ورنہ لڑائی مین قصور نہوگا۔ بالضرور مہابت خان بیشتر کو رہ نورد ہوا جب دریا پار ہوگیا افضل خان کی
زبانی یہ چار حکم صادر ہوئے اول یہ کہ آصف خان کو مع ہمراہیون کے آزاد کرکے حضور مین بھیجے دوم یہ
کہ شاہزادۂ شاہجہان جو ٹھٹھہ کو گیا ہی اوسکا تعاقب کرے سوم یہ کہ طہمورث اور ہوشنگ ولد شاہزادۂ دانیال
کو حوالہ حامل پیغام کرکے روانہ دربار کرے چہارم یہ کہ لشکری ولد مخلص خان کو جو اوسکا ضامن اور ہنوز نہین آیا
بھیجے۔ درصورتیکہ احکامات کے بجا لانے مین معذرت کی سزا کو پہونچیگا۔ مہابت خان نے یہ پیغام
پاتے ہی سلطان دانیال کے لڑکون کو فوراً حوالہ کیا اور عرض کیا کہ مین بھی ٹھٹھہ کو روانہ ہوتا ہون وہ لاہور
مین پہونچکر خلاصی پاویگا کیونکہ اسوقت کی خلاصی مین مجھے یہ ڈر ہی کہ مبادا رہائی پاکر میری ذلت کا
خواستگار ہو بس اسقدر مہلت کا امیدوار ہون کہ جسوقت لاہور سے گذر جاؤن آصف خان کو خلاص کرکے
روانہ حضور کرون آخر افضل خان نے واپس حاضر حضور ہوکر جملہ کیفیت عرض کی اور برہان دانیال کو بھی
حاضر کیا اسیر دوبارہ حکم ہوا کہ خیریت السمین ہی کہ جلد آصف خان کو رہا کرے ورنہ ندامت اوٹھانا
پڑےگی آخرکار ناچار مہابت خان نے آصف خان سے قول وقرار لیکر رہائی دی مگر ابوطالب اوسکے
فرزند کو بسبب مصلحت چند روز رکھکر روانہ ٹھٹھہ ہوا اتفاقات دیکھیے مہابت خان کی شورش دریا سے
بہت پر ہوئی تھی اور آصف کی خلاصی بھی اوسی مقام پر عمل مین آئی۔ چند دنون کے بعد ابوطالب

اور خواجہ ابوالحسن اور بدیع الزمان اوسکے داماد کو معذرت کرکے مع جواہر ستہ کے روانہ حضور کیا اور خود
کوچ درکوچ ٹھٹھہ کو عازم ہوا۔ قبل اسکے پہونچنے کے شاہزادہ شاہجہان جیسا کہ لکھا گیا ہی دکن کو معاودت
ہوا تھا اور مہابت خان ٹھٹھہ مین پہونچکر بلا اجازت شاہی ہندوستان آیا اور بغاوت ظاہر کی اوسوقت
بادشاہ نے فوج جرار اوسکی گوشمالی پر مقرر کی خانخانان عبدالرحیم نے جو مہابت خان کیطرف سے زخم جگر
رکھتا تھا اپنے ذمے لیکر رخصت ہوا مہابت خان کی جاگیر اور اجمیر کی صوبہ داری خانخانان کو مرحمت ہوئی
خانخانان [illegible] ہوا اجمیر مین آیا مہابت خان نے جو ٹھٹھہ سے اسیر کی طرف آیا تھا بیتاب ہوکر
[illegible] کے پہاڑون مین جا بیٹھا اکیسوین سال جلوس مین بہتر برس کی عمر پاکر خانخانان اوسی طرف مین
[illegible] عدم ہوا اوسوقت مہابت خان نے عرائض عذرخواہی ارسال کیے اور آخر کو بموجب حکم درگاہ کو
[illegible] ہوا تھا اگرچہ [illegible] مین پہونچکر شاہجہان کی ملازمت مین کامیاب ہوا جب یہ خبر بادشاہ کو ملی ۔
خانخانان کو سپہ سالاری کا خطاب اور دکن کی صوبہ داری تھی اس شخص کو شاہزادہ شاہجہان سے مدت تک لڑائی رہی

جہانگیر بادشاہ کا دار بقا کی راہ لینا

بائیسوین سال جلوس کو حسب عادت معہود بادشاہ کشمیر کو گیا وہان پہونچکر عارضہ ضیق النفس نے زیادہ
زور کیا روز بروز ضعف نے طاقت دکھلائی اوائل [illegible] مستان مین ہندوستان کی معاودت ہوئی ۔
جب مقام بیرم کلہ مین آیا اوس سرزمین مین [illegible] ایک شخص بندوق اندازی کے واسطے مقرر تھا
اور یہ بھی مقرر تھا کہ [illegible] لوگ [illegible] پہاڑ کی چوٹی پر لا دیتے اور بادشاہ نشانہ مارتا
اور [illegible] اوس وقت [illegible] پیادہ نے [illegible] لگا کر گر گیا
اگرچہ [illegible] آتا تھا پیادہ نے [illegible] تھوڑے فاصلہ پر [illegible] گولا
قضارا [illegible] پیادہ اجل گرفتہ [illegible] ہوا [illegible]
بادشاہ اس حال سے نہایت ملول ہوا سب عیش کا رنج ہوئے ترک شکار کرکے دولتخانہ مین آیا ۔ اور بیرم کلہ
سے کوچ کرکے ٹھہرتے ہوئے اجوری مین آیا وہان سے حسب دستور بھمبر کو روانہ ہوا اثنائے راہ مین
شراب [illegible] بدمزگی [illegible] آخر رات تو دگرگون حال ہوا صبح کے وقت چند مرتبہ نہایت تنگی سے
سانس چلی اور چاشت کے وقت اتوار کے دن ۲۸ صفر ۱۰۳۶ ہجری کو ۶۲ برس کی عمر مین روضہ
رضوان کی راہ لی نورجہان بیگم نہایت رنج و بکا مین ہوئی ناخن غم سے چہرہ پر خراش کیے رنج و غم سے
آہ جانسوز نے بلندی فرمائی [illegible] دل نے سینہ پیر چرخ مین آگ لگائی ع بسینہ از غم [illegible] سنگ میزد
طپانچہ بر رخ گلرنگ میزد اسوقت مین ہرچند آصف خان اپنے بھائی کو بلایا مگر وہ نہ آیا آخر کو مقصود خان

کے ہمراہ جہانگیر کا جنازہ لاہور مین پہونچایا گیا دریاے راوی کے کنارے شاہ درہ کے پاس قاسم خان
کے باغ مین جہان نورجہان بیگم بھی تھی دفن ہوا اور عمارات عالیہ اوسپر تعمیر ہوئی تاریخ رحلت جو
ملا کشفی نے کہی ہے اوسکی آخر بیت ہے ۵ چو تاریخ وفاتش جست کشفی ؛ خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت ۱۰۳۷

ذکر سلطنت ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ صاحبقران ثانی

جہانگیر کی رحلت کے بعد آصف خان اور ارادت خان باہم متفق ہو کر داور بخش ولد خسرو کو اندیشۂ شورش سے بادشاہ
کر کے بیشتر کوچ کیے اور بنارسی نام ہندو کو جو نہایت تیز رفتار تھا بعجلۂ تمام شاہجہان کے
حضور مین بھیجکر رحلت جہانگیر سے آگاہ کیا اور مہر جہانگیر کو مقصود خان کے ساتھ روانہ کیا۔
چونکہ امراے عظام جانتے تھے کہ آصف خان نے بنا بر استحکام محبت شاہجہان سے یہ تمہید کی ہے تا
آصف خان سے ملگیا اور آصف خان نے بسبب عدم اطمینان نورجہان بیگم اپنی بہن کو نظر بند کیا
اس نظر سے کہ کوئی اوسکے پاس آمد و رفت نکر سکے۔ نورجہان بیگم چاہتی تھی کہ اوسکا داماد شہریار سلطان
بادشاہ ہو اور شہریار مرقوم اپنی بی بی کے اغوا سے جملہ خزاین شاہی اور کارخانجات پر جو لاہور
مین تھا دست دراز ہو بیٹھا۔ ایک ہفتہ مین سترہ لاکھ روپیہ منصبداران قدیم و جدید کو دیا جب شاہجہان
کی حکومت ہوئی پینتالیس لاکھ روپیہ واپس ہو کر داخل خزانہ ہوا۔ شہریار نے بایسنقر ولد سلطان دانیال کو
جو بعد رحلت بادشاہ کے مفرور ہو کر لاہور مین آیا تھا بجاے خود سردار بنا کر دریا کے پار اوترا شہر سے
تین کوس پر طرفین کا مقابلہ ہوا پہلے ہی حملہ مین فوج شہریار کی برہم ہوئی شہریار جو شہر کے باہر کھڑا تھا مع
دو ہزار سوار کے قلعہ لاہور مین آیا رات کو ارادت خان قلعہ مین جا کر اوسے قابو مین لایا اور صبح کو امرا نے
داور بخش کو تخت نشین کیا اور شہریار کو دست بستہ واسطے اداے کورنش کے لائے اور بعد دو روز کے
آنکھین نکلوادین اور چند روز کے بعد طہمورث اور ہوشنگ ولد سلطان دانیال بھی مقید ہوئے شاہجہان
نے جب بنارسی کی زبان سے یہ خبر پائی گجرات کی راہ سے اکبرآباد کو عازم ہوا۔ اور جان نثار خان کو مع فرمان
عطوفت عنوان کے خانجہان لودہی کے پاس جو دکن کا صوبہ دار اور بموجب حکم جہانگیر اور نورجہان بیگم کے
شاہجہان کے استیصال پر معین تھا روانہ کیا اوسنے راہ سلامتی سے دور ہو کر سلطان دکن نظام الملک سے
موافق ہو کر ولایت بالاگھاٹ کی اوسے دی اور خود برہان پور آیا اسی نزدیکی مین دریا خان روہیلہ بھی
جو قبل وفات جہانگیر کے شاہجہان سے جدا ہو کر نظام الملک کی ولایت مین رہتا تھا خانجہان سے ملحق
ہو کر مصدر فساد ہوا اور جان نثار خان کو بدون لکھنے جواب کے مرخص کیا شاہجہان نے احمد آباد پہونچکر
ناہر خان کو جو شیر خانی کا خطاب رکھتا تھا پنجہزاری منصب اور گجرات کی صوبہ داری سے سرفراز فرمایا

اور میرزا عیسی ترخان کو منصب چار ہزاری ذات اور دو ہزار سوار اور ایالت ملک ٹھٹھہ دیکر رخصت کیا
اور خدمت پرست خان کو آصف خان کے پاس لاہور بھیجا اور دستخط خاص سے یہ فرمان تحریر فرمایا کہ اسوقت
مین شر و فساد کا احتمال ہے اگر داور بخش ولد خسرو اور شہریار اور طہمورث اور ہوشنگ شاہزادگان دانیال کو
روانہ صحراے عدم کرین صلاح دولت ہے اس حکم کے پہونچنے کے بعد بائیسوین جمادی الاول سنہ ۱۰۳۷ ہجری
اتوار کے روز دیوان خاص و عام مین امرا کے اتفاق سے شاہجہان کے نام سکہ اور خطبہ پڑہا گیا اور داور بخش کو
جو چند روز فرمان روا رہا تھا محبوس کیا اور چھبیسوین جمادی الاول بدہ کے دن اوسکو مع گرشاسب اور
شہریار اور طہمورث اور ہوشنگ پسران دانیال کے زاویہ نشین عدم کیا اسوقت مین لشکر شاہجہان
ملک رانا کے حدود سے کوچ در کوچ مع مہابت خان سپہ سالار کے اجمیر کے راستہ سے باغ نور طاہر واقع
اکبر آباد مین پہونچا اور صبح نوفیل ہوا جس حویلی مین شاہزادگی گذری تھی بانتظار ساعت جلوس داخل ہوا
اور آٹھوین تاریخ جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۷ ہجری دوشنبہ کے روز اکبر آباد مین جلوس فرمایا اسوقت مین
عمر شاہجہان کی ۳۶ برس شمسی اور ۳۷ برس دو مہینے آٹھ روز قمری کی تھی - حکیم رکنائی مسیح تخلص نے
تاریخ جلوس کی یہ کہی ہے ع بہر سال جلوس او گفتم: درجہان باد تا جہان باشد اور شیخ عبدالحمید
اوسکے شاہنامہ نویس نے روز دوشنبہ چھبیسوین بہمن پائی ہے بعد جلوس آصف خان برادر نور جہان بیگم
کے نام فرمان صادر ہوا کہ مع شاہزادہاے والا تبار کے حاضر ہو اور اوسکے القاب مین یہ فقرہ لکھا گیا -
عضد الخلافۃ یمین الدولہ عموی دارا آصف خان اور اوس فرمان مین یہ بھی تحریر ہوا کہ جو خلعت روز جلوس
کے مادولت نے تن زیب کیا تھا تمہارے واسطے ارسال ہوتا ہے اور جسقدر تم عمو سے عنایت ہوا اوس سے
زیادہ گنجایش ہے مگر فی الحال بعنایت ذی الجلال منصب ہشت ہزاری ذات اور سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ
عنایت ہوا اور بندگان والا سے بھی بطور انعام عطا ہوتا ہے - مہابت خان کو خطاب خانخانان سپہ سالار
اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور اجمیر کی صوبہ داری اور خلعت خاصہ مع چارقب طلائی اور خنجر و
شمشیر مرصع اور علم و نقارہ اور اتومان طوغ کے عنایت ہوا - خانجہان لودی باوجود سرکشی اور تمرد کے
منصب ہفت ہزاری سے مشرف ہوکر صوبہ داری دکن پر مستقل رہا - اسیطور ہر ایک امرا نے
بمقتضاے وقت ترقی پائی اول جو حکم صادر ہوا سجدہ کی ممانعت تھی کہ یہ آداب صرف ذات خدا کو شایان ہے
مہابت خان نے عرض کیا کہ اگر سجدہ کے عوض زمین بوس کا حکم ہو تو ہر خادم مخدوم کی امتیاز مین مناسب ہے
یہ عرض قبول ہوئی مقرر ہوا کہ دونو ہاتھ زمین پر رکھ کر پشت دست کو بوسہ دین اور سادات و علما و مشایخ
اور درویش اس آداب سے مستثنے ہوئے اونکو بر وقت آنے کے سلام اور رخصتی فاتحہ مقرر ہوا اور چند سال کے

بعد زمین بوسی بھی منع ہوا۔ چار مرتبہ سلام کرنا مقرر رہوا۔ پیشتر صبح سے بیدار ہوا ادائے صلوٰۃ
اور نوافل کرتا تھا۔ اکثر اوقات اوراد و وظیفہ مین مصروف رہتا فن موسیقی مین مہارت تمام تھی۔
علم موسیقی کی طرف طبیعت عالی زیادہ متوجہ تھی بختاور خان خواجہ سرا مورخ مراۃ العالم لکھتا ہے کہ بعض
صوفیون کو اسکے بجال وجد مین جانفشانی ہوئی اول جلوس کے اسی سال مین نذر محمد خان برادر خرد امام قلی خان
والی توران نے جہانگیر کی خبر رحلت سنکر کابل پر لشکر کشی کی مہابت خان اوسکی مدافعت پر مقرر ہوا
۔ کی تاریخ طالب کلیم نے (لشکر فتح مین) پائی۔ خان زمان ولد مہابت خان منصب پنجہزاری پر سرفراز ہوا
نذر محمد خان نے قلعۂ کابل کو دو تین مہینے تک گھیرا آخر کو بے حصول مدعا واپس ہوا مہابت خان نے
اوسکی بازگشت سنکر سرہند مین قیام کیا اور لشکر خان صوبہ دار کابل جو مہابت خان سے پیشتر رخصت ہوا تھا
بلا انتظار مہابت خان کے کابل مین داخل ہوا دونو کی تحریر سے حقیقت حال حضور مین واضح ہوئی چونکہ رعایائے
کابل نے تورانیون کی آمد سے خسارہ پایا تھا بموجب تجویز خاص میر محمد زاہد کے ایک لاکھ روپیہ خزانۂ کابل
سے بیچارہ ستمزدون کو عطا ہوا اور اسی سال کے غرہ رجب کو شاہزادگان والاشان محمد دارا شکوہ اور
شجاع الملک اور اورنگ زیب یمین الدولہ کے ہمراہ لاہور سے اکبر آباد آکر آغوش پدری مین سرفراز ہوئے
اور یمین الدولہ کا سر جو اوسی پادشاہ کے سپر مین رکھا تھا بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اوٹھا کر خلعت خاصہ
جیغہ قب مرصع اور خنجر و شمشیر مرصع مع جواہرین مزید اور علم و نقارہ و تومان طوغ اور دو اسپ خاصہ جنکا
زین میناکار طلائی اور مرصع تھا مع فیل خاصہ زرین ساز مرحمت فرمایا اور وکالت کے عہدہ پر سرفراز ہوا
اور مہر اوزک جو ممتاز محل والدۂ شاہزادگان کے پاس تھی بموجب عرض ممتاز محل کے اوسکے سپرد ہوئی اور لفظ عمو
سے مخاطب ہوا اسکا بڑا لڑکا شایستہ خان خلعت فاخرہ اور خنجر و شمشیر مرصع اور اضافہ منصب پنجہزاری اور
چار ہزار سوار سے اور علم و نقارہ و اسپ با زین مطلا اور فیل سے ممتاز ہوا بارھوین رجب ۱۰۳۷ھ ہجری کو جشن نوروز
ترتیب ہوا دریا خان روہیلہ کا جو کور نمکی سے خانجہان لودھی کو ملا تھا قصور معاف ہوکر منصب چار ہزاری
سرفراز ہوا اور مرزا رستم صفوی بھی بہار سے آکر مشرف ملازمت ہوا چونکہ یہ شخص ضعیف سن ہوا تھا
ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر ہوگئی ماہ رمضان کی پندرھوین کو مہابت خان نے بجائے
خانجہان کے دکن اور خاندیس کی صوبہ داری پائی اور اوسکا لڑکا خانزمان صوبہ دار مالوہ دکن کے انتظام پر
تعینات ہوا۔ اس برس مین جہجار سنکہ ولد راجہ نرسنکہ دیو بندیلہ جسنے ابو الفضل کو قتل کیا تھا کسی واہمہ
سے مفرور ہوا جسکی تادیب کو مہابت خان نکلا اور شاہجہان نے شکار اور ملاحظہ حصار گوالیار کو توجہ کی
جہجار سنکہ نے جب طاقت گریز اور ستر کی نہ دیکھی لاچار ہوکر مہابت خان کو لکھا کہ اگر قصور معاف ہو

تلافی مافات کرون مہابت خان نے ہزار اشرفی اور پندرہ لاکھ روپیہ اور چالیس ہاتھی جرمانہ لیکر حضور جہان پناہ مین کورنش ادا کرائی اور اسی سال مین نظام الملک نے محالات بالاگھاٹ سے جسے خانجہان لودی نے دیا تھا داخل محروسہ کیا اس جشن مین ایک کرور اسی لاکھ روپیہ نقد و جنس اور چار لاکھ بیگہ زمین اور اکیس سو بیس موضع تصدق اور انعام ہوئے

سال دوم مطابق سنہ ۱۰۳۸ ہجری

جشن وزن قمری روز دوشنبہ سلخ ربیع الاول کو جو بادشاہ کی عمر کا اونتیسوان سال تھا مقرر ہوا ایکبار طلا اور نقرہ اور چھ بار اجناس سے پیکر ہمایون وزن ہو کر صدقہ کیا گیا اور تین مہینے سات روز کے بعد گوالیار مین سیر و شکار کر کے اکبر آباد کو معاودت ہوئی خانجہان لودی کہ مالوہ کی روانگی کے وقت مستعفی ہوا تھا اور جہجار سنگہ کی تنبیہ پر مامور ہوا تھا مشرف قدمبوس شاہی ہوا اس سال کی تیسری رجب کو مہابت خان دہلی کی صوبہ داری پر معزز ہوا اور ۲۴ رجب کو جشن نوروزی ہوا اور جشن نے بدستور آراستگی پائی اور ممتاز محل کا سالیانہ دس لاکھ روپیہ مقرر ہوا اور بحری بیگ ایلچی شاہ عباس کا جو جلوس شاہ موصوف کے روانہ ہو کر تہنیت کو آیا تھا دربار مین آکر بیس ہزار روپیہ انعام پایا اور ارادت خان نے مہابت خان کی جگہہ پر جملہ دکن کی صوبداری پر امتیاز پائی خلعت چارقب طلا دوز اور شمشیر مرصع اور دو اسپ اور فیل جسکا ساز و سامان مطلا تھا عنایت ہوا اور اسکے بدلے مین کل کی دیوانی افضل خان شیرازی کو جو شاہزادگی کے ایام مین دیوان تھا ملی اوسکے وزارت کی تاریخ یہ ہے ۵ سند فلاطون وزیر اسکندر شد کہتے ہین کہ انہین دنون مین یمین الدولہ آصف خان نے دو برہمن حاضر حضور کیے جنمین یہ استعداد تھی کہ دس اشلوک ایک مرتبہ کے سننے سے یاد کر لیتے اور دس اپنی طرف سے اوسی مضمون و وزن مین منظوم کر کے سنا دیتے تھے خانجہان لودی جو ہمیشہ افعال ناشائستہ سے توہمات مین رہتا گوشہ گزین تھا بادشاہ نے اسلام خان کو بھیجکر دریافت حال فرمایا اوسنے درخواست کی کہ مجھے توہمات نے گھیر لیا ہے اگر حضور سے امان کی تحریر ملے رفع توہم ممکن ہے بادشاہ نے بموجب درخواست امن نامہ لکھدیا اسپر بھی وہ افغان نامعقول بدگمان کسی رات کو نے خبر اکبر آباد سے بھاگا جب خبر لگی خواجہ ابو الحسن مع خانزمان کے متعاقب روانہ ہوئے اور نیز سید مظفر خان اور خدمت پرست خان اور رہیلداس وغیرہ بھی بسبیل استعجال قطرہ زن ہوئے دھول پور کے گرد نواح مین جا پکڑے لڑائی واقع ہوئی خدمت پرست خان نے زخم کاری کھایا عالم رستگاری کو قدم بڑھایا اور حسین اور عظمت داماد و فرزند خانجہان مع دیگر ہمراہیان کے قتل ہوئے خانجہان باقیماندہ رفقا مع دو باقیماندہ فرزندون کے جنگل ہوتے ہوئے گوندوانہ مین آیا

وہان سے براہ کے راستہ نظام الملک کی ولایت پہونچا جو کہ خانجہان سے مقام مدارا و مواسات مین تھا۔
اور بہلول و سکندر افغان کو بھی توہم تقصیرات نے جو گھیرا خانجہان سے آملے اقرار ہوا کہ نظام الملک کی تنبیہ کو
فوج ظفر موج شاہی دکھن کو عزیمت کرے لاجرم اسلام خان کو اکبر آباد مین چھوڑ کر روز دوشنبہ ششم جمادی الاول
کو اعلام نصرت طراز دکھن کو متوجہ ہوئے اور بابت تعزیت شاہ عباس اور تہنیت جلوس شاہ صفی اوسکے
نبیرہ کے نامہ مصادقت عنوان معرفت میر برکا بخاری بہ نیت ایلچی شاہ عباس کے روانہ ہوا اور آخر سال مذکور
جشن اور نیز آغاز سال نو کا ترتیب ہوا

تیسرے سال کا احوال سنہ ۱۰۳۹ ہجری

چھبیسوین شعبان کو کہ روز جشن نوروز تھا ممتاز محل صبیہ آصف خان اور زوجہ بادشاہ کی اصل تنخواہ پر
مع اضافہ بارہ لاکھ روپیہ مع اضافہ مقرر ہوا اور دیگر امرا کی بھی ترقیان ہوئین۔ نظام الملک اور خانجہان
لودی کی گوشمالی کو خاندیس عازم ہوئے اوس ملک مین پہونچکر فوج کے تین حصون پر تین شخص سردار
بنائے گئے ایک ناظم صوبہ دکن مسمی ارادتخان دوسرا راجہ گج سنگہ تیسرا شایستہ خان مہین پسر
آصف خان۔ ارادت خان کو اعظم خانی خطاب عطا ہوا شایستہ خان اور راجہ گج سنگہ وغیرہ امرائے
بادشاہی کو حکم ہوا کہ اعظم خان کی صوابدید سے تخالف نکرین ۲۶ رجب کو برہان پور مضرب خیام شاہی ہوا
دریا روہیلہ نے وہ عنایات خسروی فراموش کر اس مقام سے فرار اختیار کیا خانجہان لودی سے جاملا
ارادت خان اور شایستہ خان کی ناشایستگی صحبت سے بادشاہ نے شایستہ خان کو حضور مین طلب کرکے
اوسکی جگہ عبداللہ خان بہادر کو مع فوج روانہ فرمایا اسوقت اعظم خان اور خانجہان سے سخت لڑائی درپیش
ہوئی اور خانجہان جنگ سے سراسیمہ ہوکر بھاگا اس ادہاوند مین بکثرت اسکے ہمراہی تباہی مین پڑے
اسی معرکہ مین ملتفت خان ولد اعظم خان مع فوج چنداول کے قول سے دور ہو گیا تھا خانجہان او بہلول
اور مقرب خان نے انکے نزدیک پہونچکر غفلت مین آپھڑے کتنے پٹھان اور راجپوت جان سے گذر گئے
اسوقت مین جادو رائے کورنسک جو مع اپنے لڑکون کے چوبیس ہزاری ذات اور پانزدہ ہزار سوار سے
ممتاز تھا مع اپنے خویش و فرزند کے روگردان ہوکر نظام الملک سے جا متفق ہوا اور نظام الملک نے
اسے قید کرنا چاہا تب نالایق نے ہاتھ بیر نکالے آخر کو مع دو فرزند اور نبیرہ کے جان سے گیا باقیماندہ اقارب
و فرزند درگاہ شاہی مین پناہ جو ہوکر بوسیلہ اعظم خان منصب لایق پر سرفراز ہوئے اور ایک لاکھ
چھتیس ہزار روپیہ مدد خرچ سے مرحمت فرمایا گیا اسی عرصہ مین کمال الدین روہیلہ جو جہانگیر کے عہد مین
شیر خان کا خطاب رکھتا تھا بموجب تحریر خانجہان کے پیشاور مین بغاوت اختیار کی لیکن کچھ مزد سرکشی کا

سعید خان کے تابعین سے مع ہمراہیون کے سزاے اعمال کو پہونچا برسات کے بعد یمین الدولہ آصف خان نے جسکی ریاست ہر ایک طور پر کل لوگون پر مسلم تھی کل فوج موجودۂ بالاگھاٹ کی سرکردگی مین امتیاز سرداری پائی نوین ربیع الثانی کو جشن وزن قمری بابت انجام سال چہلم اور شروع اکتالیسوین سن کے منتظم ہوا جب مقرب خان اور بہلول نے جالناپور سے پاتھرے کی راہ لی اعظم خان نے اس قرار سے مطلع ہوکر تعاقب کیا خانجہان واقع مہاگانون اون دونون کا انتظار کھینچ رہا تھا کہ ناگاہ لشکر شاہی نمودار ہوا جب راہ نپائی لڑنے کو آمادہ ہوا جب معرکۂ رزم گرم ہوا بہادر خان روہیلہ داد شجاعت دیکر تیر کے دو زخم سے مجروح ہوا۔ ہر اس جھالا بجنے عمدہ چپقلش کی آخر کو جان نثار رہوا۔ اسیوقت اعظم خان نے بہوبحکر لگی ہوئی آگ زیادہ بھڑکادی خانجہان نے بیتاب ہوکر فرار کی راہ لی اسوقت مین بہادر برادرزادہ خانجہان کے گولی لگی میدان مین بیٹھہ گیا اسدم پرسرام نامی راجہ پہار سنگہ کا سپاہی آپہونچا اور اوس سے ٹہرا بہادر نے بہادری کی جمدھر اوٹھا مارا پرسرام نے بھی اوسکے حلقوم پر جمدھر مارا۔ بیچارہ عدم کو سدھارا خانجہان پہاڑون مین جا چھپا۔ اولیاے دولت پادشاہی نے چندے تعاقب کرکے معاودت کی اعظم خان نے آسودگی سپاہ کو کسی جا مقام کرکے کیفیت گذشتہ حضور مین لکھی اوسکے عوض مین اسپ و فیل و خلعت و شمشیر عطا ہوا جو خانجہان نے دولت آباد کا ارادہ کیا اعظم خان نے بھی کوچ کیا مگر چونکہ دولت آباد مین قحط کی خبر سنکر وہان کا جانا ملتوی رکھکر بہلول و مقرب خان کے پھالسنے کو دہارور کی راہ پکڑی اسی قریب مین ساہوجی بھوسلہ جو نظام الملک کی فوج ہنود کا سرخیل تھا حاضر حضور شاہی ہوکر پنجہزاری منصب حاصل کیا اور اوسکے اقارب کو بھی زر و عزت سے قربت ہوئی اور سید مظفر خان ہزاری ذات اور پنجہزاری منصب سے ممتاز ہوا اور میر جملہ چار ہزاری ہوا باقر خان صوبہ دار اوڈیسہ کی سعی سے قلعۂ منصور گڈہ فتح ہوا۔

چوتھے سال سنہ ۱۰۴۱ ہجری

جب خانجہان کی شومی تقدیر نے نظام الملک کی ولایت کو بھی پامال کیا اور نظام الملک سے کچھ اپنے دعوے کا انتظام نہوسکا خانجہان کو نظام الملک کی دوستی پر اعتماد نرہا ڈر گیا کہ ایسا نہوا پنے سود مین مجھے ضرر ہو جاے لہذا مالوہ کو سدہارا ادہر سے عبد اللہ خان بہادر نے جو بالاگھاٹ مین تھا تعاقب کیا اور سید مظفر خان بارہہ حضور سے مع دیگر فوج کے لودی کی مہم کو رخصت ہوا دونو باہم ملحق ہوکر سرونج مین آئے خبر پائی کہ باغی لوگ پچاس ہاتھی سرکاری شہر سے لوٹ لیگئے اور خواجہ عبد الہادی ولد صفدر خان نے باپ کی نیابت مین شہر کی حفاظت بخوبی کی سکنا ے شہر کو

او نکے تیر و تفنگ سے بچایا۔ خانجہان سیدھے سرونج کالپی سے بوندیلہ کے ملک مین آکر بیمی بالرا اوٹھا
اور بکر ماجیت ولد جہجار سنگہ اونکے تعاقب مین ملک رہیلہ مین جہان خانجہان کے چنڈاول تھے پہونچا اور دریا
نے میبا اوسپر دوڑا اور جنگ رستمانہ شروع ہوئی اثناے جنگ مین بندوق فنا سے عدم کی راہ لی بوندیلہ
کی سپاہ نے دریا کو خانجہان سمجھکر اوسپر ہجوم کیا خانجہان فرصت پاکر جان سلامت بچا لیگیا۔ بکرماجیت
بوندیلہ نے جگراج کا خطاب پایا اور ہزاری ذات اور ہزار سوار دوہزاری دوہزار کا اضافہ ہوا۔ امسال
اعظم خان کی سعی سے قلعہ دہارور فتح ہوا اور قلعہ دار اور عیال و اطفال سمیت عم ملک بدن نظام الملک کی جدۂ
مادری جو قلعہ مین تھی قید ہوئی اسکے عوض مین اعظم خان اضافہ ہزاری ذات اور شش ہزاری سوار کا ہوا
دیگر ملازمان نے بھی حسب لیاقت ترقی پائی اور قلعہ دہارور کا نام فتح آباد مقرر ہوا۔ جو خانجہان نے دریا کے
مارے جانے سے فرار کیا اولیاے دولت قاہرہ اونکے پاشنہ کوب ہوئے ایکروز نہایت سخت بہاگا بہاگ
مچائی دوسرے روز سستی سد راہ ہوئی زخمیون اور سست قدمون کو پیشتر روانہ کردیا سید مظفر
بارہہ فوج ہراول سے پیشتر خانجہان لودی سے جاکر بہڑ گیا لودی بھی چہ سو سوار جرار سے مقابلہ مین آیا
ایسی کوشش کی کہ رستم و افراسیاب کا نام روشن کیا اکثرے ہمراہی زخمی اکثری شہید ہوئے سرداران
شاہی مین سے ایک خانعالم کا خویش اور دومی درگا نبیرہ رائسیال تردداتمردانہ مین کام آئے اور صدر خان
روہیلہ لودی کا جو پشت پناہ تھا مع دو پسر خانجہان کے سیدھا عدم کو سدھارا خانجہان اس وادی سے
پھر رد براہ ہوا اکثر اوسکے ہاتھی مع اسباب زائد کے راستہ مین چھٹ گئے ایسی ہرواروی مین اوسکا اتفاق
کالنجر مین ہوا وہان کا حاکم نیاز خان خبر پاکر سزا کے واسطے برآمد ہوا یہان کی لڑائی مین اسکا لڑکا حسن خان اسیر ہوا
اور بالضرور طبل و علم وغیرہ اسباب حشمت چھوڑکر بیس کوس تک یک جہت یکدم چلاگیا شام کو تالاب کے
کنارے پہونچا اپنے رفقا سے کہا کہ اب پیشتر جانے کی طاقت نہین ہے قضا در پے عداوت ہے صبح زیست کی
شام قریب ہے اب تمھاری مدد بیفائدہ ہے عبث اپنے تئین رنج ندو میری رفاقت سے منہ پھیرو سپاہ شاہی
عقب سے آیا چاہتی ہے کشتی حیات بحر فنا مین ڈوبتی ہے تمکو رخصت دیتا ہون اپنی راہ لو۔ آخر کو تلوار کے
گھاٹ اوترنا ہے بہتر کہ اول ہی بیڑا پار ہو ایسے کلام سے جنہین زندگی پیاری تھی جدا ہوئے جنکی سرشت مین
وفا تھی فنا ہوئے جب سید مظفر پہونچا اور سپاہ نمود ہوئی خانجہان لودی نے مع عزیز خان اپنے فرزند کے
اعدا کے مقابلہ پر آیا اور جی کھول کر لڑا جب دیکھا اقبال برگشتہ ہے گھوڑے سے اوترا مخالفون نے چار طرف سے احاطہ کرلیا۔
جبتک ہاتھ پانو چلے تیر و کمان سے فوج شاہی کو کشاکشی مین رکھا ہر گوشہ سے چلانے کی صدا آتی رہی۔
تاآنکہ بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور عزیز خان اور رائے مل کا سر اوتار لیا جسوقت خانجہان کی خانی تمام ہوئی تھی

عبد اللہ خان فیروز جنگ جو کہ قلب لشکر اور رئیس شاہی تھا پہونچ گیا تینون خود سرون کے سر حضور مین
روانہ کیے اس خدمت کے جلدو مین عبد اللہ خان اضافہ ہزاری سوار اور خطاب فیروز جنگ سے سرفراز ہوا اور
سید مظفر خان منصب پنجہزاری ذات اور پانچ ہزار سوار اور خطاب خانی سے مفتخر طالبای کلیم نے خانجہان
لودی کے مارے جانے اور دریا ڈہیلا اوسکے رفیق عمدہ کی یہ رباعی کہکر محمد صلہ حاصل کیا رباعی این مژدۂ فتح از پی ہم زیبا بود
این کیف دوبالا چہ نشاط افزا بود ٭ در رفتن دریا سر بیراہم رفت ٭ گویا سر او حباب این دریا بود ٭ اسی سال
ملک دکن اور گجرات وغیرہ اوسکے اطراف وجوانب مین پانی کے نام خاک تک آسمان سے نہ برسی حضرت قحط نے
چہرۂ شوم دکھلایا بادشاہ نے ستر لاکھہ روپیہ ستمزدون کو عنایت فرمایا اور گیارہوان حصہ حاصلات کا ملک محروسہ
مین معاف کر دیا ۱۸ شعبان کو محمد علی بیگ سفیر ایران کا مع تہنیت نامہ کے مقام برہانپور مین مشرف
مجرا ہوا اور نیز ایرانی تحفجات نظر انور سے گذرانے جو بادشاہ کی جانب سے تھے تین لاکھہ روپیہ کے قیمت کے تھے
اور جو اپنی جانب سے گذرانے وہ پچاس ہزار کے تھے سفیر مذکور ابتداے ورود سے رخصت تک تین لاکھہ
سولہ ہزار نقد اور قریب ایک لاکھہ روپیہ کے جنس اوسکو مرحمت ہوا۔ اعظم خان نے نظام الملکیہ اور عادل خانیہ
فوج کے تعاقب اور قلعہ پرینڈہ کی تسخیر مین اچھی کوشش کی اور بموجب اسکے التماس کے مقرب خان غلام ترک
نظام الملک کہ رئیس اور معتمد لشکر نظام کا تھا منصب پنجہزاری پنجہزار سوار پر معزز کر کے اس درگاہ مین موجب
عزت وافتخار کا ہوا اور فتح خان بڑا لڑکا ملک عنبر سپہ سالار نظام الملک کا جو قید تھا نظام الملک نے رہائی دی
جب اوسنے جانا کہ بروقت اطمینان دلی کے پھر یہ حضرت مجھے محبوس کریگا پس پیش دستی کر کے بدستور پدر کے
کہ اوسکا باپ نظام الملک کو قید رکھتا تھا قید کر کے حقیقت حضور شاہجہانی مین لکھی شاہجہان نے نوکر سے
یہ حرکت برخلاف سمجھکر حکم دیا کہ فوراً رہائی دے فتح خان نے اس حکم سے آگاہی پا کر قبل ورود فرمان کے
اوسکو گلا گھوٹ کر مار ڈالا اور شہرت دی کہ مرگ طبیعی سے گذر گیا اور حسین نام اوسکے دہ سالہ لڑکے کو اوسکی
جگہہ پر گدی نشین کیا۔ اور نصیری خان کی سعی سے قلعۂ قندھار واقع تلنگانہ مفتوح ہوا اور نواب ممتاز محل
نے جسکا نام ارجمند بانو بیگم تھا اور صبیہ مرضیہ یمین الدولہ آصف خان کی تھی اور زوجۂ بادشاہ رحلت کی برہانپور مین
واقع باغ زین آباد امانتاً مدفون ہوئی اور چند دنون کے بعد شاہ شجاع نے مع وزیر خان اور ستی خانم
کے نعش کو اکبر آباد مین لاکر حسب الحکم دریاے جمن کے کنارے مدفون کیا اور مقبرۂ عالیشان طیار ہوا
بیدل خان نے اوسکی تاریخ رحلت یون کہی ہی تاریخ جای ممتاز محل جنت باد ٭ بادشاہ نے دو برس
تک تحصیل اقسام مستلذات سے مانند سماع وغیرہ کے اجتناب کیا ۳۸ برس دو مہینے کی عمر مین ۱۹ برس
ایک مہینے شبستان افروز اقبال رہی آٹھہ لڑکے چھہ لڑکیان اس سے پیدا ہوئین اگرچہ میرزا مظفر حسین

صفوی کی لڑکی جسکا نام قندہاری محل تھا اور دختر شاہنواز خان پسر خانخانان عبدالرحیم کی دونو بادشاہ
کے ازدواج مین تھین لیکن اسکے برابر کسیکو اختصاص نہ تھا متروکہ اس مرحومہ کا قریب ایک کرور کے تھا
جو اوسکی دختر کلان جہان آرا بیگم کو ملا - اور نصف دیگر اولاد کے حصہ مین آیا اور چار لاکھہ روپیہ جہان آرا
بیگم کی تنخواہ پر اضافہ ہوا - اور جشن وزن قمری انتہاے سال ۴۱ھ - اور ابتداے ۴۲ھ کا عمل مین آیا

پانچوان سال سنہ ۴۱ ہجری

جشن وزن شمسی مرتب ہوا - اور عمر شاہ سے بحساب شمس کے چالیس برس گذرے اکتالیسوان سال
شروع ہوا چونکہ فتح خان ولد ملک عنبر نے ارسال پیشکش مین دیری کی لہذا بادشاہ نے وزیر خان کو مع
دس ہزار سوار کے قلعہ دولت آباد کے تسخیر کو حکم فرمایا بعد روانگی فوج کے اوسکے وکیل نے عرض کی کہ
فتح خان نے اپنے لڑکے کے ساتھہ پیشکش روانہ کیا ہی عنقریب شرف ملازمت حاصل کرتا ہی لہذا فرمان
وزیر خان کے نام جاری ہوا کہ جس مقام پر ملاحظہ کرے واپس ہو ادہر عبدالرسول ولد فتح خان مع
بیس لاکھہ روپیہ کے حاضر دربار ہوا اور اسی سال مین یمین الدولہ آصف خان مامور ہوا محمد عادل شاہ والی بیجاپور کو
خواب غفلت سے بیدار کرے اگر ہوش مین آکر قلعہ پرندہ مع خراج مقرری نذر کرے بہتر ورنہ گوشمالی واجبی
دیجاوے اور اسقدر پر اکتفا کرکے واپس ہوا اور اوسکی سزادے اعظم خان و سید مظفر خان جہان اور
راجہ جگ سنگھہ اور خانزمان اور عبداللہ خان بہادر ظفر جنگ اور خواجہ ابوالحسن وغیرہ امراے عمدہ اوسکی ہمراہی مین
نامزد ہوئے اسی تاریخ سے مہر اوزک جو یمین الدولہ کے پاس تھی بیگم صاحب بادشاہ کی بڑی لڑکی کو سپرد
ہوئی آصف خان نے بیجاپور کی راہ پکڑی اول قلعہ بالکی کا محاصرہ کرکے قرار دیا کہ پردۂ شب مین محصورین
کی پردہ دری کیجیے اہل حصار نے درپردہ اس پرداز سے آگاہ ہوکر جان کے خوف سے اول رات کے وقت
جسقدر رکھتے تاریکی شب سے پردہ سازی کرکے کسی طرف کو چلدیے رعایا بیچارہ رہگئی سید نجابتخان
آصف خان ہر ایک ہمراہی سے پیشقدمی کرکے قلعہ مین جا گھسا قلعہ کے اندر ایک مقام پر تخت چوبی
دیکھکر اوسپر جا بیٹھا قضارا اوسکے نیچے باروت کے پیپے رکھے تھے لڑائی کی آگ جو بھڑکی تھی وہان
بھی جالگی اور باروت کے زور سے وہ تخت ہوا پر جا اوڑا گرتے وقت حفاظت ایزدی نے تخت کو
کسی خرمن مین لا اوتارا اگرچہ دست و موے سید کے جل گیے لیکن خوشہ حیات سلامت رہا -
بعد ازان جب قلعہ بیجاپور مین آیا عادل شاہون نے رزم میدان سے بیتاب ہوکر متحصن ہوئے کبھی قلعہ
سے نکلکر ہاتھہ پیر کرتے تھے کبھی دبک جا بیٹھتے آخر الامر قحط کی بلانے بالابلندی کی قلعہ سے زیادہ
لشکر مین تباہی نے منھہ دکھلایا لاجرم مصالحت ہوئی مصطفی خان مع خیریت خان حبشی کے

قلعہ سے آصف خان کے پاس آیا اور یہ قرار پایا کہ عادل شاہ چالیس لاکھہ روپیہ مع جواہر و فیل کے درگاہ والا مین روانہ کرے اور جادۂ فرمان برداری سے باہر نہو جب عہدنامہ تحریر ہوکر عادل شاہ کی مہر کیواسطے کسی بادشاہی لشکری کے ہاتھہ قلعہ مین پہونچا احوال وباے لشکر سے اطلاع دیکر عذر کیا وہ شخص محروم واپس ہوکر منظہر ہوا آصف خان نے انسان وحیوان کی تنگی عیش فراخی رنج دیکھکر محاصرہ سے ہاتھہ اوٹھایا بیجاپور کو لوٹنا شروع کیا اوسوقت جیسا کہ چاہیی فراغبالی پیدا ہوئی ہر ایک قصبہ و موضع سے خوب سا زر و مال ہاتھہ لگا شروع برسات تک یہی حال رہا جب موسم برشکال نزدیک آیا یمین الدولہ مع فیلان واسپان و شتران وغیرہ محمولہ زر وزیور اسباب غنیمت کے خاندیس کو رجوع ہوا دوسری رمضان کو مواکب بادشاہی برہان پور سے اکبرآباد کو معاود ہوا ملتفت خان ولد اعظم خان صوبہ دار دکن کو باپ کی جگہ پر برہان پور کا نایب کیا اور اعظم خان صوبہ دکن سے تبدیل ہوا اوسکے عوض مین مہابت خان کی تقرری عمل مین آئی یمین الدولہ آصف خان نے مع آصف خان وغیرہ امرا کے بموجب حکم شاہی دکن سے مراجعت کرکے حضور مین شرف مجرا حاصل کیا اور حاجی خان دکن سے آکر مشرف ملازمت ہوا حاجی وقاص ایلچی نذر محمد خان والی بلخ کا حضور مین آیا پندرہ ہزار روپیہ کے قیمتی بلخ کے اونٹ وگھوڑے نذر اشرف مین گذرانے ممتاز محل کے ایکسال گذرنے پر عرس ہوا اسمین ایک لاکھہ روپیہ تصدق ہوا اسی سال مین قاسم خان صوبہ دار بنگالہ نے بندرگاہ ہوگلی پرتکیسون کے ہاتھہ سے چھین لیا چار ہزار چارسو مخالف کے زن و مرد قید ہوئے۔ جشن وزن قمری بابت اتمام سال ۴۱ھ و شروع ۴۲ھ ترتیب ہوا۔ اور دکھن کا قلعہ کالیہ مفتوح ہوا بعد انتقال قاسم خان کے اعظم خان بنگالہ مین اوسکی صوبداری پر قایم مقام ہوا حاجی محمد جان قدسی تخلص نے اپنے وطن مشہد مقدس سے حاضر حضور ہوکر قصیدۂ مدحیہ سنایا دو ہزار روپیہ اور خلعت سے کامیاب ہوا اسی سال ایکروز محفل ہمایون مین سکندر کا مذکور ہوا۔ یمین الدولہ نے کہا آج تک کسینے قول سکندر پر انگشت اعتراض نہین اوٹھائی بادشاہ نے کہا کہ اگر اوسکی نبوت کا ثبوت پہونچا ہو کچھہ اعتراض نہین ورنہ مجھے دو اعتراض ہین اول یہ کہ ایسا عقیل بادشاہ سفیر بنکر نوشابہ کے حضور مین گیا دوم دارا کے جواب مین اپنے باپکو مرغ کہنا کیا لایق شان کے بات ہے درحقیقت آواز خروس نے محل ہے جیسا کہ نظامی نے کہا ہے ؎ شد آن مرغ کو خایہ زرین نہاد؛ ایسی بات لایق شان سلطان نہین ہوسکتی

احوال چھٹوین سال کا مطابق ۴۲ سنہ ہجرے

قلعہ گھا مالہیری سن مضاف صوبہ مالوہ نصیری خان کے حسن تدبیر سے مفتوح ہوا جشن شمسی انتہاے سال اکتالیس اور شروع بیالیس کے منتظم ہوا۔ شاہزادہ داراشکوہ کی رسم ازدواج نادرہ بانو بیگم بنت جہان بانو بیگم

جو سلطان مراد کی لڑکی تھی اور سلطان پرویز کی بیٹی تھی عمل مین آئی میرزا ابو طالب نے تاریخ کہی ہے دو مہ قران کردہ بیک
برج جلال۔ اس تقریب مین دو لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ سرکار شریفہ خالصہ سے چھ لاکھ اور سرکار بیگم صاحبہ دختر کلان
بادشاہ سے ۱۶ لاکھ اور شاہزادہ دارا شکوہ کی سرکار سے دس لاکھ اور والدہ عروس نے دو لاکھ کی ساچق بھیجی
اور پانچ لاکھ کا بین مقرر ہوا۔ اسکے بائیس روز کے بعد شاہزادہ شجاع کا نکاح مرزا رستم صفوی کی لڑکی
سے ہوا اسکی تاریخ یہ ہے مہد بلقیس بمنزل جمشید آمد ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ رسم ساچق مین بھیجے
گئے اور دس لاکھ روپیہ کا جواہرات اور ظروف مرصع وغیرہ امیر بیگم صاحب کو اور سرکار بیبی خانم نے شاہزادہ
کو دیا چار لاکھ روپیہ کا بین مقرر ہوا۔ اسی سال مین چہتر بتخانہ مقام بنارس مین منہدم ہوئے جب نذر محمد خان
والی بلخ کا ایلچی مع تحفجات کے آیا ادہر سے تربیت خان ایک لاکھ کے قیمتی ہندوستانی تحفہ لیکر بلخ
کو روانہ ہوا اور مہابت خان اور اسکا لڑکا اور خانزمان اور نصیری خان کی تدابیر سے فتح خان ولد ملک عنبر
حبشی سپہ سالار دکن نے عاجز ہوکر امان چاہی اور قلعۂ دولت کی کنجیان اولیاے دولت کے تفویض کین
خانخانان نے ایک گروہ کو ملک نظام الملک اور فتح خان کی حفاظت مین چھوڑا جو لڑکین سے نیک و بد
کی تمیز نکر سکتے تھے جسوقت دونو کو حضور مین لائے نظام الملک قلعۂ گوالیار مین محبوس ہوا اور فتح خان
نے دو لاکھ کا سالیانہ حاصل کیا قلعۂ دولت آباد متانت اور استحکام مین زبان زد روزگار اور سلاطین
والا تبار کے منظور تھا ۔ ۲۶ ذی حجہ کو جب قلعۂ مذکور کی فتح کی خبر ملازمان شاہی کو ملی خانخانان اور اوسکے
لڑکے کو شمول عنایت فرماکر سرفراز کیا نصیری خان خان دوران کے خطاب سے مخاطب ہوا اضافہ ہوکر منصب
پنجہزاری پایا اور ظفر خان احسن مخاطب ولد خواجہ ابو الحسن اپنے باپ کی نیابت سے مستقل صوبہ دار کشمیر ہو گیا اور
صفدر خان چار لاکھ کے تحفجات سے ایران کی سفیری مین چلا اسی سال مین اخبار کابل سے اخبار ہوا کہ کسی عورت
نے ایسی لڑکی جنی جسکی [illegible] ایک [illegible] دونو ہاتھ بالا سے ناف اور اسمین بھی آنکھہ ابرو کان ناک منہ تھا
پیدا ہوتے چند نفس کے بعد گذر گئی اسی سال مین شاہزادہ اورنگ زیب نے پندرہ برس کی عمر مین ہاتھی سے دستبرد
کی تفصیل اسکی یہ ہے کہ ہاتھیون کی لڑائی ہوتی تھی ہرسہ شاہزادہ مامور ہوئے کہ گھوڑون پر سوار ہوکر زیر جھروکہ
فارغ البال تماشا کرین ناگاہ عین تماشا مین ایک ہاتھی اپنے حریف سے فراری ہوکر جماوکیطرف بڑہا ہاتھی کے رخ کرنے سے
ہر ایک کی جمعیت حواس کی غرزین بندی ٹوٹی شاہزادون نے بھی خانۂ امن کی راہ لی کسیکی یہ بساط نہوئی کہ نظر ملائے
مگر اورنگ زیب قایم رہا جب ہاتھی نے اوسکی طرف سر اوٹھایا اورنگ زیب کو شجاعت نے نشہ دی جھپٹ کر
نیزہ خارا دوز پیشانی فیل پر مارا فیل نے گھوڑے کو سونڈ مین لپیٹ کر زمین پر دے پٹکا اورنگ زیب نے خانۂ زین سے
کود کر ایک تلوار لگائی اسی درمیان مین اوسکا حریف آکر بھڑ گیا شاہجہان یہ دستبرد دور سے دیکھہ رہا تھا۔

بمعائنہ شجاعت رستمانہ بہادری کا خطاب عطا فرمایا۔ اور طلاے خالص سے تول کر مستحقین کو خیرات ہوا
اس طلا کی پانچہزار اشرفی ہوئین تھین میرزا ابو طالب کلیم نے اس حکایت کو بڑے رتبات سے منظوم کیا ہی
۲۲ صفر کو بموجب التماس خانخانان کے شاہزادہ شجاع کو منصب دہ ہزاری ذات اور پانچہزار سوار اور
چھہ لاکھہ روپیہ عنایت ہوا انھین دنون مین صادق خان برنہ آصف خان نے رحلت کی تاریخ یہ ہی
٥ دیگر نشود سفید صبح صادق ؛ شاہجہان نے بنابر پاس مراتب مخصوص جعفر خان جو کہ یمین الدولہ کا
داماد تھا اور بادشاہ کا ہمزلف اورنگ زیب کو جنازہ کے ہمراہ روانہ کیا اور جعفر خان کو خلعت خاصہ
اور چار ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کا لطف ہوا اور دیگر اولاد کو بھی رعایت ہوئی جشن وزن قمری بابت
اختتام اور آغاز سال نو کے منتظم ہوا چونکہ یہ قاعدہ تھا کہ جب تک شاہزادے کسی خدمت پر سرفراز
نہون منصب نیا دین لہذا شاہزادہ شجاع نے جب مہم دکن کی اجازت پائی منصب پایا اور شاہزادہ
دارا شکوہ ہنوز ہزار روپیہ یومیہ پاتا تھا بادشاہ تو نہایت چاہتا تھا دوری گوارا نہ تھی اور نہ یہ کہ بے منصب
رہے لہذا بارہوین ربیع الثانی کو منصب دوازدہ ہزاری ذات اور شش ہزاری سوار پر کامرانی دی
اور سرکار حصار بموجب قاعدہ مستمرہ بری تھی کو جاگیر ہوتی ہی اسکے ہتول مین مقرر کی اور اسی سال اسلام خان
میر بخشیگری کے عہدہ پر مقرر ہوا تاریخ اسکی بخشی ممالک ہی

ساتوان سال سنہ ۱۰۴۳

تیسری شعبان کو اکبر آباد سے جانب پنجاب نہضت ہوئی ۲۰ شوال کو دولتخانہ لاہور مین نزول ہوا سعید خان
[illegible] کابل جو ہنوز محروم ملازمت تھا اور فتح خان صاحب صوبہ ملتان دونو مشرف کورنش ہوئے
بادشاہ کی طبیعت درویشون سے زیادہ متوجہ تھی ۱۷ شوال کو میان میر کے کنج خلوت مین بجز تسبیح
اور دستار کے کوئی چیز نگذرانی اور ۱۹ کو شیخ بلاول کے خدمت مین دو ہزار روپیہ نذر گذرانی اور حسب التماس
یمین الدولہ آصف خان کے مکان پر تشریف لا کر آبرو بڑھائی ۲۴ کو سیر کشمیر کو نہضت فرمائی پیر پنجال
سے قطع راہ ہو کر ۸ ذی حجہ کو دولتخانہ کشمیر مین قدم رونق بخش ہوئے اسی سال مین شاہزادہ
شجاع نے قلعہ پرینڈہ پر بہت کچھہ زور مارا مگر پیش نگیا آخر کار مہابت کی بموجب صلاح برہانپور کو واپس ہوا
جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی مہابت خان کو معاتب کیا اس قصور پر کہ بندگان شاہی سے متفق نہ تھا
اور شاہزادہ کو فتح قلعہ سے مجبور کیا اور شاہزادہ کو مع بندگان شاہی کے حضور مین طلب فرمایا اور حسب دستور
انجام سال و آغاز سال نو کا جشن ۲۳ ربیع الاول کو دیرناک جا کر دار السلطنت لاہور کو متوجہ ہوا اسی
قرب مین مہابت خان نے قضا کی مہابت سے جان دی اسکا نام زمانہ بیگ تھا معتمد خان نے مادہ تاریخ

یون لکھا ہی زمانہ ارام گرفت ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ منصب اور خانجہانی کا
خطاب تھا اسکی لاش دکن سے دہلی مین آکر دفن ہوئی

آٹھوان سال

پنجم جمادی الثانی کو لاہور منزل ہوا بالاگھاٹ کی صوبہ داری جوکہ سرکار دولت اباد و احمدنگر و پٹن و مرد
دخالیاپور و جنیر و سنگمیر و فتح آباد مع توابع برار اور تمامی تلنگانہ وغیرہ سے مراد ہی اور جسکی جمع اوسوقت مین
یک ارب بیس کرور دام تھی خانزمان ولد خانخانان کو سپرد ہوئی اور پایان گھاٹ کی صوبہ داری خاندوران
کو ملی اوسکے عوض مین الہ وردی خان قراول بیگی مالوہ کا صوبہ دار ہوا ۷ جمادی الثانی کو شاہزادہ
شجاع دکن سے آکر مشرف ملازمت ہوا اور ۳ رجب کو شاہزادہ اورنگ زیب منصب دہ ہزاری
ذات اور چار ہزار سوار سے سربلند ہوا اور چوتھی رجب کو تربیت خان جسکا جانا پدر محمد خان والی
بلخ کے پاس پیشتر لکھا گیا ہی واپس آیا منجملہ تحائف کے جو ہمراہ لایا تھا ایک مصحف تھی ملک شاد خانم
کی لکھی ہوی یہ عورت بنت محمد سلطان میرزا ابن جہانگیر مرزا ابن صاحبقران امیر تیمور گورکان کی تھی وہ
مصحف کمال عمدگی مین بخط ریحان تحریر اور خاتمہ پر حسب ونسب واضح مرقوم تھا شاہجہان اس تحفہ
سے نہایت خوش ہوا ۷ شعبان اکبرآباد کو عزیمت ہوئی ۲۶ ماہ رمضان کو واقعہ موضع ملول - دختر
سلطان پرویز کے شکم سے شہزادہ داراشکوہ کے لڑکا پیدا ہوا جسکا نام سلیمان شکوہ رکھا گیا اسکے اکبر
تضاعف کرنے سے تاریخ نکلتی ہی ۱۳ شوال کو اکبرآباد مین نزول ہوا بتقریب جشن نوروزی کے
اوس تخت مرصع پر جلوس جسکا طول کچھہ زیادہ تین گز اور عرض ڈھائی گز اور ارتفاع پانچ گز تھا
سات برس مین ایک کرور روپیہ کی لاگت سے بنا تھا جس پنجہ پر کہ پشت پناہ کرتے ہین دس لاکھہ نقد
صرف ہوا تھا جملہ جواہرات سے جو اس تخت مین تعبیہ تھا ایک لعل قیمتی لاکھہ روپیہ کا تھا جوکہ شاہ عباس
ماضی نے رسل بگ کی معرفت جہانگیر کو تحفہ بھیجا تھا اور جہانگیر نے فتوح دکن کے جلدو مین شاہجہان
کو عطا فرمایا تھا اول وہ امیر تیمور کے ہاتھہ لگا اوسپر مرزا شاہرخ اور مرزا الغ بیگ اوسکے لڑکے ثانی
کا نام کندہ تھا جب شاہ عباس کے پلے چڑھا اپنا نام کندہ کرایا جب شاہ جہانگیر کے حضور مین آیا
انکا نام مع والد رضوان مقام کے مزین ہوا آخر نام شاہجہان کا لکھا گیا اور اس تخت پر نصب ہوا
تخت مذکور کی تاریخ محمد جان قدسی نے یون ترتیب دی ہی ~ چو تاریخش زبان پرسید از دل ؎
بگفت اورنگ شاہنشاہ عادل ؎ دیگر ~ سریر ہمایون صاحبقرانی ۱۰۴۴ اس سال یمین الدولہ
آصف خان کو خانخانانی اور سپہ سالاری ملی اور اسکے مکان پر بندگان شاہی کا نزول ہوا -

اس جشن مین یمین الدولہ کیطرف سے پانچ لاکھ روپئے اور دیگر امرا اور شاہزادون کیطرف سے نذر ہوا۔ بادشاہانہ الطاف سے بھی ہر ایک مشمول ہوا نجابت خان نے قلعہ شیرگڈہ کو جو ولایت سری نگر کی سرحد پر ہے فتح کیا اور حصار کالی قبضہ مین لاکر قلعہ سانیور بھی متصرف ہو گیا جب گنگا اور ہردوار سے پار اوترا خبر پائی کہ کسی گروہ نے رہگذار اوس ملک کی مسدود کی ہے مستعد پیکار ہین لہذا اونکے سر ہونیکے خیال سے محاربا جنگ شروع کی اکثرون کو قید کر لیا۔ تب تو سردار کو دور کی سوجھی مارے ڈر کے پیغام دیا اور دس لاکھ روپیہ بادشاہ کو اور ایک لاکھ روپیہ مہابت خان کو دینے کہا آخر شرط یہ ہوئی کہ جب تک شرط ادا نہو قیام اسی مقام پر رہے اس گفتگو سے فریب کہایا کہ بسبب اقامت دراز کے لشکر کو غلہ وجہی کی تنگی ہو گی اور برسات جو شروع ہوئی گہبراکر ٹہہر نہ سکینگے آخر یہی حال ہوا کہ خانصاحب کی بے تدبیری سے ناکامی سے منہ دکھلایا لاکہ کا گہر لیک مین ملایا جمع کثیر ماری پڑی جب بادشاہ کو اس نادانی کی خبر ملی منصب چہین گیا میرزا خان نبیرۂ خانخانان عبدالرحیم کو فوجداری عطا ہوئی اسی سال جہجار سنگہ بندیلہ مع اپنے لڑکے بکرماجیت کے باغی ہوا عبداللہ خان بہادر اور سید خانجہان اور خان دوران بہادر اوسکے استیصال کو معین ہوئے اور اس خیال سے کہ باہم نفسانیت کرکے کار سرکار مین خلل انداز ہون شاہزادہ اورنگ زیب کو اس فوج کا سردار بنایا اور حسب قاعدہ جشن وزن انجام سال چہل و چہارم و آغاز چہل و پنجم ہوا اور دریافت کیفیت ملک کو مخصوص تازہ مفتوح کے اکتشافات حال کو واقع ۱۰ ربیع الثانی بسواری رتہہ عازم دولت آباد ہوا اس عزیمت کی تاریخ ہے بیا بادشاہ جہان ابن تو مبارک باد۔ جو سرداران فوج نے جو بندیلہ کے گوشمال پر مقرر ہوئے تھے جہجہار سنگہ اور بکرماجیت کو کسی جنگل مین پکر قتل کیا اور دونو سر کشون کے سر مبادا حضور شاہی مین آئے ایک کرور روپیہ نقد اور بیس لاکہہ کا ملک ضبط ہوا عرایض اورنگ زیب سے اودہر کی کیفیت سیر و شکار کی کثرت نشاط عزیمت شاہی ۱۵ جمادی الاولے کو موضع باڑی سے اودہر کو مصمم ہوئی

سال نہم سنہ ۱۰۴۵ ہجری

۲۵ جمادی الاولے کو نواحی اندوجہ مین داخل ہوئے نرسنگہ دیو جد بکرماجیت پدر جہجہار سنگہ کا بنایا ہوا مندر کہود ڈالا گیا ۳ رجب کو شاہزادہ اورنگ زیب دہامونی سے معاودت ہو کر مشرف ملازمت ہوئے ۵ شعبان کو لشکر شاہی دریائے نربدا سے پار ہوا دوسری شعبان کو برہانپور کے شکارگاہ سے بالا گہاٹ کو متوجہ ہوئے دولت آباد کے قریب خانزمان ولد مہابت خان صوبدار نے ادراک کورنش کی عادل شاہ نے

ادائے پیشکش مقررہ مین تہاون کیا تھا اور قطب شاہ بھی کچھہ سازش رکھتا تھا۔ لہذا مکرمت خان کو جسکا نام ملا شفیعا
اور مدت مدید تک مہابت خان کے ہمراہ رہا تھا مع فرامین امید وبیم کے بیجاپور اور شیخ عبد اللطیف دیوان دکن کو گولکنڈہ
کی رخصت دی۔ اور ساہو بہوسلہ باوجود اسکے کہ اوسکا نظام شاہ آقا قلعۂ گوالیار مین قید تھا کسی لڑکے کو اوسکے
خاندان سے لاکر نظام شاہ کے لقب سے بوجہ حصہ ملک پر متصرف ہوا تھا لہذا عساکر منصورہ اوسکی تنبیہ پر مامور ہوا اور قلعہ جنیر
اور سنگمیر اور باسک اور ترمک کی تسخیر پر شایستہ خان کو حکم ہوا۔ معروض ہوا کہ چھہ قلعہ مین ساہو اور دو مین بہوجل
اور چند دیگر قلعہ مین اور فتنہ پرداز لوگ متصرف ہین اور وہانکے زبردستون پر زبردستیان کرتے ہین لہذا الہ وردیخان کو
حکم ہوا کہ انکے تسخیر کی فکر کرے نیز ظاہر ہوا کہ عادل خان ساہو کی دلجوئی مین موافق ہے۔ لہذا سید خانجہان نے مع
مع دس ہزار سوار کے رخصت پائی کہ رندولہ کو جو عادل خان کیطرف سے ساہو کی مدد پر آئین ہین متفرق کردے
اور لوٹ مار کے ملک بیجاپور کو ویران کردے۔ الہ وردیخان اور شایستہ خان نے بعض بعض قلعہ فتح کرلیے اور جیسا حال دیکھا
درگاہ شاہی مین عرض کیا۔ اور بتقبول بندگان بادشاہی ہوتا رہا اور قلعجات اولیائے دولت قاہرہ کے ہاتھہ آتی ہی
شایستہ خان سنگمیر کو چلا اوسکے پرگنات کو فرزندان ساہو وغیرہ کے قبضہ سے نکالا شیخ فرید ولد قطب الدین خان کو ناسک
کی تہانہ داری پر اور احمد خان کو ونڈوری اور احمد مہمند کو انگولہ اور باقی سرگروہ نابینان یمین الدولہ کو جنیر بھیجا اور شایستہ خان کو
حکم ہوا کہ احمد نگر مین چلا آوے جسوقت وہ قاصد حضور تھا اثنائے راہ مین معلوم ہوا کہ ساہو کا لڑکا جنیر گیا ہے پانسو آدمی کو
بھیجا اور ان لوگون نے وہان پہونچکر شہر کو اوسسے حاصل کیا چونکہ ساہو کے عیال حصار مین تھے باپ مدد کیواسطے جنیر کو
آئے اور ہنگامۂ رزم گرم ہوا۔ شایستہ خان نے نہایت جلد پہونچکر مقہورون کو مغلوب کردیا اور سنگمیر اور جنیر مع ستر
پرگنہ کے داخل ممالک محروسہ ہوا۔ اور شایستہ خان روانۂ حضور ہوا خاندوران جب قریب اودگیر کے پہونچا یہ حکم ہوا
کہ بیدر کیطرف سے عادل خان کے ملک مین جاکر غارت کرے اور سید خانجہان کو بھی حکم ہوا کہ شولاپور سے جاکر وہان موقوف ہووے
خاندوران بموجب حکم لوٹ کھسوٹ کر فیروزآباد کو جو بیجاپور سے ۱۲ کوس ہے چلا گیا اسی ضمن مین مکرمت خان کا عرضی نوشتہ آیا
کہ عادل خان نے اطاعت قبول کی لہذا حسب الحکم اوس ملک کی خرابی سے ہاتھہ اوٹھایا حکم ہوا کہ اوسکے قلعہ اودگیر قلعہ
کی کشایش کرین۔ سید خانجہان نے قلعہ شولاپور تسخیر کرکے لوٹتے وقت اندولہ سے مقابلہ کیا اور وہ اس لڑائی مین
زخمی ہوا اور خانزمان احمد نگر سے جنیر کو روانہ ہوا اور شاہ بیگ خان کو جبار کونڈہ کی تسخیر پر روانہ فرمایا وہان کے لوگون نے امان
چاہی قلعہ حوالہ کردیا خانجہان کو حکم پہونچا کہ عادل شاہ کی ولایت خراب اور ساہو کی تادیب کرے حسب الحکم تعمیل ہوئی
قلعہ اورلوکا پور پر قبضہ ہوا اور ساہو کو شکست دی جسوقت دریائے بھیمرہ پر نزول ہوا خانزمان کے نام فرمان صادر ہوا
کہ عادل خان کو روانۂ حضور کرے تاکہ بالمشافہہ تسخیر جنیر وغیرہ کے بارہ مین ارشاد ہو اور حسب التماس عادل خان کے عہدنامہ مزین
بہ پنجۂ شاہی بصحوب محمد حسین سلہ ذر کے بھیجا گیا اسی زمانہ مین شیخ عبد اللطیف سفیر نے گولکنڈہ سے مراجعت کرکے نقود جنس

قیمتی چار لاکھ کا مع شیخ طاہر ملازم قطب الملک کے حاضر درگاہ کیا۔ اور جو کچھ ہنگام مقام خود پایا تھا وہ بھی نظر گذرا خطبہ شاہجہانی گولکنڈہ مین پڑھا گیا۔ ۱۱ صفر کو ماندو کا عزم ہوا۔ اور مکرمت خان بھی بیجاپور سے آکر شرف قدمبوس حاصل کیا اور پیشکش عادل خانی گذرانا شاہزادہ اورنگ زیب کو ملک دکن کی ایالت مرحمت ہوئی اور وہ دولت آباد سے رخصت ہوا جشن وزن قمری انقضا اور آغاز سال کا حسب دستور ہوا۔ جب بارش کا موسم منقضی ہوا ۱۶ جمادی الاولی کو اوجین اور گھاٹی چاندہ کے راستے دار الخلافت کو عزیمت ہوئی اوسے ادراد دیگر خانہ وران کے فتح کی

نقل عنوان فرمان موسومہ قطب الملک

ایالت و امارت پناہ ارادت و عقیدت دستگاہ عمدۃ الاماجد کرام مسلالۃ الاکارم عظام نقاوۃ خاندان عز و علا عضادۃ دودمان مجد و اعتلا زبدۃ مخلصان صلاح اندیش خلاصۂ متحققان سعادت کیش مورد الطاف شاہنشاہی مصدر ارباب خیر خواہی جوہر مرآت صفا و صفوت فروغ ناصیۂ دولت و رفعت سزاوار عاطفت بیکران المخصوص بعنایت الملک المنان قطب الملک بشمول عنایت پادشاہانہ مستظہر بودہ بداند

نقل عنوان عہدنامہ موسومہ عادل خان

ایالت و شوکت پناہ عدالت و نصفت دستگاہ زبدۂ ارباب اقبال عمدۂ اصحاب ملک خلاصۂ دودمان عادل خان بفور عنایات پادشاہانہ مفتخر و مستظہر بودہ بداند

سال دہم سنہ ۱۰۴۶ ہجری

۷ رجب کو بادشاہ نے اجمیر کو نہضت فرما کر تالاب اناساگر کے کنارے پر مخیم اجلال ہوا اور دولتخانہ سے پیادہ پا جا کر خواجہ معین الدین کے مزار کی زیارت فرمائی۔ دس ہزار روپیہ خدمۂ مزار کو عطا ہوا بعدہ اوس مسجد مین تشریف لایا جو بروقت لوٹنے خیبر سے روضہ کے عقب مین بنیاد ڈالی گئی اور چالیس ہزار روپیہ کے خرچ سے طیار ہوئی تھی مصرع قبلۂ اہل جہان شد مسجد شاہجہانی تاریخ بنا ہی مسجد ہے۔ اس سال مین خان دوران اور سید خانجہان دو نو کا اضافۂ منصب ہوا پنجہزاری منصب اور پنجہزار سوار اضافہ ہوئے اور ۸ شعبان کو رایات عالی آگرہ مین ممود ہوئے اوسی مہینے کی ۲۹ تاریخ کو ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی ساچق شاہنواز خان صفوی کے گھر بھیجی گئی جسکی لڑکی اورنگ زیب کے واسطے منگی تھی اور سلخ ذی قعدہ کو اورنگ زیب شادی کے لیے دولت آباد سے روانہ ہو کر باغ نور منزل مین آیا شاہجہان نے کمال عاطفت سے طالب آملی کی رباعی لکھکر اسکے پاس بھیجی رباعی با مژدہ اگر زود در آئی چہ شود ٭ یا تاختہ پیش از خبر آئی چہ شود ٭ زود آمدنت نظر بشوقم دیرست ٭ لا زود اگر زود تر آئی چہ شود ٭ یکم ذی حجہ کو شاہزادہ مراد بخش اور یمین الدولہ آصف خان اور خاندوران بہادر اور علامہ افضل خان وغیرہ نے دیر تیماں نے حسب الحکم استقبال کو پیش قدمی کی اور اورنگ زیب نے ملازمت پدر حاصل کی۔ اور حسینی ایران کی سفیری پر مرخص ہوا۔ اور شمشیر مرصع اور نشکارے مرصع قیمتی پچاس ہزار روپیہ کا مع دیگر تحائف کے شاہ صفی کے واسطے روانہ کیے۔ جب ساعت ازدواج قریب آئی بخلاف شادی دیگر شاہزادون کے دس لاکھ روپیہ نقد عنایت فرمایا۔ تاکہ لوازمۂ شادی کا سرانجام کرے ۲۲ کو شاہنواز خان کے مکان سے مہندی لائے۔ بزم حنابندی خلوتخانہ خاص مین منعقد ہوئی۔ ۲۳ تاریخ منگل کی رات کو عقد کی ساعت تھی حسب الحکم شاہزادہ مراد بخش اور یمین الدولہ وغیرہ جمیع امرا شاہزادہ کی خدمت مین

شاہ نواز خان کے گھر تشریف لیگئے اور اخیر شب کو بادشاہ خود بدولت بھی شاہ نواز خان کے مکان پر قدم رنجہ فرما کر شاہ نواز کو عمل مین لائے اور یہ احترام اس سبب سے تھا اول یہ کہ نسب شاہ نواز خان کا سید البشر سے اور باعتبار دنیا سلطان سلیمان شان شاہ اسمعیل صفوی قہرمان ایران سے ملتا تھا دوم اپنے فرزند رشید کی دلجوئی بھی منظر تھی القصہ بادشاہ کے روبرو نکاح ہوا چار لاکھ روپیہ کابین مقرر ہوا مرزا ابو طالب کلیم نے تاریخ اس جشن کی یون کہی ہے ع دو گوہر بیک عقد دوران کشیدہ ۲۹ کو حضرت شاہجہان اورنگ زیب کی حویلی مین تشریف لائے۔ یہ وہی حویلی ہے جہان بادشاہ ایام شاہزادگی مین رہتے تھے اور بعد جلوس اورنگ زیب کو عطا فرمائی تھی۔ اسی زمانہ مین پرہویت زمیندار جمو کا پردہ کھل گیا ظاہر ہوا کہ یہ شخص شاہ قلیخان فوجدار کو مکر وفریب سے زک دیا چاہتا تھا بالآخر شاہ قلیخان کے آدمیون کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور شاہ قلی مورد عنایت خسروانہ ہوا۔ انھین دنون مین عبد اللہ خان کو حکم ہوا کہ پرتاب اوجین والے کو سزا دے پرتاب قلعۂ بھوجپور مین محصور ہوا تھوڑے عرصہ مین وہ قلعہ مع دیگر قلعجات کے مسخر ہوا پرتاب بیتاب ہو کر بھاگا جب کسیطرح تاب مقاومت نپائی مقابلہ مین آکر تب وتاب کرنے لگا آخر کو جان دی دہم ربیع الثانی کو اورنگزیب دولت آباد کو مرخص ہوا ظفر خان حسن کی حسن تدبیر سے چند قلعہ تبت کے کشود ہوئے

سال یازدہم ۱۰۴۷ ہجری

لال خان کلانوت جو بلاس خان ولد تانسین کا داماد اور اپنے فن کا یگانہ تھا عطاے خلعت اور خطاب گن سمندر سے سرفراز ہوا اسکے چار فرزند دلبند تھے سب سے افضل خوشحال خان اور بسرام خان تھے چونکہ قندہار بسبب اضطرار مرزا مظفر حسین صفوی برادرزادہ شاہ طہماسپ والی ایران کے جلال الدین محمد اکبر کے قبضہ مین آگیا تھا اور شاہ عباس کو چندروز تک کسی تفرقۂ عظیم سے جو ایران مین واقع ہوا تھا نوبت اسکے بازگشت کا تھی ہندوستانیون سے نہ پہونچی ان لوگون نے قندہار کو اپنا ملک محروسہ سمجھکر بڑی کوشش کی مگر شاہ عباس نے پینتالیس ۴۵ روز کے محاصرہ مین فتح کر لیا اور گنج علیخان کے سپرد کر کے قندہار کی سرداری عطا فرمائی اور خود اپنے دولتکدہ کو واپس گیا۔ ہمیشہ یہان کے بادشاہون کو قلعہ مذکورہ کے تسخیر کی تمنا رہی مگر میسر نہوا۔ اب شاہجہان نے اپنے گیارہوین سال جلوس مین کابل کے صوبدار سعید خان کو تحریر فرمایا کہ اوسکے فتح کرنے مین کوشش کرے اوسنے اوسکا فتح کرنا اپنی تاب وطاقت سے باہر دیکھکر لابہ گری اختیار کی ذوالقدر خان کو علیمردانخان کے پاس جو بعد گنج علیخان اپنے باپ کے وہانکا حاکم تھا بھیجا اور چاہا کہ لالچ دکھلا کے پھانسے علیمردان خان نے شاہجہان کے ارادہ سے اپنے بادشاہ شاہ صفوی کو اطلاع دی شاہ ایران نے علیمردان خان کی عرض پر خیال کیا کہ اپنی گرمی بازار کو یہ شرر ریزیان کرتا ہے پس اوسلئے خفگی فرمائی بلکہ اپنی مجلس مین کہا کہ ایسے دراندازکو مع عیال واطفال کے سزا کرنا چاہیے اور اسی قصد سے سیاوش قوللر آقاسی کو قندہار پر معین فرمایا علیمردانخان نے اپنے ہوادارون کی تحریر سے یہ امر سنکر شاہجہان کو عرضی کی کہ فدوی قلعۂ قندہار کو تفویض ملازمان شاہی کر کے حاضر حضور ہوا چاہتا ہے ادہر سعید خان صوبہ دار کابل کو لکھہ بھیجا کہ بدون

انتظار ورود جواب کے اسطرف کو قدم زن ہوا اس لئے اس مژدہ جانبخش کو تائید غیبی سمجھکر جلد عرضی تو حضور مین روانہ کی
اور عوض خان اور محمد شیخ اپنے لڑکون کو جلد تر روانہ کرکے عقب سے خود بھی مع لشکر بیکران روانہ ہوا بادشاہ نے اس جہت سے
قلیچ خان کو اضافہ کرکے بعہدہ پنج ہزاری پنجہزار سوار کے قندہار کی صوبہ داری پر روانہ فرمایا اور اس خیال سے کہ ایرانی فوجین
ضرور چڑھینگی شاہزادہ شجاع کو مع فوج کثیر مدد پر روانہ کیا سعید خان نے قندہار پہونچتے قلعہ مین دخل کیا اور علی مردانخان کے
کہنے سے سوچا کہ جب تک سیاوش قوللر اقاسی کا فتنہ و فساد رفع نہوگا۔ ہرگز رعایا یہان کی مطیع نہوگی اسواسطے علی مردانخان
کی اعانت مین سیاوش قوللر اقاسی سے عزم جنگ رکھتا تھا آخر آٹھہ ہزار سوار لیکر موضع سحری مین جہان سے اوسکا
لشکرگاہ نزدیک قندہار کے تھا روانہ ہوا سیاوش بھی ہمراہی قلیل فوج سے مقابل ہوا۔ مگر شکست کھائی لیکن بنا بر حفاظت
قلعہ داری کے روشن سلطان کو مع چند بندوقچیون کے حصار زمینداور مین چھوڑا سعید خان نے اسکے جلدو مین
منصب ششہزاری ششہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ اور خطاب بہادر ظفر جنگ کا حاصل کیا اور فرمان صادر ہوا کہ قندہار
مین توقف کرکے اوس قلعہ کی تسخیر پر ہمت چست کرے جسوقت قلیچ خان پہونچے قلعہ قندہار اوسکو سپرد کرکے سعید خان
اپنے لڑکے محمد شیخ شاہزاد خان کے ہمراہ روانہ حضور کرے پس بعد آنے قلیچ خان کے علیمردانخان روانہ کابل ہوا۔ اور قبل پہنچنے
شاہزادہ شجاع کے کابل پہونچا شاہزادہ شجاع نے پہونچکر بہت سی عنایات فرمائی بعد چندے درگاہ شاہی کو روانہ ہوا
اور قلیچ خان نے جلد تر پہونچکر حصار زمینداور کو مسخر کیا اور بعد ضبط مداخل اور مخارج کے قلعہ بست کے فتح کا عزم کیا
جب محاصرین قلعدار پر عرصہ تنگ ہوا بعد لینے امان نامہ کے عراق کو چلا گیا تمام ولایت اور قلعجات قندہار کے قبضہ مین آئے
اس سال مین آشامیون نے حصون معسکر پر شبخون کیا اور دو قلعہ پر متصرف ہوگئے سرداران لشکر اس ماجرے پر آگاہی پاکر
متوجہ ہوئے اور دو پہر کے عرصہ مین پندرہ حصار اونکے مسخر فرمائے اور چار ہزار آشامی سے زیادہ قتل اور مرزبان آشام کا
داماد مع ہمراہیون کے قید ہوا۔ اور بعد فتح پانسو جنگی کشتیان ہاتھہ لگین اور تمام محال کوچ کے زیر قبضہ ہوئے اور
راجہ بلدیو جو دشوار گذار گھاٹیون مین جا چھپا تھا مع لڑکے کے اوسطرف بیمار ہوکر جان بحق ہوا اور اسلام خان صوبہ دار
بنگالہ منصب اور خلعت سے معزز فرمایا گیا ۲۸ ذی قعدہ کو نوروز ہوا امرا لوگون کی عزت اور توقیر بڑھائی گئی علامہ افضلخان
ہفت ہزاری اور علیمردان خان جو زمرۂ دولتخواہون مین ہوکر کابل پہونچا تھا پنجہزاری اور علم و نقارہ سے سرفراز ہوا
اسی زمانہ مین راجہ گج سنگہ راٹھور جو جمیع ہندی راجاؤن مین بسبب خیرخواہی اور جانفشانی کے ممتاز تھا جان بحق ہوا
اور اوسکا بیٹا جسونت سنگہ بموجب التماس پدر کے منصب چار ہزاری اور راجگی کے خطاب سے سربلند اور اسکا بڑا بھائی
امرسنگہ سہ ہزاری منصب اور راے کے خطاب سے تعزز فرمایا گیا۔ اور یہ امر برخلاف ضابطہ کے بسبب فرط محبت کے ہوا
جو کہ گج سنگہ کو جسونت سنگہ کی مان سے تھا ظفر خان حسن کی سعی سے تبت ملک محروسہ مین داخل ہوئے اور اسی
سال مین یادگار بیگ سفیر ایران جو کہ قبل اس سانحہ قندہار کو روانہ ہوا تھا پہونچا اور رسید مراجعت تک ایک لاکھہ بیس ہزار روپیہ انعام پایا

انھین دنون مین شاہزادہ اورنگزیب کی سعی سے ولایت بگلانہ وغیرہ قلعجات مفتوح ہوئے ۲۷ ربیع الثانی کو اکبرآباد سے لاہور کی عزیمت ہوئی

سال دوازدہم سنہ ۱۰۴۸ ہجری

۱۵ شعبان کو موکب دولت دولتخانہ لاہور مین نزول اقبال ہوا اوسی روز بموجب ارشاد اعلی کے معتمد خان میر بخشی اور تربیت خان بخشی دوم نے
بیرون در دیوان عام تک استقبال کرکے علی مردانخان کو حضور مین لائے اور بعنایت خلعت خاصہ اور چارقب طلا اور جیغہ
اور خنجر مرصع اور منصب ششش ہزاری ذات و سوار اور دو اسپ اور چار زنجیر فیل خاصہ سرفراز ہوکر کشمیر کی ایالت پر
مقرر ہوا - اسی سال مین صفدر خان ایران کی سفارت سے واپس آکر مشرف ملازمت ہوا - اور صفدر خانی پیشکش
پانسو عراقی گھوڑے مع دیگر نفایس لایق کے نظر سے گذرانے اونمین چارسو گھوڑے قبول ہوئے - اور دیگر نفایس جو
قبول ہوئے پانچ لاکھ روپیہ کے قیمتی تھے - اسنے ایسی خدمتگذاری کی کہ شاہ ایران اسکی مقامگاہ مین تشریف لایا
نو ہزار تومان نقد اور اسّی گھوڑے بدفعات عنایت فرمائے - اس سال مین داراشکوہ کا اضافہ ہوکر بیست ہزاری اور
دہ ہزار سوار سے مفتخر ہوا - اور شاہزادہ شجاع پانزدہ ہزاری اور نیز محمد اورنگ زیب کا بھی اسیقدر اضافہ عمل مین آیا -
اور شاہزادہ مراد بخش نے جو اوسوقت تک پانسو روپیہ یومیہ پاتا تھا دہ ہزاری اور چار ہزار سوار کا منصب پایا -
سیف خان محافظ اکبرآباد کو حکم ہوا کہ شاہزادہ شجاع کی طرف سے بنگالہ جاوے کیونکہ اوسکی تیول مین بنگالہ مقرر ہوا
اور راجہ جسونت سنگہ منصب پنجہزاری پر سرفراز ہوا - اور یادگار بیگ سفیر ایران مرخص ہوکر ساز و سامان سفر کیواسطے
لاہور مین مقیم ہوا اور دوبارہ ملازمت شاہی حاصل کی - روز ملازمت سے رخصت کے دن تک ڈھائی لاکھ روپیہ کی
نقد و جنس عطا ہوئی - اور واسطے دارائے ایران کے صراحی اور پیالہ اور رکابی مرصع جسکی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی
بھیجی گئی انھین دنون مین شایستہ خان پٹنہ کی صوبداری پر اور عبداللہ خان بوندیلہ کے گوشمال پر مقرر ہوئے -
اور علامی افضل خان جو دیوان اعلی وزیر الممالک کا تھا بیمار ہوا - اور خود بدولت نے اوسکی عیادت کی - آخر ۱۲
رمضان کو مقام لاہور مین جان بحق تسلیم ہوا - یہ شخص جامع فضایل شیرازی الاصل تھا - خواص شاہی کہتے ہین
کہ اکبر بادشاہ فرماتا تھا کہ افضل خان نے کبھی کسیکی بدی نہ کہی اسکی عمر ستر برس اور اٹھائیس برس ملازم شاہی رہا
لاولد مرگیا - اسنے اپنے بھتیجے عنایت اللہ خان کو جسکا خطاب عاقل خان آخر زمانہ مین ہوا متبنی کیا تھا اسکی رحلت
کی تاریخ یہ ہے ع زخوبی بردگوے نیکنامی ٭ اسکا مقبرہ دریاے جمن کے مقابل مین ہے - اس واقعہ کے بعد اسلام خان
کو حکم ہوا کہ بعد پہونچنے سیف خان کے حاضر حضور ہو ۹ صفر کو شاہ شجاع کابل سے حاضر دربار ہوا - چونکہ اسکی عورت
میرزا رستم صفوی کی لڑکی فوت ہوگئی تھی اعظم خان کی لڑکی کی درخواست کی گئی اور آخر تاریخ اس ماہ کو
شاہزادہ نے انتظام بنگالہ پر رخصت پائی اوسی مقام پر ازدواج بھی ہوا اسی سال مین لاہور سے کابل کو عزیمت
شاہی عمل مین آئی ۲۰ محرم کو کابل پہونچکر وہانکے صوبدار کو ہزارجات کی گوشمالی پر معین فرمایا اور ۲۰ ربیع الثانی کو کابل سے لاہور کو معاودت کی

تیرہوان سال ۱۰۴۹ سنہ ہجری

۱۲ جمادی الثانی کو دار السلطنت لاہور مین دخول ہوا - علیمردان خان نے کشمیر سے آکر ملازمت حاصل کی اور اصل و اضافہ ملاکر ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب ملا اور صوبہ داری لاہور کی بھی کشمیر کے ضمیمہ مین عطا ہوئی ممتاز محل کی والدہ نے رحلت کی - بادشاہ بتقریب تعزیت آصف خان کے مکان مین رونق افروز ہوا - ۶ رجب کو اسلام خان بنگالہ سے آکر دیوانی کل پر معزز ہوا - اول پنجہزاری تھا - پہلی شعبان کو شاہ شجاع کے فرزند ارجمند بمقام اکبر نگر تولد ہوا جسکا نام سلطان زین الدین رکھا گیا اسی سال مین کہلوجی نوکر نظام الملک جو درگاہ عالی مین رجوع ہوا تھا نئے سر سے مخالف بنکر عادل خان کے پاس چلا گیا لیکن وہان ٹھہرنے نپایا - بلکہ شاہزادہ اورنگ زیب کی دستگیری سے سیدھا اقلیم عدم کو سدھارا طرفہ ماجرا یہ ہے کہ عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ صوبہ دار بہار کے سخت زبانی سے درمیان عبد الرحیم اور نکے ناسازگاری ہوئی عبد الرحیم نے اوسکی مصاحبت موجب مضرت سمجھی چند روز بمرمردہ دل رہکر گونگا بنگیا ایک سال تک خلوت اور جلوت مین زبان بند کرلی حتی کہ اوسکی بی بیان بھی سچ مچ گونگا سمجھنے لگین آخر ایکسال کے بعد بذریعہ اخبار حضور والا تبار مین اظہار ہوا فرمان حضار کا اصدار ہوا اوسوقت عبد الرحیم نے خاکبوسی آستانۂ دولت کے بعد ساری حقیقت زبان بندی کی عرض کی اور لوگون کو اپنے گنگ ہونے سے حیران کیا ۷ شعبان کو اورنگ زیب کی عرضی اثنائے راہ سے جب دولت آباد جاتے تھے بدین نوید شرف ملاحظہ مین گذری کہ ایزد دادار نے فرزند ارجمند عطا فرمایا - حضرت نے اوسکا نام سلطان محمد رکھا اسی سال حمزہ نے جوکہ حکام خراسان کی طرف سے سیستان کا حاکم تھا اپنے آدمی بھیجکر قلعۂ بست کو مفتوح کیا دوبارہ ہندیوان نے ہجوم کرکے مردمان حمزہ سے قلعۂ مذکور چھینکر اپنے تصرف مین کرلیا عیدل نامی جو کسیقدر قندہار کی ریاست رکھتا تھا اور ہندیون کے نزدیک ہمزہ سے محبت بموجب حکم بادشاہی سزایاب ہوا ۱۵ ماہ رمضان کو محمد اورنگ زیب فخر اندوز ملازمت ہوا اسی سال مین واقعہ ارک اکبر نگر آتش لگ اوٹھی شاہزادہ شجاع کے جملہ کارخانے اور پچہتر آدمی خدمۂ محل جلکر انبار خاکستر ہوگئے ۲۵ شوال کو بادشاہ روانۂ کشمیر ہوا ۱۱ ذیقعدہ کو شاہزادہ اورنگ زیب نے دولت آباد کی رخصت پائی - ۹ ذیحجہ کو مخیم شاہی عرصۂ کشمیر مین ہوا اور طرالیف واپس آکر باریاب حضور ہوا یہ شخص عربستان اور روم ہوتے ہوئے قیصر روم کو خط اور کمر مرصع پہونچاکر مع ارسلان آقا روم کے سفیر کے واپس ہوا تھا پچاس راس گھوڑے بابت خرید اور دو گھوڑے اپنی طرف سے اور ۹ گھوڑے محمد بادشاہ حاکم لحسا کی جانب سے نذر گذرانے اور فدائی خان کا خطاب ملا اور ارسلان آقا نے قیصر روم کا خط مع گھوڑے مستبنام کے پیش کیا بادشاہ کشمیر کی سیر سے دلخوش ہوکر سنگ سفید کی سیر کو نہضت فرما ہوا بروقت معاودت غیر موسم کے نہایت شدت سے بارش ہوئی راہو نمین اسقدر کیچڑ دلدل ہوا کہ مسافر وہم کے پیر پھسلائے جاتے تھے - غیرون کا کیا ذکر خود بادشاہ نے چونہ پہر مین چار کوس طی کیے رات کو قیام ہوا تین رات دن اس شدت سے منہ کا زور رہا

کہ دریاے بہٹ اور دل کے کنارے کے مکانات تخمیناً چار ہزار ایک تہ آب ہوئے۔ جانسپار خان فوجدار بھیرہ کی عرضداشت سے واضح ہوا کہ اوسکے پرگنہ کے چار سو اٹھاسی دیہات مین سے ہم ۸ سلامت رہے باقی بارش کے ہمراہی مین اوٹھہ دوڑ خاک تک نشان نہ ملا اور پرگنہ خوشاب مین بجز دو موضع کے کہ دامن کوہ پر تھے سلامت کسو باقی نرہی۔

چودھوان سال سنہ ۱۰۵۰ ہجری

۷۔ جمادی الثانی کو کشمیر کی شرقی سیر کرکے لاہور کو عزم فرمایا۔ ارسلان آقا نصیر روم نے ابتداے ورود سے روز رخصت تک تیئس ہزار روپیہ اور ایک مہر وزنی سو تولہ اور ایک روپیہ بھی اسی وزن کا مع دیگر عنایات سے سرفرازی پائی۔ اعظم خان صوبہ دار گجرات کا پیشکش جواہر وغیرہ مع تیس راس گھوڑے کے نظر انور سے گذرا۔ اس شخص نے باید وشاید انتظام کیا۔ جام اور بہارا زمیندار دن کی جو بھی تادیب کی جام کی دارالضرب جسمین محمودی کا سکہ تھا موقوف کیا اور پیشکش قبول کرکے اسکی ملاقات کو حاضر آیا۔ ظفر خان جو دو برس سے معطل تھا امسال اپنے پرانے عہدہ پر مستقل فرمایا گیا۔ ملکہ بانو بیگم جو آصف خان کی بڑی لڑکی اور ممتاز محل کی بہن اور سیف خان کی بی بی تھی بہشت نصیب ہوئی۔ شاہجہان برسم تعزیت آصف خان کے گھر مین قدم رنجہ فرمایا تیسری لڑکی آصف خان کی بزرگ خانم نام ظفر خان کے مکان مین تھی۔ شاہزادہ مراد بخش کو حکم ہوا کہ جگت سنگہ ولد راجہ باسو کی گوشمالی کرے۔ وہ شخص اول ہی شاہزادہ کی خدمت مین حاضر آیا اور مدعاے دلی التماس کیا۔ چونکہ حوصلہ سے زیادہ خواہش کی منظور نہوئی رخصت ہوکر مکان کو چلا گیا پہونچتے سر اوٹھایا لشکر شاہی نے ایسی سرکوبی کی کہ عاجز ہوکر عذر خواہ ہوا۔ جو شاہزادہ کی سفارش سے معاف کیا گیا۔ اور حکم صادر ہوا کہ تاراگدہ کہ جو اسکے شور و فساد کا مقام ہے حوالہ ملازمان حضور کرے جگت سنگہ نے منظور کرکے سعید خان بہادر کو قلعہ سپرد کیا اور خود حاضر حضور شاہزادہ ہوا۔ اس شخص نے پہونچتے ہی قلعہ کو بیخ و بن سے منہدم کردیا بموجب حکم وہان کے پہاڑون کی ضبطی نجابت خان کے متعلق ہوئی اسی سال مین ملا سعد اللہ لاہوری جسکا وطن جنوب تھا۔ موسوی خان کے وسیلہ سے حضور مین پہونچکر خلعت خاصہ اور اسپ سے فایز المرام ہوا ایک ہی سال مین ہزاری منصب اور خانی خطاب اور داروغگی خاص سے سرفراز ہوا۔ اور علیمردان خان ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور کابل کی صوبداری پر بعوض سعید خان بہادر ظفر جنگ کے معزز ہوا اور صوبہ کشمیر جو علیمردان خان کے پاس تھا شاہ قلی خان کے سپرد ہوا مگر ہنوز راستہ مین تھا کہ قزاق اجل نے رہزنی کی اور اوسکی جگہ تربیت خان بھیجا گیا۔

پندرھوان سال سنہ ۱۰۵۱ ہجری

شایستہ خان ولد یمین الدولہ آصف خان صوبہ دار بہار نے مرزبان پلانون کی گوشمالی کرکے اسی ہزار روپیہ سالانہ پیشکش کا اقرار کرالیا۔ ۱۷ شعبان کو یمین الدولہ آصف خان خانخانان سپہ سالار استسقا کے مرض مین رہگراے ملک بقا ہوا بادشاہ کمر اوسکے مکان مین رونق بخش ہوکر عزت افزا ہوا۔ یہ شخص نہ ہزاری نہ ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ کا منصب رکھتا تھا

اسکا مقبرہ دریاے راوی کے کنارے شہر لاہور کے مقابل تعمیر ہوا بادشاہ نے شایستہ خان اسکے بڑے لڑکے کو خلعت
ماتمی بھیجا اور دوسرے لڑکون کے ہمراہ بھی رعایت فرمائی اس شخص کی برابر کوئی شخص سلاطین ہند کے روبرو معزز
نہین ہوا اسکے مرنے کے بعد علاوہ ایک حویلی کے جو بیس لاکھ روپیہ کے خرچ سے مقام لاہور مین تعمیر مکانات ہوئی تھی
جملہ املاک اوسکی نقد و جنس سے ساڑھے دس کرور کی محسوب ہوئی باوجودیکہ مرتے وقت وصیت کی تھی کہ میری
جمع پونجی خزانۂ شاہی مین داخل ہو۔ بادشاہ نے بیس لاکھ روپیہ کی نقد و جنس اوسکے تینون لڑکون اور پانچون لڑکیون
کو عطا فرمایا۔ اور باقیماندہ شاہزادہ داراشکوہ کو جو آصف خان کا بھی نواسہ ہوتا تھا عنایت کیا۔ میرزا رستم صفوی
قندھاری جو ششش ہزاری اور پنجہزار سوار کا منصب رکھتا تھا اور دوسرے سال جلوس سے ضعف پیری نے گوشہ نشین
کرایا۔ اور دو لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا تھا جہان گذران سے گوشۂ عاقبت کو روانہ ہوا۔ بیاسی[۹۲] برس کی عمر تھی
طبیعت شاعری دوست تھی۔ فدائی تخلص کرتا تھا۔ چار فرزند تھے اول میرزا مراد اسکی طبع شگفتہ بھی شعر پر
مایل تھی دوسرے میرزا مسیح جو حین حیات اپنے پدر کے دریاے بہت مین غرق ہوا سوم میرزا حسن چہارم میرزا
بدیع الزمان مخاطب بشاہ نوازخان۔ اسسال جگت سے متعلق جو قلعجات تھے اور شاہزادہ مرادبخش اوسکی
گوشمالی کو تعینات تھا سید خانجہان اور راجہ جی سنگہ اور بہادر خان اور اللہ وردیخان کی سعی سے فتح ہوکر منہدم
کردیا گیا اور شاہزادہ نے اوسکے قصور معاف کرکے مع اوسکے فرزند کے حضور مین لایا۔ شاہزادہ اورنگ زیب نے
سعادت پابوسی سے امتیاز حاصل کیا چونکہ کشمیر مین جیساکہ لکھا گیا کثرت بارش سے اکثر مزارع خراب ہوئے قحط نے
زور پکڑا رعایاے کشمیر نے بے برگ و بار ہوکر لاہور مین آ زر جہرو کۂ درشن استغاثہ پیش کیا بادشاہ دادگر نے ایک
لاکھ روپیہ خیرات فرمایا اور نیز حکم ہوا کہ جب تک یہ گروہ لاہور مین رہے چند مقامات سرکاری پر دو سو روپیہ کا طعام
تقسیم ہوا کرے اور تیس ہزار روپیہ تربیت خان کے پاس بھیجا کہ مردم کشمیر کو تقسیم کرے اور سو روپیہ کا اطعمہ فاقہ
زدون کو روزانہ دیا کرے چونکہ خان مذکور نے وہان کے لوگون کی پرداخت بخوبی نکی صوبہ داری کشمیر سے بلا لیا گیا
اور ظفرخان وہان مامور ہوا اور خیرات کے لیے نقد بیس ہزار روپیہ ارسال ہوا میرزا عیسے ترخان جو سرکار سورٹھ
کا منتظم تھا۔ اعظم خان کے مبادلہ مین صوبہ داری گجرات پر سرفراز ہوا۔ اور اضافہ ہوکر منصب پنجہزاری ذات
اور پنجہزار سوار دو اسپہ سے سہ اسپہ کو پہونچا اور اوسکے لڑکے عنایت اللہ کو سورٹھ کے ضبط مہم کو حکم دیا۔
اور داراے ایران کی آمد جانب قندہار لشکر محمد داراشکوہ کو پچاس ہزار سوار کے ہمراہ ۱۲ لاکھ روپیہ انعام عطا فرماکر رخصت کیا
اور شاہزادہ مرادبخش بھی ہمراہ ہوا کہ اسی طرف نیلاب مین مقیم رہے اور بروقت حاجت بھائی کی مدد کو پہونچے جسوقت
نیلاب سے لشکر چلا اور شاہ صفی کے رحلت کی خبر شاہجہان بادشاہ کے گوش گذار ہوئی شاہزادہ کو غزنین مین
متوقف ہونے کا حکم پہونچا اور یہ بھی لکھا گیا کہ اس افواہ کی صداقت کرکے درصورت راستی واپسی عمل مین آئے

خدانخواستہ اگر جھوٹھہ ہو فکر مدافعت غنیم کرے اوسکے مرنے کی حقیقت تو سچی تھی - داراشکوہ حضور مین آپہونچا
چونکہ بوجہ رحلت شاہ صفی کے محض حرکت شاہزادہ سے بدون جنگ و جدال قلعہ فتح ہوگیا - شاہزادہ داراشکوہ کو
بلند اقبالی کا خطاب عطا فرمایا اور جشن قیصری منتظم ہوا انہین دنون مین شاہزادہ مراد بخش بھی حسن ابدال سے
لوٹ کر درگاہ شاہی مین آیا اور شاہنواز خان صفوی کی لڑکی سے اسکا نکاح ہوا - پانچ لاکھ روپیہ اس جشن مین
شاہزادہ کو انعام ہوا اور ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ کا نقد و جنس بطور ساچق کے طرف ثانی کے
مکان مین بھیجا گیا چار لاکھ کا کابین مقرر ہوا

سولہوان سال سنہ ۱۰۵۲ ہجری

چونکہ حضور مین عرض ہوا کہ اس سفر قندھار مین الہ وردی خان سے بعض حرکات خلاف نمکخواری کے سرزد ہوئے
اور اوسکی زبان اپنے اختیار مین نہین لہذا منصب اور جاگیر اوسکی تبدیل ہوئی اسکی جاگیر جو متھرا مین تھی اعظم خان کو گجرات
کے بدلے مین عنایت ہوئی - اور ملا محمد حکیم سیالکوٹی کو بادشاہ نے ساڑھے چھ ہزار روپیہ سے وزن کرکے وہ روپیہ اوسکو
عطا فرمایا اور شاہزادہ مراد بخش نے اپنے تیول صوبہ ملتان کو رخصت پائی خلعت خاصہ مع چند آلات مرصع اور دو
گھوڑے خاصہ جنکا ساز مینا کار اور طلائی تھا عنایت ہوا - عرض کیا گیا کہ باغ لاہور جو جلوس کے چودھوین سال
علی مردان خان کے اہتمام سے آغاز بنا ہوا تھا اب خلیل اللہ خان وہان کے صوبہ دار کے سپردگی مین انجام ہوا -
اس خبر سے بادشاہ کو اشتیاق سیر پیدا ہوا آخر قدم رنجہ فرماکر اوس باغ کو شال فرمایا - آٹھہ لاکھ روپیہ اس
باغ اور نہر کی طیاری مین صرف ہوئے جب مہمات صوبہ پنجاب و کابل و قندھار کے ارادے سے خاطر والا شاہی مطمئن
ہوئی اسی سال کی ۱۸ شعبان کو اکبرآباد کی طرف نہضت فرمائی - اور علی مردان خان حسب الحکم کابل سے
حضور مین آیا - اور امیر الامرائی کا خطاب پاکر کابل کو معاودت ہوا - اور مقبرہ ممتاز محل کا جو کہ قریب بارہ برس کے
مکرمت خان اور میر عبدالکریم کے اہتمام سے تعمیر ہوتا تھا - پچاس لاکھ روپیہ کے صرف سے تمام طیار ہو چکا اور بادشاہ
نے سیر فرماکر منظور فرمایا - تیس موضع اکبرآباد کے متعلقات مین سے اور نیز نگر چند کے جسکی حاصلات ایک لاکھ
روپیہ کی تھی مع محصول دوکانات اور مکانات کے دو لاکھ روپیہ سالیانہ حاصلات اوس مقبرہ کا خرچ مقرر ہوا -

سترہوان سال سنہ ۱۰۵۳ ہجری

معظم لکھا

شروع سال مین اورنگزیب کی عرضی اس نوید سے گذری کہ سلخ رجب مین لڑکا پیدا ہوا بادشاہ نے اوسکا نام محمد
اور شاہنواز خان کی لڑکی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جسکا زیب النسا بیگم نام رکھا گیا اکبرآباد مین وبا کا وبال جو ہوا بادشاہ
فتح پور مین آکر مقیم ہوئے چند دنون تک سو کرکے اطراف مین سیر و شکار کھیلتا رہا اسی زمانہ مین داراشکوہ کسی عارضہ
مین مبتلا ہوا بادشاہ عنایت سے آٹھہ مرتبہ عیادت کو تشریف فرما ہوا - اور انجام کو صحت ہوئی انہین دنون مین

صفدر خان سے صوبہ قندہار بدل کر سعید خان بہادر کو دیا گیا اور صوبہ پنجاب اوسکے تغیر مین قلیچ خان کو ملا۔ جب ہوا معتدل
ہوئی پندرھوین شوال کو اکبرآباد کی عزیمت فرمائی گئی سعد اللہ خان کا اضافہ فرمایا۔ منصب دو ہزاری اور پانصد
سوار سے ممتاز ہوا۔ دسوین محرم کو بموجب سال ۱۰۵۲ ہجری کے جشن نوروز ہوا۔ اور شیخ عبد الصمد سفیر مکہ کو پاندان
طلائی اور ارگجہ مع پیالہ اور سرپوش طلائی کے اور چار ہزار نقد روپیہ عنایت ہوا اور تھوڑے زمانہ مین شیخ مذکور کو اجازت
روانگی کعبہ عنایت ہوئی۔ یوم ورود سے رخصت کے دن تک سرکار سے بیس ہزار روپیہ اور اسیقدر شاہزادون
اور امراے سے بھی بموجب حکم وصول ہوا۔ اسی سال مین ایک رات کو بیگم صاحبہ بڑی لڑکی شاہجہان کی باپ کی خدمت سے
مرخص ہوکر اپنے خوابگاہ کو جاتی تھی ناگاہ اوسکا دامن شمع سے الجھا۔ اور تمام لباس مین آگ لگ اوٹھی اور دونو
ہاتھہ اور پہلو اور پشت جھلس گئے بادشاہ اس ناگہانی شرر ریزی سے محزون و ملول ہوا برخلاف ضابطہ مقررہ کے
اوس رات کو محل سے برآمد نہوا دوسرے روز چونکہ شرف آفتاب کا دن تھا ضرورتاً دوپہر کے بعد دربار عام فرمایا۔
لیکن ایک گھڑی سے زیادہ جلوس نفرمایا اول روز سے تین روز تک پانچہزار روپیہ محتاجون کو خیرات فرمایا اور
بارہوین ماہ صفر کو جو روز ولادت نور چشمی مذکور کا تھا اسیقدر روپیہ خیرات فرمایا قبل وقوع اس سانحہ کے شروع مہینے
مین چند دفعہ کرکے ساٹھہ ہزار روپیہ تقسیم ہوا تھا دوسرے مہینے کے شروع سے یہ بات مقرر ہوئی کہ ہزار روپیہ روزمرہ
خیرات ہوا کرین۔ قیدیون کو رہائی بخشی اور قصور معاف ہوا سات لاکھہ روپیہ عاملین المال سے بخشا گیا انھین دنون مین حکیم داؤد کو جو ایران سے
آیا تھا باتفاق مسیح الزمانی کے معالج مقرر فرمایا بہن کے دیدار کو شاہزادہ اورنگ زیب دکھن سے اور مراد بخش ملتان سے حاضر حضور
ہوئے اور اورنگ زیب بعض رنجشون کی وجہ سے بدون اجازت پادشاہ کے گوشہ نشین ہوا کاروبار دنیوی سے ہاتھہ
اوٹھا لیا لہذا انتظام دکن کیواسطے خاندوران نصرت جنگ کی مالوہ سے بدلی ہوئی اور منصب ہفت ہزاری ذات اور ہفت ہزار
سوار دو اسپہ سہ اسپہ عطا فرمایا گیا اور ایک کرور دام نقد انعام ہوا اور صاحبہ زمان کی بیماری سے پادشاہ رنجیدہ ہوا
انھین دنون مین امر سنگہ ولد راجہ گج سنگہ راٹھور جو کہ چند روز مجرائے شاہی سے محروم کیا گیا تھا آخر روز پنجشنبہ
سلخ جمادی الاولے کو درگاہ جہانبانی مین حاضر ہوا اور صلابت خان میر بخشی نے شاہزادہ داراشکوہ کے خلوتخانہ مین
جہان بادشاہ تشریف فرما تھا پہونچاکر مشرف بقدمبوس کرایا امر مذکور بموجب اپنے آئین کے دست چپ جاکر
کھڑا ہوا۔ اور صلابت خان دست راست جاکر استادہ ہوئے جب بادشاہ نماز شام کے بعد کسی امیر کے نام بخط خاص
فرمان تحریر فرما رہا تھا صلابت خان کسی کام کے لیے ایوان کے نیچے شمعدان چار شاخہ کے پاس کسی بندگان حضور سے
کلام کر رہا تھا ناگاہ امر سنگہ نے بطور دیوانون کے جمدہر کھینچکر چپ کی طرف خان کے سینہ پر مارا ایک ہی ہاتھہ مین
کام تمام ہوگیا۔ خلیل اللہ خان اور ارجن ولد راجہ بیٹھلداس گور اور سید سالار بارہہ اور چند نفر دیگر عہدہ داران حاضرین
نے چارو طرف سے ہجوم کر کے بضرب شمشیر قاتل بے پیر کو سزایاب کیا اور بموجب حکم بادشاہ کے میر خان میر توزک اور ملوکچند

مشرف مسلمان نے اوسکی لاش او بھائی تاکہ اوسکے آدمیون کو سپرد کرین اوسکے آدمیون نے جان سے ہاتھ دھو کر ان دونون کو مارا اور خود بھی مارے گئے

اٹھارہوان سال سنہ ۵۴ ہجری

اسی سال مین اصالت خان میر بخشی اور خلیل اللہ خان اوسکا بھائی بخشی دوم مقرر ہوا۔ علیمردان خان نے فرہاد اور فریدون
اپنے غلامون کو مع نامینان کابلی کے علی قطغان اتالیق پسر سبحان قلی ولد نذر محمد خان کے تنبیہ کو جو بلوچون کو دوڑ لایا تھا
روانہ کیا اور وہ لوگ بعد بڑی زد و خورد کے دشمن پر ظفریاب ہوئے اکثر مخالفون نے منہ کی کھائی بے شمار ہاتھی
گھوڑے اونٹ اور گوسفند فریدون اور فرہاد کے ہاتھ لگے اسی سال بادشاہ والا جاہ آگرہ سے لاہور ہو کر کشمیر آئے۔
گیارہوین شعبان پنجشنبہ کی رات کو داراشکوہ کے گھر مین۔ سلطان پرویز کی بیٹی سے لڑکا تولد ہوا جسکا نام سپہر شکوہ
رکھا گیا۔ خاندوران ناظم دکن بموجب طلب کے دربار مین آیا اور راجہ جی سنگھ جو اوسکا مددگار تھا دکھن کی محافظت پر
تعینات کیا گیا۔ اسی سال بیگم صاحب کی صحت کا جشن ہوا۔ دربار عام کی زیب و زینت کی گئی۔ اقسام جواہرات اور نقد
اوس عفیفہ پر نثار کیا گیا۔ شاہزادہ اور امرا وغیرہ ہر ایک نے حسب لیاقت انعام اور اضافہ منصب سے سرفرازی پائی۔
بیگم صاحب کے بموجب التماس کے بادشاہ نے شاہزادہ اورنگ زیب کو گوشہ گزینی سے نکال کر مورد الطاف فرمایا۔ حکیم محمد
داؤد کو خلعت خاصہ اور منصب دو ہزاری و دو سو سوار اور خاصے گھوڑے اصطبل سے مع زین طلائی کے اور فیل اور ایک اشرفی
پانسو تولہ کی اور ایک روپیہ بھی اسی وزن کا عطا ہوا۔ اور عارف خدمتگار جسنے اس ایام علالت مین جو بدن جلا تھا بڑی
خدمتگذاری کی تھی نقرہ سے تولا گیا اور اوسکا ہموزن سات ہزار روپیہ مع خلعت ہاتھی گھوڑے کے اوسی کو مرحمت ہوا
اور پانچ لاکھ روپیہ جو اوسکی صحت کے واسطے بادشاہ نے نذر کیا تھا وفا فرمایا گیا کسیقدر خیرات اور کچھ مکہ معظمہ اور
کسیقدر مع قندیل مرصع کے جو بموجب حکم ملکہ کے بنائی گئی تھی مدینہ منورہ کو بھیجی گئی مامون نام ہیجوا کو جسکی مراد
بھی بعض جراحت مندمل ہوئے تھے نقرہ سے ہموزن کیا اور وہ روپیہ مع خلعت اسپ و فیل اور موضع جاگیر کے اوسیکو
مرحمت ہوا اور بیگم اور شاہزادون سے بھی انعام کافی انجام پایا اور چونکہ محمد علی فوجدار حصار اس فقیر کو لایا تھا مورد عنایت
ہو کر خطاب خانی سے سرفراز ہوا۔ جو حسن و خوبی اس جشن مین ہوئی کسی جشن مین نہوئی تھی ملکہ نے اپنے باپ کی عنایات
کے شکریہ مین اسی سال کا جشن وزن شمسی اپنے اہتمام سے فرمایا نذر گذرانی اور سو نفر امراے دولت کو مخلع فرمایا۔ اور اسی
سال مین شاہزادہ اورنگ زیب کو خلعت بابا ری اور دو گھوڑے طلائی زین مینا کار اور سادہ اور فیل وغیرہ با یراق طلا
اور صوبہ گجرات کے انتظام پر رخصت پائی۔ اسی سال مین کشمیر کے ورود سے دریافت ہوا کہ اس تبہ رعایاے کشمیر ظفر خان
سے راضی اور خوشنود ہین۔ خان مذکور کو ایک لاکھ روپیہ اس خوشنودی مین عطا ہوا۔ طالبای کلیم نے ورود
کشمیر کی تہنیت مین قصیدہ پڑھا خلعت اور نو اشرفی عطا فرمائی گئی خاندوران نصرت جنگ جو حضور سے دکن جاتا تھا
لاہور کے دو کوس پر سنیچر کی آخر شب شنبہ مطابق چھٹوین جمادی الاولی کے کسی خدمتگار کے ہاتھ سے زخم جمدھر کاری

تھا یا ایک روز گذرنے پر دنیائے فانی سے گذر گیا اوسکے لڑکون نے بموجب وصیت کے حصۂ متروکہ پایا باقی بمبلغ ساٹھ لاکھ روپیہ نقد داخل خزانۂ شاہی ہوا اسکے اور اوسکے باپ دادے کا مدفن گوالیار ہے ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب رکھتا تھا اور مورد عنایات بادشاہی تھا

اونیسواں ۱۹ سال ۱۰۵۵ ہجری

غرۂ جمادی الثانی کو اسلام خان کو خلعت خاصہ اور شمشیر اور جمدہر مرصع اور دو گھوڑے طویلہ خاصہ کے مع زین طلا اور زنجیر فیل مع یراق نقرہ عطا ہوا منصب شش ہزاری شش ہزار سوار پنجہزار دو اسپہ و سہ اسپہ وغیرہ انعامات پر سرفرازی ملی اور چارون صوبۂ دکن کے انتظام کا منتظم ہوا اور سعد اللہ خان عنایت خلعت خاصہ سے مخلع ہو کر خدمت دیوانی خالصہ پر اسلام خان کے بدلے مین مقرر ہوا اور منصب چار ہزاری اور ہزار سوار سے معزز ہوا قلمدان مرصع بھی ہاتھ لگا۔ اور اپنی کاردانی سے روز بروز ترقی پاتا ہوا آٹھوین رجب کو وزارت اعظم حاصل کی منصب پنجہزاری ذات اور ڈیڑھ ہزار سوار کا ملا۔ اسی سال مین امیر الامرا علی مردانخان کی سعی سے قلعہ کہمرد مفتوح ہوا اور خود بدولت کابل سے نکلکر بدخشان کو متوجہ ہوا اسی فرصت مین شہر دی علی کہمرد گیا اور قبل محصوری کے وہان کے باشندون نے امان طلب کی۔ امیر الامرا نے اوسطرف جانا مناسب نہ پایا لوٹ آیا بادشاہ نے اس مراجعت کو اسوقت مین کہ نذر محمد خان مع لڑکون اور نوکرون کے مقید تھا ناپسند فرمایا اسی سال میں جان نثار خان ولد زبردست خان کو شاہ صفی کی تعزیت اور شاہ عباس کے جلوس کی تہنیت کو روانۂ ایران کیا۔ اوس خط مین ایک فقرہ یہ بھی تھا بمبارکبادِ جلوس میمنت مانوس آن فرزند زادہ برخوردار کامکار نامدار بلند مقدار یعنی گوہر درج دولت و عظمت یعنی اختر برج شوکت و سلطنت نقاوۂ اصلاب طیبین سلالۃ الاسلاف طاہرین پرداختہ میشود ہندوستانی تحفجات قیمتی ساڑھے تین لاکھ کے ارسال ہوئے ۳ شعبان کو کشمیر سے لاہور کیطرف مراجعت ہوئی ۵ رمضان کو لاہور مین خیمہ ہوئے شاہزادہ مراد بخش نے ملتان سے آکر شرف کورنش حاصل کیا۔ ۲۹ کو نور جہان بیگم نے رحلت فرمائی واقع لاہور برابر مرقد اپنے بھائی آصف خان کے مدفون ہوئی۔ علی مردانخان پیشاور سے مستفیض ملازمت ہوا۔ سعد اللہ خان نے اصل سے اضافہ پایا۔ منصب شش ہزاری اور دو ہزار سوار پر سرفرازی پائی اسی سال مین شاہ شجاع کے گہر مین زین العابدین نام لڑکا پیدا ہوا بادشاہ کو بلخ و بدخشان سمرقند کی فتح کا بڑا حوصلہ تھا خصوص جسوقت سے کہ نذر محمد خان کابل کے ارادہ سے لشکر چڑھا کر واپس آیا اور چند مدت کے بعد اوسکی لوٹ مار سے بلخ مین بڑا ہرج مرج واقعہ ہوا۔ آخر بادشاہ نے خود کابل کو نہضت فرمائی شاہزادہ مراد بخش کو علیمردان کی اعانت پر بموجب طلب نذر محمد خان کے مع جمعیت پچاس ہزار سوار کے بر رسم منقلا پیشتر روانہ فرمایا نذر محمد خان کا دوسرا لڑکا خسرو چونکہ قوم افغانان کی کشیدگی سے سوائے درگاہ شاہی کے مامن نہ رکھتا تھا حاضر ہو کر شاہزادہ مراد بخش سے ملاقی ہوا شاہزادہ نے بروقت ملاقات کے فرش تک جا کر معانقہ فرمایا

اور اپنے مسند کے پہلو مین بٹھایا اور بعد دلجوئی باپ کے حضور مین روانہ کیا۔ اور اوسنے حضور مین حاضر ہوکر دو
لاکھہ روپیہ نقد و جنس حاصل کیا جب شاہزادۂ مراد بخش بلخ کے اطراف مین جا پہونچا۔ نذر محمد خان بہرام
اور سبحان قلی نے اپنے لڑکون کو استقبال کے لیے روانہ کیا۔ مراد بخش نے اونکی عزت کی اور اطمینان دلی کے
واسطے فرمایا کہ اب جاکر خان سے کہو کہ اب لشکر بیکران ہند سے آگیا جسقدر مدد چاہیگا فوراً تعمیل ہوگی۔ دوسرے
روز حصار کے نزدیک پہونچکر حکم دیا کہ ضبطی حصار ہو نذر محمد خان اس مشاہدہ سے گھبراکر ایران کو بھاگا اور شاہ عباس
کی پناہ مین گیا شاہزادۂ مراد بخش نے ایک جماعت اوسکے تعاقب مین روانہ فرمائی اونہون نے جہان تک
ہاتھہ پہونچے پیچھا کرکے واپس آئے اور خلیل اللہ خان کو مع ملتفت خان وغیرہ کے اوسکے اموال کے جمع کرلانے کو
بھیجا بارہ لاکھہ روپیہ کے آلات طلائی وغیرہ اور قریب ڈھائی ہزار گھوڑے اور تین سو شتر نر و مادہ کے ضبط ہوا۔ اور
تحویلداروں سے ظاہر ہوا کہ جملہ اندوختہ اسکا قریب ستر لاکھہ کے تھا جسمین سے بارہ لاکھہ شاہزادہ کی سرکار مین پہونچا۔
اور بخارا مین پندرہ لاکھہ کے قریب اوسکے بھاگتے کے وقت جب کہ قرشی بلخ کو سد بلا ہاتھہ آیا۔ اور کسیقدر پر عبد العزیز خان
بھی متصرف ہوا اور اکثر لشکریون الحمانیون وغیرہ نے ہتھے مارے اور جو کچھہ باقی رہا خود اوسنے گھبراہٹ کے
وقت مین کسیقدر اپنی سپاہ کو دیا اور اکثر اوزبکیہ اور المانیہ اور قلماقان اور روسان نے غارت فرمایا۔ نذر محمد خان اپنے
شیر خان سے شکست کھاکر مع قتلق محمد اور اپنے لڑکے کے براہ چول مشہد مقدس سے گذر کر صفاہان شاہ عباس کے پاس
راہ لی اوسکے متعلق اور تین لڑکیان شاہجہان کی درگاہ مین پہونچائی گئین بہرام خلعت خاصہ چار قب زر دوز اور جیغۂ
مرصع اور منصب پنجہزاری ہزار سوار اور ایک لاکھہ نقد سے سرفراز ہوا۔ عبد الرحمن تربیت کیواسطے دارا شکوہ کے سپرد ہوا
اوسکا وظیفہ سو روپیہ روزانہ مقرر کیا گیا۔ مستورات کو بیگم صاحبہ نے اپنے پاس بلاکر مورد تفضلات فرمایا۔ شاہزادہ
مراد بخش اوزبکیہ اور وہان کے فوج کی ناموافقتی آور آب ہوا اور اوضاع کی مخالفت سے چند مرتبہ عرض پیرا ہوا۔ اور آخر
بدون صدور اجازت حضور مین چلا آیا۔ اور یہ حرکت باعث ناراضگی طبع اقدس ہوئی۔ شاہزادہ کا منصب اور
تیول ملتان برطرف ہوا جب کابل کے قریب آیا کورنش سے منع فرمایا گیا بلکہ حکم ہوا کہ شہر مین نہ آئے پشاور مین جاکر
مقیم ہو۔ سعد اللہ خان نے فوج کی دلدہی اور انتظام بلخ پر رخصت پائی اور گیارہ روز عرصہ مین بلخ پہونچا

بیسوان سال سنہ ۱۰۵۶ ہجری

اس سال مین میر عزیز کو مع نامۂ عطوفت عنوان مشعر اوس مضمون کے کہ پیش نہاد خاطر کیا تھا نذر محمد خان کے پاس ایران کو
روانہ فرمایا اسی اثنا مین نذر محمد خان اصفہان آکر خراسان کو لوٹا تھا جب میر عزیز صفاہان پہونچا اوسکی مراجعت
کی خبر پاکر چاہا کہ جہان وہ ہو وہان جاکر خط پہونچا دے مگر شاہ ایران نے نا منظور کیا مشار الیہ نے متوقف ہوکر
بہر حال حضور شاہجہانی مین عرض کیا حکم ہوا کہ اوسکے پیچھے نجاے اور شاہ ایران سے مرخص ہوکر روانہ حضور ہو

سعداللہ خان نے بلخ سے معاودت کرکے اسی سال مین سعادت قدمبوس حاصل کی اور اسی سال فتح نامۂ بلخ اور
بدخشان کا ارسلان بیگ کی معرفت دارائے ایران کو ارسال ہوا اور رایات ظفر طراز کابل سے دارالسلطنہ لاہور کو
عازم ہوئے اس سال کے جشن وزن مین قصورات مراد بخش کے معاف ہوئے سابق منصب پر سرفرازی ملی۔ شاہزادہ
اورنگ زیب حسب الطلب حاضر دربار ہوا حکم ہوا کہ بدخشان اور بلخ کی تسخیر پر عازم ہو اور رخصت فرمایا سعید خان بہادر
جو ملتان سے آیا تھا اورنگ زیب کی استعانت پر معین فرمایا گیا اصالت خان کے مرنے کی خبر سے پادشاہ بہت
متاسف ہوا میرزا نوذر صفوی نے بلخ سے حاضر ہوکر نذر محمد خان کے طیور شکار مین پانچ باز طویغون نذر گذرانی اور
اصل واضافہ سہ ہزاری دو ہزار سوار سے معزز ہوا۔ پادشاہ خود بھی عازم کابل ہوا تاکہ شاہزادہ کی پشت پناہی ہو۔
اسی سال مین ستی خانم نے رحلت فرمائی پادشاہ کو اس خبر سے تاسف ہوا یہ بیگم طالبائے آملی کی بہن تھی حکیم مسیح الزمان سے
قرابت رکھتی اور ممتاز محل کے وقت سے خدمت مین مُہردار خاص تھی۔ رسوم خانہ داری اور آداب نہ گی بخوبی جانتی تھی
علم طب اور قرأت سے آگاہ تھی ملکہ جہان آرا بیگم اسی کے پاس تلمذ کرتی تھی بسبب لاولدی کے طالبائی دو لڑکیون کو
گود مین لیا تھا۔ بڑی لڑکی عاقل خان کے ازدواج مین اور چھوٹی مرحمت خان کے نکاح مین تھی۔ شاہزادہ اورنگ زیب
غرہ جمادی الاولے کو بلخ پہونچا شہر مین نہ آیا ایک کوس باہر جس جگہ بہادر خان کا خیمہ گاہ تھا مخیم فرمایا دوسرے روز
حصار مین گیا۔ اور اندر باہر ملاحظہ فرماکر بعد بند و بست شہر کے اکابر اور اعاظم کو بحسب مرتبت تسلی اور اطمینان سے
دلجمعی فرماکر انعام دیا۔ اور راجہ دہو سنگہ ہاڈا کو قلعہ کی حراست اور شمشیر خان ترین کو کسیقدر عمدہ داران اور احدیان
اور بندوقچیان کے ہمراہ شہر کی حفاظت پر تعینات فرمایا اور بموجب خیر اندیشان ارادت کیش کی مشورت کے لشکر کی
ترتیب یون کی گئی کہ قول مین شاہزادہ رہے اور بہادر خان مع اوس تمام فوج کے جو اوسکے ہمراہ بلخ مین ہی ہراول اور
امیر الامرا علیمردان خان برانغار اور سعید خان بہادر ظفر جنگ جرنغار مقرر کیے گئے جب موضع تیمور آباد مین پہونچے
اوزبکیون نے ہجوم کیا ہر شخص ہر طرف آ جمے تھے فوج عدو سے گرم بازاری جنگ ہوئی اورنگ زیب نے اوزبکیون کا
ہجوم علیمردان خان پر کمک بھیجی مگر قبل پہونچنے کمک کے امیر الامرا نے اپنی پامردی سے دشمنون کے پیر اوکھیڑ دیے۔
سعید خان بہادر ظفر جنگ نے جو کہ ہنوز ضعف بیماری مین پڑا تھا خود اپنے مقام پر رہکر فوج کو بموجب ترتیب کے شاہزادہ
کے بائین طرف مقرر کیا۔ جب مخالفون نے اسکی طرف رخ اور انہین نہایت زچ کیا خان مذکور اوسی حالت مین جسقدر
لوگ ہمراہ تھے باوجود ضعف کے گھوڑے پر سوار ہوکر برق و باد کی طرح دشمنون پر دوڑ پڑا اور وہ ہاتھ بڑھائے کہ چند
آدمیون کو اپنے ہاتھ سے مجروح کیا۔ اور نو زخم انکے بھی بدن پر آئے آخر کو گھوڑے سے زمین پر آیا اور اسکے لڑکے لطف اللہ خان
اور خانہ زاد خان مجروح ہوکر جان نثار ہوئے شاہزادہ نے قصد پیکار فرمایا لشکر ظفر پیکر کو ہر چہار طرف سے درمیان مین
لیکر روانہ ہوا اور اوزبکیون نے میمنہ و میسرہ درست کرکے باقی فوج ہراول پر دوڑائی چونکہ مردم توپخانہ اور بہادر خان نے

ایسی کوشش کی کہ اوزبکیون کے رخ پھیر گئے اپنی بنگاہ کو لوٹے اسی درمیان مین بیگ اوغلی پیش قدمی کر کے اوزبکیون کو فرار قرار گاہ
مین لایا اور چند آدمیون کو ہراول کے مقابلہ مین چھوڑ کر خود مع کل فوج کے امیر الامرا کے لشکر پر آگرا علیمردانخان نے اچھی پامردی کی شاہزادہ
مدد پر جا پہونچا اوسوقت بخوبی بہیر اوزبکیون کے اوکھڑ گئے کل اسباب اونکا خیمہ شتر وغیرہ غازیان دولت کے ہاتھ لگا

اکیسوان سال سنہ ۱۰۵۶ ہجری

جسوقت معلوم ہوا کہ اوزبکیون کا یہ ارادہ ہے کہ بدخشان جاکر مصدر فساد ہون شاہزادہ مرادبخش نے اونکی مدافعت کو
جانب بدخشان رخصت پائی اور مقام پر پہونچگیا اسی عرصہ مین اونکی فسخ عزیمت دریافت ہوئی فرمان معاودت
مرادبخش کے نام پر صادر ہوا اور وہ حسب الحکم لوٹ کر کشمیر کے انتظام کو چلا گیا اسی سال کی ۱۴ شوال کو اسلام خان
ناظم چار صوبہ دکن نے جو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ تھا رحلت فرمائی اور نگ آباد مین دفن ہوا
اوسکے لڑکون نے اضافہ و منصب سے سرفرازی پائی اسی سال مین نذر محمد خان نے نامہ عقیدت عنوان شاہزادہ
اورنگ زیب کے نام ارسال کیا اور درخواست کی کہ اوسکے وسیلہ سے تدارک مافات کرے۔ شاہزادہ نے وہ خط اپنی
عرضداشت مین ملفوف کر کے دربار کو بھیجا۔ یہان سے حکم گیا کہ بعد ملاقات نذر محمد خان کو بلخ دیکر حاضر درگاہ ہو
اور شاہزادہ شجاع کو کابل کی اجازت دیکر مقرر فرمایا کہ جب اورنگ زیب ہندوکوہ سے گذر کرے وہ بھی کابل سے
متوجہ آستانہ دولت ہو چونکہ فوج ہندی بلخ مین نہین رہ سکتی تھی اور لشکر الوش علیمردان خان کا مع چند
آدمیون کے کب تک مقاومت کر سکتا تھا شاہزادہ اورنگ زیب نے صلح مین مصلحت دیکھکر حصار بلخ کو جسقدر
قبضہ مین تھا نذر محمد خان کے حوالہ کر دیا۔ نذر محمد خان حیلہ کر کے نہ آیا قاسم ولد خسرو اپنے نبیرہ کو اورنگ زیب کے
حضور مین بھیجا۔ شاہزادہ نے اسکو غنیمت سمجھا حصار شہر بلخ اوسکے حوالہ کر دیا اور غلہ و جنس جسقدر شہر و لشکر و
قلعہ مین تھا۔ اور جو وہان کے نرخ بموجب پانچ لاکھ روپیہ کا تھا نذر محمد خان کو دیا۔ اور بقدر ضرورت ہمراہ لیکر
معاود ہوا۔ اور سعیدخان بلخ سے پیشتر حاضر درگاہ ہوا۔ اور اعظم خان کے تغیر مین صاحب صوبگی بہار کی پائی اور
اعظم خان سرکار جونپور کی حفاظت مین مامور ہوا اس سفر مین چار کروڑ روپیہ خرچ ہوا جو بیس کروڑ خانی اور چوالیس لاکھ
تومان عراقی اور حاصل بلخ و بدخشان کا ہوا بشرط موافقت سال و ماہ کے پچیس لاکھ روپیہ جو قریب چالیس لاکھ روپیہ
خانی کے ہے حساب مین بڑا تفاوت ہے خدا جانے کہان خطا ہوئی چونکہ حساب اور مقدار نقود ولایت غیر معلوم ہے صحت نہین ہو سکتی
الغرض بادشاہ لاہور آیا بعدہ اکبرآباد اور شاہزادہ شجاع کابل سے اکبرآباد آیا نئے سر سے ولایت بنگالہ عنایت ہوئی
اور اوسی وقت جانے کی رخصت پائی۔ شاہزادہ اورنگ زیب کو روانگی ملتان کا حکم ہوا۔ اس سال عمارت شاہجہان آباد
باتمام کو پہونچی لہذا شاہجہان آباد کو عزیمت ہوئی۔ پانچوین ذی حجہ سنہ ۱۰۴۹ ہجری کو اس قلعہ کی بنیاد کھودی گئی
اور شب جمعہ ۹ محرم کو پانچ گھری بارہ دقیقہ نجومی کے بعد اوسکا بنا کیا گیا تھا۔ ساٹھ لاکھ روپیہ خرچ پڑا اور عمارت

سنہ ۱۰۵۱ ہجری کو تمام ہوئی پادشاہ ۲۴ ربیع الاول کو دریا دروازہ سے جو شاہ محل کے راستہ مین رکھا گیا تھا داخل قلعہ ہوکر دولتخانہ مین آیا دولت خانہ مین بار عام تخت مرصع پر جلوس فرمایا پیشکشہاے لایق نذر سے گذرے جملہ پیشکش سے مبلغ بارہ لاکھ کی جنس قبول ہوئی چار لاکھ روپیہ بیگم صاحبہ کو انعام ہوا اور شاہزادہ دارا شکوہ دہ ہزاری سے بیست ہزاری ہوا اور نو آدمی اور بھی مخلع کیے گئے اور چونکہ اوس روز سے جشن وزن قمری تک نو روز درمیان مین تھے حکم ہوا کہ جشن نوروزہ کرکے ہر روز سو آدمی کو خلعت ملا کرے میر یحیی کاشی نے اس عمارت کی تاریخ یون لکھی ہے شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد ہزار روپیہ صلہ پایا اور ایک قندیل قیمتی ڈھای لاکھ روپیہ کی روضہ مطہرہ سرور کائنات کو ارسال ہوئی حکم ہوا کہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی مال متاع خرید کرکے احمد سعید روندہ کے ہاتھہ دین تاکہ وہ پچاس ہزار روپیہ شریف مکہ کو دیوے اور ساٹھہ ہزار کی جنس بھیجکر مع اوسکے منافع کے اہل استحقاق مکہ کو عطا کرے اور زر جنس پچاس ہزار روپیہ مدینہ کے اہل استحقاق کو دیوے —

بائیسوان سال سنہ ۱۰۵۸ ہجری

چونکہ شایستہ خان سے حسب مرضی بادشاہ کے صوبۂ گجرات کا بندوبست نہو سکا صوبۂ مذکور شاہزادہ دارا شکوہ کو مرحمت ہوا اور باقی بیگ جو شاہزادہ کی طرف سے صوبۂ الہ آباد رکھتا تھا حضور مین آکر منصب ذات اور پانصد سوار اور خطاب عزت خان سے مخاطب ہوکر گجرات چلا اور صوبۂ اوڑیسہ معتقد خان سے بدل کر قبل شاہزادہ شجاع کے جان بیگ یزدی اونکے نوکر کو تفویض ہوا اور شیخ عبد المجید لاہوری شاگرد ابو الفضل نے چونکہ دہ سالہ سوانح تحریر کیے دس ہزار روپیہ انعام پایا اسی سال بادشاہ پھر لاہور گیا سعد اللہ خان ہفت ہزاری دو اسپہ سہ اسپہ سوار اور منصب ہزاری سے سرفراز ہوا اور زبدۂ نوئینان اعظم خان نے اس جہان گذران سے کوچ کیا اور اپنے باغ مین جو دریاے جونپور کے کنارے لگایا تھا مدفون ہوا یہ شخص بلدہ سادہ کے سادات مین ہے میر محمد باقر نام اچھے اچھے کام خدمت بجا لایا جسکا ذکر جہانگیری اور بادشاہنامۂ شاہجہانی اور کسیقدر ان اوراق مین بھی مندرج ہے اچھے اچھے عہدون پر مانند میر بخشی اور دیوانی اعلے اور نظم صوبہ دکن و بنگالہ و احمد آباد و الہ آباد و اکبر آباد و کشمیر و اسلام آباد عرف متھرا و بہار وغیرہ مین رہا اور آخر عمر مین جونپور کی خدمت پائی شش ہزاری منصب سے سرفراز تھا اور ... برس کی عمر مین بلدۂ مسطور مین جان بحق ہوا القصہ بادشاہ اس واقعہ سے نہایت متاسف ہوا اور اوسکی اولاد کو جسکا نام ملتفت خان — میر خلیل اللہ میر اسحق تھا اضافہاے منصب اور دلجوئی اور عنایت سے سرفراز فرمایا شاہزادہ مراد بخش جو حسب الطلب کشمیر سے آیا تھا صوبۂ دکن کے انتظام کو اسلام خان کے انتقال کے سبب سے رخصت ملی اور شاہنواز خان جو ملک دکن کی صیانت مین مامور تھا اسکی اتالیقی پر سرفراز ہوا اسی سال مین دولت خان قلعدار قندہار کی اس مضمون سے عرضی آئی کہ شاہ عباس ثانی والی ایران نے قلعۂ قندہار کا محاصرہ کیا لہذا سعد اللہ خان مع دیگر

امراکے اس سفر پر مقرر ہوئے اور اورنگ زیب کو بھی حکم لیا کہ ملتان سے اودہر کو عزیمت کرے اور مع لشکر اوس سے
ملحاوے اور خود بدولت نے بھی کابل کی عزیمت فرمائی جب دو مہینے محاصرہ کے گذرے ۔ اور افواج ایران اپنے بادشاہ کے
ارشاد بموجب بروج دوبارہ پر عروج کیا ۔ تو دولت خان قلعہ دار نے آنا چاہا ۔ مع شادخان اور قبچاق خان اور نور الحسن اور عبد اللطیف
دیوان اور دیگر ہمراہیون کے باہر نکلکر بادشاہ سے ملاقات کی اور رخصت ہوکر ہندوستان کو چلا ۔ محراب خان جو قلعہ بست
تسخیر کو گیا تھا ۵ روز گھیرے پڑا رہا وہانکے قلعہ دار پردل خان نے بھی امان چاہی اور محراب خان کے روبرو حاضر ہوا
اوسنے اوسے ہمراہ لیکر حضور شاہی مین پہونچایا اور سید اسد اللہ خان اور سید باقی زمین داور کے حافظون نے سارو خان
کو جو وہانکا محاصرہ کیا ہوئے تھا پیغام دیا کہ تا برطرف ہونے معاملۂ قندہار کے عبث خونریزی نہو اور بعد پہونچنے خبر فتح
قندہار اور بست کے دونو آدمی اگر دولت خان قلعہ دار قندہار سے موافق ہوئے پردل خان اپنے شوق سے ایران کو
چلا گیا اور دولت خان جسوقت شاہجہان کے حضور مین آیا بنا بر قدم خدمت کے اوسکی جان سے درگذر کے فقط معطل کر دیا
ایران کے بادشاہ نے یہ بات خود سمجھی تھی کہ میری معاودت کے بعد فوج ہند ضرور عود کریگی لہذا محراب خان کو دس ہزار سوار
کے ساتھ قندہار مین اور دولت اوغلی زنگنہ کو قلعہ بست مین چھوڑکر ہرات کو معاودت کی اور وہین زمستان رہا اصفہان کو نگیا

تیسوان سال ۱۰۵۹ ہجری

اسی سال مین شاہزادہ اورنگ زیب مع سعد اللہ خان وزیر کے قندہار پہونچا قلعہ مذکور محاصرہ کیا مورچے تقسیم ہوئے
ساڑھے تین مہینے اسکے محاصرہ مین جہد اور کوشش رہی مگر کچھہ ثمرہ حاصل نہوا ۔ شاہنامہ لکھنے والون نے بموجب رضا
بادشاہی کے واپس ہونا فوج کا گرد حصار سے بوجہ فقدان غلہ اور موسم سرما وغیرہ کے بموجب حکم شاہجہان تحریر کیا ہے
لیکن یہ حقیقت ایسا نہین بلکہ چونکہ شاہ عباس نے یہ بات جانی تھی کہ شاہجہان اس قلعہ کی تسخیر مین نہایت کوشش کریگا
لہذا بعد فتح قلعہ مذکور اور اپنے نوکرون کے سپردگی کے بعد اصفہان گیا کہ جسقدر مدد درکار ہو جا رسان ہوکے کمک بھیجے
اور اسی نیت سے ہرات مین جو خراسان کا دار الملک ہے قیام پذیر ہوا ۔ جب محراب خان قلعدار قندہار کی عرضی مشعر
احوال ورود شاہجہان کے کابل مین آور شاہزادہ اورنگ زیب مع سعد اللہ خان وزیر وغیرہ جمعیت کثیر اوس بحر عفیر کے شاہ عباس
کے حضور مین پہونچے ۔ فرمان جاری ہوا کہ نظر علی خان سوکلن حاکم اردبیل اور نجف قلی بیگ زنگنہ میر آخور باشی سالار سپہ
سے پیشتر بر سم منقلا روانہ ہوکر قلیچ خان اور قباد خان اور خنجر خان اور اللہ قلی خان جنہین قلعہ بست کی کشاد کو
بھیجا ہے مرافقت کرین اور مرتضی قلی خان سپہ سالار اور سیاوش خان قوللر آقاسی اور مرتضی قلی خان قورچی باشی کی
سرداری فوج مین روانہ ہوکر ایک دل سپاہ کی سرداری مین مقیم ہون اور حاجی منوچہر برادر محراب خان نے جو کہ شجاعان زمانہ سے
تھا درخواست کی کہ مع چند دلاوران کے پیشتر سے روانہ ہوا اور حسب منظوری مع غلامان خاصہ کے روانہ ہوا اور اقران سے مشایعت
کرکے پچاس آدمیون کے ساتھہ لشکر سے پیشتر کو روانہ ہوا اتفاقاً جسوقت کہ قلیچ خان اور خنجر خان اوسکے بھتیجے کو ہمراہ قباد خان

اور آرقلیخان اور تین ہزار سوار کے کرشک اور زمین داور کے تاخت کو بھیجا تھا دو چار جماعہ مذکور ہوکر آمادۂ جنگ و جدل
ہوئے تھے حاجی منوچہر مع رفقا حصار کرشک کو پشت دیکر داد جوانمردی اچھی طرح سے مع ہمراہیون کے دی خنجر خان
کی یہ رائے ہوئی کہ زمین داور کو جا اور تاخت تاراج کرکے جب لوٹے سپاہ قزلباشیون سے مقاومت کرے زمین داور سے
لوٹ کر جب کرشک کو جانے لگے نجف قلی بیگ میر آخور باشی پانسو سوار سے کرشک مین آیا اور رفقا اور حاجی خان کے
اتفاق سے خنجر خان کا استقبال کرکے آتش محاربہ کو بھڑکا دیا میر آخور باشی کی شرر ریزیون سے اکثر مخالفین آتش فشانی
خنجر سے جھلس گئے اکثر اس آگ سے تاو کھا کر دریاے ہیرمند مین ڈوب کر ٹھنڈے ہوئے قلیچ خان اس آوازہ کا نپیم اودھا
قندہار کی راہ لی نظر علیخان نے یہ سنتے ہی حسب الحکم فوج قزلباشی کا انتظار کیا اور بموجب فرمان پادشاہ ایران کے صفی قلی
قورچی باشی اور سرورشن سلطان لرکے کو کسیقدر فوج سے لشکر اورنگ زیب کے تاخت پر مقرر کیا مردم مذکور نے باباولی تک کے
کنار لشکر جنابیہ کا تھا علم جرأت بلند کیا جب یہ اخبار پہنچے بنام امراے ایران حکم شاہی نزول ہوا کہ سیاوش خان کے
ہمراہ لشکر فیروزی اثر کو روانہ کرین اور سپہ سالار و قورچی باشی تا ورود فوج کنار ہیرمند یا بجاے مناسب قیام کرین
شاہزادہ اورنگ زیب نے ایرانیون کی جوانمردی ملاحظہ فرماکر رستم خان دکھنی کو سردار بنایا قلیچ خان کو مع دیگر امرا کے
فیلان کوہ تمثال اور توپخانہ وغیرہ ہمراہ دیکر جنگ ایرانیون کو روانہ کیا اور عملہ فوج ایران نے بموجب حکم سیاوش خان کو
مع فوج گران پیشتر روانہ کیا مرتضی قلیخان سپہ سالار و قورچی باشی کے جو کسیقدر فوج سے جو قبل سیاوش خان کے فوج سے
پیشتر روانہ ہوا تھا دل مین ایسا گذرا کہ عنقریب لشکر گران پہونچا چاہتا ہی اور لشکر جغتایہ کا ہوش و حواس کھوتا ہی
بہتر یہی ہی کہ بلا توقف اپنے تئین لشکر فیروزی اثر مین پہونچاوے تاکہ یہ فتح دوسرے کے نامزد نہو بالآخر تصمیم عزیمت کیا
نظر علیخان سے ملحق ہوکر صف آرا ہوا امیر الامرا مع قورچی باشی کی قلب لشکر مین استادہ ہوا نظر علیخان کو جو جرجی گر
مین مامور تھا پیشتر کو روانہ کیا اور میر آخور باشی کو اوسکی مدد پہ بھیجا اور سرداق خان بر تاک بیگلر بیگی آذربایجان کو چند امرا
اور قورچیان عظام کو دست راست اور غلامان خاصہ شریفہ کو مع چند امرا کے جانب چپ معین کیا اتفاقاً اوسی روز عروب
کے وقت فریقین سے ملاقات ہوئی آتش محاربہ شعلہ زن ہوئی میر آخور باشی باتفاق شاہین آقا اور قراکشن بیگ
اور جانی بیگ یوزباشی غلامان خاصہ اور نجف قلی بیگ لذفراق خان اور تمام جماعت سپاہ حملہ آور ہوئے اور مردانگی دکھلانے
لگے اثناے گیر و دار مین سرداق خان کا گھوڑا مخالفین کے تیغ و تبر سے مارا گیا سوار نے زمین دیکھی مخالفین کے شمسوار نے
بیرا اوٹھائے سرداق خان نے جرأت کرکے پیر گاڑے اور دوسرے گھوڑے پر جو کوتل تھا چڑھ بیٹھا اسی اثنا مین
اوسکا بھائی خان طالش مع گروہ طالشیون کے مدد کو آ پہونچا اور اپنے حملہ دلاورانہ سے جمعیت غنیم کی پراگندہ کی
آخر کو رات کے درمیان پڑنے سے شب کی شب نجات ملی آرامگاہ مین قرار ہوا جماعہ جغتایہ عنان تافتہ ہوکر شاہزادہ
اورنگ زیب سے ملحق ہوئے جماعہ مذکور کے آتے شاہزادہ نے نقارہ کوچ بجوایا بعد طلوع خورشید امراے ایران نے یہ حال سنا

سیاوش خان کو مع دیگر مردان کار آزما کے تعاقب پر روان کیا اور حقیقت حال اپنے بادشاہ کو عرض کی اور بموجب حکم
کے سنگ وغیرہ سے قلعجات اور حدود کو استحکام کر کے عازم حضور ہوئے اور شاہ عباس مشہد مقدس کی زیارت کر کے اصفہان
کو عازم ہوا اس خدمت کے عوض میں جسکا ذکر ہوا شاہجہان بادشاہ نے اپنے متوسلون کی حسب لیاقت سرفرازی فرمائی
اونمین سے اورنگ زیب نے اضافہ ہو کر پانزدہ ہزاری اور دوازدہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفرازی پائی اور سعد اللہ خان
وزیر کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور رستم خان کو پنجہزاری اور پانچہزار ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور
خطاب فرزندی فیروز جنگ اور قلیچ خان کو پنجہزاری چار ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور نظم صوبۂ کابل کا اختصاص عطا ہوا
اور دار السلطنت لاہور ہوتے ہوئے اکبر آباد کو نہضت فرمائی چونکہ شاہزادہ مراد بخش اور شاہ نواز خان اتالیق کی صحبت ناچاق
تھی اور اس سبب سے صوبہائے دکن کے انتظام جیسا کہ چاہیے نہیں ہوتے تھے فرمان طلب شاہزادہ کے نام صادر ہوا۔ اور
شائستہ خان ہر چہار صوبۂ دکن کے انتظام کو مامور ہوا۔ اور شاہ نواز خان نے صوبہ داری صوبۂ مالوہ کی پائی اسی سال میں
نذر محمد خان نے حضور میں عرض کیا کہ تنگدستی سے خرچ کا خواستگار اور اہل و عیال کا طلبگار ہوں۔ شاہجہان نے
علیمردان خان امیر الامرا کو حکم دیا کہ ایک لاکھ روپیہ کسی کمکی کے ہاتھ منجملہ معتمدان صوبۂ بندر کے بلخ کو بھیجے
اور تین لڑکوں میں سے کہ ملازم رکاب تھے خسرو جو بلخ سے فتح ہونے کے پیشتر باپ سے آزردہ اور جدا ہو کر آیا تھا۔
نہ تو باپ نے بلایا اور نہ وہ وہان جانے کو راضی ہوا اور بہرام مستلذات ہندی میں ایسا دلگرفتہ تھا کہ نہ گیا عبد الرحمن
دو سال دو مہینے بادشاہ کی خدمت میں تھا بوقت رخصت بیس ہزار روپیہ مرحمت ہوا اور متعلقان نذر محمد خان نے جماعۂ
نسوان میں سے آنے کے وقت سے چلنے تک تین لاکھ روپیہ زر و جنس سے پایا اور شاہزادہ دارا شکوہ نے جو عبد الرحمن کی
تربیت کو مامور تھا حسب الامر پدر کے جواہر اور مرصع آلات وغیرہ قیمتی بیس ہزار روپیہ کے دیئے اور یادگار چولاق سفیر
نذر محمد خان نے عنایت خلعت اور خنجر مرصع اور پانچہزار روپیہ نقد سے سربلندی پائی اور ایک لاکھ روپیہ نذر محمد خان
کے واسطے مرسل ہوا اور ایک قبضۂ شمشیر مرصع اور پچاس ہزار روپیہ سبحان قلی خان کو بھیجا گیا اور ملا علاء الملک میر سامان نے
فاضل خانی کا خطاب پایا سعد اللہ خان آٹھ روز میں کابل سے حضور میں آیا شاہزادہ دارا شکوہ اور اورنگ زیب بھی
کابل سے آکر مشرف سلام ہوئے شاہزادہ اورنگ زیب جو صوبہ دار ملتان کا تھا صوبۂ ٹھٹھہ بھی اوسکو سپرد ہوا
اور سرکار بھکر اور سیوستان اوسکے تیول میں مقرر ہوئی اور وہاں کی رخصت ملی شاہزادہ مراد بخش کابل کا صوبہ دار ہوا
خلیل اللہ خان میر بخشی ہوا امیر الامرا علیمردان خان کابل سے آکر صوبۂ کشمیر کا جاگیر دار ہوا اور حکم ہوا کہ عبد النبی بیگ کو نیابت
پر بھیجکر خود لاہور میں جسقدر ٹھہر کر حضور میں آئے دارا شکوہ نے جشن وزن شمسی میں خلعت جواہر اور چار لاکھ روپیہ نقد
انعام پایا اور سعد اللہ خان نے جو نوازشہائے شاہی سے ایسے منصب پر رسائی کی تھی کہ کوئی مرتبہ اضافہ کا باقی نہ رہا تھا
لہذا دو کرور دام کہ سالیانہ تیس لاکھ روپیہ ہوتا ہے تنخواہ مقرر ہوئی اور علیمردان خان عنایت فوطۂ شاہی سے مخصوص ہو کر صوبۂ کشمیر کو رخصت ہوا

چوبیسوان سال سنہ ۱۰۶۰ ہجری

اسی سال مین مسجد اکبرآبادی محل کی بنکر تمام ہوئی آوسکے بپاس خاطر گھوڑے پر سوار ہوکر مسجد مذکورہ مین گئے اور دوگانہ تحیت ادا فرمایا بانی مسجد نے جواہر مرصع وغیرہ سے بہتھارہ خوان زر وسیم سے لبریز نثار کے طور پر نذر سے گذرانا ڈیڑھ لاکھ کے خرچ سے دو برس مین یہ مسجد تعمیر ہوئی۔ اس سال مین نامہ نذر محمد خان متضمن شکرگذاری واستدعا منشور عنایت کے صادر ہوا اسطرف سے ایک لاکھ روپیکی نقد وجنس اور دو ہزار روپیہ معصوم خواجہ خاوند محمود اور بقیہ جو کچھ فتح بلخ کے بعد نذر محمد خان کے اموال سے ضبط ہوا تھا اور دس ہزار روپیہ نقد عبدالرحمن کو بہیجا گیا چونکہ سن پادشاہ کا ستین سے گذر گیا تھا مفتیان ایمان کیش کے فتوے سے ماہ رمضان کے روزے افطار ہوئے مبلغ ساٹھہ ہزار روپیہ فدیہ عطا کیا گیا ماہ رمضان کی ہر شب کو نیازمندان درگاہ خوان انعام سے شکم سیر ہوتے تھے مقرر ہوا کہ ہر رمضان کو اسیطرح ہوا کرے اس سال مین عبدالرحمان نے جو بابک کی طرف سے ولایت غور کی حکومت کرتا تھا سبحان قلی خان کو مقرر کیا تاکہ اوسکو اثناے راہ شیر وشکار مین گہین کر قید کر دے چنانچہ ہوا اور سبحان علی کے حضور مین آکر مجبوس ہوا اوسنے قلم خان سے کہا کہ اگر مجھے پادشاہ ہند کے پاس پہونچادو عطایاے شاہی سے سرفراز ہوگے جماعہ مذکورنے اوسیطرح تعمیل کی درگاہ حضور مین لاے اور اختیار ملازمت کرکے چار ہزاری منصب بپانسو والا کا ملا

پچیسوان سال سنہ ۱۰۶۱ ہجری

اس سال مین محی الدین سفیر سلطان روم جو عبدالقادر جیلانی کی اولاد مین تھا پہونچا اور حاجی احمد سعید اسطرف سے روم کی سفیری پر مقرر فرمایا گیا جیغہ مرصع اور شمشیر مع پرتلہ مرصع جسکی قیمت ایک لاکھ روپیہ تھی بطریق ارمغان کے مع نامہ کے جیسے سعد الله خان نے لکھا تھا قیصر کو ارسال ہوا اور بندر سورت کے متصدیون کو حکم گیا کہ ایک لاکھ روپیہ کے یابس عرب خرید کرکے حوالہ کرین تاکہ مکہ معظمہ مین مستحقون کو تقسیم ہو آغاز جلوس سے اس تاریخ تک دس لاکھ روپیہ کا مال سواے نقد کے جسکی قیمت وہان پر دو چند ہوتی تھی مکہ اور مدینہ کو روانہ ہوئے اور سفیر قیصر کو پندرہ ہزار روپیہ انعام دیکر حاجی احمد سعید کے ہمراہ رخصت معاودت عطا ہوئی ابتداے ورود سے روز رخصت تک ساٹھہ ہزار روپیہ نقد سواے جنس کے عطا فرمایا گیا حسن سعید خان بہادر ظفر جنگ جو کہ اسی خاندان کا پشت در پشت نمکخوار اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز تھا اس جہان گذران سے گذرا پادشاہ کو ملال ہوا۔ لہراسپ خان ولد مہابت خان نے پنجہزاری پنجہزار کا اضافہ پایا اور مہابت خان کا خطاب ملکر صوبہ کابل کا بندوبست عطا ہوا لطف الله خان اور عنایت الله خان ولد سعد الله خان وزیر شرف یاب ملازمت ہوئے اول کو تسبیح مروارید دوم کو سرپیچ مرصع عنایت ہوا دوشنبہ کی رات شانزدہم ربیع الاول کو لاہور سے کابل کو بعزم استرداد قندہار کے کوچ کیا اور شاہزادہ اورنگ زیب کو حکم ہوا کہ ملتان سے روانہ ہوکر قندہار جاوے اور سعد الله خان نے

پچاس ہزار سوار سے اجازت پائی کہ کابل اور غزنین ہوتے ہوئے قندہار کو جاوے اور شاہزادہ اورنگ زیب کے اتفاق
سے قندہار کا محاصرہ اور تسخیر کی تدبیر کرے اور تین ہزار اونٹ اس لشکر مین ہمراہ دیئے اونمین سے پانسو اونٹ
خزانہ اور پانسو مین ہتھیار رکھے اور قریب دو ہزار شتر کے توپخانہ کے سامان سے بابت گولہ باروت جستہ وغیرہ کے
معمور تھے **الغرض** ۴ جمادی الاولے کو بادشاہ گلگون تگ پر سوار داخل کابل ہوا شاہزادہ اورنگ زیب نے
بیس۲۰ ہزاری منصب سے اضافہ پایا اور شاہزادہ شجاع حسب الطلب بنگالہ سے وارد کابل خدمت بدرین حاضر ہوا

چھبیسوان ۲۶ سال سنہ ۱۰۶۲ ہجری

انھین دنون مین جان بیگ شاہزادہ شجاع کے ملازم نے مع ہزار سوار سرکار اور ہزار سوار ملازم شاہی کے حکم پایا کہ بیس
لاکھ روپیہ واسطے خرچ لشکر معینہ کے قندہار لیجاوے۔ اور شاہزادہ اورنگ زیب قندہار پہونچکر دو مہینے آٹھ روز
تا بمقدور تسخیر قلعہ مین گرم تدبیر رہا جسوقت شاہزادہ اورنگ زیب کے قندہار پہونچنے کا حال اوتار خان بگلر بیگی
قندہار کے عریضہ سے شاہ عباس بادشاہ ایران کو معلوم ہوا فوج کے جماؤ کو حکم دیا اور دار السلطنت اصفہان سے
باغ سینو نظام عباس آباد مین نقل مکان فرمایا اور تھوڑی سی فوج بطور منقلا کے پیشتر سے روانہ فرمائی شاہزادہ اورنگ زیب
اور ہندی فوج نے جب ورود لشکر ایرانی کی خبر پائی رعب و ہراس اسقدر مستولی ہوا کہ نقارہ کوچ پر چوب چلی۔
چونکہ شاہزادہ دارا شکوہ نے صوبہ کابل کے انتظام کا قرار کیا اصل سے اضافہ ہوکر منصب سی ہزاری اور بیس ہزار سوار
دو اسپہ سہ اسپہ اور پانچ کرور دام انعام پائے اور صوبہ ملتان بھی تفویض ہوا۔ اور سلطان سلیمان شکوہ بڑے لڑکے
دارا شکوہ کو منصب ہشت ہزاری چار ہزار سوار اور عنایت فیل خاصہ اور علم و نقارہ سے سرفرازی ملی اور کابل کی صاحب
صوبگی پائی اور خیمہ سرخ جو شاہزادون سے مخصوص ہے اوسے عنایت ہوا اور دارا شکوہ کو حکم ہوا کہ بعد بندوبست
کابل سے درگاہ والا کو معاود ہوا اور خود بدولت اسی سال مین کابل سے سبقت فرماکر لاہور ہوتے ہوئے اکبر آباد آئے
شاہزادہ اورنگ زیب کو ولایت بنگالہ کے انعام سے سرفراز فرمایا اور ملتان کے عوض مین ہر چہار صوبہ دکن کے عطا فرمائے
اور احمد آباد گجرات کی صوبداری شایستہ خان کو تجویز ہوئی اور شاہزادہ شجاع صوبہ بنگالہ کو رخصت کیا گیا جب دارا شکوہ
صوبہ کابل سے حضور مین آیا تسخیر قندہار کی آرزو عرض کی لہذا بیس۲۰ لاکھ کا ساز و سامان عطا ہوکر رخصت دی گئی
اور راجہ جسونت سنگھ ہزاری ذات کے اضافہ سے شش ہزاری پنج ہزار سوار سے کامیاب ہوا

ستائیسوان سال سنہ ۱۰۶۳ ہجری

راج سنگھ ولد آنا جگت سنگھ منصب پنجہزاری پنج ہزار سوار اور خطاب رانا سے سرفراز ہوا شاہزادہ دارا شکوہ بموجب وعدہ کے
سامان جنگ طیار کرکے مع فوج بیشمار اور توپخانہ اژدر آثار اور فیلان کوہ مثال کے قندہار پہونچا تسخیر قلعہ کی نہایت
تدبیر کی دولت خان افغان نے جو قدیم نوکر بادشاہ ایران اور دہکے اور جوشانے کا حاکم تھا افواج ہندی مین ملکر دارا شکوہ کی

رفاقت قبول کی اس سبب سے اور بھی داراشکوہ کی ہمت بلند ہی تسخیر قلعہ کو زیادہ تر عزم کیا اعیان دولت ایران کو
جب اوتارخان بگلر بیگی قندہار کی عرضداشت سے یہ احوال معلوم ہوا تدارک کی فکر ہوئی سبحان بیگ غلام خاصہ
شریفہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ اوس گروہ کے اتفاق سے جسکی سرداری موصی الیہ کے ہمراہ ت مین کی تھی آور نیز
دیگر امراے خراسانی کے ساتھہ روانہ منزل مقصد ہوکر رعایاے اطراف کو مخالفین کے تعرض سے محافظت کرے
آور منوچہر خان بگلر بیگی استرآباد کو بھی حکم ہوا کہ قبل علی قلیخان سپہ سالار کے روانہ ہو آور سپہ سالار بھی مور فرمایا گیا
ہر طرف بنام حماۃ لشکر ممالک محروسہ مین فرمان صادر ہوئے آور بادشاہ مازندران سے فیروزکوہ کو متوجہ ہوکر بسطام کو
چلا جب اوتارخان نے مکرر مہدی قلی خان حاکم بست کی بدسلوکی اور بدسرانجامی کی حقیقت حضور مین عرض کی۔
امام قلی سلطان حاکم اسفراین کو مہدی قلیخان مذکور کی جگہ بست کی ایالت عطا فرماکر حکم دیا کہ بہت جلد جاکر قلعہ
[illegible] فطت کرے۔ داراشکوہ جب اس اخبار سے باخبر ہوا رستم خان کہنی کو جو مع افواج اور فیلان قہر امواج روانہ
بست ہوا تھا تحریر کیا کہ طرق اور شوارع سے خبردار رہے۔ آور جب ایرانی سپاہ پہونچے اوسکی مدافعت مین
ساعی ہو۔ آور اگر ممکن ہو قلعہ بست بھی تسخیر کرے۔ رستم خان نے قبل ورود امام قلی سلطان کے قلعہ بست کا
محاصرہ کیا۔ آور مہدی قلیخان نے جو کہ ناہنجاری کی راہ مین قدم زن تھا آور بازپرس شاہی کا خوب یقین رکھتا
تھا داخل لشکر چغتائیہ ہوکر قلعہ بست کو رستم خان کے حوالہ کیا۔ داراشکوہ اس مدد غیبی سے زیادہ تر سرگرم تدبیر ہوا
اوتارخان بموجب ضابطۂ نمک حلالی کے مستقل مزاج ہوکر شجاعت ذاتی دکہلانے لگا آور مراد بخش توپچی باشی نے
[illegible] مین گرد نار کو شرمایا فوج ہندی چند مقام سے یورش کرکے ہر دفعہ ناکام پہری نہم شوال کو ہندوستانی
[illegible] سے زیادہ جانفشانیان کین۔ بعض روشناسان فوج ہند ہزار چارہ گندنی شیر حاجی تک پہونچکے
اندر گئے [illegible] وہان سے پردہ پردہ کوے عدم کو سدہارے دلکے باہر حوصلے نہ نکلے باقی ناکام واپس ہوئے۔
سبحان بیگ مع دو تین ہزار سوار کے جو اوسکی سرداری مین تھے برسم استعجال جلدتر پہونچا چونکہ مقابلہ کی لڑائی مین
عہدہ برائی نپائی ہر روز لشکر شاہزادہ پر تاخت تاراج کرنے لگا رسد کے پہونچنے کی راہین لوٹ مار کرتا تھا۔ اوسکے
ہمراہی جیسے پاتے پر کاٹ ڈالتے۔ رستم خان نے سبحان بیگ کی قلت فوج سے باخبر ہوکر مع اپنی فوج کثیر کے سبحان بیگ
کے لشکر کو توجہ کی اوسنے جنگ کی مصلحت نہ دیکھکر فولاد کی راہ لی رستم خان نے اسیقدر کام سے ہیچومن دیگرے نیست
سمجھکر بازگشت کی اسی اثنا مین موصد خان حاکم استرآباد مع دو تین ہزار سوار ہمراہی کے آپہونچا آور سبحان بیگ سے
ملحق ہوکر روانۂ مقصد ہوا۔ اور علی قلیخان بھی وارد ہوا فوجین یکے بعد دیگر برابر چلی آتی تہین رستم خان روانہ مقصود
ہوا آور علی قلیخان بھی آپہونچا فوجین برابر موج مارتے پہونچنے لگین رستم خان اس مشاہدہ سے چند روز خوف و امید مین رہا
آخر داراشکوہ کو سارا حال تحریر کیا اور منوچہر نے کثرت اعدا کی کچھ خیال نہ کی روانہ ہوکر رستم خان کے لشکر سے نیم کوس کے

فاصلہ پر خیمہ گاہ کیا۔ داراشکوہ اس تاخت و تاراج ہر روزہ سے جو رستم خان پر ہوتی تھی خبر پاکر ہراسان ہوا اور اوسکو اپنے پاس طلب کیا مشار الیہ قلعہ بست مین آگ لگاکر داراشکوہ کے لشکر کو روانہ ہوا فوج ایران نے پیچھا کیا۔ شاہزادہ داراشکوہ نے بعد پہونچنے رستم خان اور سننے خبر پہونچنے منوچہر خان وغیرہ کے کوچ کیا ہندوستان کو راہی ہوا اور علی قلیخان نے ایک گروہ تعاقب پر مقرر کیا۔ دو زنجیر فیل اور کسیقدر اسباب اونکے ہاتھ لگا۔ اورنگ زیب کی عرضی سے دریافت ہوا کہ دختر شاہ نواز خان صفوی سے بارہوین شعبان کو لڑکا پیدا ہوا جسکا نام محمد اعظم رکہا گیا اور اسی سال مین ایک مسجد سنگ رخام سے تین لاکہ روپیہ کے خرچ سے سات برس مین تعمیر ہوئی۔ اور بادشاہ اکبر آباد سے شاہجہان آباد مین آیا۔ داراشکوہ نے قندہار سے مراجعت کرکے ملازمت حاصل کی اور اسی سال شاہزادہ مراد بخش کو گجرات کی صوبہ داری اور شایستہ خان کو مالوہ کی عطا ہوئی اور جشن نوروز کو ذوالفقار آقا سفیر روم آیا اعتقاد خان وغیرہ بعض امرا استقبال کرکے حضور مین لائے سفیر مذکور اثنائے راہ مین جبکے حدود صوبہ سے گذرتا تھا حسب الحکم کسیقدر روپیہ پاتا تھا۔ روز ورود تک پچاس ہزار روپیہ پایا۔ اور محمد ابراہیم نے اسد خان کا خطاب پایا۔ اور ارادت خان کے بدلے مین آختہ بیگی مقرر ہوا۔ ارادت خان نے عہدۂ بخشیگری پایا اور محمد اشرف اور مصطفی صفی ولد اسلام خان کو اعتماد خان اور صفی خان کا خطاب ملا۔

اٹھائیسوان سال ۲۸ سنہ ۱۰۶۴ ہجری

اس سال مین خطۂ فیض آباد اجمیر کو نہضت شاہی ہوئی چونکہ عہد جہانگیری مین جسوقت کہ کرن ولد امر سنگہ درگاہ والا مین آیا اور ایسا مقرر ہوا تھا کہ رانا یا جو شخص رانا کے خطاب سے سرفراز ہوتا تھا وہ قلعۂ چیتور کو استحکام نہ دے اور اسوقت مین معلوم ہوا کہ قلعۂ مذکور کی نہایت متانت ہو چکی اور ہوتی جاتی ہے جمدۃ الملک سعد اللہ خان وزیر مع تیس ہزار سوار کے انہدام قلعۂ مذکور کو چلا آور چودہ پندرہ روز مین اوسکو منہدم کرکے برابر کردیا جب رانا متنبہ ہوکر داراشکوہ سے رجوع ہوا۔ شاہزادہ کے توسط سے عفو تقصیرات ہوئین ذوالفقار آقا سفیر روم نے داراشکوہ کے دیکھنے کی اجازت چاہی اور بعد ملاقات داراشکوہ سے بیس ہزار اور سلیمان شکوہ اوسکے لڑکے سے انعام لیکر بیسوین رجب کو بموجب حکم پندرہ ہزار روپیہ تواضع ہوا اور تیسری شعبان کو ایک اشرفی چار سو تولہ کی اور اسی وزن کا ایک روپیہ بھی انعام ہوا اور مصحوب قاسم بیگ کے جو روم کی سفیری مین مقرر ہوا تھا خط جو کہ سعد اللہ خان سے لکھوایا گیا تھا مع ایک قبضۂ خنجر مرصع قیمتی لاکہ روپیہ اور کمر مرصع الماس و یاقوت قیمتی چالیس ہزار اور ایک شیشہ بلوری عطر اگر سے لبریز اور دو ہزار تہان گجرات اور کشمیری قیمتی ایک لاکہ روپیہ کے قیصر کے لیے دئے آور آٹھ قطعہ یاقوت اور چار زمرد اور تین دانۂ مروارید کے بھی حوالہ ذوالفقار آقا کے قیصر کے واسطے ہوئے اور ذوالفقار کو تیس ہزار روپیہ دیکر رخصت کیا روز ورود سے یوم رخصت تک پونے تین لاکہ روپیہ کا نقد و جنس سفیر مذکور کے ہاتھ لگا اسی سال کے جشن قمری مین شاہزادہ داراشکوہ کو خلعت خاصۂ اساوری اطلسی زرنگار ملا جسکے پھولون پر قرص مرصع الماس گران بہا کے تعبیہ تھے اور گریبان و آستین و دامن عمدہ عمدہ بیش قیمت موتیون سے گوہر بار قیمت اوسکی ڈہائی لاکہ روپیہ تھی

اور ایک سرپیچ ایک قطعہ لال درد و دانہ مروارید قیمتی ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ کے اور ایک لاکھ روپیہ نقد اور شاہ بلند اقبال کا خطاب پایا اور تخت کے قریب کرسی مطلا پر بیٹھنا ملا۔ حکم ہوا کہ امرا اسلام مبارکباد اوسکے مکان پر جاکر بجا لاوین۔ اور جشن نوروزین اللہ وردیخان کی بیقصوری ظاہر ہوکر عہدہ سابقہ پر بحالی فرمائی گئی یہہ شخص غلام رضا کے اہتمام سے سورت مین معزول ہوا تھا اہتمام یہہ تھا کہ اسنے ایک خط مغلی خان کی طرف سے بقلا آقا سے بادشاہ ایران کو لکھا یا ہی اسی سال شیخ عبدالمجید شاہنامہ نویس نے رحلت کی

اونتیسوان سال ۲۹ سنہ ۱۰۶۵ ہجری

سید محمد اردستانی مخاطب بمیر جملہ رتق و فتق مہمات عبداللہ قطب شاہ والی گولکنڈہ کا کرتا تھا اور کتنے ملک اور قلعجات سرحاصل کرناٹک سے تسخیر کرکے اپنے آقا کے نذر کیے روز بروز افزائش ہوتے ہوتے پانچہزار سوار نوکر رکھے آخر کو دراندازون نے اسکی طرف سے قطب شاہ کو برہم کردیا آخر محمد سعید نے اورنگ زیب کے توسل سے درگاہ شاہی کی آرزوی ملازمی ظاہر کی اور بموجب التماس شاہزادے کے فرمان شاہی مع خلعت اور نوید عطاے منصب پنجہزاری پنجہزار سوار سید مذکور کے نام صادر ہوا اور دو ہزاری دو ہزار سکے منصب کا وعدہ اوسکے لڑکے محمد امین کے نام کیا گیا اور نیز قطب شاہ کے نام حکم صادر ہوا کہ درگاہ والا کی بلغری سے منع ہو

تیسوان سال سنہ ۶۶ ہجری

اس سال مین ۲۲ جمادی الثانی کو سعداللہ خان وزیر قولنج کے عارضہ مین جو مدت سے تھا سینتالیس برس کا ہوکر جان بحق تسلیم ہوا نصرت خان اسکا معالج تھا بادشاہ مع شاہزادہ داراشکوہ کے ایکمرتبہ عیادت کو گیا تھا اور اوسکا لڑکا لطف اللہ منصب ہفتصدی ہفت صد سوار سے سرفراز ہوا چونکہ بیشتر پہونچنے قاضی عارف کے قطب شاہ نے محمد امین ولد میر جملہ کو مقید کرکے اوسکے مال و اسباب پر متصرف ہوگیا تھا دوسرا فرمان تاکید در باب رہائی محمد امین کے اوسکے نام صادر ہوا اور نیز اورنگ زیب کو حکم ہوا کہ اگر قطب شاہ عدول حکمی کرے اوسکی تادیب مناسب عمل مین لائے اور شایستہ خان وغیرہ امراے معینہ دکن کے نام بھی حکم بھیجا گیا کہ اورنگ زیب کی خدمتمین حاضر ہون۔ شاہزادہ اورنگ زیب نے اپنے بڑے لڑکے سلطان محمد کو اوسطرف روانہ کیا اور متعاقب خود بھی مقدم ہوا قطب شاہ نے متنبہ ہوکر محمد امین کو مع توابع کے بھیجدیا محمد امین سلطان محمد کے حضور مین آیا چونکہ محمد امین کا اسباب ضبطی شدہ ندیا تھا لہذا سلطان محمد حیدرآباد کو عازم ہوا قطب شاہ کو دہشت نے گھیرا قلعہ مین محصور ہوا اور محمد ناصر کو مع صندوق جواہرات کے بھیجا کہتے ہین جب محمد ناصر ملازمت کو حاضر ہوا اوسکے ہمراہیون سے کسیقدر شوخی ظاہر ہوئی لہذا قید ہوگیا اور ہمراہیان سلطان اوسکے آدمیون کو بھگا کر حیدرآباد مین جا دھسے اور بہت سا مال و اسباب لوٹ کر جمع کیا شاہزادہ اورنگ زیب عازم قلعۂ گولکنڈہ ہوا سعید آباد سے جو آٹھہ کوس حیدرآباد سے ہے کوچ کرکے قلعہ سے ایک کوس پر جا پہونچا اور محمد سلطان کو حکمدیا کہ مع اپنی فوج کے بائین طرف متوقف ہوا سوقت مین پانچ چھہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادہ دشمنون کے برابر آئے لڑائی شروع ہوئی اکثر دکھنی قتل ہوئے قطب شاہ نے اپنی رہائی اسی مین دیکھی کہ سنوات سابق اور حال کی پیشکش ادا کرے لاجرم سلطان محمد سے اپنے لڑکے کا ازدواج کرنا اظہار کیا اور مقبول ہوکر

اس سال نکاح عمل مین آیا محمد سلطان منصب ہفت ہزاری اور دو ہزار سوار سے سرفراز ہوا اور شاہزادہ اورنگ زیب کا
حاجب میر عبد اللطیف جو واسطے لانے میر جملہ کے گیا تھا اوسنے اوسکے آنے کی خبر گولکنڈہ کے اطراف مین پہونچائی قاضی عارف
نے بموجب ایماے اورنگ زیب کے فرمان شاہی اور خلعت مرسلہ اوسے پہونچائے اور اوسنے مراسم تسلیم تقدیم کیے اور ساعت معین
بعد ملازمت شاہزادہ مع اپنے لڑکے کے روانہ درگاہ پادشاہ ہوا اس جگہ فرمان عطوفت عنوان متضمن خطاب معظم خان کے مع
خلعت خاصہ اور جیغہ مرصع اور پھولکٹارہ اور علم اور نقارہ کے پہونچا جب بفتح وفیروزی شاہزادہ اورنگ زیب اورنگ آباد مین
منصب بست ہزاری پانزدہ ہزار دو اسپہ سہ اسپہ سے سربلند ہوا اور شایستہ خان منصب شش ہزاری شش ہزار سوار
دو اسپہ اور خطاب خانجہانی سے معزز ہوا معظم خان درگاہ مین پہونچکر عنایت خلعت خاصہ اور شمشیر مرصع اور اضافہ منصب
یعنے شش ہزاری شش ہزار سوار اور وزارت اعظم اور مرحمت قلمدان مرصع اور دو سو گھوڑے اور دو فیل مادہ اور پانچ لاکھ روپیہ
نقد سے مفتخر اور مباہی ہوا اور جملۃ الملک معظم خان نے جواہر ثمینہ جسمین ایک الماس تھا نو ٹانک یعنی دو سو سولہ سرخ
وزنی قیمتی دو لاکھ سولہ ہزار اور ساٹھ زنجیر ہاتھی نر اور چار مادہ مع ساز طلا اور چودہ ساز نقرہ پیشکش گذرانے
کل کی قیمت مع جواہر کے پندرہ لاکھ ہوئی جشن وزن شمسی مین شاہ بلند اقبال دارا شکوہ کو پانچ کرور دام بطور انعام کے
مرحمت ہوا اور کل تنخواہ اوسکی مع سابق اور حال اور طلب مشقت کے ساٹھ کرور دام کہ سال کا ایک کرور پچاس لاکھ روپیہ ہوتا ہے
مقرر ہوئی دارا شکوہ نے دہ لاکھ روپیہ کا پیشکش کیا اوسمین سے ایک پلنگ خوش رنگ تھا اڑسٹھ ہزار کا قیمتی جسکے پائے
اور سر تکیہ اوسکا سنگ یشم سے مرصع بالماس وزمرد و یاقوت تھا اس سال مین مسجد جامع شاہجہان آباد کی جسکی سنہ چوبیس
جلوس مین بنا ہوئی تھی تمام طیار ہوگئی اس عمارت کا اہتمام پانچ مہینے تک جعفر خان اور دو سال تک خلیل اللہ خان اور
تین برس پانچ مہینے تک سعد اللہ خان چشتی کا تھا اور اوسکے انتقال کے بعد روح اللہ خان داروغہ عمارت کو حکم ہوا
کہ اوسکی ترمیم کرے غرضکہ چھ برس مین انجام ہوئی تاریخ یہ ہی مصرع مسجد شاہجہان قبلہ حاجات آمد اگرچہ ایک سال
کا تفاوت ہی مگر عمدگی کے سبب سے پادشاہ کو پسند ہوئی مبلغ دس لاکھ روپیہ کی لاگت اس عمارت مین صرف ہوئی تھی گنبد
اوسکے اوپر کے سنگ مرمر اور سنگ موسی کے ہین اور صحن بھی سنگ مرمر اور صورت مصلی کی بطور محراب سنگ موسی کے ہے
اور صحن مسجد کا فرش سنگ سرخ سے ہے ـ اور خاص مسجد کی طول عمارت نوے گز اور عرض تیس گز وسط صحن مین حوض ہی
پندرہ گز اور بارہ گز حوض کے کنارے سنگ مرمر اور موسے سے بنے ہین ـ میر محمد امین ولد معظم خان جو کثرت بارش کے سبب سے
برہانپور مین رہگیا تھا دربار شاہی مین حاضر ہوکر خطاب خانی اور خلعت خاقانی سے سرفراز دوجہانی ہوا ـ اورنگ زیب کی
عرضی سے واضح ہوا کہ ۲۶ محرم کو عادل شاہ والی بیجاپور جہان گذران سے گذر گیا اوسکے غلامون نے کسی مجہول النسب کو
جسکو اوسنے بسبب لاولدی کے پالا تھا تخت نشین کیا ہی حکم ہوا کہ شاہزادہ مع لشکر متعینہ دکن کے وہان جاکر
تسخیر کرے اور خانجہان شایستہ خان کو حکم ہوا کہ بہت جلدی سے دولت آباد آئے اور تا معاودت اورنگ زیب کے وہان مقیم رہے

اور معظم خان اور شاہنواز خان اور مہابت خان اور نجابت خان وغیرہ مع لشکر شش ہزار سوار کے حضور سے رخصت
ہوئے کہ شاہزادے کے ہمراہ بیجاپور کی فتح مین مصروف ہون اور محمد امین خان ولد معظم خان واسطے تمشیت معاملات
دیوانی کے باپ کی نیابت پر مقرر ہوا اور سہ ہزاری ذات ہزار سوار کے انعام سے مشرف ہوا ۲۴ ربیع الاول کو بسبب
شیوع طاعون کے شاہجہان آباد مین بنابر شکار گڈہ مکتیسر کنار دریاے گنگا پر توجہ فرمائی جب و با کم ہوئی ۲۵ رجب
مذکور کو شہر مذکور کو معاودت ہوا اور رستم خان بہادر فیروز جنگ بعوض بہادر خان صوبہ کابل کے انتظام کو رخصت ہوا اور اضافہ
ہوکر شش ہزاری شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کے منصب کو پہونچا اور امیر الامرا علیمردانخان حسب الطلب کشمیر سے آکر مشرف ملازمت ہوا

الثیسوان سال ۱۰۶۷ سنہ ہجری

اس سال مین رایات عالی جانب فیض آباد متوجہ ہوئے جہان کی عمارت حسین بیگ خان اور غضنفر خان کے اہتمام سے
پانچ لاکھ روپیہ کے خرچ مین تعمیر ہوئی تھی سید مظفر حسین پسر سید شجاعت خان بارہہ اوس جگہ کی حراست پر معین اور
ہمت خان کے خطاب سے معزز ہوا یہ شخص اول سری نگر کا زمیندار تھا اور کسیقدر زمانہ سے خلیل اللہ خان کی سعی سے
داخل ملک محروسہ ہوا تھا زمیندار نے طنطنہ شاہی سے ڈر کر پیشکش اور عرائض نیاز حفظ ناموس کے ارسال کیے اور
راجہ جمو آستانہ بوسی شاہی مین سرفراز ہوا بادشاہ ایک مہینے تک وہان مقیم رہا تیسری رجب کو شاہجہان آباد کو معاودت فرمائی
۲۲ کو داخل شہر ہوا۔ اور ایکراس عربی گھوڑا جو شاہزادہ اورنگ زیب نے بھیجا تھا نظر سے گذرا دس ہزار روپیہ اوسکی
قیمت جانچی گئی انہین دنون مین معلوم ہوا کہ علیمردانخان امیر الامرا جو بسبب ناموافقت آبہواے کشمیر کے بسبب عارض ہونے مرض اسہال کے مریض
ہوکر وہان کو جاتا تھا اثنائے راہ مین اسہال کی شدت سے واقع مقام ماچھی وارہ رہگراے ملک عقبیٰ ہوا لاش اوسکی لاہور مین
اوسکی والدہ کے قبر کے پاس دفن کی گئی چونکہ یہ شخص عمدہ دولتخواہون مین تھا بادشاہ نہایت متاسف ہوا۔ اوسکے بڑے
لڑکے ابراہیم خان کو مع چند اوسکے رفقا کے لاہور سے طلب فرماکر منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار پر سرفراز فرمایا۔ اور نیز دیگر
برادران و رفقا کو بھی فراخور لیاقت اضافہ منصب کیا گیا منجملہ جنس وغیرہ ایک کرور روپیہ متروکہ کے نصف ورثا کو دیکر نصف
ضبط سرکار کیا گیا لشکر خان نے اصل سے اضافہ ہوکر منصب دو ہزاری پانصدی دو ہزار سوار کا پایا اور صوبہ کشمیر کے انتظام پر
مامور ہوا انہین دنون مین قلعہ کلیان اور مندیرو اور حبشیون کی تادیب و تسخیر ہوئی تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب شاہزادہ اورنگ زیب
قلعہ بیجاپور کی تسخیر پر جیساکہ تحریر ہوا مامور ہوا مع امیر جملہ معظم خان اور دیگر افواج متعینہ کے اوسی طرف کو سدھارا ۲۴
ربیع الثانی کو قلعہ بیدر کے قریب منزل ہوئے محاصرہ کا ڈول ہوا ۲۳ جمادی الثانی کو جو برج کہ معظم خان کے مورچہ کے برابر تھا
صدمات توپ سے منہدم ہوگیا مرجان نام حبشی نے جوکہ عادل شاہون کا غلام خاصہ اور اونکا معتمد علیہ اور دراز مدت سے
سے قلعہ مذکور کی حفاظت مین مامور اور قریب ہزار سوار اور چار ہزار پیادہ کے ہمراہ رکھتا تھا اوس برج شکستگی کو قرار واقعی
سمجھکر برج کی عقب مین سرنگ لگائی تاکہ بروقت غلبۂ مخالفین کے آگ بتلادین جسوقت اوس برج سے راستہ ظاہر ہوا

شاہزادہ اورنگ زیب اور معظم خان کے لوگ اوس برج پر چڑہ دوڑے مرجان مع ہشت پسر اور اکثر ملازمین نزدیک برج آکر
مستعد مدافعہ ہوا۔ قضارا ایک بان جو مخالفون نے پھینکا اوسکی چنگاریان حقۂ باروت مین جا پڑین پس آگ لگ اوٹھی
اوسکے بعض رفقا جلکر خاک ہوئے اور خود بھی مع دو فرزند کے آتش سوزان مین جھلس گیا فوج اوسی راہ سے جا پہونچی
ہر ایک قلعہ کے ارک قبضہ مین آگئے اسوقت شاہزادہ بھی نوبت بجاتے ہوئے قلعہ مین آ پہونچا قلعہ دارون نے پناہ چاہی
الغرض قلعہ مفتوح ہوگیا۔ شاہزادہ مہابت خان کو مع چند دیگر بندگان درگاہ کے قلعہ مین چھوڑکر جاے اقامت کو
معاودت ہوا اوسکی صبح کو مرجان نذر فی النار والسقر ہوگیا دوسرے روز شاہزادہ نے حصار مین جاکر جامع مسجد مین کہ سابق
سلاطین بہمنیہ نے بنوائی تھی صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ کا خطبہ پڑہایا نقد و جنس بہت سے ضبط ہوئے یہ قلعہ دکھن کے
قلعجات مشہورہ مین سے ہی بیدر شہر نہایت وسیع اور فسیح اور سرحد صوبۂ تلنگانہ ہی سابقا جاے حکم رایان دکن کی تھی
ہمیشہ راجہ کرناٹک اور مرہٹہ اور تلنگانہ اسکے مطیع رہے ہین دمن راجہ نل کی معشوقہ جسکا قصہ شیخ فیضی نے
منظوم کیا ہی اسی شہر کے مرزبان راجہ بہیم سین کی لڑکی ہی۔ اول سلطان محمد ولد تغلق نے یہان پر دسترسی پائی بعد ازان
سلاطین بہمنیہ کے نصیب ہوئے پس ازین حکام بیجاپوریون نے دہوم کی رفتہ رفتہ اسوقت مین بابری شوکت کے زیر حکومت آیا
اسوقت مین ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ برہمنان کوکن اولاد بالاجی راو کے قبضہ مین ہی جسکا لقب ناناجی مشہور تھا چونکہ قلعہ
کلیان اور کلبرگہ کی تسخیر اور ملک بیجاپور کی کشایش اور تخریب پر شاہزادہ کی عزیمت مصمم تھی اور سیواجی برادر مالوجی اور
سیوا بہوسلا وغیرہ فتنہ سازون نے شوخیان کرکے پرگنات رستم اور چمارگونڈہ مع دیگر نواحی احمدآباد کے تاخت و تاراج
کیے لہذا نصیری خان مع تین ہزار سوار کے اونکی تادیب مقرر فرمایا گیا اور سلطان محمد معظم اور افتخار خان کو قلعہ بیدر مین
چھوڑکر ۳ رجب کو خود بدولت قلعہ کلیان کی طرف متوجہ ہوا اور ۲۹ ماہ مذکور کو وہان پہونچکر قلعہ کو گہیر لیا بڑی جنگ
و نیرنگ کے بعد جو کہ مددگاران اوس قلعہ سے ہوے اور جنس غلات وغیرہ کا پہونچنا متعذر ہوا دلاور حبشی جو کہ عادل شاہ کی طرف
سے مع ڈہائی ہزار بندوقچی اور توپ و تفنگ وغیرہ سامان حرب کے محافظ قلعہ تھا ملتجی امان ہوا اور بموجب منظوری کے غرہ ذیقعدہ
کو شاہزادہ کے حضور مین شرفیاب ہوا اور مرخص ہوکر بیجاپور چلا گیا یہ قلعہ مضبوطی اور استحکام مین اول قلعہ سے زیادہ ہی
جب اورنگ زیب کے عرائض سے یہ فتح اور نیز دیگر فتوحات کا نوید حضور شاہی مین پہونچا تمام ولایت بیدر کی مع اوسکے مضافات
اور قلعہ رام گڈہ کے بطریق انعام شاہزادہ اورنگ زیب کو عطا فرمایا گیا اور تنخواہ بھی مع سابق و حال کے ۱۷ کرور دام مقرر
ہوکر عنایات دیگر بھی مبذول ہوئین اور بیدر کا نام ظفرآباد رکھا گیا اور معظم خان اور شاہ نواز خان اور مہابت خان
وغیرہ امراے متعینہ نے جنہون کی عرقریزیان اور کوششین بھی معرکہ مین ہوئین تہین عطاے خلعت اور اضافۂ منصب سے
سرفرازی پائی۔ چونکہ عادل شاہ وغیرہ سرکشون کو یقین ہوا کہ عنقریب اپنے اعمال زشت کا ثمرہ ملا چاہتا ہی بغیر اطاعت
اور فرمانبرداری کے کوئی تدبیر نہ معلوم ہوئی ابراہیم بیگ خان کو جو معتمدان اوس دولت مین تھا شاہزادہ اورنگ زیب کی

خدمت مین بجان ملتمس طلبگار ہوئے اور مقرر ہوا کہ ڈیڑھ کرور روپیہ مع نقد و جنس اور فیلان پُر شوکت و شان کے بطریق پیشکش ارسال کرین
اور قلعہ پرینده کو مع اوسکے لواحق اور دیگر قلعجات ملک کوکن اور دیگر محالات کے گماشتگان شاہی کے قبضۂ قدرت مین
چھوڑین اورنگ زیب نے جب یہ نوبت دیکھا یہ خبر حضور شاہجہان مین معروض کی پادشاہ نے اونکی عاجزی پر رحم فرما کر منجملہ پیشکش کے
پچاس لاکھ روپیہ معاف فرمایا اور شاہزادہ کو فرمان لکھا کہ قاضی نظاما کو واسطے وصول پیشکش کے روانہ کرکے خود مع لشکر
فیروزی اثر کے معاودت کرے اور معظم خان قلعجات کی ضبطی سے دلجمعی کرکے بعد واپس آنے اور وصول کرلانے پیشکش کے
مع پیشکش روانۂ حضور ہوے ہفتم ذی حجہ کو پادشاہ عارضۂ حبس البول مین اسیر ہوا حکمانے تشخیص کیا کہ مواد لوا اسیر ہے
رزق اللہ ولد مقرب خان نے فصد لی مگر کچھ برآمد مدعا نہوا آخر چند اشخاص کی رائے کے اتفاق سے جونک لگا کر خون نکالا اس سے بھی حبس
اور حرقت بول کی مدافعت نہوئی اور دیگر تبریدات پلائی گئین چند روز تک ضعف کا زور رہا آخر کار مقرب خان کی تجویز سے
شیر خشت نے کسیقدر فائدہ دکھلایا مبلغ ساڑھے سات لاکھ روپیہ زکات شاہجہان آباد کی معاف کرکے فرمان لکھا کہ
تمام ممالک محروسہ مین رسم زکات کی معاف ہو مبلغ پانچہزار روپیہ مع ایک زنجیر فیل اور ایک راس عراقی گھوڑے کے اہل
استحقاق کو تصدق ہوا قیدیون کو رہائی ملی اور پادشاہزادۂ داراشکوہ کا دہ ہزاری دہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ
اضافہ ہوکر پنجاہ ہزاری سے ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب ملا اور ایک کرور دام جو سابق و لاحق سے اکیس کرور دام
ہوئے تھے نوازش ہوا اور اورنگ زیب کی عرضداشت سے محمد اکبر کی ولادت واقع ۱۲ ذی حجہ دریافت حضور ہوئی انہین دنون مین
معظم خان نے داراشکوہ کی تحریک سے وزارت سے معزولی پائی اسکا سبب یہ تھا کہ یہ شخص اورنگ زیب کا متوسل تھا
اور معظم خان اور مہابت خان وغیرہ امرا کو طلب حضور کیا اور محمد امین خان باپ کی نیابت سے ممنوع اور دیوان تا مقرر ہونے
وزیر کے کار دیوانی پر مامور ہوا جب کہ پادشاہ مغلوب جلال شاہزادۂ داراشکوہ ولیعہدی سے مدار علیہ سلطنت ہوا اور بھائیون سے
اندیشہ مند رہتا تھا اکبر آباد کو اوسط ممالک محروسہ سمجھکر وہان اوٹھہ چلنے کی خدمت پدر مین اشتعال کی پادشاہ بپاس فرط
محبت جو کہ اوسکے ساتھہ تھی جسمین اوسکی تقویت سمجھی بموجب التماس ۸ محرم کو بسواری کشتی متوجہ اکبر آباد ہوا اور دانشمند خان
بخشیگری سے مستعفی ہوا تھا اوسکی جگہہ محمد امین خان ولد معظم خان عہدہ میر بخشیگری پر سرفراز ہوا ۸ صفر کو گھاٹ سامی
ہو نگار پور مقیم ہوا اسی مقام مین بیماری نے تنزل پکڑا بعد دو مہینے اور کسیقدر زیادہ کے نے مدد دوا طبیعت خود بخود درست
ہوگئی روز بروز اثر صحت زیادہ ہوتا تھا چونکہ یہ امر مقرر ہو چکا تھا کہ غرۂ ربیع الثانی تک جو کہ قلعہ مین داخل ہونے کی ساعت ہے
داراشکوہ کی منزل کا دمین رہے ۱۹ کو اوس مکان مین تشریف لایا حکیم مقرب خان کو دس ہزار روپیہ کے جواہر و طلا و نقرہ
عنایت فرمایا اور اس مہینے کے آخر مین اخبار دکن سے اشتہار ہوا کہ بعد سر انجام مہمات دکن کے شاہزادۂ اورنگ زیب معاودت کرکے
اورنگ آباد مین آپہونچا اور دل رس بانو بیگم شاہنواز خان کی لڑکی جو شاہزادہ کو منسوب تھی عالم بقا کو متوجہ ہوئی مہابت خان
وغیرہ امرائے متعینۂ دکن کے حضور مین پہونچکر مورد عنایات ہوئے شاہزادہ داراشکوہ اول خدمات کے عوض مین جو ہنگام بیماری

ظاہر ہوئین تھین جواہر آلات قیمتی ۱۳ لاکھ نوے ہزار روپیہ کے عنایت ہوئے اور اضافہ ہوکر منصب شصت ہزاری
سے ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز اور سابق ولاحق سے ۲۳ کرور دام جسکا مجموع سالیانہ دو کرور سات لاکھ پچاس ہزار
روپیہ ہوا اور علاوہ اسکے ایک کرور روپیہ نقد اور سو راس گھوڑے عطا ہوئے اور صوبہ بہار بھی تفویض ہوا اور جعفر خان
خدمت وزارت اعظم پر سرفراز ہوا ۱۵ جمادی الاولی کو مہابت خان کابل کی صوبہ داری پر سرفراز ہوکر رخصت ہوا
عرض ہوا کہ ۱۲ ربیع الاول کو عبد الحکیم سیالکوٹی رہگرائے آخرت ہوا جسوقت التماس ہوا کہ ہر چند وکیل شاہزادہ شجاع نے
مزاج والا کی صحت وری لکھتا ہے اوسے محمول بہ سازش سمجھکر اپنے بڑے بھائی کو لکھا اور اوسکو واقعی نہین سمجھا۔
اور بنگالہ سے مع لشکر گران کے بعزم اکبر آباد روانہ ہوا ہے۔ سلطان سلیمان شکوہ کو مع راجہ جی سنگہ اور بہادر خان اور دیگر
لشکر کے جو بیس ہزار سوار تھے دفع شورش کیلیے اوس طرفکو متعین فرمایا اور بروقت رخصت کے سلطان کو اضافہ سے ہزاری
اور راجہ جی سنگہ کو ہزاری ذات اور ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اضافہ کرکے منصب شش ہزاری پنجہزار سوار عطا فرماکر ایک لاکھ روپیہ انعام
رخصت کیا۔ حکم ہوا کہ اگر شجاع اپنی نافہمی سے اپنی جگہ کو نہ پلٹ جائے تو اوس سے لڑائی کرکے تادیب برواقعی کی جاوے
اور مہاراجہ جسونت سنگہ راٹھور کو ہزاری ذات کے اضافہ سے ہفت ہزاری اور ہفت ہزار سوار اور ایک لاکھ روپیہ انعام عطا
ہوا۔ اور ظاہر مین مالوہ کی صوبہ داری پر اور باطن مین اورنگزیب کی ممانعت کو مقرر فرمایا اور نیز دیگر امرا اور منصبداران کو بھی
کمک پر تعین فرمایا اور سید قاسم ملازم داراشکوہ اوسکی طرف سے قلعہ الہ آباد اور نیز وہان کی صوبہ داری پر مرخص ہوا غرہ ربیع الثانی
کو بادشاہ نے اپنے دولتخانہ قلعہ اکبر آباد مین نزول فرمایا جب دریافت ہوا کہ شاہزادہ مراد بخش نے مزاج مبارک شاہنشاہی کی
بیماری سنکر سکہ وخطبہ اپنے نام کا جاری کیا ہے اور سید علی نقی خان دیوان بادشاہی گجرات کو جو وہان کے مفسدون کی
سرکوبی پر مامور تھا بدون تحقیق جرم اپنے ہاتھ سے مار ڈالا اور خزانہ شاہی اور بیگم صاحبہ کے مال ومتاع مین دست درازی کی
اور رعایا اور سوداگرون کے مال ومتاع مین طمع کی ہے اوسکے تغیر مین قاسم خان میر آتش کو احمد آباد کی صوبہ داری پر رخصت کیا
باقی احوال اس سال کا اور ایام زندگانی شاہجہان بادشاہ کا شاہزادہ اورنگزیب عالمگیر کے وقایع مین آگہی دیا جاوے گا۔

تفصیل اولاد شاہجہان بادشاہ

چار لڑکے تین لڑکیان نواب ممتاز محل دختر یمین الدولہ آصف خان کے بطن سے تھین اور یہ تینون آغاز شاہزادگی سے انجام
سلطنت پدر تک زندہ رہین۔ اول شاہزادہ داراشکوہ اسکی ولادت ۱۰۲۴ سنہ ہجری مین واقع ہوئی اسکے چار لڑکے بطن صبیہ سلطان
پرویز سے سلیمان شکوہ سپہر شکوہ جانی بیگم اور دوسری لڑکی کا نام نامعلوم ہے دوم شاہزادہ شجاع اسکی پیدایش ۱۰۲۵ سنہ ہجری
مین اسکے پانچ لڑکے زین الدین بلند اختر زین العابدین دل پسند بانو بیگم گلرخ بانو بیگم خردمند بانو بیگم خیر النسا بیگم جنید بیگم سے
سوم شاہزادہ اورنگزیب اسکی پندرہوین ذیقعدہ ۱۰۲۷ سنہ یکشنبہ کی رات کو ولادت ہوئی آفتاب عالمتاب ولادت کی تاریخ ہے
اسکی اولاد کے نام آخر احوال مین درج ہون گے چہارم مراد بخش اسکی ولادت ۱۰۳۲ سنہ مین واقع ہوئی فرزند اسکے ایزد بخش و بست دار

بانو بیگم آسایش بانو بیگم ہمراز بانو بیگم شاہجہان کی لڑکیان اول نواب علیۃ العالیہ جہان آرا بیگم مشہور بیگم صاحب اسکا تولد ماہ صفر ۱۰۲۲ سنہ مین ہوا نہایت عزیز پدر تھی اور کل لڑکون سے معزز اور مکرم اور ساٹھ لاکھ روپیہ سالیانہ اوسکے مصارف کے واسطے مقرر تھا یہ عورت نہایت جواد اور فیاض تھی دوم نواب روشن آرا بیگم جسکی ولادت ۱۰۲۶ سنہ ہجری مین ہوئی سوم نواب گوہر آرا بیگم جسکی ولادت ۱۰۴۰ سنہ ہجری مین ہوئی نواب پرہیز بانو بیگم قندہاری محل صبیہ مرزا مظفر حسین صفوی کے بطن سے ۱۰۲۰ سنہ ہجری مین پیدا ہوئی اور محل نو سے جو شاہنواز خان کی لڑکی اور شاہنواز خان ابن عبد الرحیم خانخانان تھا کوئی لڑکا زندہ نرہا

بعض عجائبات عہد عالمگیری اور شاہجہان کا بیان

ملا خواجہ مرید میان مہر مرشد ملا شاہ بدخشی کا تھا اوسکا مولد بہار اور لاہور مین نشو و نما ہوا تھا نہایت وارستہ مزاجی سے گذرانتا تھا۔ اور کمال نے نصیبی اور نے تعینی مین زندگی کرتا تھا خواجہ بختاور خان عالمگیری مولف تاریخ مرأت العالم جو خواجہ سرایان بادشاہی مین جملہ مقربین سے مشہور تھا اپنی کتاب مین لکھتا ہی کہ خواجہ دربار خان ناظر جو شاہجہان کے عہد مین نظارت کی خدمت رکھتا تھا مجھسے نقل کرتا تھا کہ لاہور مین ایک مرتبہ شاہجہان دارا شکوہ کے مکان مین گیا وہان سے مجھسے ارشاد فرمایا کہ واپسی کے وقت ملا کو دیکھکر دولتخانہ جا دینگے پس تو پیشتر چلکے خبر لے الغرض بندہ گوشہ شکستہ ملا مین جا پہونچا کیا سنتا ہون کہ وہ بھی کہین باہر قدم رنجہ کر گیا ہی چند گھڑی توقف کیا کہ بادشاہ کی سواری نمودار ہوئی مینے عرض حال کیا بادشاہ نے فرمایا کہ تو یہان حاضر رہ جب ملا آوے ہمارا اسلام کہکر یہ مصرعہ پڑھنا ؎ طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت جب ملا نے آکر یہ مصرعہ سنا در جواب کہا کہ حضرت نے غریب نوازی فرمائی لیکن مینے عمداً بنظر تکلیف حضرت کے کنارہ پکڑا تھا اور عام کے ہاتھہ سے میری داڑھی سلامت رہی باقی کل جواب دونگا دوسرے روز ملا نے تنہا پیادہ جا کر زیر حرف کہ لوس زمانے مین واقع دربار عام لقب کیا تھا جا ٹھہرا اوسوقت بندہ نے پہچانا بادشاہ سے جا عرض کیا بادشاہ خوشنود ہوکر جلد دربار عام سے اوٹھکر ملا کے پاس آیا خلوت مین باہم صحبت ہمدیگر ہوئی۔ اور نیز لکھتا ہی کہ سعد اللہ خان اس وزیر فی ہنگے وقت ملا کی خدمت مین کسب علوم کو آمد و رفت رکھتا تھا ایک روز ملا کی زبان پر گذرا کہ بادشاہ ہند کے وزیر کو طلب کرو حاضرین متعجب ہوئے کہ کسے کہتا ہی ملا نے کہا سعد اللہ کو کہتا ہون آخر کار شاہجہان کا وزیر ہوا اور نیز لکھتا ہی کہ ثقات سے سنا گیا کہ ایک روز فقیران حقیقت کیش کا ہجوم بیٹھا ہوا تھا مسئلہ وحدت وجود کا ذکر ہوا ہر ایک نے حسب لیاقت بیان کیا درمیان مین ملا خواجہ خاموش تھا ناگہان اوٹھکر الاؤ مین کہ وہان پر سلگ رہی تھی جا بیٹھا اور تھوڑے توقف کے بعد باہر آکر کہا کہ اوسکا جواب یہ ہی جب لوگون نے خوب غور کیا کپڑے تک نہ جھلسے تھی عالمگیر کے اوایل جلوس مین ۱۰۶۹ سنہ ہجری مطابق اول جلوس کے ملا سے مرحوم ایک روز باغ فیض بخش کی سیر کو لاہور گیا تھا وہان پر دو تین مرتبہ کہا مجھے طلب کرتے نہین اور اوسی وقت جان بحق ہوا اور بموجب اوسکی اجازت کے اوسکے مرشد کی قبر کے پاس مدفون کیا۔ ملا شاہ بدخشی بھی میان شاہ میر کے مریدون مین ہی بحسب ارادت گویا ملا خواجہ کا بھائی ہی دونو ایک ہی مرشد کے مرید مین

رباعی انکی خالی کیفیت سے نہین یہ عزیز بھی مرجع مردم تھا لکھتے ہین دارا شکوہ کا پیر و مرشد تھا **رباعی** اے بندۂ پای
قفل بر دل ہشدار ٭ وے دوختہ چشم پارہ دہ گل ہشدار ٭ عزم سفر مشرق و رود در مغرب ٭ اے راہ رو پشت بمنزل ہشدار

حکایت قاضی ابراہیم تہتی جو اپنے عہد کے فاضلون مین تھا - بختاور خان نقل کرتا ہی کہ ایکروز قاضی مجھسے حکایت کرتا تھا کہ بندہ شیخ میرک کے مکان مین گیا جب وہ اواخر عمر مین عہد عالمگیری مین کل کی صدارت رکھتا تھا - مجلس علما سے لبریز تھی ناگاہ ایک شخص بلباس حقیر خفیف در بر و عمامہ ابتر بر سر وارد ہوا شیخ میرک نے بڑا سا احترام و اکرام کیا جب وہ گھڑی بھر کے بعد مرخص ہوا - تب بھی عزت و تکریم کی - حضار محفل نے میرک کا مبالغہ اوسکے احترام مین دیکھکر اوس سے استفسار کیا جواب پایا کہ یہ عزیز غرایب علوم مین دستگاہ رکھتا ہی اور جنات اسکے مسخر ہین - بندہ اس کلام سے جلد اوٹھا اور اوسکے اشتیاق مین روانہ ہوکر راستہ مین ملاقات کی اور بامید مشاہدۂ عجائبات کے بہت سی عجز اور عاجزی کی اوسنے اپنا قیامگاہ بتلا کر کہا کہ اگر قدم رنجہ ہو فیض عالی سے محبت ہوگی خیر مین چار روز کے بعد اوسکے گھر گیا میری خبر پاکر کوٹھے سے اوترکر نہایت دلگرمی سے ملاقات کی اور کہا کہ کوئی کام ضروری ہی آپ کوٹھے مین بیٹھیے ابھی حاضر ہوتا ہون بندہ جب چند زینہ چڑھا دیکھا کہ ایک گروہ عمایم کا بیٹھا ہی اور صحبت مذاکرہ ہی خیر میری تعظیم کو استقبال کرکے صدر مجلس مین لیجا کر بٹھایا اونمین سے دو تین آدمی ہاتھون مین کتاب لیے تھے ایک نے اونمین سے کتاب مطول کھولی اتفاقاً اوس تین روز کے عرصہ مین جو طالب علم مجھسے سبق لیتے تھے ملا سعد الدین سے بحث و اعتراض قوی کرتے تھے اوس شخص نے وہی مقام نکال کر وہی بحث کرنا شروع کی دوسرے نے جواب دیا آخر مقدمہ طول کو پہونچا بندہ حسب موقع کلام کرتا تھا اور ہر علم سے نکات اور تحقیقات نادر اوس گروہ سے ظاہر ہوئے قریب پہر کے گذرا کہ صاحب خانہ ظاہر ہوا اور کل لوگ تعظیماً اوٹھے اور بندہ بکمال انکسار سے سب سے زیادہ استقبال کو دوڑا اوسنے عذرخواہی کرکے کہا کہ بہت تصدیعہ ہوا میرا انتظار کیا بندہ نے کہا کہ بزرگان جلسہ کی صحبت سے فیضیاب ہوا اوسنے کہا کون بزرگ تھے فدوی نے لوٹ کر دکھلانا چاہا کسیکو نپایا واہمہ اسقدر مستولی ہوا کہ میرا بدن تھرا اوٹھا تب ہنسکر مجھے آغوش مین کھینچ لیا اور تھوڑا پانی منگایا اور کچھہ پڑھکر میرے سر اور مونہہ پر چھڑکا اور وسوسون سے نجات ملی

حکایت وہی قاضی بختاور خان حکایت کرتا تھا کہ جس زمانے مین سلطان سلیمان شکوہ نبیرۂ شاہجہان کے تعلیم مین مامور تھا ایکروز شیخ ناظر جو اعجوبۂ زمان تھا مکتب مین آیا بندہ نے سلطان کو اشارہ کیا کہ شیخ سے کچھہ چیز طلب کرو سلطان نے نیازمندی سے تبرک طلب فرمایا شیخ نے متبسم ہوکر فرش کے نیچے ہاتھہ لیجا چند کنکری نکالین اور اپنے دونو ہاتھہ پر رکھکر چند مرتبہ گھومایا جب ہاتھہ کھولا بعض دانۂ عقیق خوشرنگ اور بعض لعل گران بہا بعضے لالے گران قیمت بعض مرجان تھے اور اپنی داڑھی کے بالون سے اون دانون کو چھیدکر سلطان کو حوالہ کیا اور باب حیرت تماشائیون پر کھولا

حکایت شاہجہان کے نوین جلوس کو جبکہ بادشاہ دولت آباد سے اکبرآباد کو عازم ہوا تھا معتمد خان محرر تاریخ اقبال نامہ جہانگیری نے جو اس عہد مین بخشی تھا اوسنے ایک نو برس کی لڑکی مع ایک لڑکے کے پادشاہ کی نذر سے گذرانکر عرض کیا کہ یہ عورت اعجوبہ ہی ڈھائی برس کے سن مین چھاتیان نکلین

اور سات برس کی عمر مین بلا مقاربت مرد کے حاملہ ہوئی اور آٹھوین برس یہ لڑکا پیدا ہوا۔ حاضرین مستغرق دریاے حیرت ہو کر قدرت الٰہی کے بدائع آفرینش کے مُقر ہوئے **حکایت** دوسرے سن جلوس شاہجہان مین عرض کیا گیا کہ موضع املایین عملہ پرگنہ گوالیار مین کسی مزرعہ مین ایک شخص طویل القامت کشتہ پڑا ہی اور سر اوسکا کاٹ کر لیگئے بادشاہ نے کسی معتمد کو بھیجا بعد معاینہ اوسنے لوٹ کر عرض کیا کہ قد کا طول ساڑھے تین گز بادشاہی اور عرض ڈیڑھ گز کا ہی کھیت مین پڑا ہی اور تین سر جس مزرعہ مین وہ لاشہ پڑا ہی ایک بیگہ تک زمین ایسی پست و بلند ہوئی ہی کہ گویا دو ہاتھی برابر لڑے ہین **حکایت** ایک سید پریشان حال کثیر العیال بانیت کے رہنے والے نے کسی موضع مین گوشہ گزینی کی کنج قناعت مین بسر کرتا تھا مع عیال اور اطفال کے نہایت عسرت مین تھا اتفاقاً اول ہفتہ محرم مین ایسا اتفاق ہوا کہ چار روز تک بجز غم کھانے کے کچھ میسر نہ آیا عاشور کے روز جد بزرگوار کے ماتم اور تلاوت قرآن مین مشغول تھا لڑکے اوسکے فرط بیتابی سے روبرو آئے اور رونے لگے اور مانند نور نظر کے بخود پیچیدہ ہو کر اوسکے پہلو مین غلطان ہوئے ناگاہ دیکھا کہ باپ کی زیر چادر سے دہوان اوٹھا اور کھانے کی خوشبو آتی ہی باپ کو آگاہ کر کے پوچھا سید نے بعد آگہی جب دیکھا کہ چار طبق پلاو گرم کے کہ مطبخ ازدی سے آئے ہین بائے شکر نعمت خداوندی بجا لا کر سب کے حصہ لگائے اور خود بھی کھایا اوس روز سے یہ دستور ہوا کہ ساڑھے پانچ سیر چاول اور پانچ سیر گندم عالم بالا سے اوسکی مکان مین برستے تھے اب اوقات فراغ بالی سے گذرنے لگی جملۃ الملک جعفر خان وزیر نے یہ ماجرا اورنگ زیب کے حضور مین عرض کیا حکم ہوا کہ محمد اسحق چیلہ وہان جاکر اور اپنی آنکھون سے یہ ماجرا دیکھکر عرض کرے بموجب حکم اوسنے احوال دیکھکر عرض کیا عالمگیر نے کسیقدر وظیفہ سید کا مقرر کردیا معاً اس وظیفہ مقرر ہونے کے قوت غیبی کی آمد جاتی رہی ✣

سبحانک اللہم تحکم باتشاء وتفعل ماترید

عالمگیر اورنگ زیب کا دکھن سے کوچ کرنا

جب شاہجہان کی شدت کوفت اور بیماری کی حالت مین بے اختیاری اور داراشکوہ کی امور سلطنت مین سربراہی کی خبر اورنگ زیب کو دریافت ہوئی اپنے ٹھہرنے مین مصلحت نہ دیکھی عزم ملازمت پدر کا اشتہار دیکر خطہ اورنگ آباد سے جو اوسکا آباد کیا ہوا اور اوسکا مرکز دولت تھا روانہ ہوا اور اپنے چھوٹے بھائی مراد بخش کو ہمراہ لیجانے اور باپ کی خدمت مین عفو تقصیر کرانے کے بہانہ سے طلب کر کے با خود متفق اور ہر طرح سے اوسکو مطمئن کر کے اپنا رفیق بنایا چونکہ یہ امر معلوم تھا کہ بڑی فوجین بادشاہی مہاراجہ جسونت اور قاسم خان کی سپہ سالاری مین واقع اوجین جدہر سے اپنا عبور ہوگا سد راہ ہین حرم بادشاہانہ یون مقتضی ہوا کہ ایک لشکر لائق اس عزیمت کے ملازم رکاب رہے ہین۔ اور داراشکوہ نے بمقتضاے اوس خوف کے جو اورنگ زیب کی طرف سے رکھتا تھا امرائے ملکی دکن واسطے مہم بیجاپور کے معین کر اوسکی رکاب کے ملازم تھے احکام بادشاہی ہر ایک کے نام بھیجکر جیسا کہ مذکور ہوا ہر ایک کو

اپنے روبرو بلایا اور امرا نے مین یورش مین کہ فتح بیجاپور کی نزدیک آپہونچی تھی برخاست ہوکر حضور کو چلے گئے اور عظمائے
امرائے ملکی مین سے سوائے معظم خان اور شاہنواز خان اور نجابت خان کے کوئی دکن مین نرہا بضرورت اجتماع لشکر مین متوجہ ہوکر
تھوڑی مدت مین سرداران شجاعت پیشہ خرداندیشہ اور سپاہ جرار عزت شعار جسقدر چاہیے تھا اور ممکن تھا فراہم کیا
اور لشکر نمایان اور توپخانہ شایان ترتیب دیا۔ اور سرداران سپاہ ظفرطراز اور سپہ سالاران جان نثار کو مناصب عالی
اور خطاب شایستہ اور انواع مراحم سے سرفراز فرمایا اور ملازمان بادشاہی سے جنسے ساتھہ زیادہ بھی عنایات خسروانہ سے ممتاز کیا
اور اپنے بڑے لڑکے سلطان محمد کو مع نجابت خان اور فوج منصورہ کے اپنے لشکر کا مقدمۃ الجیش بنایا غرہ جمادی الاول
سنہ ہجری کو برسم منقلا پیشتر سے برہان پور کو روانہ کیا اور اوسکے ہمراہیون کو بعنایت طوغ و علم و نقارہ وغیرہ عنایات کے
سرفراز فرمایا اور سلطان معظم کو دکن کی صوبداری پر مقرر کیا اور سلطان اکبر برادر خرد سلطان اعظم کو جو ابھی تازہ پیدا ہوا تھا
مع بیگمات کے قلعہ دولت آباد مین چھوڑا اور ایک تحریر بنام مراد بخش بدین مضمون لکھی کہ گجرات سے مالوہ کی طرف ...
اور محمد اعظم شاہزادہ کو ہمراہ لیا روز جمعہ بارہوین جمادی الاول کو اورنگ آباد سے برہان پور کی تمضت کی اور پچیسوین ماہ مذکور کو
وہان پہونچا۔ اور محمد طاہر صوبدار خاندیس نے مع ایک گروہ ملازمان بادشاہی کے جو برہان پور مین تھا ہمراہ ... سلطان محمد موکر
اور اوسکے سعادت پابوس کیا ایک مہینے وہان پر گذران کیا اسی حال مین عیسے بیگ وکیل نے جو ... سے ... متعین ہوا تھا
دولت پابوس سے مشرف ہوکر احوال دربار اظہار کیا کہ روز بروز اقتدار داراشکوہ کا افزایش پر ہے اور بادشاہ کی نے اختیار
ہیں اور مہاراجہ جسونت سنگہ بھی بمقتضائے عقاید ہنود کے داراشکوہ کا بہبود چاہتا ہے اور ... میں ...
رکھتا ہے اس حال سے اورنگ زیب اور بھی دونا عزم ہوا دوشنبہ کے روز ۲۵ جمادی الآخر کو برہان پور سے اکبر آباد کو نہضت فرمائی
اس کوچ مین بھی ہر ایک ملازم کے حال پر لطف و مدارا فرمایا گیا چونکہ شاہنواز خان صفوی باقتضائے تدبیر بے تدبیری سے
ہمراہی سے حیلہ حوالہ کرکے برہان پور مین دفع الوقتی کرتا تھا شاہزادہ سلطان محمد کو شیخ میر کی ہمراہی مین برہان پور بھیجا اور
انھون نے اوسے قید کرکے بلدہ مذکور کے قلعہ مین محبوس فرمایا۔ اور خود کوچ کرکے دریائے نربدا کے کنارے آپہونچا دوسری
ماہ مذکور کو اکبر پور کے گذر سے دریائے نربدا پایاب اوترکر منزل کی اور بعدہ پے در پے کوچ کرکے دیالپور میں پہونچا۔ ۲۱ کو دیالپور
سے کوچ کیا تھا کہ شاہزادہ مراد بخش گجرات سے روانہ ہوکر آملا وہان سے موضع دہرمات پور مین جو کہ اوجین سے سات کوس پر
واقع ہے آور جہان پر راجہ جسونت اور قاسم خان وغیرہ لشکر شاہی اوجین سے نکلکر بقصد جنگ و جدال مقیم تھے اور نہضت مراد بخش کی
خبر لگا رہے تھے عالمگیر نے ایسی دانائی سے تدبیر کی تھی کہ انکے پہونچنے کی خبر اون لوگون کو نہ پہونچی اور مراد بخش کے اوٹھنے کی کہ جو
راہ سے لوٹا تھا سنکر اسکا سبب کچھ نسمجھا اور نہ عالمگیر سے آملنے کی کچھ کیفیت پائی اسی وقت مین بذریعہ خط راجہ شیورام کے
جو ماندو مین تھا اونہین معلوم ہوا کہ لشکر عالمگیری نربدا سے پار اوترآیا اور ایک گروہ ملازمان داراشکوہ کا جو قلعہ ماندو مین تھا
عالمگیری فوج سے گھبرا کر مہاراجہ سے جاملا جب قرب لشکر عالمگیر کے خبر پہونچی اوسنے ادھر کو کوچ کیا اور دہرمات پور کے متصل

ایک کوس کے فاصلہ پر آٹھرا چونکہ عالمگیر نہایت عقلمند تھا بنا بر اتمام حجت اور توقف گذرنے کے پانچ چھہ روز یہان کے آنے سے پیشتر کبرای برہمن کو راجہ جسونت کے پاس بھیجا اور نصیحت کی کہ لڑائی سے درگذر کرے کیونکہ مجھے کچھہ ارادہ جنگ کا نہین ہے فقط باپ کی عیادت کو آیا ہون بہتر یہ ہے کہ حاضر ملازمت ہو یا کہ راہ چتور سے جودہ پور اپنے وطن کو چلا جائے ورنہ اس خودسری کا مزا مصیبت کے بن کھلائیگا وہان تو دماغ مین غرور کی ہوا چھا رہی تھی راجپوتونکے گھمنڈ پر لڑنے کو آمادہ ہوا کب رائے نے واپس آنکر اظہار حال کیا عالمگیر نے لڑائی کا بندوبست فرمایا اور وہ دن حزم و احتیاط مین گذرا

ذکر محاربہ اورنگزیب کا راجہ جسونت سے اور فتح پانا

روز بست و دوم رجب سنہ ہجری کو بوقت صبح بقصد مدافعت جیش عناد اور جہاد کے فوج کی آراستگی اور فیلان کوہ پیکر خصم افگن کی طیاری اور توپخانہ دشمن سوز کے پیشتر لیجانے کو حکم دیا اور دل عنایت خدا پر رکھکر کوس جنگ کے بجانے اور لڑائی رزم کی بڑھانے کو ارشاد فرمایا اور خود بدولت نے فیل کوہ پیکر پر سوار ہوکر بساط کارزار کی طرف رخ فرمایا فوج ہراول شاہزادہ کامگار محمد سلطان اور نجابت خان کے زیر حکم ہوئی شجاعت خان ولد خان مذکور اور سید مظفر خان بارہہ وغیرہ سرداران انکے ساتھہ معین ہوئے۔ ذوالفقار خان نے جو جان نثاران قدیمی مین تھا مع چند ارباب توپخانہ اور بہادران دیگر کے شاہزادہ کی ہراولی پر نیزہ بلند کیا توپخانہ کا اہتمام مرشد قلیخان کی شجاعت اور کاردانی اور کوشش اور جانفشانی پر مقرر ہوا۔ اور مراد بخش مع اپنی سپاہ اور حشم کے برانغار پر رہا اور جرانغار کی سرداری شاہزادہ محمد اعظم کو ملی ملتفت خان اور ہمت خان اور کارطلب خان اور سپہدار خان وغیرہ امرا اور بہادران جانفشان کو مبارزت مین اوسکے ہمراہ تعینات فرمایا۔ اور التمش کی سرداری مرتضیٰ خان کو تفویض ہوئی اور سید بہادر اور حمید الدین اور ملازمان چوکی خاص کے اوس سے متعلق ہوئے اور زبدۂ فدویان اخلاص منش شیخ میر جسکا جوہر ہمیشہ گوہر تدبیر سے آراستگی رکھتا تھا مع سید میر اوسکے برادر اور دیگر دلاوران شجاع کے جانب یمین لشکر ٹھہرا اور صف شکنخان مع ایک گروہ توپخانہ اور دیگر فدویان کے جانب چپ مقرر ہوا اور لشکر کی قراولی خواجہ عبد اللہ اور دوست بیگ اوسکے بھائی اور نیز دیگر کار آزمودہ اور قراولان سرکار کے ذمہ ہوئی اور خود بدولت قلب لشکر مین مع بندہاے خاص باستثناء اصالت خان و مخلص خان و تہور خان و قلیچ خان وغیرہ مخلصان کے جاگزین ہوئے جب راجہ جسونت نے خبر اہتزاز لشکر منصور کی پائی اور صدمہ سطوت عالمگیری نے اوسکی صبر و ثبات کی بنا مین تزلزل ڈالنا چاہا کہ اپنے اورنگ کی دستگیری سے وقوع الوقتی سے اور جنگ مین تعویق کرے اس خیال خام سے اپنا دل بکمال مجذوبیت کی سمجھکر پیغام دیا کہ مجھے رزم پیکار کا دعوی اور سرکار سے یارای رزم و مقابلہ نہین ہے اور اس بندہ عقیدت آئین پر بخشایش ہوکر فسخ عزیمت فرمائی جاوے بشرف آستانہ بوسی فائز ہو عالمگیر اورنگزیب نے اوسکی حیلہ گری کو پہونچکر جواب دیا کہ چونکہ حالا سوار ہوئے ہین توقف کی صورت نہین ہے اگر اوسکی گفتار فروغ صداقت رکھتی ہو چاہیے کہ اپنے لشکر سے جدا ہوکر تنہا نجابت خان کے روبرو آوے اور خان مذکور اوسکو سلطان محمد کی خدمت مین لاوے اور شاہزادہ حضور مین لائے اور استعفاے جرایم کرائے چونکہ محض حیلہ تھا کچھہ اثر اس التماس کا ظاہر نہوا۔

اور آمادۂ جنگ اور طالب نبرد ہوا میراتی قاسم خان کو سردار ہراول بنایا۔ اور چند روسا راجپوتیہ کو مانند مکند سنگہ ہاڈا و
سجان سنگہ بندیلہ و امر سنگہ چندراوت و رتن سنگہ راٹہور و ارجن گور و دیال داس جہالا وغیرہ راجپوتان عمدہ جلادت شعار
اور خوشحال بیگ کاشغری اور سلطان محمد اصالت خان وغیرہ ملازمان معتبر بادشاہی کو اوس فوج مین تعین کر کے بہادر
بخشی لشکر کو جو توپخانہ کا بہی داروغہ تہا توپخانۂ بادشاہی کے اہتمام مین اور جانی بیگ داماد قاسم خان وغیرہ گروہ کو صف
لشکرکشی پیچ و ر کہا۔ اور مخلص خان اور محمد بیگ اور یادگار بیگ کو جو بہادران نامی تورانی تہے قراولی پر مقرر کیا اور مہیش داس
اور گوردہن راٹہور کو مع دیگر جماعت کاردیدہ اور راجپوتان جلادت شعار کے التمش مین مقرر کیا۔ اور خود مع راجپوتان
تہور کیش اپنے کے جو دو ہزار سے زیادہ تہے اور چند راجپوتان بادشاہی سے مانند بہیم اور راجہ بٹہلداس گور وغیرہ کے قول مین
ٹہرا اور راجہ رای سنگہ سیسودیہ مع دیگر گروہ راجپوتہ مقوم کے قول کے میمنہ مین اور افتخار خان مع سید شمشیر خان
بارہہ اور سید سالار بارہہ اور یادگار مودا در محمد مقیم وغیرہ ایک گروہ منصبداران کے میسرہ مین جاگزین ہوا اور راجہ دیبی سنگہ
بندیلہ اور بابوجی اور رہر سوجی کو محافظت اردو مین جو رزمگاہ سے نزدیک تہا چہوڑا۔ اور آغاز جنگ بان توپ اور بندوق
سے عمل مین آیا رفتہ رفتہ آتش کارزار نے اشتعال پکڑا کشش اور کوشش نے بالائی پکڑی۔ محمد اورنگ زیب کے
افیال کو آراستہ اور حلقہ باندہے ہوئے موافق قانون رزم آزمائی کے آہستہ آہستہ آگے کو آتا تہا اور تیر و بندوق
و بان کی ضرب سے عمر مخالفان مین رخنہ اندازی کرتا تہا اسی اثنا مین لشکر کے ہراول سے مہاراجہ
جسونت سنگہ راجہ مکند سنگہ ہاڈا اور رتن سنگہ راٹہور اور دیالداس جہالا اور ارجن سنگہ وغیرہ سردار مع سپاہ
نہایت شجاعت سے جان سے ہاتہہ اوٹہا کر جلوریز ہوئے اور ہراول اورنگ زیب کے توپخانہ پر آگرے مرشد قلیخان اور
ذو الفقار خان باوجودیکہ کثرت راجپوتیہ کی برابر تہی مگر غیرت کے دامن مین ہاتہہ مار کر ثابت قدم رہے بعد
گیرودار بسیار اور سعی و تلاش بیشمار کے کہ اعلی مرتبہ سپاہگری کا ہی مرشد قلیخان نے مردانہ جان نچہاور کی اور ذو الفقار خان
بموجب ناموس طلبان ہند کے کہ بر وقت تنگی پیادہ ہو کر موت کو آمادہ ہوتے مین گہوڑے سے اوتر کر چند نفر کے ساتہہ
میدان وغا مین قدم جمایا اور شجاعت اور دلیری کی داد دیکر اوس معرکہ مرد آزما مین گوے شجاعت اور استقلال کا
اقران و امثال سے لیگیا اگرچہ گہلے جراحت شاخسار شجاعت سے حاصل ہوئے لیکن حفظ الہی سے کار بہلاکت نہ پہونچا پایا
راجپوتون کو بمعاینہ اس غلبہ اور خیرگی کے نخوت اور خیرگی زیادہ ہوئی اوس ہیئت مجموعی سے توپخانہ اورنگ زیب سے گذر کر
ہراول پر دوڑے اور دوسرا گروہ اوس گروہ جہالت منش کے ہراول سے اور ایک گروہ قول دانش سے اپنے بیشتر وغیرہ کی
کمک اور امداد پر حملہ لایا اور بڑی لڑائی ظاہر ہوئی سلطان محمد و نجابت خان اور تمام بہادران ہراول مانند کوہ کے اوس
گروہ کے سیلاب کی جگہ سے نہ ہلکر مستحکم برقرار رہے اور بازوے ہمت کی دستیاری اور نیروے جرأت سے دشمن کے
مقابلے پر موافقت کی اگرچہ غنیم کثرت اور انبوہ مین چار چند تہا مگر ادہر کی افواج کو فرط استقلال اور تائید اقبال سے او مقدر

دل مضبوط تھا کہ یہ تمام ملا شدہ حام بہادرون کی نظر مین ہیچ تھا اور ناوک جانستان ان لوگون کے ہاتھ سے مانند تیر قضا
کے بیخطا شست سے روان ہوتا تھا۔ اور گرز گران دشمنون کے کاسۂ سر کو توڑتا تھا ۔ شعر ۔ تیر ہا سوے ہند وروان شد
ہمہ صندل جبہہ کردے نشان وگر درکفی تیغ درکار بود خورد بر ہمان جا کہ زنار بود ۔ اس کشمکش مین کہ نایرۂ جنگ اشتعال مین تھا شیخ میر نے مع جملہ
دلاوران میمنہ دست راست کے اوسی گروہ پر حملہ کیا اور مرتضی خان بھی مع دلیران التمش کے پہونچکر مصدر ترددات نمایان ہوا
اور اسیطرح صف شکنخان مع بہادران طرف دست چپ کے مخالفین پر حملہ آور ہوا ۔ اور مردانہ کوششین کین اسوقت مین
محمد اورنگ زیب نے جب احوال جنگ اور ہجوم دشمن اور انکی چیرہ دستی ملاحظہ فرمائی عرق حشمت بادشاہی متحرک ہوا جوہر
شجاعت ذاتی کو کار فرما کر مع ملازمان رکاب نصرت قدم کے متوجہ کمک اور امداد بہادران جانباز کے ہوا ۔ مبارزان دلاور
اور گرز آوران بہادر کو جو عرصۂ کارزار مین دشمنون سے سرگرم گیر ودار تھے اپنی اعانت اور امداد سے قوت بخشی اور ایسا
نزدیک پہونچا کہ قول خاص ہراول سے ملگیا ۔ آثار اقبال کے مشاہدہ سے ملازمین کا دل قوی ہوا اور اعدا کی پشت ہمت ٹوٹی
اور دست جرأت بیکار ہوا ۔ ملازمان جانباز نے بازوے دلیری دراز کیا دشمنون پر لوٹ پڑے اور دشمنون کے خون کو خاک
مین برابر کردیا بقیۃ السیف نے ٹھہرنے کی تاب نہ لاکر فرار اختیار کیا اسی سیدان رستخیز اور معرکہ ستیز مین لاشون کے انبار ہوگئے
جو انکے تلوار کے گھاٹ اوترے اور انکی مٹی اوسی سرزمین کی خمیر ہوئی ۔ اس لڑائی مین مکند سنگہ ہاڈا اور سجان سیسودیہ اور
رتن سنگہ راٹھور اور ارجن گرد اور دیال داس جہالا اور موہن سنگہ ہاڈا وغیرہ جو سرداران عمدۂ مخالفین کے تھے کام آئے اور راجہ
راے سنگہ سیسودیہ قول مخالف سے اور راجہ سجان سنگہ بندیلہ اور امر سنگہ چندراوت ہراول غنیم سے [illegible] فیل وطبل اور اپنے
حشم وخدم کے عین معرکہ سے عالمگیری غلبہ دیکھکر اپنی راہ سدہارے مرادبخش نے برانغار سے راجہ جسونت سنگہ کی
طرف دوڑکر راجہ کے قول سے بھڑا جیسا کہ چاہیے داد شجاعت دی افتخار خان وغیرہ ملازمان بادشاہی جو راجہ کے میسرہ مین
تھے مرادبخش سے مقابل ہوئے ادہر کی زد وخورد سے ایسی سرکوبی ہوئی کہ سیدھی راہ صحراے عدم کی راہ تاکی اسکی اس
جرأت سے راجہ نہایت مضطرب ہوا ۔ برخلاف ذات راجہ بزرگ اور راجپوتون کے بھاگ نکلا اور شرم وعار چھوڑکر زخم خوردہ
معدودون کے ساتھ وطن کی راہ لی قاسم خان وغیرہ امراے بادشاہی جو اوسکی لڑائی مین تھے تباہی مین پھنسے اور بنا کا
تھکے اور مرادبخش راجہ جسونت کے داہنے طرف سے پیشتر جاکر راجہ کی بنگاہ پر پہونچا اور افواج راجہ جو بنگاہ حفاظت پر مامور تھی
مانوجی اور ہر رام کا دل چھوٹا ہوگیا بھاگنے کی عزیمت کی راجہ بنی سنگہ نے دوربینی کرکے اپنی ناک رکھلی مرادبخش کے حضور مین
عفو خواہ ہوا کل توپخانہ اور فیلخانہ اور خزانہ مخالف کا اورنگ زیب کے ہاتھ لگا اور بنگاہ دشمن کی لوٹ لیگئے اور مہاراجہ جسونت
شکست فاش کھاکر اپنے گھر کی سرحد کو پہونچا اور عالمگیر نے فوج کو تعاقب سے باز رکھا حکم دیا کہ مقتولون کا شمار ہو معلوم ہوا کہ
مخالفون کے چھ ہزار آدمی مارے گئے اور سرداران نامی اوس گروہ کے کام آئے اور ادھر سے سواے مرشد قلیخان کے خیر ہوئی اور ہوا کے
ذوالفقار خان اور سکندر روہیلہ اور شیخ عبد العزیز اور رگھناتھ سنگہ راٹھور کے کسیکے زخم تک نہین لگا البتہ شیخ عبد العزیز نے

بکثرت تردد مین اکثر رنج اٹھائے آخرکار زخم کو اندمال ہوا عیش فراموش نوشانوش کا جوش ہوا القصہ بعد فتح سجدۂ شکر ادا کیا
شادیانہ بجے خوشیان منائی گئین اوسی جگہہ خیمہ استادہ کر کے نماز ظہر ادا کی اور دوگانہ شکر ادا فرمایا اسکے بعد مراد بخش نے
تسلیمات مبارکباد عرض کی اور راجہ جی سنگہ بوندیلہ کا جسکو اپنے ساتھہ لیگیا تھا قصور معاف کرایا اور ملازمت مین حاضر کیا
عالمگیر شام تک وہان پر ٹھہرا بعد نماز مغرب جب ورود دارودار نصب خیمہ کی خبر پائی مع لشکر سوار ہوکر دولتخانہ کو جو کوس بھر
فاصلہ پر تھا آکر رونق افروز ہوا۔ اور بعوض اس جسارت اور ترددات کے مراد بخش کو پندرہ ہزار اشرفی اور چار زنجیر فیل
اور تمثال وغیرہ عطا فرمایا اور سلطان محمد خلعت کلان کو پنجہزاری پنجہزار سوار کے اضافہ سے منصب پانزدہ ہزاری [illegible]
سوار لطف فرمایا دوسرے روز تیسوین ماہ مذکور ظاہر بلدہ اوجین مین خیمہ گاہ ہوا بندگان رکاب جنہون نے جانفشانیان
کین تھین نوازش خسروانہ سے سرفراز ہوئے اونمین سے نجابت خان کو خلعت خاصہ اور دو زنجیر فیل اور ایک لاکھ روپیہ
دیکر خانخانان بہادر سپہ سالار کا لقب عنایت کیا اور ملتفت خان کو اعظم خانی لقب اور خدمت دیوانی اور خلعت خاصہ
اور گھوڑا اور طوغ ونقارہ چہار ہزاری دوہزار سوار عطا ہوا اسیطرح ہر ایک نے اضافہ پایا تین مقام کے بعد ۲۷ کو اوجین سے
کوچ ہوا ۲۸ کوچ اور تین مقام کے بعد دوسری شعبان کو حدود گوالیار مین نزول ہوا یہان پر فضیلت خان [illegible]
بہادر جو قلعہ رائےسین کا محافظ تھا بموجب حکم حاضر خدمت ہوا اور عنایت خلعت اور اسپ خاصہ اور فیل [illegible]
خاندورانی سے مشمول عواطف خسروانی ہوا چونکہ دارا شکوہ مع لشکر بیشمار دہولپور تک آیا اور لشکر عالمگیری کے گذر کی
راہ مین [illegible] تھا کہ دریائے چنبل سے [illegible] اور اکثر گذرگاہین جو کہ مشہور تھین ضبط و بند کرکے [illegible]
درستی مین مصروف تھا عالمگیر نے جب یہ خبر پائی لہذا یہ تلاش ہوئی کہ کس گھاٹ سے گذر کیجیے۔ آخرکار اوس طرف کے زمیندارون
سے دریافت ہوا کہ گذرگاہ ہنٹیا پایاب اور قابل گذر لشکر ہے یہ گھاٹ سمت گوالیار سے دہولپور کے داہنے بیس کوس پر واقع
چونکہ لشکر عالمگیری سے یہ گذر دور اور غیر مشہور تھا دارا شکوہ نے اپنی کوتاہ بینی سے اسکی ضبطی نفرمائی تھی۔ لہذا دوسرے روز
جب قیام تھا عالمگیر نے حکم دیا کہ خانخانان سپہ سالار اور ذوالفقار خان اور صف شکنخان مع توپخانہ وغیرہ کے جاکر اور [illegible]
عبور کرکے ہمارے پہونچنے تک [illegible] حفاظت کرین حسب الحکم بندگان جان نثار نے سلخ شعبان کو دریائے چنبل کے کنارے پہونچکر [illegible]
پار اوترے اور اوسی روز اورنگ زیب گوالیار سے کوچ کرکے دو روز مین وہان جا پہونچا دوسرے روز غرہ ماہ رمضان کو پلدا اوترا اور
چنبل کے ادہر مقیم ہوا اب کسیقدر حال شاہجہان اور دارا شکوہ کا بنا بر انتظام اخبار ضرور اور ناچار ہے

ذکر احوال شاہجہان و دارا شکوہ

شاہجہان کو اگرچہ مستقر الخلافت آگرہ مین کسیقدر صحت ہوئی مگر ضعف و ناتوانی بدستور تھی اور گرما کی فصل نزدیک آگئی تھی
حکیمون نے گرمی کے سبب سے بخوف عود مرض کے رہنا اکبرآباد کا پسند نکیا کیونکہ آگرہ کی گرمی بہ نسبت دہلی کے زیادہ ہے اور یہان مکانات
بھی سنگین ہین پس یہ رائے دی کہ شاہجہان آباد کو عزیمت فرمائی جاوے کہ جو مفرح روح اور ہوا اور تسلسل نہر اور خوشگواری [illegible]

بہ نسبت دیگر شہرون کے منتخب ہی بادشاہ نے صحت کیواسطے شاہجہان آباد کا ارادہ مصمم کیا دارا شکوہ نے ہرچند غرض
شاہی برخلاف اپنی غرض اور مصلحت کے سمجھے لیکن اعتماد کے واسطے کچھہ عرض نکی اور اس خیال سے کہ مہاراجہ جسونت
سنگھ اورنگ زیب کی تعہد کرتا ہی مغرور ہوکر جانتا تھا کہ فی الواقع راجہ مذکور مع اوس فوج اور سامان مقرر کے ارادہاے اورنگ زیب
کا تدارک کرسکیگا تسپر باپ کی نہضت مین انکار کرنا موجب انواع آلام سمجھکر راضی رہا ۔ ۱۸ رجب کو کہ جسکی بائیسوین کو اورنگ زیب
کی لڑائی جسونت سنگھہ سے اوجین کے اطراف مین تمام ہوئی تھی مع دارا شکوہ کے شاہجہان آباد کو روانہ ہوا ۔ دوم شعبان کو
جب کہ موضع بلوچ پور مین خیمہ ہوئے رستم بیگ گرزدار اور ساقی بیگ یساول نے بروقت اقامت جو اکبر آباد سے راجہ جسونت سنگھ کے
پاس گئے تھے معاودت ہوکر راجہ مذکور کے شکست کی خبر پہونچائی کسیقدر اراد عزیمت اورنگ زیب کی بھی سنائی ۔ دارا شکوہ اس سانحہ سے
گھبرا گیا تن بتقدیر اکبر آباد کی عزیمت کا اراد کیا ۔ بادشاہ اصلا اس امر سے راضی نہ تھا ۔ اور کمال درجہ کا انکار اس مراجعت مین
کرتا تھا مگر دارا شکوہ نے عجز و انکسار سے باپ کو مضطر بکرکے اکبر آباد کی راہ لی اور فوج شاہی نے بلوچ پور سے قصد کوچ کیا ۹ شعبان کو
داخل مرکز سلطنت ہوئے دارا شکوہ نے فراہمی لشکر اور سرانجام اسباب نبرد مین تردد کیا جسقدر ممکن تھا جمیع امرا بادشاہی کو فرمان
لکھہ لکھکر بلایا ۔ اور بتالیف قلوب کرکے اپنا موافق اور یار و ہمدم بنالیا اور تھوڑی سی فرصت مین سپاہ قدیم و جدید سے قریب ساٹھہ ہزار
سوار کے فراہم کرلیے ہتھیار وغیرہ جسنے جو خواہش کی توشخانہ شاہی سے دلوادیا ۔ چونکہ شاہجہان کو تیزی اور دوراندیشی عالمگیر کی
اور نازپروری دارا شکوہ کی جیسا کہ چاہیے معلوم تھی خوب جانتا تھا کہ دارا شکوہ اوسکے مقابلہ مین نہین ٹھہر سکتا آخرکار خائف
و ہراسان ہوگا ۔ اسی سبب سے نہین چاہتا تھا کہ فیما بین جنگ و جدل ہو اور بمقتضاے شفقت دارا شکوہ کے مصالحہ کی تدبیر
کرتا تھا اور دارا شکوہ کو جو شیطان نے کان بھردیے تھے کچھہ نہ سنائی دیتا تھا غرور کی سمائی تھی اور شاہجہان ضعف و ناتوانی
کے باعث زجر تو کرنسکتا تھا ناچار مدارت مین مالوف ہوتا تھا جب دارا شکوہ نے لڑنے کا عزم جزم کیا ۔ ۱۶ شعبان کو خلیل اللہ خان
کو مع دیگر امرا اور کسیقدر سپاہ کے برسم منقلا روانہ پیشتر کیا ۔ اور حکم دیا کہ جب تک اردو پہونچے دہولپور مین مقابل رہکر چنبل کی
ضبطی معابر مین کوشش کرے اور خود مع سپہر شکوہ چھوٹے بیٹے اور کل فوج اور توپخانہ وغیرہ کے ۲۵ ماہ مذکور کو اکبر آباد سے
نکلکر دہولپور سے پانچ منزل ادہر جا پہونچا ۔ اور چندروز وہان پہونچکر جیسا کہ چاہیے ضبطی معابر مین ساعی رہا ۔ اور اپنے بڑے
لڑکے سلیمان شکوہ کا انتظار جسکے ساتھہ جم غفیر کا تھا کرتا رہا اور یہی چاہتا تھا کہ اوسکے پہونچنے تک خدا کرے لشکر عالمگیر عبور نکرے
القصہ جب عبور لشکر اورنگ زیب کی بدستور مذکورۃ الصدر خبر پہونچی نہایت سراسیمہ ہوا اور مع لشکر فراہم کردہ کے آخر کو
دہولپور سے عازم مقابلہ ہوا ۔ اور موضع راجپورہ مین جو اکبر آباد سے دس کوس پر جمنا کنارے معمور ہے لشکرگاہ کیا اور ترتیب فوج
مین مصروف ہوا ۔ اسوقت مین بھی شاہجہان نے فرامین نصیحت آگین دربارۂ امتناع جنگ دارا شکوہ کے نام صادر فرمائے
لیکن کچھہ مفید نہوا آخر کو شاہجہان نے باوجود تمازت آفتاب اور لحوق ضعف بیماری کے بنظر رفاہ دارا شکوہ چاہا کہ براہ دریا لشکر
مین پہونچکر انسداد جنگ کرے آخر اسی ارادہ سے پیش خیمہ باہر نکالا اور حکم دیا کہ دونو لشکر کے درمیان میں خیمہ شاہی برپا ہو

اور عنقریب خود بھی عزم نہضت رکھتا تھا داراشکوہ بادشاہ کا پہونچنا اپنے مطلب مین موجب تخلل سمجھا ہر طرح کے حیلہ وحوالہ کرکے تاخیر کرائی اور خود جنگ کو بہ تعجیل آمادہ ہوا

اورنگ زیب اور داراشکوہ کی جنگ اور گردون ستمکار کے نیرنگ کا بیان ـ

جب غرۂ رمضان کو عالمگیر نے مع فوج دریاے چنبل سے عبور کیا چونکہ لشکر کو بڑی دوڑ دھوپ ہوئی تھی دو روز قیام کیا جب داراشکوہ کے پیشروی کی خبر دہولپور سے بعزم مقابلہ گوش زد ہوئی متواتر کوچ در کوچ تین دن کے بعد ۶ رمضان کو لشکر داراشکوہ کے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر متوقف ہوا تاکہ لشکر طرفثانی کی کیفیت دریافت کرے ـ داراشکوہ نے اوسی روز جب اورنگ زیب کے لشکر کے پہونچنے کی خبر سُنی ترتیب فوج کرکے سواری کی اور مقام گاہ سے کسیقدر پیشتر آکر کھڑا ہوا اور اپنی ناتجربہ کاری اور بدتدبیری سے تمام دن مع افواج مسلح کے ہوا گرم مین جلتا رہا اس سوزمین اکثر سپاہی شدت عطش سے دریاے فنا کے کنارے لگے اور بوقت غروب آفتاب منزلگاہ کو لوٹا عقلمند ولایخ پہ سرگذشت شکست کا شگون سمجھا اور اوسکے فرار اور ادبار کے آثار پائے اورنگ زیب نے باقتضاے مصلحت ہوشیاران دولتخواہ کے جسوقت پانچ کوس صحراے کم آب مین سفر کیا تھا حرکت مناسب نہ سمجھی توقف بجاے خود مناسب جانا جب فوج مخالف کا پتا نملا اور اوس روز لڑائی موقوف رہی بموجب حکم وہان پر خیمہ برپا ہوئے اور محافظت لشکر کے پہرے تقسیم ہوئے رات تو خیریت سے گذری صبح ہوتے اورنگ زیب نے ترتیب لشکر کی توپخانہ کہ مقدم کیا ہاتھیون نے برگستوان وغیرہ لوازم جنگ سے آراستگی پائی شاہزادہ محمد سلطان مع خانخانان سپہ سالار کے ہراول مین آیا ـ ذوالفقار خان اور صف شکنخان ہر دو توپخانہ کے مہتمم ہوئے برانغار کی سرداری شاہزادۂ محمد اعظم کے نام زد ہوئی ـ اور اسلام خان اور اعظم خان اور خانزمان اور مختار خان وغیرہ مددپر مقرر ہوئے اور جرانغار پر مرادبخش مع فوج تعین ہوا اور التمش کی سرداری شیخ میر اور سید میر اور شرزہ خان وغیرہ کے سپرد ہوئی اور بہادرخان مع چند دلاوران دست راست اور خاندوران دست چپ پر مقرر ہوئے خواجہ عبداللہ قراول بیگی مع دولت بیگ اور عبداللہ خان تبراہی اور بہرام خان ولد قزلباش خان وغیرہ گروہ بندگان کارطلب سے قراولون کی قراولی پر تعینات ہوئے اور خود بدولت فیل سوار مع محمد اعظم کے قول خاص مین جلوہ افروز ہوا داراشکوہ نے بھی اسی صبح کو کہ ہفتم ماہ رمضان تھی جب طنطنۂ عالمگیری سنا بدستور روز گذشتہ کے لشکر آراستہ کرکے بجاے اول استادہ ہوا ترتیب فوج کی یہ صورت ہوئی کہ اپنا توپخانہ جو باہتمام میر آتش تھا دست راست کو اور توپخانہ شاہی جو زیر اہتمام حسین بیگ خان کے تھا دست چپ درپیش لشکر مقرر کیا اور امراے پادشاہی سے راو ستر سال ہاڈا کو جو راجپوتان عمدۂ ہندوستان مین بمزید شجاعت اور دلاوری اور سپاہگری کے موصوف اور معزز تھا مع راجہ روپ سنگہ راٹھور عمزادۂ راجہ جسونت سنگہ جسے اپنا عزیز سمجھتا تھا اور سپہر بدو سسود یہ اور راجہ گردہر برادرزادہ راجہ بیٹہلداس اور گوبہیم پسر راجہ مذکور اور راجہ سیوارام گور وغیرہ راجپوتان نامی کے ہراول بنایا اور اپنے ملازمون مین سے داود خان قریشی کو مع چار ہزار سوار سے زیادہ اور عسکر خان میر بخشی کو تین ہزار آدمیون سے اوس فوج کا ضمیمہ بنایا اور برانغار خلیل اللہ خان کو جو عمدہ اور میر بخشی لشکر بادشاہی کا تھا

ابراہیم خان کو مع اوسکے بھائیون اسمعیل بیگ اور آتش بیگ اور طاہر خان اور قباد خان وغیرہ تورانیون اور رام سنگہ راٹھور
اور مظفر خان اور سلطان حسین ولد اصالت خان مرحوم اور میر خان ولد خلیل اللہ خان اور راجہ کشن سنگہ تونور اور پرتھی راج
وغیرہ امرا اور منصبداران بادشاہی کو اوس فوج مین تعین کیا اور سپہر شکوہ اپنے لڑکے کو مع رستم خان بہادر فیروز جنگ کے
جرانغار مین قاسم خان اور سر بلند خان اور سید شیر خان بارہہ اور مانوجی اور رہسوجی دکھنی اور سید بہادر بھکری اور رتنا سنگہ
بہدوریہ اور عبد النبی خان اور سید نجابت خان اور سید منور بارہہ اور سید نور العیان اور سید مقبول عالم وغیرہ کو معین کیا
اور خود تین ہزار سوار جرار کے ہمراہ مانند فیض اللہ خان اور خوشحال بیگ کاشغری کے قول مین اور کنور رام سنگہ ولد راجہ جی سنگہ
کو مع کیرت سنگہ اوسکے بھائی اور شیخ معظم فتح پوری وغیرہ راجپوتون کے اور سید ناہر خان کو دو ہزار سوار سے التمش مین
جگہ دی آور دو فوج یمین و یسار قراول پر معین کین ظفر خان و فیروز میواتی کو فوج میمنہ کی سرداری عطا ہوئی اور میسرہ فاخر خان
نجم ثانی کی حفاظت مین ہوئی القصہ پہر دن گذرنے پر داراشکوہ نے بعزم رزم فوج اورنگ زیب کا استقبال کیا جسوقت
لشکر عالمگیر ظاہر ہوا اول تیر و تفنگ کی شرر افشانی ہوئی گولون کی بوچھاڑ سے آسمان گویا سراپا نیل ہوا داراشکوہ کی فوج نے
نزدیک پہونچکر تیغ و تلوار کی نوبت پہونچائی سپہر شکوہ اور رستم خان نے جرانغار سے یہ جرأت کی کہ عالمگیری توپخانہ پر دہاوا مارا
ادہر سے تفنگچیان مورچہ کی پامردی ہوئی اور یہ بھی ہوا کہ رستم خان کا ہاتھی گلۂ توپخانہ کا نشانہ ہوا اور اس زد و خورد کے صدمہ سے
گھبراہٹ سما گئی جب ادہر گھسنا میسر نہوا ناچار میمنہ پر متوجہ ہوا بہادر خان کی فوج نے نہایت چستی و چالاکی مین انکی مدافعت کی
خان مذکور نے سرگرمی بہادری سے زخم اوٹھائے اور سید دلاور خان اور ہادی داد خان نے چہرۂ شجاعت کو گلگونۂ رفاقت سے مزین کیا
اور گلزار عقبی کی راہ لی ہر چند عالمگیری فوج نے بہت کچھہ ہاتھہ پیر مارے مگر داراشکوہی انبوہ کی مدافعت نہو سکی اور نزدیک تھا کہ
گھبراکر قدم اوکھڑ جائین کہ یمین کی طرف سے اسلام خان مع بہادران برانغار کے اوٹھکر جا بھڑا اور شیخ میر بھی مع فوج التمش
کے برابر جا پہونچا وہ آویزش ہوئی کہ آسمان کو چکر آیا اس آویزش مین رستم خان نشانۂ تیر فنا ہوا سپہر شکوہ کو مع باقیماندہ کے
بھاگنے کی سوجھی سرداران فوج برانغار سے جو اسلام خان کے ہمراہ تھی سیف خان اور غیرت خان اور محمد صادق اور میر یزدمند زخمی
ہوئے۔ داراشکوہ نازپروری مین گرمی جنگ محض ناتجربہ کار تھا رستم خان کی تیزروی اور اپنے بیٹے سپہر شکوہ کی دلیری دیکھکر
فوراً قول اور التمش کی فوج لیکر اورنگ زیب کی فوج ہراول اور توپخانہ کی طرف چلا اور اپنے ہراول کو زیر کرکے اپنے توپخانہ سے بھی
جا نکلا جب مخالف کے توپخانہ کے قریب پہونچا گذر کی راہ نپائی لاچار اپنے دست راست کو مائل ہوا اس باعث سے طرفین کے
ہراول مین آویزش پہونچی اور داراشکوہ مرادبخش سے جو مع فوج عالمگیری فوج کے جرانغار کا سردار تھا روبرو ہوا خلیل اللہ خان
بھی مع فوج برانغار کے داراشکوہ اپنے آقا کی مدد پر پہونچکر حملہ آور ہوا گروہ اوزبکیہ جو اوسکے ہمراہ تھے گرم جرأت ہوئے مرادبخش نے
بہت کچھہ کوشش کی آخر کو جب زخمی ہوا پیچھے ہٹ گیا اس ملاحظہ سے عالمگیر نے اپنے فیل کا داراشکوہ کی طرف سے رخ کیا
اور اسوقت اوسکی فوج اور قول خاص نے بھی اودہر توجہ کی اسوقت مین راجپوتون نے جنہون نے مرادبخش کو شکست دی تھی ان کی

اورنگ زیب پر حملہ کیا - اودہر سے بھی دلاوران جانفشان نے حق نمک ادا کرنے کو کمر باندھی اس سخت حملہ مین
مرتضی خان اور ذوالفقار خان اور غیرت خان اور الہ یار بیگ میر توزک زخمی ہوئے اگرچہ ہمراہیان اورنگ زیب نے
شجاعت اور مردانگی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا جیوتون نے قیامت برپا کی تھی چنانچہ براد ستر سال ہاڈا اور
رام سنگہ راٹھور اور بھیم والد راجہ ٹھہلداس اور راجہ شیورام برادرزادہ راجہ ندکور نے مع دیگر ہم جنسون کے کوشش سے
خاص قول عالمگیری تک پہونچکر داد جوانمردی دی آخر کو راہ عدم لی راجہ رام سنگہ راٹھور نے فیل خاص تک پیادہ پہونچکر
بند ہودج کاٹ دیے اور عالمگیر اس شجاعت سے چاہتا تھا کہ زندہ قید ہوکر زمرۂ ملازمان مین شامل ہو لیکن ممکن نہوا
کسیکے ہاتھہ سے مارا گیا الغرض جب داراشکوہ نے دیکھا کہ رستم خان اور ستر سال وغیرہ عمدہ راجپوت جنکی پشت پناہی پر
باپ کا کہنا نمانا تھا اور لڑائی مین مارے گئے تھوڑی دیر ٹھہرا - اسوقت مین محمد صالح اوسکا دیوان جسے وزیر خان خطاب دیا تھا
اور ناہر خان بارہہ اور یوسف خان برادر دلیر خان وغیرہ شجاعون نے جان دی اور اسی وقت مین چند عدد تیر بان
عالمگیر کی طرف سے قول خاص تک آگرے اور اسوجہ سے پانے ثبات متزلزل ہوا باوجودیکہ ایک جماعت ہمراہ تھی اور ہنوز لڑائی
تمام نہوئی تھی خدا جانے کیا وجہ تھی کہ ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوا لشکر نے جو یہ اضطراب ناصواب اور حرکت بے قیمت
دیکھی اپنی اپنی ہر ایک نے راہ پکڑی اس درمیان مین ترکش دار داراشکوہ کا تیر اجل کا نشانہ ہوا - اس گرما گرمی سے
داراشکوہ کے پیر اوکھڑ گئے سپہر شکوہ بھی بھاگ کر اسی رواروی مین باپ سے جا ملا نصرت و فتحمندی خوب عالمگیر کو حاصل ہوئی
بعد اس سانحہ کے پھر عالمگیری اور داراشکوہی فوج کے اکثر عمدہ روشناس کام آئے اورنگ زیب نے تعاقب کو ممانعت کی -
داریون کا یہ حال تھا کہ ہر قدم پر کوئی زخمیون کی کثرت کوئی تشنگی اور گرمی کی شدت سے جان بحق ہوتے جاتے تھے بعضے شہر
مین پہونچکر فنا ہوئے داراشکوہ کے سرداران باقی مین ایسا شخص کم تھا کہ زخمی نہوا ہو تب کل فوج پر کیا ذکر کیا جاوے - عنایات الٰہی
دیکھیے لشکر عالمگیری سے بجز اعظم خان کے کہ بعد فتح جو شدت گرما اور حرارت ہوا سے درگذرا اور سرفراز خان اور ہادی داد خان
اور سید دلاور خان کے کوئی ضائع نہین ہوا اور بہادر خان اور ذوالفقار خان اور مرتضی خان اور دیندار خان اور عزت بیگ اور محمد صادق
اور میر پرہمند کے سوا کوئی زخمی بھی نہوا اور دو تین آدمیون نے فوج مراد بخش مین جان دی اور خود مراد بخش مجروح ہوا اور داراشکوہ
مع اپنے فرزند اور بعض نوکرون کے ناکام وقت شام اکبر آباد پہونچا خجالت سے کسیکی ملاقات نہ کی باپ کی ملازمت مین بھی نگیا
تین پہر رات تشویش مین بسر کی اور آخر شب کو اپنی بی بی کو مع پرستاران اور پردہ نشین اور کسیقدر جواہرات اور اشرفی طلا
وغیرہ کے جو اوسوقت اضطراب مین ہاتھہ آیا سپہر شکوہ اور لوگون کے ہمراہ دہلی کو روانہ کیا اوسکے صبح کو اور لوگ جا ملے اور دو تین روز تک
آمد و رفت مین قریب پانچہزار سوار کے اوسکے پاس ہوگیا اور بعض اوسکے کارخانجات بھی پہونچ گئے اور اکثر اوسکے نوکر اوسکی
نوکری سے مستعفی ہوکر اورنگ زیب سے آملے یہان پر اضافہ منصب اور دلجوئی سے سرفراز ہوئے اسیطرح اکثر خزانہ اور جواہرات اور
کارخانہ فیلان وغیرہ اکبر آباد مین رہگیا کچہہ لڑائی مین کچہہ شہر مین لٹا القصہ اورنگ زیب سجدۂ شکر ادا کرکے درپے مخالفان روانہ ہوا

تو با مقابلہ گاہ اعدا کے پہونچا مخالف تو پراگندہ ہوئے تھے مگر خیمہ داراشکوہی ہنوز بپا تھا عالمگیر نے اپنے اردو کے پہونچنے تک
اوسی خیمہ مین آرام فرمایا۔ امرا نے تسلیم مبارکباد عرض کی۔ ہر ایک عنایت شاہی سے سرفراز کیا گیا خصوص مرادبخش
مجروح کے زخم کو روغن چرب بیانی سے مندمل کیا۔ اور جراحان ماہر اور اطباے حاذق دوا کو مقرر ہوئے بعد پہونچنے اردو کے
اپنے خاص خیمہ مین رونق افروز ہوا دوسرے روز شکارگاہ سموگر مین پہونچکر اپنے باپ شاہجہان کو عرضی لکھی جسمین حال جنگ
اور اپنی عجز و معذرت اور داراشکوہ کی مبادرت تحریر تھی روانہ کی۔ اسی روز محمد امین خان ولد معظم خان جسکے باپ کو اورنگزیب
نے بمقتضاے مصلحت اورنگ آباد مین قید کیا تھا آستان بوس دولت ہوا اور مورد عنایت ہوکر مرحمت خلعت خاصہ
اور اضافہ ہزاری ہزار سوار سے منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار سے سربلند ہوا دوسرے روز جب مقام ہوا اعتقاد خان ولد
یمین الدولہ آصف خان مع چند دیگر امرایان دولت کے حضور مین پہونچکر مورد عنایت ہوئے دہم ماہ رمضان باغ نور منزل
واقع ظاہر اکبرآباد مین منزل ہوئی اور شاہجہان نے عالمگیری غلبہ دیکھکر مدارات کی اور درجواب بخط خاص تحریر فرماکر مصحوب
فاضل خان میرسامان کے روانہ فرمایا اور سید ہدایت اللہ صدر کو بھی ہمراہ کیا وہ لوگ خدمت مین پہونچکر بعد ادراک ملازمت
اور ادا کرنے خط اور پیغام زبانی کے خلعت سے سرفراز ہوئے اور نیز بادشاہ نے جو ایک قبضۂ شمشیر موسوم عالمگیر بھی بھیجی تھی
نذر سے گذرانی گئی۔ اورنگزیب نے فال نیک اور خوش سرانجامی پائی اور اپنا لقب بھی مقرر کیا۔ اسی تاریخ کو طاہر خان
اور قباد خان اور فیض اللہ خان اور سربلند خان اور نوازش خان وغیرہ نے پہونچکر دست توسل دامن اورنگزیب مین
مستحکم کیا۔ ہر ایک کو خلعت فاخرہ عطا ہوا چونکہ اسوقت مین انتظام سلطنت تخلل پذیر اور دو مدعیان سلطنت کا لشکر
نزدیک شہر کے فراہم تھا اور بندوبست ملکی مین کل بدانتظامیان تھین رعایاے دہلی بڑے مخمصہ مین گرفتار تھی۔
مرادبخش کے مردم ہمراہی اپنے مالک کی بیخبری دیکھکر جور و تعدی کرتے تھے اورنگزیب دیدہ و دانستہ بتقاضاے وقت
چشم پوشی کرتا تھا۔ اسی چشم پوشی سے اور بھی اون بے حیاؤن کے آنکھ کا پانی ڈھل گیا شہر مین جاکر بے اعتدالی کرنا شروع کی
اورنگزیب شہر و قلعہ مین اپنا تسلط چاہتا تھا القصہ مصلحت اسمین دیکھی کہ شاہزادہ محمد سلطان کو مع خانخانان سپہ سالار کے
شہر کو روانہ کرے تا مرکز سلطنت کے ضبط و ربط مین ساعی ہو لہذا ۱۲۔ ماہ مذکور کو بموجب حکم شاہزادہ اور سپہ سالار مع فوج کے
داخل شہر ہوئے اسی تاریخ کو ایک گروہ امراے بادشاہی نے شرف ملازمت حاصل کرکے خلاع مہربانی سے سرفرازی پائی
۱۴۔ کو خانجہان شایستہ خان بیٹا یمین الدولہ آصف خان کا جسے شاہجہان نے بعد پہونچنے خبر شکست داراشکوہ کے بموجب کہنے شاہزادہ مذکور
اور نیز دیگر مغلوبون کے قید کیا تھا اور دو روز کے بعد بسبب ظہور بیجرمی یا بواسطے رضامندی اورنگزیب عالمگیر کے رہا کیا حاضر ہوکر
شرفیاب ہوا۔ عمدۃ الملک خلیل اللہ خان جسکو بادشاہ نے فاضل خان کے ہمراہ کسی پیغام کو بھیجا تھا یہان سے جواب فاضل خان کے
ہمراہ روانہ کیا گیا اور عمدۃ الملک کو بنظر مصلحت سلطنت کے اپنے حضور مین ٹھہرا رکھا اور میر میران [illegible] کے لڑکے وغیرہ امرا نے
سلام کو حاضر ہوکر خلعت مہربانی حاصل کیے اور اسی طور پر روزانہ گروہ در گروہ پہونچکر مورد مہربانی ہوا کیا چونکہ جنگل متھرا کے

مہمات جسکا تعلق داراشکوہ سے تھا اسوقت مین خلل پذیر ہوئے عالمگیر نے ایک فوجدار روانہ کیا کہ اوسنے جاکر انتظام کیا - ۱۱ کو بعد جمعی امور مسطور کے سلطان محمد کو باپ کے حضور مین روانہ کیا اور وہ حسب الامر داخل قلعہ ہوکر از روے قوره و آداب کے جیساکہ عالمگیر اپنے باپ کے حضور سے مشرف ہوتا تھا کامیاب ملازمت جد بزرگوار ہوا - ۱۹ کو عالمگیر کی بہن جو سن و سال مین بڑی تھی بموجب ارشاد پدر کے نور باغ مین آکر نصیحت و پند کرنے لگی اور باپ کی اطاعت کو منظور کرانا چاہا عالمگیر نے برخلاف اپنی صلاح یا کر حسن تقریر سے عذر کر دیے اور ہر حیلہ سے پہلو تہی کیا - اور اسی دن جعفر خان وزیر اعظم اور نصرت خان شرف اندوز ملازمت ہوکر خلعت خاص سے مخلع ہوئے جب چھوٹے بڑے ہر ایک حاضر دربار ہوئے عالمگیر نے حزم اور احتیاط سے تخت نشینی نامناسب جانکر مسند تکیہ پر جلوس کیا - ہر ایک خاص و عام کو مورد لطف و کرم فرمایا راے رایان جو سر دفتر اہل دیوان تھا مع جملہ متصدیون کے جو زمرۂ اہل قلم اور حساب مین نوکر تھے جہت سے فدویت ہوا اور واسطے انتظام انواع اختلال کے جو ملک و دولت مین واقع ہوا تھا مامور ہوا ۲۰ ماہ مبارک کو اس نیت سے کہ قلعہ مین داخل ہو باغ نور منزل سے اکبرآباد کا قصد کیا اور دردِ شکم و صحت کلی کے بہانہ سے وہین پر چھوڑا خود فیل صرصر خرام پر سوار ہوکر داراشکوہ کی حویلی مین جو اوسکے بموجب حکم کے آراستہ کی گئی تھی جا ٹھہرا وہان پر مقیم ہوکر ہر ایک کی دلجمعی اور اضافہ مناصب اور تالیف قلوب امراے بادشاہی کی تربیت خان کو چار ہزاری چار ہزار سوار کا منصب عطا ہوا اور اجمیر کی صوبہ داری حوالہ کی -

ذکر احوال داراشکوہ

داراشکوہ بعد فرار اکبرآباد سے پانچ ہزار سوار سے دہلی آیا ۱۴ ماہ رمضان کو شہر کہنہ کے قلعہ مین ورود کیا عالمگیر جو اکبرآباد مین مقیم ہوا اسنے اس اقامت کو مغتنم سمجھا فوج آرائی اور زر و سپاہ کی فراہمی مین مصروف ہوا روپیہ کی طمع سے اقبال اور اسباب پادشاہی اور امرا کے مال و دولت مین دست درازی کی جہان جو پایا اپنے تصرف مین لایا چونکہ اپنے لڑکے سلیمان شکوہ کو مع اوسکے ہمراہیون کے لکھ چکا تھا کہ مع ہمراہیون کے حاضر حضور ہو لہذا منتظر تھا کہ بعد اونکے پہونچنے کے آمادۂ جنگ ہو اور پوشیدہ پیچھے خطوط اقسام وغیرہ بعد ترغیب اپنی رفاقت اور انحراف کرنے عالمگیر سے امراے اسطرف کو میلان کر رہا تھا اور عالمگیر نے بعض آدمیون کی وضع سے دریافت کیا کہ داراشکوہ کے اقتدار کے منتظر ہین اور شاہجہان داراشکوہ سے زیادہ محبت رکھتا تھا اور اوسنے اکثر بعض ارمالی کے ارسال کیے ناچار برخلاف مقصد عالمگیر کے داراشکوہ کی رفاہ پادشاہ چاہتا تھا اگرچہ ظاہر مین مدارات کرتا تھا مگر عالمگیر چاہتا تھا کہ رفع تشنیع مردم کے واسطے حضور پدر مین حاضر ہوا اور کاروبار سلطنت اپنے قبضہ اختیار مین لیوے اور رفع کدورت کرے لیکن شاہجہان نے اپنی نے اختیاری جانکر ملاقات منظور نکی عالمگیر نے بھی اسطرح کی ملاقات کو برخلاف مدعا سمجھا اور بھگا دینا داراشکوہ کا دہلی سے مصلحت جانکر شاہجہان آباد کو روانہ ہوا ۝ ۝ ۝

عالمگیر کا شاہجہان آباد کو کوچ کرنا

جسوقت عالمگیر داراشکوہ کے استقبال کے ارادہ پر دہلی کو عازم ہوا شاہزادہ محمد سلطان کو اکبرآباد کے لشکر مین چھوڑکر

خود مع فوج ہمراہی کے دہلی کو چلا۔ اسلام خان شاہزادہ کی اتالیقی پر مقرر ہوا اور فاضل خان میر سامان بادشاہ کو اپنے مہربان باپ کی خدمت اور فرمایشات کے اہتمام پر مقرر کیا اور ذوالفقار خان کو قلعہ اکبر آباد اور شاہجہان کی حفاظت کو چھوڑا۔ اور تقرب خان جسکی دوا سے بادشاہ کچھہ صحت پا چلا تھا بقیہ معالجہ پر تعینات ہوا۔ اور تین ہزار اشرفی اور خلعت خاص اور جیغہ مرصع اور مالا سے مروارید انعام ہوا ۲۲ رمضان کو شاہجہان آباد کو کوچ کر کے موضع بہادر پور مین جا ٹھہرا اسی روز شاہزادہ محمد اعظم حسب الحکم پدر کے جد بزرگوار کی خدمت مین پہنچکر واپس ہوا ۲۸ کو گہاٹ سامی مین پہونچے اس مقام پر یہ خبر آئی کہ داراشکوہ شاہجہان آباد سے لاہور کو بہاگا وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ وہ اپنے فرزند سلیمان شکوہ اور بقیہ لشکر کا منتظر تھا ہنوز سلیمان شکوہ نہ آیا تھا کہ اکبر آباد سے عالمگیر کی نہضت کی خبر آ لگی ادہر تو انکا خوف جی مین سمایا دوسرے برسات کے آجانے سے ٹھہرنا دشوار ہوا جبکہ کوچ کر لاہور کو سدہارا اور لاہور کا ٹھہرنا اسوجہ سے اچھا جانتا تھا کہ وہان سے راستہ ایران کا مناسب تھا اور سلیمان شکوہ اور بہادر خان اوسکے اتالیق کو بذریعہ تحریر اطلاع دی کہ اگر ممکن ہو فوراً اوسطرف دریا جمن سے سہارنپور کی راہ ہو کر لاہور مین حاضر ہون باقی احوال پھر لکہا جائیگا چونکہ الہ آباد داراشکوہ کے قبضہ مین اور اوسکی طرف سے سید قاسم بارہہ صوبہ دار تھا اور باوجود شکست داراشکوہ کے ہنوز اطاعت نہین کرتا تھا لہذا عالمگیر نے خان دوران کو واسطے فتح قلعہ اور صوبہ مذکور کے تعینات کیا اور ارادت خان صوبہ داری اودہ اور قاسم خان کو مراد آباد کی فوجداری پر مقرر کیا اسیطرح اور لوگون کو بھی خدمتین ملین۔ ٢٠ شوال کو جو لوگ خدمتون سے معزول ہوئے انھین مین سے مرادبخش کو بنابر دلجوئی دو سو تیس راس گھوڑے انعام ہوئے آخر تاریخ رمضان کو جبکہ سلیم پور مین خیمہ گاہ تھا۔ بہادر خان نے داراشکوہ کے تعاقب مین رخصت پائی شاہزادہ معظم ناظم دکن اور مہابت خان صوبہ دار کابل و وزیر خان صوبدار خاندیس و سیادت خان ناظم شاہجہان آباد و سعادت خان قلعہ دار کابل کو خلاع فاخرہ عنایت ہوئے اور رانا راج سنگہ کا لڑکا حاضر حضور ہو کر خلعت فاخرہ مع ایک عقد مروارید سے سرفراز ہوا اور اوسکے باپ کو سرپیچ مرصع بہیجا گیا عید کے دن جو سلیم پور مین تھا اول روز مراسم تہنیت و مبارکباد کے ادا ہو کر نہضت واقع ہوئی اور اسی دن دلاور خان پٹھان سلیمان شکوہ سے بگڑ کر درگاہ عالمگیری مین حاضر ہوا اور اسیطور پر عطائے خلعت اور جمدہر مرصع مع علاقہ مروارید کے سرفراز فرمایا گیا اور ہزاری ہزار کے اضافہ سے پنجہزاری پنجہزار سوار کا مرتبہ حاصل کیا اور اسیطرح اکثر ہمراہی سلیمان شکوہ کے اس درگاہ مین حاضر ہو کر سرفراز ہوئے اور خان جہان شایستہ خان جسکو شاہجہان نے داراشکوہ کے بھڑکانے سے موقوف کر دیا تھا یہان آنکر منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور خلعت چارقب و جمدہر مرصع اور شمشیر خاصہ سے سرفراز ہوا امیر الامرائی کا خطاب اور ساٹھہ ہزار روپیہ نقد انعام ملا

شاہزادہ مراد بخش کا قید ہونا عالمگیر کی تدبیر و تزویر سے

چونکہ مراد بخش محض بے عقل اور مغرور تھا ہمیشہ یہی خیال رکھتا تھا کہ شاہجہان کے بعد بادشاہی مجھی کو ہوگی

جب بادشاہ کی بیماری کی خبر سنی تخت نشین ہوا سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اپنا لقب مروج الدین مقرر کرکے
اور قلعۂ بندر سورت کو جو اوسکی بڑی بہن جہان آرا بیگم کے تحت مین تھا اپنے آدمی بھیجکر فتح کرلیا اور محمد شریف ولد
اسلام خان کو مع دیگر متصدیان خالصہ شریفہ قید کیا اور علی نقی اپنے دیوان کو جو مخدوم عمدہ اوسکا تھا در اندازون کے
بھڑکانے سے قتل کر ڈالا آدمیر تعجب یہ کہ عالمگیر سے عفو تقصیر کرانیکی امید پر لگیا چاہتا تھا کہ اسکے وسیلہ سے باپ کے
حضور مین پہنچکر عذر خواہ ہو اور باوجود دیکہ یہ دیکھتا تھا کہ بڑا بھائی اوسکا عالمگیر ان امور سے کچھ بھی اپنے پاس نہین رکھتا ہے
غایت حماقت سے ترک اوضاع نکو سیدہ نکیا تخت اور چتر وغیرہ لوازم سلطنت بدستور اپنے ساتھ رکھے تا آنکہ جب دارا شکوہ کی
شوکت گھٹی اور دیکھا کہ چتر و تخت بدستور رواج پا گیا۔ عالمگیر بھی وقت تاک رہا تھا تا آنکہ جب دارا شکوہ کی شوکت گھٹی اور دیکھا
کہ عالمگیر کا اقتدار بڑھا جاتا ہی اور سلطنت کا کاروبار اوسکے قبضہ مین آیا جاتا ہی خوشامد گویون کی تحریک سے حسد اور حماقت
سر پر سوار ہوئی اور بادشاہی کی خواہش نئے سر سے پیدا ہوئی باوجود قلت سپاہ اور خزانہ کے توفیرات کرمین کوشش کی
اور کسیقدر امرا کی دلجوئی کرکے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا جب عالمگیر نے اکبر آباد کو نہضت کی اول تو ہمراہی سے معذرت کرتا تھا
آخر جب ساتھ ہوا چندروز کے بعد عقب عقب آتا تھا اور لشکر عالمگیری سے چند کوس کے فاصلہ پر اترتا تھا اپنے ذاتی نسبت
مین گویا نسبت فرصت کا جویان تھا [illegible] تھا اسکا سبب یہ ہی کہ فتح کے بعد عالمگیر کو پیغام دیا کہ ملک نسبت
باہم تقسیم ہونے کا وعدہ تھا حالا ایفاے وعدہ کرنا ضروری [illegible] عالمگیر نے جواب مین [illegible] باقی ہی اور بادشاہ
زندہ اور اوسکی توجہ جانب دارا شکوہ ہی بس یہ موقع ایسی گفتگو کا نہین ہی بعد دفعیہ کی وعدہ وفا کیا جائیگا اور لیکن
اسکے قید کرنے کو منصوبہ کیا [illegible] سنہ شوال کو [illegible]
حضور عالمگیری مین آیا تھا باہم ملاقات ہوئی تھی۔ ہمیشہ عالمگیر ملاقات کرو [illegible] اول تو ایسے پیغام
بعدہ ادا سے مبارکباد کو آیا عالمگیر نے حسن تقریر سے دلجوئی کرکے [illegible] آسانی سے قید کرلیا [illegible]
گذرنے پر شیخ میر کے تفویض کیا اور دلیر خان کو ہمراہ کرکے قلعۂ شاہجہان آباد مین بھیجا اسکے دوسرے روز راجہ جی سنگھ ہمراہ
سلیمان شکوہ کی ہمراہی سے مخالفت کرکے حضور عالمگیری مین آیا خلعت [illegible] اور شیر [illegible] سنگھ
ولد راجہ امر سنگھ راٹھور اور ابراہیم خان [illegible] خان [illegible] بخشش [illegible]
راجہ اور رفقا سے مراد بخش کے حاضر حضور ہوئے اور خطاب سے سرفراز [illegible]
انکو [illegible] امرا کے لڑکے شایستہ خان ابو طالب اور ابو الفتح اور بزرگ امید [illegible]
[illegible] حضور آباد متصلہ شاہجہان آباد مین پہنچکر سنا کہ دارا شکوہ اسباب [illegible] مشغول ہی جب [illegible]
راجہ ٹوڈرمل جو اوس جنگل کے انتظام کا متصدی تھا اور بروقت سننے خبر وصول اوس برگشتہ بخت کے براہ پیش [illegible]
لکھی جنگل مین چلا گیا تھا ضبط کیا اور اوسکے مکان سے قریب [illegible] متصرف ہوکر [illegible]

جب ستلج کے کنارے پہونچا کشتیوں کو بعد گذرنے کے ڈبوا دیں اور توڑوا دیں داؤد خان اپنے سردار عمدہ کو مع کسیقدر لشکر کے گذرگاہ تلون پر چھوڑا جو رامپور گھاٹ ہی اس خیال سے کہ شاید یہ حیلہ برسات مین سد راہ عبور لشکر عالمگیر کا ہوگا اور خود برسات تک مقیم لاہور رہکر فراہمی اسباب حرب و پیکار مین بسر کرے یہان ایک کرور روپیہ نقد اور توپخانہ وغیرہ جمع تھا اس خبر سے عالمگیر نے عزم کیا کہ دارا شکوہ کی بیخ و بن کھود ڈالی جاوے اور خود بھی چاہا کہ روانہ ہو ہر چند بسبب کیچڑ اور طغیانی راہ کے فدویان اخلاص کیش نے معذرت بھی کی لیکن عالمگیر نے کسیکی راے نمانی چونکہ ساعت جلوس بموجب راے نجومیون کے غرہ ذیقعدہ کو مقرر تھی۔ اور کم فرصتی کے سبب سے یہ ممکن نتہا کہ حسب قانون و معمول خاندان گورگانی طیاری ہوسکے لہذا مقرر کیا کہ قلعہ شاہجہان آباد مین نہ جاے چندروز اعزآباد مین رہکر تاریخ مذکور کو جیسا کچھ ممکن ہو جلوس فرماے اور بعد حصول مدعا جشن ثانی بتکلف خاندانی منعقد ہو لہذا ۷ شوال کو باغ خضرآباد سے کوچ کرکے باغ ... شاہجہان آباد سے ایک کوس لاہور کی طرف واقع ہی منزل کی اور ۱۹ کو باغ سند رباڑی سے کوچ کرکے باغ اعزآباد مین مقیم ہوا اور چاہا کہ قبل اپنی حرکت سے جسمے دس روز کا عرصہ چاہیے کچھہ فوج اور بھی آگے فوج کے پیچھے روانہ کرے تاکہ کنارۂ ستلج پر پہونچکر باہم اتفاق سے ٹہرین اور بادشاہ کے پہونچنے تک عبور کرکے تدبیر کر رکھین لہذا عمدۃ الملک خلیل اللہ خان میر بخشی کو خلعت خاص و فیل و شمشیر نوازش فرماکر رخصت کیا اور اوسکے فرزند میر خان اور روح اللہ خان خلعت و اسپ با ساز طلا اور علم کے معزز فرماکر ہمراہی پدر مرخص کیے گئے اسوقت مین معلوم ہوا کہ سلیمان شکوہ اوسطرف دریاے گنگ سے پاس پنجاب جانیکو عزیمت کرنے والا ہی لہذا اوسکے سد عبور کے لیے شایستہ خان امیر الامرا کو جانب ہردوار رخصت ملی اور خود بانتظار ساعت جلوس مقیم رہا اس عرصہ مین اکثر امرا خلعت فاخرہ سے فراز ہوئے

پہلا جلوس عالمگیر کا رعایت ساعت کے لیے ۔

غرۂ ذی قعدہ ۱۰۶۸ھ ہجری روز جمعہ کو اعزآباد کی عمارت مین جشن کی طیاریان شروع ہوئین پندرہ گھڑی ۲۲ پل روز مطابق ۱۶ گھڑی ۹ دقیقہ و ۵ ثانیہ نجومی کے سریر فرماندہی کی رونق بڑہائی نقارۂ شادمانی بلند آوازہ ہوئے حضار مجلس نے تسلیم مبارکباد ادا کی دولتخواہون کی امیدین برآئین درخور لیاقت انعام و خلعت نصیب ہوا شاعرون نے بہت تاریخین جلوس کی کہی ہین مگر سید عبد الرشید تتوی نے ایک آیت مین تاریخ نکالی ہی (اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم) بسبب وجوہات مذکورۂ بالا کے اکثر رسومات جلوس کے اور نیز خطبہ و سکہ دوسرے جلوس پر موقوف رہا شاہزادہ محمد اعظم کو جو کہ تھوڑے منصب پر تھا منصب دہ ہزاری چار ہزار سوار اور علم و نقارہ اور تومان اور طوغ اور چتر اور دہلکی اور دس راس گھوڑے عطا فرمائے گئے اور امرا نے بھی حسب لیاقت انعام و منصب حاصل کیا دوسرے روز بموجب حکم پنجاب کیطرف پیش خیمہ نکالا گیا اور دوسری فوج شیخ میر کی رسالداری ہین مع دلیر خان و صف شکنخان وغیرہ کے سلیمان شکوہ کی مزاحمت کے واسطے چوتھی ذیقعدہ کو روانہ ہوئے ۶ ذیقعدہ کو خود بدولت روانہ پنجاب ہوئے چونکہ لوگون کے بیان سے ظاہر ہوا کہ داہنطرف کی راہ کیچڑ وغیرہ سے

صاف ہو آئندہ آگیا رہوین کو جو نواح کرنال سے کوچ ہوا اندری کو منحرف ہوتے ہوئے روپڑ کو متوجہ ہوا۔ اور تین منزل کے
بعد بہادر خان کی عرضی بہ مضمون پہونچی کہ دریائے ستلج سے قبل پہونچنے خلیل اللہ خان اور لشکر ہمراہی کے آنے کے پار اتر گیا
اور فراریان باہم مجتمع ہوکر سلطان پور مین مقیم ہوئے اور حقیقت حال داراشکوہ کی لکھی اور خلیل اللہ خان یہ خبر پاکر ایلغار
کرکے بہادر خان سے ملحق ہوا اور سلیمان شکوہ اسوقت مین گرفتار بلا ہوکر آخر الامر کمال ناکامی سے دوسری مرتبہ سری نگر
چلا گیا وہان کے زمینداروں کی پناہ مین آرام پذیر ہوا باقی حال عقب سے گزارش ہوگا۔ داراشکوہ ۱۲ شوال کو لاہور پہونچا
۱۴ کو داخل شہر ہوکر ۱۷ کو قلعہ مین در آیا اور جسوقت کہ اکبر آباد سے بھاگا تھا سید عزت خان کو جو لاہور کا صوبہ دار تھا
لکھا تھا کہ جسقدر ممکن ہو لشکر اور سامان حرب کے فراہم کرنے مین ساعی ہو اور نیز اطراف مین فرمان عطوفت عنوان جاری فرمائے
ہر قوم کو ترغیب سپاہگری کی دیتا تھا اور امرا سے مع اور زمینداروں کے التماس اور دلجوئی کرتا تھا۔ اس سبب سے
تھوڑے عرصہ مین بیس ہزار سوار فراہم ہوگئے راجہ راجروپ جمو کا زمیندار بموجب حکم شاہجہان کے کمک کو اوٹھا اور نجابت خان
فوجدار بہیرہ اور خوشاب بھی اونکر راجہ سے متفق ہوا داراشکوہ لاہور مین رہکر مخفی خط و کتابت سے امرائے شاہی اور راجپوتان
اجمیر کی دلجوئی کرتا رہا بعد پہونچنے لاہور کے پانچہزار سوار واسطے کمک گکھڑان سابق اور دریائے ستلج کے گذرگاہون پر تعینات کئے
جب یہ سُنا کہ عالمگیر پنجاب کو متوجہ ہوا نئے سر سے سید عزت خان اور مصاحب بیگ وغیرہ اپنے نوکرون کو دریکے گھاٹ پر بھیجا
اور جابجا دریا کے کنارے لشکر تعینات کردیا لیکن جیسا کہ مذکور ہوا بہادر خان نے معابر بلوت سے گذر کر فوج داراشکوہی کو
بھگا دیا اونھون نے سلطان پور مین آکر عرض حال کیا داراشکوہ نے داؤد خان کو جو واسطے لینے فوج کے پیشتر روانہ ہوا تھا کچھ
فوج دیکر دریائے ساہ کی حفاظت کے واسطے مقرر کیا انھون نے پہونچکر گذر مذکورہ کی حفاظت کی اور ابتدائے فرار سے شجاع کو
جو شکست کھاکر بھاگ گیا تھا صلح نامہ لکھا اور بمقتضائے وقت یہ تکلیف دی کہ بنگالہ سے آکر عالمگیر پر لشکر کشی کرے اور باہم ہمدگر
یہ اقرار ہوگیا کہ بعد حصول مقصد ملک و مال بحصہ مساوی تقسیم ہو اودھر عالمگیر نے بھی فتحیابی کے بعد شجاع کی تالیف قلوب
فرمائی تھی اور صوبہ بہار و پٹنہ شاہجہان کی مہر سے مزین کرکے اوسکے نام بھجوا دیا تھا اور شجاع بھی ظاہر ہوتے اختیار
کرکے مراسم اتحاد ادا کرتا تھا لیکن جب خبر عالمگیر کے کوچ کی داراشکوہ کے تعاقب مین جانب پنجاب گوش زد ہوئی از سر نو
داعیہ سلطنت پیش نہاد خاطر ہوا داراشکوہ اگرچہ ظاہری مین اسباب پیکار جمع کر رہا تھا لیکن عالمگیر کے ڈر سے جو با وجود
کمال اقتدار اور اجتماع امرائے کبار اور فوج اور توپخانہ بےشمار کے عالمگیر کے ہاتھ سے صدمہ اوٹھا چکا تھا ملتان اور قندہار
بھاگ جانا چاہتا تھا اور اسی ارادہ سے کشتیان اور باربردار جمع کرتا تھا اوسکے رفیقون نے جب بشرہ سے یہ حال دریافت کیا
کہ اسکے عزم کو استقلال نہین ہے ترک رفاقت کا پہلو سوچنے لگے چنانچہ راجہ راجروپ فراہمی اسباب کے بہانہ سے وطن کو چلا گیا
چند دنون کے بعد اوسکا لڑکا بھی نکل بھاگا پچیسوین ۲۵ ذیقعدہ کو لشکر عالمگیر کا دریائے ستلج کے کنارے جا پہونچا۔ راجہ جسونت
جو نربدا سے شکست کھاکر بھاگا اس منزل مین مشرف ملازمت ہوا اور خلعت خاص مع ایک زنجیر فیل اور شمشیر مرصع عنایت ہوا

اسی مقام مین خلیل اللہ خان کی عرضی سے معلوم ہوا کہ داراشکوہ کی جو فوجین دریاے بیاہ کے گذارون پر جمع تھین
اونمین داؤد خان مع دیگر سرداران کے لاہور سے اور سپہر شکوہ بھی مع لشکر و توپخانہ وغیرہ کے آنکر ملگئے اور عنقریب داراشکوہ
بھی آنکر ملا چاہتا ہے اس حال کے دریافت ہوتے ہی عالمگیر نے راجہ جی سنگھ اور دلیر خان کو خلیل اللہ خان کی کمک پر رخصت فرمایا
اور دوسرے روز صف شکنخان میر آتش کو مع توپخانہ اوسکا ضمیمہ بنایا ۲۹ ذیقعدہ کو راجہ جی سنگھ اور دلیر خان خلیل اللہ خان
سے جا ملے - چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ داراشکوہ کا دعوی باطل ہوا اور سپہر شکوہ بھی جلدی سے بلا کر اونتیسوین ماہ
مذکور کو لاہور سے جانب ملتان چلدیا اور داؤد خان کو مامور کیا کہ ناوین جلوا سے جاے اور جب قریب پہونچے لشکر عالمگیری
کی خبر ملے تو ... اودہر ... اس مقدمہ کو حضور مین لکھا طاہر خان چھٹوین ذیحجہ کو لاہور پہونچا اور شہر کی ضبطی کی
راجہ راجروپ زمیندار جمو جی سنگھ سے پاس دریاے بیاہ کے کنارے پہونچکر خلیل اللہ خان سے ملا - اور اوسکے وسیلے سے
حضور مین پہونچا اور عالمگیر نے منظور کیا کہ با معاودت خود بدولت شاہ جہان آباد مین مقیم رہے اور شاہزادہ معظم کو لکھا گیا
کہ اب معظم خان کو قید سے رہا کر کے مشمول عنایت کرے پانچوین ذیحجہ کو دریاے ستلج سے گذر کے یہ مصلحت ہوئی کہ خود بدولت
ہلکا ہلکا اسباب ساتھ لیکر داراشکوہ کا تعاقب کرے اور با معاودت انتظام سلطنت مین مصروف ہو - لہذا بیت پور کی
کے مقام مین شاہزادہ محمد اعظم کو ... اور ... بزرگ وغیرہ کارخانہ ... لاہور کو رخصت کیا اور خود بدولت
نے کسیقدر خفیف ضروری سامان اور لشکر ہمراہ لیکر چھبیسوین ماہ مذکور یلغار کیا اور راجہ جی سنگھ نے چونکہ مدت سے اپنے
مہجور الوطن تھا وطن کی رخصت پائی اسی درمیان مین سنا کہ داراشکوہ ملتان مین بھی مقیم نرہکر بھکر کو گیا اس اوسکے ہمراہ
... کسی جگہ ... ہے لاجرم قطع منزل مین جلد بازی موقوف کر کے
چھوٹے چھوٹے کوچ مقرر کیے اور حکم دیا کہ صف شکنخان اوسکے اوارہ کرنیکو جائے اور ... سے باہر کر دے چوتھی
تاریخ محرم کو صف شکنخان نے تعاقب مین قدم اوٹھایا اور عالمگیر آہستہ آہستہ منزلین طے کرتا ہوا ظاہر ملتان تک جا پہونچا
محمد امین ... خان کا خطاب اور ہزاری ... کا منصب نوازش فرمایا ستائیسوین محرم کو
دریاے راوی سے ... خلیل اللہ خان اور بہادر خان وغیرہ مشرف ... ہوئے اور سید عزت خان اور
شیخ موسی گیلانی جو داراشکوہ کی ... سے ملتان مین مقیم تھے بہرہ یاب حضوری ہوئے اور نیز سید مسعود بارہا آستانہ بوسی
شاہی ہوا ... نے خلعت اور منصب سرفرازی پائی ہر چند صف شکنخان داراشکوہ کے تعاقب پر مامور تھا لیکن احتیاطاً
شیخ میر کو بھی جانے کی رخصت ہوئی ... ضرورت جنگ مدد دے اور چھٹی محرم کو ایک لاکھ روپیہ اور خنجر مع پھولکٹارہ
مروارید خلعت انعام ہوا یہ رخصت ہو کر دوسرے روز شہر ملتان مین وارد ہوا اور ... شیخ بہاء الدین کے مزار کی زیارت کی
ایک ہزار روپیہ سجادہ نشین اور ہزار روپیہ مجاوروں کو دیا آنھین دنون مین شاہ نواز خان صفوی کو جو ... اور ...
اور مراد بخش کا سسر تھا اور عالمگیر نے بمقتضای وقت اور بے اعتباری کے قلعہ برہان پور مین محبوس کیا تھا ... عازم ...

مورد الطاف اور حبس سے رہا فرمایا اور خلعت خاص مع اضافہ ہشتش ہزاری ششش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کے سرفراز فرماکر صوبہ داری گجرات پر مامور فرمایا

عالمگیر کا لوٹنا ملتان سے شاہجہان آباد کو۔

باوجودیکہ عالمگیر نے بمقتضاے تدبیر شجاع سے دوستی کرکے صوبۂ بہار تسکین خاطر کو دے دیا تھا اور شجاع نے بھی ظاہری دوستی اختیار کرلی تھی لیکن بتحریک داراشکوہ اور بطمع سلطنت کل ہندوستان کے عالمگیر کو داراشکوہ کے تعاقب میں مرکز خلافت سے دور اور شاہجہان کو محبوس دیکھکر باپ اور بھائی کی مدد کو متوجہ ہوا اس خبر کے سنتے ہی عالمگیر نے بارہوین محرم کو ملتان سے کوچ کرکے چوبیسوین محرم کو لاہور مین پہونچا اور حکم کیا کہ شہر کے باہر فیض بخش باغ مین جو دہلی کی طرف واقع ہے منزلگاہ ہوئے اور شہر مین کوئی نجائے دوسرے اور پچیسوین کو شاہزادہ محمد اعظم مشرف بیابوس ہوا عالمگیر فیل سوار شہر کے سیر کرتے ہوئے بعد ملاحظہ قلعۂ وزیر خان کے مسجد مین نماز ظہر ادا کی پنجاب کی صوبہ داری خلیل اللہ خان کو دیکر اخیر محرم کو شاہ جہان کیطرف نہضت فرمائی قباد خان ٹھٹہ کی صوبہ داری پر مقرر ہوا دریاے ستلج پر پہونچکر معظم خان کو جو قید سے رہا ہوکر دولت آباد مین گذارہ کرتا تھا برہان پور خاندیس کی صوبہ داری پر سرفراز فرمایا تیسوین صفر کو باغ اعزاباد واقع ظاہر شاہجہان آباد مین خیمہ گاہ ہوا راجہ جسونت سنگہ اور سیادت خان صوبہ دار شاہجہان آباد مع دیگر ملازمان کے حاضر آستانہ ہوگئے اور داود خان جو بھکر مین داراشکوہ سے جدا ہوکر براہ جیسلمیر حصار فیروزہ اپنے وطن کو گیا تھا یہان کے خلعت کے بھیجنے سے وہ سرفراز ہوا جب سلطان شجاع اکبر نگر اپنے دار الملک سے پٹنہ کو آیا بدین خیال کہ ابھی عالمگیر مع اپنی فوج کے دور ہے شاید اپنی جستی و چالاکی سے کچھ کام سدائی ہو جاے کسیقدر پٹنہ مین مع توپخانہ اور گذارہ وغیرہ اواسط صفر مین جبکہ عالمگیر پنجاب کیطرف تھا الہ آباد کیطرف نہضت کی جب رہتاس پہونچا راجہ سنا جو داراشکوہ کیطرف سے اوس قلعہ کا اہتمام رکھتا تھا اسنے بموجب حکم اپنے آقا کے جو کہ داراشکوہ نے بعد فرار اکبر آباد کے اسے اور نیز دیگر قلعداران کو تحریر کیا تھا کہ اودہر کے قلعجات شجاع کے حوالہ کرین قلعہ مذکور شاہ شجاع کے سپرد کردیا اسیطرح سید عبد الجلیل بارہا نے بھی جو داراشکوہ کی طرف سے نوکر تھا قلعہ چناڑہ حوالہ کردیا اسی حالت مین سید قاسم قلعہ دار الہ آباد نے بھی عرض کیا کہ اگر اودہر تشریف لائیے قلعہ حوالہ کیا جاوے ان مقدمات سے شاہ شجاع نے اور بھی پانو پھیلائے عالمگیر نے جب یہ احوال سنا چاہا کہ حسن تقریر سے اس مہم کا سرانجام کرے چند خطوط بھی متضمن محبت لکھے لیکن بمقتضاے ہوشیاری یہ دیکھا کہ خان دوران اوسکے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتا ہی چند امرا اور کسیقدر فوج سلطان محمد شاہزادہ کے پاس بھیجنا چاہیے تاکہ سد راہ شجاع کا ہوکر عرض حال کرے بنابران فرمان صادر ہوا کہ شاہزادہ اکبر آباد کا بندوبست امیر الامرا شایستہ خان کے سپرد کرکے مع توپخانہ اور لشکر اکبر آباد کے ساتوین ربیع الاول کو روانہ الہ آباد ہوین یہ بھی حکم ہوا کہ جب شجاع الہ آباد کے قریب آگئے خان دوران قلعہ کا محاصرہ چھوڑکر شاہزادہ سے ملحق ہو چوتھی ربیع الاول کو حضرت

عالمگیر باغ اعز آباد سے جانب شہر متوجہ ہوئے اور دو تین دن رہے داخل قلعہ ہوئے داود خان قریشی۔
صاحب داؤد نگر کو جو اپنے وطن حصار مین آیا تھا اور خلعت بھیجا گیا تھا حاضر ہو کر مشرف ملازمت ہوا عطائے
خلعت اور شمشیر مینا کار اور منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار سے کامیاب ہوا اوسیوقت معظم خان کو لکھا گیا
کہ جسکو مناسب سمجھے بھی خاندیس مین اپنی نیابت پر چھوڑکر جلد حاضر حضور ہو

شاہ شجاع کے فتنہ دفع کرنیکے واسطے عالمگیر کا کوچ کرنا

جسوقت تحقیق ہوا کہ سلطان شجاع باوجود اس خبر کے کہ عالمگیر نے ملتان سے معاودت کی اور شاہجہان آباد مین
آگیا خیال سلطنت سے باز نہین رہتا بلکہ حدود بنارس مین آگیا اور قصد الہ آباد کا رکھتا ہے لہذا یہ تدبیر ہوئی کہ عالمگیر
شکارگاہ سورون مایل ہو اور بعد تحقیق حالات شجاع کے اگر بنارس سے پٹنہ کو لوٹ جاوے شاہزادہ محمد کو مع
لشکر منقلا کے مراجعت کراکے خود بھی معاودت کرے ورنہ اگر تدارک عمل مین لائے سترہوین ربیع الاول کو اپنے
ارادہ سے داخل خیمہ ہوا اور خبرداری مراد بخش کی جو شاہجہان آباد مین محبوس تھا دستور امیر خان کے سپرد رہی
تیسری ربیع الثانی کو قصبہ سورون مین پہونچکر یکقطعہ نصیحت نامہ شاہ شجاع کو تحریر فرمایا جب متواتر اخبارات سے
معلوم ہوا کہ شجاع اپنے ارادہ سے باز نہین رہتا پانچوین ماہ مذکور کو سورون سے عازم ہوا اور شاہزادہ محمد سلطان کو
حکم بھیجا کہ تا ورود لشکر شاہی لڑائی مین توقف کرین دو تین منزل کے بعد معلوم ہوا کہ شاہ شجاع الہ آباد مین
داخل ہوا اور سید قاسم نے قلعہ حوالہ کر دیا اور شجاع نے سکنائے بنارس سے تین لاکھ روپیہ بجبر تحصیل کر لیا اور خدا
جانے اوسکے نوکرون نے کسقدر حاصل کیا ہو کسیقدر فوج جونپور فتح کرنیکو روانہ کی مکرم خان صفوی چند روز کوشش
کے بعد بیتاب ہو کر شاہ شجاع کے حضور مین جا ملا اور شجاع ساتوین ربیع الثانی کو الہ آباد پہونچکر سید قاسم بارہہ کے
ملجانے سے قلعہ پر متصرف ہو گیا سید قاسم نے تاج الدین نام اپنے ہم قوم کو اپنی نیابت مین مقرر کیا اور خود ضمیمہ لشکر
شجاع ہوا۔ اور نو روز کے بعد سترھوین تاریخ کو شجاع قصبہ کھجوہ مین پہونچا اور شاہزادہ محمد سلطان کے لشکر سے
چار کوس کے فاصلہ پر ٹھہرا توپخانہ رو برو لگا کر آمادہ رزم ہوا عالمگیر بھی کوچ در کوچ قصبہ کورہ مین وارد ہوا معظم خان
جو بموجب حکم خاندیس سے عازم ہوا تھا اسی تاریخ کو اس مقام مین لشکر عالمگیری کو آملا خلعت پائی دوسرے روز
اوسی منزل مین مقام ہوا فوج ترتیب ہونے لگی اس روز شاہزادہ محمد سلطان کو خنجر خاصہ مع علاقہ مروارید اور ایکسو
گھوڑے کہ جسمین دس راس عراقی اور عربی تھے پائے اور معظم خان نے جمدھر مرصع مع علاقہ مروارید اور ایکسو گھوڑے
جسمین پانچ راس عربی اور عراقی تھے پائے اونیسوین ربیع الثانی روز یکشنبہ کو حکم ہوا کہ فوج غنیم کے برابر توپخانہ کی
شر افشانی شروع ہو بعد صدور حکم لشکر آراستہ ہوا ہراول مین شاہزادہ سلطان محمد اور توپخانہ پر ذوالفقار خان
اور راجہ جسونت سنگہ راٹھور برانغار پر اور رھین داس راٹھور اور محمد حسین اور میر عزیز بدخشی اور بلندی جو کمان تاہرہ پر اور م

اور ہرار ام راٹھوروں کے ضمیمۂ فوج ہوئے اور اسلام خان وغیرہ امرا ہراولی مین مقرر ہوئے شاہزادہ محمد اعظم جرانغار پر
قائم ہوا اوس طرف کی سپاہ مین خان دوران اور راجہ رائے سنگہ سیسودیہ اور مرزا خان اور سبرم دیو اور سبل سنگہ
سیسودیہ اور راجہ جیرمن جادون اور سید شمس الدین بارہہ وغیرہ منصبدار مقرر ہوئے اور کنور رام سنگہ کچھواہہ ولد راجہ
جی سنگہ مع راو امر سنگہ چندراوت اور جگت سنگہ ہاڑا و علی قلی خان وغیرہ اور منصبداران کے ہراول ہوئے اور بہادر خان
کو التمش کی سرداری ملی قول خاص کی دست راست مین داؤد خان مع راجہ اندرمن اور راجہ دیبی سنگہ بوندیلہ
اور یکہ تاز خان و سادات خان اور سید شجاعت خان وغیرہ کے متعین ہوا اور راجہ سجان سنگہ مع سید فیروز خان
اور ہزبر خان وغیرہ سادات کے دست چپ مین تعینات ہوا درمیان مین خود بدولت جلوہ افروز ہوئے اور شاہزادہ
محمد اعظم حسب دستور ہمراہ فیل خاصہ پر سوار ہوا عابد خان و اسد خان بخشی دوم اور چند دیگر بندگان جانفشان ہمراہ
رکاب رہے اور معظم خان کو فیل خاص پر سوار کرا کر حکم دیا کہ ہمراہ فیل حضور رہے محمد امیر خان میر بخشی میمنہ کا سردار اور مرتضی خان
میسرہ کا مقرر ہوا اور عبد اللہ خان وغیرہ قراولی پر اور خواص خان اور اخلاص چنداولی پر مقرر ہوئے القصہ نوّے ہزار سوار
مسلح مقرر ہوا لڑائی کی طیاریان ہونے لگین اور بکھومعلے جس جگہ پر تھا حسب الحکم وہین پر رہا اودہر شجاع نے بھی ترتیب فوج
کرنا شروع کی اور خود مع الہ وردی خان اور عبد الرحمان بن نذر محمد خان کے قول مین مقیم ہوا اور بلند اختر اپنے چھوٹے
لڑکے کو مع سید قاسم بارہہ اور سید عالم اور سنجر اور سیف اللہ پسران الہ وردی خان کو ہراول کیا اور شیخ ولی فرملی کو
اوسکی ہراولی پر تعینات کیا اور زین العابدین بڑے لڑکے کو برانغار مین رکھا اور حسن جنگی کو اوسکی ہراولی پر سرفرازی دی
اور مکرم خان صفوی کو مع سید راجے وغیرہ کے جرانغار حوالہ کیا اور شیخ ظریف کو التمش مین مقرر کیا توپخانہ کا اہتمام
ابو المعالی میر آتش کو دیکر میر علاء الدولہ دیوان کو مع کسیقدر جماعہ کے چنداولی پر اور سید قلی اوزبک کو قراولی پر
مقرر کیا جب لگھڑی دن چڑھے عالمگیر بعد درستی صفوف محاربہ کے شجاع کی طرف متوجہ ہوا اور بکمال آہستگی میں لشکر
شاہی جو تھائی روز باقی رہے لشکر شجاع کے برابر جہان توپخانہ نصب تھا جا پہونچا اور صف آرائی ہوئی شجاع نے اوس روز
اوس جگہ سے حرکت نکی کسیقدر توپخانہ کو سید عالم بارہہ اور سید مرتضی اور شیخ ظریف فرملی اور سید راجی کے ہاتھ بھیجکر
حکم دیا کہ عالمگیری لشکر کے روبرو آتشبازی کرین اودہر سے بھی عالمگیر کے ارشاد بموجب توپخانہ سے شرر ریزی شروع ہوئی جب
رات ہوئی شجاع نے اپنے توپخانہ کو واپس بلا کر فوج جمع کی چونکہ سرزمین توپخانہ شجاع کی بلند تھی لہذا معظم خان نے دو رانہ یعنی
سے چالیس توپ لیجا کر شجاع کے لشکر مین نصب کر دی عالمگیر نے حکم دیا کہ جسطرح ترتیب لشکر ہوئی تھی ویسی ہی آراستہ
گھوڑون سے اوتر کر آرام ورحفظ لشکر کرین اور خود بدولت نے بھی دولتخانہ مختصر مین ورود فرمایا اور نماز مغرب و عشا مین ادائے
شکر خداوند قدیر فرماکر خواب بیداربختی مین مصروف ہوا آخر شب کو عجیب سانحہ ہوا بڑا خلل فوج مین ہوا بھاگنے کے پہلو سوچنے
لگے فقط اخلاص بنا دولتخانہ زمین پکڑ لی حقیقت یہ ہوئی کہ راجہ جسونت سنگہ باوجود کہ حضرت عالمگیر نے اوسکی تقصیرات

معاف فرماکر معتمد علیہ کیا تھا مگر وہ بہ اصل خود غلط بخیال فاسد پریشانی فوج سے نکلکر بھاگا رات کو شجاع کے پاس
چند اشخاص بھیجے اور اپنے داعیۂ فاسد سے آگاہ کردیا اور مع اپنے تمام لشکر اور راجپوت وغیرہ مانند مہیس داس اور
رام سنگہ اور ہر رام راٹھور اور بلدی چوہان وغیرہ کے چل نکلا اول شاہزادہ محمد سلطان کے لشکر سے گذرا وہان بر او سکے
آدمیون نے تاراج کرنا شروع کی جب عالمگیر فوج کے برابر جا پہونچا ہاتھ بڑھایا جہان جو پایا قبضہ مین لایا راجپوتون کی
دست درازی سے لشکریون کے چھکے چھوٹ گئے نہایت انقلاب پیدا ہوگیا ہاسے ہوسے پیدا ہوئی مفسدون نے
سینہ زوریان دکھلائین صبح ہوتے یہ خبر لشکر ظفر پیکر مین پہونچی کسیکو یہ خبر ہوئی کہ مخالف کا زور ہوا شتاب
لشکر شجاع کی راہ لی آس اضطراب سے ہر کسیکی ہمراہی سے یہ ٹھہرا کہ گوشۂ عافیت کی تلاش کیجے جب یہ خبر عالمگیر کو پہونچی
فرط شجاعت سے استقلال ذاتی ظاہر فرمایا ہرگز دم نمارا سراپردۂ اقبال سے باہر نکلکر تخت روان پر سوار ہوا اور خواص
امرا اور حاضرین کو حکم دیا کہ نتیجہ اس شورش کا ہم فتح و نصرت جانتے ہین کیونکہ جب اوس مفسد کا ارادہ بدخواہی پر تھا پس
مفسد کا نکل جانا عمدہ ہے پس بہ ہم خوردگی صفوف کے واسطے اسلام خان کو جو برانغار کا ہراول تھا اوسکی جگہ پر مقرر کیا
اور سیف خان لع و اکرام خان کو اوسکی ہراول مین تعین کیا اہین سر نگہ وہی دوبارہ صف رزم آراستہ ہوئی صبح ہوتے لڑائی درپیش ہوئی
اگرچہ بہ نسبت روز گذشتہ کے بسبب شورش راجہ جسونت سنگہ کے آدھی فوج رہگئی تھی لیکن جوش شجاعت سے ضبط نکیا
اور امید وار مدد غیبی فرماکر میدان رزم کو متوجہ ہوا اور شجاع نے صف آرائی کی اور اس اور کل لشکر کی ایک صف مقرر کرکے توپخانہ
کے عقب مین سر آئے اور خود مع بلند اختر اپنے چھوٹے لڑکے کے وسط فوج مین رونق افروز ہوا ۔ اور زین الدین بڑے فرزند
اور سید عالم اور شیخ ظریف قربلی اور حسن خویشگی کو دست راست اور سید قاسم اور بکرم خان اور عبد الرحمان و اللہ ندر محمد خان
جانب چپ تعینات فرمایا جب چار گہڑی دن رہا اول بان چھوڑنا شروع ہوئے اسی عرصہ مین عالمگیر کے توپخانہ سے ایک گولہ
جس ہاتھی پر زین الدین ولد شجاع سوار تھا آلگا ایک پیر فیلبان اور ایک خواص کا اور لگیا لیکن شاہزادہ کو کچہہ آسیب نہ پہونچا
توپ اور بندوق کے بعد تیر و سنان کی سنا سن ہونے لگی اس زد و خورد مین سید عالم بارہہ سردار لشکر شجاع مع فوج عظیم کے
دست راست سے عالمگیر کے برانغار پر حملہ آور ہوا فیلان کوہ شکن کے صدمہ سے دست چپ کے فوج کی برہمی ہوئی اکثرون کے
پیر اوکھڑ گئے کوئی تدبیر نہ چلی بھاگ نکلے اس بھگدر مین فوج ظفر موج کے ہوش فرار ہوگئے بعضے نے ننگ و نام چل نکلے قول خاص
کی جمعیت مین بھی پریشانی ہوئی بجز دو ہزار سوار کے رکاب عالی مین کوئی نرہا محافظون نے اس بدحواسی کو دیکھکر زیادہ تر
جرأت کی مع فیلان کے اوس حال سے بساط قلب یک رخ کیا اس معرکہ مین بادشاہ مرتضی خان قول کے میسرہ سے
اور بہادر خان کو التمش سے اور حسن علیخان دست چپ سے نکالکر دشمنون کے سد راہ ہوگئے اور اسی وقت مین عالمگیر نے
بھی دشمنون کی طرف ہاتھی کا رخ فرمایا اس طرح سے کہ پشت قول خاص جانب برنغار ہوئی اور ملازمان رکاب دشمنون کے
حملہ کرکے اور جرأت بادشاہ کی تقویت اور آقا کی پشت گرمی سے مخالفین کو روبرو سے ہٹادیا اور تیر و تلوار سے خونریزی بسیار ہوا

برگشتہ بختون کو خاک ہلاک پر ڈالا لواے غلبہ بلند کیا سید عالم کا اس شہامت و دلاوری کے دیکھنے سے جو بہادران
بادشاہی نے کیے بازوی ہمت سست ہوئے ارادہ فرار ڈھونڈہی جس راہ سے کہ آیا تھا واپس ہوا۔ لیکن وہ تینون مست ہاتھی
جو اوسکے فوج کے روبرو تھے بہادران دلیر کی ممانعت اور مدافعت سے روگردان نہوکر بدستور خیرہ چلے آتے تھے بلکہ
بارش قطرہای پیکان اور صدمۂ بندوق اور بان سے مانند سیل وبان کے ریزش ابر سے تند تر ہوکر روے قہر جانب
قول خاص عالمگیری کے لائے اور اون تینون کوہ پیکر مین سے ایک نے آگے بڑھکر فیل خاصۂ سواری بادشاہ سے ٹھوکر کی
مگر بادشاہ کوہ وقار اوسکے حملہ سے مستحکم رہا ۵ بمردی زجا یک سر مو نشد ٭ ز راہ چنان سیل ملبو نشد ٭ بتمکین ہمہ شستہ
زیس جو برش ٭ نجنبد جو نبض از پیکرش ٭ ایک قراول کو جو کسی ہمراہی کے ہاتھی پر نزدیک بیٹھا ہوا تھا
اشارہ فرمایا کہ اوس ہاتھی کے فیلبان کو جو اشارہ کجک سے محرک فیل ہے گولی سے مارے اور اوسنے چالاکی اور تیزدستی سے
بندوق سرکی اور مساعدت اقبال سے نٹ نہ پورا بیٹھا فیلبان گرا اور فیلبان بادشاہی نے بجاے اوسکے پہونچکر
ہاتھی کو زیر کیا۔ باقیماندہ دو فیل قول خاص سے گذر کر دست راست قول عالمگیری کے جانب حملہ آور ہوئے اسی عرصہ
مین بلند اختر سپہر شجاع نے مع چند دیگر اپنے سرداران کے مانند شیخ ولی قرملی اور شیخ ظریف و حسن خویشگی اور خواجہ
خسرو مع فوج کے روے جسارت جانب برانغار عالمگیر کے لائے اس سبب سے کہ اسوقت عالمگیر نے مخالفین کو برانغار سے
دفع کیا تھا قول خاص کے پیچھے جو برنغار کی طرف تھے برہمی کے آثار ظاہر ہوئے اور معلوم ہوا کہ دشمن ادہر حملہ آور ہوا
بادشاہ نے چاہا کہ روے توجہ اودھر فرماکر دفع دشمن مین متوجہ ہو لیکن چونکہ شمشیر اوسکی جوہر تدبیر سے ملی ہوئی تھی
عین ایسے مہالک مین حرکات مضطربانہ نہین کرتا تھا۔ دلمین سوچا کہ چونکہ روے فیل سواری نسبت رجوع جنگ اور
کارزار کے جانب برانغار ہوا اور مخالفین کا ہجوم ادہر ہے اور اس سبب سے ہراول فوج منصور تھے اسطرف میل کی ہے
مبادا انحراف قول خاص سے شاہزادہ محمد سلطان اور ذوالفقار خان کہ مقدمۃ الجیش فتحیابی تھے کوئی خیال دلمین لاکر
قول خاص کی حرکت کو دوسری طرف خیال کرین اور عظیم فتور متزلزل فوج ہراول مین ظاہر ہوا اور موجب زیادہ تر
خیرگی دشمنون کا ہو لہذا بمقتضاے دور اندیشی اور پیش بینی کے شاہزادہ محمد سلطان اور ذوالفقار خان کے پاس کسیکو
بھیجا اور حقیقت حال کہکر پیغام دیا کہ تم دلجمعی اور دل قوی سے غنیم کے مقابل رہکر سر رشتہ کوشش اور پایداری کا
ہاتھ سے ندو ما بدولت مخالفین برانغار کو دفع کرکے تمھاری کومک کو پہونچتے ہین بعد رعایت اسی دقیقۂ حزم کے
شجاعت دلی کے نیرو سے روے فیل جانب دست راست کیا اور مدافعت مخالفین مین توجہ فرمائی اسی حال مین
جس ہاتھی پر کہ اسلام خان سردار برانغار سوار تھا وہ بان کے لگنے سے بھاگا اور اوسطرف کی فوجین برہم ہوئین
اور اکثر لوگ اوسطرف کے جگہ سے ہٹ گئے توفیق ثبات اور برقرار رہنے کی نپائی لیکن سیف خان اور اکرام خان جو
اسلام خان کے ہراول تھے چند لوگون کے ہمراہ قدم ہمت گاڑے رہے اور کوشش مردانہ کی اور سبحان بیگ [illegible]

جو توپخانہ برانغار کا فرمان روا تھا اور سیف خان اور اکرام خان کا پیشرو تھا اسی لڑائی مین جان نثار ہوکر سرخرو
عرصۂ کارزار ہوا اوسی حال مین بادشاہ نے فدویان اخلاص منش کی پشت گرمی فرمائی ملازمان رکاب اور جان نثاران
سابق نے حوالہ دے کے ہاتھہ آستین ارادت سے باہر نکالا اور کوششہاے مردانہ سے جمعیت مخالفین کی پراگندگی
اسی گیرودار مین شیخ ولی قرغلی ہراول بلند اختر تیغ مبارزان لشکر ظفر پیکر کی آب سے غریق بحر فنا ہوا اور حسن خویشگی
زخمی ہوکر عرصۂ رزمگاہ مین غلطان ہوا اور کسیقدر اوسکی فوج سعی دلاوران شاہی کی آگ سے جل بھن کر ٹھکانے لگی
اور بلند اختر مع چند لوگون کے واپس باپ کے پاس پہونچا عالمگیر نے بغیر غلبۂ ہمت واسطے مدافعت شجاع کے
توپی کی چند قدم آگے کو بڑھا تھا کہ مکرم خان صفوی فوجدار جتون پور جو بذریعۂ لاچاری شجاع کی ہمراہی مین تھا
مداحیہ حضور عالمگیری کے اسطرف کو آتا تھا دور سے مانند پناہ جویون کے ظاہر ہوا اور امان پاکر ملحق موکب نصرت اثر
اور بموجب حکم ہاتھی پر جاکر محفوظ رہا اسکے بعد عبد الرحمن بن نذر محمد خان جو شاہجہان کے زمانہ مین کمکیان بنگالہ
مین سے تھا اور سنجر پسر الہوردی خان نے باپ کی جدائی کرکے بروے ارادت اس درگاہ مین گیا اور ملازمت مین
آئے اسی اثنا مین قراولون مین سے کسی ایک نے شجاع کے فرار کی خبر پہونچائی ـ اور نقارۂ شادیانہ گھوڑے اور
ہاتھیون کی پشت پر سے بلند آوازہ ہوئے آدرفی الحقیقت باوجود تفرقہ وانتشار لشکر اور برہمزدگی فوج اور ظہور پانے
طرح طرح نفاق اور شقاق منافقین اور حیلہ بوالعجبون کے جو اس لڑائی مین لشکر شاہی کے عائد حال ہوا عجب فتح نمایان
عالمگیر کو حاصل ہوئی اور شجاع شہزادون اندوہ ناکامی کے ساتھہ مع لڑکون اور الہوردی خان اور بقیۂ لشکر
راہ فرار اختیار کی اور اوسکا اسباب اور بنگاہ اور اکثر اسباب تجمل فوج منصورہ کی لوٹ مین آیا اور ایکسو چودہ توپ اور
ایکسو گیارہ ہاتھی بقید ضبط درآئے آدر عالمگیر نے بعد فتح یابی شکر وسپاس الٰہی ادا کیا اور لشکرگاہ شجاع سے جو موضع
کھجوہ کے تالاب کے نزدیک تھا گذر کر منزل کی اور بنا بر مآل اندیشی تاکہ شجاع اسباب منازعت کے جمع کرنے کی فرصت نپائے
ایک فوج شاہزادۂ محمد سلطان کی سرداری مین اوسکے تعاقب پر مامور کی اور اوسی روز جو جماعت کہ شاہزادہ کے رکاب
مین حاضر تھی اوسی مہم پر روانہ ہوکر پیشتر منزل کی آور اوس جگہ پر انتظار پہونچنے امراے کمکی اور جمعیت فوج کا کیا
اور شاہزادہ کو عجالۃً ایک عقد مروارید گران قیمت جو گردن اور دوپٹہ مین کندھے پر پڑا تھا نوازش کرکے رخصت کیا
اور ایک عینہ دو روز اوس منزل مین مقام کرکے امرا کو مشمول عواطف فرمایا ازان جملہ معظم خان کو جو بعد رہائی
قید کے اسوقت تک بحالی منصب پر سرفراز ہوا تھا بڑھے منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور دس لاکھہ
روپیہ انعام اور عطاے خلعت خاص مع پوستین سمور اور فیل خاصہ مع ساز نقرہ اور جل زربفت اور شمشیر و
مرصع کے مورد مراحم گوناگون کیا آور راجہ جے سنگہ اسی روز وطن سے پہونچکر جبہہ ساے عقیدت ہوا ۲۷ روز کے بعد نواح
کھجوہ سے کوچ ہوکر دریاے گنگ کے کنارے مقام ہوا اور سلخ تک مقام رہا آور بعد نزول اس مقام کے معظم خان

مع ذوالفقار خان اور اسلام خان اور کنور رام سنگھ اور داؤد خان اور فدائی خان اور راؤ بہاؤ سنگھ اور افغان خان خویشگی اور اعتشام خان اور فتح جنگ خان اور رشید خان اور لودیخان اور رائے بہاؤ سنگھ ہاڈا وغیرہ مردم کارآمدنی تعین ہوئے کہ شاہزادہ محمد سلطان سے ملحق ہوکر شجاع کا تعاقب کرین

شیخ میر اور صف شکن خان کے لشکر کا بیان جو داراشکوہ کے تعاقب پر معین تھے

پوشیدہ نرہے کہ صف شکنخان چوتھی محرم کو جسکے دس روز قبل داراشکوہ ملتان سے رہگرائے فرار ہوا تھا بلدۂ مذکور سے اوسکے تعاقب پر چلا جب بہکر پہونچا ظاہر ہوا کہ داراشکوہ اجمال و اثقال اور بعض پرگیان کو مع کسیقدر خزانہ اور ظروف طلائی و نقرئی اور سنگین کے قلعہ بہکر مین چھوڑکر بسنت خواجہ سرا اور سید عبدالرزاق نامی ایک شخص کو جو اوسکے معتمدین مین تھا قلعہ کی حراست مین تعینات کیا اور چند توپ کلان جو اپنے پاس رکھتا تھا مع دیگر لوازم توپخانہ اور ایک گروہ تبرانداز اور بندوقچیون معتمد کو اوس حصار مین چھوڑکر سلخ محرم کو بہکر سے تلحکام ماکوس پیشتر کو چلا گیا اور نقد خزانہ اور اسباب کشتیون مین اور خود براہ بیشہ اور جنگل درختون کو صاف کرتے ہوئے جاتا ہی اور اکثر نوکران عمدہ اوسکے مانند داؤد خان اور شیخ نظام اور میر عزیز اور میر رستم مع چار ہزار سوار کے نواحی بہکر مین اوس سے جدا ہوگئے قریب تین ہزار سوار کے اوسکے ہمراہی مین رہگئے ہین شیخ میر نے ایک ہفتہ کی اقامت کے بعد بہکر مین معلوم کیا کہ اس جگہ سے پچیس ۲۵ کوس پرآگے ایک راہ قندہار کی جانب کو جدا ہوتی ہی داراشکوہ وہان پہونچکر چاہتا تھا کہ قندہار کو جاوے جب دیکھا کہ نوکر ہمراہی نکرینگے اور اہل حرم بھی اودہر کو راضی نتھے ناچار ٹھٹھہ کی طرف بازگشت کی اس اخبار کے سننے سے جماعت برق اندازون کی بھکر مین متعین کی کہ قلعہ مداخل و مخارج سے خبردار رہکر تا وا پسی لشکر منصور توپ و تفنگ سے قلعہ کے ساتھہ جنگ کرین اور متحصنون پر کام تنگ کرین اور خود کوچ کرکے درپے داراشکوہ چلا اور صف شکن خان کو مع محمد معصوم اپنے داماد کے بہمراہی ہزار سوار بر قندار اور چودہ شتر نال کے پیشتر کو بھیجا کہ بہرصورت داراشکوہ کی کشتیون کی راہ عبور مسدود کرین اور خود بھی پیچھے سے دوڑکر پہونچا اور کوششین کین لیکن بسبب پاٹ دریا کے کچھ منفعت نہوئی بجز دو کشتیون کے کہ ایک گولہ سے شکست ہوئی اور دوسری مٹی مین جا لگی اور کچھ نقصان نہ پہونچا اور مجموعہ کشتی سلامتی سے نکل گئین اور شیخ میر اور صف شکنخان نے سنا کہ داراشکوہ اونتیسوین ۲۹ صفر کو دریا سے عبور کرکے گجرات کو چلا گیا اسی اثنا مین اونکے نام فرمان صادر ہوا کہ ترک تعاقب کرکے حضور مین آوین چونکہ اس فوج نے اس تعاقب مین سخت مصیبت کھینچی تھی اس حکم کا پہونچنا نہایت غنیمت سمجھکر معاودت کی

عالمگیر کی معاودت ساحل گنگ سے دارالخلافہ اکبر آباد کو

جب داراشکوہ کے گجرات جانے کی خبر عالمگیر کو ملی اور شجاع کی طرف سے اطمینان ہوا تنبیہ اور تادیب راجہ جسونت سنگھ کی کہ ویسا نفاق نمایان اوس سے ظاہر ہوا اور نیز تدبیر استیصال داراشکوہ کی پیشنہاد خاطر عاطر کرکے علم معاودت

دریاے گنگ کے کنارے سے اکبرآباد کی طرف بلند فرمایا اور قصبۂ کوڑہ مین الہ آباد اور پٹنہ کی تسخیر کی خبر سید قاسم
حضور مین عرضداشت شاہزادہ محمد سلطان سے معلوم کرکے فرمان سند صوبہ داری الہ آباد کا خانزمان کو
جو قبل جنگ شجاع کے الہ آباد کے محاصرہ پر مامور تھا اور فرمان صوبداری پٹنہ کا داؤد خان کے نام جو معظم خان کے
ہمراہ گیا تھا صادر ہوا کہ بعد پہونچنے پٹنہ کے وہان کی صوبہ داری پر منصوب ہوا اور مکرم خان بدستور سابق فوجداری
جون پور پر بحال رہا اور فتح پور سے گذر کر محمد امین میر بخشی کو مع ایک فوج امرا اور منصبداران کے بنابر استیصال راجہ جسونت
کے مقرر کیا اے سنگہ راٹھور کو جو راجہ جسونت کا بھتیجا تھا خطاب راجگی سے سرفراز کرکے خلعت و فیل مع مادہ فیل
او شمشیر مرصع اور نقارہ اور انعام ایک لاکھ روپیہ اور اصل و اضافہ سے چار ہزاری چار ہزار سوار کے مرتبہ پر مرتبہ
بڑہا کر اوسی فوج کے ہمراہ کردیا تاکہ بعد مستاصل ہونے جسونت کے راجگی اولوس راٹھور اور مرزبانی جودہپور کی
اوسکے متعلق ہو اور حکم ہوا کہ امیر خان حارس قلعہ شاہجہان آباد مراد بخش کو جو وہان مقید ہے ہمراہ شیخ میر کے
جو دارا شکوہ سے بموجب حکم لوٹا آتا ہے لاکر قلعۂ گوالیار مین محبوس کرے اور خود حضور بادشاہ مین رہے چونکہ تنبیہ
راجہ جسونت اور دارا شکوہ پیشنہاد خاطر عالمگیر تھی داخل اکبرآباد ہوکر عزم اجمیر کا جزم کیا امیر الامرا شایستہ خان
اور دیگر امرا اور ارکان وہان کے ظاہر شہر مین دو تین منزل آگے اکثر شرفیاب ملازمت ہوئے اور شیخ میر اور دلیر خان
بھی ملحق لشکر ہوئے اب واسطے انتظام اخبار کے احوال دارا شکوہ کا لکھنا ضرور ہے مخفی نرہے کہ دارا شکوہ نے اپنے
تعاقب کی فوج کا لوٹنا غنیمت سمجھکر ولایت گجرات کو جو اغیار سے خالی تھی واسطے اپنی اقامت اور آراستگی فوج اور
افواج کے مناسب سمجھکر بعضے زمینداروں کی رہنمائی بموجب دریاے شور کے کنارے سے جو غیر مشہور اور دشوار گذار تھی
رہ سپر ہوکر جب ولایت کچھ مین پہونچا وہان کا مرزبان استقبال کو آیا اور مردمی و مروت اختیار کی اور بیٹی اپنی دارا شکوہ
کے لڑکے سپہر شکوہ سے منسوب کی وہان سے مع تین ہزار سوار اور دیگر مردمان ہمراہی کے گجرات کی عزمیت کی شاہ نواز خان
صفوی ہرچند دارا شکوہ سے بیگانہ اور عالمگیر سے رشتہ رکھتا تھا کیونکہ عالمگیر کی بی بی کا باپ تھا لیکن بسبب اوسی
بدسلوکی کے جو عالمگیر نے بروقت نہضت برہان پور کے اوسکو مقید کرکے بعد غلبہ پانے ہرسہ برادران مع علی سلطنت کے
قید سے رہائی دیکر صوبداری گجرات پر مقرر کیا تھا یہ شخص بادشاہ سے کبیدہ خاطر تھا پس مزاحمت اور ممانعت
نکرکے داعیہ اتفاق دارا شکوہ کیا اور رحمت خان دہانکے دیوان اور جملہ ملکیون کے ساتھ اوسکے استقبال کو گیا
اور موضع شیرکنج مین جو شہر سے دو کوس پر ہے اوسکی ملاقات کی اور ازروے ہوا خواہی اور خیر اندیشی کے پیش آیا
دارا شکوہ داخل احمدآباد گجرات ہوکر اموال و اسباب اور جملہ کارخانہ مراد بخش پر جو وہان رہگیا تھا متصرف ہوا
چونکہ اس سبب سے کسیقدر مکنت بہم پہونچی لشکر و سپاہ کی فراہمی کا دہیان آیا اور اوس صوبہ کے ملکیون کو داد و دہش
اور استمالت سے اپنا یار بنالیا اور ایک مہینہ سات روز کے عرصہ مین فوج آراستہ اور لشکر شایستہ جسمین بائیس ہزار سوار تھے

آراستہ کرکے کبھی عزم کرتا تھا کہ وہان کے سلاطین سے استمداد کرکے اپنا کام جاری کرے اور کبھی اجمیر کا ارادہ کرتا تھا
تاآنکہ جنگ الہ آباد کی خبر بطریق غیر واقع اوسکے گوش گذار ہوئی اور بنابر نفاق راجہ جسونت چند سختیان جو شکر عالمگیری
عاید ہوئین اور فراریون کے زبانی جو کچھہ اخبار مشتہر ہوئے برخلاف واقعہ کے داراشکوہ کو معلوم ہوئے بمجرد سننے کے بدون
تحقیقات عزم اجمیر کا مصمم کرکے غرہ جمادی الاخرے کو گجرات سے نکلا اور شاہنواز خان کو مع جمیع اجماع اور لواحق
پسران وخویشان اوکو مع مراد بخش کے جو اوسی جگہ پر تھا اور اکثر لمکیان اوس صوبہ کے مانند رحمت خان دیوان
وغیرہ کو ہمراہ لیا اور سید احمد نامے کو صوبہ دار گجرات کا کرکے کسی کو اپنے نوکرون مین سے وہان چھوڑکر جب گجرات سے
تین منزل چلا آیا برخلاف اوسکے جو سنا تھا محقق ہوا اور اسوجہ سے اپنے کام مین تردد ہوا اسی ضمن مین راجہ جسونت کا
نوشتہ مشعر اپنے حقیقت حال کے اور نیز اس امر کے کہ اجمیر کی عزیمت فرمائی پہونچا اور اس وجہ سے عزم مزید ہوا اور
جمعیت اوس راٹھور اور دیگر راجپوتون کی پشت گرمی سے جنکے مکانات نواحی اجمیر مین تھے دلیر تر ہوا اور ہر منزل مین
نوشتجات راجہ جسونت مشعر مزید ترغیب اور تاکید کے پہونچا کرتے تھے تاآنکہ جودہپور کے تین منزل پر آپہونچا باقی
احوال اسکا بعد ازین لکہا جاویگا آلحال بنابر انتظام اخبار کے احوال عالمگیر کا لکھا جاتا ہی ۔ ۲۷ جمادی الاول کو عالمگیر
نے شکارگاہ باڑی مین مقام فرمایا اس منزل مین شاہزادہ محمد اکبر مع جمیع پردگیان حرم سرے شاہی کے جو دولت آباد
سے ہوئی تھین پہونچکر شرف اندوز ملازمت ہوا اور پردگیان حرم سرا کو اکبر آباد مین چھوڑکر خود عازم پیشتر ہوا ۔
۱۲ جمادی الاخرے کو تربیت خان صوبہ دار اجمیر نے پہونچکر داراشکوہ کی مفصل خبر پہونچائی ۔ جب معلوم ہوا کہ داراشکوہ
اجمیر مین پہونچکر آمادہ رزم دیگا ہی ۱۶ جمادی الاخرے کو طاہر خان کو عنایت ترکش سے نوازش فرمائی اور مع
ایک جماعت کے قراولی پر رخصت کیا تاکہ متواتر اخبار طرف مخالف کی پہونچاتا رہے ۲۴ چوبیسوین کو چہ کوس تالاب راماسیر پر
نزول لشکر ہوا اسی منزل مین عالمگیر نے ترتیب لشکر اور تقسیم افواج فرمائی ہراول کی سرداری راجہ جیسنگہ کو مقرر ہوئی
اور صف شکنخان میر آتش مع توپخانہ اور گروہ برن آبداران کے ہراول کے آگے مقرر ہوا ۔ اور شیخ میر کو التمش کی
سرداری ملی برانغار پر امیر الامرا شایستہ خان مقرر ہوا اور شاہزادہ محمد معظم جرانغار کی سرداری پر سرفراز ہوا اور حکم ہوا
کہ برنکی سیاہ بہادر خان وغیرہ کے ہمراہ رہے اور محمد امین خان میر بخشی مع گروہ بہادران کے لشکر کے دست راست پر
بطور طرح کے تعین ہوا اور ہشدار خان مع فدویان جان نثار کے دست چپ پر محافظ رہے اور قول خاص مین بندگان
مخلص مقرر ہوئے قول خاص کے میمنہ کی محافظت اصالت خان کو ملی اور میسرہ کی نگہبانی تربیت خان نے پائی اور ہر ایک
کے ساتھہ لشکر بھی کیا گیا اور حکم ہوا کہ بعد ازین اسی ترتیب سے فوج رہ سپر ہو ۔ الحال باقی حال راجہ جسونت اور داراشکوہ کا
لکھنا ضرور ہی ۔ مخفی نرہے کہ راجہ جسونت تقصیر ثانی سے کہ علانیہ کوس مخالفت کا بجاتا اور اپنا نفاق پنہان آشکارا کرکے
گیا تھا یقین جانتا تھا کہ عالمگیر اوسکے استیصال مین تقصیر نکریگا ناچار اپنا چارہ کار داراشکوہ کی رفاقت مین دیکھا

ترغیب وتحریصت اوسنے اپنی طرف مائل کیا اور اپنے الوس اور دیگر راجپوتان کا لشکر فراہم کرکے بعد پہونچنے جودہ پور کے سرانجام لشکر اور سپاہ مین کوشش بیشتر کی بانتظار پہونچنے داراشکوہ کے بیٹھا اور عالمگیر نے واسطے انتشار پانے اور شکست کار داراشکوہ کے چاہا کہ دونون کے درمیان مین تفرقہ پڑے اور راجہ جیسنگہ جو منظور نظر اور عمدۂ راجہاے ذوالاقتدار مین سے تھا فراست سے اس بات کو پاکر استعفاے جرایم اچھی طور پر پیش کیا جسکے بموجب ایک فرمان متضمن بشارت عفو تقصیر اور ممانعت موافقت داراشکوہ کے اوسکے نام صادر ہوا اور راجہ جیسنگہ نے ایک مفصل تحریر متضمن ترک رفاقت داراشکوہ کے تحریر کی اوسنے یہ حال دیکھکر جرم سابق فراموش کیا جودہ پور سے جو بیس کوس بعزم اجمیر نکل گیا تھا مراجعت کرکے گوشۂ عافیت کو سدھارا داراشکوہ اسکے فریب مین آکر دوسرے اراد ون سے معطل ہوگیا میرٹھہ کو جو جودہ پور سے تین منزل ہے گیا وہان بھی اسکا نشان نپایا متردد ہوکر مقیم ہوا مسمی دہیچند اپنے معتمد کو بھیجکر ایفاے عہد کا خواستگار ہوا اوسنے حیلہ وفریب کے لیے جواب دیا کہ انتظار فراہمی لشکر مین مقیم ہون صلاح یہ ہے کہ داراشکوہ اجمیر مین جاکر مقیم ہو تاکہ راجپوت اوسکے حضور مین جمع آوین اور بندہ بھی عنقریب فراہمی لشکر کرکے حاضر ہوتا ہے داراشکوہ ناچار اجمیر آیا اور مکرر دہیچند کو بھیجا مگر اوس فریب کی باتین سمجھکر قطع امید کرکے مراجعت کی اور راجہ جودہپور کو روان ہوگیا داراشکوہ نے ناچار اپنے لڑکے سپہر شکوہ کو مع پانسو سوار کے راجہ کے پاس بھیجا شاہزادہ نے جلد پہونچکر ہر چند لجاجت کی مگر پذیرا نہوئی لاچار مایوس ہوکر واپس ہوا

دوبارہ عالمگیر کے داراشکوہ سے لڑائی ہونا اور فتح پانا۔

جب داراشکوہ اوس حیلہ سرشت نامرد سے مایوس رہا اور عالمگیری فوج اجمیر کے قریب جا پہونچی ہر چند فوج کم تھی لیکن لڑنے کو آمادہ ہوا مگر بدرجۂ لاچاری یہ مصلحت ٹھہری کہ درۂ کوہستان اجمیر کو کہ دونو جانب سے محدود ہے اوسے مورچال بناوے۔ اور عمدہ کارخانہ لڑائی کا ترتیب دیکر چند روز کے واسطے مامن بناوے آخر ہر ایک نو ایک ایک مورچہ پر معین فرمایا اول مورچہ جو گڈہ بیٹھلی کے نزدیک تھا سید ابراہیم مصطفے خان کے سپرد کیا اور اوسکے لڑکے محسن خان اور جان بیگ کو اسی طرف تعین کیا اونکے پہلو کے مورچہ فیروز میواتی کو اور اوسکے پہلو مین چند بڑی توپین نصب کین اور اوسی مقام پر اپنا ٹھہرنا مقرر کیا اور اپنے چپ کی طرف دوسرا مورچہ باندہ کر شاہنواز خان کو اور اوسکے بعد کے مورچون پر جو کوکلہ پہاڑی کے متصل بندہا تھا سپہر شکوہ کے سپرد ہوا اور اوسکے لوگون کو مع مغول خان پسر کمادہ خان کے وہین پر چھوڑا ۲۶ جمادی الآخرے کو عالمگیر موضع دیوارہ کے نزدیک جہانسے اجمیر تین کوس پر تھا پہونچا آتش بازی شروع ہوئی میر آتش ایک توپ کے فاصلہ پر لشکر بادشاہی سے جاکر ٹھہرا دوسرے روز لشکر عالمگیری آدہ کوس پر جا لگا۔ اور توپخانہ بھی بیشتر کو بڑہا کر ایک توپ سے کم فاصلہ پر جا لگایا جب توپخانہ نہایت نزدیک ہوا عالمگیر نے دور ہی سے شیخ میر کو مع لشکر التمش کے جو کہ وہ سردار تھا مع لڑنے

وغیرہ کے میمنت سے اوس توپخانہ کے نزدیک مقرر کیا تاکہ تاکید مخالفین سے ہوشیار رہین اور حکم ہوا کہ امیر الامرا مع لشکر برنغار اور راجہ جیسنگہ مع فوج مراد ال کے دست راست لشکر کو کوکلہ پہاڑی کے مقابلہ مین اور لشکر جرانغار دست چپ مین گڈہ بیٹھلی کے برابر خیمہ زن ہوا اور تمام فوج مع لشکر قول کے حواشی دولتخانہ مین نزول کرے حسب الحکم تعمیل ہوئی بر سبیل علی الاتصال گولہ برسنے لگے چونکہ کما ینبغی بند و بست ہوگیا تھا فوج عالمگیری کی جرأت نتھی کہ اونکے مورچون پر جاسکے بلکہ مخالفت کبھی کبھی نکلکر دست بردی دکھلاتے تھے اور ہر طرح سے متانت اور مضبوطی مین بدجمعی تمام رات دن گذرا نتے تھے شیخ میر اور دلیر خان دہاوا کرنے مین بہتری نہ سمجھتے تھے کہ مبادا کوئی اولٹی بلا نازل ہو تین روز تک یہی رنگ رہا کوئی تدبیر مورچال فتح کرنے کی نسوجھی ناگہان راجہ راجروپ زمیندار کوہستان جمونے جسکے پیادہ کوہ گردی مین چالاک تھے عرض کیا کہ میرے آدمی کوکلہ پہاڑی پر چڑھنے کی راہ عقب سے دیکھے ہوئے ہین عالمگیرنے فرمایا انتظار فرصت رہکر جب قابو ہوا اپنے پیادون کو مع بند وقچیان بادشاہی کے بہیجکر مردم داراشکوہ سے کوہ کو خالی کرائے۔ اور اول روز عالمگیرنے سرداران لشکر کو بلاکر دہاوے کے بارے مین تاکید فرمائی بہادران فوج ازبی تاب ہوکر جانبازی دکھلائی اور آخر روز کو راجہ نے اپنے پیادے کوکلہ پہاڑی پر چڑہائے اور خود اوس پہاڑ کے روبرو سے ۸ کو جا کھڑا ہوا ملازمان توپخانہ شاہی آرام کے لیے تہوڑی دیر لڑائی سے باز رہے مخالفون کو فرصت جو ملی قریب ہزار سوار کے لشکر داراشکوہ سے بقصد مدافعت راجہ راجروپ کے مورچال سے نکلکر ٹہر گیے اس حال کے دیکھنے سے ملازمان عالمگیر نے حرکت کی اول دلیر خان نے توپخانہ کے دست راست سے نکلکر دلیری دکھلائی اوسکے بعد شیخ میرنے دست چپ سے اور راجہ جیسنگہ اور امیر الامرا مع لشکر برنغار اور اسد خان اور ہوشدار خان مع جرنغار کے صف آرائی کی لیکن دلیر خان اور شیخ میر کی دلیری سب سے اول درجہ کی ہوئی بعد اہتمام جنگ جیونہین آثار فتح نمودار ہوئے اقدام ثبات اہل مورچال کے متزلزل ہوے تھے کہ راجہ جیسنگہ عقب سے بیونچکر ملگیا بالجملہ شیخ میر اور دلیر خان نے شاہنواز خان کے مورچہ پر جو کوکلہ پہاڑی پر تھا حملہ کیا۔ اور توپخانہ شاہی سے بھی اگ برسانی شروع ہوئی وہ دہوان دہار کردیا کہ مخالفون کی آنکھہ مین اندھیارا چھاگیا یہان تک کہ جو کوئی دوسرے مورچہ سے چاہتا کہ شاہنواز کے مورچال مین آئے برق اندازی شاہی سے تاب نتھی اسوقت مین فوج عالی قریب مورچہ جا پہونچی آثار نصرت و فیروزی نمودار ہوئے۔ مردم راجہ راجروپ نے دلیر ہوکر کوکلہ پہاڑی پر علم نصب کیا اس نیزہ کے دیکھتے ہی داراشکوہی فوج مین تزلزل واقع ہوا اسیکے قریب شیخ میر اور دلیر خان مع اپنی فوج کے شاہنواز کے مورچہ پر جا دوڑے اگرچہ اودہر سے خوب روک ہوئی اور ادہر سے بھی کوئی مددگاری کو نہ پہونچا مگران دونون سرداروں نے خوب پیر جمائے اچھی مردانگی ظاہر کی اہل مورچال نے بھی خوب بخت آزمائی کی مگر یہ لوگ مورچون مین دھس پڑے داراشکوہ ہر وقت مدد بہیجتا تھا چنانچہ شاہنواز خان کو بھی اپنے پاس سے اودہر کو بہیجا خان مذکور نے پہونچکر عین جنگ مین چشم زخم عظیم برپا کیے اسی اڑبھڑ مین دن

تمام ہوا۔ اس کارستخیز مین شاہ نواز خان نے تیر کھاکر گوشۂ عدم کی راہ لی اور سیادت خان اسکا لڑکا بھی زخمی ہوکر بادشاہ کی
خدمت کو سدھارا اور محمد شریف بخشی داراشکوہ نے دلیر خان کے تیر سے نقد روان نذر دیا اور ابابکر خویشگی بھی مارا گیا۔
اور سرداران عالمگیر مین سے شیخ میر ایسے بندوق کی گولی کھاکر فنا سے ہمدوش ہوا اُسوقت مین سید ہاشم نام جو اوسکے
برابر ہودج فیل مین بیٹھا تھا اوس تدبیر کی کہ جسطرح سے شیخ بیٹھا تھا ویسا ہی رہیگا جب لڑائی فتح ہوئی اور دلیر خان کی کوشش
مردانہ مین زخم تیر سیدہے ہاتھ مین کھائے اکثر لوگ طرفین سے جان نثار ہوئے اسی وقت مین راجہ جیسنگہ نے
بہو جکار مدد کی اور مردم مورچال کو شکست دی چونکہ داراشکوہ اول سے جانتا تھا کہ ادبار نے گھیرا ہے عالمگیر سے
عہدہ برائی ممکن نہین اول سے پردگیان حرم سرا کو مع خزانہ وغیرہ ضروری کارخانہ کے طیار کر رکھا تاکہ بروقت نکلنے
مین دقت نہو اور خود مع اپنے بیٹے سپہر شکوہ کے بلندی کوہ پر ملاحظۂ جنگ کر رہا تھا جب یہ زد و خورد ملاحظہ کی
اقامت کی تاب نپائی ہر چند ہنوز دو سکے مورچے قائم تھے اور قریب تین چار ہزار سوار کے ہمراہ بھی تھے لیکن
ناامید ہوکر بھاگنے کی سوچا جب رات ہوئی اور شیخ میر کی سپاہ بھی اپنے سردار کے مارے جانے سے مطلق العنان ہوکر
لوٹ کھسوٹ مین مصروف تھے داراشکوہ نے فرصت پاکر مع سپہر شکوہ کے اور فیروز میواتی اور کسیقدر سپاہ کے
رہ سپار ہوا۔ اور اموال و عیال و اطفال مع اکثر عماید ہمراہی کے قلعۂ اجمیر مین رہگئے منجملہ سرداران کے فیروز میواتی
نے ساتھ دیا اوسکا مال و اسباب راجپوتان ہمراہی نے تاراج کیا۔ اور سواے جواہر پوشیدنی اور کسیقدر اشرفی کے
جو حرم سرا کی عماریون مین تھین کچھ مال و اسباب ہمراہ نلیجا سکا نہایت ناکامی اور بے سرانجامی مین عازم گجرات
ہوا۔ اور گروہ میٹھلی کسطرف بعض سپاہ مورچہ کی اب تک بے خبر مشغول مدافعت تھی آخر شب کو بعد اطلاع کے
سرداران نامی صف شکنخان سے رجوع ہوئے اور محمد شریف میر بخشی جو کہ سخت زخمی تھا اوسی رات کو اوسکی
صبح زندگی شام ہوئی دیگر امرا صبح کو مستفیض بملازمت ہوئے عالمگیر شکر خدا بجالایا شیخ میر کے کشتہ ہونے سے
نہایت دلگیر ہوا حسب الحکم اسکے شاہنواز خان مرحوم کی لاش باعزاز تمام خواجہ معین الدین چشتی کے مزار مین مدفون کی
سلخ جمادی الاخرے کو طواف فرار ہوا پانچ ہزار روپیہ مجاوردن کو انعام ہوا اور واقعہ تالاب اناساگر مکانات شاہجہانی
مین ورود ہوا راجہ جیسنگہ اور بہادرخان مع فوج مناسب کے داراشکوہ کے تعاقب مین تعینات کیا گیا راجہ جسونت سنگہ
کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور گجرات کی صوبہ داری ملی خلعت و فرمان سند بھیجکر حکم کیا کہ اپنے صوبہ کو
جاکر انتظام کرے اور کنور پرتھی سنگہ اپنے لڑکے کو روانۂ حضور کرے اور اولاد شاہ نواز خان کی جو اوسکے سالے تھے
اور امیر خان برادر شیخ میر کو خلاع ماتمی وغیرہ تفضلات بادشاہی سے سرفراز فرمایا۔ ۴ رجب کو شاہجہان آباد کو
معاودت ہوئی اثناے راہ مین معظم خان خانخانان کی عرضی سے وضح ہوا کہ شجاع مونگیر مین اوس دیوار مورچال کے بھروسے
جو شیر شاہ کے وقت مین بنائی گئی تھی چاہتا تھا کہ اوسے استحکام دیکر چند سے پاے ہمت مضبوط کرے لیکن سلطان

فوج شاہی سے گھبرا کر ۲۱ جمادی الاول کو مونگیر سے جہانگیر نگر کی طرف چلا گیا اور اوسی مہینے کی ۲۴ کو خانخانان اور
شاہزادہ محمد سلطان داخل قلعہ مونگیر ہوگئے پنجم شعبان کو فتحپور سگری مین مقام ہوئے انتظام سلطنت مین
مصروف ہوا انھین دنون مین عادل شاہ بیجاپور کا پیشکش از قسم جواہرات وغیرہ کے پہونچا۔ ۶ شعبان کو فتحپور سے
کوچ کرکے بعزم شاہجہان آباد نہضت ہوئی موضع چنداولی مین خیمہ گاہ ہوا انھین دنون مین محمد سلطان اور
خانخانان کی عرضی سے معلوم ہوا کہ شجاع واقعہ اکبر نگر راج محل مین ارادہ اقامت رکھتا تھا مگر قرب لشکر سے ڈرکر
عبور گنگا کر گیا اور اکبر نگر بھی تصرف اولیاے دولت مین آیا ۱۹ ماہ شعبان کو نزدیک شاہجہان آباد کے پہونچکر
خضر آباد مخیم ہوا اور سلخ ماہ شعبان کو کمال توزک اور شان سے لاہوری دروازہ ہوتے ہوئے قلعہ مین داخل ہوا
اور دیوان خاص و عام اور بعد ازان غسل خانہ مین سریر آراے حشمت و کامرانی ہوا امرا نے رسم تصدق۔
پیشکش کیے انھین دنون مین عرض ہوا کہ قلعہ چنارگڈھ جو بعد داراشکوہ کی برہمی کے شجاع کے تصرف مین آیا تھا
اور اوسکا نوکر سید ابو محمد اوسکا حارس تھا۔ اوایل ماہ رمضان کو بے جنگ و جدل مسخر ہوا۔ اور سید مذکور نے
اطاعت شاہی قبول کی اور عازم درگاہ آسمان جاہ ہوا

ذکر تمہید جلوس ثانی

پہلا جلوس تو فقط بطور ادا ے رسم کے ہوا تھا جیسا کہ چاہیے توزک و احتشام شاہی بسبب تقاضاے وقت کے
نہو سکا تھا خطبہ و سکہ و لقب بھی آیندہ پر موقوف رہا تھا اب کہ فتح و فیروزی سے داخل شہر شاہجہان آباد ہوا۔
حکم دیا کہ منجمان دقیقہ رس اس جشن فرحت اثر کی کوئی ساعت مقرر کرین اور ۲۴ ماہ رمضان مقرر ہوئی بعد ازان
ارشاد ہوا کہ منتظم لوگ اس ساعت کے اشاعت تک سرانجام سامان کرین بارگاہ شاہی شان و شوکت سے آراستہ ہو
لہذا کارپردازون نے تعمیل ارشاد کی اور سقف و ستون ایوان چہل ستون دیوان عام کے در و دیوار نقش بوقلمون سے
نگارخانہ حیرت افزا بنائے گئے زردوزی زربفت مخمل طاش گجراتی وغیرہ کے فرش و فروش سے مکانات نادرات
پیراستہ ہوئے وسط دیوان مین تخت مربع بنایا جسکے اطراف مین محجر طلائی تعبیہ ہوئے اوسپر تخت مرصع طاؤس
لقب کا اوسکے روبرو شامیانہ لولونگار اور چتر سورج مکہی آراستہ کیا عقب تخت صندلی طلائی رکھی گئی قورخانہ
جو کہ مشتمل ہے شمشیر مرصع ساز اور پرتلہ جواہر آگین اور سپر اور برچھی مرصع وغیرہ صندلیون پر رکھی گئین۔
اور شامیانہ سرخ چار ستون سیمین پر بلند کیا اوسکے دور پر مخمل زربفت اور زردوزی کے شامیانے نقرہ چوبین
نصب کیے گئے اسیطرح غسل خانہ کی عمارت بھی انواع آرایش سے مزین ہوئی اسپک مخمل زربفتی اور چوبہای
چوبین نقرہ درپیش ایوان بلند کی گئین اور دامن کے اسپک کی اطراف مین محجر نقرہ زمین پر نصب ہوئین
اوسکے اندر نفیس نفیس قالین اور بادشاہانہ فرش نہایت صنعت اور کارگیری سے بچھائے اور تخت کو جلیب

میناکار در پیش ایوان رکھکر زرین تخت کلان آٹھ پہلو مسقف بنگلہ دار وسط ایوان مین رکھا اور اطراف غسل خانہ کے
مکانات کو زربفتہاے نفیس سے مزین کرکے اونکے روبرو شامیانے لگائے جب یہ ساری آرایش روضہ رضوان کا نمونہ
ہوچکی تو اوسکے دن ۲۴ ر رمضان ۱۰۶۹ ہجری کو جبکہ عمر عالمگیر کی شمسی حساب سے چالیس برس سات مہینے
پندرہ روز کی تھی اور قمری کے رو سے اکتالیس برس دو مہینے دس روز گذرے تھے بعد گذرنے آٹھ گھڑی سات پل
کے جبکہ تین گھڑی اور پندرہ دقیقہ نجومی دن کے تخت شاہی پر جلوس ہوا امرا حسب منصب آداب تہنیت بجالائے منصب
و خلعت و انعام سے سرفراز ہوے صاحب دولت شایستہ خان کو بعد نواخت نوبت بادشاہی کے حکم ہوا کہ بموجب اپنے
باپ کی جو کہ عہد جہانگیری مین اس مرتبہ سے سرفراز تھا اور بجز اوسکے کسی دوسرے کو یہ سعادت نملی تھی نوبت نوازی کرے
خطیب نے بموجب حکم خطبہ پڑھنا شروع کیا جب حمد و نعت کے بعد آبا سے شاہی کے نام لیے ہر ایک کے نام پر خلعت
فاخرہ ملتا گیا جب حضرت کا نام زبان پر آیا دعا کرکے مدح ہوا اوسوقت خلعت گرانبہا عنایت ہوا اسقدر طلا
اور چاندی بادشاہ پر نثار ہوا کہ اوسکی لوٹ مین حریصون کے دل بھر گئے ۔ عالمگیر لقب مقرر ہوا چونکہ شاہجہان
کے وقت مین اشرفی اور روپیہ کے ایکطرف کلمہ اور چار یار کے نام اور دوسری طرف بادشاہ کا نام مسکوک ہوتا تھا
عالمگیر نے اس نقش کو خلاف ادب جانا لفظ مہر و بدر کے تفاوت سے یہ بیت مقرر کی ؎ سکہ زد در جہان چو مہر منیر
شاہ اورنگ زیب عالمگیر اور روپیہ مین (چو بدر منیر) اور دوسری طرف سال جلوس اور نام دار الضرب اور پیشانی
مین ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی مزین ہوا سات گھڑی تک جلوس رہا بعد مشکوے
دولت مین رونق افروز ہوا بیگمات کو بھی کثرت سے انعام عطا ہوا وہان سے غسلخانہ مین آکر جلوس کیا اور بدستور
انجمن آرائی اور کامروائی فرمائی بادشاہزادی وغیرہ وصول انعام شاہی سے شادمان ہوئین صلحا اور مستحقین
اور شعرا ارباب طرب وغیرہ کوئی نتھا جسکا دامن آرزو نقد مراد سے مملو نہوا دو مہینے سولہ روز تک یہ جشن رہا سید محمد علی
عادل شاہ کا ایلچی اور محمد ناصر صاحب قطب شاہ سلاطین اداے تہنیت کو مع پیشکش حاضر آستانہ دولت
ہوئے تھے اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمائے گئے عادل شاہی پیشکش آٹھ لاکھ روپیہ کا اور قطب شاہی
دو لاکھ کا قیمتی تھا علما وغیرہ نے بہت سی تاریخین کہین لیکن سب سے عمدہ ملا عزیز اللہ خلف ملا محمد تقی مجلسی اصفہانی نے
کلام خدا سے بحروف ملفوظی سے مادۂ تاریخ نکالا ہے ان الملک للہ یوتیہ من یشاء ۔ عید نوروز کو جسکی تعریف بہت حد
مین واقع اور مولوی معنوی نے اپنی مثنوی مین فرمایا اور کلام معصومین سے بھی بزرگی ظاہر اور فی الحقیقت عید عالم کی
کیونکہ پھلے پھولے جمیع نباتات اور معادن اور حیوانات اور ابراز ظاہر و باطن روح نباتی و معدنی و حیوانی کا ہوتا ہے
جیسا کہ حدیث مین ہے اغتنموا برد الدمع الآخرۃ اس بادشاہ نے نہایت تعصب سے برطرف کیے اپنے روز جلوس کو نوروز
مقرر کیا اور عوض غرہ فروردین کے غرۂ رمضان کو مبدء جشن نوروزی معین کیا اور اس جشن کو عید فطر سے اتصال کیا

اور اس ہتھ سے اعمال کو دین پروری کی بہتر سمجہکر اپنے تئین بھی دین جانتا تھا سیمین جانتا تھا کہ [illegible] اور رمضان سے کچہ نسبت نہین ماہ رمضان یا فقط عبادت اور جوع و عطش اور صیام روز اور [illegible] کے واسطے ہین وا زیب و زینت و رقص و سرود کے اگرچہ منع منہیات سابق مین بھی [illegible] مین اسکی [illegible]

قید ہوکر مارا جانا دارا شکوہ بہ سر انداز [illegible]

اس دوسری شکست کے پانے سے دارا شکوہ نے بڑی پریشانی اور خرابی مشاہدہ کی اپنے [illegible] سے یاری سے بجہر جو گجرات چلا اس حال مین بجز فیروز میواتی اور دس بارہ ہزار سوار کے کوئی ہمراہ نہ تھا اگرچہ جس رات کو شکست پائی اوسکے دن مین اپنے عیال کو قیل سوار مع خزانہ وغیرہ جواہرات کے کنار تالاب اناساگر [illegible] اور [illegible] ہمراہ بھی حفاظت کو ساتھ کیا تھا کہ اگر شکست ہو تو سیدہا اونکے ہمراہ فرار کرے لیکن اسوقت بارکی اور تاریکی مین نہایت خوف سے کسی طرح کو چل نکلا معول خواجہ سرا معتمد قدیمی سے جو حرم سرا کا ناظم تھا یہ سمجہکر جانا کہ اپنے خاوند کی شکست ہوئی بخوف گرفتاری حرم سرا کے مع حرم سرا والون کے پہاڑ کوہ کی راہ لی۔ اور پہاڑ اور درہ کے درمیان سے راہ طی کی نہایت مشکل اور بہت لگا ہو سے بارہ زنجیر فیل جسمین اوسکی عورات اور لڑکیاں سوار تھین گذرے جو لوگ حراست کو ہمراہ تھے ہمراہی سے متفرق ہو گئے بلکہ اونمین بعض جو بے حیائی سے لوٹ شروع کی راجپوتون نے جو محافظت پر مقرر کیے تھے اونہون کی قطار جنبش فیلان بار تھین لے گہیرکے اپنے مکانات کو جو اجمیر کے اطراف مین تھے روانہ ہوئے حاصل یہ کہ خزانہ اور اسباب اور جواہرات مین سے کچہ بھی اسکو نملا اور اہل حرم آٹھ پہر کے بعد اوسکو ملے اور کسیقدر درست کرکے پہر روانہ ہوئے اور آٹھ روز کے عرصہ مین گجرات آیا چونکہ وہان کے امرا اور رہکیون اسکی شکست کا حال سنکر نا امید ہوگئے تھے اور عالمگیر سے متوجہ ہوئے تھے لہذا سردار خان نے ایک گروہ سے سازش کرکے سید احمد بخاری کو جو دارا شکوہ کی طرف سے گجرات کا صوبہ دار تھا قید کیا اور بندوبست قلعہ کرکے آمادہ مزاحمت ہوا۔ دارا شکوہ اس خبر کے سنتے راہ گجرات سے لوٹکر پرگنہ کہری کو آٹھ کوس پر گیا اور کانہ جی کولی کے رہبر لیگئے کانہ جی نے جوانمردی سے ساتھ دیا حدود ولایت کچہ مین پہونچاکر واپس آیا اسوقت بیکسی مین گل محمد نام جسے اوسنے بندر سورت کا فوجدار کیا تھا۔ پچاس سوار اور دو سو پیادہ بندوقچی سے ہمراہ ہوا جب کچہ پہونچا وہانکے راجہ نے برخلاف اوسکے کہ استقبال [illegible] کے بعد اپنی لڑکی سپہر شکوہ کو بیاہ دی تھی بیگانہ ہوگیا لاچار دو روز مقیم رہکر حدود بہکر کو روانہ ہوا جب دریای سندہ کنارے پہونچا فیروز میواتی نے بھی کنارہ پکڑا جب دریاے سندہ کے پار جاکر ملک چاندیان مین پہونچا اونہون نے عمارتگری کا ارادہ کیا مگر ہمراہیون اور گل محمد کے تردد جانفشانی سے رہائی پاکر حدود دکیمان کو سدہارا مرزا نے بکسی کی جوانمردی سے استقبال کیا اور وہان سے قندہار تک بارہ منزل لیگیا اور چاہا کہ کچہ زاد راہ لیکے قندہار تک پہونچاوے چونکہ پیمانہ عمر تو لبریز

ہوچکا تھا اسکا کہنا نمانا بنا بر سابقۂ احسان کے جو ملک جیون زمیندار دہادہر کے حال پر کیا تھا اور وسکو شاہجہان
کے عہد مین زیر پاے فیل سے رہائی دلوائی تھی دہادہر کو روانہ ہوا امید تو یہ تھی کہ اوسکی مردمی سے زراجپوت یلنگی
اور اوسکے ہمراہ ہوکر قندہار جاویگا اوسنے ایک کوس پر آکر ملاقی ہوکر دام فریب بچھایا بحسب تقدیر جب اجمیر سے
بھاگا تھا اوسکی بی بی کو عارضۂ سل ہوا تھا اسقدر کوفت بڑھی کہ دہادہر نہ پہونچنے پایا تھا کہ وہ ضعیفہ روضۂ رضوان کو
عازم ہوئی دارا شکوہ کو ازبسکہ نہایت محبت تھی کدورت عظیم حاصل ہوئی اوسکی لاش لاہور کو بھیجی اور حکم دیا کہ میان میر حسینی کے
مقبرہ مین جس سے ارادت بھی رکھتی تھی دفن کیجاوے اور خواجہ معقول ناظر اور گل محمد کو اپنی نادانی سے ایسے
وقت بیکسی مین مع ستر نفر سوار کے باوجود عذر آوری کے ہمراہ نعش رخصت کیا اسکے بعد کوئی ساتھی نہ تھا صرف
چند خدمتگار اور خواجہ سرا تھے کہ دہادہر مین پہونچا ملک جیون ملعون نے دغابازی سے عجب حال کیا افسون و افسانہ
سے رام کرکے ۲۹ ماہ مبارک کو جب کہ دارا شکوہ عازم قندہار ہوا جیسا سے رخصت ہوکر مع نوکرون کے برسر راہ آیا
اور اوس فلک زدہ کو مع سپہر شکوہ اوسکے فرزند کے دستگیر کیا اور حقیقت حال راجہ جیسنگہ اور بہادر خان کو
جو مع فوج اوسکے تعاقب مین آمادہ تھے اور نیز باقر خان فوجدار بہکر کو تحریر کی باقر خان نے فوراً بادشاہ کو عرضداشت
کی اور نوشتہ ملک جیون نے بھی روانہ کیا ۱۲ شوال کو یہ خبر عالمگیر نے سنکر شادیانہ شادمانی بجوا دیا چند روز کے
بعد سنا کہ دارا شکوہ بہادر خان کے ہاتھ قید ہوکر دہادہر آیا شادیانہ بجوانے کے بعد راجہ راجروپ زمیندار جمون کو
کوہستان سری نگر کی طرف بھیجا کہ دارا شکوہ کے بڑے بیٹے سلیمان شکوہ کو جسطرح ممکن ہو قید کرے ملک جیون کو
اس عمل زشت کے عوض مین جسے کوئی پسند نکریگا عنایت خلعت اور منصب ہزاری دو صد سوار اور خطاب
بختیار خانی سے سرفراز فرمایا انھین دنون مین بہادر خان جو کہ دارا شکوہ کو مع سپہر شکوہ کے بختیار خان سے
لیکر تا بئین ناواجب بموجب حکم لاتا تھا دار الخلافت مین آیا نظر بیگ چیلہ نہایت خوشی سے مقرر ہوا کہ جس
صورت سے خود بدولت کو منظور ہی دارا شکوہ کو دیکھ آئے ۶ ذی الحجہ اوس چیلہ نے آکر بواپسی اظہار حال کیا۔
اور پھر مرخص ہوا سہ شنبہ ہفتدہم کو حکم ہوا کہ دارا شکوہ کو مع اوسکے لڑکے کے مسلسل فیل سوار بلا عماری مین جاگزین کرکے
اور نظر بیگ چیلہ عقب مین بیٹھا ہوا اور بہادر خان مع افواج کے ہمراہ درمیان شہر سے کہنہ بازار دہلی ہوتے ہوئے
خضر آباد لاوین اور عمارات خواص پورہ مین محفوظ کرین ۔ بموجب حکم کے تعمیل ہوئی دوسرے روز بختیار خان داخل
شہر ہوا بعض نوکران شاہجہانی نے مع بازاریون کے چاہا کہ شورش کرین بلکہ اکثرون نے اینٹ پتھر برسائے
جس سے کسیقدر اوسکے لوگ زخمی اور شکستہ بھی ہوئے نزدیک تھا کہ فتنۂ عظیم برپا ہو مگر کوتوال شہر نے موقع
پہونچکر انتظام کرلیا اور بختیار مذکور کو مع ہمراہیون کے قلعہ مین پہونچایا بادشاہ حق پرست نے علما سے فتوی دریافت کیا
اونھون نے رضاے عالی سمجھکر فتوی دیا کہ ایسے ملحد کا خون مذہب حنفی مین درست ہے بعد ازان بادشاہ دین پناہ نے

اپنی سلطنت اوسکے ضائع کرنے مین دیکھا اوسکے اور اوسکے ہمراہیون کے قتل کا حکم دیا کہ آخر روز چارشنبہ تاریخ
۲۱ ذی الحجہ کو دارا شکوہ مارا گیا اور بعد تشہیر کے اوسکی لاش مقبرۂ ہمایون مین دفن ہوئی اور سپہر شکوہ کو قلعہ
گوالیار مین محبوس کیا اور بعض احدیان شاہی کو جنھون نے مختار خان کے ساتھہ شورش کی تھی جان سے مروا ڈالا

محمد سلطان کا شاہ شجاع کے پاس جانا

چون کہ اس مدت مین شجاع ارسال خط خطوط اور نیز وعدہ سے کہ اپنی لڑکی بیاہ دونگا سلطان محمد کو
اپنی طرف کھینچتا تھا اور نیز بعض احمقون نے درمیان شاہزادہ اور معظم خان سپہ سالار کے بوجہ اقتدار کے جو کہ عالمگیر
نے عطا فرمایا تھا غبار نفاق اوٹھا رکھا تھا ہموارہ رنج افزائی تھی لہذا محمد سلطان اندیشہاے دور از کار مین پڑکر
۲۷ رمضان کو مع امیر قلی داروغہ توپخانہ اور قاسم علی میر توزک محرم راز اور دو تین خدمتگارون کے ہمراہ
کشتی پر سوار ہوکے دریا سے گذرا شجاع نے اس خبر سے خوش ہوکر بلند اختر اپنے چھوٹے بیٹے کو مع جان بیگ کے استقبال کو
بھیجا اور بکمال عزت سے جا دی اس سانحہ سے لشکر عالمگیری مین فتور پڑا ملازمان بادشاہی گھبرا گئے ہر ایک کے چھکے
چھوٹ گئے شجاع نے کسیقدر لشکر مع چند نواڑہ کے دوکچھی بھیجا کہ اموال شاہزادہ سے جو کچھہ پاوین اور سے لیجاوین
اور معظم خان اوس رات کو اس حال سے ماہر ہوکر مستقل ہو بیٹھا ذرا بھی ہراسان نہوا اوسکے صبح کو تدارک فساد
کا باندھا اور بکمال ہوشیاری سے جریدہ سوتی سے دوکچھی پہونچا لشکریان کو جمعی سے تسلی کی اور مخالفین کو
جو واسطے اسباب لیجانے کے نوارہ کا آئے تھے دفع کیا بعد اس مقدمہ کے چونکہ ایام طغیانی تھے طرفین کے مورچے
اوکھڑے خانخانان معظم خان موضع معصوم بازار مین جسکی زمین مرتفع اور اکبرنگر سے تیس کوس تھی ٹھہرا
اور کچھہ فوج اکبرنگر مین چھوڑی اور عالمگیر نے شجاع کی تدبیر یہ سوچا کہ دونو طرف گنگا کے فوج بھیجکر تنگ کرے لہذا
فرمان والا داؤد خان قریشی صوبہ دار بہار کے نام صادر ہوا کہ اپنے تابینان اور کمکیون کے ساتھہ جہان جگہ پاوے
اوترکر ٹانڈہ جاوے خان مذکور بعد ورود اس حکم کے اپنے بھتیجے شیخ محمد حیات کو ڈیڑھ ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ سے
نایب بنا کر سند مین چھوڑکر خود غرۂ رمضان کو مع سایر کمکیان کے بلدۂ پٹنہ مین گنگا کے پار ہوا۔ موسم برسات
پہونچ گیا تھا۔ طغیانی گنگ مانع عبور تھی۔ اور شجاع کے مردم بسبب کثرت نواڑہ کے ہر جگہ مورچے باندھکر
گرم جنگ ہوتے تھے اور اس وجہ سے موضع بھاگل پور پہونچنے تک طول کھینچا اور اس درمیان مین اکثر لڑائیان ہوئین
اور عالمگیری غلبہ رہا جب موضع قاضی کریہ متصل بھاگلپور کے پہونچا بنا بر طغیانی آب دریا کے اوترنے تک وہان
مقیم رہا۔ جب شجاع دوبارہ اکبرنگر کو متصرف ہوکر دریا کے اس پار آیا اسکا حال عنقریب لکھا جاویگا۔ داؤد خان
بھی جرات ذاتی سے استصواب کرکے پار اوترا حدود بھاگلپور اور کہل گانون مین پہونچا جب پانی کم ہوا۔ اور خانخانان
معظم خان اور شجاع سے لڑائی ہوئی دوبارہ داؤد خان بھی پار اوترکر شمالی طرف گنگا کے روانۂ مقصود ہوا۔

سلطان محمد شاہ کا معظم خان سے لشکر مین ملنے کا بیان

القصہ شجاع نے بنظر گذرنے موسم برشکال کے ٹانڈہ مین اقامت کی اور اپنا لشکر وہان جمع کیا جب کہ رشید خان
ولد امجد خان جسکو شجاع نے جہانگیر نگر کا حاکم کیا تھا وہان کے زمینداروں سے متفق ہوکر عالمگیر کی دولتخواہی پر
اور مجموع زمینداران اوس سے موافق اور شجاع سے ناموافق تھے اور منور خان ولد معصوم خان زمیندار جہانگیر نگر
اوسکے اشارے سے اکثر نوارہ اپنی ضبطی مین لاکر عنقریب معظم خان سے ملا چاہتا ہے اس خبر سے زین الدین بڑے
بیٹے کو مع خواجہ خسرو دو نوکران معتمد کے جہانگیر نگر بھیجا کہ تالیف قلوب رعایا کرین بلکہ اگر قابو ملے رشید خان کو عدم
کرین زین الدین نے جہانگیر نگر پہونچکر رشید خان کو دربار عام مین بلاکر حاضرین سے مروا ڈالا شجاع کے اکبر نگر پر متصرف
ہوجانے کا یہ سبب ہے چونکہ اکیطرف اوسکے کوہستان اور ایک طرف دریاے گنگا ہے اور اوسکے اطراف کی
زمین موسم برسات مین غرق آب ہوتی ہے اور شجاع کے پاس نوارہ بکثرت تھی مردم عالمگیر کو جو اکبر نگر مین آئے تھے
قلت کشتی کے باعث سے غلہ نہین پہونچتا تھا اور نیز لوگون نے جابجا ٹیلون پر اقامت کی تھی ہر طرح کی بدانتظامی
عدم رسی آذوقہ سے تھی شجاع نے اس ماجرا سے باخبر ہوکر قصد کیا کہ اکبر نگر کو فتح کرے اول اپنے میر بحر کو چار سو
سوار اور برق اندازون سے روانہ کیا کہ گنگا کے اودہر اونچے مقام پر مقیم ہوا اونھون نے نوامردون پر چڑھ چڑھ کر
غارتگری مچائی چونکہ اکبر نگر وہان سے آٹھہ کوس تھا لوٹ مار کر لوٹ جاتے تھے اور شجاع نے اپنے بیٹی کے نکاح کا
سامان سلطان محمد کے ہمراہ مقام ٹانڈہ مین کیا اور سراج الدین اپنے نوکر کو مع فوج مناسب اور میر علاء الدولہ
دیوان اور محمد باقر میر ساماں کو ٹانڈہ مین اہل حرم اور بنگاہ کی حفاظت کو چھوڑکر حکم دیا کہ شادی کا انصرام کرین
تاکہ بعد نکاح شہزادہ کے دلجمعی سے اوسکا دلہنا دہوا اور خود جس جگہ کہ میر بحر ٹھہرا تھا آیا اور شاہزادہ محمد کو
ٹانڈہ بھیجا تاکہ کتخدا ہو ۱۳ رمضان کو قصد اکبر نگر کرکے وہان آیا ذوالفقار خان میر آتش عالمگیر اکبر نگر کے ہمراہ
اونچی سرزمین پر جو مابین شہر قدیم اور بارہ کے واقع ہے ٹھہرا ہوا تھا اور راجہ اندرمن بوندیلہ شجاع کی عمارات مین
اور ذوالفقار خان بیماری کی شدت سے سوار نہو سکتا تھا اسلام خان اور فدائی خان مع لشکر شاہی کے سوار
ہوکر بقصد مدافعت دامن کوہ ہوکر جہان سے شہر نو کو راہ گئی ہے جانب اعدا روان ہوئے اس گروہ کے قبل
راجہ اندرمن نے بہت سا ہاتھہ پیر مارا تھا مگر بسبب قلت جماعت کے کچھہ نکیا ہوا بلکہ ٹھہرنے کی تاب نہوئی
اور اسلام خان اور فدائی خان بھی اغراض نفسانی مین پھنسے انکی جرات کھو گئی اورنے کسیقدر لڑے بھڑے
اعدا کے پاؤن نہ گڑے لنگر اوکھڑ گیا معرکہ سے موہنہ پھیرا اور مقام قیامگاہ مین بھی بسبب ناموافقت کے مستقل
نرہے ذوالفقار خان نے یہ حال دیکھکر مع کل فوج ہمراہی کے آخر شب کو کوچ کرکے براہ کوہ معصومہ بازار کو
گام فرسا ہوا اور خانخانان سے ملحق ہوگیا بعض ناحق شناسون نے ترک رفاقت شاہی کرکے شاہ شجاع کی

خدمت اختیار کی اور اکثر محمد سلطان کے نوکرون سے اوسطرف جاکر بعض اسباب و خیمہ و فیلان وغیرہ پر متصرف
ہوئے اس قضیۂ اتفاقی سے شاہ شجاع کو دون کی آسمائی اکبر نگر مین مستقل ہوکر ٹھہرا جب برسات گذر گئی
معظم خان نے اسلام خان کو میمنہ اور فدائی خان کو مع راجہ سوجان سنگہ وغیرہ بندیلون کے میسرہ پر
اور فتح جنگ کو مع لودی خان اور زبردست خان وغیرہ دو ہزار سوار کو ہراولی پر تعینات فرمایا اور اخلاص خان
خویشگی کو فوج مین طرح کیا اور اس اعتماد سے کہ اقبال عالمگیر اپنا کام کریگا جو توزک لایق کہتا تھا اور بادشاہزادہ
محمد سلطان اوسیقدر جرات اور دلاوری اور تربیت عالمگیری سے عقب مخالفین پر کہ تین سردار تورہ
رکہتے تھے روانہ ہوا دریاے بہاگیرتی کے کنارے پہونچا جنڈاول شجاع جسکا سردار اسفندیار تھا اوسطرف سے
نمود ہوا باشارہ خان سپہ سالار کے توپخانہ شاہی سے آتشبازی ہونے لگی کسیقدر ہراول کے پنہان اور معظم خان
مع دیگر ہمراہیان کے دریا سے گذر کر دشمنون سے جا بھڑا پہلے ہی حملہ مین دشمنون کے دم بند ہوئے اکثرون نے عرصۂ
فنا سے ہمدمی کی اسفندیار زخمی ہوکر میدان مین گرا اور نور الحسن عمدہ لشکر شجاع نے چار زخم کھائے جان
کی خیر رہی میدان سے موںہہ موڑ گیا گردہر راٹھور جو راجہ جسونت سے خویشی رکھتا تھا صحرانورد فنا ہوا
شجاع نے اس خبر سے کسیقدر فوج معبر پر چھوڑ کر معظم خان کے مقابلہ کو رخ کیا تین پہر کے بعد معظم خان سے
مقابلہ ہوا معظم نے چاہا کہ ہیئت مجموعی سے حملہ کرے امراے ہمراہی نے نفاق کیا خان معظم نے اس ملاحظہ
نے اتفاقی سے توپ و تفنگ سے کام لیے مین شام کردی ہمراہیون کی تعجیل و بیدلی کے سبب سے تلوار کی
لڑائی مین جلدی نکی جانتا تھا کہ داؤد خان مونگیر سے عبور گنگا کرکے عازم ٹانڈہ ہوا اور بنگاہ شجاع اوسجگہ پر ہے
جب اوسکے قرب کی خبر قصبہ ٹانڈہ کی طرف شجاع سنے گا اور نیز یہ سنا تھا کہ دلیر خان حضور سے اپنی مدد کو
اوسکے آنیکا انتظار بھی کر رہا تھا اور بمقتضاے عقل مصلحت شناس ایسے رفقا کے ہمراہ لڑنا صلاح نہ دیکھی۔
مخصوص آباد کو جسکا نام جعفر خان کے وقت سے مرشدآباد ہوا عازم ہوا شجاع نے اس چال سے جانا کہ کسیقدر
بے تعلقی اور نامردی کا ثمرہ ہے اس خیال سے آپ بھی بھاگیرتی سے دوسری طرف ہوتے ہوئے مرشدآباد کا
عازم ہوا نصیرپور کے گذر مین پایاب پایا چاہا کہ عبور کرے اور خانخانان سے صف آرائی کرے اور اس ارادہ سے
وہان پر مقیم ہوا خان سپہ سالار سے دس روز تک دہائین مچی رہی پار اوترنے کی مجال نپائی ناں جسنے
زیادہ پیر بڑہائے دریاے عدم کے کنارے لگا تاآنکہ شب دوشنبہ ۱۲ ربیع الثانی مین شجاع کو خبر ملی
کہ داؤد خان نے دریاے کوسی کا مورچہ توڑ ڈالا اور پار آگیا اس خبر کے سنتے ہمت کا کمربند شکستہ ہوا
آخر کو وہان کا قصد فراموش کیا فقط مال و عیال کیواسطے معاودت کی اوسی رات کو دریاے بہاگیرتی
سے پایاب اوتر کر راہ لی چونکہ دو تین دریا اور بھی درمیان مین لشکر شجاع تک حایل اور نیز مال و متاع کے

دریے مین دیری ہوئی اوس روز ڈیڑھ کوس پر منزل کرنا پڑی اور شجاع ایک نالہ پر جسکے تین طرف دلدل تھا
توپخانہ لگاکر خود مع فوج سوار اوسکے پیچھے کھڑا ہوا - اور اسی روز معظم خان بھی صبح کو سوار ہوکر توپخانہ کیچڑ سے
نکال کر معقب ہوا اور اسی شب کو دوسری فوج مع توپخانہ کے معظم خان کی مدد کو پہونچی شجاع نے تین پہر رات جانے پر
کوچ کیا اور سلطان محمد کو ہراول پر تعینات کیا اور معظم خان بھی صبح کو سوار ہوا اور توپخانہ کو باحتیاط دلدل سے
نکالکر تعاقب پر سرگرم جولان ہوا تونے سے کسیقدر گذرا تھا کہ دونو لشکر نزدیک آگئے تین روز تک توپ و بندوق
کی لڑائی رہی شام کو بیساختہ ہرگئے کچھ مارے کچھ زخمی ہو جان بچا گئے ۲۷ ربیع الثانی کے آخر شب مین شجاع نے
دونا پور کو کوچ کیا اور معظم خان بھی پیچھے ہولیا اثنائے راہ مین سنا کہ شجاع چلا جاتا ہے اور لشکر کا انتظام بگڑ گیا ہے
فتح جنگ خان فوج ہراول سے اور اسلام خان فوج جرانغار سے گرم عنان ہوکر مشیر کو چلے یا چندانکہ معظم خان نے
آدمی بھیجکر منع کیا مگر کسینے نسنا دریاے دو کچھی کے قریب جا پہونچے نالہ کے اوسطرف شجاع کا توپخانہ
معین تھا فتح جنگ خان اور اسلام خان نے آگے جانے کی تاب نپائی وہین پر ٹھہرے معظم خان بھی ناچار انکے
پیچھے پہونچا پیشقدمون کو کہلا بھیجا کہ جیسے وہ پیشروی کر آئے ہو اب بہتر ہے کہ جان کا کچھ حساب نکرکے مورچال پر
حملہ بردار ہون اور شجاع کو قید کرین اور اوسکو گنگ کے پار جانے کی فرصت ندین - ہر چند اسیطرح بہت سا
پڑھایا مگر کسی رفیق نے رفاقت نکی شجاع چونکہ یہ جانتا تھا کہ دریاے گنگ سے عبور کرنا کام رکھتا ہے لہذا
گرد حصار ایک خندق طیار کرانا ضرور سمجھا جب خندق اور مورچہ دلخواہ تعمیر ہوئے شروع عزم کیا اول سلطان محمد کو
دریا سے عبور کراکر اوسے سونگ سے ٹانڈہ بھیجا اور تا عبور لشکر دشمنون سے چھیڑ چھاڑ کرتا رہا جب کل لشکر عبور کر چکا
آخر شب مجبور کو خود بھی عبور کر گیا چونکہ نیلیا گڈھی کی راہ شجاع کے ادبر ہونے سے مسدود تھی دلیر خان جو سپہ سالار کی
مدد پر آیا تھا مونگیر عبور کرکے داؤد خان سے جا ملا معظم خان نے فرہاد خان کو اکبر نگر کیطرف مع فوج و توپخانہ کے گشت
راہ مذکور کے واسطے روانہ کیا جب نوازہ مصحوب شیخ حمید پسر داؤد خان کے پہونچے حسب الحکم پادشاہی اسلام خان کو
دس ہزار سوار سے گنگا کے اسطرف کے بند و بست کو چھوڑ کر خود پار اوترا چونکہ دریاے گنگ تین دہارا ہو گیا تھا
دو دہارے پار اوتر کر تیسرے کے کنارے خیمہ گاہ کیا داؤد خان اور دلیر خان اوس طرف گنگا سے جریدہ معظم خان
کے لمے آکر مصلحت کی اور پہر رات کو اپنے لشکر گئے آور بعد قیل و قال بسیار کے لودی خان اور فدائی خان مع ذوالفقار خان کے
حفاظت پر چھوڑ کر خود مع مخلص خان اور ایک گروہ جانفشان کے تیسری دہار سے گذر گیا اور اودہر سے
داؤد خان اور دلیر خان سے اور کل مددگارون سے متفرق ہوکر روانہ مقصد ہوا غرہ جمادی الاولی کو خبر آئی
کہ فوج مخالف کہ جسنے وہان ایک مورچہ باندہا تھا اور مقام مزاحمت مین تھے کسی سبب سے اوٹھکر شجاع کے پاس
چلے گئے داؤد خان اور دلیر خان نے اوس مقام پر جاکر فرودگاہ کیا خبر لگی کہ سید عالم ڈیڑھ ہزار سوار سے اور

اور ڈہائی سو فرستادہ زین الدین ولد شجاع کے جو مع دو سو نوب کے آئے تھے متفق شجاع ہوا ہ رماہ مذکور کو معظم خان
جہانداسے عبور کرکے کنار نالہ پر جسکا عبور در پیش تھا پہونچا اور بذریعۂ پل عبور کرکے کوس بھر تک سرزمین
کی تسخیر کرکے واپس آیا اور فوج بہیجکر مالدہ سے بھی شجاع کو نکال دیا

لوٹنا سلطان محمد شاہ کا معظم خان کے لشکر کو

جب محمد سلطان اپنی لغو حرکت سے آگاہ ہوا کہ شجاع کی رفاقت مین ناسیری خرابی ہے بی بی کی عیادت کے حیلہ سے
ٹانڈہ آیا اسلام خان کو جو مع فوج اکبر نگر مین پڑا تھا پلندہ خطوط بہیجکر آگاہ کیا کہ مقام دوگہیچی مین میرے
پہونچنے کا منتظر رہے اور ۶ جمادی الآخرے کو شکار کے بہانہ سے سوار ہوکر دریا کنارے پہونچا اور خود کشتی پر
سوار ہوکر مع گیارہ زمین بوسان اور چند خواجہ سرا اور خدمتگار اور ایک گھوڑی لعد کی کشتیون پر سوار ہوکر ٹانڈہ کے گذر سے
عبور کیا اور گہیچی کو جہان اسلام خان اوسکا منتظر تھا روانہ ہوا۔ اسی وقت مین مردمان شجاع متعینہ ٹانڈہ نے
خبر پاکر تعاقب سواری کشتی کے نزدیک پہونچے مقارن اسکے اسلام خان نے بھی خبردار ہوکر اپنے تئین مع ہمراہیون کے جھٹ پٹ
کنارے پہونچایا اور ہمراہ شاہزادہ کے لے آیا معظم خان خانخانان نے خبر پاکر شاہزادہ کو اپنے پاس بولایا دسوین ماہ مذکور کو
شاہزادے نے گذر سمدہ سے عبور کرکے خانخانان سپہ سالار کے لشکر کو توجہ کی معظم خان نے مع دیگر امرائے شاہی کے استقبال
کیا ذوالفقار خان بیماری سے طاقت سواری اور جنگ کی نرکھتا تھا حسب الحکم جدا ہوکر عازم حضور ہوا اور
ٹانڈہ سے پانچ کوس پر بکلہ گہاٹ کے نزدیک پایاب سنا گیا تھا کہ لائق عبور لشکر ہے معظم خان نے ایک گروہ
بہیجا کہ اوسکے کنارے مورچہ باندہکر حفاظت کرین شجاع نے اس معرکہ سے آگاہ ہوکر بلند اختر کو بہیجا کہ جس جگہ کا
پایاب پاوین مورچہ باندہ کر مانع عبور ہون اور خود کسیقدر فوج سے باعتماد نوارہ لشکر داؤد خان کے برابر ٹہرا
معظم خان نے فوج دشمن کی کثرت جانب مالدہ سنکر دوسری فوج دلیر خان کی سرداری مین روانہ کی اور شاہزادہ
محمد سلطان کو حسب الحکم شاہی فدائی خان کے ہمراہ مع فوج اور ارادت خان کے جو کہ سابق خدمت شاہزادہ
مین رہا تھا مع چند نوکران قدیمی کے بنا بر حفاظت روانہ حضور کیا اور ذوالفقار خان کو بھی جو پیشتر گیا تھا
لکھا کہ جس جگہ پہونچ گیا ہو متوقف ہوا اور سلطان محمد کی خدمت مین ہوشیار ہوکر لوازم حفاظت عمل مین لاوے
شاہزادہ دوسرے سال جلوس کو کہ غرہ رجب تھا روانہ حضور ہوکر جب شاہجہان آباد کے قریب پہونچا بموجب حکم
الہ یار خان داروغہ گرزداران لشکر پورنی ۲۵ شعبان کو جاکر سلطان محمد کو دریا کی راہ سے جو اوسکے رہنے کو تجویز
ہوا تھا سلیم گڈہ پہونچایا اور اوسکی حراست معتمد خان خواجہ سرا کے تفویض ہوئی تیسرے سال کے آغاز جلوس مین
مجلس جشن طیار و آمادہ تھی خبر پہونچی کہ شجاع ۶ رمضان کو جہانگیر نگر سے ولایت رخنگ کو رہ سپر ہوا اور ولایت
بنگالہ سراسر فتح ہوگئی تو مین ملک مذکور کو خانخانان سپہ سالار جہانگیر نگر آیا جنگ شجاع کی تفصیل عالمگیر نامہ مین

بہ تشریح تمام مرقوم ہو اس مقام پر اسیقدر تحریر کیا جب کہ اندر یا پایاب جیسا کہ لکھا ہا تھہ آیا معظم خان نے
چیندروز تدبیر کی نیا ہا لیسی کوشش کرنے کہ آیندہ برسات مین تخلل نہوا در لشکر کو اپنے ارادہ سے آگاہ کیا۔
سہ شعبان کو بہرات رہیے اسی ارادہ سے مع مخلص خان اور اخلاص خان خویشگی وغیرہ جنگیون کے ہمراہ سوار ہوا
اور اثنای راہ مین دلیر خان بھی پہونچا اور مظفر خان وغیرہ سردار جو راستہ مین متعین تھے مع اپنے لشکر جرار کے
رفیق ہوئے اور بہیئت مجموعی اول روز گذر مذکور پر کہ جو دو کوس بنگلہ گھاٹ کے قریب تھا پہونچے اور شجاع
بیشتر سے اپنے لڑکے کو اوسکی محافظت پر بہیجا تھا بمجرد ورود لشکر صف آرائی ہوئی توپ چلنے لگی معظم خان نے
بلاتوقف عبور دریا کو تحریص کی اور بہادران جانفشان نے بھی توقف نکیا اول دلیر خان اور مخلص خان اور اخلاص خان
خویشگی نے ہاتھی ڈالے بعدہ سید مظفر خان وغیرہ بہادر دائیں جپ وراست سے اوس نالہ مین جا دھسے
مخالفون نے بھی بڑی کوشش کی مگر فوج عالمگیر نے خوب پیر جمائے کہ کسی مجروح کو کوئی گشتہ ہوا نامداروں نے
جانفشانیان کین چونکہ ہر طرف گذراب عمیق تھا اس سبب سے پایاب مقامون پر تیزرو فیلوں کے علم کھڑے تاکہ علامت
نمودار رہے اسوقت تلاطم فوج سے وہ شور اوٹھا کہ ریگ دریا آسمان پر ستارہ ہونے کو موج مارتی تھی سارے نشان
نقش بر آب ہوئے ہزار سوار و پیادہ کے قریب بحر فنا مین غرقاب ہوا اودہمین سے فتح خان ولد دلیر خان دریا سے
نکل کر فوراً اعدا سے جا بھڑا اور معظم خان نے پیچھے سے آکر مدد کی اونھون نے پھر خوب پیر جمائے اسی حال مین بلند اختر
اور سید عالم کو کمک کو آئے ہنوز دور تھے کہ انکے پیر اوکھڑ گئے اور بلند اختر سید قلی کے ساتھہ سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلا
اور سید عالم گرفتار ہو کر ہمراہ شجاع برگشتہ بخت سے ملگیا خان معظم نے جو دیکھا کہ کشتیان بہت سی ہاتھہ لگین
پس پل باندہا اور بقیہ فوج کو فراہم کرکے اوس روز وہین پر مقام کیا شجاع اس خبر سے ٹانڈہ کو چھوڑ کر مع اپنے عیال
سے اپنی بنگاہ ٹانڈہ کو یہی خیال چل دیا کہ وہان پہونچکر جہانگیر نگر کو جا دوسے دوسرے روز معظم خان نے بھی کوچ کیا
تھوڑی مسافت طی کرنے کے بعد خبر پہونچی کہ تمام نواڑہ نزدیک گذر بردہی کے جو کہ گذر بہکر سے آٹھہ کوس پر ہے
جمع ہوا اور خود شجاع بھی اوسی راہ پر آیا بلند اختر مع کسیقدر جماعت کے لشکر سے جدا ہو کر جلیدہ اور
سدہ ہوا اور باقی لشکر بھی پیچھے اوسطرف سے روان ہوا ایک پہر دن باقی رہے خانخانان بردی پور آیا اور چار سو نواڑہ
جنمیں مال و اسباب شجاع کا بار تھا ہاتھہ لگے معظم خان نے میر عزیز دیوان لشکر کو مع واقعہ نویس اور تین سو پیادہ
بندوقچی وغیرہ وہان اوسکی ضبطی کو چھوڑکر برسم یلغار روانہ ہوا اور مع چار سو سوار کے قریب دو پہر کے ٹانڈہ پہونچا
شجاع پانچوین شعبان کو جیسا کہ مذکور ہوا جونہی میر داد پور سے ٹانڈہ کو راہی ہوا تھا صبح وہان پہونچکر ٹانڈہ
باہر دریا اور بنگالہ کی جانب روانہ ہوا اور اعتماد تمام دو غراب پر مال و اسباب مانند طلا و اشرفی و جواہرات مرصع
اسباب کے لاد رکھا تھا اور دیگر مال و اسباب دوسرے دو غراب پر بار کرکے روانہ کردیا بعد فراغ ان امور کے ٹانڈہ سے

جلد کسی درخت زار مین جا ٹھہرا چند گھڑی گذری تھین کہ کسی قراول نے اوسکو خبر پہنچائی کہ افواج قاہرہ نزدیک آگئین
اس خبر سے شجاع دو گھڑی دن رہے نہایت بیتاب ہو کر دریا کنارے سے جلد یا اور اپنے دونو لڑکون یعنی بلند اختر
کو ہمراہ مع دیگر امرا کے مانند رجان بیگ اور سید عالم اور سید قلی بیگ اوزبک اور مرزا بیگ وغیرہ کے جو تمام
تین سو آدمی ہونگے کشتی پر سوار ہو کر پانچوین شعبان کو جانب جہانگیر نگر چلا دیگر نوکران عمدہ نے بمقتضاے
وقت کنارہ کشی کی اور اوسکے لشکریون نے اپنے ولی نعمت کے مال و دولت پر دست درازی کرنی شروع کی
معظم خان دوسرے روز ٹانڈہ پہونچا ضبطے مال باقی ماندہ مین مصروف ہوا اور عورات اور پردگیان سرادقات
دولت کو بحرمت تمام زیر حفاظت کیا کوئی دقیقہ خدمت سابق دستور سے معطل نکیا داؤد خان بمجرد خبر فرار شجاع
کے دریاے مہاندا سے جہان کہ پل باندھ کر بیٹھا تھا اوترا اور اسی روز معظم خان سے جاملا جب غراب محمولہ نقود
و نفائس کے بردھی پور کے برابر پہونچے بعض بندگان بادشاہی جنہین معظم خان نے وہان پر مقرر کیا تھا اور وہ اپنی
کشتیون پر موجود تھے ان دونو غرابہ کو مع مال اپنے قبضہ مین لا کر کنارے لائے اور مجموع اشرفی و طلا جو کچھ اونمین تھا
تصرف اولیاے دولت مین آیا معظم خان نے مخلص خان کو مع کسیقدر فوج کے اکبر نگر و ٹانڈہ وغیرہ مین براے انتظام چھوڑا
اور خود مع دلیر خان و داؤد خان [illegible] اور [illegible] وغیرہ [illegible] بارہ روز کے بعد [illegible] شعبان کو شجاع کے تعاقب کو
[illegible] تاکہ وہ جہانگیر نگر مین نہ ٹھہر سکے [illegible] شعبان کو شجاع جہانگیر نگر پہونچا اس مدت مین زین الدین جہانگیر نگر مین تھا بموجب
حکم پدر اور نیز اپنی خستہ حالی سے راجہ خنگ کی خدمت مین سلسلہ رسل و رسایل کر کے اپنا رفیق بنالیا اور ایکمرتبہ
واسطے دفع شورش مور خان زمیندار جہانگیر نگر کی کومک طلب کی اور اوسنے مدد و دیگر مور خان کو باتفاق شکست دی تھی
اور اوسکے جلدو مین خنگیون کو نقد و جنس عنایت کیا تھا اور مقرر ہوا کہ جسوقت اوسکا باپ مدد خواہی ظاہر کرے دوبارہ
وہ لوگ اعانت کرین اور راجہ نے حاکم چاٹگام کو تاکید کی تھی کہ بوقت طلب شجاع کی مدد دہی کرے شجاع نے بمجرد ورود جہانگیر نگر
کے راجہ خنگ کو لکھا کہ رفیق ہو ہنوز رسولان مرسلکی معاودت نہوئی تھی کہ شجاع قلت انصار کے سبب سے اتوار کے روز
[illegible] رمضان کو آغاز سن ثالث عالمگیری مین مضطربانہ بھاگ نکلا مع تینون لڑکون زین الدین اور زین العابدین اور
بلند اختر اور چند دیگر عمائد کے جہانگیر نگر سے نکلکر چار کوس پر جہان تھانہ مقرر تھا منزل کی وہان سے بعض [illegible] اور سپاہی
شہر مین واپس آئے اور بعض کشتیان ملاحون کے نہونے سے وہین پر رہین اوسکے صبح کو روانہ ہو کر سری پور جو تھانہ تھا
عمدہ سے بارہ کوس شہر سے تھا منزل کی اس جگہ جان بیگ وغیرہ عملہ نوارہ نے ترک رفاقت کی دوسرے روز [illegible] سفر
مین زین الدین اور شجاع کے پاس مع [illegible] منزل حسینہ خنگی اور فرنگی کے اور دیگر حالات حرب وغیرہ کے جیسے حاکم چاٹگام نے
بھیجا تھا آ پہونچے رؤساے خنگی جو آئے تھے اونہون نے بیان کیا کہ اگرچہ راجہ نے ہمین دیکھو اسطے بھیجا ہے لیکن خود بھی

جاٹ گام آتا اور متعاقب ایک بڑا نوارہ بھیجا ہی اور اسیقدر خشکی کی راہ سے تعیناتی فوج کریگا لیکن یہ مراتب
اوسوقت ہونگے کہ تم جہانگیرنگر مین اقامت کرو چونکہ ہمنے اضطرار سے راہ فرار لی لہذا ہمین حکم ہی کہ تمہین راجہ خنگ
کے پاس لیجاوین شجاع نے کہا کہ ہم بدین ارادہ جہانگیرنگر سے برآمد ہوئے ہین کہ موضع بہلوہ مین جو سرحد ملک بادشاہی ہی
مقیم رہکر اوسکے قلعہ وغیرہ کو استحکام دین اور تمہاری مدد سے خواہش دلی حاصل کرین ان باتون سے اونہین راضی
کرکے موافق کرلیا دوسرے روز مع نوارۂ زنگلی کے اوس مکان کو جہان وہ قلعہ چار کوس تھا مقام ہوا وہان پر
امام قلی خویش حسین بیگ حارس قلعہ بہلوہ باشارہ اپنے سسر حسین بیگ کے حاضر ہوکر ملاقی ہوا شجاع نے اوسکی دلجوئی کی
دوسرے روز حسین بیگ بھی حاضر آیا شجاع نے دونو کو اپنے پاس رکھکر قلعہ دینے کی تکلیف دی اور مرزا بیگ کو بارہ
آدمیون کے ساتھہ بہیجا کہ جاکر قلعہ کو تصرف مین لاوین مرزا بیگ نے حسین بیگ کا نوشتہ اوسکے گماشتہ کے
پاس بہیجا اسنے بھی شجاع کی بدحالی دیکھکر معظم خان کی طرفداری عمدہ سمجھی ظاہر مین پیغام دینے قلعہ کا دیکر
غافل کردیا اور تھوڑی دیر مین مظفر نام دیوان مع اسی سوار اور چارسو برقنداز اور دو ہاتھی کے دریا کنارے آکر
لڑ پڑے اور ہاتھیون کو پانی مین ڈالکر پاون پر آگرے مرزا بیگ کو دس آدمیون کے ساتھہ قید کرلیا دو آدمی بہاگکر
شجاع کے پاس گئے اور اس سانحہ سے آگہی دی شجاع نے چاہا کہ خنگیون کی مدد سے اونکی سرتابی کرے لہذا اونکو
تکلیف دی۔ اسی روز راجہ بھی رخنگی تین کشتیون پر چاٹگام سے پہونچکر ملحق ہوئے اونھون نے اپنی مدد سے اسکا کام بنانا
دیکھکر کہا کہ ہمارا قاعدہ نہین ہی کہ کشتی سے نکلکر لڑائی کرین اور حسین بیگ قلعہ دار بہلوہ کو اوسکے لشکر مع اہل قلعہ
اپنے روبرو رکہا اور شجاع سے کہا کہ اگر بہلوہ پر تصرف ہوجاتا تو سکو وہان ٹہراکر آپ کے کسی صاحبزادہ کو خنگ کے پاس لیجاتے
اور جو امر راجہ نے تجویز کیا ہی اوسکی تعمیل ہوتی اب کہ ناکامی رہی خیر ہی کہ روانہ خنگ ہو جیسے شجاع نے قبول کیا
بعض لوگون نے اس عزیمت کی خبر پائی اکثر لوگ متفرق ہوگئے صبح کو جب روانہ ہوا سید قایم دس آدمیون سے اور
سید قلی اوزبک بارہ مغلی سے جملہ قریب چالیس نفر اوسکے ہمراہ رہگئے ناچار خنگ کو روانہ ہوا انہین دنون مین
راجہ سری نگرنے اپنے ڈر سے سلیمان شکوہ کی حمایت سے ہاتھ اوٹھایا اور راجہ جی سنگہ کی وساطت سے عفو جرایم کی درخواست
بادشاہ نے عفو تقصیر کرکے کنور رام سنگہ ولد جی سنگہ کو سلیمان شکوہ کے لانے کے واسطے مامور کیا ۱۹ ربیع الثانی کو
کنور مذکور روانہ سری نگر ہوا جب یہ خبر زمیندار سری نگر کو ملی اسی گروہ کو بہیجا کہ جس جگہ سلیمان شکوہ ہو قید کرین
سلیمان شکوہ اونسے لڑنے کو طیار ہوا بعد زد و خورد کے مقید ہوگیا پنجم جمادی الاولے کو ہمراہ میدنی سنگہ ولد پرتھی سنگہ
کے کوہ سے اوترکر کنور رام سنگہ اور تربیت خان اور عدانداز خان کے ہاتھون مقید ہوا ۲۷ ماہ مذکور کو بادشاہ کے
گوش گزار ہوا شادیانہ اقبال بجایا گیا اور ... کو شاہجہان آباد پہونچکر قلعۂ سلیم گڈہ مین مع شاہزادہ سلطان محمد کے
مقید ہوا ہمراہ کو حسب الحکم حضور مین کورنش بجالایا اور تفضلات شاہی سے سرفراز ہوا۔ اور چند روز کے بعد شاہزادہ

سلطان محمد اور سلیمان شکوہ کو مرتضی خان نے حسب الحکم قلعۂ گوالیار مین جہان مراد بخش مع اپنے فرزند کے قید تھا ہر چہار شہزادون کو یکجا قید کیا اور معتمد خان خواجہ سرا کو جو بادشاہی معتمد تھا عبد اللہ خان کی تغیری پر قلعۂ گوالیار بھیجا اور ۴ جمادی الاولے کو روانہ ہوا —

اجرائے لنگر کا ذکر ممالک محروسہ مین

چونکہ شاہجہان کی بیماری مین لشکر کشی وغیرہ کی ضبطی بخوبی نہوئی تھی اور اکثر محالات کی زراعت پامال اور غارت ہوئی اور اس مدت مین بھی شاہزادون کے اختلاف سے وہی رنگ رہا اور نیت بدحکام کے نتیجہ سے بارش بھی نہوئی اکثر ندیون اور دریائون پر وقت کمی ہوجاتا تھا غلہ کی گرانی فقرا کی پریشانی نمود ہوئی خصوص شاہجہان آباد مین بڑا حال تھا ہر قسم کے بندگان خدا پریشان حال اور مضطر تھے لہذا حکم ہوا کہ سوائے لنگر ہائے مقررہ کے سرکار خاصہ سے دوسرا لنگر اور دفعات مین بارہ لنگر اور بمبئی ہور سے لاہور واکبرآباد مین ترتیب ہو لہذا جابجا داروغہ وغیرہ متدین مقرر ہوئے کہ بقدر مراتب اور ہمت کے اپنی طرف سے لنگر وغیرہ جاری کرین اور امرائے مشہور اور منصب داران وصوبہ دار وغیرہ کو بھی حکم ہوا کہ حسب لیاقت کسیقدر وظیفہ مقرر کرین چونکہ لشکر کی کثرت سے شاہجہان آباد مین قحط کا زور تھا حکم ہوا کہ شاہزادے وغیرہ آدھا لشکر ہمراہ رکھین باقی کو جاگیرات پر رخصت کرین اس تدبیر قحط کی سرد بازاری ہوئی امن و امان چہرہ دکھلائے

شاہ عباس ثانی کے سفیر بوداق بیگ کا آنا

سال سوم جلوس کے آخر مین سلخ ماہ شعبان کو بادشاہ ایران کی طرف سے بوداق بیگ سفیر ایران ملتان مین پہنچا تربیت خان صوبہ دار ملتان نے حسب مقدور ضیافت کی جب لاہور آیا خلیل اللہ خان صوبہ دار لاہور نے بھی مہمانداری عمدہ کی چونکہ ایرانی تھا ہر قسم کے طعام پکائے گئے چار سو قاب طعام اور سات سو خوان اور بیس ہزار روپیہ اور ایک قبضہ خنجر اور شمشیر ہر دو میناکار اور ہفت کشتی پارچہ ہندوستانی تواضع کیے بوداق بیگ کی عرضی لاہور سے پہنچنے کی مع جانوران شکاری مانند باز جرہ وشاہین چرغ وغیرہ کے اوسی کے آدمیون کی معرفت حضور مین آئی حاملان عرضی خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئے ۲۸ ماہ رمضان کو بوداق بیگ سرائے باولی مین پہونچکر اور خلعت خاصہ سے سرفراز ہوا حکم ہوا کہ تیسری شوال کو شرف حضوری حاصل کرے اور حسب الحکم امیر خان اور صفی خان اور ملتفت خان میر توزک نے استقبال کرکے ایلچی مذکور کو حضور مین پہونچایا بوداق بیگ نے بموجب رسم دربار عام مین پہونچکر نامہ گذرانا خلعت فاخرہ وجیغہ وخنجر عنایت ہوا اور ارگجہ جشن مع پیالہ اور خوانچہ طلا اور پاندان اور خوان طلا کے مرحمت ہوا بعد رخصت رستم خان کے گہر مین جو لب دریائے جمن فرش و فروش بادشاہی سے آراستہ تھا فرودگاہ ٹہری میر عزیز بدخشی مہماندار کی مقرر ہوا دوسرے روز پھر بوداق بیگ مطلوب درگاہ ہوکر عنایت قبضۂ شمشیر مرصع سے سرفراز کیا گیا اوسکے ہمراہی مانند نظر قلی میر اخور اسپان سوغات اور محمد حسین تحویلدار امتعۂ مشنوقات اور احمد بیگ خوشنویس ایلچی اور میرزا زین العابدین فاضل عنایت خلعت سے معزز ہوئے رات کے وقت روشنی ہوئی بوداق بیگ نے مع ہمراہیون کے تماشا دیکھا ۔ شوال کو دوبارہ

ذکر قید ہونے دارا شکوہ کا موجب تفصیل مسبوق الذکر کے

دارا شکوہ ادبار کے آنے ہی دوسری لڑائی کے بعد جو اجمیر مین ہوئی اور راجہ جسونت سنگہ کی بیوفائی سے شکست کھا مع زن و بچہ احمد آباد گجرات کو گیا۔ سید احمد وہان کے صوبہ دار نے ملازمت کرنا چاہا مگر دیگر عملہ سلطانی نے عالمگیر کی تحریک سے قید کرلیا اور دارا شکوہ کے داخلا کو شہر مین مانع ہوئے لاچار کانہہ جی رئیس گولیان کی طرف جو اوس نواح مین قطاع الطریق مشہور تھا متوجہ ہوا۔ اوسنے خدمتگذاری پر کمر باندھی اور کسیقدر کولی ہمراہ دیکر ولایت کچھ کی سرحد پر پہونچا دیا۔ اسوقت مین گل محمد نام خیر اندیش نے جسے دارا شکوہ نے بندر سورت کا حاکم کیا تھا کسیقدر زاد راہ اور پچاس سوار دو سو پیادہ سے رفاقت کی زمیندار کچھہ جسنے اول سفر مین تو بعد ملازمت کے اپنی لڑکی سپہر شکوہ شاہزادہ کے نکاح مین دی تھی اس سفر مین نہایت نے لطفی سے پیش آیا دارا شکوہ نے وہان سے بہکر کی راہ لی جب دریاے سندہ کے کنارے پہونچا چاندیون کے ملک مین آتے ہی صحرا نشینون نے غارتگری کا عزم کیا مگر گل محمد کی تدبیر سے رہائی پائی۔ تعلقہ مکسیان کے سرحد پر آیا مرزا مکسی سردار نے بعد استقبال ایران جانے کو التماس کیا اور قندہار تک ہمرکابی کرنا چاہی دارا شکوہ بموجب اسکے ؏ چو تیرہ شود مرد را روزگار ٭ ہمہ آن کند کش نیاید بکار ٭ خیر اندیشون کی صلاح بموجب ملک جیون افغان زمیندار دہاندہر کی امید پر اسطرف کو قاصد ہوا توقع یہ تھی کہ چونکہ اوسکی جان شاہجہان کے عہد مین بچائی تھی وہ بھی جانفشانی سے معذور نہوگا اور نیز اوسکے عرایض متضمن ہونے بندگی اور استدعاے قدم رنجہ فرمائی مکرر دارا شکوہ کے پاس آئے تھے پس ادہر کو قاصد ہوا وہ ملعون بد سیر اس فکر مین ہوا کہ اسے قید کرکے عالمگیر کے حضور مین بھیجے اور اوس محسن فراموش نے اپنی سرخروئی کے لیے قید کرنا چاہا ابلیس کی طرح سے تلبیس کرنے پر کمر باندھی استقبال کرکے گھر لیگیا اور دعوت کے بدلے عداوت کی تدبیر کی دارا شکوہ کی بی بی اس عرصہ مین بعوارض جسمانی جان بحق ہوئی چونکہ زن و شوہر مین محبت کی شدت تھی دارا شکوہ کو نہایت رنج ہوا اور اپنے خیال مین ملک جیون کو اپنا مخلص سمجھا گل محمد کو مع معتمدان ہمراہی کے ہمراہ تابوت روانہ لاہور کیا اس بیکسی مین ایسے رفیق جان نثار کو خدمت سے جدا کیا تاکہ اوسکی لاش کو ملا شاہ میر بدخشی کے مقبرہ مین دفن کرین اور خود چند آدمیون کے ساتھہ دشمن کے مکان مین ٹھہرا رہا بمجرد کسیقدر بعید ہونے کے جو گل محمد سے ہوا افغان کے داو گھات دارا شکوہ کو معلوم ہونے لگے اور ساری امید مبدل بہ یاس ہوئی وہان کے آنے سے پشیمان ہوا قندہار کو عزم کیا اور اوس کور نمک کو اپنے ارادہ سے آگاہی دی اوسنے ظاہرا اقبال کرکے ہمراہ ہوا اور منزل پر پہونچکر اسباب ضروری کے بہانہ سے رخصت چند روز کی لیکر بجاے خود واپس ہوا اور کسی اپنے بھائی کو ہمراہی مین دیکر کہدیا کہ اوسے قید کرلاو وہ ناپاک دو تین کوس پر جاکر دست دراز ہوا دارا شکوہ کو مع اوسکے بیٹے اور دیگر خدمۂ محل کے قید کرلیا اور میزبان محسن کش کے حضور مین پہونچایا اوس بدبخت نے مہمان کو مکان محفوظ مین مقید رکھا اور حقیقت حال راجہ جی سنگہ

اور بہادر خان کو تحریر کیا اور باقر خان فوجدار بھکر کو بھی آگاہی دی اور اوسنے اوسیوقت عالمگیر کو عرضی لکھی اور ملک جیون
کا خط بھی بنابر ملاحظہ ارسال کیا اور عرضداشت جی سنگہ اور بہادر خان کی نیز مع عرضی ملک جیون کے پہونچی عالمگیر نے
اس عرضی کے پہونچنے سے شادیانے بجوائے بعض غرضون نے ملک جیون پر نفرین و لعنت کرنا شروع کی۔ بادشاہ دین پناہ
نے فرمان اور خلعت عنایت فرمایا منصب ہزاری دو سو سوار خطاب بختیار خان کا عطا فرمایا اور دوسرا فرمان
متضمن لانے دارا شکوہ کے حضور مین بنام بہادر خان تحریر ہوا۔ جب بہادر خان دارا شکوہ کو لایا اور عالمگیر کو خبر ملی
حسب الحکم گردن مین طوق و زنجیر اور ہاتھ پیر مین سلاسل لاہوری دروازہ سے شاہجہان آباد مین لائے اور چاندنی چوک کی
راہ سے دونو دروازون قلعہ سے گذر کر اور چوک اور بازار سعد اللہ خان مین لاکر پرانی دہلی سے ہوتے ہوئے خواص پورہ
خضر آباد مین مقید کیا بہادر خان ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا۔ دوسرے روز بخت یار خان بدبخت عرف
ملک جیون داخل شہر ہوا جب کہ چاندنی چوک کے نزدیک آیا ہوا خواہان دلسوختہ دارا شکوہ مع اہل حرفہ بازاری کے فراہم ہوکر
ملک جیون پر ٹوٹ پڑے اسقدر سنگ و خشت نجاست آلود اوسکے اوپر برسائے کہ اکثر ہمراہیان جان سے سیر ہوئے
تماشائی کے زبانون پر نفرین تھی غلغلۂ عظیم ہوا بلوائے عام کی صورت ہوئی نزدیک تھا کہ فساد اوٹھ کھڑا ہو
مگر کوتوال نے پہونچکر قصہ مٹایا ملک جیون کو سلامت درگاہ شاہی مین پہونچایا دوسرے روز بموجب حکم تحقیقات ہوئی
معلوم ہوا کہ ایک احدی اور چند نفر چیلون نے یہ فساد اوٹھایا تھا بادشاہ دین دار نے علمائے متعصب کے فتوے سے ان
مفتریون کے حق مین کیا ارشاد ہے چونکہ شر قلیل خیر کثیر کے لیے جائز ہے خصوص اون لوگون کے حق مین جو برخلاف
رائے شاہی ہون لہذا وے لوگ قتل ہوئے چند روز کے بعد علما کو جمع کرکے رسایل مولفہ دارا شکوہ دکھلائے جو کہ متضمن
مقالات صوفیہ اور کلمات محققین ہند کے تھے اور یہ شعر سنا کر کہا ؎ کفر و اسلام در رہش پویان ✽ وحدہ
لا شریک لہ گویان — الغرض ثابت کیا کہ اسنے احاطۂ شرع شریف سے پیر باہر نکالا لہذا اسکا قتل ہونا عین فرض ہے
جب دین دارون نے اس کاغذ پر مہر کردی دارا شکوہ بیچارہ سنہ ۱۰۶۹ ہجری مین اول سال جلوس کو آخر ذی الحجہ مین
مذبوح ہوا اور سرمایۂ راحت جاہ طلبان ناپدیدار ہوا ہاتھی پر رکھکر دوبارہ تشہیر کی اور مقبرۂ ہمایون مین دفن کیا۔
درویش مسمی سرمد بھی دارا شکوہ کی موافقت کے جرم سے محسوب ہوکر علمائے جاہ طلب کے فتوے سے مقتول
اور مسجد جامع کی نواحی مین مدفون ہوا لیکن عملہ اور حکام دست نشان عالمگیر اور زمینداروں نے باوجود معافی
اور ممانعت بعض وجوہ کے تخلل سے جیسے مکرر بادشاہ نے تاکیدات سے ظاہر کیا وجوہ مذکور کے لینے سے باز رہکر تمام
عالم کو رنجیدہ کرکے دنیا سے محروم کیا اور تمام خلق اللہ کو ایذا رسانی کی مگر بادشاہ دیندار نے اونکے لیے کچھ بھی
فتوی نہ طلب کیا چنانچہ ہاشم علیخان بن خواجہ میر محرر تاریخ نے جو سفر و حضر شریک اور غالب اوقات اصالۃً و نیابۃً
صاحب بعض خدمات اور جمیع حالات پر ناظر باوجود احتیاط کے یہ معاملات مفصل مسودہ کئے فقیر بقدر ضرورت

منتخب کرتا ہی اور بعض فقرات کو بنابر گواہی بجنسہ لکھتا ہی اونمین سے ایک یہ عبارت ہی ہرچند از طرف بادشاه
اکثر ابواب معاف و مرفوع القلم گشت لیکن حکام بد انجام بدستور سابق علانیه و فاشی تا حال میگیرند سبب عمده
این جسارت آنکه بعد ظهور چنین نافرمانیها مکرر رعایا از تعدی فوجداران و حکام غافل از بازپرس روز جزا جوق جوق
بحضور آمده فریاد و داد بلا مینمودند سوای حکم تحقیقات و ابلاغ احکام تهدید آمیز از راه متابعت شریعت غرا سیاست
ظالمان که باعث عبرت دیگران گردد بعمل نمی آید مگر بعد ثبوت بعضی بکمی کیفیت و عزل خدمت مغضوب گشته بعد چند روز
بوسیلهٔ مربیان باز بحال میشدند و ظلم راهداری که زمینداران بتقلید حکام زیاده از انچه باحاطهٔ بیان توان آورد با مسافرین
و مترددین و تجار مینمایند بجائی رسیده که باعث قتل جمعی کثیر از مردم قافله و تاراج تمام مال و عرض ناموس آنها گردیده خصوص
کسانیکه از سفر بیت الله برگشته می آیند زن و مرد در کمال عسرت راه سپارند و گماشتهای حکام نزدیک بندر سورت
تا دار الخلافت دو روز و سه روز آن بیچاره ها را نگاه داشته هرگاه چیزی نیابند بزجر و خواری رخت بدن آنها را کشیده
بیگیرند مصحرا و راق مکرر مشاهده کرد که بر سر گذرهای راهداری مردم عزیز را که طرف مدینه و حج و بیت الله برگشته عازم
اوطان خود اند مابین راه بندر سورت و بر بارگشته و خصیان را عاری از لباس ساخته در بازارهای سر راه می اندازند و بغیر
از حق تعالی کسی بغور و فریاد آن مسافران مظلوم نمیرسد — تمام ہوئی وہ عبارت معلوم ہوتا ہی کہ شاید مظلوموں کا مارا جانا
اور ناموس و عزت کا لٹنا اوسکے مفتیوں کی نزدیک مشروع ہو گی جسکے واسطے کچھ بھی تامل نہ کیا بعض حکام کے
قصاص مین بھی سزا انکی مان باپ بھائی عزیزوں ہی کا قصاص فرایض دنیا مین تھا کہ اونکے قتل ہونے مین کچھ دریغ نہ تھا
نے بھی حفظ ظاہر داشتہار دین پروری کے واسطے اسقدر مبالغہ کیا کہ سرود کے سننے سے توبہ کی کلاونت اور قوال جو
قدیمی ملازم تھے اضافۂ منصب سے سرفراز ہوئے مگر گانے بجانے کی ممانعت رہی اور شعرا اور نجومیوں کو برطرف کر دیا —
سررشتۂ حساب اور وصول تنخواه جاگیرداران سے جو تقویم پر منحصر تھے دفتر دیوانی مین در آیا اس نیت پر چھوڑا گیا دیکھنے تقویم
ممانعت کی شعر یہ ہی ع لا ولالب لا ولا لا کشش هست ❋ لل کط و کط لل شهور کوته هست ❋ سفر کیواسطے دوشنبه
اور پنجشنبه مقرر ہوئے ترک لباس زردوزی رنگین جواہر ہوا اور امرا کو بھی حکم ہوا کہ رنگ خام اور بادلہ اور زرتاری پہن کر
حضور مین نہ آوین — ایکروز سرودیوں نے متفق ہوکر جنازه کمال زینت سے آرایش کرکے بادشاہی نشیمن کے نیچے سے نکالا
عالمگیر کو دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نغمہ و سرود کا مردہ ہی کلاونت دفن کرنیکو لیئے جاتے ہین جواب فرمایا کہ ایسا
دفن کرین کہ خلاف عبادت الہی کے مردہ سے کوئی آواز نکلنے نپائے اور جھروکہ درشن کا بیٹھنا جیساکہ سلاطین سابق
دہلی سے دستور تھا یعنے ہرصورت جسطرح ممکن ہو بلا ناغہ اوسی غرفہ مین بیٹھکر درشنیوں کو دیدار دیتے تھے ہزارہا
ہنود و مسلمان مشاہدۂ جمال سے شادکام ہوتا تھا اور نیز قوم ہنود کا ایک گروه درسنی ملقب ہی جنکا عقیدہ یہ ہی کہ
بغیر دیکھے دیدار شہریار کے کھانا نہین کھاتے اور اسے اپنی اطاعت جانتے تھے اس بادشاہ نے موقوف کر دیا اور

ناحق کو دل آزردگی کی کو کہ یہ عقیدہ دیدار طلبون کا باطل ہو قضات عصات کو محض خود رائی سے ایسا مستقل
کیا تھا کہ موجب برہمی انتظام صوبہ داران اور عمال و حکام و فوجدار و چکلہ دار کا ہو کل عملہ فعلہ دل آزردہ ہو گئے
مہام سلطنت مین تخلل ہوا۔ ہاشم علی خافی اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ عبد الوہاب نام ساکن احمد آباد کو قاضی القضا
کیا کل معاملات مالی و ملکی مین اوسکا تابع ہوا اوسکا اسقدر تسلط ہوا کہ ارکان سلطنت مین اوسکا اعتبار کم ہو گیا
ہر ایک اوس حیلہ کی فکر مین ہوا کہ کسطرح اوسے خفت پہونچاوین اور اوسکا مرتشی ہونا اور رشوت سے روپیہ جمع
کرنا ثابت کرین مگر کچھ فائدہ نہوا۔ مختار خان بنی مختار جو کہ بادشاہ ایران و ہند سے سررشتہ قرابت اور
برہان پور کی صوبداری پر سرفراز تھا اور محمد صالح نام پوربی وہانکا قاضی نہایت مرتشی تھا بنا بر رضائے خاطر
بادشاہ کے ایسا استقلال خدمت قضا یا مین پایا اکثر دعوی حویلی مین جہان کہ مدعی کی دروغگوئی اور دسیسے
مقدمہ سے صوبہ دار اور تمام عالم آگاہ تھا دو گواہ جعلی کے گذرنے پر صوبہ دار مع اکثر کبار کے اسطرف ہو گئے اور مدعی کا
مقدمہ ثابت کر دیا اور مختار خان نے قاضی سے ملنا نپایا آزردہ دل ہو کر چند روز کے بعد اوسی تمہید سے اونہین
دو گواہون کو قاضی کے پاس لایا قاضی نے اونکی گواہی سے اثبات دعوی ہی کیا شاہدین مذکور نے بلا جبر اقرار کیا کہ
ہمنے جھوٹی گواہی دی تھی کہ یہ کام مختار خان کے اشارہ سے ہوا تھا خان مرقوم نے قاضی کو مخاطب کرکے کہا کہ یہ دونو وہی
گواہ ہین کہ دعوی حویلی مین باوجودیکہ اوسکے کذب سے ایک دنیا آگاہ تھی ہمنے اثبات دعوی کر دیا نہین جانتے ہو کہ
کہ از روے شرع قابل تعزیر ہوتے قاضی نے مقصد مختار خان کا سمجھا آشفتہ ہو کر درشتی سے کہا کہ تم کو یہ خیال نہین
کہ میری اہانت کی اور خبر نہین کہ حامی شرع کی اہانت سے قابل سزا ہوئے اگر یہی دونو گواہ تمہاری ہواداری کی گواہی
دین تمہاری تعزیر کرتا ہون اور جب وہ شہادت سے بری ہون اونکو تشہیر کرون اور اوسیوقت دونو گواہون کو
سر ورِیش منڈا کر بڑی درشتی سے خرسوار تشہیر کرایا اور قید مین بھیجا ایک آدمی اوس سے زہر کھا کر مر گیا اور قاضی نے استعفا
خدمت کرکے گوشۂ قناعت اختیار کیا۔ مختار خان بپاس خاطر بادشاہ اوسکے دلجوئی مین مصروف ہوا اور دلی
سے اوسکو عہدہ پر سرفراز فرمایا بجز ندامت کے کچھ حاصل نہوا۔ اپنے کلام یہ کہ باوجودیکہ سیوا اور سنبھا قزاقون
سے عہدہ برائی نہوئی اور دیدون رجوع متصدیان ہندو کے جو اچھا مقتدر سے دفتر کا کام کچھ نہوتا تھا شدت تعصب سے
فرقہ مذکور کے ساتھ جو مطعون سے تھے جزیہ اور محصول وغیرہ لینے مین اور نیز دیگر احکام جات مین کاوش اور کد کرتا تھا۔
مگر آخر کو ندامت ہوتی تھی کیونکہ اسطرح کے احکام کو مضبوطی چاہیے تاکہ اعالی اور ادانی پر جاری ہو نہ یہ کہ عاجز کو رنج دے
اور قوی سے بیٹھہ دکھلائے حال آنکہ بادشاہ ظل اللہ ہین کسی قوم سے بد نہین ہوتے ہر ایک آشنا بیگانہ کو ایک جا سمجھتے ہین
تاکہ خلق خدا یگانہ و بیگانہ بیچ پناہ شاہانہ کے خوشدل اور مطمئن رہے سے ایک یہ کہ از خزانۂ غیب گبر و ترسا وظیفہ خوار
دارے اگر ہدایت خلق منظور ہوتی اوسکے قاعدے ہین اشفاق و الطاف مین عناد و نفاق کے بہ نسبت زیادہ مانع نظر آتا کر

ماثر ہوئی ہین دیکھیے کہ حضرت محمد مصطفے صلعم راہ راست لانے کو کیا کیا طریقہ کرتے تھے - اور یہہ کوئی نسمجھے کہ جہاد ہمارا حضرت کے برابر ہے ع کار پاکان و قیاس از خود مگیر ؛ گرچہ یک شد در نوشتن شیر و شیر -
سلطان محمد اپنے چھوٹے لڑکے کو جسنے جہل نوجوانی سے کسیقدر انحراف کیا تھا اور دامادی کی ہوس مین اپنے چچا سلطان شجاع سے واقع بنگالہ گرم جنگ رہا سالہا مقید رکہا تا آنکہ راہ آخرت کو سدہارا اسیطرح بہادر شاہ دوسرے بیٹے کو اس تہمت سے کہ سلطان ابو الحسن تانا شاہ بادشاہ حیدر آباد سے سازش رکہتا ہی مع اوسکے لڑکے اور اوسکی بی بی عاقلہ فاضلہ محبوبہ نور النسا بیگم اور بعض خواجہ سرایون وغیرہ کے نہایت ذلت مین قید کیا اور خواجہ سرایون پر اس تفتیش و تفحص کے بارہ مین خوب تعذیب و تعزیر کہلائی جب اوس واہمہ کا کچہہ ثبوت نہوا - اونکی ایذا سے کسیقدر باہر آیا چاہتا تھا مگر بنا بر شرم کہ عاید حال ہوئی آشفتہ ہوکر بہادر شاہ کو لکہا کہ اپنی عذر تقصیرات کرے تاکہ وسیلہ رستگاری دین و دنیا ہو بہادر شاہ نے درجواب کہلا بہیجا کہ ہر چند انسان خدا اور باپ کا سراسر قصور مند ہی مگر ظاہرا مجھسے ایسا کوئی قصور سرزد نہین ہوا ہی جسکی شفاعت کا خواستگار رہون اس جواب باصواب کے آتے شعلۂ غضب شرر ریز ہوا لڑکے کو نہایت سختی مین قید کیا اور سر تراشی اور قصر ریش اور اخذ شارب اور ناخن تراشی اور کپڑے بدلنے اور طعام موافق پہونچنے وغیرہ کو ممانعت فرمائی بیچارے مدت تک تکلیف کہینچتے رہے - بسبب اتفاق نا بر تربیت اور بر زور شاہجہان بادشاہ کہ اوسکی واسطے تفحص حکم اوسکے سکے جو کہ لایق کار زیادہ حد شمار سے تھے ہر ایک ناکام ہوا اور نا قدر دانی سے اکثر مورد طعن و ملامت ہوئے اسی سبب سے اوسکے کام حسب خواہش نہوئے بلکہ بعض وقتون مین ملازمون کے اغماض سے فاش خجالتین کہینچی گئین خلاصہ یہ کہ جو کچہہ ہوا اپنے ہاتہون سے کر بیٹہا تاریخ نوشتہ ہاشم علیخان خافی بعض اسکے - سفاہت کی مفصل تفصیل لکہی ہی من شا فلیرجع الیہ سلاطین صفویہ انار اللہ برہانہم الجلیہ اگرچہ شیوۂ مروت اور جہانداری ایسے طاق بلند پر چہوڑا ہی کہ اونکی اولاد کا ہاتہ وہان تک نہین پہونچ سکتا اور غایت اشتہار سے محتاج اظہار نہین جو امورات کہ بابر او ہمایون نے فرمائے کتب تواریخ مین مذکور ہین شاہ سلیمان صفوی پدر شاہ سلطان حسین باوجودیکہ مستی شراب اور غفلت و بے باکی اور سفاکی مین شہرت رکہتا ہی اور مردی و مروت کے اخبار مین جو کہ دربارہ اکبر ولد عالمگیر کے تعمیل ہوئی اور شقاوت اور دنائت جو اوسکے باپ سے ظاہر ہوئی آور ہاشم علیخان خافی کے بموجب بھی تحریر ہوتے ہین - مہاراجہ جسونت راٹھور کو جو ہمیشہ عالمگیر کا دشمن رہا اور بادشاہ بھی بہ نسبت دیگر ہنود کے اوسکو زیادہ عدو جانتا تھا لیکن بروقت آنے داراشکوہ کے گجرات سے اجمیر کو مہاراجہ مذکور کے اشعار سے اور دوسری بار لڑنے کے عالمگیر سے بوساطت راجہ جی سنگہ کے عالمگیر نے یہ ترغیب دی کہ داراشکوہ کی رفاقت چہوڑے اور عفو نامہ تقصیرات اور منصب ہفت ہزاری اور صوبہ داری گجرات کی اسی شرط پر مقرر ہوئی

ف
ترجمہ مراد یہی جو حال سفاہت کی دیکہنا چاہے چاہیے رجوع کرے اور نسخے تاریخ کے اسکی طرف ۱۲

اور تکلیف حضوری سے بھی معاف رکھا۔ مہاراجہ جسونت سنگہ بعد تعیناتی دکن اور وہان کی معزولی سے صوبۂ کابل پر مقرر تھا اور وہین پہ مرگیا سوا ان راجپوتیہ کہ بحالت کیش جلالت پیش تھی اوسکے دونون لڑکونکو جنکا نام جیت سنگہ و دلتھمن سنگہ تھا کابل سے لیکر بدون اخذ دستک عازم وطن ہوئے دریاے اٹک کے گذر پر میر بحر مزاحم عبور ہوا جہالت سے تلوار چل گئی اپنے زور سے پار اوترے چونکہ دارالخلافت شاہجہان آباد راہ پر تہی ناچار وہان وارد ہوکر مقیم ہوئے عالمگیر انکی کیفیت سے مطلع ہوکر آشفتہ ہوا۔ حکم توقیف صادر فرمایا انکے گرد لشکر کوتوال کی حفاظت ہوئی۔ چند دنون کے بعد اوسکے روسا لشکر نے بتہیانہ رخصت وطن کے دہانسہ رخصت چاہی عالمگیر نے جہٹ رخصت دی اس ارادہ سے کہ اگر یہ چلے جاوین عیال و اطفال راجہ مرحوم کے قید ہوجاوینگے وہان پر راجپوتون نے یہ چال کی کہ لڑکونکو غلامانہ اور عورتونکو مردانہ لباس مین بناکر اونکے جگہ پر لونڈیون کو رانیون کے شکل پر اور دو غلام مجہول الاحوال کو اطفال مہاراج کی جگہ پر بٹھلاکر سفارش کی کہ اگر کشف راز ہوجاوے ان اطفال اور رانیونکی پاسداری کریں انکی حراست مین اچہی طرح استقامت کرین کہ پانچ چہہ گہڑی کا فاصلہ ہماری نہضت کو ہو کچہ عجب نہین کہ اس تمام بے سبرتی رانیون نے داعیہ غلامی خدمت راجہ کے لڑکون سے لینے کا دعوی کیا ہو اور اسی طور افواہ خلق مین ہے غرض کہ جب وہ سب اچہوت لوگ نکل گئے بادشاہ کو خبر پہونچی اس دریافت و تنقیہ مین چند گہڑی اور بہی گذرین جب تحقیق ہوا فوج واسطے لوٹنے اطفال مجہول اور اسباب باقیماندہ کے معین ہوئے راجپوتان متعینۂ خیمہ نے حوصلہ سے زیادہ شجاعت کی اونکے قتل کے بعد اطفال و زنان داخل حرم سراے سلطانی ہوئے لڑکے پرستاران حرم کے سپرد ہوئے تاکہ پرورش ہون اور شرف اسلام سے جبرا قہرا مشرف ہوسکے جاوین اور عورتین بہی پرستاری حرم مین مقرر کی گئین مدت تک یہی امر قرین تصور تہا کہ مہاراجہ جسونت سنگہ کے یہی اولاد ہین پہر آخر کو جب معلوم ہوا کہ راجپوتون نے اطفال مجہول کو واسطے ابقاے نام مہاراجہ مغفور کے قرار دیا ہے۔ بادشاہ مجاہد نہایت غیظ و غضب سے بہم عودہ ہیور وطن دیرینۂ آبای جسونت کے راہی ہوکر لاجرم تسخیر کو عازم ہوا رانا راجہ اودیپور نے راجہ مغفور کے نام و ناموس کی حفاظت اپنے ذمہ لی اور حضرت سے مقابلہ کرنا چاہا بادشاہ کی چہ خیال ہی نکیا اور حکم بہیجا کہ او آخر بہ کیرہ و راوسکی لڑکی باہلی روانہ حضور کرے اول رانا ڈر گیا و کلا بہیجکر بادشاہ کو اطاعت و فرمان برداری سے خوشنود کیا اور خانجہان بہادر وصول زر معہود اور بند و بست قلعہ اودیپور کو مرخص ہوا بادشاہ دہلی کو واپس ہوا بعد چندے دوبارہ رانا کی سرکشی گوش زد ہوئی عنان توجہ جانب اجمیر منعطف ہوئی اور شاہزادہ معظم بہادر شاہ دکن سے اور اعظم شاہ بنگالہ سے ایلغار کرکے حسب الحکم روانہ حضور ہوئے شاہزادہ محمد اکبر کہ حاضر اور عین شباب مین تہا تادیب رانا کو مقرر ہوا اشاہ قلیخان کے اتالیق نے خلعت اور خطاب تہور خان سے سرفرازی پائی اور شاہزادہ کی فوج کا ہراول اور سپہ سالار مقرر ہوا اور راجپوتون کی لڑائی مین اچہی بہادری کہلائی اور اس گروہ پر عرصۂ کارزار تنگ کیا اور بہادر شاہ دکن سے اوجین پہونچا اور وہان سے بموجب حکم رانا ساگر تالاب پر اسی کوس اجمیر سے متوقف ہوا اور شاہزادہ اعظم شاہ بہی ایک طرف سے ملک رانا کی تخریب کو مامور ہوا رانا وغیرہ راجپوتون نے تہور خان اور شاہزادہ محمد اکبر سے

ملکر ترغیب دی کہ باپ سے بغاوت اختیار کرے تیس ہزار سوار راٹھور شریک اوسکی فوج مین ہوئے محمد اکبر نے باپ کا
خروج جو باپ سے سیکہا تھا سہل سمجھا بہادر شاہ نے اس مشورہ سے آگاہ ہوکر محمد اکبر کو بمقتضائے محبت دو کلمہ نصیحت آمیز
تحریر کیے اور باپ کو عرضی لکہی کہ راجپوتون کے مکر سے شاہزادہ ناتجربہ کار کے اغوا ہونے کا خیال رکہنا ضرور ہے۔ عالمگیر تو
اکبر کی طرف سے مطمئن تھا جواب مین لکہا کہ خدا تم لوگون کو اغوائے بداندیشان سے محفوظ رکھے جب خبر پہونچی کہ محمد اکبر نے
اپنے نام کا خطبہ و سکہ پڑہایا اور تہور خان ہفت ہزاری منصب پر اور نیز دیگر امرا کے ترقیان ہونے کی شورش سنی آور اوسکے
لشکر مین سوائے اسد خان اور بہرہ مند خان کے آٹھہ سو سوار سے زیادہ نہ تھے عجب طرح کی گہبراہٹ پیدا ہو گئی۔
اور بہادر شاہ کو نہایت اضطراب سے ایلغار کر کے بُلایا جب وہ بیچارہ اہل و عیال کو حفظ الٰہی مین سپرد کر کے کمال
استعجال مین جریدہ مع دس ہزار سوار کے جا پہونچا۔ بادشاہ دین پناہ نے اپنا قیاس کیا کہ جو باپ کی خدمت کی تھی
اور اس تصور سے نہایت ڈرا اور توپخانہ کا مُنہہ اوسکے لشکر کو پہیر کر حکم بہیجا کہ اپنے تئین تنہا مع دو نو لڑکون کے حاضر حضور
کرے بہادر شاہ حسب الحکم حاضر حضور ہوا عالمگیر اسکی حاضری سے کسیقدر مطمئن ہوا اور رفقائے اکبر سے وعدہ وعید کر کے
اپنی طرف کہینچا تقدیر کی یاوری سے اکثر لوگ علیحدہ ہوکر آملے اکبر کے استقلال مین تزلزل پیدا ہوا ناچار راہ فرار اختیار
کی جب اوسکا حال اس رنگ کو پہونچا حکام اطراف کو فرمان ہوا کہ جہان پائین قید کرین اکبر دشمنون کے خوف سے
بھاگتے بھاگتے سنبہا مرہٹہ ولد سیوا کے پاس تک جا پہونچا سنبہا نے ہرچند کسیقدر مدد خرچ مہیا کر دیا لیکن بنسبت
تنگ ظرفی کے اکثر حرکات برخلاف آداب شاہزادون کے عمل مین لایا تھا اکبر کشیدہ خاطر گذرانتا تھا جب عالمگیر نے
سنبہا کے پاس ورود اکبر کی خبر سنے اور اوسکے تعدی کی بہی کوشش گذارشاہی ہوا کرتی تھین آخر بداعیہ گرفتاری اکبر
اور تادیب سنبہا کے پچیسوین برس جلوس کو مطابق سنہ ۱۰۹۲ ہجری کے بنام جہاد قاصد ملک دکہن ہوا اور وہان پہونچکر
بعد انتظام کے اعتقاد خان ولد اسد خان کو مع فوج بسیار اور سامان پیکار کے تنبیہ سنبہا اور گرفتاری اکبر کو روانہ کیا
اکبر اس خبر سے ششدر رہا اور کمال اخفا سے تا لشکری اوسکی خبر پاکر مزاحم ہون جہاز مین مع دو سو آدمیون کے سوار ہوکر
عازم ایران ہوا اور ہزارہا صدمات دریا سہتے سہتے مقام مسقط مین پہونچا امام مسقط نے اول تو خاطرداری کی بعد
گرفتار کر کے عالمگیر کو لکہا کہ اگر پانچ لاکھہ روپیہ نقد اور فرمان سند معافی محصولات جہاز جو ہماری آمد و رفت کرین اور نیز
دیگر مواعید کا اقرار ہو تو کوئی معتمد روانہ فرمائیے اکبر کو لیجاے بادشاہ دین پناہ نے فرط دینداری یا شدت عداوت
سے ہر ایک التماس اوسکا قبول فرمایا بندر سورت کے متصدی کے نام حکم گیا کہ کسی ملازم مزاج دان دریا نورد کو مع فرمان
عطوفت عنوان کے جو امام مسقط کے نام صادر ہوا ہے جلد روانہ کرے متصدی نے حسب الامر مرشد معنوی کے حاجی فاضل کو
جو ناخدایان موروثی بادشاہی اور اکثر لغت سے واقف تھا روانہ کیا ناخدا نے اول منزل مین خبر پائی کہ سلطان سلیمان شان
شاہ سلیمان صفوی نے دربارہ مہمانداری شاہزادہ اکبر کے رعایت کی ہے اس خبر کے پاتے ہی راستہ سے واپس ہوا تفصیل اسکی

سیہ ہی کہ جب امام خارجی کی بدافعالی کا حال شاہ سلیمان صفوی کو معلوم ہو کہ عالمگیر کا لڑکا محمد اکبر باپ سے خوف کھا کر
ہندوستان سے درگاہ والا کی پناہ مین آیا تھا جب جہاز مسقط مین پہنچا امام مسقط نے پانچ لاکھ روپیہ اور معافی
محصول جہاز کے لالچ سے اوسے قید کرکے عالمگیر کے حضور مین بھیجنا چاہا ہی بمجرد اس سننے کے بادشاہ کو نہایت غصہ آیا
اور والی مسقط کے نام فرمان صادر ہوا کہ اگر ہمارے مہمان کو باعزت واحترام روانہ حضور نہین کرتا تو غازیان درگاہ
اینٹ سے اینٹ بجا دینگے اس حکم سے مسقط نے گھبرا کر شہزادہ محمد اکبر شاہ کو باعزو شان روانہ دربار بادشاہ کیا
اکبر نے بندرگاہ عباسی مین پہنچکر اپنے ملازم معتمد ہوشیار محمد ابراہیم کو واسطے شکر گذاری کے روانہ اصفہان کیا
بادشاہ نے محمد ہاشم تبریزی کو مہانداری کے واسطے محمد ابراہیم کے ہمراہ کردیا اور حکم دیا کہ مراسم تواضع اور مدارات
مین سرمو فرق نہو اور نیز اشعار فرمایا کہ بعض تحایف ہندوستانی مانند نبات او انبہ اور پان اور اناناس وغیرہ
جو بندرگاہ عباسی کے قرب وجوار مین ممکن ہو شاہزادہ محمد اکبر کو متواتر پہونچاوے اور بہر صورت خوشنود رکھے
اور مصور جادو قلم کو پوشیدہ ہمراہ کردیا کہ قبل ملاقات کے شاہزادہ کے شبیہ حاصل کرکے حضور مین بھیجے تاکہ اوسکی
لیاقت قیافہ سے دریافت کیجاوے حسب الحکم اس امر کی تعمیل ہوئی محمد ہاشم نے شاہزادہ کو راستہ مین نہایت
خوشنود کیا جب اصفہان سے تین کوس پر جا پہونچے کسی باغ بادشاہی مین فرودگاہ ہوا اور شاہ مسلمان نواز براہ
نوازش باغ مذکور تک استقبال کو گیا اور شاہزادہ بھی بادشاہ کے استقبال در باغ تک جاکر باہم ملاقی ہوئے دو تین قطعہ
جواہرات کے جنمین ایک الماس اور زمرد اور یاقوت تھے بطور ارمغان کے گذرانے بادشاہ نے براہ آبروبخشی تینون جواہر کو
اپنے سر پر رکھے اور بڑے تپاک سے معانقہ کیا اور پرسش مزاج فرمائی باغ سے اوس مکان تک جو اکبر کے واسطے آراستہ
ہوا تھا پا انداز مخملی اور دارائی کاشانی اور بھینٹ بندری کے بچھائے ہوئے تھے شاہ ایران اور شاہزادہ محمد اکبر کے
گھوڑے اوسپر قدم زن ہوئے بادشاہ کا گھوڑا اسپید ناہموار سے گام زن تھا اور شہزادہ کا گھوڑا چالاکی اور تندی
سے مضطرب ہوتا تھا جلودار نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا شاہزادہ اوس پھرتی سے کود چڑھا کہ بادشاہ مع حاضرین
آفرین فرمانے لگا جب دوراہہ پر پہونچا شاہ سلیمان نے عطف عنان کرکے شہزادہ کو بجائے مقرر رخصت فرمایا اور
مایحتاج شاہزادہ اور نیز ضروریات مکان جو کچھ مناسب تھین مہیا کیا دوسرے روز بادشاہ نے قدم رنجہ فرما کر اکبر کو ہمراہ لیے
دولتخانہ لایا اور مسند علحدہ اوسکے واسطے مقرر کی اور باعزاز تمام بٹھالا لوازمہ مہمانداری اور غریب نوازی کے
بدرجۂ غایت بجالایا وظیفۂ لایقہ مقرر کردیا جب چند روز گذرے اکبر نے درخواست امداد کی ہند کی رخصت چاہی بادشاہ نے
جواب دیا کہ جب تک تمہارا باپ زندہ ہی تم ہمارے مہمان عزیز ہو اوسکی حین حیات ہم مدد نہین کرسکتے بعد اوسکے انتقال
کے جب بھائیون سے کام پڑیگا البتہ تقدیم خدمت مین کوتاہی نہوگی ارباب تمیز اس حکایت سے سمجھینگے اور نیز خوانندہ
لکھے گئے اوسسے بھی احوال عالمگیر اور والی مسقط اور شاہ ایران وغیرہ کی شرافت اور خساست کا سمجھینگے اور ہر ایک کی

نیکی اور بدی کو ذہن نشین کرکے اختیار کرینگے جسوقت کہ مہاراجہ جسونت سنگھ کی عورتین مع دونون لڑکون کے راجپوتون
کی شجاعت سے اپنے ملک مین پہونچین اور رانا نے اونکی حمایت مین بغاوت اختیار کی عالمگیر اوسکے استیصال پر
متوجہ ہوکر اجمیر کو عازم ہوا جس عداوت سے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ اور رانائے اودیپور کی ساتھہ تھی حکم دیا کہ ہنود سے
جزیہ لیا جاوے اسی منشا مین ہر ایک صوبہ کو حکم پہونچا اور حضور مین سے جزیہ لینا شروع ہوا چونکہ شاہجہان آباد مین
قوم ہنود لاکھون سے زیادہ شمار مین آئے ہزارون ایسے تھے کہ جنہین ادائے جزیہ کی تاب نہتھی لہذا چند لاکھہ مفلسون نے
جہروکہ کے نیچے آہ و نالہ کرنا شروع کین عالمگیر نے کچھہ بھی التفات نکیا تا آنکہ روز جمعہ جب بادشاہ نماز کو جاتا تھا قوم ہنود نے
در قلعہ سے مسجد تک ایسا ہجوم کیا کہ راہ بند ہوگئی چارون طرف سے ہائے ہوے شروع ہوئی یہان تک کثرت ہوئی کہ تخت روان
شاہی دو دو قدم پر ٹھہر ٹھہر جاتا تھا آخر حکم دیا کہ ہاتھیون کو لاکر مستغیثون کو پامال کرین تعمیل حکم ہوئی اکثر پامال ہوے اور
باقیماندہ محروم گھرون کو سدھارے چارناچار جزیہ دینے کو جبرا اختیار کیا بسبب تعصب کے اس نوبت کو معاملہ آیا کہ بعد
ورود دکن کے جو کام کہ خانجہان بہادر کوکلتاش اور معظم خان خانان اور سید عبد الرحمان معروف سید میان اور
دلیر خان افغان اور راعز خان اور داود خان قریشی وغیرہ امرائے دولت نے بلاد دکن اور بنگالہ اور آشام اور خنگ وغیرہ مقامات پر
سر انجام کیے تھے اسکے عوض مین عالمگیر نے خفت ہائے عظیم اسطرح کی دین کہ لایق تحریر نہین اور اسی کے واسطے دس
برس کے بعد محرران تاریخ کو اپنے وقایع لکھنے سے ممانعت فرمائی ہان بعض فقرات ہاشم علیخان خافی کے خبر دیتے ہین
جسکو فقیر گواہی کے واسطے بعینہ نقل کرتا ہے فقرہ بعد انقضاے دہ سال مورخان از تسطیر احوال آن بادشاہ عدالت گستر
دین پرور ممنوع گشتند مگر بعض مستعدان خصوص مستعد خان بطریق خفیہ برخے از احوال مہمات دکن مجملا بلا ذکر
مکرہات فقط فتوحات بلاد و قلاع را بزبان قلم دادہ تاریخیکہ احوال چہل سال دران درج باشد دیدہ ویافتہ نشدہ
کاتب حروف تجسس و سعی تمام در فراہم آوردن باقی احوال کردہ و انچہ برای العین مشاہدہ کردہ مسودہ نمودہ اوراق نگاشتہ
متفرق خود را جمع ساخت امید کہ انشاءاللہ توفیق اتمام آن یابد چون تعداد سال از جلوس ہمایون حضرت عالمگیر غازی
خلد مکان بر احوال حکمرانی عشر ثانی آن خسرو عدیم المثال بضبط ماہ و سال اطلاع نیافتہ سوانح ہر سال بقید تاریخ بگزارش نمیتوانم
آورد اما از بعض وقایع حضور و صوبجات انچہ راقم برای العین مشاہدہ کردہ و از راویان ثقہ نیز بعرض مسموع بغایت سنہ نوزدہ
از بسیار کمی بزبان خامہ دادہ باز آغاز سال بستم بر ہر سوانحی کہ علم حاصل نمود بقیہ سال انشاءاللہ بتذکار خواہد آورد
خانجہان بہادر بعد مہم حیدرآباد کہ انشاءاللہ تعالی بگزارش می آید مدتے معضوب و نیز جاگیر ماندہ وفات یافت اما
قبل ازان کہ رایات ظفر آیات بادشاہ در ممالک دکن سایہ افگن گردد ہنود نسبتی کہ از خانجہان بہادر در تنبیہ مرہٹہ بظہور
آمدہ بود بعد تشریف آوردن بادشاہ خلد مکان عالمگیر غازی بدکن باوجود بست و شش سال در استیصال مقہوران
کوشیدن و چندین کرور روپیہ صرف نمودن و قلعجات غنیم بسعی تردد تمام مسخر فرمودن از نفاق امرا و تقاضاے ایام

میسر نشد بلکه روز بروز بشوخی غنیم و درآمدن او بممالک قدیم بطریق توطن زیاده گردید و سد باب چنین ماجراهای رکاکت
و اطراف رسید که از اندازۂ تحریر بیرونست و خانجهان بهادر هرگز صدمۂ بی آبروئی نرسید سوای جنگهای متعدد او
که با امرای سلاطین بیجاپوری و حیدرآبادی نمود و شجاعت و جانفشانیها که خارج از حد قیاس بظهور آورد با وجود اتهام
سازش با غنیم تاختهای رستمانه بر فوج اشقیای مذکور آورد از انجمله دو جنگ و حروب او بزبان قلم میدهد
خانجهان بهادر بقصد تادیب مرهتهٔ شتافته از خجسته بنیاد مسافت چهل و پنجاه کروه دورتر تاخته بود سه چهار
سنبهای نابکار با سی هزار سوار باراده غارت خجسته بنیاد بطریق یلغار نزدیک اورنگ آباد رسیده تاراجی پوره
دست اندازی نمودند و تزلزل تمام در خجسته بنیاد رو داد خانجهان بهادر بمجرد استماع این خبر خود را بایلغار رسانید و وقت
مقابله زیاده از دو هزار سوار با او نبود در میدان هرسول قتال عظیم و محاربه صعب روی داد تا رسیدن باقی فوج کارزار
رستمانه نموده قیامتی برپا ساخت هر طرف میتاخت از کشته پشتها می افراشت هرچند مرهته بسیار هلاک شد
اما نظر بقلت فوج خانجهان بهادر نموده چنان حملها آورد که منجمله دو هزار سوار زیاده از پنجاه شصت سوار همراه آن شهسوار
عرصۂ جلادت نماند از انجمله بود اعز خان با دو سه برادر و پسر خود و آن بهادر شیردل داد مردی داده میجوشید و میخروشید
و دیگر یکهگان را دلدهی نموده و سخنان عبرت افزا فرموده بسوی خود دعوت مینمود و چندان پایداری ورزید که فوج متعاقب
رسید و هزیمت خوردگان هم برگشته بار خود را باو رسانیدند و آن جنگ الی الآن بجنگ هرسول شهرت دارد در آن روز آنقدر
در میدان هرسول سه کروهی خجسته بنیاد سر مرهتهها از بدن جدا کرد که چندین هزار سر زینت افزای کله منار اطراف
خجسته بنیاد گردید و چندین ارابه پر از نیزه و چنبری و آفتاب گیر مع مادیان بیشمار روانۂ قلعۂ خجسته بنیاد ساخت
مجمل جنگ دوم آنکه بفاصلۂ سی کروه از خجسته بنیاد با سرداران مرهته جنگ و مقابله داشت خبر رسید که فوج
بسیار گران باراده تاراج خجسته بنیاد نزدیک بلدۂ مذکور رسیده قریب بیست هزار سوار بسرداری یکی از ایشان خود
مقابل دشمن گذاشته یکی از راجهای کمکی را با خود گرفته سی کروه راه را در یک شب یلغار نمود پاسی از شب مانده بفاصلۂ
دو کروه از فوج مرهته رسید چون زیاده از هفت صد سوار باو نرسیده بود راجه را فرمود که اگر صبح دمد و مرهته قلت فوج ما را
برای العین ببیند دلیر گشته جسارتها خواهد نمود مصلحت آنکه نشانها و نقارخانه مرا نزد خود داشته همین جا با چندی از رانان
که همراه شما رسیده توقف نمایند و فوجی را که از عقب برسد توقف نموده آسایش دهند و من همین وقت در آنها تاخته
شبخون میزنم و تا دسترس باشد مخالفان را میکشم و بعد طلوع صبح اگر آنها سرشخی نموده زور آرند من آنها را بطرف خود
کشیده این طرف می آرم باید که شما در آنوقت اعلام مرا گشاده نقاره و کرنا بلند آواز ساخته هر طرف که هجوم القوم شوم باشد
یورش نمایند بعد ازین تمهید خود را بر لشکر مخالف زد تا آنها خبردار گشته جمع آیند مردم بیشمار بقتل آورد و از چهار سوی
آواز بگیر و بکش بلند گردید چون صبح دمید و کمیت فوج با نشانهای راجه بر مرهته ظاهر گردید شانزده هزار سوار که در گشت

سازشی که خود را بکنار محفوظ داشته بود بر خانجهان بهادر یورش آورد و آن بهادر دلیر موافق مشوره عثمان گرد انید فوج مذکور را بسوی خود کشیده بمیدان آورد با آنکه تا آنوقت نزد راجه مذکور زیاده از هزار سوار جمع نشده بود اما راجه حسب الامر نهاے خانجهان بهادر کشاده و صداے نقاره و کرنا بلند ساخته بیکبارگی حمله آورد و همینکه علامت لشکر خانجهان بهادر ظاهر گشت مرهٹه ها دست و پا گم کرده بفرار آمدند که خانجهان بهادر رسید و نے اختیار رو بفرار نهادند درین وقت سه چهار هزار سوار دیگر از افواج عقب مانده خانجهان بهادر مقابل مرهٹه های فراری و همین ولی آنها رسیده صدای بگیر و بزن بلند گردانید. مسود اوراق دران روزها برای تشخیص زر جاگیرداران پرگنه رسیده محصور غنیم گردیده امید جان بدر برد نداشت قابو یافته خود را بفوج ظفر موج پادشاهی انداخت تا هر طرف نظر کار میکرد از کشته پشته ها بنظر می آمد کار بجای رسیده که مرهٹه ها خود را از مادیان انداخته باظهار عجز و زبونی سنجانهای مزارعان و رعایا پناه می بردند و آنها بسنگ و چوب سر آنها نرم مینمودند و غنیمت بسیار که از اطراف غارت نموده آورده بودند بدست غازیان افتاد و بعد فتح تا دو سه روز حسب الحکم خاک و بهار افتادگان میدان را بریده چهل پنجاه ارابه از سر بریده آنجماعه و نیزه و آفتابگیرها اسباب دیگر بر کرده بحضور پادشاه روانه میساختند بهمین دستور در اکثر معارکات که سر رشته تدبیر از دست نمیداد باقبال عالمگیر فتح و ظفر نصیب او میگردید

ترجمہ فقرات ہاشم علیخان خافی

بعد انقضاے دس برس کے مورخ لوگ لکھنے حالات اس بادشاہ عدالت گستر دین پرور سے ممنوع ہوئے مگر بعض بعد مخصوص مستعد خان نے بطریق خفیہ بعضے حالات مہم دکن کے مجملاً بلا ذکر مکروہات کے فقط فتوحات کو لکھا جس تاریخ مین کہ احوال باقی چالیس سال کا درج ہی دیکھنے اور سننے مین نہین آئے کاتب حروف نے بہت کچھ تجسس کیا جو کچھ انہون سے دیکھا لکھا ہی امید ہی کہ انشاء اللہ تمام ہو جاے چونکہ بعد دس برس کے جلوس عالمگیری سے احوال عشر ثانی پر اطلاع نہین ہوئی سوانح سالوار نہین بیان کر سکتا لیکن بعض وقائع حضور اور صوبجات کے جو راقم نے بچشم خود مشاہدہ کیے گذارش کرتا ہی یا جو راویان معتبر سے سنا اور لغایت ۱۹ سنہ نہایت خلاصہ لکھا آغاز سال بستم سے جو بات معلوم ہوئی بقید سال لکھونگا خانجہان خان بہادر بعد فتح حیدرآباد کے کہ انشاء اللہ بیان کی جاتی ہی ایک مدت تک مغضوب اور نے جاگیر رہا تا کہ فوت ہوگیا لیکن بیشتر ازین کہ بادشاہ مالک دکن مین تھا جو بند و بست کہ خانجہان بہادر سے تنبیہ مرہٹہ مین ظاہر ہوا بعد تشریف آوری بادشاہ کے دکن مین ۲۶ برس اور کئی کرور روپیہ صرف ہوئے اور بسبب نفاق امرا اور تقاضاے ایام کے فتح قلعجات غنیم کی میسر نہ آئی اور چند صدمات امراے رکاب اور اطراف کو پہونچے کہ اندازہ تحریر سے بیرون ہین اور خانجہان بہادر کو ہرگز کوئی صدمہ لے ابروئی کا نہین پہونچا . . . اے مشہور لڑائیون کے جو امراے سلاطین بیجاپوری اور حیدرآبادی سے واقعہ ہوئین اور شجاعت و جانفشانی کہ خارج حد قیاس سے ظاہر کین اور باوجود اہتمام سازش غنیم کے حملہاے رستمانہ سے کار غنیم تنگ کیا اوسمین سے دو لڑائیون کا بیان یون ہی کہ خانجہان بہادر بقصد تادیب مرہٹہ کے

خجستہ بنیاد سے پچیس کوس دور چلا آیا اور تین چار سردار سنبہاکے تیس ہزار سوار سے بارادہ غارت خجستہ بنیاد
بطریق یلغار اورنگ آباد کے قریب پہونچکر ایک مہینے تک دست اندازی کی اور زلزال تمام خجستہ بنیاد مین ظاہر ہوا
خانجہان بہادر بمجرد سُننے اس خبر کے بہ یلغار تمام پہونچا بروقت مقابلہ اسکے ہمراہ دو ہزار سوار سے زیادہ نتھے میدان
ہر طرف سخت معرکہ ہوا باقی فوج کے پہونچنے تک قیامت برپا کردی جدہر رخ کرتا تھا کشتون کا پشتہ ہوتا تھا ہر چند
مرہٹہ بکثرت مارے گئے مگر خانجہان بہادر کی قلت فوج پر نظر کرکے ایسے حملے کیے کہ دو ہزار سوار ہمراہی مین سے بجز پچاس
ساٹھہ سوار کے کوئی اس بہادر کے ہمراہ باقی نرہا اونمین سے اعز خان مع دو تین بہائیون اور لڑکون کے اوس بہادر کی
دلدہی کرتا تھا اور منفرد ریون کی دلدہی کرکے اپنی طرف بلاتا تھا اور اسقدر استقلال کیا کہ فوج پس ماندہ بھی آپہونچی
اوسی روز میدان ہرسول مین جو تین کوس خجستہ بنیاد پر تھا ہزارون مرہٹون کے سر جدا ہوئے اور کتنے جہنڈے نیزہ
اور چھتری اور آفتاب گیر وغیرہ مع مادیان شمار کے روانہ قلعہ خجستہ بنیاد کیا اور جنگ دوم کی مجمل کیفیت یہ ہے کہ خجستہ بنیاد سے
تیس کوس پر سرداران مرہٹہ سے جنگ و مقابلہ کرتا تھا خبر پہونچی کہ ایک فوج عظیم بعزم تاراج خجستہ بنیاد کے نہایت قریب
آگئی ہے اوسوقت اپنے لشکر کی سرداری مین قریب بیس ہزار فوج کے چھوڑکر ایک کورا جہاے کمکی مین سے اپنے ساتھہ لیکے
تیس کوس راہ کو پانچ پہر مین طی کرکے پہر رات باقی رہے مرہٹہ کی فوج سے دو کوس پر آپہونچا چونکہ زیادہ سات سو
سوار سے اسکے ہمراہ نہ پہونچے تھے راجہ کو فرمایا کہ اگر صبح ہوا اور مرہٹہ ہماری فوج کی قلت کو دیکھ لے دلیر ہوکر جسارت کریگا
مصلحت یہ ہے کہ میر نشان اور نقارخانہ اسی جگہ اپنے پاس رکھکر مع چند راجپوتون کے جو تمہارے ہمراہ پہونچے ہین متوقف
رہو اور جو فوج کہ عقب سے پہونچے اوسکو بھی بنا بر آسایش ٹہرا رکھو اور ہم اسوقت مخالفین پر دوڑا کرکے شبخون کرتے ہین
اور حتے الامکان اونکو مار گراتے ہین بعد طلوع صبح اگر وہ لوگ زور کرین مین اونکو اپنی طرف کہینچکر اسی طرف لاونگا لازم ہے کہ تم
اوسوقت میرے نیزہ کو کہول کر اور نقارہ اور قرنا کو بلند آوازہ کرکے جدہر اونکا ہجوم ہوا ادہر کو یورش کرو بعد اس تمہید کے
اپنے لشکر کو مخالفین پر جا پہونچایا جب تک کہ مخالف خبردار ہوکر جا و کرین مردم بسیار قتل ہوئے اور چار طرف سے برن
اور تکبیر کے آوازین بلند ہوئین جب صبح ظاہر ہوئی اور کمی فوج لشکر ندار راجہ کی مرہٹہ پر ظاہر ہوئی سولہ ہزار سوار سے جرار تمام
طیار ہوکر اپنے تیئن کنارے مین رکہتا تھا آمادہ ہوکر خانجہان بہادر پر یورش لایا اور اوسوقت اوس بہادر دلیر کے موجب
مشورت عنان منعطف کی اور فوج مذکور کو اپنی طرف کہینچکر میدان مین لایا باوجودیکہ اوسوقت راجہ کے پاس ہزار سوار سے
زیادہ نتھے مگر موجب ایما کے نشان خانجہان بہادر کہولکر اور نقارہ پر چوب دیکر یکبارگی حملہ آور ہوا جیسے ہی کہ خانجہان بہادر کے
لشکر کی علامت ظاہر ہوئی مرہٹہ ہاتہہ پیر گم کرکے فریاد زن ہوئے کہ خانجہان بہادر آپہونچا اور بے اختیار بہاگنے چلے
اسوقت مین تین چار ہزار اور سوار بھی عقب سے بمقابلہ فراریان مرہٹہ ہمین ولیا رہے آپہونچے مار دہاڑ کی آواز بلند ہوئی
راقم کتاب ان دنون مین واسطے تشخیص زر جاگیر والد کے اوس پرگنہ مین پہونچکر محصور غنیم ہوا امید جان بری کی نتھی مگر قابو پاکر

اور احمد نگر و دکن کے روز ادخال تک آبرو منصب دارون کی بحال تھی اور جاگیرات اور نقدی سے زندگانی بخوبی تمام بسر ہوتی تھی
اور ہنوز بادشاہ افغان و راجپوت سے احتیاط کرتا۔ اور قوم کشمیری خصوص فرقہ چک کو کمتر ملازم رکھتا تھا بعد اوس
کے تالیف قلوب دکھنیون کی خصوص بلازمان سنبھا مرہٹہ کی اور نیز سلاطین بیجاپور اور حیدرآباد بعرض استیصال منظور تھی
لہذا جو شخص حاضر ہوتا مشمول نوازش ہوتا حوصلہ سے زیادہ خلعت فاخرہ ہاتھی گھوڑا مرحمت فرمایا اسقدر نوبت پہونچی
کہ نئے لوگون کی عزت افزائی مین پُرانون کی قدر و منزلت کھو گئی ایسی تنگی ہوئی کہ بعض خانہ زادان روشناس راہ قدردانی
سے پرورش پاتے تھے لیکن جمع کثیر منصبداران کمرتبہ جو مربی اور سرپرست اور روپیہ وغیرہ بہم کیواسطے اپنے پاس نرکھتے تھے محض
بے جاگیر ہوگئے دام پاے باقی معدوم الوجود ہوگئے مگر بادشاہ نے ارباب طلب کے طومار پر دستخط کئے کہ ایک انار و صد بیمار
تعین فوج اور عزل و نصب اور منصب خدمات کے وقت مین نظر بر قلت پاے باقی کے جاگیر مردم کم مایہ کی تغیر کرکے تنخواہ
اونکی کرتا تھا اور ایک خلق اللہ کو زیر تیغ کرتا بہ عمدہ نوازی بیچارگان نے بضاعت کی خرابیان کرتے تھے فقط شہاب الدینخان
جو قلعہ راسیج کی تسخیر پر مامور تھا اوسکی سرداری اور رہنمائی سے یقین تھا کہ قلعہ مفتوح ہو لیکن قلعدار سنبھا کی حفظ
و ہوشیاری سے کام دشوار ہوا ہرچند اوس قلعہ مین دو تین توپ شکستہ کہنہ تھین مگر قلعدار نے کیا ہوشیاری کی کہ
لکڑی کی توپین چرم سے پیچیدہ کرکے طیار کین اور جب تک ضرورت نہین ہوتی تھی اور مردم شاہی اوسکے پلہ پر نہین آتے
تھے ہرگز توپ سرنکرتا تھا کیونکہ اون توپون سے بجز ایک فیر کے کام نہین ہوتا تھا اور اسطرح پر حراست اور پایداری کی
کہ شہاب الدینخان اور فوج بادشاہی نے قلعہ مذکور تسخیر نکر پایا ایام محاصرہ کو درازی ہوئی بعد ازان قاسم خان قلعہ مذکور کی
تسخیر پر مامور ہوا اسکی بھی شجاعت نے کچھ دال نہ گلائی بعد ازان خانجہان بہادر کوکلتاش کو حکم ہوا اونہون نے جو حق شجاعت
تھا ظاہر کیا مگر کچھ سود نہوا آخر اونکی وزیر نے منصوبہ کیا کہ عوام سپاہ اور بازاریون کو ایک طرف مقرر کرکے حکم دیا کہ شور و شورش
حد سے زیادہ برپا کرین تاکہ مردم قلعہ اوس طرف متوجہ ہون اور مقابل کی طرف سے جہان کمند اندازی کارگر تھا تین
چار سو معتمد جوان کو مقرر کیا کہ جب حارسان قلعہ شورش کی طرف حملہ کنان ہون بہادران مذکور نہایت اخفا سے چڑھ جاوین
اتفاقاً یہ خبر بعینہ جاسوسون سے قلعہ دارون کو جا پہونچی اونہنے بھی اسیطور سے تدارک کیا عوام قلعہ کو شورش کیطرف
مقرر کرکے مردان جنگ طلب کو کمند افگنون کے سر پر تعینات کیا اور وہ لوگ پنجہاے آہنی لیکر جو کہ دکھن مین رایج اور
ہندی زبان مین بگہ نوہ کہتے ہین مستعد مدافعت قلعہ کی فصیل پر استادہ ہوئے لیکن اسقدر خاموش کہ کسیکا اوسطرف
جمع ہونے کی خبر نہوئی جسوقت غازیان لشکر شاہی نے بوسیلہ کمند معراج شجاعت پر چڑھائی کی حارسان قلعہ نے
کمندکا [illegible] سے پکڑکر پگڑیان اوڑا دین بعد ازان پنجہ آہنین سے سر اور چہرہ کو ایسا زخمی کیا کہ منہہ بگڑ گیا اپنے منہہ کی
کھاکر بالاے کوہ سے سرنگون نیچے گر پڑے پیچھے جو چلے آتے تھے گرنے والون کے تصادم سے اونکے بھی ہاتھ سے سیڑھی
ہر گئے چند روز کے بعد ایک مکار جو علم تسخیر مین مشہور تھا خانجہان بہادر سے اپنے مزخرفات بیان کرکے سو تولہ طلا کا

سانپ بنایا اور لباس چرم بودار ملوا نپنہ پہناکر مار طلائی کو ہاتھہ مین لے لشکر چوبی مین بالاے دمدمہ جا بیٹھے اور ایسا کیا کہ
فوج حملہ کرے اور خود بیٹھے بیٹھلائے رنگ رنگ کے حرکات سے افسون پڑھنے لگا خانجہان بہادر نے وعدہ کیا تھا کہ اسطرح
قلعہ مفتوح ہوجاویگا ناگہان کسی پتھر یا گولہ سر دسے اوس بلندی سے زمین پر آگرا سب مکر و فریب فراموش ہاتھہ پیر بھی
ٹوٹے وہ وعدہ کچھہ بھی ظہور مین نآیا آخرالامر سرداران متعینہ مانند خانجہان بہادر و قاسم خان وغیرہ عدم حصول مدعا سے حیرت
کھاکر مایوس ہوئے جس روز کہ قلعہ کے محاصرہ سے ارادہ بازگشت تھا فرمایا کہ کٹہکر وغیرہ آلات چوبی جو تسخیر قلعہ کو بنائے گئے
تھے جلا دئے اور وقت مراجعت تغیر لباس کیا تاکہ مخالف سردار کو پہچان نسکین حارسان قلعہ فریاد کرتے تھے کہ تا سرد ہونے
آتش کٹہکر کے توقف کرو تاکہ اوسکی راکھہ بھی چہرہ پر ملوالو آورسنبھا نے اس نوید سے خوشوقت ہوکر قلعہ دار کیواسطے خلعت فاخرہ
اور کھڑوہ طلائی وزنی نیم آثار کے دونو ہاتھہ کے واسطے طیار کراکر بھیجے اور یہان سے بدلکر دوسرے قلعہ مستحکم کی حفاظت پر
تعینات کیا۔ اور صوبہ بیجاپور کو لکھا ہے کہ زیادہ تین چار مہینے کی راہ سے طول اور عرض کمتر دو سو کوس سے واقع ہین
حاصل صوبہ مذکور کا سلطان محمد عادل شاہ کے عہد مین جسکے ہاتھہ سے عالمگیر نے انتزاع کیئے دو کروڑ ہون یعنی سات کروڑ روپیہ
تھا سکندر عادل شاہ کی سستی سے جو اکثر ملک اوسکے قبضہ سے باہر ہوگئے تھے صرف بیس لاکھہ ہون کے حاصلات کا
تکمٹ دیکھا تھا کہ عالمگیر بادشاہ نے ایک ہزار چھانوے (۱۰۹۶) ہجری مین مطابق اونتیسوین سال جلوس کے احمداباد سے تسخیر بیجاپور
کی نہضت کی اور وہان کی مہم اپنے فرزند محمد اعظم شاہ کے نامزد کرکے روح اللہ خان مع دیگر امراے جانفشان اور بیس ہزار
سوار کے اور سید عبداللہ خان بارہہ کو جو قدیم الخدمت محمد معظم بہادر شاہ کا ولیعہدی سے تھا مع دو ہزار سوار وغیرہ کے
اعظم شاہ کی ہراولی پر مقرر فرماکر پیشتر سے روانہ کیا اور خانجہان بہادر کو مع فوج وسامان کے حدود حیدرآباد کے قلعجات کے
فتح کو روانہ کیا اور حیدرآباد کا دارالجہاد نام رکھا۔ سید عبداللہ خان سے بعد لڑائیون اثناے راہ کے ہنگام محاصرہ [illegible]
تعلقہ بیجاپور کے تا پہونچنے شاہزادہ اعظم شاہ کے ترددات عمدہ ظہور مین آئے چونکہ فیمابین اعظم اور بہادر شاہ کے نفاق تھا
اعظم شاہ نہین چاہتا تھا کہ بہادر شاہ کے رفقا کا تردد واضح ہو اور سید عبداللہ خان کو بانبازان کے [illegible] جانتا تھا
لہذا اول بوساطت مصطفے خان کاشی کے جو اوسکا معتمد علیہ تھا اپنے رفاقت کی ترغیب دی اور فرمایا کہ بہادر شاہ کے [illegible]
کا نام درمیان سے اوٹھانا چاہا چونکہ روح اللہ خان کی دلبری سے سید عبداللہ خان نے اس سفر مین رفاقت کی تھی
اعظم شاہ نے روح اللہ خان کو بھی امر مذکور کی تکلیف دی سید عبداللہ خان نے ہرگز قبول نکیا اعظم شاہ نے افواج
بیجاپوری کے ساتھہ یہ حکم کر دیا کہ ہنگام زد و خورد مین مورچون پر دھاوا کرین اور اٹھنے کے وقت مین اوسکی کمک اور اعانت
سے تغافل نکرین لیکن کچھہ سود اس فہمایش سے نہوا اور کسی نے ساتھہ نہ دیا اگر عبداللہ خان کی پیشقدمی ظاہر ہوئی قلعہ سے اسکی طرف آتشباری کی گئی
تھی اس حملہ مین ڈھائی سو نفر مع دو زنجیر فیل کے کشتہ اور خستہ ہوئے اور سید عبداللہ خان نے وہ شجاعت کی کہ قلعگیو
کے ہوش اوڑے نزدیک تھا کہ محصورین امان خواہ ہون اور قلعہ کے برج و بارہ مین رخنہ نمودار ہوا اعظم شاہ نے طلب [illegible]

روح اللہ خان کو [illegible] ادراک لطف دعا لعت کے لیے بھیجا اور روح اللہ خان نے جو بجا بہ ہمہ [illegible] باستخاط اور بالفعل [illegible] وقت اپنی طرف سے بھیج [illegible] بابستلئے عبداللہ خان کو [illegible] اور خان [illegible] عاقبت شعاری [illegible] کرکے اپنے کنارے کھینچا اور بجائے خود جا کر فرود آیا چونکہ ان شجاعت سید کی گوش گذار بادشاہ ہوئی تھی [illegible] تحسین و آفرین فرما کر شاہ عالم بہادر شاہ کو مبارکباد دی دوسرے روز جب سید کی معاودت سنی نہایت آزردہ خاطر سید مذکور اور نیز بہادر شاہ سے ہوا اور اعتراض نے محل فرمایا بعد ازان جب کہ اصل حال سے مطلع ہوا بمقتضائے مصلحت روح اللہ خان کے سید عبداللہ خان کو حضور میں طلب کیا اور حق کو بدرجہ کمال مغضوب [illegible] یون کہا کہ اگر روح اللہ خان [illegible] ناکردہ جرم کا شفیع [illegible] آبرو نہ ہوجاتا [illegible] خلاصہ تحریر ہاشمی یہ ہے جو لکھا گیا کیا خوب قدردانی اور سلیقہ سلطانی تو کیا لکھا ہے اعظم شاہ قلعہ مذکور کے محاصرہ میں ملازمان سکندر بیجاپوری سے ایسا محصور ہوا کہ اگر شہاب الدین ولد عابد خان اور مجاہد خان اوسکا بھائی مع دیگر امرائے متعینہ کے رسد وغیرہ فوج سنبھا اور سکندر بیجاپوری سے محفوظ کر کے لشکر کو نہ پہونچاتے اعظم شاہ اور نیز سپاہ کا اثر تک باقی نہ رہتا ہاشم علیخان خافی لکھتا ہے کہ لشکر اعظم شاہی کا یہ حال ہوا تھا کہ حیوانات اور جانور فاقہ پر فاقہ کرتے تھے اور آدم زاد پوست درخت اور تخم املی کو جانوران مردہ کے استخوان سائیدہ میں ملا کر کھاتے تھے اور یہ بھی [illegible] اور جانی بیگم [illegible] اعظم شاہ [illegible] سے دردر [illegible] اسوقت غلبہ کہ مخالفان محاصرہ دیکھتی فیل سوار ہوتی اور تخت و عماری سے تیراندازی کرتی اور امرا اور ملازمین کو لڑنے اور جان دینے کی تحریص و ترغیب کرتی تھی اور اوسوقت کمک لشکر اعظم شاہ سے کبھی پہونچ جاتی تھی جس وقت شہاب الدین خان رسد واسطے اعظم شاہ اور اوسکے لشکر کو لیجاتا تھا راستہ مین افواج بیجاپوری نے مزاحم ہو کر ایسا تنگ کیا تھا کہ قریب تھا فوج شاہی مین آفت عظیم برپا ہو اوسوقت شہاب الدین خان نے مع اپنے بھائی اور فوج کے فاتحہ خیر پڑھ [illegible] خان سے اوٹھایا آدرادس سپاہ سے لڑ بھڑ کر بنجارہ اور غلہ کو صحیح سلامت لشکر کو پہونچایا تا شاہزادہ نے عنایات فرما کر آفرین گویان شہاب الدین خان کو بغل مین اوٹھالیا اور ملبوس خاص جو پہنے ہو تھا خلعت دیکر مورد تفضلات فرمایا جب یہ خبر عالمگیر کو ملی اوسکی زبان پر بے اختیار صادر ہوا کہ جسطرح شہاب الدین کے ذریعہ سے آبروے خانہ برقرار رہی حافظ حقیقی اوسکے عیال و اطفال کی عزت بچائی اور اوسکے اصلی منصب ہزاری منصب ہزار سوار اضافہ فرما کر غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ خطاب عطا کیا اور فرمان عطوفت مضمون اوسکے نام [illegible] انعام [illegible] بیجاپور کہ [illegible] در [illegible] حضرت عالمگیر چہارم ماہ شعبان ۲۹ سال جلوس کے [illegible] عازم ہوا جب قریب بیجاپور پہونچا شاہ عالم بہادر شاہ اور روح اللہ خان اور غازی الدین خان بہادر [illegible] فیروز جنگ [illegible] کو محمد اعظم شاہ کے مدد اور تسخیر بیجاپور کو روانہ کیا [illegible] اطہار شجاعت کے ارادہ سے [illegible] آمادہ ہوا بہادر شاہ دست راست سے مقابل دروازے شاہپور کے مورچال رکھکر

چاہتا تھا کہ دعوی یا جرات سنائی یا جسطرح سے ممکن ہو قلعہ فتح کرنے ۔ محمد اعظم شاہزادہ نے اس راز سے ماہر ہوکر حضور مین خبر دی کہ بہادر شاہ اور سکندر بادشاہ بیجاپور کے باہم سازش ہو گئی اور اسی گفتگو کی صداقت دیگر بدخواہون نے بھی بخوبی اداکی روح اللہ خان اور سردار خان کوتوال نے بھی گواہی دی شاہ قلی نام جو ان زمان بہادر شاہی مین تھا اور قلعہ مین آتا جاتا تھا بموجب حکم عالمگیر قلعہ کے باہر جاسوسون ہین قید ہوکر حضوری مین آیا بادشاہ نے اول ملائمت سے استفسار کیا وہ انکار کرتا گیا جب شکنجہ کا حکم صادر ہوا اور کسیقدر لکڑی سے ہاتھ پیر زخم ہوئے پردہ دری کی آیا اصل ماجرا کہہ سنایا اور چند دیگر آدمیون کو بھی اپنی بدنامی مین شریک بنایا منجملہ اونکے مومن خان نجم ثانی اور محمد صادق اور بندرابن دیوان بہادر شاہ اور سید عبد اللہ بارہہ کا نام لیا عالمگیر نے بہادر شاہ کو بلا کر اس ناہنجاری کا جواب مانگا گرچہ بہادر شاہ نے انکار کیا مگر کچھ سود مند نہوا اور سید عبد اللہ خان کو باوجود اکلی جانفشانیون کے قید کیا اور دوسرون کے نسبت حکم اخراج صادر کیا گیا اگرچہ ظاہرا مراتب بہادر شاہی مین سال وغیرہ کے فرق نہوا مگر بے التفاتی روزانہ بڑھنے لگی روح اللہ خان نے جب بارہ سید عبد اللہ خان کی شفاعت کی بطریق نظر بندی اوسکے حوالہ کیا گیا تیسوین ۳۰ سال کے شروع مین مطابق ۱۰۹۷ سنہ ہجری کو بیجاپوریون پر نہایت تنگی ہوئی نایابی غلہ اور کاہ سے گھوڑے اور آدمیزاد کا تلف ہونا شروع ہوا ۔ شرزہ خان جو کہ عمدہ سرداران سکندر شاہ سے تھا سجانب بادشاہ سکندر شاہ اپنی زبان سے امان خواہ ہوا اول ذیقعدہ کو قلعہ کی کنجی عالمگیر کے حضور مین لایا اور سکندر مقید ہوا ۔ تاریخ تسخیر بیجاپور (سد سکندر گرفت) عالمگیر سے کہا گیا شیخ ہدایت کیش واقعہ نگار کل کو داخلے قلعہ کے وقایع مین لکھنے کو یہ فقرہ عنایت ہوا ۔ بدستیاری فرزند ارجمند رہو در رنگ غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ مفتوح گردید ۔ اور یہی مضمون فرمان مسیرہ ان سردار کابل کے نام بھی درج ہوا

وقایع حیدرآباد کا بیان اور سلطان ابو الحسن پر لشکر کشی کرنا

بیجاپور کی بعد فتح کے عالمگیر بنفس نفیس حیدرآباد کو عازم ہوا اگرچہ اول سے فوج حیدرآباد کی تسخیر اور خرابی پر مقرر رکھی مگر بمقتضائے وقت و رضائے طبیعت خود تغیر و تبدل افواج و سرداران سپاہ کا کرتا تھا اور حیدرآباد کا نام دار الجہاد رکھکر مع مسلمانون کے بادشاہ دیندار اودھر کو سد ہارا احوال قبل نہضت بطور اجمال یہی جسوقت کہ اعظم شاہ کو تسخیر بیجاپور مین مامور کیا خانجہان بہادر کو مع ایرج خان اور غضنفر خان و لد فدائی خان برادر زادہ خانجہان بہادر اور محکم سنگہ وغیرہ کے قلاع دکھن کی فتح کو روانہ کیا سلطان ابو الحسن نے خانجہان بہادر کے تعین ہونے کی خبر کے سننے سے محمد ابراہیم خان اپنے سپہ سالار کو مع دیگر سرداران کے اوسکے مقابلہ پر بھیجا جب خانجہان بہادر ملکھیڑ کے نزدیک پہونچا جان نثار خان اور پرویز خان کے ساتھ جو سابق مین افواج حیدرآباد سے ستیزہ رکھتے تھے متفق ہوا ۔ محمد ابراہیم خان سپہ سالار حیدرآباد کی مع چند سردار اور تیس ۳۰ ہزار سوار کے استیصال کو نکلا گرم جنگ ہوا ہر روز مقابلہ اور مقاتلہ ہونے لگا چونکہ محمد ابراہیم خان کی مدد برابر چلی آتی تھی لہذا فوج بڑھتی چلی گئی تا آنکہ پچاس ہزار سوار کا جماؤ ہو گیا اور اطراف خانجہان کے گھیرے ایسی

یورش کی کہ خانجہان کی فوج قریب مغلوبی ہوگئی اور خانجہان بہادر نے براہ احتیاط لشکر کے گرد خندق کھود کر مورچہ درست کیا
ایک مہینے تک لڑائی کی گرم و سرد ہوتی رہی ایک ہی مہینے کے بعد محمد ابراہیم خان نے دو روز طرفہ دیگر بیسکے اور جب خانجہان
کی فوج غافل اور سرداران فوج چوسر کھیلنے پر مصروف تھے اپنے لشکر پدیدار ہوئے جاسوسون نے خانجہان بہادر کو خبر
پہونچائی کہ فوج دکھن نے مورچال کا محاصرہ کرلیا خانجہان بہادر نے ہمت خان اور سید لد خان ولد خانجہان اور ایرج خان
کو وہ بھی اوسکے عزیزون مین تھا مع جگت سنگھ ہاڑہ کے دست راست سے تعین فرمایا دیگر افاغنہ اور سرداران راجپوتیہ کو
جانب چپ تعینات کیا اور خود نیز آمادہ سواری ہوا جب تک یہ سوار ہو افواج دکھن مورچہ توڑ کر خندق سے نکل
فوج عالمگیریہ پر آگری جو مقابلہ پر آیا مجروح ہوا یا وہ ہی توپخانہ کے زنجیرہ کو توڑ کر قیامت برپا کی شیخ منہاج مقابل سید خان
ولد خانجہان بہادر اور جگت سنگھ ہاڑہ اور ستر زہ خان لودہی اور رستم خان بہار ہمت خان ولد دوم خانجہان بہادر
اور محمد ابراہیم خان سپہ سالار مع بڑے خان ہاٹ بہیلا اور فوج در جوج روبروے خانجہان بہادر اور ایرج خان کے پہونچکر دلولہ عجیب
پیدا کیا راجپوتون کے مقابلہ مین دو دستے گرزہ نے پہونچکر فوج راجپوتون کو بیدست دیا کیا شیخ نظام نے بھیر چلا کر
گیر و دار کا غلغلہ آسمان پر پہونچایا افواج عالمگیری نے پامردی کی ہمت خان ولد خانجہان بہادر و صفدر خان برادر زادہ
خانجہان بہادر و لد فدائی خان و جسونت بوندیلہ سخت زخمی ہوئے ہمت خان وغیرہ سردارون کی عماری کثرت تیر سے
گنبذ پر تیغ ہوا تھا لیکن ہمت خان باوجود زخم شدید کے ہمت نہ ہارا اور بابت طلب مدد کرتا تھا خانجہان بہادر
جو خود حلقہ اعدا مین نکتہ کے مانند اسیر تھا مدد نہ بھیج سکتا تسلی دیتا تھا اسی ضمن مین بڑے ہاٹ خان بہادر مع فوج
جرار خانجہان بہادر سرزادر پر یورش کی اور ایک تیر خانجہان پر مارا کیا خانجہان بہادر نے بھی تیر کمان سے مارا الکسا ہاتھ سے ہوا کہ
سردست اوسکا ایک انگشت بیکار ہوگیا لیکن عرصہ کارزار فوج عالمگیری پر اسقدر تنگ ہوا کہ کسیکو امید زیست باقی نہ رہی
اسی ضمن مین ایک ہاتھی کمکی راجہ کا ہاتھی جو نہایت مست اور زنجیرون مین جکڑا ہوا تھا عربدہ جو ہوا فیلبانان نے بھی یہی
صلاح دیکھی مطلق العنان کردیا اور تین چار من کی آہنی زنجیر اوسکے خرطوم مین دی وہ بلاے سیاہ بسبب اتفاق مقابل
بڑے خان کے پہونچا خان مذکور نے فرط شجاعت سے خودداری نکرکے فیل مذکور پر حملہ کیا ہاتھی نے جو زنجیر اوسکے خرطوم مین
تھی اوسکے سوار پر ایسا مارا کہ گھوڑے سے چراغ پا ہوگئے سوارون نے زمین دیکھی اور بڑے خان کا کام تمام ہوا اور
چند کس دیگر دلاوران دکن کو بھی مسمار و پامال کیا رفقاے خانجہان بہادر نے فرصت پاکر باقیماندون سے برسے طور پر پیش آئے
بھگادیا اور دوسرے لوگ بھی ہاتھی کی پامالی سے مضطربانہ برکنار ہوئے اور افواج عالمگیری نے قابو پاکر متواتر حملہ کیے
بحسب تقدیر دکھنیون کی شکست ہوئی خانجہان نے فتح پائی اس فتح اور غلبہ کی کیفیت حضور مین لکھی مدد طلب کی عالمگیر نے
محمد معظم شاہ کو مع فوج شایستہ آراستہ اعتقاد خان ولد جملۃ الملک اسد خان اور مرحمت خان ولد نامدار خان وغیرہ
سرداران مردی آزما کو مدد پر روانہ کیا جب دونو فوج یکجا ہوگئین خانجہان بہادر کی صلاح سے دوسرے روز قبل طلوع آفتاب

جب دو تین کوس مورچے سے باہر پہونچے افواج دکھن نہایت دبدبے سے نمایاں ہوئی اور بعد قریب کے شاہزادہ معز الدین و خانجہان بہادر
ہراول پر ایسا حملہ کیا کہ تین ہاتھی اور چار پانسو سوار و پیادہ کام آئے اور توپخانہ آتشبار بادشاہی سے گذر کر بڑا آشوب پا کیا
سید عبد اللہ خان بارہہ اور خواجہ ابو المکارم باتفاق راجہ مانسنگھ کے اول پر پہونچا مبارزت بہادرانہ دکھلائی تین روز
نایرۂ فساد ملتہب رہی طرفین سے سوار و پیادہ زخمی ہوئے آخر مدافعت فوج عالمگیری سے افواج دکن کو پایداری کی مجال نہ رہی لاچار
بنگاہ کو عطف عنان ہوئے سید عبد اللہ خان وغیرہ شجاعان بہادر شاہی نے داعیۂ تعاقب کر کے عزم کیا تھا کچھ ہوا ہوا آج ہی جانے
خانجہان نے یہ رائے ناپسندکی اپنے لشکر کو معاودت ہوا اور بیدرات گذرنے پر اپنے لشکر میں پہونچکر آرام گزین ہوا اور احوال اس فتح کا
حضور میں لکھ بھیجا شاہزادہ اور خانجہان بہادر متوقع آفرین و احسنت کے تھے اور فی الواقع اونکی امید درست تھی جب یہ معلوم ہوا
کہ تعاقب سے انکار کیا خطاب کے عوض فرمان عتاب صادر ہوا اس غضبناکی سے دونوں کے دل رنجیدہ ہوئے اگرچہ اون دنوں میں افواج ابو الحسن
بقصد مقابلہ سوار نہوئی تھی مگر گاہ گاہ کبھی کبھی رات کو دور سے چند بان بندوق مار کے بجاے خود چلے جاتے تھے خانجہان بہادر
اور شاہزادہ دونوں اپنے رنج و ملال میں متوجہ جنگ نہوتے تھے اور چار مہینے تک بعزم رزم سواری نکی پڑے رہے اس امر سے
اور بھی مغضوب شاہی ہوئے فرمان شاہی مشعر سرزنش بخط خاص سے لکھکر صادر فرمایا اور یہ بخط خاص بادشاہ نے خانجہان کو
لکھا مصرع اے باد صبا اینہمہ آوردۂ تست شاہزادہ نے بعد مطالعہ صبح کو دوسرے روز محفل ترتیب دی اور خانجہان
وغیرہ کو فراہم کر کے استشارہ میں تدبیر کی چونکہ خانجہان وغیرہ مع راجپوتوں کے کبیدہ خاطر تھے جنگ کی ضابطانہ ترغیب
اور سید عبد اللہ خان مع دو تین راجاؤں کے ترغیب جنگ دیتا تھا اس اختلاف رائے میں وہ دن تمام ہوا دوسرے روز عبد اللہ خان
نے خلوت میں عرض کیا کہ خانجہان خان بہادر سرداران معظم کار آزمودہ و خیرخواہ بادشاہ سے ہیں الا صلاح یہی ہے کہ اس زیادہ
برخلاف مرضی بادشاہ کے نہ کیجیے کو شمال مخالفین کو سوار ہوجیے اگر خانجہان بہادر ہراولی کرے فدوی چنداول پر تعینات ہو
ورنہ بندہ ہراولی میں جانفشانی کریگا اور جو کوئی شاہزادہ ہراولی پر تشریف لیجائے فدوی ہمرکابی میں جوہر تہور دکھلاتا
اس گفتگو کے بعد بہادر شاہ نے سپہ سالار حیدر آباد کو پیغام دیا کہ ہم لوگ ہرچند تمہارے مقابلہ سے اغماض کر کے مورد عتابات
شاہی ہوئے لیکن نظر باصلاح طرفین اور بحال رہنے آبروے ابو الحسن کے یہ صلاح ہے اگر تم قعبہ اور گڈہی سرم اور دیگر محالات
سرحدی سے جو بندہاے درگاہ کے تصرف میں آئے تھے اوٹھا کر لوٹ جاؤ بھی حال حضور میں عرض کر کے ابو الحسن کی تقصیر عفو
کرائی جائے محمد ابراہیم تو خواہان مصالحہ تھا اپنے سرداران ہمراہی سے مشورہ کرنے لگا شیخ منہاج اور رستم راو بہمن وغیرہ
جلادت کیشوں نے باتفاق جواب دیا کہ قلعہ سرم اور ملک سرحد ہمارے نوک سنان پر وابستہ ہے اور اوس روز بخلاف ماضی
اسقدر بان مارنے میں شوخی کی کہ بروقت لانے خوانہاے خاصہ کے ایک بان سراپردۂ حرم سرا میں پہونچا خوان طعام کا نزدیک
سے گر پڑا چونکہ تازہ توپخانہ حیدر آباد سے آیا تھا اوسکا غلغلہ حرم حیرت تک پہونچا بہادر شاہ کا عرق حمیت حرکت میں آیا
آراستگی صفوف میں مصروف ہوا بدستور سابق شاہزادہ معز الدین اور خانجہان بہادر کو ہراول اور سید عبد اللہ خان کو

ہیندادل ہاور دیگیر امرا کو جرانغار اور برانغار پر مقرر کیا اور خواجہ ابوالمکارم وغیرہ کو قول مین اپنے ہمراہ لیکر میدان کارزار مین جا کہڑا ہوا سرداران ابوالحسن نے بہیر کو چار حصہ کر کے دست راست کو بھیجے اور کلان توپون کو گودال پر ڈالکر بعض کو مٹی کے نیچے پوشیدہ کیا اور فوج کے تین حصہ کر کے ایک کو ہراول کے مقابل اور دوسرے کو التمش کے روبرو اور تیسرے کو سید عبداللہ خان کی لڑائی پر معین فرمایا دریاے جوشان کی طرح بہادر شاہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے ہنگامۂ دارو گیر بلند ہوا سرداران دکہن نے جرأت کی کہ افواج شاہی کے دل تنگ آئے شاہزادۂ معز الدین اور ہمت خان ولد خانجہان بہادر اور اعتقاد خان ولد جملۃ الملک اسد خان نے اچھے تردد ات ظاہر کیے اور سید عبداللہ خان نے بعد جرأتہاے نے بایان کے فوج مقابل کو ہٹا کر سرداران یمین و یسار کی مدد کی دو پہر تک جنگ و جدل رہی زوال کے بعد دکنی فوج نے ہزیمت پائی بہادر شاہ نے بنگاہ تک تعاقب کیا اور غلغلۂ عظیم لشکر دکن مین برپا ہوا شیخ منہاج نے دو سوار زبان دراز شاہزادہ کے پاس بھیجے پیغام دیا کہ سلاطین گذشتہ کو آبروے طرفین کا حفظ و پاس رہا ہے لڑنے کو تو مردون سے لڑتے ہین مگر حفظ ناموس کا پاس رکھتے ہین لہذا استدعا ہے توقف کرنا ضرور ہے کہ ہمارے ناموس محفوظ ہوں اگرچہ معز الدین نے بعد اجازت والا کے لشکر کو غارتگری سے باز رکھا دکھنیون نے اپنا ناموس جا محفوظ مین پہونچایا بعد دلجمعی بطور اول گرم بازاری جنگ کی حق یہ ہے کہ دونو طرف سے مردانگی کامل ظاہر ہوئی ایک گروہ کثیر مع دو فیل فوج شاہزادہ معظم سے نیست و نابود ہوئے اور فوج ابوالحسن شیخ منہاج اور رستم راو بھی زخمی ہوئے اور چار پانچ سرداران دیگر نے زخم کاری کھائے ادہر مہندراین دیوان بہادر شاہ نے مجروح ہو کر کلہا تازہ کھلائے اور اوسکا ہاتھی مست ہو کر کے روانہ ہوئے سید عبداللہ خان باوجودیکہ اوسی وقت اوسکے منہہ پر دستہ بان لگا تھا کسی راجہ کو ہمراہ لیکر فوج کو لے کر تعاقب میں دوڑا اور مہندراین کو اوس سے چھڑا کر رہا کیا اور غیرت خان میر بخشی کی عورت جو مع ایک خادمہ کے فیل سوار تھی کشتہ ہوئی باقی بے نام و نشان آدمی اکثر مارے گئے افواج دکن شام تک گرم کار رہی جب شام کا وقت ہوا ... آبادی کی طرف بھاگ نکلی شام کے وقت سرداران دکن نے بہادر شاہ کو پیغام دیا کہ اس لڑائی مین خلق بیشتر کشتہ ہوئی ہمین ... سرداران ہر دو لشکر باہمدگر زور آزما ہون جسے بخت یاری کرے فتح پائے شاہزادہ نے قبول نکیا صبح جب فوج دکن کے چلے جانے کی خبر ملی شاہزادہ نے شادیانۂ فتح بجوایا اور تعاقب مین حیدرآباد کی راہ لی جب حیدرآباد کے نزدیک پہونچا مادنا برہمن نے جو وزیر دکن تھا خلیل اللہ خان معروف محمد ابراہیم سپہ سالار کی طرف سے اپنے بادشاہ کو بدگمان کیا کہ محمد ابراہیم شاہزادہ بہادر شاہ سے سازش رکہتا ہے بادشاہ اسکی ترغیب سے درپے قتل ابراہیم ہوا خلیل اللہ خان اس کیفیت کو سنکر بہادر شاہ کے حضور مین سے مورد عنایات ہوا جب یہ خبر ابوالحسن کو ملی نا اختیار ہو کر بدون مصلحت اور صلاح امرا کے اور ہمراہ لیے عیال و اطفال کے بیکبارگی ناگاہ مع بعض خدمۂ محل اور رضا و تیج اسا کے پہر رات گذرے قلعہ گلکنڈہ کی راہ لی جو شہر حیدرآباد کے نزدیک تھا وہان پہونچکر جا بیٹھا مردم شہر کیا رعایا کیا سپاہی نہایت عاجز ہوئے بہادر شاہ مع فوج پہونچکر ہنگامہ آراے محشر ہوا ہزارہا شرفا مع عورات کے بدون برقع اور چادر کے سراسیمہ قلعہ کو فرار ہوئے اکثر کارخانجات ابوالحسن اور مال تجارت سوداگران کا اوسی طور برباد ہوکر

پرکاہ اوٹھانے کی مجال نرہی۔ صاحب تاریخ لکہتا ہی کہ پانچ چھہ کرور کی مالیت غارت ہوگئی قبل اسکے کہ لشکر شاہزادہ مین خبر پہونچے شہر کے لوٹنے
دست درازی کی ارباب ناموس نے تمام شبمال و عیال سے جسقدر ممکن ہو سکا ہمراہ لیکر قلعہ مین جا پہونچے صبح نہوئی تھی کہ شہر پر دوڑ اوٹھے لوٹ گھسوٹ
کے سوا شرفا کی عزت اور ہنود و اسلام کے ننگ و ناموس مین اسقدر فرق ہوا جسکا بیان نہین ہو سکتا ہی چونکہ ہر محلہ و بازار مین لکہو کہا نقد او رمال سرکار
بادشاہی و امرا اور تجار کا پڑا تھا اور فراشخانہ اور چینی خانہ اور اصطبل و فیلخانہ شاہی بجا خود موجود تھا بروقت غارت قیامت کے آثار ظاہر تھے
بعد ازان جبکہ فرستادہا ے ابو الحسن عجز و نیاز کر کے بہادر شاہ کے حضور مین پہونچے اور بہادر شاہ نے غارت گری کو ممانعت فرمائی کسیقدر فتنہ و فساد رفع ہوا
لیکن خلق خدا پر جو کچہہ گذرا گذرا عالمگیر بادشاہ اور مادنا وزیر ابو الحسن کی گردن پر وبال باقی رہا اور دفترون اعمال مین ثبت رہا بہادر شاہ نے ابو الحسن پر ترس کہا کے ایک کروڑ بیس لاکہہ
روپیہ سواے سالیانہ کے پیشکش مقرر کیا اور نیز اقرار ہوا کہ مادنا وزیر اور اوسکا بھائی اکنا جو سرمایۂ فساد ہین برطرف ہون
اور قلعہ سرم و کہر وغیرہ محالات جو قبضۂ عالمگیری مین آئے تھے ممالک محروسۂ عالمگیری کو واپس ہوئے چونکہ ابو الحسن بنابر اقتدار
مادنا برہمن کے جو اس وقت سفر مین رکہتا تھا اوسکے قید کرنے مین تامل رکہتا تھا بعض سرداران عمدہ نے نظر بر ین کہ یہ دونو برہمن مصدر
فساد ہین ماہ جانی صاحب زن ابو الحسن کے پاس رجوع کیا اوسکے اتفاق سے بدون اطلاع ابو الحسن کے اون برہمنون کے نوکرون کو اطلاع
دی کہ تمہارے مارنے کی اجازت ہوی ہی اور اون دونون بھائیون کا سر کاٹ کر شاہزادہ کے پاس معتمدون کے ہاتھہ روانہ کیا چونکہ عمدہ
حکم عالمگیر کا تعمیل ہوا بہادر شاہ نے قطعہ عرضی متضمن صلح کے مع دونو سر کے حضور عالمگیر مین بہیجی اوس شدید الغرض نے گو ظاہر مین
قبول کیا مگر باطن مین صاف نہوا سعادت خان کو جو خانجہان بہادر کی دیوانی پر تھا واسطے وصول زر پیشکش کے مقرر کر کے تاکید کی اور حکم
لکھا کہ جلد وصول کرے اور خفیہ بہادر شاہ اور خانجہان کو مطعون و مغضوب فرمایا اسقدر خفا ہوا کہ خانجہان بہادر کو حضور مین طلب فرمایا
باوجود اوس اگلی جانفشانیون کے اس ترحم کے عوض مین ہزارون ملامت کین۔ چونکہ اعتقاد خان ولد جملۃ الملک اسد خان
وغیرہ دو تین امرازادگان نوجوان جانفشانیان اور مبالغہ کرتے تھے اور عالمگیر اونکی تربیت کرتا تھا مکرر فرمان عنایتی مین عالمگیر
نے خانجہان بہادر کو لکھا کہ خانزادان نو عمر شیرخوارہ بہ نسبت ہم سالخوردون کے زیادہ تر شرط جانفشانی ادا کرتے ہین خانجہان
ایسی قدر دانیون سے نہایت آزردہ رہتا تھا چاہتا تھا کہ امیرزادگان مذکور کو کسی لڑائی مین اہانت پاوین اور دشمنون کے
مقابلہ مین توقف کرتا تھا۔ اسی درمیان مین امراے نمکحرام ابو الحسن سے جیب کر عالمگیر کے پاس آئے فتح حیدر آباد کی
طمع دلائی عالمگیر نے اونکے ہمراہ کسیقدر فوج بہادر شاہ کی اعانت کو روانہ کی۔ اودہر جبتک صلح و جنگ کی تنقیح ہو
فوج ابو الحسن عبد الرزاق خان کی سرداری مین تعینات ہوئی کہ فوج تازہ وارد پر اوٹھہ دوڑی آدہر تو غفلت تھی اور بعد مسافت
کے سبب سے بہادر شاہی فوج بھی مدد کو نہ پہونچ سکی دو تین سردار فوج عالمگیری کے زخمی اور قید ہوئے اور بہادر شاہ نے تا انفصال
جنگ و صلح کے گرانی کا اشتہار دیکر کنار حیدر آباد سے کوچ کر کے بکہر مین آ قیام کیا وہ ساری کارسازیان اور جانفشانیان
جو فوج بیجاپور کے ساتھہ مع تسخیر ملکہاے تازہ کے اس لڑائیون مین ظاہر ہوئین اور جانفشانیہاے سابق جو خانجہان اور سید
عبد اللہ خان سے قبل فتح بیجاپور کے ظاہر ہوئین ہر دو امیر مذکور اور بہادر شاہ بیچارہ باوجود جرأت اور جانفشانی کے محض

اندک ترحم سے جو ابو الحسن اور حیدرآباد یون کے حال پر ہوا اور نیز اونکے شفاعت کی مورد عتاب ہوے اعاذنا اللہ و جمیع المؤمنین من الحرص الشدید جب بیجاپور کے محاصرہ کو عرصہ ہوا اور بہادر شاہ اور خانجہان سے ترحم برخلاف مرضی ظاہر ہوا اوسوقت خانجہان بہادر کے عوض مین عابد خان ولد غازی الدین فیروز جنگ کو تحصیل زر پیشکش کے واسطے بہادر شاہ کے پاس روانہ کیا اول خانجہان کو طلب حضور کیا بعد ازان بہادر شاہ کو اپنی رفاقت مین بلایا جب خانجہان حضور مین آیا معظم خان برادر زن شاہزادہ کام بخش کے آدمیون اور خانجہان بہادر کے آدمیون سے جلوخانہ بادشاہی مین بروقت گذرنے پالکی سواری کے خانہ جنگی عظیم برپا ہوئی بادشاہ نے خانجہان بہادر کو واسطے فہمایش اوسکے مردم کے اور چیلہاے حضور کو مردم معظم خان کے فہمایش کو بھیجا خانجہان تو بادشاہ کی ناقدردانی سے نہایت آزردہ تھا دربار سے نکلتے ہی چونکہ معظم خان کو اپنی بہادری اور جانفشانی کے روبرو ہیچ سمجھتا تھا حکم کر معظم خان کی بازار لوٹ لو بادشاہ اس حرکت سے منغص ہوا خانجہان کو قلعہ ستی متعلقہ جاٹ کی مہم کو دکن سے اکبرآباد کیطرف بھیجا جب بعد مہم حضور مین واپس آیا دوبارہ حیلہ کرکے منصب سے معزول اور تغیر جاگیر فرمائی بیچارہ اسی قدردانی کی شکرگذاری مین گذر اوقات کرنے لگا اس عبارت سے حضرت کی قدردانی اور سلیقہ جہانبانی اور دینداری اور پاس عہد صاف ظاہر

نہضت کرنا عالمگیر کا تسخیر حیدرآباد پر

فتح بیجاپور کے بعد پیشخانہ عالمگیری زیارت مزار سید محمد گیسو دراز کی شہرت سے نکالا گیا آخر محرم مین سعادت خان سزاول تحصیل پیشکش کو لکھ بھیجا کہ ما یدولت فتح حیدرآباد کا ارادہ رکھتے ہین جلد عازم ہونا پس لازم ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو زر پیشکش وصول کرے قبل ہمارے پہونچنے کے روپیہ وصول کرلیوے اگرچہ دو تین مہینے اس سے پیشتر بموجب التماس بہادر شاہ کے حسب مذکورہ بالا فریب کے لیے خلعت و جواہر بھیجا گیا تھا مگر خاص و عام جانتے تھے کہ اس پیشکش سے بادشاہ کی آتش حرص نہ بجھیگی محض ابلہ فریبی ہے جب سعادت خان حسب الحکم اخذ زر مین تاکید کرنے لگا اور سلطان ابو الحسن کو درصورت اطاعت اور استرضاے عالمگیر کے امیدوار حفاظت غضب بادشاہی سے کیا تھا بیچارہ نے کہا کہ بالفعل نقد روپیہ موجود نہین زر کے عوض مین جواہرات حوالہ کرتا ہون اور نو عدد خوان جواہرات کے سربمہر مع فرد تعداد بلا تعین قیمت اور تحریر چہرہ کے بطور امانت بھیجا پیغام دیا کہ دو تین روز مقیم رہے اگر کچھ نقد بھی میسر ہوا مقیم جواہر کو سررشتہ دار جواہرخانہ کے ہاتھ بھیجا جائیگا اور بعد تعین قیمت کے سعادت خان نقد و جنس عالمگیر کے حضور مین مع عرضی مشعر اطاعت ابو الحسن کے روانہ کرے اور سلطان ابو الحسن کو قبض الوصول لکھدے خیر دوسرے روز ابو الحسن نے چند بہنگی میوہ کی عالمگیر کو روانہ کین سعادت خان جو کہ تعلیم یافتہ حضرت عالمگیر اور نہایت پرمکر و تزویر تھا جواہرات مرسلہ ابو الحسن کو جو امانت تھے میوہ انبہ کی بہنگیون مین رکھکر روانہ حضور کردیا دو تین روز نگذرے تھے کہ کوچ شاہی کی خبر بارادہ تسخیر گولکنڈہ کے ابو الحسن کو ملی اور مشہور ہوئی اوسوقت ابو الحسن نے سعادت خان کو پیغام بھیجا کہ ہمنے جواہرات فقط حفظ ناموس اور امید الطاف مین بھیجے تھے جب حضرت کو ہماری بیخ کنی منظور ہے تو ہمارے خوان جواہرات واپس دیجیے سعادت خان نے درجواب کہلا بھیجا کہ وہ جواہرات تو سربمہر

میوہ انبہ کے روانہ حضور کر دیے اب ہماری جان فدائے ولی نعمی کے واسطے حاضر ہی اس گفتگو مین بڑا طول ہوا بعض آدمی
تعینات ہوئے کہ جسطرح ممکن ہو سعادت خان سے جواہرات حاصل کرین دو ایک روز یہ شورش رہی بعد ازین سعادت خان نے
پیغام دیا کہ درحقیقت یہ امر حق بجانب تمھارے ہی مگر مینے بموجب حکم اپنے مالک کے یہ فریب کیا ہان میری جان مل سکتی ہی
لیکن اوسمین یہ ہی کہ اگر تمنے مجھے مار ڈالا تو عالمگیر کو تمھاری سرزنش کے واسطے میرے خون کی دستاویز ہو جاوےگی ورنہ جب
تک بندہ زندہ ہی بادشاہ کو اس عزم سے باز رکھکر آپ کی خدمتگذاری مین کوتاہی نکریگا۔ ابو الحسن نے اس لجاجت سے پیچھا
چھوڑا بلکہ طلب کرکے اور بھی مشمول عاطفت فرمایا اور خلعت و جمدہر مرصع الماس وغیرہ اشیا لطف کیا انھین دنون مین
ایکروز حیدر آباد کے فضلا دربار ابو الحسن مین حاضر تھے عالمگیر کی دین پروری کا مذکور ہوتا تھا علماے مجلس نے کہا
کہ عالمگیر نے جو گھوڑے بادشاہ ایران نے بھیجے تھے براہ تعصب ذبح کراکر فقرا کو تقسیم کر ڈالے یہ کون شرعی امر تھا۔
ہان حظ نفس کا پابند ہی اگر زندہ گھوڑے فقرا کو دے ڈالتا البتہ فیض رسانی خلق خدا تھی سعادت خان متصدی
نے اپنے بادشاہ کیطرف سے اسکے جواب مین تاویل کی وہ یہ کہ جب گھوڑے ملاحظہ ہوئے اوسوقت کلام اللہ
پڑھتا تھا گھوڑون کے اشتیاق مین چاہا کہ معتاد معینہ سے کلام مجید آج کم پڑھے دوسرے دن اوسکا معاوضہ ہو جاویگا
ناگاہ آیۂ کریمہ جو کہ سلیمان نبی علی نبینا و علیہ السلام کے حق مین درباب تماشاے گھوڑون کے اور مشغول ہونا نماز سنتی سے
اور برواتیے نماز واجبی سے نسبت انہماک اونکے ملاحظہ کے اور بعد تنبیہ امر مذکور کے ذبح فرمایا گھوڑون کا لکھا ہی نظر پڑے
لہذا حسب حال اپنے سمجھکر بموجب اوسکے عمل فرمایا باقی مردم دنیوی جو کچھ جانین کہین علماے حاضرین نے کہا کہ اگر ایسا ہوتا
امراے ایران کے دروازون پر گھوڑے ذبح کرانا کیا ضرور تھا سعادت خان نے اسے بھی جھوٹ بیان کرکے کہا کہ اصل یہ ہی
کہ شاہجہان آباد کی نئی تعمیر ہوئی ہی اور ہر امیر نے ہر محلہ مین اپنے واسطے جدا مکان بنایا ہی دوسرے اگر ایک جگہ سب گھوڑے
ذبح ہوتے ہجوم ہو جاتا اکثر ضعیف ناتوان محلات کے جنکو وہان پہونچنا مشکل تھا محروم رہجاتے اور بڑے تردد سے اوس
گوشت کو حاصل کر سکتے لہذا حکم ہوا کہ محلہ وار دو ایک ایک گھوڑا ذبح ہوا اخبار نویس حیدر آباد کے لکھنے سے جب یہ تقریر
سعادت خان کی عالمگیر نے سنی نہایت راضی ہو کر تحسین فرمائی گلبرگہ سے حیدر آباد کو پیش خیمہ روانہ کیا سلطان ابو الحسن نے
اس خبر سے وحشت کھائی عرضی شفاعت اور عذر تقصیر اور اظہار فرمان برداری کی روانہ کرکے نہایت درجہ مسکینی اور لجاجت
ظاہر کی مگر اس سنگدل نے کچھ نہ سُنا لڑائی کو مستعد ہوا اس بد افعال کے نتایج راے کہان تک تحریر ہون جیسا کہ باپ کا
قید کرنا اور پسران فرمان بردار کا حبس فرمانا بھائیون کا قتل کرنا اور درویش سرمد کو دار کش کرنا غرض کہ اس حرص دنیا کو
دینداری ظاہر کرتا تھا اور بموجب آیہ اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم کے بیرون از شمار ہین کسیقدر تحریر ہوتے ہین۔
حضرت نے ایک فرمان اس مضمون کا ابو الحسن کے نام صادر فرمایا کہ تقصیرات تمھاری بیپایان ہین اول یہ کہ کافر کو اقتدار دیا
فضلا کو مغلوب بنایا علانیہ بادہ خواری سے بدمستی کفر و اسلام ظلم و عدل سے بیخبری فسق و عبادت سے بیہوشی کرتا ہی

اور کافر حربی کی اعانت پر مصروف ہی باوجود نصایح سلطانی کے ایک لاکھ ہون سنبہا کو بہیجین باوجود ایسی تقصیرات کے
امیدوار لطف و کرم ہی بیان کیا عقلاے مین سنگاری ممکن ہی غرضکہ قصور معدود ثابت کیے ع زہی تصور باطل زہی خیال محال ہے — القصہ ابوالحسن نے
مایوس ہوکر عزم پیکار کیا فوج کی درستی کی شیخ منہاج اور شرزہ خان اور مصطفے خان معروف عبد الرزاق لاری وغیرہ سرداران
باقی کو رخصت کیا جب عالمگیر حیدرآباد کے دو منزل ادہر پہونچا سرداران حیدرآباد دور سے نمودار ہوئے چونکہ فوج عالمگیری
حیدرآبادیون سے دس گونہ زیادہ اور سامان جنگ بھی علی ہذا القیاس تھا اونکی سعی سے کچھہ نہو سکا۔ غازی الدینخان فیروز جنگ
نے جوکہ بعد فتح بیجاپور کے قلعۂ ابراہیم گولکنڈہ کی تسخیر پر مامور تھا کلید طلا مع مژدہ فتح قلعہ مذکور کے بہیجی اور یہ بھی معلوم ہوا
کہ حسب الطلب خانہ نمذکور روانۂ حضور ہوا عالمگیر نے قلعۂ گلکنڈہ سے ایک کوس ادہر پہونچکر خیمہ برپا کیا افواج دکن نے جمع ہوکر
شورش برپا کی بعض امراے رکاب اونکی تادیب کو مامور ہوئے اپنی طاقت بھر لڑکر فرار کرکے جس جگہ مناسب تھا منزل کی
جب فیروز جنگ آ پہونچا مورچون پر ایک امرا نامزد ہوا نقب کہودنے اور مورچہ باندہنے اور تقسیم فوج کا حکم ہوا اس روز عابد خان
پدر خان فیروز جنگ نے ادبی کے عوض مین جو کسی مسجد حیدرآباد مین نام پاک اسد اللہ غالب کو چاہتا تھا کہ نوک خنجر سے محو کرے
گولہ کے ضرب سے اوسکا دست راست اوڑگیا اور دو روز کے بعد عدم کو چل بسا سلطان ابوالحسن چونکہ بہادرشاہ کو اپنے
حال پر رحیم جانتا تھا اوسکی طرف رجوع کرکے پیغام محبت مع تحفہ و ہدایا کے بہیجکر عرض کیا کہ میرے قصورات معاف ہوکر جانکی
امان ملی بہادرشاہ بھی چاہتا تھا کہ ہردو صورت فتح و جنگ مین علی الرغم اعظم شاہ اور فیروز جنگ کے ابوالحسن کے ساتھہ
مصالحہ یا فتح قلعہ انجام کرے لہذا باب گفتگو سلطان ابوالحسن سے مفتوح رکھتا تھا اعظم خان وغیرہ غمازون نے یہ احوال حضور شاہی
مین بڑے چرب داثبات سے ظاہر کیا اور بہادرشاہ اور اوسکی بی بی نور النسا بیگم وغیرہ رفقا کیطرف سے بادشاہ کو بدگمان
کردیا تھا اسی وقت مین داروغہ پالکی خانہ وغیرہ کارخانجات بہادرشاہ نے عرض کی کہ سواری ہاے حرم کی داخل خانہ سے
دور اور مردم قلعہ گاہ گاہ مورچون پر دوڑ پڑتے ہین مبادا کسی طرح کا چشم زخم ناموس سلطانی مین پہونچے بہادرشاہ نے
فرمایا کہ سواری زنانہ کو دولتخانہ کے نزدیک لاوین محمد اعظم شاہ اور فیروز جنگ وغیرہ مخلصان اعظم شاہ نے عالمگیر کو خبر لگائی
کہ شاہزادہ بہادرشاہ ابوالحسن سے ملا چاہتا ہی عالمگیر کی عقل ماری پڑی نہ سمجھا کہ اگر سازش بھی ہوگی کیا ضرور ہی کہ اپنے
تئین محصور کرے بلکہ اوسکی افواج طلب کرکے اوسکے سر پر نہ دوڑے پس غضبناک ہوکر حیات خان داروغہ غسل خانہ بہادر شاہ
اور خواجہ ابو المکارم رفیق شاہزادہ کو بلاکر جنہین اپنا مرید صادق سمجھتا تھا استفسار حال کیا دونون نے یہی عرض کیا کہ
بہادرشاہ بجز اوسکی شفاعت تقصیر کے دوسرا ارادہ نہین رکھتا تاکہ قلعہ کی تسخیر ہوجاے باقی اندیشۂ فاسد کوئی نہین پس
ہم لوگ کیونکر مرشدزادہ کے حق مین کوئی اتہام کرین ہرچند دلائل موجہ بھی بے جرمی شاہزادہ کے ذہن نشین کیے مگر
اس بد باطن کے دلسے شبہہ نہ مٹا آور بہادرشاہ کو جیسا کہ سابق مین مذکور ہو چکا ہی طلب کرکے ناحق قید کیا اور نور النسا بیگم
اور اوسکے فرزندان دلبند اور خواجہ سرا وغیرہ رفقا کو نہایت ذلت و خفت مین مدتون محبوس رکھا اور کل کارخانہ

شاہزادہ مذکو کے ضبط کرکے اپنے سرکار مین داخل کرے اور منصب چہل ہزاری چہل ہزار سوار جسمین ہفت ہزار دو اسپہ سہ اسپہ
سوار تھے اور دس کرور روپیہ انعام تھا برطرف کرکے دوسرے ارباب تنخواہ کو عطا فرمایا گیا اول روز نورالنسا بیگم زوجہ بہادر شاہ کو
فرمایا کہ بیدرون ضبطی اموال کے مقید ہو تیسرے روز خواجہ سرا یاقوت نام جسنے آخر کار محرم خان کا خطاب پایا تھا مامور ہوا کہ نورالنسا بیگم
کو جسطرح جو لباس پہنے ہو جس مکان مین کہ خیمہ فرش قیدیون کے لایق ہو زندانی کرے اور اوسکا کارخانہ مع زیور کان و گردن کے
ضبط سرکار کرے خواجہ سرا نے جاتے ہی سخت کلامی کی بیگم نے درشتی سے کہا کہ بادشاہ میرا باپ ہی عزت اوسیکی بخشی ہوئی ہی اوسے
کچھہ عذر نہین مگر تجھے کچھہ خوف نہین کہ اسطرح کلام کرتا ہی بادشاہ اس خبر سے نہایت غضبناک ہوکر بہادر شاہ کی بہن نے شفاعت کی
کچھہ سود نہوا حکم دیا کہ خورد و نوش سے بھی ایذا پہونچاوین بہادر شاہ پر روز مرہ سختی ہوتی تھی مدت کے بعد پیغام دیا کہ اقرار تقصیر کرکے
عذر خواہ ہو بہادر شاہ نے عرض کیا کہ اگرچہ درگاہ الٰہی اور نیز پدر کے حضور مین ہر طرح پر گنہگار ہون لیکن ظاہرا کوئی قصور اپنے ذمہ نہین پاتا
جسکا اقرار کرکے عذر خواہ ہون اس جواب سراسر صواب سے بادشاہ کے اور بھی نمک مرچ لگ گیا تبدیل پوشاک اور حجامت و آب سرد
و نان گرم وغیرہ سے بھی ممانعت کی اور نورالنسا کو بھی مقید کیا اور اس نیت سے کہ خواجہ سرائے مذکور نورالنسا کی تہمت بیان کرے
حکم شکنجہ صادر ہوا ہر چند بہت سی تکلیف و اذیت دی گئی مگر اوسنے بجز حرف راست عقیدت شاہزادہ اور نیز بے جرمی نورالنسا کے
کچھہ نکہا جب اوسکے ہلاکت کا وقت قریب آیا تب ہاتھہ اوٹھایا اور میرزا شکر اللہ نورالنسا بیگم کے چچا کو بھی تہمت لگا کر قید لیا اور
تین چار خواجہ سرایون کو انواع انواع شکنجہ وغیرہ کی سزا ملی لیکن شاہزادہ اور نورالنسا بیگم کا جرم کچھہ ثابت نہوا اور وہ رہا ہوئے
محمد ابراہیم سپہ سالار سلطان ابوالحسن جسکی طرف سے بدگمان ہوکر ابوالحسن کا قاصد قتل ہوا تھا اور وہ شخص بدرجہ لاچاری بہادر شاہ
سے رجوع ہوکر ملازم عالمگیر ہوا تھا منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور خطاب مہابت خانی سے سرفراز ہوا اور مورچہ خان
فیروز جنگ وغیرہ بہادرون کے اہتمام سے آہستہ آہستہ آگے بڑھتا تھا ایکروز غازی الدین خان مورچہ بڑہانے کی فکر مین تھا شیخ نظام
اور مصطفے خان معروف عبدالرزاق لاری وغیرہ نے مقابل فوج بادشاہی کے حرکت کی دار و گیر عظیم برپا ہوئی کشور سنگہ ہاڑہ زخمی
ہوکر گھوڑے سے گرا جب تک راجپوت اوسکو دکھنیون کے ہاتھہ سے بچاوین مقتول ہوگیا چند نفر دکھنی بھی مجروح اور مقتول ہوئے
دکھنیون کا اسقدر ہجوم تھا کہ باوجود غلبہ بادشاہی کے کچھہ کام نہ بن سکا اونھون نے اپنی لاشین میدان سے مع چند لاش
مردم بادشاہی کے حاصل کر لین آخر کار بہادران ایران و توران و افغان کی لجاجت سے راجپوتیہ وغیرہ فوج ابوالحسن کے قلعہ کو دامنگیر
ہوگئے اکثر اوقات اس مابین مین محصورون سے عمدہ دلیری اور جوانمردی ظاہر ہوئی لیکن بخت بدی پر تھا کچھہ کام نہ آتا تھا
عالمگیر نے یہ چال کی کہ رفقاے ابوالحسن کو بتالیف قلوب اور وعدہ ترقی منصب سے اپنی طرف رجوع کرلیا اور اون لالچیون نے بھی طمع
دنیوی مین اوس بیچارہ کی رفاقت ترک کی کسیقدر شریک تھے کہ آخر کار ہر ایک ادھر آئے چنانچہ شیخ نظام نے بعد ملازمت عالمگیر
مقرب خان کے خطاب اور شش ہزاری شش ہزار سوار سے سرفرازی پائی اور مصطفے شیخ منہاج وغیرہ نے مستفیض درگاہ شاہی ہوکر مناصب
[illegible] حاصل کیے منجملہ نوکران ابوالحسن کے عبداللہ خان افغان اور عبدالرزاق لاری نے آخر وقت تک ساتھہ دیا اگرچہ آخر کو

عبد اللہ خان بھی برگشتہ ہوا لیکن حق تو یہ ہی کہ روز تسخیر قلعہ تک یہ شخص رفیق رہا اور سہ و تر کو بہم رہ شجاعت دکھلائی
کر با بدو شاید انشاء اللہ بیان ہو کارنامہاے مردمان ابو الحسن جو کہ باوجود محصوری کے ظاہر ہوئے اور جو سفاہت اوسکی عالمگیر سے
وقوع مین آئی وقائع نعمتخان عالی اور نیز ہاشم علیخان خافی کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہی بالجملہ محاصرہ کو طول ہوا بارش تیر و تفنگ سے
مورچال عالمگیری کے آدمیون کی زندگی دشوار تھی باروت کے دہوئین سے رات دن مین فرق نہین ہوتا تھا کوئی دن نہ تھا کہ
کہ ملازمان عالمگیری مجروح اور تلف نہون ایک مہینے چند روز کے بعد بڑی کوشش سے مورچہ خندق کے کنارے پہونچا عالمگیر
عجیب الافعال نے خندق پر کرنے کو ارشاد فرمایا اول خود وضو کر کے اپنے ہاتھہ سے کیسہ دوخت کیا تاکہ اوسمین خاک بھری جاوے
اونہین تھیلون سے دمدمے طیار ہوئے اور نیز توپین لگائی گئین گرانی غلہ اور کاہ سے وہ نوبت ہوئی کہ مقدور والون کے
چھکے چھوٹ گئے غریبون کا کیا حساب بیان مین آوے بنی نوع کی جان گئی بلاے وبائی بھی دوچار ہوئی اکثر آدمی بہونکھہ پیاس
سے نے میس ہو کر ابو الحسن کے پاس گئے امر بعض پوشیدہ منافق ہو کر غرض نفسانی کو محصورین کی اعانت پر متوجہ ہوے
اور انجام کو رسوائی نصیب ہوئی اور سزا کو پہونچے چونکہ کوئی کام پیش نجاتا تھا آخر کار اعظم شاہ کو جسے بسبب نفاق بہادر شاہ
عالمگیر نے اوجین اور اکبر آباد کے بندوبست کو رخصت کیا اور شاہزادہ برہانپور تک پہونچا تھا پھر طلب فرمایا اور روح اللہ خان
بھی جو عمدہاے کار طلب مین سے بیجاپور کے بندوبست کو چھوڑا گیا تھا مطلوب حضور ہوا تین مہینے کے بعد خان بہادر فیروز جنگ
رات کیوقت کمندون کے وسیلہ سے حد تک فصیل قلعہ پر پہونچا حارسان قلعہ نے خبردار ہو کر سررشتہ حیات اونکا کاٹ دیا
جسوقت مردان کارگذار متوجہ عروج قلعہ تھے حاجی محراب نامے جو مقرب عالمگیر تھا خان فیروز جنگ کی جانفشانی دیکھکر بلا اطلاع
انجام کار دوان دوان حضور مین آیا بادشاہ سجدہ مین تھا کہ اسنے مبارکباد عرض کی فیروز جنگ کی طرف سے بھی پیغام فتح
قلعہ پہونچا اور بادشاہ سراسر وقار نے بھی بمجرد استماع شادیانہ بجانے کو حکم دیا اور حکم سواری واسطے تماشا کے صادر ہوا
اسی وقت مین اصل خبر پہونچی کہ غازیان دولت کو چشم زخم عظیم عاید ہوا خان فیروز جنگ کی ناکامی ہوئی اس لطیفہ سے بادشاہ
اور حاجی محراب خجل ہوئے۔ جاسوس خبر لائے کہ چونکہ قلعگیان خفتہ بخت کی بیداری سگ بیدار کے وسیلہ سے ہوئی تھی
ابو الحسن نے اوس سگ وفا پرست کو قلادۂ مرصع اور جل زربافت عطا فرمائی اور دیگر نوکران نمک حرام پر تفوق دیا۔ ماہ شعبان
کے وسط مین بشدت تمام پانی برسا مورچال والون کی بلاے جان نازل ہوئی دمدمہ وغیرہ ساختۂ فیروز جنگ نقش بر آب ہوے
عین طغیان نہر اور شدت باران مین متحصنان خصوص عبد الرزاق لاری نے باہر آ کر خوب آب تیغ زنی کی باڑہ دکھلائی سلیم خان حبشی
جو جملہ شجاع مین سمجھا جاتا تھا ہاتھہ پیر ملا کر کسی گڈہے مین جا چھپا اور ہمت شکنیان جو بہ نسبت دوسرون کے کسیقدر تسخیر
قلعہ مین زیادہ تر تدبیر کرتا تھا قبل پہونچنے مصطفے خان عبد الرزاق لاری نے دو زخم کاری کہا کر اپنی جان سے ہاتھہ دہو
مجروحون کے غنچہ مین کیچڑ سے لت پت پڑا تھا جمشید خان کو چہ سلامت کی راہ جاتا تھا کہ گرفتار ہو گیا جلال چیلہ جو جملہ
محرمان قدیم الخدمت عالمگیر سے تھا اور جسکا خطاب سربراہ خان ہوا تھا مع دیگر بارہ منصبداران کے ابو الحسن کے قیدی بنا

اس خبر سے حکم ہوا کہ حیات خان داروغۂ فیلخانہ ستر اسّی ہاتھی لیکر براہ نالہ اہل مورچال کے مدد کو جاوے ہر چند موجب حکم ہاتھیون کو نالہ کے کنارے لیگئے لیکن طغیانی کے سبب سے کسیکے پیر نہ جمے کہ پار ہو تین پہر رات گذرنے تک حیات خان اسی گرداب حیرت مین پہنسا رہا آدہی رات کو خیمہ مین لوٹ آیا بہادران قلعہ نے قیدیون کو ابوالحسن کا دربار دکھلایا سلطان نے تین چار روز ہر ایک کی مہمانی و جاگیر غیرت خان اور سربراہ خان کو خلعت مع گھوڑون کے دیکر مرخص کیا مگر اول سربراہ خان کو قلعہ کی سیر کرادی تھی کہ دیکھے اسقدر غلہ اور جنس اور توپخانہ اور بارود وغیرہ ضروریات جنگ و جدال موجود ہین اور عزت مع پیغام زبانی جسکا مضمون ایک ہی تھا حوالہ کیا اور جلال کو بادشاہ کے سر مبارک کا پابند کرکے سوگند کا پابند کرکے کہدیا کہ ابلاغ پیام مین قصور نکرے جب یہ لوگ واپس آئے غیرت خان کو جو ہزاری منصب دو سو سوار تھا پانصدی منصب بلا خطاب بحال رکھکر بنگالہ پر تعینات کیا اور سربراہ خان کے نسبت حکم ہوا کہ غلامونکا کام بھاگنا ہی غزل خطاب سے معتوب کرکے فرمایا کہ منصب ذات اس بدذات کا جو چار صدی ہی بحال رہے۔ ابوالحسن کی عرضی نہایت غرور سے خان فیروز جنگ کے پاس پہونچی تاکہ انتخاب کرکے جو کچھ لایق عرض ہو التماس کرے جلال نے جب ادائے پیام کو عرض کیا حکم دیا کہ پہر رات گذرنے پر بوقت خلوت عرض کرے خلاصہ عرضی اور پیغام کا یہ تھا کہ بندہ اپنے تئین جملہ بندگان درگاہ سے جانتا ہی اگر کوئی خطا ہوئی ہو امیدوار ہون کہ عفو فرمائی درصورتیکہ قلعہ مفتوح بھی ہوا حضرت شاہجہان آباد کو معاودت فرماکر اس ملک کو کسی بندۂ درگاہ کے تفویض فرماوینگے پس مجکو وہی بندہ خیال فرمایئے دوسرے جسکو یہان پر مقرر فرمائے گا یہان کے حاصلات سے زیادہ اپنے منصب اور ہمراہیون کے پیسے طلب کریگا اور علاوہ اوسکے اور روپیہ سرکار والا سے طلب کریگا تب یہ ملک آباد ہوگا شاید کہ سات آٹھ برس مین معموری کی نوبت ہو۔ بندہ جو کچھ کہ پیشتر درگاہ مین پہونچایا کرتا تھا اب بھی پہونچاویگا علاوہ اسکے جب معاودت ہو ہر منزل مین جسقدر کوچ ہو بتعداد کروہ سفر فی کوس لاکھ روپیہ تسلیم سرکار کرون اور نیز فی یورش کہ قدم مبارک زیر حصار آیا ہی کسیقدر نثار اور تصدق ادا کرون اور یہ کل خدمات بنظر خون ناحق مسلمانون کے ہی اور نیز یہ کہ بادشاہی ملازم اس سے زیادہ اپنے بال بچون سے جدا رہین لہذا اگر التماس بندہ کا مقبول ہو اور یہ ارادہ ہو کہ اور بھی ملازمان درگاہ تضیع اوقات کرین نظر بر رفاہ خلایق پانچ چھہ سو ہزار من غلہ جسکو جلال چیلہ انبار خانہ مین دیکھہ گیا ہی حضور مین ارسال کرون جب یہی مضمون جلال کی زبانی بھی گوشگذار ہوا در جواب مین چند لغویات شاہ کو بعض اونمین سے یہ تھین کہ اگر ابوالحسن میرے حکم سے برخلاف نہین تو دست بستہ حاضر ہو بعدہ جو مقتضائے وقت ہوگا تعمیل کیجاویگی اوسکے صبح کو علی الرغم ابوالحسن متصدیان برار کے نام حکم جاری ہوا کہ پچاس ہزار کیسہ کرپاس جسکا طول دو درعہ اور عرض ایک درعہ ہو مع مصالح قلعہ گیری کے روانۂ حضور کرین کہ بھر نئے سر سے خندق بھرا جاوے اس خبر کے سننے سے عاجزون کی زبان پر صادر ہوا کہ یہ کیا عقل و دانائی اور مسلمان کشی اور رسوائی ہی کہ کیسہ آوین اور خندق بہرا جاوے کیون ابوالحسن کے بموجب التماس غلہ کی درخواست نہین کرتا کہ اوسکے وسیلہ سے ہماری زیست ہو اور غلہ کی تھیلون سے خندق بہرا جاوے ۱۹ شعبان کو عرض ہوا کہ نقب طیار ہی بارود وغیرہ

پیچہ گئی آگ بتلانے کی دیر ہی حکم ہوا کہ اول بہادران مورچال یورش کرین تا کہ محاصرین فصیل قلعہ پر مدافعت کے واسطے جمع ہون
تب آگ لگائی جاوے اودہر عبد الرزاق لاری نے جب ادہر کے سرنگون کی خبر پائی ہر سہ نقب کے مقابلہ مین سنگ تراشون سے زمین کھود کر
ایک سرنگ کی باروت و فتیلہ اندر ہی اندر نکال لیگیا اور دوسرے نقبون سے کسیقدر باروت نکال کر باقیماندہ کو پانی سے کیچڑ
کر دیا کچھہ جو بچے اسطرف تھے جب آگ دی اودہر تو زور نچلا پانی کی نمی تھی ادہر کے رخ شعلہ اودر نکلا مردم مورچال یورش
تماشائیان فوج عالمگیری جو کھڑے تھے جل گئے اور بقدر زور زمین سنگلاخ نے اوڑکر اکثر آدمیون کے سر پر خاک ڈالی اودہر کے
آدمی مطابق سنہ عدد ہجری کے آوارۂ صحرائے ادبار ہوئے اوسوقت سنہ ۱۰۹۷ ہجری تھے اونمین سے ایک گروہ نامیون کا
مارا گیا جب دہوان بیٹھا کہین رخنہ نظر نہ آیا کہ ارادہ بالاروی کرین بلکہ بسبب ہلاکت اسقدر فوج کے عجب طرحکی سراسیمگی
عاید ہوئی اور دیکھی باروت کا دہوان تو چار طرف سے گھرا ہوا تہا کسیکو سجہائی تو دیتا نتہا محصورین نے فرصت غنیمت جانی
قلعہ سے نکل مورچہ پر آ باقیماندون کی جان پر آفت ڈہائی جب بادشاہ نے یہ معرکہ سُنا حکم سزا صادر فرمایا بڑی سعی سے لوگون کے
پیر باوجودیکہ بہت سے نیستہ ہو گئے مورچے پر گڑے رہے ہنوز مردم شاہی نے جا گرم نکی تھی شہیدون کے حساب مین مصروف
تھے کہ قلعہ والون نے دوسری نقب مین آگ دی ہزار کنگرہ تہیر فوج غازی کے سر پر آن ٹوٹے زخمیون کی ہائے ہوے
چرخ برین تک پہونچی گرد ہیون کے کان کر ہوئے غوغا کے ۲۰۰۰ اعداد کے مطابق مقتولون کا شمار ہوا اور پھر بھی محصورین نے چاہا
کہ قلعہ سے نکلکر طرف حصار کے مورچون کو جو چہ مہینے مین طیار ہوئے اور محل اقامت شاہی تہا چہین لیوین مگر خان فیروز جنگ
جا پہونچا تادیب پر کمر باندہی اس رزم مین بھی تعداد کشتون کی خرگاہ سے برابر ہوئی ہرچند فیروز جنگ نے رستمانہ چپقلش
دکھلائی مگر شوخی اعدا کا تدارک قرار واقعی نہوسکا عالمگیر یہ خبر سنتے ہی خشمناک ہوا سواری خاص طلب کرکے مع فوج ظفر موج
تخت رواں پر زینت افزائے میدان وغا ہو کر حکم یورش صادر فرمایا باوجودیکہ ایک خواص کا ہاتھ جو قریب تخت کہڑا تہا گولی کی
ضرب سے اوڑگیا کچہہ خوف نکہایا حملہ سے نہ ہٹا مرد آزمائی کو ہاتھہ بڑہایا ناگاہ باران رحمت نے حضرت بادشاہ کی زحمت دیکھکر برسنا
شروع کیا شناوران بحر وغا کی غوطہ خوری نے سود ہوئی ہوائے پندار جو حباب وار سر مین بھری تہی پانی کے طمانچہ سے نکل گئی
کسیکی جرات نہوئی کہ قدم بڑہا کر آبرو حاصل کرے سیلاب کے انداز سے دمدمون کے دل بیٹہہ گئے حتی کہ سواری بادشاہی مع ان
ہمراہی کے لوٹی محصورین نے چیرہ دستی کی مورچون پر پہونچکر جسقدر ہو سکا توپین عمدہ گران قیمت اوٹہا لیگئے جنہین نہ لیجا سکے
میخ مار کر خراب کر دیا اور ہزار ہا کیسہ خاک آلود جسمین اکثر دست مبارک بادشاہ کے دوختہ سے اوٹہا لیگئے سارا کارخانہ لڑائی کا
باطل کر دیا ہرچند خان فیروز جنگ نے بہت کچہہ ہاتہہ پیر ملائے مگر لا حاصل ہوا فیل خاصہ قیمتی چالیس ہزار کا کثرت بارش اور
ضرب گولہ سے گر گیا شام کے ہنگام ناکام خیمون مین آئے وہ دن بھی ناکامی مین تمام ہوا دوسرے روز بادشاہ عالیجاہ خود سوار ہوا
[illegible] آگ لگانے کو حکم دیا ہرچند آگ فتیلہ مین دی مگر شعلہ خیز نہوئی کوئی سبب معلوم نہوتا تہا تا آنکہ جاسوسون نے
خبر لگائی کہ محصورون نے قلعہ سے نقب سینہ زوری کی فتیلہ باروت کی چوری کی بادشاہ کو نہایت خجالت ہوئی ارادہ حملہ

دوسرے وقت پر موقوف رکھا دولتخانہ کو مراجعت فرمائی اس معرکہ مین خان فیروز جنگ نے دو زخم تیر کے کھائے تھے اور نیز دگھما روسانے بھی جراحت پائی تھی فیروز جنگ چندروز سے سرداری سے ممنوع ہوا اخبار جنگ و جدل شاہزادہ محمد اعظم کو ملات سلطان ابوالحسن کا عدم اور وجود یکسان سمجھکر دیوانیان کفایت شعار اور حکام آبادان کار کو ہر جگہ منصوب کیا اور حکمدیا کہ حیدرآباد کو دفترون مین دارالجہاد لکھا کرین عبدالرحیم خان بیوتات کو واسطے احتساب شہر کے مامور کیا اور حکمدیا کہ بعض رسمیات نگار اور بدمذہبان ابوالحسن کے شہر سے دور کرے اور بتخانون کو منہدم کراکر مسجدین بنوادے۔ عجب حکایت ہی کہ صف شکنخان ولد قوام الدینخان برخلاف دیگر امراے ایرانی کے قلعہ گیری مین تردد کثیر کرتا تھا ایکروز کسی ایرانی فاضل نے کہا کہ ایک گروہ علما اور مومنین اور سادات کا اس قلعہ مین محصور ہی یہ تیری سعی اور کوشش اونکے اتلاف اور خرابی کا سبب ہی اوس بدبخت نے جوابدیا کہ اگر امام حسین بھی اس قلعہ مین ہو تسخیر کرنے سے باز نہ ہونگا یہ کلمہ یہانتک مشہور ہوا کہ خیمہ خیمہ مین چرچا ہونے لگا۔ اس مقولہ سے یہ اتہام کیا گیا کہ محصورین سے متفق ہی پس نظر عالمگیر سے گرکر ساقط الاعتبار ہوا اور اوسکا مال و اسباب ضبطی مین آیا اور بعد چندے معاف ہوکر پہر آتشی کے عہدے پر اس سبب سے کہ صلابت خان وغیرہ نامردی سے معذرت خواہ تھے مقرر کیا گیا۔ چونکہ عالمگیر ہمیشہ تالیف قلوب کہنیون کی کرتا تھا اور نیز زر زبد کا کوئی ساتھی نہین ہوتا اکثر نوکر سید ابوالحسن کے عالمگیر سے رجوع ہوکر منصب لایق سرفراز ہوئے شیخ منہاج اس خبر سے کہ عالمگیری رفاقت کرنا چاہتا ہی قید ہوا غیر عبدالرزاق لاری اور عبداللہ خان ترین افغان کے کوئی شخص سلطان ابوالحسن کے پاس نرہا آٹھ مہینے محاصرہ مین گذرے یہ دونو ایام محاصرہ مین جیسا کہ چاہیے جانفشانیان کرتے رہے مکرر فرمان عالمگیری موعود منصب ششش ہزاری ششش ہزار سوار مع دیگر عنایات کے عبدالرزاق لاری کے نام صادر ہوئے مگر اوس وفانژاد نے راہ رہت چہوڑی بلکہ فرمان والا کو قلعہ کی برج اور فصیل پر آکر مردمان عالمگیری کو دکھلا دکھلا سپاڑ کے نیچے چہوڑدیا اور حامل خط کے زبانی کہلا بھیجا کہ یہ جنگ نمونۂ کربلا ہی عبدالرزاق امیدوار کہ نفس واپسین تک اون بائیس ہزار نامرد کے زمرہ مین کہ امام حسین سے بیعت کرکے آخر کو تلوار مارنے نہ آوے بلکہ منجملہ بہتر شہدا کے دنیا و عقبے کی سرخروئی حاصل کرے عالمگیر نے اس جواب سے آزردہ ہوکر ظاہر کیا کہ زہے بدبخت لاری بازاری اور باطن مین اوسکی وفاداری پر تحسین فرمائی۔ اگرچہ بمقتضاے تقدیر قلعہ گلکنڈہ مسخر ہوا لیکن دونو طرف کے دین و ایمان شجاعت وفا حیا مروت کا امتحان ہوگیا اور ترددات بیہودہ عالمگیری اور بادشاہ کی کیسہ دوزیہا وضو و طہارت اور خرچ کثیرا در جانہی ہزارہا حیوان اور انسانکی ہوئی تھی قلعہ مذکور فتح نہوا مگر طمع اور ترغیب نوکران ابوالحسن اور اون بے ایمانون کی نمک حرامی سے قبضہ ہوگیا

ذکر فتح قلعہ گلکنڈہ اور بقیہ حال ابوالحسن خدا بندہ کا

آخر ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۸ ہجری کو روح اللہ خان کی سعی اور رستم خان افغان بمبنی کے وساطت سے اور رسل و رسایل سے عبداللہ خان نرہن جو ابوالحسن کا معتمد نوکر اور صاحب اختیار دروازہ معروف کہڑکی کا تھا بطمع جاہ مع نوکرون اور فوج کے عالمگیر کے نوکرون سے ملگیا اور سیر رات رہنے پر روح اللہ خان اور مختار خان ملو رستم خان اور صف شکنخان نے ایمان اور خواجہ مکارم جسنے جان نثار خان

کا خطاب پایا تھا کہ روبرو دروازہ کھول دیا اور لوگ دروازے اور فصیل سے جوجابجا شکست وریخت ہوگئے تھے داخل حصار ہوگئے اور شاہزادہ محمد اعظم مع فوج کے دروازہ پر آکر منتظر کشادگی دروازہ استادہ ہوا مردم پادشاہی سیلاب کی طرح سے قلعہ مین داخل ہوئے ہر جگہ پر پہرہ لگ لیا حرم سرا وغیرہ مقام سے غلغلۂ فتح بلند ہوا مصطفے خان عبدالرزاق لاری نے مطلع ہوکر بدون مسلح ہونے کے بمقتضائے شجاعت ڈھال تلوار لیکر اسپ چارجامہ پر سوار ہوکر مع بارہ آدمیون کے مقابلہ کو دردولت ابوالحسن پر حاضر ہوا اوسوقت دروازہ کھلا اور مردم عالمگیری کا ہجوم ہوگیا تھا اوس شیر آہنگ نے بلاخوف اوس جمع کثیر کا مقابلہ کیا رفقا نے ابھی کنارہ کشی کی مگر یہ تن تنہا آگے کو بڑھتا اور کہتا تھا کہ جب تک جان ہی رفاقت خداوند نعمت کا ارمان ہی اپنے خون سے بازی کھیلتا تھا چارو طرف سے تیر برستے تھے سر سے پیر تک نخل شگوفہ ہوگیا وہ شجاعت ظاہر کی کہ جسکے سننے سے رستم اور سہراب کے کان کھڑے ہوان جنگ کنان اپنے آقا کے دردولت پر جا پہونچا وہان پر بارہ زخم منکر مین سے ایسا زخم کھایا کہ پیشانی کی پوست لٹککر آنکھون کا پردہ ہوا آخر دیکھنے سے مجبور ہوا عین ایسی حالت مین دوسرا زخم آنکھہ پر لگا اور کثرت جراحت سے آنکھہ بند ہوگئی کھڑے ہوکر خودداری کرتا تھا اور گھوڑے کی باگ چھوڑدی اپنی احتیاط مین رہا اسپ وفادار نے اوسکے مکان پر پہونچایا اور اوسکے آدمیون نے گھوڑے سے اوتار بستر پر ڈالا ہاشم علیخان خافی محرر تاریخ جو اوس وقت عالمگیر کے لشکر مین حاضر تھا اور اوس ماجرے کو دیکھتا تھا لکھتا ہی کہ یہ ایک شمہ ہی اوسکی شجاعت سے مردان کارزار اوسکو سرمشق حسن کارگذاری اور ادائے حقوق نعمت کی خدمتگذاری کا کرکے اپنے کو محبوب قلوب اور مورد الطاف خفی و جلی خالق کا کرین بالجملہ سلطان ابوالحسن جب اس ہنگامہ پر رنج سے آگاہی پائی اور نالۂ جانکاہ پردگیان حرم سے بلند ہوا ہر ایک کی تسلی کرکے وداع ہوا اور کمال استقلال سے دیوان خاص مین مسند آرا ہوا اور انتظار مہمانان ناخواندہ کرنے لگا کھانے کا وقت نزدیک تھا تاکید خوان آرائی کی کرتا تھا جسوقت کہ روح اللہ خان اور مختار خان مع دیگر امرا کے پہونچے سلام علیک مین سبقت کی مگر دست برسر الیاداب سلطنت سے باہر ہوا اور غایت استقلال اور خودداری سے ہر ایک کو خوشوقت کیا جب بعد روشن ہونے صبح کے بکاول نے خبر طیاری خوان کی لگائی حاضرین سے اجازت طلب کی اور اونہین بھی تکلیف خورش کی بعض نے انکار کیا اور بعض شریک طعام ہوئے روح اللہ نے ازروے تعجب کے دریافت کیا کہ یہ کون وقت طعام کا ہی ابوالحسن نے فرمایا کہ میرے کھانے کا وقت ہی روح اللہ خان نے کہا مین جانتا ہون لیکن اس حال بد مین کیونکر رغبت ہوگی جواب دیا جو تم کہتے ہو یہ بات حسب قاعدہ جمہور ہی مگر میرا اعتقاد یہ ہی کہ کسی وقت مین خداوند تعالی نظر لطف سے دریغ نہین رکھتا ہی اگرچہ سلسلۂ خاندان دادا اور نانا دونو طرف سے باآبرو رہے لیکن چندگاہ خدا کی مصلحت میرے حق مین یہ ہوئی کہ لباس درویشی مین بسر کیا بعدہ کہ نظر تفضلات ہوئی دفعۂ واحد مین سلطنت نصیب ہوئی الحمد للہ کہ کوئی آرزو دلمین نہین ہی کہ دردن حاصل کیے اور لاکھون عطا کرڈالے اسوقت مین بھی کہ بعض اعمال ناشایستہ کے عوض مین جو ایام سلطنت مین میرے ہاتھہ سے ہوئے بنابر تنبیہ و تادیب عنان بادشاہی میرے ہاتھہ سے لے لی اوسپر بھی شکر ہی کہ جسقدر ایام حیات میرے باقی ہین بادشاہ

دیندار کے اختیار مین ہین بعد فراغ طعام سواری طلب فرمائی اور بادشاہی شان و تزک سے مالاے مروارید گردن مین ڈالکر امراے عالمگیر کے ہمراہ روانہ ہوا چونکہ اعظم شاہ نے دروازۂ قلعہ پر خیمۂ مختصر کھڑا کیا تھا اور منتظر تھا اوسکے پاس لیگئے بروقت ملاقات مالاے مروارید اپنے گلے سے اوتار کر شاہزادہ کے نذر کیا اور شاہزادہ نے اوسکی دلجوئی کر کے عالمگیر کا حضور دکھلایا اوس طامع نے بھی عزت کی اور یومیہ بقدر معاش ضروری از قسم پوشاک و خوراک و خوشبو کے مقرر کیا بعد چند روز کے روانۂ دولت آباد کر کے وہان قید رکھا بعد ازان روح اللہ خان وغیرہ متصدی اوسکے جستجوے مال مین مصروف ہوئے اور عبدالرزاق لاری کی کیفیت سے مطلع ہو کر اوسے طلب کیا اوسے حالت نزع مین چارپایہ پر ڈالکر روح اللہ خان کے پاس لائے —

صف شکنخان شمر خو بچشم ذنگاہ چلدیا کہ یہ وہی لاری ناری ہی اسکا سر کاٹکر بادشاہ کے حضور مین لیجانا چاہیے اور دروازہ پر آویزان کرنا چاہیے روح اللہ خان نے جوابدیا کہ نیم جان کا سر کاٹنا بے اجازت مروت سے دور ہی اور احوال اوسکا حضور مین لکھا جب عالمگیر نے اوسکی جانفشانی سُنی حکم دیا کہ دو جراح ہندی و فرنگی اوسکے علاج پر مقرر ہون اور ہر روزہ اوسکے حیات کی کیفیت تحریر کرین اور روح اللہ خان کو بلا کر کہا کہ اگر ابو الحسن کا ایک اور بھی ایسا نوکر وفادار ہوتا تو فتح قلعہ ناممکن تھی جراحون نے بعد معاینہ جراحت عرض کی کہ ستر زخم بخیہ اور علاج طلب شمار مین آئے ہین سوا اسکے بہت سے ایسے زخم ہین کہ جسکا شمار نہین ہوسکتا اور اگرچہ ایک آنکھ چشم زخم سے بچی ہی مگر معلوم نہین کہ دوسرے جراحتون کے تصادم سے اوسمین نور دیدہ باقی ہی یا نہ ہی اسپر مکرر تاکید علاج صادر ہوئی بعد تیرہ روز کے عرض کیا کہ عبدالرزاق نے آنکھ کھولی زبان الکن ہے کسیقدر حرف زن ہوتا ہی امید حیات عنقریب ہی حکم ہوا کہ ہمارا یہ پیغام پہونچاؤ کہ تیری تقصیرات معاف ہوئین اپنے لڑکے عبدالقادر کو مع دیگر فرزندان لائق کے روانۂ حضور کرے تاکہ منصب سے سرفراز ہون اس پیغام سے اوس بہادر نمک حلال نے کہا کہ اول تو امید حیات نہین بر تقدیر اگر زندگی وفا کرے ان دست و پا باختہ سے کب نوکری کرسکتا ہون بالفرض اگر نوکری کے قابل بھی ہون تو مجھسے کہ نمک پروردۂ ابو الحسن ہون کب نوکری عالمگیر کی ہوسکتی ہی اگرچہ اس جواب سے بادشاہ کو رنج آیا مگر انصاف سے آفرین فرمائی اور حکم دیا کہ بعد صحت اوسکی حقیقت عرض کرین اور اوسکا جو اسباب کہ لوٹ سے باقی رہا تھا اوسے بخشدیا اور اموال ابو الحسن سے اڑسٹھ لاکھ اور اکیاون ہزار ہون اور دو کرور تین ہزار روپیہ جملہ چہ کرور اٹھنی لاکھ اور دس ہزار روپیہ سواے جواہر اور ظروف مرصع طلا و نقرہ کے ضبطی مین آ کر عرض ہوا۔ اس تشخیص ہاشم علیخان سے معلوم ہوتا ہی کہ نرخ ہون کی اوسوقت مین سات روپیہ تھا اور وزن اوسکا مضاعف اور سونا اوسکا بے غش بہ نسبت اس زمانۂ حال کے ہوگا ورنہ جو نرخ اور وزن ہون کا اسوقت ہی اسقدر روپیہ کا تخمینہ نہین ہوسکتا اور جمع دامی ایک عرب پندرہ کرور تیرہ لاکھ سیقدر زیادہ دفتر مین لکھے گئے ملتفت خان جو آخر کو بخطاب اسیر خان نامزد ہوا اوسکا نام اصلی میر عبدالکریم ہی مستعدان مین سے تھا اسنے قلعہ کے فتح کی تاریخ (فتح قلعہ گلکنڈہ مبارکباد) کہی۔ اس قلعہ گلکنڈہ کا استحکام اور شہر حیدرآباد کی خوبی اور اوس سرزمین کی آب و ہوا کی لطافت اور وہان کے حسن نمکین اور سیر حاصلی کی کیفیت اوس سے

زیادہ ہی کہ اس فن غیرہ مین لکھا جاوے قلعہ خام گلکنڈہ اول بنایا ہوا راجہ دیورائے کا ہی سلاطین بہمنیہ نے اہل اسلام کے
تصرف مین پہونچایا بروقت اختتام زمانہ بہمنیہ کے سلطان قلی نام مخاطب بہ قطب الملک کے جو امرائے سلطان محمود
بہمنی سے تھا حاکم گلکنڈہ تھا جب طوائف الملوکی ہوئی مستقل وہان کا حاکم بن بیٹھا اور اوس قلعۂ خام کو پختہ طیار کیا
بعد ازان جب اسکی اولاد نے سالہا سال تسلط پایا اور وہان کے فرمان روا رہے ہر ایک کا خطاب قطب الملک ہوتا آیا۔
اور اوسکے استحکام مین ساعی ہوکر نہایت متانت سے پایدار کیا جب نوبت سلطنت محمد قلی قطب الملک کی پہونچی یہ شخص
بہاگ متی نام ایک پاتر پر عاشق ہوا اور تعشق بسیار ہو گیا اور بموجب اوسکی خواہش کے قلعہ سے دو کوس کے فاصلے پر ایک شہر
اوسکے نام پر بہاگ نگر نام آباد کرایا چونکہ وہ عورت فاحشہ تھی اوس شہر مین رواج خرابات اور مسکرات کا بکثرت ہو گیا اور
وہان کے سلاطین برملا عیاشی کرنے لگے انواع فسق و فجور مین اوس شہر کے باشندہ بدنام ہوئے کوئی بادشاہون مین سے
اس قباحت اشتہار پر جو اوس عورت کے نام سے متعلق ہوا اور اوسکا نام حیدرآباد رکھا چونکہ ابوالحسن زیادہ تر لہو و لعب اور
کے لہو و لعب اور عیش و طرب مین رغبت رکھتا تھا فسق و فجور کے اسباب کی کثرت نے رواج پایا اور عالمگیر نے جو ظاہر مین اپنے
تئین کسوت اہل صلاح سے آراستہ کرتا تھا اور تارک الدنیا کی تشبیہ ڈہونڈہتا تھا شہر مذکور دار الجہاد کے نام سے موسوم کرکے
وہان کے باشندون کی قتل و غارت اور شہر کی خرابی مین مصروف ہوا اور غرض اصلی یہ تھی کہ تحصیل خزاین نقود و جواہرات
سرکار ابوالحسن کے جو مشہور تھے کرے اور اکابر علمائے شیعہ اور اتقا اور عموماً مومنین کے جو اوس شہر مین بکثرت تھے اونکا
استیصال منظور اور مقصود تھا اور زمانہ بہادر شاہ مین شہر مذکور کا فرخندہ آباد نام رکھا گیا لیکن اشتہار اوس شہر کا حیدرآباد
ہی کے نام سے جیسا کہ اب بھی ہی بدستور رہا اور اوسکی کوشش نے کچھ نہ سود بخشا بعد فتح قلعہ گلکنڈہ کے عالمگیر بیجاپور کو
چلا جب خبر صحت پائی عبد الرزاق لاری کی اس زمانہ دل آزاری کو پہونچے صوبہ دار حیدرآباد کو لکھا کہ عبد الرزاق کو مستمال کرکے
روانہ حضور کرے عبد الرزاق نے معذرت کرکے التماس کیا کہ امیدوار ہون مجھے مع اطفال کے روانہ بیت اللہ فرمائے تاکہ بعد
حصول طواف حرمین شریفین کے وطن پہونچکر دعائے ازدیاد عمر و دولت بادشاہ مین مشغول رہے بعد عرض اس خبر کے آشفتہ ہوکر فرمایا
کہ مقید کرکے روانہ حضور کرے فیروز جنگ نے شفاعت کرکے اپنے پاس دلاسا کرکے بلایا اور چند دنون تک رکھکر بڑی دلیری سے
منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار قبول کراکر جرگۂ ملازمان شاہی مین لایا یہ بے موقع آشفتہ ہونا محض عنادی ورنہ لازم تھا کہ ادمیگا
اور وحیدہ دہر کی خوبیون پر نظر کرکے مبلغ خطیر انعام دیتا اور جیسا کہ چاہتا تھا اوسکو وطن مالوفہ کی رخصت دیتا اور اگر نگاہ رکھنا
اور اوسکا دل رکھنا واجب تھا تو مقتضائے قدردانی یہ تھا کہ براہ ضعف پروری خود اوسکے مکان پر آتا یا کسی شاہزادہ کو یا مثل روح اللہ خان
وغیرہ عمدہائے ملازمین سے کسیکو بھیجکر بہر حال اوسکی دلجوئی اور تالیف کرتا اور زیادہ تر اون مرتبون سے جو دیگر نوکران نمک حرام
ابوالحسن مانند محمد ابراہیم و شیخ نظام وغیرہ کو دیا تھا اوسکے واسطے مقرر کرکے اوسکی عزت و احترام مین زیادہ ساعی ہوتا تاکہ حق
قدردانی کا پہونچتا اور نیز نوکران در رفقا کی وفاداری کی دلالت ہوتی نہ یہ کہ نمک حرامون کو ہفت ہزاری کرنا اور عبد الرزاق کو

حکم قید بھیجنا ظاہر ہوا اور بعد از آن کہ بیچارہ بضرورت نوکری کرے چار ہزاری منصب ملے اور اسطرح بمقتضائے دنیا طلبی تو
اور تحصیل کار خود کے ملا عبد القوی افغان ملعون کو جو ممنون احسان جان بخشی دارا شکوہ تھا جہاں بانی کرنا اور منصب بخشنا اگر تالیف
اور اوسکو لالچ دینا ضرور تھا چاہیے تھا کہ بعد اسیر ہو جانے دارا شکوہ کے اوس ولد الحرام کو مقید و ناکام رکھتا بلکہ ہمراہ دارا شکوہ
کے اوسکی گردن مارتا تا دیگر لوگون کی عبرت ہوتی اور اسطرح کے امور سے محترز رہتے نہ یہ کہ مراعات کر کے زیادہ تر دلالت
اور ترغیب ایسے امور کی کی گئی اور جملہ عجایب اعمال اوسکے سے ایک یہ ہے کہ سعادت خان کو جو ابو الحسن کا دربان تھا
اور جسنے جانبازی کر کے اوس قسم کے سوال و جواب سلطان ابو الحسن سے کیے اور نو خوان جواہرات قیمتی بیالیس لاکھ روپیہ کے
حسب الحکم اپنے حسن تدبیر سے جان سے ہاتھ دہو کر حاصل کر کے بھیجے اسقدر قصور پر کہ آتش افروزی اور لڑائی مین
توقف کیا اور بعض حالات جسکی خبر شاید اوسنے نہو عضو مین نہ لکھا بعد فتح مورد عنایت ہوکر دو صدی منصب ذات
اور سو سوار اوسکے کم ہوئے اور خطاب سے برطرف ہوا اور اسی ہزار روپیہ جو ابو الحسن نے اوسے دیا تھا اور اوسنے التماس
کر کے ظاہر کیا تھا بازیافت کر کے ایکسال تک عتاب مین رکھا آوسکا احوال ایسا تھا کہ ہاشم علیخان خافی لکھتا ہے کہ مین
سعادت خان کے ہمراہ تھا اور خوانچہ ہائے جواہر مرسلہ ابو الحسن مع عرضی عفو تقصیرات کی اوسکی تحویل مین تھے ہر چند
اوسکے دوستون نے کہا کہ فرد دستخطی ابو الحسن ان جواہرات کی چہرہ اور قیمت کی نہین ہے پس شمار کو برابر رکھکر بعضے جواہرات
جو بیش قیمت ہین لیکر اونکی جگہ کم قیمت جواہرات رکھدو بھیجیے مگر اوس عزیز نے بپاس امانت داری کے اس عمل پر توجہ نکی
اور اصلا تصرف نکیا غرض راقم کی لکھنے سے جو بعض فقرات کتاب ہاشم علیخان خافی سے منتخب ہوئے ہین یہ ہے کہ مدارج
رضا و تسلیم و ثبات و استقلال ابو الحسن کا تا بقاے روزگار رہے جیسا کہ اوسنے اپنا استقلال ایسے وقت مین کہ
درویشون سے بھی دشوار ہے قائم رکھا فی الحقیقت لباس سلطنت مین ایک درویش تھا حقیقت کیش اور مراتب
شجاعت و وفا اور اخلاص کے جو مصطفےٰ خان عبد الرزاق کو حق تعالے نے دیئے تھے اوسکی خلقت مین محض عنایت
اور ودیعت نہادۂ دست قدرت تہی قیاس کرنا چاہیے کہ محض عالم یاس مین کہ مطلقاً امید ظفر اور رستگاری کی نہو
اس حد پر پاس ننگ اور وفا اور اخلاص مین کوشش کرتا اور کمال خواہش سے شربت تلخ جراحت اور اجل کا نوش کرنا
مقدرات مین سے ہے اور ظاہر ہونا عناد اور لجاجت اور مکاری عالمگیر کا اور شہرت مکر و تذویر اور رسوخ کینہ اور تعصب
اور تبعیت نفس اور ہواے تغلب جو ابنائے جنس پر ہوئی اور کھوٹا پن اور زیادتی حرص ان حق پرستون پر اور احوال ابو الحسن
اور عبد الرزاق کو کب اخلاق حمیدہ مین جو انکا نذکور ہی اپنا سر مشق بناوین اور خصایل رذیلہ سے جو عالمگیر مین جمع تھین
اوس سے محترز ہونا واجب سمجھین کیونکہ دنیا ہر طرح پر گذران ہے اور جزا اور پاداش اعمال کی دنیا و عقبی مین باقی اور
پایدار ہے ابو الحسن اور عبد الرزاق بھی نرہے اور عالمگیر بھی گذرا اگر دونو کے کردار صفحہ روزگار پر یادگار ہے اور تا قیامت رہینگے
۹۱ جنید براہ مکر و حیلہ کے منع کر کے اپنی عیب پوشی کی تاریخ کو چھپایا اور کوشش کی کہ لوگون پر ظاہر نہو مگر کچھ فایدہ نہوا

بلکہ اور زیادہ ظاہر ہوا اور اگر بفرض محال بعض لوگون یا کل مردم سے مخفی رہتا عالم الغیب سے جو اپنے بندون کے ضمایر سے واقف ہی کیونکر مخفی اور محتجب رہتا۔ الحال بر سبیل اختصار احوال عروج ابو الحسن کا کہ حق تعالے نے گوشہ جہول سے نکالکر اوج کامرانی پر پہونچایا اور آخر کو تخت سلطنت حیدر آباد پر متمکن ہوا لکھنا مناسب ہی تا کہ طالبان اخبار کو سرمایۂ حیرت اور انتظار نرہے کہ ابو الحسن نے جیسا کہ خود روح اللہ خان سے اظہار کیا کیونکر آن واحد مین فلاکت سے نکلکر ریاست پر پہونچا۔ مخفی نرہے کہ عبد اللہ قطب شاہ جسنے قریب ساٹھہ برس کے فرمانروائی کی چونکہ لاولد تھا منجملہ تین لڑکیون کے جو حق تعالے نے اوسے عطا فرمائین تھین ایک کو سید نظام الدین احمد الحسینی سے جو سادات صحیح النسب مدینۂ طیبہ اور خلف سلسلۂ غوث العلما امیر غیاث الدین منصور شیرازی قدس اللہ روحہ العزیز سے تھا منسوب کیا احوال فضلاے اس سلسلہ کا مانند امیر مذکور کے جو ملقب ہوا استاد ابو البشر دہو من الشمس اظہر و صدر الحکما امیر صدر الدین محمد دستگی شیرازی و سید مبارک شاہ و میر اصیل الدین و میر جمال الدین محدث وغیرہ کے ارباب بصیرت پر مستور اور مخفی نہین انکا موطن اصلی مدینۂ طیبہ ہی وہان سے دار العلم شیراز مین آکر سکونت اختیار کی اور صاحب ضیاع و عقار ہوئے اور تورک و احتشام سے ایک زمانۂ دراز بسر کیا تا آنکہ سید نظام الدین دوبارہ ساکن حجاز اور سید علیخان اوسکا بیٹا وہین پر متولد ہوا بعد ازان مع پسر حیدر آباد دکن مین مراجعت کی جیسا کہ اوس سے اشعار ہو چکا ہی داماد بادشاہ ہوا اور عبد اللہ قطب شاہ نے سید نظام الدین احمد اپنے داماد کو رتبۂ رفیعۂ امارت پر پہونچا کر اختیار اکثر امور ملکی کا اوسے عطا کیا بعد چندے سید سلطان جو کہ نہ تھی سادات مشہورہ عزت اور منجملہ شاگردان پدر بزرگوار سید احمد تھا وارد ہوا اور خدمت بادشاہ مین تقرب بہم پہونچا کر دوسری لڑکی اپنے نامزد کرائی اور روز بروز اسکا عزت و احترام فزایش پاتا گیا تا آنکہ سید احمد اور سید سلطان کے فیما بین حسد آ پہونچا ایکروز قطب شاہ نے سید سلطان سے دریافت کیا کہ تمکو بزرگان سید احمد کے حالات سے آگاہی ہی اوسنے کہا ہان فاضل بن فاضل اور ہمارا اوستادزادہ ہی جبکہ یہ سخن راست بطور اہانت کے کہا سید احمد اسکو سُن کر اوس سے ساتھہ بد ہوا اور دراندازون کے ذریعہ سے روز بروز انکے درمیان مین عناد و فساد کا مادہ جمع ہوتا گیا تا آنکہ سید سلطان کے نکاح کی مجلس جو دختر عبد اللہ قطب شاہ سے منعقد ہوئے درپیش آئی اور ہنگامۂ عیش و نشاط اور آرایش در و بام بازار حیدر آباد چند روز تک موجب شگفتگی خاطر تماشائیان رہا عین اوس رات کو جب سید سلطان کو دامادی کے واسطے لیجاتا تھا ایک دوسری حرکت اوس سے ظہور مین آئی اور اوسنے اس انتہا کو کام پہونچایا کہ سید نظام الدین احمد نے قسم سخت کھاکر عبد اللہ قطب شاہ سے کہا کہ اگر تم اپنی دختر سید سلطان کو دیتے ہو تو مجھے رخصت کرو اور اوسنے ملک سے نکلجانے کی فکر مین ہوا ہرچند قطب شاہ اور نیز دیگر اعیان سلطنت نے چاہا کہ رفع فساد ہو مگر کچھہ فائدہ نہوا چونکہ سید احمد کا تسلط مدتون سے اندرون محل اور نیز دربار مین تھا اور نیز سردماہ جو کہ مدار علیہ محل تھا اور نیز دیگر محرمان سید احمد کے معاون ہوکر بادشاہ کو مانع ہوئے۔ عبد اللہ قطب شاہ نے حیران ہوکر محرمان و ہمدمان سے چارہ جوئی

اور یہ صلاح قرار پائی کہ سلطان ابوالحسن کو جو مان کی طرف سے قرابت قریبہ بادشاہ سے رکہتا ہی بجاے سید سلطان کے داماد بناوین لیکن سلطان ابوالحسن شروع ایام شباب سے صحبت فقراے آزاد نامقید خراباتی وضع مین بسر کرتا اور اوضاع نیک اختیار کرکے بادشاہ کی نظر سے اسقدر گرا ہوا تھا کہ کسی طرح پر اوسکے حال پر توجہ نہ تھی لہذا ابوالحسن درویشانہ بسر کرتا تھا اور اسی زمانہ مین سید راجو کی خانقاہ مین جو اوسکی مرشدی مین اشتہار رکہتا تھا اوقات گذاری کرتا تھا حسب الامر بادشاہ کے سلطان ابوالحسن کو بہم پہونچا کر حمام لیجا کر مخلع کیا اور سہرۂ مروارید اوسکے سر پر باندہا اور عراقی گھوڑے پر جسپر ساز مرصع الماس تھا سوار کرا کر اوسی تجمل اور توزک سے جو سید سلطان کیواسطے مہیا ہوا تھا مجلس دار السلطنة مین حاضر لائے اور دختر عبد اللہ قطب شاہ سے اوسکا عقد باندہا روز بروز زیادتی جاہ و مراتب ہونے لگی اور سید نظام الدین احمد نظر بعلو نسب اور اسوجہ سے کہ بادشاہ کی بڑی لڑکی کا شوہر تھا کسی میر کو ارکین دولت مین سے اپنے دلمین نلاکر سید مرتضی کو بھی جو خاندان سلاطین زادگان مازندران اور عمدہ امراے قطب شاہ اور صاحب فوج حیدرآباد کا تھا سب امرا کے برابر جانتا تھا اس سبب سے سب ارکین دولت کشیدہ خاطر تھے اور کسیقدر خدمۂ محل بھی اوس سے نفرت کرتے تھے اور برخلاف اوسکے ابوالحسن سب سے جوہر ایکسے ساتھ رفق اور مدارا اور برادرانہ سلوک اور اخلاص کرتا تھا ہر ایک راضی و خوشنود رہا بعد رحلت عبد اللہ قطب شاہ کے تعئین سلطنت مین اختلاف واقع ہوا حرم سرا کے باہر سید نظام الدین احمد مع اپنے سپاہ کے مستعد جنگ تھا اور حرم سرا کے اندر سردماہ صاحبہ کلان زن سید احمد اپنے مع کنیزان حبشیہ اور ترکیہ کے شمشیر برہنہ ہاتھہ مین لیے ہوئے آمادہ فتنہ سازی ہوئی اور ہر گوشہ سے نائرہ جدال و قتال نے اشتعال پکڑا آخرکار سید مرتضی کی رعایت اور مادنا اور آگنا کی حسن سعی سے جو کہ دونو بہائی قوم برہمن اور سید مرتضی کے مدار المہام تھے نوکران عمدۂ بادشاہی سے رفیق ابوالحسن ہوگئے سید احمد مغلوب اور سلطان ابوالحسن بادشاہ ہوا لیکن اخیر کو درمیان ابوالحسن اور سید مرتضی کے بسبب غرور و تحکم کے باوجود سر رشتہ نوکری کے بوجہ اوسی اعانت کے کہ ابوالحسن کے جلوس تخت مین کی تھی نفاق ہوا اور ابوالحسن نے سید مرتضی کی خودسری اور خلاف ورزی کی برداشت نہ کی آدرکام منازعت کو پہچا اور صورت فتنہ تازہ کی ظاہر ہوئی اوسوقت مادنا نے جو پیشکاران مستقل اور معتمد علیہ سید مرتضی کا تھا اپنی تدابیر اور منصوبہ سے بدل جنگ و جدال کی جماعہ داران عمدہ سید مرتضی کو حلقہ اطاعت ابوالحسن مین لایا اور سید مرتضی کو نے بال و پر کر دیا آس خدمتگذاری کے جلدو مین ابوالحسن نے وزارت و قلمدان مادنا کے حوالہ کرکے اوسکی پرانی خدمات اوسکے بہائی اکنا کو مقرر کین اور اقتدار مادنا کی افزائش مے بندگی اور نیکو خدمتی کے عوض مین تھا ٭٭٭

تمت